خواتین کے مسائل اور ان کا حل

یعنی

مجموعہ فتاویٰ برائے خواتین

افادات از اکابرین

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہیؒ
حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ
مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ
مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ
حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم لاجپوریؒ
حضرت مولانا مفتی مختار الدین کربوغہ شریف مدظلہ
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ

مرتب و تحقیق

مولانا مفتی ثناء اللہ محمود صاحب

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

خواتین کے مسائل اور ان کا حل

یعنی

مجموعہ فتاویٰ برائے خواتین

جلد اوّل

مرتب و تحقیق
مولانا مفتی ثناء اللہ محمود صاحب

افادات از اکابرین

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہی
حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب
مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحب
مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم لاجپوری
حضرت مولانا مفتی مختار الدین کربوغہ شریف
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : اکتوبر ۲۰۰۲ء علمی گرافکس پرنٹنگ پریس، کراچی۔
ضخامت : 544 صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

انتساب

مجھے اس دنیا میں بہت زیادہ محبوب شخصیات

''میرے پیارے والدین''

کے نام

جنہوں نے میری دینی و دنیاوی تعلیم کی ابتداء کی،
مجھے قلم پکڑنا اور پڑھنا سکھایا اور میرے شفیق اساتذہ
کے نام جن کی محنت اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے
مجھے اس قابل بنایا۔

احقر ثناء اللہ محمود

فہرست عنوانات (جلد اول)

کتاب الایمان والعقائد

باب الکفر والارتداد (دین سے پھر جانا)

کتاب السنة والبدعة

سنت اور بدعت کے مسائل

کتاب العلم

قرآن کریم کی عظمت اور اس کی تلاوت

سجدہ تلاوت

کتاب التصوف

اخلاقیات

خواب

کتاب الذکر والدعاء والتعویذات

اوراد وظائف

کتاب السیر والمناقب

حقوق المعاشرہ وآدابھا

والدین اور اولاد کے تعلقات

مرد وعورت سے متعلق مسائل

سلام کا طریقہ اور اس کے مسائل

کتاب الطہارت

وضو کا بیان

باب الغسل

موجبات غسل

وضو اور غسل کے متعلق متفرق مسائل

باب المسح علی الخفین (موزوں پر مسح کرنا)

احکام معذور

نجاست کا بیان

جھوٹے پانی کے احکام

مسائل استنجاء

کنوئیں کے مسائل

باب التیمم

کتاب الحیض (ماہواری کا بیان)

حیض (ونفاس یعنی بچے کی پیدائش کے بعد آنے والے خون) کا بیان

حیض کے متفرق مسائل

مسائل نفاس

کتاب الصلوٰۃ (نماز کا بیان)

اہمیت نماز

باب الاذان

اوقات صلوٰۃ

باب صفۃ الصلوٰۃ

نماز کے عمومی مسائل

عورتوں کی نماز کے چند مسائل

نماز کے مفسدات و مکروہات وغیرہ

مسافر کی نماز کا بیان

قضاء نمازوں کا بیان

نماز تراویح

باب العیدین

نماز کے متفرق مسائل

کتاب الجنائز

میت سے متعلق متفرق مسائل

باب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کا نصاب اور اس کی شرائط

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

مصارف زکوٰۃ

صدقہ فطر

کتاب الصوم

روزے کا بیان

روزہ نہ رکھنے کی وجوہات

روزے کے مسائل

روزے کے متفرق مسائل

قضاء روزوں کا بیان

باب الاعتکاف

اعتکاف کے مسائل

کتاب الحج

حج کے اعمال

رمی کا مسئلہ

بال کاٹنے کے مسائل

طواف زیارت و وداع

حج بدل (کسی کی طرف سے حج کرنا)

بغیر محرم کے حج پر جانا

احرام کے مسائل

طواف کے مسائل

حج کے متفرق مسائل

عرض مرتب

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

زیرنظر فتاویٰ ''فتاویٰ برائے خواتین'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس فتاویٰ میں خواتین سے متعلق عقائد، عبادات، معاملات، نکاح، طلاق اور وراثت اور جائز و ناجائز کے عام مسائل جمع کیے گئے ہیں۔

اس کتاب کے مندرجات اور انداز کے بارے میں تفصیل یہ ہے۔

عقائد، معاملات اور جائز ناجائز میں عموماً ان مسائل کو لیا گیا ہے جو گھروں میں کہے اور سنے جاتے ہیں، جن کے بارے میں غلط فہمیاں پائی جاتی ہوں یا عموماً گھروں میں پیش آتے ہیں۔

طہارت، نکاح، طلاق، عبادات اور عمومی مسائل میں خصوصاً کوشش کی گئی ہے کہ کم و بیش اکثر مسائل کا احاطہ ہو جائے۔ میں نے اس میں اپنی سی کوشش تو کی ہے لیکن اگر کچھ کمی و کوتاہی رہ گئی ہو تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی کمزوری، ضعف اور عجز کا اظہار کرتا ہوں، جتنا کچھ مرتب ہو سکا ہے وہ سب اس کی توفیق سے ہوا ہے اور جو کچھ کتاب میں نہیں آ سکا وہ سب اس عاجز کی کمزوری اور کوتاہی کے باعث رہ گیا ہے۔

اس فتاویٰ کی ترتیب میں پیش نظر یہ تھا کہ یوں تو خواتین کے مسائل پر عموماً کتب بازاروں میں مل جاتی ہیں، مگر ان سب میں صرف مسائل کو ''مسئلہ'' لکھ کر بیان کر دیا گیا ہے۔ اس میں عموماً مسائل مل بھی جاتے ہیں، لیکن اول تو ان میں اتنی تفصیل سے مسائل کا احاطہ نہیں کیا گیا ہوتا، دوم یہ کہ ان میں سوال جواب یا فتوے کی صورت موجود نہیں، جو آج کل کے دور کے اعتبار سے خواتین میں کم دلچسپی کا باعث ہوتا ہے۔ سوم یہ کہ مختلف کتب اور فتاویٰ میں یہ مسائل بکھرے ہوئے تھے۔

اس حقیقت کے باوجود کہ انہی کتب سے عوام وخواص اور مرد وخواتین کی اصلاح بھی ہورہی ہے اور ہماری کتاب کا سارا مواد بھی انہی کتب سے حاصل کردہ ہے۔ لیکن بایں ہمہ ایک ایسی کتاب کی ضرورت عرصے سے محسوس کی جارہی تھی کہ کم وبیش سارے وہ مسائل جو ہمارے بزرگوں کی جدید اور قدیم کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں انہیں یکجا کردیا جائے اور انداز فتاویٰ کا ہوتا کہ سوال اور جواب کی ایک ساتھ موجودگی زیادہ آسانی کا باعث بنے۔

چنانچہ محترم خلیل اشرف صاحب نے اس عاجز کی توجہ اس طرف دلائی تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس عاجز نے اس پر کام شروع کردیا۔ اپنے بزرگوں کی فتاویٰ پر مشتمل کتابیں حاصل کر کے ان میں مسائل کو الگ ابواب کی ترتیب پر جمع کرلیا اور بعض معدودے جدید مسائل جو بزرگوں کی کتابوں میں دستیاب نہ ہوسکے انہیں بھی تحقیق سے جمع کیا گیا۔ ان فتاویٰ میں سے جو اس عاجز نے دوران تخصص ''جامعہ دارالعلوم کراچی'' میں تحریر کئے تھے اور ان پر میرے معزز ومکرم اساتذہ کے دستخط بھی ثبت ہیں، استفادہ کیا۔ اس کے علاوہ اس عاجز کے وہ فتاویٰ جو جامعہ احسن العلوم کراچی کے دارالافتاء سے جاری کئے تھے ان سے بھی استفادہ کیا ہے، اور کہیں کہیں ضرورت کے تحت مسائل فوراً سوال وجواب کی صورت میں بنا کر ثبت کردیئے، اور ان کے آخر میں ''ملخص'' یا ''مرتب'' بریکٹ میں لکھ دیا ہے۔

اسی طرح جو مسئلہ جس بزرگ کی کتاب سے لیا، ان بزرگ کا نام آخر میں ''بریکٹ'' میں لکھ دیا اور اس وجہ سے بھی کہ اکثر جگہوں سے طوالت کو حذف کر کے اختصار کیا گیا ہے۔ اس لئے اس بات کے اظہار کے لئے کہ یہ مسئلہ فلاں بزرگ کے فتاویٰ سے مستفاد ہے، صرف نام ہی کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔

مسئلہ کے آخر میں متعدد جگہ خود تخریج کی ہے۔ ورنہ اگر ماخذ میں تخریج موجود تھی تو اسے اختصار سے لکھ دیا ہے۔ کہیں عبارت شامل کی گئی ہے اور کہیں ماخذ کا صرف نام لکھ کر کذافی .... کردیا ہے تاکہ کتاب میں زیادہ طوالت کا باعث نہ ہو۔

البتہ اہم مسائل میں یہ کوشش کی ہے کہ مسئلہ دلیل کے ساتھ لکھا جائے اور اس کا اہتمام بھی کرنے کی کوشش کی ہے۔

جن بزرگوں کے فتاویٰ سے استفادہ کیا ہے ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

(۲) سید الطائفہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ

(۳) حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحب قدس سرہ

(۴) حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب اقدس سرہ

(۵) حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ

(۶) حضرت مفتی مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری قدس سرہ

(۷) حضرت مفتی مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید قدس سرہ

(۸) حضرت مفتی اعظم مفتی رشید احمد لدھیانوی قدس سرہ

(۹) حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی

(۱۰) حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری مدظلہ العالی

(۱۱) حضرت مولانا مفتی مختار الدین صاحب کربوغہ شریف مدظلہ العالی

(۱۲) حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ العالی (صاحب خیر الفتاویٰ)

آخر میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے میرا ہاتھ بٹایا۔ ان میں سب سے زیادہ میری ہمت بندھانے اور ہاتھ بٹانے میں میری شریک حیات پیش پیش تھیں۔ ان کے علاوہ میرے دوست اور جامع مسجد سول ہاسپٹل کے مؤذن و نائب امام مولانا عبداللہ مینگل، میرے چھوٹے بھائی شیخ زادہ محمود ابراہیم اور ''مدرسۃ الحق'' کی معلّمہ نے بھی تعاون کیا۔ ان سب حضرات کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطائے فرمائے اور دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح عطا فرمائے۔

علاوہ ازیں جن حضرات نے مجھے اس کام کے دوران دعاؤں سے نوازا، خصوصاً میرے والدین اور بعض شفیق اساتذہ، اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر اور فلاح دارین سے نوازے۔

آخر میں قارئین سے گزارش ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے دوران کوئی اہم بات محسوس ہو، یا کسی مسئلہ کا اضافہ ناگزیر محسوس ہو یا کسی لغزش پر مطلع ہوں تو اس عاجز یا ناشر کو ضرور اطلاع دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا خیال رکھا جا سکے۔

اپنی دعاؤں میں اس عاجز ''ثناء اللہ محمود'' اس کے والدین، اہل خانہ اور ناشر اور ان کے والدین اور اہل خانہ کو ضرور یاد رکھیں۔ وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب

شیخ زادہ ثناء اللہ محمود

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

۷ امئی ۲۰۰۲ء بمطابق ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

پیش لفظ

عورت کائنات کی نرم ونازک، حسین وجمیل اور مؤثر ترین حقیقت ہے۔ اسلام نے خواتین کو جو اہمیت اور اعزاز وکرامت سے نوازا ہے اس کے پس منظر میں قدرت کی ودیعت کردہ وہ صفات اور خوبیاں ہیں جو انسانی معاشرہ پر بلاواسطہ اور کائنات پر بالواسطہ اثر انداز ہوتی ہیں اور کسی بھی معاشرے کو جنت نظیر یا مثل دوزخ بنانے میں ان کا اہم کردار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خواتین کے بارے میں اپنی زبان وحی ترجمان سے جو تعبیرات بیان فرمائی ہیں ان میں فصاحت و بلاغت کی چاشنی کے ساتھ عورتوں کی ان خوبیوں کا بھرپور اعتراف ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

حبب الی من دنیاکم الطیب و النسآء

تمہاری دنیا میں میری محبوب ترین چیز خواتین اور خوشبو ہے۔

ایک سفر میں ازواج مطہرات آپ کے ہمراہ تھیں۔ اونٹوں کا سفر تھا اور عربوں کی عادت کے مطابق لمبے سفر میں اونٹوں کی رفتار تیز کرنے کے لئے ایک خاص صنف کے اشعار پڑھے جاتے تھے جن کے مخصوص ردھم اور آواز کے زیروبم سے سواری کی رفتار تیز ہو جاتی تھی اور سفر آسانی کٹ جاتا تھا۔ اسے ''حُدی'' کہا جاتا تھا۔

حضور علیہ السلام کے ''حُدی خواں'' آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے جب اپنے مخصوص انداز میں حُدی پڑھنا شروع کی تو اونٹ وجد میں آ کر سبک رفتار اور تیز رو بن گئے اور تیز رفتاری کی بناء پر خواتین کے لئے اونٹوں پر اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہونے لگا تو آپ ﷺ نے یہ خوبصورت جملہ ارشاد فرمایا: رویدک ... یا انجشہ!......

سوقک بالقواریر۔''انجشہ !ذرا سنبھل کر!تم آ بگینوں کو ہنکار رہے ہو!''آپ ﷺ کی اس تعبیر میں جہاں ادب کی چاشنی اور ترکیب کا حسن ہے وہاں خواتین کے مزاج اوان کی جبلی فطرت کی بھر پور عکاسی بھی موجود ہے۔

آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا۔ النساء شقائق الرجال''عورتیں مردوں کی جڑواں تخلیق ہیں۔''

ایک دوسرے موقع پرآپ ﷺ کا فرمان ہے:انھن خلقن من ضلع اعوج۔''عورتیں ٹیڑھی پسلی کی پیداوار ہیں۔''

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا:النساء حبائل الشیطان۔''عورتیں شیطانی جال ہیں۔''

اگر احادیث مبارکہ کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو اس قسم کی بہت سی تعبیرات یکجا کی جاسکتی ہین۔ جن سے عورت کی مزاج شناسی اوراس کی کامیاب تربیت کے لئے بہت سے نفسیاتی اصول اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

آپ ﷺ جب عورت کو دنیا کی محبوب ترین اشیاء میں سے ایک قرار دیتے ہیں تو وہ اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ محبت کی سحر انگیزی سے خواتین کی خوابیدہ صلاحیتوں کو زیادہ بہتر انداز میں متحرک کیا جاسکتا ہے اور محبت کا جھانسہ دے کر اس کا غلط استعمال بھی ہوسکتا ہے۔حضور اکرم ﷺ کی انقلابی تحریک میں مالی اور اخلاقی اعتبار سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور نبوت کی علمی وراثت کے تحفظ میں محبوبہ محبوب خدا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کردار اس پاکیزہ محبت کی سحر انگیزی کی واضح مثال ہے۔

آپ ﷺ جب خواتین کو آبگینہ سے تشبیہ دیتے ہیں تو دراصل اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ عورت انتہائی نازک اور حساس تخلیق ہے۔جس طرح معمولی سی ٹھوکر سے آبگینہ اثر پذیر ہوکر سب کچھ کھو دیتا ہے اسی طرح خواتین بھی معاشرتی عوامل سے اثر قبول کرنے میں دیر نہیں لگاتیں اور جس طرح آبگینہ سے استفادہ کے لئے اس کی انتہائی حفاظت اور دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے اسی طرح خواتین کی کردار سازی کے لئے بھی انتہائی نگہداشت کی ضرورت پیش آتی ہے۔

آپ ﷺ جب عورت کو مرد کی جڑواں تخلیق قرار دیتے ہیں تو دراصل بعض مردوں کی اس خام خیالی کا پردہ چاک کرتے ہیں کہ''مرد ہی سب کچھ ہیں''اور''عورت کی حیثیت پھول سے

زیادہ نہیں ہے۔ جسے سونگھ کر پھینک دیا جاتا ہے۔''

حضور علیہ السلام یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عورت زندگی کی گاڑی کا دوسرا پہیہ ہے اور مرد اگر گھریلو زندگی کی مشکلات حل کرنے اور مسائل کی گتھیاں سلجھانے میں بے تاج بادشاہ ہے تو خاتون خانہ بھی اپنے گھر کی ملکہ اور ربۃ البیت ہے۔

آپ ﷺ جب خواتین کو ٹیڑھی پسلی کی پیداوار فرماتے ہیں تو دراصل اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ جس طرح سینے میں اعضاء رئیسہ کی حفاظت کے لئے ٹیڑھا پن پسلی کا کمال اور خوبی ہے، اسی طرح خواتین کی جذباتیت اور انفعالیت نسل انسانی کی بقاء اور تحفظ کی ضامن ہے۔

آپ ﷺ جب خواتین کو ''شیطانی پھندے'' اور ''ابلیسی جال'' قرار دیتے ہیں تو دراصل خواتین کے اس منفی کردار کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو جنسی جذبات اور شہوت پرستی کے غلاموں کی طرف سے عورت کے غلط استعمال پر سامنے آتا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ انسانی معاشرہ میں انقلابی تبدیلیاں برپا کرنے کے لئے عورت ایک مؤثر ترین ہتھیار اور دودھاری تلوار ہے۔ آپ چاہیں تو اس سے دور نبوی جیسا صالح ترین معاشرہ تعمیر کرلیں اور چاہیں تو آج کے یورپ اور امریکا جیسا ''انسانیت سوز'' معاشرہ بنا کر انسانی اقدار کا جنازہ نکال دیں۔

قرآن کریم قصہ آدم وحوا کو مختلف اسالیب میں بار بار بیان کرتا ہے جس میں بہت سے دروس وعبر پوشیدہ ہیں۔ منجملہ ان کے ایک سبق یہ بھی ہے کہ عورت ایک مؤثر قوت ہے۔ وہ مرد کی زندگی میں سکون اور چین کی علامت ہے اور جنت سے نکلنے کا سبب بھی ہے۔

اسلام دشمن عناصر نے اس راز کو سمجھ کر ''نسوانی قوت'' بہت ظالمانہ استعمال کیا ہے۔

وہ خواتین جو اسلامی نظام کی خشتِ اول رکھتے وقت مردوں سے سبقت لے جارہی تھیں آج انہیں اسلام کے بالمقابل لاکر کھڑا کردیا ہے۔ عورت کی نفسیات کا ناجائز فائدہ اٹھا کر چند ٹکوں کے عوض مردوں کی ہوسناکی اور جنسی تسکین کا ذریعہ بنادیا ہے۔ وہ خواتین جسے اسلام نے گھر کی مالکہ بنایا تھا اکیسویں صدی کی جاہلیت نے اسے جنس بازاری بنا کر رکھ دیا ہے۔

اس نامبارک صورتحال میں ہمارا بھی کافی عمل دخل ہے اگر اسے مجرمانہ کردار نہ کہا جائے تو غلط کردار تو ضرور کہا جائے گا کہ ہم نے خواتین اسلام کی تعلیم وتربیت کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ ہم نے انہیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے میں تغافل برتا جس سے دشمنان اسلام نے

بھرپور فائدہ اٹھایا اور اس سرسبز و شاداب چراگاہ میں بلا روک ٹوک چرتے رہے اور اسے اجاڑ کر رکھ دیا۔

فرقہ واریت اور بدعت کا ناسور اس راستہ سے اسلامی معاشرہ میں در آیا۔ کہیں سات بیبیوں کی کہانی اور کہیں لکڑہارے کی کہانی اور اس قسم کی بہت سی بے سروپا کہانیاں ہمارے گھروں میں پڑھی جاتی رہیں اور وہ اسلام جو قرآن و حدیث کے حقائق کا گہوارا تھا خرافات اور قصہ کہانیوں کا مذہب بن کر رہ گیا۔ جس پر شاعر مشرق کو نہایت دردناک انداز میں کہنا پڑا:

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات کی ہو گئی

دوسری طرف جدید سائنس اور ترقی کے نام پر اس بھولی بھالی صنف نازک کا استحصال کیا جاتا رہا۔ حقوق کے نام پر فرائض کا انبار اس کے سر پر لاد دیا گیا۔ انسانیت سازی اور نسل انسانی کی تربیت سے ہٹا کر اسے شمع محفل اور رونق انجمن بنا دیا گیا۔ عورت کی نسوانیت کا جنازہ نکال کر اس کی عفت و عصمت کو تار تار کر دیا گیا۔

گزشتہ دو عشروں سے نسیم سحر کا ایک جھونکا آیا ہے۔ جس نے مشام جان کو معطر کر دیا ہے۔ خواتین کے موضوع پر ہمارے معاشرہ میں ایک مثبت تبدیلی آئی ہے۔ مستورات کی تبلیغی جماعتیں اور بنات کے مدارس کی شکل میں ایک بہت ہی مبارک کام کا آغاز ہوا ہے۔ جو خواتین کی تعلیم و تربیت میں ایک انقلاب کی نوید ہے اور اس کے اثرات کچھ عرصہ کے بعد سامنے آنا شروع ہو جائیں گے۔

اسی کے ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی خوش آئند تبدیلی آئی ہے اور خواتین کے موضوع پر بہت سی مثبت اور معیاری کتابیں سامنے آئی ہیں۔

اب تک "عورت" ہیجانی اور جذباتی ناولوں کا موضوع اور انتہائی گھٹیا تفریح کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی۔ اب تفسیر و حدیث کی روشنی میں لکھی جانے والی کتابوں کا موضوع بن چکی ہے اور ایک نیا ادب تخلیق پا رہا ہے۔ جس میں خواتین کے موضوع پر نہایت خوبصورت اور علمی تصانیف سامنے آ رہی ہیں۔

آئندہ صفحات میں عورت کے حوالہ سے اسلامی تعلیمات کا نچوڑ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس میں زندگی کے بے شمار مواقع پر پیش آنے والی بہت سی مشکلات اور بہت سے پیچیدہ

مسائل کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ ایک بہت اچھی کاوش ہے جسے مولانا مفتی ثناء اللہ محمود کے ذوق ترتیب وتدوین اور دارالاشاعت کے روح رواں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے جناب خلیل اشرف عثمانی صاحب کے ذوق طباعت واشاعت نے چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اب میں زیادہ دیر تک قارئین اور اصل کتاب کے درمیان حائل نہیں رہنا چاہتا۔ اس لئے آیئے! کتاب کی ورق گردانی کیجئے اور ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کی تربیت میں اپنا کردار ادا کیجئے۔

مفتی عتیق الرحمٰن صاحب الراعی

استاذ الحدیث جامعہ بنوریہ کراچی
فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (مدینہ یونیورسٹی)

کتاب الایمان والعقائد

ایمان وعقائد سے متعلق
مسائل کا بیان

کتاب الایمان والعقائد

(۱) توحید کے صحیح ہونے کی شرائط۔ اسلام میں توحید کا مقام

سوال:۔ اسلام میں توحید کا تصور کیا ہے کن چیزوں کے ماننے سے انسان کی توحید کامل اور صحیح ہوتی ہے ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے عقیدے رکھنا چاہئیں امید ہے کہ اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں گے؟

الجواب:۔ آپ نے بہت اہم اور ضروری سوال پیش فرمایا ہے اس کے بارے میں علماء نے بہت کچھ لکھا ہے "تفسیر ہدایت القرآن" میں اس کے متعلق بہت بہترین مضمون ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی کو یہاں نقل کر دیا جائے ملاحظہ ہوں۔

توحید صحیح اس وقت ہوتی ہے جب درج ذیل باتیں مانی جائیں۔

(۱) اللہ پاک ہی خالق ہیں، یہ کائنات جس کا ایک فرد ہم بھی ہیں ازلی اور ابدی نہیں ہے بلکہ پہلے نہیں تھی بعد میں پیدا ہوئی ہے۔ اس کے پیدا فرمانے والے تنہا اللہ پاک جل شانہ ہیں انہوں نے بلاشرکت غیرے یہ ساری کائنات بنائی ہے۔ (سورہ انعام آیت ۱۰۱) میں اللہ پاک کا ارشاد ہے؟ **وخلق کل شیئی** اور اللہ پاک نے ہر پیدا فرمائی؟

(۲) اللہ پاک ہی پروردگار ہیں اللہ پاک نے تمام کائنات کو پیدا کیا ہے اور وہی ہر چیز کے پالنے والے ہیں ان کے سوا کوئی پالنے والے نہیں ہے۔ (سورہ الجاثیہ آیت ۳۶) میں اللہ پاک کا ارشاد ہے؟ **فللّٰہ الحمد رب السمٰوات و رب الارض رب العلمین**۔ حمد اللہ پاک ہی کے لئے ہے جو آسمانوں کے پالنہار، زمین کے پروردگار اور تمام کائنات کے پالنے والے ہیں۔

(۳) اللہ پاک ہی مالک ہیں۔ تمام کائنات اللہ پاک نے پیدا فرمائی ہے وہی اس کے

پالنے والے ہیں اور وہی تمام چیزوں کے مالک بھی ہیں ان کے سوا کائنات کا یا اس کے کسی چیز کا کوئی مالک نہیں ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۲) میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

(ترجمہ) اللہ پاک ہی مالک ہیں ہر اس چیز کی جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔

(۴) اللہ پاک ہی کا حکم چلتا ہے۔ کائنات کے خالق و مالک اللہ پاک قادر مطلق ہیں وہ جو چاہیں اسے کرنے پر پوری قدرت رکھتے ہیں وہ اسباب کے سامنے عاجز نہیں ہیں بلکہ وہی مسبب الاسباب ہیں۔ تمام ظاہری اسباب انہیں کے حکم کے مطابق کام کرتے ہیں۔ (سورہ یوسف آیت ۴۷) میں ہے کہ "ان الحکم الاللّٰہ" حکم بس اللہ پاک ہی کا چلتا ہے۔

(۵) اللہ پاک ہی حاجت روا ہیں۔ اللہ پاک ہی خالق و مالک ہیں وہی پالنہار ہیں اور انہی کا حکم چلتا ہے اور سب کچھ ان ہی کے پاس ہیں اس لئے وہی حاجت روا اور مشکل کشا ہیں۔ سب بندے اللہ پاک کے محتاج ہیں وہ خود مخلوق ہیں۔ اپنی زندگی تک میں اللہ کے محتاج ہیں۔ سورۃ النحل آیت ۹۲ میں اللہ پاک کا ارشاد ہے:

(ترجمہ) وہ کون ہے جو مصیبت زدہ کی فریاد سنتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کرے صرف اللہ پاک ہی ہر مشکل کھولنے والے ہیں۔

(۵) اللہ پاک ہی معبود ہیں...... یعنی پرستش اور بندگی کے حقدار اللہ پاک ہی ہیں۔ انسان کا سر ان ہی کے آگے جھکنا چاہئے انسان اللہ پاک کا بندہ ہے اس لئے اسے اللہ پاک ہی کی بندگی کرنی چاہئے۔ اسلام کا کلمہ ہی لا الہ الا اللہ ہے یعنی معبود اللہ پاک ہی ہے؟ اور سورۃ الاسراء آیت ۲۳ میں ہے:

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار نے قطعی حکم دیا ہے کہ صرف انہی کی بندگی کرو۔

(۷) زندگی اور موت اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ پاک ہی خالق و مالک اور معبود پروردگار ہیں ان ہی کے ہاتھ میں زندگی اور موت کا رشتہ ہے اور کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے کہا تھا (سورہ بقرہ، آیت ۲۸۵) یعنی "میرے رب وہ ہیں جو جلاتے اور مارتے ہیں۔"

(۸) نفع اور نقصان اللہ پاک ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ہر قسم کا نفع ونقصان اللہ پاک ہی کے ہاتھ میں ہے اور کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے انبیاء علیہم السلام جو اللہ پاک کے مقرب ترین بندے ہیں ان کے ہاتھ میں بھی نفع ونقصان نہیں ہے خود سردار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبانی کہلوایا

گیا:

(ترجمہ) اے پیغمبر اعلان فرما دیجئے کہ میرے ہاتھ میں تمہارا نفع و نقصان نہیں ہے۔ (سورہ جن، آیت ۲۱)

اور حدیث شریف میں ہے کہ جب مانگو اللہ تعالیٰ سے مانگو اور جب مدد چاہو اللہ پاک سے چاہو اور یقین رکھو کہ اگر سب لوگ مل کر تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں تو ہرگز نہیں پہنچا سکتے مگر جتنا اللہ نے تمہارے حق میں مقدر فرما دیا ہے اور اگر سارے لوگ اکٹھے ہو کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو ہرگز نہیں پہنچا سکتے مگر جتنا اللہ پاک نے تمہارے نصیب میں لکھ دیا ہے۔

(۹) اللہ پاک ہی ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔ ساری کائنات اللہ پاک نے پیدا فرمائی ہے اور وہی ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔ (سورہ الملک، آیت ۱۴) میں ہے:

(ترجمہ) بھلا جس نے پیدا کیا وہ نہ جانے گا جب کہ وہ باریک بین اور باخبر بھی ہے؟

انسان کا علم بہت محدود ہے کائنات کی بے شمار چیزیں اسکے دائرہ علم سے باہر ہیں جنہیں صرف اللہ پاک ہی جانتے ہیں یہ سب انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں ہے وہ غیب کی بس اتنی ہی باتیں جانتے ہیں جتنی وحی کے ذریعہ اللہ پاک نے انہیں بتا دی ہیں؟

(۱۰) اللہ پاک کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ تمام کائنات مخلوق ہے اور اللہ پاک خالق ہیں یہ مملوک ہے اور اللہ پاک مالک ہیں اس لئے کائنات کی کوئی چیز اللہ پاک کی ہمسر نہیں ہے۔ ارشاد باری ہے:

(ترجمہ) اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

(۱۱) اللہ پاک کی کوئی بیوی نہیں ہے۔ میاں بیوی کا تعلق وہاں ہوتا ہے جہاں کم از کم تین باتیں پائی جائیں:

(الف) ایک ہستی دوسری ہستی کی محتاج ہو۔

(ب) شہوانی جذبات موجود ہوں۔

(ج) میاں بیوی دونوں ہم جنس ہوں۔

اور اللہ پاک ان تینوں باتوں سے بری ہیں وہ کسی کے محتاج نہیں ہے وہ شہوانی جذبات سے پاک ہے اور کوئی ان کا ہم جنس بھی نہیں ہے اس لئے اللہ پاک کے بیوی نہیں ہے۔ سورہ جن میں فرمایا گیا ہے:

(ترجمہ) اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ انہوں نے کسی کو بیوی بنایا اور نہ کسی کو اولاد۔

(۱۲) اللہ پاک کے بیٹا بیٹی نہیں ہے۔ بیٹا بیٹی کا تصور بیوی اور شہوانی تعلقات سے پیدا ہوتا ہے اور اللہ پاک جل شانہ نہ شہوانی جذبات رکھتے ہیں نہ ان کے بیوی ہے پھر ان کے لئے اولاد کیسی؟ یا اولاد کا خواہشمند وہ ہوتا ہے جو کمزور اور محتاج ہوتا کہ بڑھاپے میں اولاد سہارا بن سکے اور اللہ پاک قادر مطلق، غنی مطلق اور ہر چیز کے مالک ومختار ہیں پھر ان کو اولاد کی کیا حاجت ہے؟ یا اولاد کا آرزومند وہ شخص ہوتا ہے جس کو چند روز کے بعد مرنا ہے تاکہ اولاد کے ذریعہ اس کا نام اور سلسلہ قائم رہے اور اللہ پاک تو سدا زندہ رہنے والے ہیں پس انہیں اولاد کی کیا حاجت ہے؟
(سورہ الانعام، آیت ۱۰۰) میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

(ترجمہ) لوگوں نے بغیر دلیل کے خدا کے لئے بیٹے بیٹیاں گھڑلیں اللہ تعالیٰ پاک و برتر ہیں ان باتوں سے جو وہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

(۱۳) اللہ پاک اوتار نہیں لیتے۔ کیا یہ بات اللہ پاک کے شایان شان ہے کہ وہ مخلوقات کی طرح ماں کے پیٹ میں رہیں۔ پیدا ہوں، پرورش کئے جائیں، ان کا جسم ہو، وہ کھائیں پئیں، قضاء حاجت کریں، بیوی بچے رکھیں، دکھ درد سہیں اور مصیبتیں اٹھائیں، انسانی اور حیوانی جذبات ہوں، پھر وہ مر جائیں، یا مار دیئے جائیں یا خودکشی کرلیں؟ توبہ توبہ؟ ان میں سے کوئی بات بھی خالق کائنات کے شایان شان نہیں ہے پس وہ اوتار نہیں لیتے۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگ جب مذہبی پیشواؤں کی عقیدت میں حد سے بڑھ جاتے ہیں تو انہیں خدائی صفات کا حامل سمجھ بیٹھتے ہیں پھر انہیں بعینہ خدا قرار دے دیتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ قائم کرلیتے ہیں کہ اللہ پاک نے انسانوں کی شکل میں اوتار لیا ہے۔

(۱۴) اللہ پاک ہی قانون دینے والا ہیں۔ اللہ پاک انسان کے خالق اور مالک ہیں اس لئے ان ہی کو انسان کے لئے قانون بنانے کا حق پہنچتا ہے ان کے سوا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ علماء و مشائخ، عبادوزہاد یا سیاسی راہنماؤں کو قانون بنانے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ علماء ومشائخ جس چیز کو حلال قرار دیں اسے حلال سمجھ لینا اور جسے وہ حرام قرار دیں اسے حرام مان لینا ان کو رب بنالینا ہے جو شرک ہے۔

(۱۵) اللہ پاک کے حضور اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کرسکتا۔ کسی کے بارے میں یہ

خیال کر لینا کہ وہ اللہ پاک کے حضور ان کی بے جا سفارش کر دیں گے اور اللہ پاک کی گرفت سے بچالیں گے یہ شرک ہے کیونکہ اللہ پاک کے یہاں اس طرح کی کسی سفارشی کا کوئی گذر نہیں ہے نہ وہ کسی کا دباؤ قبول کرتے ہیں نہ انہیں دھوکہ دے کر غلط فیصلہ کرایا جا سکتا ہے۔

یہ ہے اسلام کا تصور توحید اور قرآن پاک اسی توحید کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔ اکثر لوگوں کا جو حال ہے کہ وہ خدا کی ہستی پر یقین بھی رکھتے ہیں اور ساتھ ہی دوسروں کو اس کا شریک بھی ٹھہراتے ہیں یہ خدا کو ماننا نہ ماننے کے برابر ہے یہ خدا پرستی سچی خدا پرستی نہیں ہے۔ سچی خدا پرستی یہ ہے کہ دعا و استعانت، رکوع و سجود، عجز و نیاز، اعتماد و توکل، عبادت و نیاز مندی، کارسازی اور کبریائی صرف اللہ پاک ہی کے لئے مخصوص سمجھی جائے منہ سے تو سبھی کہتے ہیں کہ خالق و مالک سب کے اللہ پاک ہیں مگر پھر اوروں کو بھی پکڑتے ہیں:

سب کو مسلّم ہے معبود وہی ہے
کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے

''ہدایت القرآن'' تیرہواں پارہ پہلی قسط صفحہ ۵۰ تا ۵۴، (سورہ یوسف آیت ۱۰۴) او

مایؤمن اکثر هم باالله الاوهم مشر کون

نیز ہدایت القرآن میں ہے: **له' دعوة الحق**۔ برحق دعا ان ہی کے لئے خاص ہے برحق دعا وہ ہے جو رائیگاں نہ جائے، ضائع ہونے والی اور بے فائدہ دعا باطل دعا ہے۔ آیت پاک کا مطلب یہ ہے کہ جو دعا اللہ پاک ہی سے کی جاتی ہے بس وہی نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہیں اور جو دعائیں اللہ پاک کے علاوہ دوسروں سے کی جاتی ہے وہ بے فائدہ ثابت ہوتی ہیں اور ضائع جاتی ہیں جیسا کہ ارشاد فرماتے ہیں:

اور جو لوگ اللہ پاک کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں سے دعائیں مانگتے ہیں وہ ان کی درخواستوں کا کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے ہاں (ویسا ہی جواب دے سکتے ہیں) جیسا پانی کی طرف ہتھیلیاں پھیلانے والا تاکہ وہ اس کے منہ میں پہنچ جائے حالانکہ وہ اس کے منہ تک آنے والے نہیں اور کافروں کی دعائیں محض بے فائدہ ہیں۔

یعنی غیر اللہ سے دعائیں کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی پیاسا کنویں کی منڈیر پر کھڑا ہو کر پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے اور خوشامد کرے کہ میرے منہ میں پہنچ جا۔ ظاہر ہے قیامت تک پانی اس کی فریاد کو پہنچنے والا نہیں۔ ٹھیک یہی حال اللہ پاک کو چھوڑ کر دوسری ہستیوں سے دعائیں مانگنے کا ہے

وہ ساری دعائیں محض بے فائدہ ہیں کیونکہ کافر اور جاہل مسلمان جن کو پکارتے ہیں ان میں سے کچھ تو محض اوہام و خیالات میں لوگوں نے خالی خولی نام رکھ لئے ہیں ان ناموں کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں ہے اور کچھ جن اور شیاطین ہیں اور بعض اللہ پاک کے مقبول بندے ہیں لیکن خدائی میں ان کا کچھ حصہ نہیں ہے اور کچھ چیزیں ہیں جن میں کچھ خواص ہیں۔ جیسے آگ پانی اور ستارے لیکن وہ اپنے خواص کے مالک نہیں ہیں۔ پھر ان کے پکارنے سے کیا حاصل؟

انسان کے لئے لائق یہ ہے کہ اپنے خالق و مالک کو پکارے جو اس سے بہت قریب ہے۔ (سورہ البقرہ آیت ۱۸۴) میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جب میرے بندے آپ ﷺ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (آپ ﷺ انہیں بتلا دیں) کہ میں قریب ہوں جب دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں قبول کر لیتا ہوں پس ان کو چاہئے کہ اپنی دعاؤں کی قبولیت مجھ سے چاہئیں اور ان کو چاہئے کہ مجھ پر ایمان لائیں امید ہے کہ ان کو راہ مل جائے۔

یعنی اللہ کے بندوں کو چاہئے کہ اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے لئے ان ہی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں دوسرا کوئی نہ ان کا خالق ہے نہ مالک نہ نفع و نقصان کا اختیار رکھتا ہے اس لئے دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلانا جہالت اور کفر ہے۔ دعا صرف اس کا نام نہیں ہے کہ بندہ جس طرح اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے لئے دوسری محنتیں اور کوششیں کرتا ہے اسی طرح ایک کوشش دعا بھی ہے۔ اگر قبول ہوگئی تو بندہ کامیاب ہوگیا اور اس کی کوشش کا پھل مل گیا اور اگر قبول نہ ہوئی تو اس کی کوشش رائیگاں گئی؟ بلکہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ دعا عین عبادت ہے یعنی وہ حصول مقصد کا وسیلہ ہونے کے علاوہ بذات خود عبادت ہے۔ (سورۃ المومن آیت ۴۰) میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے روگردانی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ اس آیت پاک سے صاف معلوم ہوا کہ دعا بعینہ عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کی جائز نہیں ہیں دعا بھی غیر اللہ سے جائز نہیں ہے؟

دعائیں صرف اللہ پاک ہی سے مانگو غیر اللہ سے دعائیں مانگنا کفر ہے

ہدایت القرآن صفحہ ۸۸۔۸۹ (سورہ رعد آیت ۱۴ پارہ ۱۳ پہلی قسط) فتاویٰ رحیمیہ میں

ایک جواب بہت مفید ہے۔ موقع کی مناسبت سے یہاں پیش کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو۔

سوال:۔ حضرت امام حسینؓ سے یا حسین امداد کن یا حسین الغنی پکار کر مدد طلب کرنا، روزی اور اولاد چاہنا جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں پر گیارہویں کو چند آدمی جمع ہو کر مذکورہ وظیفہ کا ذکر مل کر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ توتوسل (وسیلہ پکڑنے) کا طریقہ ہے۔ وظیفہ یہ ہے "امداد کن از ہر بلا آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا غوث الاعظم دستگیر یا حضرت الغنی باذن اللہ یا شیخ محی الدین مشکل کشا بالخیر" اس طریقہ سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اس طرح پکار کر مدد مانگنے اور مذکورہ وظیفہ پڑھنے کی شرعاً اجازت نہیں، ممانعت ہے۔ وسیلہ پکڑنا جائز ہے مگر اس کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ مذکورہ طریقہ جاری رہنے سے دوسروں کے بھی عقائد فاسد ہونے کا خوف ہے۔ لہٰذا اس وظیفہ کو ترک کر دینا ضروری ہے۔ خدا کو چھوڑ کر دوسروں سے اولاد مانگنا، بیماری کے لئے شفا طلب کرنا، اہل قبور سے روزی مانگنا، مقدمہ میں کامیاب کرنے کی درخواست کرنا جائز نہیں ہے، مشرکانہ فعل ہے۔ محدّث علامہ محمد طاہر رحمہ اللہ صراحت کے ساتھ فرماتے ہیں:

یہ کسی بھی اہل اسلام کے نزدیک جائز نہیں ہے، اس لئے کہ عبادت اور طلب حاجت واستعانت فقط اللہ ہی کا حق ہے؟ فان منهم من قعد بزيارت قبور الانبياء والصلحاء ان يصل عند قبورهم ويدعو عندها ويسالهم الحوائج و هذالايجوز عند أحد من علماء المسلمين فان العبادة و طلب الحوائج الا ستعانة لله وحده (مجمع بحار الانوار صفحہ ۳۷، ج ۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تعلیم دی ہے کہ کہو: اياك نعبدو اياك نستعين (اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) جب عبادت واستعانت (امداد مانگنا) قرآن سے خدا ہی کے لئے مخصوص ہے دوسروں سے اولاد اور روزی، تندرستی وغیرہ کی درخواست کرنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ اسی لئے رسول مقبول ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو وصیت کی کہ:

(**حدیث کا ترجمہ**) جب تجھے سوال کرنا ہو تو اللہ سے سوال کرنا اور جب مدد مانگنی ہو تو اللہ ہی سے مانگنا۔) (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۴۰۵)

حضرت غوث الاعظمؒ مذکورہ حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں کہ ہر ایماندار کو چاہئے کہ اس کو

اپنے دل کا آئینہ بنا لے اور اپنے جسم لباس گفتگو وغیرہ ہر معاملہ میں اس پر عمل کرے۔(فتوح الغیب مقالہ٤٢)اور فرماتے ہیں جو شخص ضرورت کے وقت (خدا کو چھوڑ کر) لوگوں سے مدد مانگے وہ اللہ کی صفات اور اس کی قدرت سے ناواقف ہے۔(مقالہ٤٣)اور فرماتے ہیں کہ افسوس تجھ پر تجھے شرم نہیں آتی کہ خدا کے سوا اوروں سے مانگتا ہے حالانکہ وہ دوسروں کی نسبت زیادہ قریب ہے (الفتح الربانی۔صفحہ ٢٥٩ مجلس ٣٨)اور فرماتے ہیں کہ اے مخلوق کو خدا کا ساجھی ماننے والے اور دل سے ان (مخلوق) کی طرف متوجہ ہونے والے مخلوق سے اعراض کر، اس لئے کہ نہ تو ان سے نقصان ہے اور نہ نفع، نہ عطا کرنا ہے اور نہ تو محروم رکھنا، اپنے دل میں چھپائے ہوئے شرک کے باوجود توحید حق کا مدعی نہ بن اس سے تجھے کچھ حاصل نہ ہوگا۔(حوالہ مذکورہ)

آپؒ نے وفات کے وقت بھی اپنے فرزند عبدالوھابؒ کو وصیت فرمائی تھی، تمام حاجتیں اللہ کے حوالے کرنا اور اسی سے مانگنا۔(ملفوظات مع فتح ربانی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: **کل من ذھب الیٰ بلدۃ اجمیری او الیٰ قبر سالار مسعود الخ** یعنی جو شخص اپنی حاجت روائی کے لئے اجمیر جائے یا سید سالار مسعود غازی کے مزار پر یا اسی طرح دوسری جگہ پر مراد مانگے یقیناً اس نے خدا پاک کا بہت بڑا گناہ کیا ایسا گناہ کہ جو زنا اور ناحق قتل کرنے سے بھی بڑا ہے۔کیا وہ اس مشرک کے مانند نہیں ہے جو اپنی خود ساختہ چیزوں کی بندگی کرتا ہے اور جو لات وعزیٰ جیسی بتوں کو اپنی حاجتوں کے لئے پکارتا ہے۔(تفہیمات، صفحہ ٤٥ ج ١)

نیز اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

(ترجمہ) اور ان ہی امور شرعیہ میں سے یہ ہے کہ مشرکین اپنے اغراض کے لئے غیر خدا سے امداد طلب کیا کرتے تھے بیمار کی شفاء اور غریبوں کی تونگری کو ان سے طلب کرتے تھے اور ان کی نذریں مان کر اپنی حاجات اور مقاصد کے حاصل ہونے کے متوقع رہتے تھے اور ان کی برکات کی امید میں ان کے نام جپا کرتے تھے اسی واسطے خدا تعالیٰ نے لوگوں پر واجب کیا کہ یہ پڑھا کریں: **ایاک نعبد و ایاک نستعین** (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے یاوری کے خواہاں ہیں)اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فلا تدعوا مع اللہ احداً** خدا کے ساتھ دوسرے کو مت پکارو؟(حجۃ اللہ البالغۃ، صفحہ ١٢٣ ج ١)

(فتاویٰ رحیمیہ، صفحہ ١٠٦۔١٠٧۔١٠٨ جلد اول) فقط واللہ اعلم بالصواب (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲) اللہ تعالیٰ اعضاء سے پاک ہیں

سوال:۔ اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ جس طرح ہمارے ہاتھ پیر ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بھی ہیں تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ایسا شخص گمراہ ہے اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔ لیکن اس کی تکفیر سے زبان کو روکا جائے تو بہتر ہے۔ البتہ بعض حضرات نے کافر بھی کہا ہے۔ واللہ اعلم۔

(مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب)

(۳) حق تعالیٰ کا جہنم میں قدم رکھنے کا مطلب

سوال:۔ کیا یہ صحیح ہے کہ جب جہنم شور کرے گی تو اللہ تعالیٰ اپنا بایاں پیر اس میں رکھیں گے؟ اس بات کا صحیح مطلب کیا ہے؟

الجواب:۔ یہ حدیث صحیح ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ اور جہنم کا پیٹ نہیں بھرے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا پاؤں رکھ دے گا تو وہ کہی گی بس بس، اور اس وقت اس کا پیٹ بھر جائے گا۔ (متفق علیہ)

لیکن یہ حدیث متشابہات میں سے ہے جو کہ متکلم یعنی حق تعالیٰ اور مخاطب یعنی نبی کریم ﷺ کے درمیان راز ہے امت کو اسکے معنی کی اطلاع نہیں دی گئی بلکہ اس کے پیچھے پڑنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ کیونکہ آقا کے مخصوص رازوں کی تفتیش میں لگنا ایک غلام کے لئے سخت گستاخی ہے پھر بندہ اور معبود کا تو پوچھنا کیا۔ اس لئے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ متشابہات کے معانی کی تحقیق میں نہیں پڑنا چاہئے، بلکہ اس پر ایمان لانا چاہئے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی مراد ہے وہ حق ہے اگر چہ ہم نہیں جانتے۔

اور ہمارے نہ جاننے سے کیا ہوتا ہے ہم تو اپنے پیٹ کے اندر کے حالات کو بھی نہیں جانتے اور بڑے سے بڑا ماہر اپنے نفس و روح کی حقیقت کو نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ کے رازوں کو جاننے کا دعویٰ کوئی صحیح العقل انسان نہیں کر سکتا، اور یہ بات صرف مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر مذہب کے لوگوں میں یہ قدر مشترک و مسلم ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات وصفات اور

افعال کی حقیقت کا ادراک انسان نہیں کر سکتا۔ (جیسا کہ کلام اور فقہ کی کتب میں صراحت ہے) واللہ اعلم۔ (مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ)

(۴) اسلامی طریقہ کے خلاف عبادت کرنے والا کافر ہے

سوال:۔ جب کوئی قانون فطرت کا متبع خدا کی وحدانیت کا قائل اور اسکی ہستی کا مقر اور رسولوں کا معترف ہو، کیا محض اس بناء پر کہ وہ اپنا طریقہ عبادت، عبادت اسلامیہ کے طریقے سے جدا رکھتا ہو تو مشرک کافر اور دوزخی کہا سکتا ہے؟

الجواب:۔ جو شخص اپنا طریقہ عبادت، عبادت اسلامیہ سے جدا رکھتا ہے وہ رسالت کا معترف ہرگز نہیں ہوسکتا، اگر وہ اس کا دعویٰ کرے تو محض نفاق اور جھوٹ ہوگا کیونکہ رسالت کا اعتراف جو شرعاً معتبر ہے وہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو واجب الاطاعت سمجھے اور جب اس نے ان کے احکام وتعلیمات کو واجب الاطاعت نہیں جانا تو وہ رسول کا معترف ہرگز نہیں۔ اس لئے ایسا شخص جو اپنا طریقہ عبادت، عبادت اسلامیہ سے علیحدہ رکھتا ہو اسے کافر، اور دوزخی وغیرہ کہنا جائز ہے۔ (مفتی محمد شفیع صاحب)

(۵) مسلمان عقائد اسلامیہ کی تفصیل نہ بتا سکے تو کافر نہیں

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اب وہ اس کے لئے بغیر حلالہ حلال نہ تھی مگر یہ شخص اسے ایک مولوی کے پاس لے گیا جس نے اس سے پوچھا کہ اسلامی عقائد کیا ہیں؟ عورت جاہل تھی اس لئے اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ تو مولوی نے اس کو کافر قرار دے کر پہلے نکاح کو باطل اور لغو قرار دے دیا اور کہا تجدید ایمان کے بعد دوبارہ نکاح کرلیا جائے کیا اس مولوی کا یہ کہنا درست ہے؟

الجواب:۔ اس شخص کی بیوی پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور حرمت مغلظ ثابت ہوگئی، مولوی مذکور کی تاویل اس کو حلال نہیں کرسکتی ایک قدیم مسلمان کو محض طلاق سے بچانے کے لئے کافر ٹھہرانا اور اس وقت تک تمام عمر زنا میں مبتلا قرار دینا اور اولاد کو ولد الزنا قرار دینا کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے؟ حضرت

ملا علی قاریؒ نے شرح فقہ اکبر میں اس قسم کے حیلوں پر سخت انکار و ملامت فرمائی ہے۔ واللہ اعلم۔
(مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ)

(۶) صحابہؓ معیار حق ہیں

سوال:۔ جماعت صحابہؓ معیار حق ہے۔ کتاب اللہ اور احادیث مقدس کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

الجواب:۔ سامرودی صاحب[1] کے یہ فقرے کتنے گستاخانہ ہیں:

نبی صاحب نے بیس (۲۰) رکعات تو پڑھی ہی نہیں ہیں۔ البتہ لوگوں (صحابہ نے) بعد میں زیادہ (بیس رکعات تراویح) پڑھی ہیں اب یہ سوچنا اور انصاف کرنا ہے کہ ہمارے لئے خدا پاک نے نبی صاحب ہی کی فرمان برداری اور تابعداری کرنی فرض قرار دی ہے یا کہ لوگوں (صحابہ) کی۔ دین اسلام شریعت کا قائم کرنے کا حق کیا خدا پاک نے کسی امتی کو دیا ہے لوگ (صحابہ) کا زیادہ مقدار (۲۰ رکعات) تراویح پڑھنے پر دھوکہ نہ کھانا۔ (نبی کی نماز گجراتی صفحہ ۵۴)

یہ لوگ کون ہے ظاہر ہے صحابہ کرام ہے (رضی اللہ عنہم) اسی سلسلہ میں سامرودی صاحب یہ بھی فرما ہے ہیں اب یہی غور و انصاف کی بات ہے کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ ہی کی اتباع اور فرمان برداری قرار دی ہے یا لوگوں کی۔ دین اسلام شریعت کے قائم کرنے کا حق کیا اللہ تعالیٰ نے کسی امتیوں کو دیا ہے۔ (بحوالہ مذکورہ) ان فقیروں کا واضح اور کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ سامرودی صاحب صحابہ کرامؓ کو بھی اپنے جیسے لوگوں کی جماعت قرار دے رہے ہیں اور جس طرح ہم جیسے لوگوں کے کردار کوئی شرعی حجت اور معیار حق نہیں ہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو بھی معیار حق اور ان کے کردار اور فیصلوں کو حجت شرعی نہیں مانتے۔ مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ سامرودی صاحب کو نہ کتاب اللہ کی خبر ہے نہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد مبارکہ کی۔ اگر ان کو تلاوت کلام اللہ کی توفیق ہوتی تو ان کی تلاوت آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی کے مصداق ہے: (ولا تجاوز حنا جرھم) یعنی محض حلق اور زبان کی حرکت تک تلاوت کا اثر ہوتا ہے آگے نہیں بڑھتا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ نے اپنی مشہور تصنیف ازالۃ الخفا میں قرآن پاک کی

[1] یہ جواب ایک طویل سوال و جواب کا ایک حصہ ہے اس لئے ابتداء یوں ہو گئی ہے۔ (مرتب)

تقریباً سو آیتیں پیش کی ہیں جن کا واضح منشا یہ ہے کہ جماعت صحابہ کو مسلمانوں کی عام جماعتوں پر قیاس کرنا غلط ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ شرف بخشا ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ اس امت کا بہترین طبقہ اور خیر امۃ اور امۃً وسطاً کا صحیح ترین مصداق اول ہیں بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ جماعت انبیاء علیہم السلام کے بعد صرف جماعت صحابہ ہی ہے جن کو پوری کائنات کی آنکھ کا تارا کہا جا سکتا ہے اور جو یقیناً معیار حق ہیں۔ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہ نے ان آیات کو بہت ہی موزوں اور مناسب ترتیب کے ساتھ عہد زرین میں جمع کر دیا ہے جو اردو میں ازالۃ الخفاء کی بہترین شرح ہے تفصیل کو ان کتابوں کے حوالے کرتے ہوئے ہم یہاں صرف تین آیتیں پیش کرتے ہیں فیصلہ خود آپ کے حوالہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

(ترجمہ) پس نازل کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے سکون (اور اطمینان) اپنے رسول پر اور مومنین پر اور ان کو جما دیا تقویٰ کی بات پر (چپکا دی ان پر تقوے کی بات) اور یہ مومنین اس کے سب سے زیادہ مستحق تھے اور اس کے اہل تھے (اس وضاحت کی ضرورت نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دور سعود میں جو مومنین تھے وہ صحابہ بھی تھے) اور اللہ تعالیٰ ہر بات کا پورا علم رکھتا ہے (سورہ فتح، رکوع ٣)

(ترجمہ) دوسری آیت۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب کر دیا تمہارے لئے ایمان (تمہارے دلوں میں اس کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی) اور ایمان کو آراستہ کر دیا (سجا دیا) تمہارے دلوں میں اور تمہارے اندر پوری کراہیت پیدا کر دی کفر سے، فسق سے اور حکم عدولی سے۔ یہی ہیں وہ جو راہ راست پر ہیں (راشد ہیں) اللہ تعالیٰ کے فضل وانعام سے اور اللہ بہت جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے (سورہ حجرات، رکوع ١)

کلام اللہ شریف سے بڑھ کر کس کی شہادت ہو سکتی ہے؟ کسی کو معیار حق اس لئے قرار نہیں دیا جا سکتا کہ اس میں فسق و کفر یا حکم عدولی کے جراثیم ہوتے ہیں لیکن جن برگزیدہ ہستیوں کو اور پوری کائنات کے جن منتخب افراد کو آنحضرت ﷺ کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا تھا ان کے متعلق کتاب شریف کی شہادت یہ ہے کہ ان جراثیم سے ان کے دماغ پاک ہو چکے ہیں۔ ان کے مقدس ذہنوں میں کفر وعصیاں اور فسق و فجور کے جراثیم نہیں رہے بلکہ ان سے کراہیت اور ان باتوں سے نفرت ان کے پاک ذہنوں میں رچ گئی ہے کفر و فسق کے برخلاف ایمان کی صحبت ان مقدس ذہنوں میں کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے اور ان کے دلوں میں ایمان کو سجا دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ

کی طرف سے ان پر سکون نازل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلمہ تقویٰ ان پر چپکا دیا ہے (اور روح تقویٰ کو ان کے رگ و پے میں جاری اور ساری کر دیا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے اس مقدس جماعت کو ایسی موزوں فطرت عطا فرمائی ہے کہ یہ جماعت اس کی اہل ہے کہ کلمہ تقویٰ ان کے سر کا تاج ہے اور ان کی سیرت و جبلت کا پیوند بن جاتے ان خصوصیتوں کی بنا پر ان برگزیدہ شخصیتوں کے متعلق کتاب اللہ کا اعلان اور فیصلہ یہ ہے: یہی ہیں وہ جو راہ راست پر ہیں۔

(تیسری آیت ترجمہ) آگے بڑھ کر اسلام لانے میں پہل کرنے والے اور جو اچھے کردار کے ساتھ ان کے تابع ہوتے ہیں اور ان کے بعد ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اپنے خدا سے راضی ہو گئے۔ (سورہ توبہ)

اب معیار حق کے معنی مقرر فرمائیے اور خود فیصلہ کیجئے جن کے تقدس کی شہادت خود قرآن مجید دے رہا ہے جن کو واضح الفاظ میں ارشاد فرما رہا ہے اور اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور کیا کسی صاحب ایمان کے لئے گنجائش ہے کہ ان پاک باز مقدسین کی جماعت کو معیار حق نہ قرار دے۔

احادیث رسول ﷺ آیت کتاب اللہ کی تشریح اور توضیح ہوا کرتی ہیں اب چند احادیث کے مطالعہ سے ذہن کو تازہ اور ضمیر کو روشن کیجئے۔

(۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت پر وہ سب کچھ آئے گا جو بنی اسرائیل پر آچکا ہے بنی اسرائیل کے ۷۲ فرقہ ہو گئے تھے میری امت کی بھی بہتر ۷۲ فرقے ہو جائیں گے وہ سب دوزخی ہوں گے مگر صرف ایک ملت (ناجی ہوگی۔) صحابہ کرام نے عرض کیا وہ ملت کون سی ہے ارشاد ہوا: وہ ملت وہ ہے جس پر میں ہوں اور میرے ساتھی۔ (ترمذی شریف، مسند احمد ابوداؤد، بحوالہ مشکوۃ شریف) باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

(۲) ارشاد ہوا میرے اصحاب میں سے کوئی بھی صحابی جس سرزمین میں وفات پائے گا قیامت کے روز اس سرزمین والوں کے لئے قائد اور نور بن کر اٹھے گا۔ (ترمذی شریف، صفحہ ۲۲۴۔ج ۲)

(۳) نیز ارشاد ہوا میرے ساتھیوں کے مثال تاروں جیسی ہے جس کی اقتداء (پیروی) کرلوگے ہدایت پاجاؤ گے۔ (مشکوۃ شریف باب المناقب)

(۴) نیز ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی پس محمد ﷺ کو رسالت کے لئے

منتخب فرمایا۔ پھر بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو آپ کے اصحاب کو آپ کے لئے منتخب فرمالیا ان اصحاب کرام کو آپ کے دین یعنی دین محمد ﷺ کے مددگار اور اپنے نبی ﷺ کے وزیر بنادیا۔ (پس یہ اصحاب کرام انصار اللہ اور آنحضرت ﷺ کے وزیر ہیں) پس جس کام کو یہ مسلمان اچھا سمجھیں وہ عند اللہ بھی بہتر ہے اور جس کو یہ برا سمجھیں وہ عند اللہ بھی برا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ۔ صفحہ ۲۲۸، ج ۱۰)

(۵) نیز ارشاد ہے۔ تمام ادوار میں سب سے بہتر میرا دور ہے پھر ان کا دور جو میرے دور والوں سے متصل ہیں پھر ان کا دور جو ان سے متصل ہیں اس کے بعد کذب پھیل جائے گا۔ لوگ بے بلائے گواہی دینے کو تیار ہو جایا کریں گے۔ (بخاری شریف وغیرہ)

(نوٹ) حدیث نمبر ۵ نے واضح کر دیا کہ حدیث نمبر ۴ میں مسلمان سے مراد صحابہ کرامؓ ہی ہیں اور صحابہ کرامؓ کی شان یہ ہے کہ جس کام کو وہ اچھا سمجھیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے۔

یہ چند روایتیں صحابہ کرامؓ کے متعلق تھیں جو اس بات کی وضاحت کے لئے کافی ہے کہ حضرات صحابہ معیار حق ہے ان کی اتباع حق ہے۔ مگر تراویح کا معاملہ عام صحابہ کے علاوہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے۔ جیسا کہ سابق روایتوں میں گذر چکا ہے حضرت عمر فاروقؓ نے بہت سی جماعتوں کو ایک جماعت بنایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی تائید کی اس پر مسرت ظاہر فرمائی اور خود اپنے دور میں بھی عمل کیا۔ یہ دونوں بزرگ خلفائے راشدین میں سے ہیں۔ خلفاء راشدین کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے طریقہ کو بھی آنحضرت ﷺ نے سنت فرمایا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ اس کو مضبوطی سے سنبھالے رکھیں دانتوں اور کونچلیوں سے پکڑلیں (عضوا علیھا بالنواجذ) (بخاری شریف وغیرہ)

سا مرودی صاحب فرماتے ہیں۔ دین اسلام شریعت قائم کرنے کا حق کیا اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے؟

بیشک صحابہ کرام (معاذ اللہ) نیا دین اسلام یا نئی شریعت نہیں بنا سکتے۔ معاذ اللہ کسی نئے دین یا نئی شریعت یا نئے اسلام کی بحث ہے؟ بحث ہے سنت رسول اللہ ﷺ کی، آپ کے احکام کو سمجھنے اور آپ کے منشاء مبارک کو عملی جامہ پہنانے کی۔ بحث یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات اور آپ کے منشاء مبارک کو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بہتر سمجھ سکتے ہیں یا سامرودی صاحب اور ان کے ہم مشرب۔ اور اگر سامرودی صاحب جیسے لوگ آڑے آتے ہیں تو معیار حق کون ہیں؟ سابقہ احادیث نے یہ بتادیا کہ ایسے موقع پر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ہی معیار حق

ہیں۔انہیں کی تعمیل واجب اور انہی کی اتباع،اتباع شریعت ہے۔علماء حق کا یہی فیصلہ ہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کسی کی اتباع اور اقتداء کرنی ہو تو حضور اکرام ﷺ کے صحابہؓ کی ہی اقتداء کرو۔خدا پاک نے اس بہترین جماعت کو اپنے بہترین رسول کی صحبت اور دین کی اقامت کے لئے پسند فرمایا ہے۔لہذا تم ان کے فضل (بزرگی) کو پہچانو اور انہیں کے نقش قدم پر چلو وہ سیدھے اور صاف راستے پر تھے۔(مشکوۃ شریف ص ۳۲)

اور حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔یہ جماعت پوری امت میں سب سے زیادہ نیک دل،سب سے زیادہ گہرے علم کی مالک اور سب سے زیادہ بے تکلف جماعت تھی۔خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول کی رناقت کے لئے اسے پسند کیا تھا وہ آپ کے اخلاق اور آپ طریقوں سے مشابہت پیدا کرنے کی سعی میں لگی رہا کرتی تھی۔اس کو دھن تھی تو اسی کی،تلاش تھی تو اسی کی،اس کعبہ کے پروردگار کی قسم وہ جماعت صراط المستقیم پر گامزن تھی۔(الموافقات صفحہ ۷۸،بحوالہ ترجمان السنہ ص ۴۶،ج۱)

حضرت محمد بن سیرینؒ سے حج کا ایک مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے کہا کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان غنیؓ اس کو مکروہ سمجھتے تھے اگر یہ علم تھا تو وہ مجھ سے زیادہ (قرآن وحدیث کے) عالم تھے اور اگر ان کی ذاتی رائے تھی تو ان کی رائے میرے رائے سے افضل ہے۔(جامع بیان العلم صفحہ ۱۳۱۔ج ۲)

حضرت امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ بس علم تو وہی ہے جو آپ کے صحابہؓ سے منقول ہے اور جو ان سے منقول نہیں وہ علم ہی نہیں۔(جامع بیان العلم،صفحہ ۳۹،ج ۲) حضرت عامر شعبیؒ کا بیان ہے کہ اے لوگوں جو باتیں تمہارے سامنے آپ کے صحابہؓ سے نقل کی جائیں انہیں اختیار کرلو اور جو اپنی سمجھ سے کہے اسے نفرت سے چھوڑ دو۔(جامع بیان العلم،ص ۳۹ ج ۷)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں:

(ترجمہ) جماعت صحابہؓ نے اپنے لئے جو راستہ پسند کیا تم بھی اسے کو اپنے واسطے پسند کرنا اور اپنا مسلک بنالینا اگر تم سمجھتے ہو کہ (صحابہ اور تمہارے اختلاف میں تم حق پر ہو (جیسے بیس رکعت تراویح کے متعلق سامرودی صاحب سمجھتے ہیں) اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم خود کو صحابہؓ کی جماعت سے آگے بڑھا ہوا مانتے ہو۔(ظاہر ہے یہ خیال کتنا حماقت آمیز اور گمراہ کن ہے۔)

(ابوداوٗد شریف،ص ۲۴۵ ج ۷)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ نے نجات پانے والی جماعت کی پہچان میں فرمایا کہ جو اس طریقہ پر ہو جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے صحابہؓ۔ ظاہراً اتنا فرما دینا کافی تھا کہ جس طریقہ پر میں ہوں صحابہؓ کا ذکر اپنے ساتھ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ سب جان لیں کہ جو میرا طریقہ ہے وہی میرے صحابہؓ کا طریقہ ہے اور نجات کی راہ صحابہؓ کی پیروی میں منحصر ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد نے واضح کر دیا کہ رسول ﷺ کی اطاعت بعینہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی مخالفت بعینہ حضرت حق جل مجدہ کی بارگاہ میں معصیت اور حکم عدولی ہے۔ چنانچہ زیر بحث مسئلہ میں آنحضرت ﷺ کی اتباع کا دعویٰ کرنا اور ساتھ ہی صحابہؓ کے طریقہ کی مخالفت کرنا (جیسا کہ سامرودی کا طریقہ ہے دعویٰ باطل ہے بلکہ یہ اتباع درحقیقت سراسر معصیت رسول ﷺ ہے) پس اس مخالفت کے راستہ میں نجات کی کیا گنجائش اور امید؟

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رقمطراز ہیں۔ ومیزان درمعرفت حق و باطل فہم صحابہ و تابعین است آنچہ این جماعت از تعلیم آنحضرت ﷺ بانضمام قرآن حالی و مقالی فہمیدہ اندرراں تخطیہ ظاہر نہ کردہ واجب القبول است (فتاویٰ عزیزی ص ۱۵۷، ج ۱)

(ترجمہ) حق باطل کا معیار "صحابہ اور تابعین کی سمجھ" ہے۔ جس چیز کو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی تعلیم سے قرائن حالی و مقالی کو سامنے رکھ کر سمجھا اس میں کوئی غلطی نہیں بتائی اس کا تسلیم کرنا واجب ہے۔ تابعی و خلیفہ جلیل، خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں:

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے بھی کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے بعد حضور کے جانشین اولوالامر حضرات نے بھی کچھ طریقے فرمائے ہیں کہ ان کا اختیار کرنا کتاب اللہ کی تصدیق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر عمل پیرا ہونا اور خدا کے دین کے لئے مدد کرنا ہے۔ کسی کو ان کے تغیر اور تبدل کا حق نہیں پہنچتا اور نہ ان کی مخالفت کرنے والوں کی رائے قابل التفات ہے۔ پس جو ان طریقوں کے خلاف کرے گا اور ایمان کے طریقہ کے خلاف چلے گا اللہ تعالیٰ اس کو اسی طرف موڑ دے گا جس طرف اس نے رخ کیا ہے۔ پھر اس کو جہنم میں داخل کر دے گا اور جہنم بہت ہی بڑی جگہ ہے۔ (المتنبہ فی السلام ص ۸۱۹۔ ج ۲)

(۷) اہل سنت والجماعت کی تعریف

سوال:۔ اہل سنت والجماعت کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

الجواب:۔ اہل سنت والجماعت میں تین لفظ ہیں، پہلا لفظ اہل ہے، جس کے معنی اشخاص افراد اور گروہ کے ہیں، دوسرا لفظ سنت ہے جس کے معنی طریقہ کے ہیں، تیسرا لفظ جماعت ہے جس سے صحابہ کرامؓ کی جماعت مراد ہے لہذا اہل سنت والجماعت اس گروہ کا نام ہے جو آنحضرت ﷺ کی سنت اور جماعت صحابہؓ کے طریقے پر ہو اور حضرات فقہاء اور محدثین، متکلمین، اولیاء و عارفین سب اہل السنۃ والجماعت ہیں۔ اصول دین میں سب متفق ہیں اور اگر کوئی اختلاف ہے تو وہ فروعی اور جزئی ہے، اصولی اختلاف نہیں۔ (عقائد الاسلام، ص ۱۷۵ ج ۱)

یعنی اہل سنت والجماعت وہ مسلمان ہیں جو عقائد و احکام میں حضرات صحابہؓ کرام کے مسلک پر ہوں اور قرآن کے ساتھ سنت نبوی ﷺ کو بھی حجت مانتے اور اس پر عمل کرتے ہوں۔ یہ تو اس لقب کے معنی ہوئے اور اس کا مصداق وہ لوگ ہیں جو عقائد میں امام ابوالحسن اشعری یا امام ابومنصور ماتریدی کے متبع ہوں۔ (فی حاشیۃ الخیالی علی شرح العقائد) (امداد الاحکام ص ۷۷ ج ۱)

اہل سنت کی مشہور فقہی کتاب البحر الرائق (ص ۱۸۲۔۸) پر اہل سنت والجماعت کی تشریح یوں کی گئی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص میری سنت اور صحابہ کی جماعت کے طریقے پر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا اس کے درجات بلند کرے گا اور اس کے ہر قدم پر دس نیکیاں عطا کرے گا اور اس کے درجات بلند کرے گا۔ کسی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آدمی کو کب معلوم ہوگا کہ وہ اہل سنت والجماعت میں سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ اپنے اندر دس چیزیں پائے تو وہ اہل سنت والجماعت میں سے ہوگا:

(۱) پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرے۔

(۲) کسی صحابی کی برائی یا تنقیص بیان نہ کرے۔

(۳) مسلمان بادشاہ کے خلاف تلوار نہ اٹھائے۔

(۴) اپنے ایمان میں شک نہ کرے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھتا ہو۔

(۶) اللہ کے دین کے بارے میں جھگڑا نہ کرے۔

(۷) کسی موحد کلمہ گو مسلمان کو گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہے۔

(۸) اہل قبلہ کی نماز جنازہ کو نہ چھوڑے۔

(۹) سفر وحضر میں موزوں پر مسح کو جائز سمجھے۔

(۱۰) ہر نیک وفاجر امام کے پیچھے نماز پڑھے۔

چونکہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد اور ان کے متبعین میں یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں، اس لئے یہ سب اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ (ملخص)

(۸) دربار نبوی ﷺ میں امت کے اعمال کی پیشی

سوال:۔ تبلیغی حضرات بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ جی ہاں، آپ ﷺ کے حضور آپ کے امتیوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، اس طور پر کہ فلاں امتی نے یہ کیا اور فلاں نے یہ کیا، امت کے نیک اعمال پر آپ مسرت کا اظہار فرماتے ہیں اور معاصی سے آپ ﷺ کو اذیت پہنچتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور انبیاء کرام اور ماں باپ کے سامنے جمعہ کے دن پیش کئے جاتے ہیں تو وہ ان لوگوں کی اچھائیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہرے پر چمک بڑھ جاتی ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے مرحومین کو ایذاء مت پہنچاؤ۔ (نوادر الاصول مطبوعہ دار لسعادۃ قسطنطنیہ وشرح الصدور للسیوطی) واللہ اعلم۔ (مفتی عبدلرحیم لاجپوری)

(۹) اولیاء کی کرامت برحق ہے

سوال:۔ کیا اولیاء کی کرامت برحق ہے؟

الجواب:۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک اولیاء اللہ کی کرامت برحق ہے۔ عقائد کی

مشہور کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے۔ و کرامات الاولیاء حق...... الخ۔ (ص ۱۰۵) ولی کی کرامت در حقیقت اس نبی کا معجزہ ہوتا ہے جس کا یہ امتی ہے اور جس کی اتباع اور پیروی کے صلہ میں اس کو یہ کمال حاصل ہوتا ہے۔ جیسے پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، مسافت بعیدہ کو مختصر وقت میں طے کر لینا، غیر موسم کا پھل ملنا وغیرہ ان کرامات کو کرامات حسی کہا جاتا ہے یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ عموماً حسی کرامتوں کو ہی کمال سمجھا جاتا ہے مگر اہل کمال کے نزدیک کرامت معنوی کمال ہے۔ یعنی شریعت مصطفوی ﷺ پر مضبوطی سے ثابت قدم رہنا، زندگی کے ہر شعبے میں اور ہر ایک موقع پر سنت اور غیر سنت کے فرق کو سمجھ کر سنت رسول اللہ ﷺ کی مکمل اتباع اس کا شوق اس کی لگن اور دل سے توجہ الی اللہ اور اشتغال باللہ کہ ایک دم اور ایک سانس بھی غفلت میں نہ گذرے اور یہ بات مندرجہ بالا واقعہ سے واضح طور پر ثابت ہوتی ہے تو اصل کمال اتباعے شریعت اور اتباع سنت ہے۔ اسی بنا پر محققین فرماتے ہیں کہ طریقہ وسنت کی اتباع کے بغیر اگر کوئی تعجب کی چیز دیکھنے میں آئے تو وہ ہرگز کرامت نہیں بلکہ استدراج (کسی گناہ گار سے خلاف عادت واقعہ ظاہر ہونا) اور شیطانی حرکت ہے۔

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تمہاری نظروں میں ایسا کمال والا آدمی ہو جو ہوا پر مربعاً چوکڑی مار کر اور آلتی پالتی لگا کر بیٹھتا ہو اور پانی پر چلتا ہو تو جب تک تم امتحان نہ کر لو کہ احکام اسلام اور شرعی حدود کی پابندی میں کیسا ہے ہرگز اس کو نظر میں نہ لاؤ۔

حضرت بسطامی سے کہا گیا کہ فلاں شخص ایک رات میں مکہ پہنچ جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ شیطان تو ایک جھپک میں مشرق سے مغرب پہنچ جاتا ہے حالانکہ وہ اللہ کی لعنت میں گرفتار ہے۔

(بصائر العشائر۔ ۶۱۲)

پیشوائے طریقت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ واصل الی اللہ ہونے کے بے شمار طریقے اور راستے ہیں مگر مخلوق کے لئے تمام راستے بند ہیں اس کے لئے صرف وہی راستہ کھلا ہوا ہے جو اتباع رسول اللہ ﷺ کی شاہراہ ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یعنی اے فرزند جو چیز کل کو قیامت میں کار آمد ہوگی وہ صاحب شریعت ﷺ کی متابعت اور پیروی ہے۔ درویشانہ حالات اور عالمانہ وجد علوم و معارف، صوفیانہ رموز و اشارات اگر آنحضرت ﷺ کی اتباع اور پیروی کے ساتھ ہوں تو بے شک بہت بہتر ہیں اور اگر یہ باتیں پابندی شریعت اور اتباع سنت کے جوہر کے

بغیر ہوں تو خرابی اور استدراج کے سوا ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ (مکتوبات امام ربانی۔صفحہ ۱۸۰ ج۱)

ناظرین کرام یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس کو بغور اور بار بار پڑھئے اس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ ہمارا معاشرہ اتباع سنت کے رنگ میں رنگا ہوا ہوتا، ہماری خوشی کی تقریب ہوتی یا غمی کا موقع ہوتا سنت ہی کو اپنا مشعل راہ بنانا چاہئے۔ مگر از حد افسوس اور قلق ہے کہ جب ہم یا آپ اپنے معاشرہ پر نظر ڈالیں گے تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں میں عجیب عجیب بدعات رواج پا رہی ہیں اور ان پر بڑی پابندی سے عمل کیا جاتا ہے اسی پر بس نہیں جو ان بدعات پر عمل نہیں کرتے ان پر جملے کسے جاتے ہیں ان پر لعن وطعن کیا جاتا ہے ان کو برا بھلا کہا جاتا ہے ان کی توہین کی جاتی ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اہدنا الصراط المستقیم۔ فقط۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۰) متبع شریعت ہونے کے باوجود مصائب کیوں؟

سوال:۔ خدا پاک کے فضل وکرم سے ہم نماز پڑھتے ہیں روزوں کے بھی پابند ہیں منہیات شرعیہ سے بھی حتی الامکان بچتے ہیں مگر پھر بھی اسباب رزق مہیا کرنے کے باوجود تکلیف سے گزارا ہوتا ہے اس لئے مناسب ورد بتلا کر ممنون کریں۔

الجواب:۔ روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان کا کفارہ نہ نماز سے ہوتا ہے نہ روزہ سے نہ حج سے نہ عمرے سے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان گناہوں کا کفارہ کس چیز سے ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رزق حاصل کرنے میں جو تکلیف اور رنج پہنچتے ہیں ان سے ان کا کفارہ ہوتا ہے، لہذا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ گناہ کے کاموں سے بچتے رہیں، خدا مشکل آسان کرے گا۔ ہو سکے تو روزانہ پانچ سو مرتبہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھ لیا کریں انشاء اللہ تمام غموم ہموم سے نجات مل جائے گی۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۱) ماہ صفر کے آخری بدھ کی شرعی حیثیت

سوال:۔ بعض جگہوں میں صفر کے مہینے کے آخری بدھ کو تہوار مناتے ہیں اور اپنی اپنی وسعت

کے مطابق مٹھائی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ کراچی میں یہ تہوار اہمیت سے منایا جاتا ہو یا نہ ہو لیکن قالین کے کارخانوں میں یہ دستور ہے کہ اس دن بڑے پیمانے پر مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں۔ مگر یہ تقسیم قالین کے مزدوروں اور ٹھیکیداروں میں ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مخصوص دن مٹھائی کی تقسیم کرنا کیسا ہے؟ ایک عالم کا کہنا یہ ہے کہ اس دن مٹھائی کی تقسیم جائز نہیں ہے اور خوشیاں منانا غلط ہے کیونکہ اس دن حضور اکرم پر مرض وفات کا شدید حملہ ہوا تھا، یہود نے آپ کے مرض کی شدت پر خوشیاں منائی تھیں اور یہ مٹھائی کی تقسیم بھی اسی خوشی کی ایک کڑی ہے لہذا اس سے بچنا چاہئے۔ کیا ان کی بات صحیح ہے؟

الجواب:۔ ماہ صفر کے آخری بدھ کی اسلام مین کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ حدیث شریف میں ماہ صفر کا کوئی خاص اہتمام کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے اس دن کاریگروں اور مزدوروں کا خاص اہتمام سے چھٹی کرنا محض بے اصل ہے اور اس طرح مٹھائی کا مطالبہ اور اسے پورا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ اس دن نبی کریم ﷺ پر اس مرض کی ابتداء ہوئی تھی، جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

لہذا صفر کے آخری بدھ کو تہوار منانا خوشی کرنا اور خوشی میں چھٹی کرنا اور زیادہ قبیح ہے نیز یہ تہوار قرآن کریم، سنت رسول، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کسی سے بھی ثابت نہیں ہے بلکہ یہ سب بعد کے لوگوں کی ایجاد ہے اور اپنی طرف سے دین میں اضافہ ہے جو کہ خالص بدعت اور واجب الترک ہے۔ (مخلص)

(۱۲) حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں عقیدہ

سوال:۔ زاہد کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام اور نبی کریم ﷺ اپنے اس جسم عنصری کے ساتھ اپنی قبور مطہرہ میں زندہ ہیں اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی آواز سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور اپنی اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں۔

جبکہ عمرو کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسم قبروں میں دھڑ اور پتھر ہیں۔ نہ صلوٰۃ وسلام قبروں میں سنتے ہیں اور نہ ان میں زندگی ہے اسی طرح عمرو کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس مٹی والی قبر میں نہ سوال ہے نہ راحت و آرام نہ عذاب بلکہ اصل قبر علیین یا سجین میں ہے۔ جہاں سوال و

جواب، راحت و عذاب ہوتا ہے۔ دونوں میں سے کس کا عقیدہ درست اور تعلیمات نبویہ ﷺ کے مطابق ہے۔

الجواب:۔ زاہد کا عقیدہ صحیح اور موافق حدیث نبوی ﷺ ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی میری قبر کے قریب مجھ پر درود پڑھے تو میں اسے سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے پڑھے تو وہ مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ (الحدیث) (مشکوٰۃ ص ۸۶) عمرہ کے دونوں عقیدے درست نہیں۔ کیونکہ عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے اور مردہ کا قبر میں جا کر زندہ ہونا قرآن کریم کی تفسیر سے ثابت ہے۔ عمدۃ القاری میں آیت ربنا امتنا اثنتین و احییتنا اثنتین کے ذیل میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت کو دو مرتبہ ذکر فرمایا اور یہ اس وقت ہی متحقق ہوسکتا ہے جب قبر میں موت اور زندگی ہو۔ (عمدۃ القاری ص ۱۶۱/۴) اور علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (فیض الباری ص ۴۹۲/۲) (مفتی محمد انور۔ مفتی عبدالستار)

(نیز عذاب قبر کے ثبوت میں تفسیر ابن کثیر میں دس آیات اور چالیس احادیث نقل کی گئی ہیں جن سے عذاب قبر ثابت ہے۔ مرتب)

(۱۳) آنحضرت ﷺ کے والدین کی وفات اور اسلام

سوال:۔ آنحضرت ﷺ کے ابوین کریمین دور رسالت سے پہلے وفات پا گئے تھے یا بعد میں؟ اور یہ حضرات مسلمان ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ آنحضرت ﷺ کے والد ماجد تو آپ کی ولادت سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے اور والدہ ماجدہ کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر مبارک صرف چھ سال تھی اور دور رسالت تو آپ کی عمر کے چالیس سال کے بعد سے شروع ہوتا ہے ظاہر ہے کہ ان حضرات کی وفات دور رسالت سے پہلے ہوئے۔ ان حضرات کے اسلام کے بارے میں اختلاف ہے، بہتر یہ ہے کہ اس مسئلے کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے اس نازک بحث میں پڑنا نہیں چاہئے کیونکہ اس کا عقیدے سے تعلق نہیں ہے۔ اس لئے سکوت بہتر ہے۔ فقط۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۴) مسلمانوں سے غیر مسلم اچھے ہیں کہنا کیسا ہے؟

سوال:۔ مسلمان کبھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ مسلمانوں سے غیر مسلم اچھے ہیں۔ ایسا کہنے میں قباحت تو نہیں ہے؟

الجواب:۔ ایسا کہنے سے مسلمانوں کو احتراز ضروری ہے کہ اندیشہ کفر ہے۔ "نصاب الاحتساب" میں لکھا ہے کہ سیرت ذخیرہ میں کلمات کفر کے باب میں مذکور ہے کہ لڑکوں کے استاذ کو یہ بات کہنی نہ چاہئے کہ مسلمان سے یہود اچھے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کے معلمین کا حق ادا کرتے ہیں، اس لئے کہ اس طرح کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ (نصاب الاحتساب، ص ۸۲ے باب ۳۳) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۵) علم نجوم کے بارے میں کیا اعتقاد رکھیں

سوال:۔ علم نجوم کے بارے میں کیسا اعتقاد رکھنا چاہئے اور اس کی حقیقت شرعاً کیا ہے؟ اگر وہ نجومی کسی کے بارے میں کوئی الزام لگائیں تو اس کی باتوں پر عمل کرنا اور سچا ماننا کیسا ہے؟

الجواب:۔ علم نجوم کوئی یقینی علم نہیں ہے بلکہ محض تخمین پر مبنی ہے۔ جیسا کہ شامیہ میں احیاء علوم سے نقل کیا ہے کہ نجوم "تخمین محض" ہے اور کہانت بھی اسی طرح ہے، لہٰذا ان علوم سے حاصل شدہ توہمات پر یقین کرنا ہرگز جائز نہیں خصوصاً کسی شخص کو مجرم قرار دینے کے لئے قطعاً حجت نہیں۔ حدیث شریف میں کاہنوں کے پاس جانے کی ممانعت آئی ہے (مسلم شریف اور مشکوٰۃ میں یہ احادیث موجود ہیں) اور علم نجوم کی ممانعت ابوداؤد اور مسند احمد میں موجود ہے۔ اور فقہاء کرام نے بھی اس کی اجازت نہیں دی ہے۔ شامی لکھتے ہیں صرف اتنا علم نجوم کہ اس سے نماز کے اوقات اور قبلہ کا تعین کیا جا سکے، حاصل کرنا جائز ہے۔ اور اگر اس سے زیادہ حاصل کیا جائے تو اس میں گڑبڑ ہے بلکہ مفصول میں اسکو صاف حرام قرار دیا ہے الخ۔

(مفتی عبدالستار صاحب۔ مفتی خیر محمد صاحب)

(۱۶) شیخ احمد کا وصیت نامہ فرضی ہے اور اس سے نفع ونقصان میں کوئی دخل نہیں

سوال: ۔ ایک پرچہ عام طور سے تقسیم کیا جاتا ہے اور اس میں لکھا ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص کو بشارت ہوئی کہ قیامت آنے والی ہے، نماز قائم کرو اور عورتیں پردہ کریں۔ جس شخص کو یہ خط ملے وہ بیس خط فوٹو کرا کر تقسیم کرے تو اسے بارہ دن کے اندر اندر خوشی ملے گی۔ ایک شخص نے انکار کیا تو اس کا لڑکا فوت ہو گیا ایک شخص نے بیس تقسیم کئے تو اللہ نے اسے خوشی دی اور اسے ہزار روپے ملے۔ اور یہ خط چار دن کے اندر اندر تقسیم کردے۔ یہ خط کیسا ہے؟

الجواب: ۔ اس قسم کی تحریریں معمولی ردوبدل کے ساتھ وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہیں مگر یہ غلط محض ہے۔ ان پر یقین کرنا جہالت اور صحیح سمجھنا بے وقوفی ہے اور ایسی باتوں کو رسول اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرنا شدید ترین گناہ ہے اور اس کی اشاعت بھی گناہ ہے۔ قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے، اور اشاعت یا عدم اشاعت کو نفع نقصان میں دخل انداز سمجھنا غلط ہے دنیا میں خوشی اور غم تقدیر کے تحت پہنچتے ہیں یہی ایمان رکھنا چاہئے۔ پردہ اور نماز کا حکم شریعت میں پہلے سے موجود ہے اس پر ضرور عمل کیا جائے۔ (مفتی محمد انور)

(۱۷) نئے مکان کی بنیاد میں جانور کا خون ڈالنا ہندووانہ رسم ہے

سوال: ۔ کچھ لوگ جب نیا مکان تعمیر کراتے ہیں تو بنیاد بھرتے وقت بکرا ذبح کر کے اس کا خون بنیاد میں ڈالتے ہیں۔ اس کی کیا حیثیت ہے؟

الجواب: ۔ شریعت مطہرہ میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے ایسا کرنا اور اسے مکان کی حفاظت میں موثر سمجھنا گناہ اور بداعتقادی ہے۔ ایسا فعل ہندوانہ نظریات سے ماخوذ ہے۔

(مفتی محمد انور۔ مفتی عبدالستار)

(۱۸) عملیات سے معلوم کر کے کسی کو مجرم سمجھنا

سوال: ۔ چوری دریافت کرنے کے سلسلے میں بعض لوگ عملیات کرتے ہیں اور بتادیتے ہیں کہ فلاں چور ہے؟ کیا شرعاً اس آدمی پر چوری کا حکم لگا سکتے ہیں۔ اور ان عملیات کی حقیقت بھی واضح

فرمائیں۔

الجواب:۔ ان عملیات کے ذریعے کسی کو واقعۃً چور سمجھنا جائز نہیں ہے۔ حضرت تھانوی قدس سرہ نے لکھا ہے کہ میرے نزدیک بالکل ناجائز ہیں کیونکہ عوام حد احتیاط سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ صفحہ ۸۷/۴)

ان عملیات کی حقیقت صرف اتنی تھی کہ جس کا نام معلوم ہو اس کی دوسرے ذرائع شرعیہ سے تحقیق و تفتیش کی جائے لیکن چونکہ عوام اسی کو واقعۃً چور سمجھ لیتے ہیں لہذا ایسے عمل کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم۔ (مفتی محمد انور)

(۱۹) بجلی و بارش کے وقت "یا بابا فرید" کہنا گناہ ہے

سوال:۔ شدید بارش اور بجلی کی گرج چمک کے وقت بعض لوگ کہتے ہیں "یا بابا فرید" اور اس کی کہاوت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بجلی بابا فرید کے وضو کے لوٹے میں آگری تو آپ نے فوراً لوٹے کو ہاتھوں سے بند کر لیا تو بجلی نے منت سماعت کر کے اور یہ وعدہ کر کے کہ آئندہ آپ کے پاس یا آپ کے نام کو پکارنے والے کے پاس نہیں آؤں گی۔ اس لئے جو یا بابا فرید کہے گا بجلی اسے کچھ نہیں کہے گی۔ کیا یہ صحیح ہے۔

الجواب:۔ آنحضرت ﷺ کا اپنا معمول اس دعا کا تھا "**اللھم لا تقتلنا بغضبک و لا تھلکنا بعذابک و عافنا قبل ذلک**" (مشکوٰۃ ص ۱۳۲) اور یہ دعا "**سُبۡحَانَ الَّذِی یُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِہٖ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ مِنۡ خِیۡفَتِہٖ**" بھی ثابت ہے۔ ایسے وقت میں یا بابا فرید کہنا اور یہ عقیدہ رکھنا یہ کلمہ ہمیں بجلی سے بچائے گا، گناہ اور خلاف قرآن و سنت ہے۔ موت و زندگی کا مالک صرف اللہ ہے کسی اور کو سمجھنا کفر و شرک ہے۔ (مفتی محمد انور)

(۲۰) آنحضرت ﷺ کو نور خداوندی کا جز کہنا صحیح نہیں

سوال:۔ زید کہتا ہے کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نور سے جدا کئے گئے، چنانچہ بائبل اور تواریخ کلیسیا میں اس طرح مذکور ہے اور اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ پنجتن پاک اللہ تعالیٰ کے نور سے جدا کئے گئے ہیں اور بدعتی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے نور

سے جدا کئے گئے ہیں۔

زید کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ کے نور سے پیدا نہیں ہوئے وہ نور مجسم نہیں بلکہ نور ہدایت ہیں۔اس کا یہ عقیدہ کیسا ہے؟

الجواب:۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے نور کو سب اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا تھا۔ یہ نور مخلوق تھا۔اس نور کو اللہ تعالیٰ کے نور سے جزئیت حاصل نہیں تھی۔یعنی نورِ محمدؐ اللہ تعالیٰ کا جز نہیں۔جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نور محمدی اللہ تعالیٰ کا جز ہے تو اس کا یہ عقیدہ مشرکانہ ہے اور عیسائیوں کے مشابہہ ہے۔آنحضرت ﷺ نور ہدایت بھی ہیں، یعنی آپ ﷺ کے ذریعے خلق خدا کو ہدایت حاصل ہے اور جسمانی طور پر بھی آپ ﷺ کے وجود اطہر میں کافی نور شامل ہے جیسا کہ احادیث سے واضح ہوتا ہے۔اور یہ نورانیت آپ کی بشریت کے منافی بھی نہیں۔نور محمدی کو نور خداوندی کا جزء کہنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (مفتی خیر محمد)

(۲۱) ''اللہ رسول تمہاری خیر کرے'' کہنے کا مسئلہ

سوال:۔ ہمارے علاقے میں رواج ہے کہ جب ایک آدمی دوسرے سے حال احوال پوچھتا ہے تو احوال بتانے والا آخر میں کہتا ہے کہ اور خیر ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ ''اللہ ورسول تمہاری خیر کرے'' کیا یہ جملہ کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ جملہ موہوم شرک ہے،لہذا نہیں کہنا چاہئے ، کیونکہ خیر پر علی الاطلاق قادر اللہ رب العزت ہے۔ (مفتی محمد انور)

(البتہ یہ کہنا چاہئے کہ ''اللہ تمہاری خیر کرے'' یا''اللہ خیر کا معاملہ فرمائے'' کہنا چاہئے۔ مرتب)

(۲۲) ماہ ذیقعدہ کو منحوس سمجھنا کیسا ہے

سوال:۔ ماہ ذیقعدہ کو خالی ماہ کہا جاتا ہے اور اس کو منحوس سمجھ کر لوگ رشتہ و نکاح نہیں کرتے تو اس طرح سے اس کو منحوس کہنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ ماہ ذیقعدہ بڑا ہی مبارک مہینہ ہے یہ مہینہ اشہر حرم یعنی حرمت اور عدل کا ایک

مشہور مہینہ ہے۔قرآن شریف میں اس کا بیان ہے۔منها اربعة حرم یعنی وہ بارہ ماہ میں چار ماہ عدل وعزت کے ہیں؟(سورہ توبہ) نیز یہ مہینہ اشہر حج (حج کے مہینوں میں) شامل ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الحج اشہر معلومات) یعنی حج کے مقرر مہینے ہیں (سورہ بقرہ) حج کے تین مہینے شوال ذیقعدہ اور ذی الحجہ۔حدیث شریف میں ہے:

(ترجمہ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے چار عمرے کئے اور وہ سب ذیقعدہ میں کئے سوائے اس عمرے کے جو حج کے ساتھ کیا تھا۔(مشکوۃ شریف ص ۲۲۱)

جو ماہ بنظر قرآن عدل وعزت کا مہینہ ہو اور اشہر حج کا ایک ماہ مبارک اور جس میں آنحضرت ﷺ نے تین عمرے فرمائے ہوں ایسا مہینہ منحوس کیسے ہوسکتا ہے اس کو منحوس سمجھنا اور اس میں خطبہ رشتہ اور نکاح وغیرہ خوشی کے کاموں کو نامبارک ماننا جہالت اور مشرکانہ فعل ذہنیت ہے اور اپنی طرف سے ایک جدید شریعت کی ایجاد ہے ایسے ناپاک خیالات اور غیر اسلامی عقائد سے توبہ کرنا ضروری ہے اس ماہ مبارک کو نامبارک اور برکت سے خالی سمجھ کر "خالی" کہا جاتا ہے یہ بھی جائز نہیں ہے؟ ذیقعدہ کہنا چاہئے خالی نہیں کہنا چاہئے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے نماز عشاء کو عشاء کے بجائے عتمہ کہنے کی ممانعت آئی ہے۔(مرقاۃ ص ۳۹۹، ج ۱)

ایسے ہی اس غلط نام کے استعمال کرنے میں بھی احتیاط کرنی چاہئے۔فقط والسلام (ملخص)

(۲۳) ماہ صفر میں نحوست ہے یا نہیں

سوال:۔ عورتوں کا خیال اور اعتقاد یہ ہے کہ صفر کا مہینہ اور خصوصاً ابتدائی دن مخصوص اور نامبارک ہے۔ان دنوں میں عقد نکاح، خطبہ اور سفر نہ کرنا چاہئے ورنہ نقصان ہوگا کیا یہ عقیدہ درست ہے؟

الجواب:۔ مذکورہ خیالات اور عقائد اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں زمانہ جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کو منحوس سمجھتے تھے۔نبی کریم ﷺ نے ان خیالات کی سخت الفاظ میں تردید فرمائی ہے۔واقع میں وقت، دن، مہینہ یا تاریخ منحوس نہیں ہوتے۔منحوسیت بندوں کے اعمال وافعال پر منحصر ہے۔ جس وقت کو بندوں نے عبادت میں مشغول رکھا وہ وقت ان کے حق میں مبارک ہوتا ہے اور جس وقت کو گناہ کے کاموں میں صرف کیا ہے وہ ان کے لئے منحوس ہے۔حقیقت میں مبارک عبادات

ہیں اور منحوس معصیات ہیں۔ الغرض ماہ صفر منحوس نہیں ہے مگر منحوس ہمارے برے اعمال اور غیر اسلامی عقائد ہیں ان تمام کو ترک کرنا اور ان سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ ماہ صفر اور اس کے ابتدائی تیرہ دنوں کو منحوس سمجھ کر شادی، منگنی خطبہ سفر وغیرہ کاموں سے رک جانا سخت گناہ کا کام ہے۔ "نصاب الاحتساب" میں ہے کہ کوئی شخص سفر کے ارادہ سے گھر سے نکلے اور کسی کی آواز کو سن کر سفر سے رک جائے تو بزرگوں کے نزدیک وہ شخص کافر شمار ہوتا ہے۔ (مجالس الابرار، ص ۲۴۸/۳۹۱)

آنحضرت ﷺ نے جاہلیت کے باطل عقائد کو رد کرتے ہوئے فرمایا: "لاعدویٰ" امراض کی تعدی کوئی چیز نہیں ہے یعنی ایک کا مرض دوسرے کو لگ جانے کا عقیدہ غلط ہے اور فرمایا "لاطیرۃ" بدفالی کوئی چیز نہیں ہے یعنی سامنے سے بلی یا عورت یا کانا آدمی آجائے تو کام نہیں ہوگا ایسا عقیدہ باطل ہے۔ "والطیرۃ شرک"۔ تین مرتبہ بدفالی شرک کا کام ہے،۔ بدفالی شرک کا کام ہے بدفالی شرک کا کام ہے۔ اور فرمایا "ولا ہامۃ" یعنی الو کی نحوست کوئی چیز نہیں ہے مشرکوں کا عقیدہ تھا کہ جہاں پر الو بولتا ہے وہ گھر برباد ہو جاتا ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے ولا ھامۃ فرما کر اس عقیدہ کو بھی باطل ٹھہرایا، اس کے بعد فرمایا ولا صفر اور صفر کی مہینے کی نحوست بھی کوئی چیز نہیں ہے۔

(بخاری شریف، ص ۱۵۷۔ ج ۱)

مشرکین ماہ صفر کو تیرہ تاریخوں تک منحوس سمجھتے تھے اس لئے آنحضرت ﷺ نے تردید فرمائی۔ افسوس مسلمان اسلام اور پیغمبر اسلام کے فرمان کے خلاف مشرکین کے عقیدہ کی اقتداء کر رہے ہیں۔ اس طرح عورت، گھوڑا اور گھر کی نحوست بھی عقیدہ باطل ہے ایسے تمام خیالات مشرکانہ ہے اسلامی نہیں غیر مسلموں کے ساتھ رہنے سہنے سے جاہلوں میں خصوصاً عورتوں میں ایسے خلاف اسلام خیالات گھر کر گئے ہیں۔ حکماء کا مشہور مقولہ ہے القبائح متعدیۃ والطبائع مسرقۃ (ترجمہ) خرابہ باطل (خراب باتیں اور برے افعال) پھیلنے والی ہوتی ہیں اور لوگوں کی طبیعتیں چور ہیں کہ خراب باتیں جلد قبول کر لیتی ہیں۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۴) ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ کیسا ہے اور اس کو خوشی کا دن منانا کیسا ہے؟

سوال:۔ ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ کو جو آخری بدھ (چہار شنبہ) کے طور پر منایا جاتا ہے اور اسکول و مدارس میں تعطیل رکھی جاتی ہے اور اس کو خوشی کے دن کے طریقہ سے منایا جاتا ہے، اس

کی کوئی اصلیت ہے؟ یوں کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صفر مہینہ کے آخری چہار شنبہ کو مرض سے شفا پائی اور غسل فرما کر سیر و تفریح فرمائی اس لئے مسلمانوں کو اس کی خوشی منانا چاہئے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ خصوصاً بریلوی طرز فکر کے مسلمان چہار شنبہ کو زیادہ مناتے ہیں۔

الجواب:۔ مذکورہ چیزیں بالکل بے اصل اور بلا دلیل ہیں۔ مسلمانوں کے لئے آخری چہار شنبہ کے طور پر خوشی کا دن منانا جائز نہیں ہے۔ شمس التواریخ وغیرہ میں ہے کے ۲۶ صفر ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو حضور ﷺ نے لوگوں کو رومیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور ۲۷ صفر سہ شنبہ کو اسامہ بن زیدؓ امیر شکر مقرر کئے گئے۔ ۲۸ صفر چہار شنبہ کو اگر چہ آپ بیمار ہو چکے تھے لیکن اپنے ہاتھ سے نشان تیار کر کے اسامہؓ کو دیا۔ ابھی کوچ کی نوبت نہ آئی تھی کہ آخری روز چہار شنبہ اور اول شب پنجشنبہ میں آپ ﷺ کی علالت خوفناک ہوگئی اور ایک تہلکہ پڑ گیا اسی دن وقت عشاء سے آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے پر مقرر فرمایا۔ (شمس التواریخ ص ۱۰۰۹۔ ۱۰۰۸، ج ۲)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۲۸ صفر چہار شنبہ بدھ کے روز حضور ﷺ کے مرض میں زیادتی ہوئی تھی اور یہ دن ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ تھا۔ یہ دن مسلمانوں کے لئے خوشی کا تو ہے ہی نہیں، البتہ یہود وغیرہ کے لئے شادمانی کا دن ہو سکتا ہے اس روز کو تہوار کا دن ٹھہرانا، خوشیاں منانا، مدارس وغیرہ میں تعطیل کرنا، یہ تمام باتیں خلاف شرع اور ناجائز ہیں۔ بریلوی طرز فکر کے حضرات اس دن کو کیوں اہمیت دیتے ہیں یہ سمجھ میں نہیں آتا؟ ان کے جلیل القدر بزرگ مولوی احمد رضا خان صاحب تو آخری چہار شنبہ کو نہیں مانتے۔ (دیکھئے احکام شریعت میں مذکورہ ذیل سوال جواب)

آخری چہار شنبہ کی کوئی حقیقت نہیں

سوال:۔ کیا فرماتے علماء دین اس امر میں کہ صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اس روز آنحضرت ﷺ نے مرض سے صحت پائی تھی بنا بر اس کے اس روز کھانا شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں لہذا اصل اس کی شروع میں ثابت ہے کہ نہیں؟

الجواب:۔ آخری چار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت پائی۔ اور نہ حضور ﷺ کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض جس میں رحلت ہوئی، اس کی ابتدا اسی دن سے بتلائی جاتی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(احمد رضا خان)

(۲۶) قرآن مجید میں سے بالوں کا نکلنا

سوال:۔ کئی دنوں سے مسلمانوں میں قرآن مجید میں سے بال نکلنے کی خوب بحث چل رہی ہے۔ بعضوں کا خیال ہے آنحضرت ﷺ کے بال مبارک ہیں، اس لئے وہ لوگ اس کو عطر میں رکھتے ہیں اس پر درود خوانی ہوتی ہے اس کی زیارت کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ کسی بزرگ کی کرامت ہے لہذا اس کی تعظیم ضروری ہے۔ مذکورہ امر میں تشریح کریں ان بالوں کا کیا کیا جائے وہ بھی بتلائیں؟

الجواب:۔ کوئی جگہ بالوں سے خالی نہیں ہے۔ سر کے بھنوؤں کے، مونچھ کے، داڑھی اور بدن کے ہزاروں لاکھوں بالوں میں سے نہ معلوم روزانہ کتنے بال گرتے، ٹوٹتے، منڈواتے اور کترواے جاتے ہیں۔ وہ ہوا میں اڑ کر ادھر ادھر گھس جاتے ہیں قرآن شریف جو برسوں سے پڑھے جاتے ہیں اور گھنٹوں کھلے رہتے ہیں ان میں گھر میں گرے ہوئے بال ہوا سے اڑ کر اور پڑھنے والے کے سر کے بال کھجلانے سے ٹوٹ کر گرتے ہیں اور برسوں اوراق کی تہہ میں دبے رہتے ہیں۔ پس اگر تلاش کرنے کے بعد کوئی بال مل جائے تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے بلکہ استعمال شدہ قرآنوں میں سے بال نکلنا حیرتناک نہیں ہے۔

قرآن مجید میں سے نکلے ہوئے بالوں کو پیغمبر ﷺ کے مبارک بال سمجھ لینا، ان پر درود خوانی کرنا، ان کی زیارت کرنا کروانا ایمان کھونے جیسی حرکت ہے اور اسے کرامت سمجھنا بھی جہالت ہے۔

یہ حیرت کی بات کرامت نہیں ہوتی بلکہ استدراج (کسی گناہ گار سے خلاف عادت کوئی واقعہ ظاہر ہونا) اور شیطانی حرکت بھی ہوسکتی ہے۔ حضرت پیران پیرؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن سیر سیاحت کرتے ہوئے میرا ایک ایسے جنگل میں گزر ہوا جہاں پانی نہیں تھا چند دنوں تک وہیں ٹھہرنا پڑا پانی نہ ملنے کی وجہ سے سخت پیاس لگی حق سبحانہ تعالیٰ نے بادل کا سایہ میرے اوپر کردیا اور اس بادل سے چند قطرے ٹپکے جس سے مجھ کو کچھ تھوڑی بہت تسکین ہوئی، اس کے بعد ان بادلوں سے ایک روشنی نکلی جس نے آسمان کے تمام کناروں کو گھیر لیا اور اس روشنی میں سے ایک عجیب وغریب صورت نمودار ہوئی جو مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ اے عبدالقادر میں تیرا پروردگار ہوں، تجھ پر تمام

حرام چیزوں کو حلال کرتا ہوں اس لئے جو چاہو کرو کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ میں نے کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اے شیطان ملعون راندہ درگاہ دور ہو جا اور بھاگ جا یہاں سے۔ یہ کیا بات ہے؟ اس کے بعد ہی فوراً وہ روشنی تاریکی سے بدل گئی اور اندھیرا چھا گیا وہ صورت غائب ہوگئی اور آواز آئی، اے عبدالقادر تم نے علم وفہم کی وجہ سے جو احکام اللہ سے حاصل کئے ہیں اور اپنے مرتبہ کے ذریعہ مجھ سے نجات پائی ہے ورنہ میں اس جگہ ۷۰ بزرگوں اور صوفیوں کو گمراہ کر چکا ہوں۔ ایک بھی سیدھے راستے پر قائم نہ رہ سکا۔

(البلاغ المبین۔ تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ)

اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک تعجب خیز چیز کو کرامت سمجھ لینا، یہ گمراہی کی علامت ہے۔ دجال کے کرشمے بڑے تعجب انگیز ہوں گے۔ مردوں کو زندہ کرنے کا کرشمہ دکھائے گا اس کے ساتھ اس کی جنت اور دوزخ بھی ہوگی جو اس کو مانے گا اس کو جنت میں اور نہ ماننے والے کو دوزخ میں ڈالے گا۔ سخت قحط سالی کے زمانے میں کسی کے پاس غلہ نہ ہوگا اس وقت جو اسکو مانے گا اسے وہ دے گا۔ بارش برسائے گا، غلہ پیدا کرے گا زمین میں مدفون خزانے اس کے تابع ہو جائیں گے۔ ایسے حالات میں آج کل کے بال پرست اور ضعیف العقیدہ لوگ اپنا ایمان کیونکر محفوظ رکھ سکیں گے۔

ایمان اور عقیدہ کی سلامتی کے لئے حضرت عمر فاروقؓ نے ایک مقدس تاریخی درخت جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے محض اس لئے کٹوا دیا کہ لوگ اس کی زیادت کے لئے بڑے اہتمام سے آتے تھے اسی طرح مکہ ومدینہ کے راستہ میں وہ جگہ جہاں آنحضرت ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی وہاں لوگوں کو بڑے اہتمام سے جاتے ہوئے دیکھ کر ان کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا **فانما هلک من کان قبلکم بمثل ذلک کانوا یتبعون آثار الانبیاء**۔ تم سے پہلی قومیں اسی لئے ہلاک و برباد ہوئیں کہ تمہارے اس فعل کی طرح وہ اپنے نبیوں کے نشانات کے پیچھے لگا کرتی تھی۔ (البلاغ المبین ص ۷)

یہ دونوں مثالیں مسلمانوں کے لئے سبق آموز ہیں آدمی کے بدن سے علیحدہ شدہ بالوں کے لئے اولاً یہ ہے کہ ان کو زمین میں دفن کر دیا جائے، ان کو پھینک دینا بھی جائز ہے۔ مگر پاخانے، غسل خانہ میں نہ ڈالے اس لئے کہ اس سے مرض پیدا ہوتا ہے۔ **فاذ اقلم اظفاره اوجز شعره ینبغی ان یدفن ذلک الظفر والشعر المجزوز فان رمی به فلا باس وان**

القاہ فی الکنیف اوفی المغتسل یکرہ ذلک لان ذلک یورث داء کذ افی فتا وی قاضیخان (فتاویٰ عالمگیری ص ٣٥٨ ۔ ج ٥) فقط واللہ اعلم

بہنو بھائیو قرآن شریف اللہ کا قانون ہے یہ ایک کامل اور بہترین دستور العمل ہے۔ اس میں بھلائی اور ہدایت کا راستہ تلاش کرنا چاہئے جسے اختیار کر کے دین اور دنیا کی بھلائی حاصل کر سکتے ہیں مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج ہم نیکی اور ہدایت کے راستہ کی تلاش چھوڑ کر قرآن شریف میں بال تلاش کرنے لگے ہیں اور اگر اتفاق سے کوئی بال نکل آتا ہے تو اس کی پرستش میں لگ جاتے ہیں معاذ اللہ کتنے افسوس کا مقام ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک توفیق عنایت کرے۔ آمین والسلام

(٢٧) غیر مسلم سے خلاف توحید منتر پڑھا کر معالجہ کرانا کیسا ہے؟

سوال:۔ ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ آنکھ میں تکلیف ہونا چیچک نکلنا ہاتھ پاؤں کا معطل ہو جانا یا باہر (یعنی بھوت بلا وغیرہ) کی شکایت ہو جائے تو غیر مسلم کے پاس جو خلاف توحید منتر پڑھ کر دم کرتا ہے جانا اور منتر پڑھوا کر دم کروانا جائز ہے یا نہیں؟ بہت سے آدمیوں کو فائدہ بھی ہوتا ہے۔

الجواب:۔ جب یہ یقین ہے کہ منتر کے الفاظ اور مضمون خلاف توحید اور شرکیہ ہیں تو اس شخص سے عمل کرانا جائز نہیں ہے رہا فائدہ ہو جانا تو یہ حق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ کا واقعہ ہے کہ ان کی آنکھ میں تکلیف ہو جایا کرتی تھی تو وہ ایک یہودی کے پاس جا کر دم کرا لیتی تھیں۔ وہ یہودی جیسے ہی پڑھ کر دم کرتا آنکھ میں سکون ہو جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا وہ شیطان کا عمل تھا اپنے ہاتھ سے آنکھ کو کریدتا تھا جب یہ یہودی منتر پڑھتا تھا تو شیطان رک جاتا تھا یہ شیطان اور اس عمل کرنے والے کی ملی بھگت تھی۔ سفلی عمل میں ایسا ہی ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا تمہارے لئے وہ کافی ہے جو آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے وہ کلمات یہ ہیں:

(ترجمہ) اے اللہ لوگوں کے پروردگار بیماری دور کر دے۔ اللہ شفا بخش، شفا دینے والا

صرف تو ہی ہے، تیرا شفا بخشنا ہی شفا ہے۔ ایسی شفا دے کہ بیماری کا نام ونشان نہ رہے۔
(ابوداؤد شریف کتاب الطب، تلبیس ابلیس لابن جوزی ص ۱۲۶۸) فقط
اس کی عربی یہ ہے اللّٰھم اذھب البأس رب الناس اشف أنت الشافی لاشفاء الاشفاءک شفاء لا یغادر سقماً واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۸) گناہ کے بعد توبہ کرنے سے گناہ رہتا ہے یا نہیں؟

سوال:۔ گناہ گار توبہ کرے تو گناہ صاف ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اب توبہ کے بعد اس کو گناہ گار کہنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ مغرب کے جانب سے آفتاب طلوع ہونے سے پہلے اور حالت نزع سے قبل گناہ گار صدق دل سے توبہ کرے گا تو خدا پاک اپنے فضل وکرم سے اس کے وہ گناہ جس سے اس نے توبہ کی ہے معاف فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ﷺ کی معرفت اعلان فرمایا:

(ترجمہ) اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو، بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ واقعی وہ بڑا بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔ (زمر، ع ۴، پ ۲۴)

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ترجمہ) اے ابن آدم اگر تیرے گناہ آسمان کے کنارے تک پہنچ جائیں پھر بھی تو مجھ سے مغفرت چاہے تو میں تجھے معاف کردوں گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۴)

مگر کامل توبہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جو نمازیں اور روزے فوت ہوگئے ہیں ان کو قضاء کرے۔ جو کفارہ لازم ہوا تھا اس کو ادا کرے اسی طرح حقوق العباد جو اس کے ذمہ ہوں ان کو ادا کرے۔ یعنی جس کا جو حق ہے اس کو ادا کرے یا معاف کرائے اگر اصل حق دار نہ ملا تو اس کے ورثاء کو پہنچادے وہ بھی نہ ہوں تو حق دار کی جانب سے اس نیت سے خیرات کردے کہ اللہ کے ہاں امانت رہے اور قیامت کے دن حق داروں کو پہنچ جائے اگر غربت کی بنا پر حق ادا نہ کرسکے تو اس کو چاہئے کہ نیکیاں زیادہ کرے اور جس پر اس نے ظلم کیا تھا اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے۔ امید ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حق داروں کو راضی کرادے گا۔ مجالس الابرار میں ہے

کہ انسان کو چاہئے کہ توبہ میں جلدی کرے اور توبہ کے بھروسے پر گناہ پر جرأت نہ کرے ممکن ہے توبہ نصیب نہ ہو یا توبہ خلوص دل سے میسر نہ ہو۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک سب سے بڑا دھوکہ یہ ہے کہ گناہ بڑھتا چلا جائے اور اس پر ندامت وحسرت نہ ہو اور پھر معافی کی امید رکھے۔ بیشک ایک گناہگار جو توبہ کرنا چاہتا ہے وہ یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ غفار اور ارحم الراحمین ہے۔ وہ بخش دے گا تمام گناہ معاف کرسکتا ہے، وہ ضرور معاف کردے گا اس کو کوئی روک نہیں سکتا، کوئی ٹوک نہیں سکتا الخ۔

(ص ۳۸۴_۶۶۲) (مفتی رحیم لاجپوری)

(۲۹) علماء حق کو برا بھلا کہنا کیسا ہے؟

سوال:۔ جاہل پیر رسمی واعظین اور مولود خواں حضرات نے ماہ محرم ربیع الاول اور ربیع الآخر میں علماء حق کو بدنام کرنے اور ان سے عوام کو بدظن کرنے کے لئے وعظ وتقاریر اور مجالس میلاد کا سلسلہ جاری کر دیا ہے، جن کے ذریعہ مسلمانوں میں عملی خرابی اور اعتقادی گمراہی کی اشاعت کر رہے ہیں انجام کار عوام کے عقائد فاسدہ کو تقویت ملتی ہے اور وہ علمائے حق سے دور رہتے ہیں اس بنا پر علمائے دیوبند کے ساتھ ربط وضبط رکھنے والے خوش عقیدہ حضرات ان مذکورہ مہینوں میں بھی دیوبندی خیالات کے علماء کو وعظ کے لئے دعوت ودیگر وعظ کراتے ہیں جس کی وجہ سے عوام کے عقائد درست ہو رہے ہیں اور علماء کرام کے بارے میں جو بدظنی اور بدگمانی پھیلی ہے اس کا ازالہ ہو رہا ہے۔ اب جہاں دیکھئے دیوبندی علماء کے وعظ اور مجلس میں بڑے ذوق وشوق سے شرکت فرماتے ہیں اور فیضیاب ہو رہے ہیں۔ لیکن بعضوں کا کہنا ہے کہ ان مہینوں میں تقریر ووعظ کرنا، کرانا ہی بدعت ہے اور اپنے اسلام واکابر کے مسلک کے خلاف ہے۔ دیوبندی علماء سفر خرچ لیتے ہیں، ٹیکسی میں بیٹھ کر جاتے ہیں۔ بعض عالم ہدیہ قبول کرتے ہیں، یہ سب نادرست ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ شرعی حکم اس بارے میں کیا ہے؟ بالتفصیل تحریر فرمائیں۔

الجواب:۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ماہ ربیع الاول اسلام میں بڑا بابرکت مہینہ ہے کہ اس ماہ میں آقائے نامدار سرکار مدینہ حضرت رسول مقبول ﷺ تشریف لائے جو منبع انوار اور فیوض وبرکات کا سرچشمہ اور مرکز ہیں ایک بزرگ فرماتے ہیں:

لهذا الشهر فی الا سلام فضل و منقبة تفوق علیٰ الشهور

ربیع فی ربیع فی ربیع ونور فوق نورٍ فوق نور

(اس ماہ کی اسلام میں فضیلت ہے اور اس کی ایک فضیلت ایسی جو سب مہینوں پر سبقت لے جاتی ہے۔ ایک بہار ہے، موسم بہار میں بہار کے وقت صبح کے سہانے کے وقت میں نور بالائے نور بالائے نور۔)

اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کا صحیح بیان (خواہ ربیع الاول میں ہو یا دوسرے مہینہ میں) ثواب دارین اور فلاح دین کا موجب ہے۔ جنہوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ دیوبندی علماء ولادت شریفہ کے منکر ہیں، یہ صریح کذب اور بالکل غلط ہے۔ (سبحانک هذا بهتان عظیم)

ہمارے اسلاف واکابر علماء دیوبند نے تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت شریفہ کا بیان کسی ماہ میں کسی دن بھی ہو، مندوب ومستحب اور خیر برکت کا باعث ہے جیسا کہ:

(۱) حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس ذکر ولادت کوئی منع نہیں کرتا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۰۔ ج ۱)

نفس ذکر ولادت مندوب ہے اس میں کراہت قیود کے سبب آئی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۹۔ ج ۱)

(۲) حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، نفس ذکر میلاد فخر عالم علیہ السلام کو کوئی منع نہیں کرتا بلکہ ذکر ولادت آپ کا مثل ذکر دیگر سیر و حالات کے مندوب ہے۔ (براہین قاطعہ۔ ۴)

(۳) حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایسا کون مسلمان ہوگا جو مصطفےٰ ﷺ کے وجود باجود پر خوش نہ ہو یا شکر نہ کرے۔ پس ہم پر یہ خالص تہمت اور محض افتراء اور نرا بہتان ہے کہ توبہ توبہ (نعوذ باللہ) ہم حضور ﷺ کے ذکر شریف یا اس پر خوش ہونے سے روکتے ہیں۔ حاشا وکلا حضور ﷺ کا ذکر تو ہمارا جزو ایمان ہے (وعظ السرور ص ۸۲)

(۴) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں اللہ علیم وخبیر شاہد ہے کہ ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر پاک دوسرے اذکار حسنہ کی طرح موجب رحمت اور باعث برکت ہے بلکہ حضور ﷺ کے بول و براز بلکہ آپ کے سواری کے

گدھے کے پسینہ و پیشاب کا ذکر بھی بلاشبہ باعث ثواب ہے۔(سیف یمانی بر فرقہ رضا خانی ص ۱۴۔۱۷)

البتہ میلاد کی رسمی مجالس کو ہمارے بزرگوں نے بدعت لکھا ہے۔جن کی خصوصیات یہ ہیں:

(۱) چند لوگوں کا حلقہ بنا کر آواز ملا کر خوش الحانی سے گانا۔

(۲) تداعی یعنی ایک دوسرے کو بلانے کا اور اجتماع کا اہتمام اس قدر ہوتا ہے کہ اتنا فرض نماز و جماعت کا بھی نہیں کیا جاتا۔

(۳) قیام اس عمل کو بطور عقیدہ ضروری قرار دیا جاتا ہے۔

(۴) میلاد کی ایسی مجلس محفل کے متعلق اہل بدعت کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہوتے ہیں لہذا ایک خاص وقت میں برائے تعظیم قیام کرتے ہیں اور آپ ﷺ کو حاضر ناظر مانتے ہیں۔

(۵) ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کو یہ عمل بطور عقیدہ واجب اور ضروری قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس کو اپنی نجات کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے اسی لئے یہ لوگ فرائض و نماز باجماعت کے پابند نہیں ہوتے الا ماشاء اللہ۔

(۶) مولود کے اس رواجی طریقہ کو ایک رکن عظیم اور شعار اہل سنت قرار دیا گیا ہے جو لوگ اس کے پابند نہیں ہیں انہیں بدعقیدہ وہابی بدمذہب خارج از اہل سنت بلکہ خارج از اسلام تک کہا جاتا ہے۔فرض نماز قضا ہو مگر رسم مولود قضا نہ ہو۔نماز باجماعت چلی جائے تو پرواہ نہیں مگر میلاد باقیام فوت نہ ہونے پائے۔

(۷) میلاد خوان اکثر و بیشتر بے علم و بے عمل فاسق ہوتے ہیں۔

(۸) من گھڑت روایتیں اور بے اصل واقعات اور قصص اور خلاف شرع امور سے ایسی مجلسیں خالی نہیں ہوتیں۔

(۹) شیرینی مٹھائی اس کے لئے ضروری ہے۔

مذکورہ عملی و اعتقادی خرابیوں کی وجہ سے ہمارے بزرگوں نے رسمی مجلس مولود کو بدعت فرمایا ہے۔ان بزرگوں میں امام ابن الحاج المتوفی (۱۰۳۴ھ) وغیرہ بھی شامل ہیں۔ملاحظہ ہو (کتاب المدخل (۱۵۷۔ج المکتوبات امام ربانی ص ۱۲۰۔ج ۳)

مگر عدم جواز کا یہ حکم عارضی ہے،اصلی و دائمی نہیں ہے۔جب یہ غلط پابندیاں اور برائیاں

جن کی وجہ سے عدم جواز کا فتویٰ دیا گیا تھا نہ رہیں تو یہ حکم باقی نہ رہے گا جیسا کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خاص ربیع الاول ہی میں آنحضرت ﷺ کی ولادت شریفہ کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ درد اور مرض جب دیکھا جاتا ہے جب ہی دوا دی جاتی ہے اور وہ مرض اس ماہ میں شروع ہوتا ہے اسی لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کا معالجہ اور اصلاح کی جائے۔ (وعظ الظہور۔ص ۴۸)

النور نامی وعظ بھی ربیع الاول میں ہوا جس میں حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں...... مگر قبل اس کے کہ اس کے متعلق کچھ بیان کیا جائے اس سوال کا جواب دیتا ہوں کہ اس وقت (آداب متعلقہ ذکر نبوی ﷺ) بیان کرنے کی کیا ضرورت ہوئی تو اول تو یہ سوال ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ حضور ﷺ کا ذکر مبارک ایسا نہیں کہ اس پر یہ سوال ہو سکے مگر یہ سوال ہمارے کم سمجھ مدعیان محبت اخوان کی بدولت پیدا ہوا ہے اور وہ، وہ لوگ ہے جو آج کل مولود میں تخصیصات کے پابند ہیں سوان حضرات نے حضور ﷺ کے ذکر کو خاص ازمنہ کے ساتھ مختص کر دیا ہے جیسے بعض مدعیان محبت حضرت حسینؓ نے ذکر حسین کو محرم کے ساتھ خاص کر دیا ہے، ایسا ہی ان مدعیان محبت نے حضور ﷺ کے ذکر مبارک کو ربیع الاول کے ساتھ خاص کر دیا ہے اور عجب نہیں کہ میرے اس وقت کے اس بیان سے کسی کے ذہن میں یہ بات آئی ہو کہ یہ بیان بھی شاید اسی وجہ سے ہو رہا ہے کہ یہ مہینہ اس بیان کا اور اس کے ذہن میں آنے سے دو قسم کے لوگوں کو دو تعجب پیدا ہوئے ہوں۔ منہمکین فی التخصیصات کو تو یہ تعجب ہے کہ یہ لوگ اس تخصیص پر کلام کرتے ہیں پھر خود اس کا ارتکاب کرنے کی وجہ کیا ہے ان لوگوں کے قول فعل مطابق نہیں ہوتے؟ اور ''مانعین تخصیصات'' کو یہ تعجب کہ اس نے محققین کا مسلک کیوں چھوڑا؟ بہر حال چونکہ ایک خاص جماعت نے ذکر رسول ﷺ کو خاص کر دیا ہے خاص اوقات کے ساتھ! اسی لئے اس وقت میرے اس بیان پر سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ ورنہ یہ سوال بالکل لا یعنی تھا الخ (وعظ النور، ص ۴۰۳)

اور بعض خیر خواہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں بحث و مباحثہ کرنے سے عوام میں بدنامی ہوتی ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ ایسی بدنامی کے ڈر سے کب تک خاموش رہیں گے؟ اسی خاموشی کی وجہ سے منکرات بڑھ رہے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ذکر شہادت اور ذکر ولادت با سعادت جب صحیح روایات اور جائز طریقہ سے ہو، تداعی و اجتماع کا غیر معمولی اہتمام نہ ہو اور ضروری نہ سمجھا جائے تو محرم اور ربیع الاول میں بھی جائز

ہے بشرطیکہ اہل بدعت کی مجالس کی طرح نہ ہو اور واعظین ، مقررین حق تعالیٰ نے اس آیت کے جز میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے حقوق اور برکات بیان فرمائے ہیں۔ وجہ اس بیان کے اختیار کرنے کی اس وقت یہ کہ بعض محبین کی عادت ہے کہ وہ اس زمانہ (ربیع الاول) میں تذکرہ کیا کرتے ہیں حضور ﷺ کے فضائل کا اور یہ بڑی خوبی کی بات ہے مگر اس کے ساتھ جو ان کو غلطی واقع ہوتی ہے اس کا رفع کرنا بھی ضروری ہے۔ (ذکر الرسول، ص۲)

نیز فرماتے ہیں کہ چند سال سے میرا معمول ہے کہ ماہ ربیع الاول کے شروع میں ایک وعظ اس ماہ میں افراط وتفریط کرنے والوں کی اصلاح کے متعلق کہا کرتا ہوں۔ اس ماہ میں طبقاً وا ستطراداً فوائد علمیہ ونکات وحقائق کا بیان بھی آ جاتا ہے۔

آج بارہ ربیع الاول ہے اسی تاریخ میں لوگ افراط تفریط کرتے ہیں، اسی تاریخ کا بالتخصیص ارادہ نہیں کیا گیا اور نہ نعوذ باللہ اس تاریخ سے ضد ہے بلکہ الحمدللہ ہم اس تاریخ میں برکت کے قائل ہیں۔ پس یہ تاریخ اگرچہ بابرکت ہے اور حضور ﷺ کا ذکر شریف اس میں باعث مزید برکت کا ہے لیکن چونکہ تخصیص اس کی اور اس میں اس ذکر کا التزام کرنا بدعت ہے اس لئے اس تاریخ کی تخصیص کو ترک کر دیں گے۔ (وعظ السرور، ص۲)

حکیم الامت نے ماہ ربیع الاول میں بہت سے وعظ فرمائے ہیں۔ ''الظہور'' نامی وعظ اسی ماہ میں فرمایا اور اس ماہ میں وعظ نہ کہنے کے معتقدین بیان کے لئے اس ماہ کی تخصیص کرتے ہیں اور تم نے بھی کی۔ تو بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں کوئی تخصیص نہیں، تخصیص کیسے؟ یہاں تو کوئی اور وعظ اس سے خالی نہیں جاتا کہ آپ کی تشریف آوری کی حکمتیں اور غایات اور اسرار ومقاصد کہا۔ حصل ان کا اتباع کامل ہے اس میں بیان نہ ہوں لیکن اب بھی شاید کسی کو شبہ ہو کہ اور زمانوں میں تو اس خاص اہتمام کے ساتھ اس کا بیان نہیں ہوا اور اس طرح خاص اسی ماہ میں کیوں کیا گیا تو اس لئے عرض ہے کہ ہم اس ماہ کو اس ذکر کے لئے ''من خیث انہ زمان الو لا دہ'' مخصوص نہیں کیا ''بل من حیث انہ یذکر فیہ الخ'' یعنی اس وجہ سے تخصیص اس ماہ کی نہیں کی گئی کہ اس ماہ میں ولادت شریفہ ہوئی ہے، اس لئے شریعت میں تو اس کا پتہ نہیں بلکہ اس وجہ سے تخصیص کی ہے کہ اہل بدعت اس ماہ ذکر ولادت شریفہ کی مجالس کیا کرتے ہیں اور ان میں بدعات سے نہیں بچتے۔ (۱۲ جامع)

جیسے حکیم صاحب اسی وقت دوا دیں گے جب درد ہو (الیٰ) پس محتاط علماء ہو! یہ حکم میلادو

شہادت کی مجالس کا تھا۔ لیکن سوال میں جن مجالس کا حکم دریافت کیا ہے وہ مجالس وعظ ہیں، شہادت و میلاد کی مجلس علیحدہ چیز ہے اور مجلس وعظ الگ۔ دونوں میں بڑا فرق ہے مجلس میلاد و شہادت سے اہل بدعت کی غرض و غایت، تاریخ اور دن منانا اور یادگار تازہ کرنا ہے اور اس میں از اول تا آخر شہادت امام حسینؓ اور ولادت فخر دو عالم ﷺ کا ذکر ہی مقصود ہے۔ ابتدا سے انتہا تک ولادت حسب نسب، صغر سنی، رضاعت، معجزات، ہجرت، جنگ و جہاد، شہادت وفات کا بالترتیب بیان مقصود ہوتا ہے اور ہر سال اسی کا اعادہ کرتے ہیں اور قیام مجلس میلاد کا جز ولاینفک ہوتا ہے۔ احکام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مقصود نہیں ہوتے بلکہ ان سے روکا جاتا ہے۔

اس کے برعکس ہمارے وعظ کی مجلس میں دن اور یادگار منانا مقصود نہیں اس میں رسمی قیام نہیں ہوتا اسی طرح بیان کی نہ وہ ترتیب ہوتی ہے، نہ وہ طرز ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں احکام دین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق شرعی قوانین وسنت کی اتباع اور بدعت کی مذمت اور نری رسموں کی تردید اور اہل بدعت کے اعتراضات والزامات کے مناسب جوابات اور صحیح طریق کی تعلیم اور تبلیغ ہوتی ہے اور واقعات و فضائل تمہیداً وضمناً بیان کئے جاتے ہیں جیسا کہ تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

''اصل میں اجتماع وعظ اور احکام سننے کے لئے ہو اور اس میں یہ مبارک واقع اور فضائل کا بیان بھی آ گیا یہ وہ صورت ہے جو بلانکیر جائز ہے بلکہ مستحب اور سنت ہے۔'' (اصلاح الرسوم ص ۸۴)

وعظ کی مجلس کے لئے تداعی نیز اجتماع کا اہتمام اور اشتہار منع نہیں بلکہ مستحسن اور مطلوب ہے۔ معترض کے قول کے مطابق بیان کرنے والے اچھے دیوبندی علماء ہوتے ہیں۔ گجرات میں حضرت مولانا احمد رضا صاحب اجمیری دامت برکاتہم شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ راندھیر و مہتمم مدرسہ جامعہ مولانا محمد سعید صاحب اور مولانا عبدالجبار صاحب شیخ الحدیث مدرسہ انند وغیرہ، نیز بمبئی میں مولانا ابوالوفا صاحب اور مولانا محمد قاسم شاہجہان پوری دامت برکاتہم وغیرہ۔ یہ تمام علماء کرام بدعات کا قلع قمع کرنے والے اور مسنون طریقہ رواج دینے والے ہیں، پس ان کے وعظوں کی مجالس کو بدعت ٹھہرانا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ محققین کی عادت ہے کہ وہ ایک ہی فتویٰ سب کو نہیں دیتے اس لئے طبیب سے جب حلوہ کھانے کی نسبت پوچھا جائے تو اس کو پوچھنا چاہئے کہ حلوہ کون کھائے گا اگر معلوم ہو کہ مریض کھائے گا نا جائز کہہ دے اگر معلوم ہو کہ تندرست کھائے گا

جائز کہہ دے۔ اب یہ ممانعت مریض کی سن کر اگر کوئی کہے کہ یہ حلوہ کے منکر ہیں تو کیسی بیوقوفی ہے۔

حضرت مولانا گنگوہی سے ایک نوعمر مولوی نے پوچھا کہ قبروں سے فیض حاصل ہوتا ہے؟ یا نہیں؟ مولانا نے فرمایا۔کون فیض لینا چاہتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں۔ فرمایا کہ نہیں ہوتا تو یہ محققین کی شان ہے۔ (رسالہ نفی الحرج، ص ۳۱)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے ہیں۔ باقی آپ کا یہ ارشاد کہ اہل سنت میں سے کچھ عالم ذکر شہادتین کو جائز سمجھتے ہیں اور اس کے موافق ذکر شہادتین بروز عاشورہ کیا کرتے ہیں اور بعض علماء جائز نہیں سمجھتے اور اس بنا پر اس ذکر کو منع کرتے ہیں۔ سو اگر یہ سچ ہے تو بیجا نہیں، اول ایک مثال عرض کرتا ہوں پھر اصلی مطلب پر آتا ہوں۔ ایک ایک دوا اور ایک ایک غذا میں کئی کئی تاثیریں ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے کسی مرض میں مفید اور کسی مرض میں صفر ہوتی ہیں۔ سو اس بنا پر کسی مریض کو کوئی طبیب اس دوا کو بتلاتا ہے اور کسی مریض کو کوئی طبیب منع کرتا ہے ظاہر میں اس کو اختلاف سمجھتے ہیں اور اہل فہم اس کو اختلاف رائے نہیں سمجھتے بلکہ اختلاف مرض اور اختلاف موقع استعمال سمجھتے ہیں۔ جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو سنئے جو عالم ذکر شہادتین کرتے ہیں یا انہوں نے کیا ہے ان کی غرض یہ ہے کہ سامعین کو یہ معلوم ہو جائے کہ دین میں جانبازی اور جانثاری اور پختگی اور ثبات واستقامت چاہئے۔ تقیہ اور نامردہ پن نہیں چاہئے۔ حضرت امام علیہ السلام نے نہ جان و مال کا لحاظ کیا نہ زن و فرزند کا خیال کیا، نہ بھوک پیاس کا دھیان کیا، نہ اپنی بے کسی و بے سروسامانی کا لحاظ کیا، جان نازنین پر راہ خدا میں کھیل گئے اور خویش واقربا اور احباب کو قتل کرا دیا پر دین کو بٹہ نہ لگنے دیا۔ اور جو صاحب منع فرماتے ہیں وہ اس وجہ سے منع فرماتے ہیں کہ حضرات شیعہ کے شب و روز کی شکوہ وشکایت و نالہ وفریاد بے بنیاد سے اکثر عوام کے کان بھرے ہوئے ہے اور تمام روایات صحیحہ اور سقیمہ کا ان کو سلیقہ نہیں اور شکر رنجی باہمی انبیاء و اولیاء کی ان کو خبر نہیں۔ نیز ناخوشی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعتراضات کہ جن سے قرآن شریف معمور ہے ان کو اطلاع کی نہیں اس لئے یہ اندیشہ ہے کہ بوجہ کم فہمی ایسے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جن کی مدح سے قرآن مالا مال ہے اور ان کی مغفرت اور عالی مراتب ہونے پر اور خدا کے ان سے راضی ہونے پر شاید بدظن ہو کر اپنی عافیت نہ خراب کر بیٹھیں کیونکہ خدا کے دوستوں سے دشمنی

ہوئی تو پھر خدا سے پہلے ہوگی۔ بالجملہ یہ اختلاف علماء کہ ایک ذکر شہادتین کو روا رکھتا ہے اور ایک ناجائز سمجھتا ہے اختلاف رائے نہیں امراض کے باعث یہ اختلاف علاج و پرہیز ہے میں دونوں کے ساتھ ہوں اور دونوں کو حق سمجھتا ہوں۔ (فیوض قاسمیہ ص ۸۔۹)

محدث حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے پہلے زمانے میں عوام محتاج تھے اور نائبین رسالت محتاج الیہ کہ جتنا بھی ان پر تشدد ہوتا وہ اس کا اثر لیتے، پریشان ہوتے اور توجہ و رجوع کیا کرتے تھے مگر اب تو وہ زمانہ ہے کہ خود طالب بن کر لگے لپٹے رہو اور کچھ کام اصلاح کا نکال لو تو نکالو وونہ عوام کو اصلاح کی پرواہ تو کیا حس بھی نہیں ہے، پس اصلاح امت کے لئے اللہ اور رسول کی خوشی کی خاطر سب ہی رنگ بدلنے پڑیں گے کہ ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمھائے دیگر ہاں معصیت کا ارتکاب کسی حال جائز نہیں۔ (کتاب تذکرۃ الخلیل پریس)

اس زمانے میں ہر جگہ مجالس وعظ کے انعقاد کی خاص ضرورت ہے۔ لادینی حکومت ہے دنیوی تعلیم میں زیادہ منہمک ہونے کی وجہ سے عوام اور خواص دینی تعلیم سے محروم ہورہے ہیں نہ وہ مدرسہ کا قصد کرتے ہیں نہ کتابیں پڑھتے اور سمجھتے ہیں، اس لئے عوام کے لئے اسلامی تعلیم سے واقفیت کے لئے وعظ ہی سب سے بڑا ذریعہ ہے دوسری طرف رضا خانی مولوی اہل حق کو بدنام اور ان کی تکفیر و تذلیل کرنے اور ان کے فیوض و برکات سے عوام کو روکنے اور سنت کو مٹانے اور بدعت کو ترویج دینے کے سلسلہ میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ بالخصوص محرم، ربیع الاول، ربیع الآخر میں ان ایمان کے لٹیروں ڈاکوؤں کو گمراہ کرنے کا اچھا موقع ملتا ہے۔ بھولے بھالے عوام ان کی رنگ آمیزی میں پھنس کر علمائے حق سے بدظن ہو جاتے ہیں اور ان علماء کے فیوض و برکات سے جو درحقیقت وارث الانبیاء ہیں محروم رہتے ہیں اور ان کی بدعقیدگی میں اور پختگی ہوتی ہے۔ آہ اس طرح سے ان مبارک مہینوں کو جو نیکیوں کا موسم بہار ہو سکتے ہیں خرابیوں اور برائیوں کا وبائی موسم بنا دیتے ہیں بنابریں ضرورت اور اشد ضرورت ہے کہ دین و شریعت کے اطباء حاذق یعنی علمائے حق جس وقت اور جیسا ضرورت محسوس کریں فوراً پہنچ جائیں، وعظ و نصیحت کریں اور عوام کو بدعت پرست واعظوں اور گمراہ کن مرثیہ خوانوں کے مکروفریب کے کمند جال میں پھنسنے سے بچائیں یہ بروقت دین کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔ محرم ربیع الاول میں لوگ بآسانی اور شوق سے جمع ہو جاتے ہیں اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔

دارالعلوم دیوبند کے موجودہ دور کے مفتی اعظم سید مہدی حسن صاحب مدظلہ زمانہ قیام

راندیر سورت میں محرم اور ربیع الاول میں بعض تاریخوں میں وعظ فرماتے تھے۔ بارہویں ربیع الا ول کو آپ نے بھی کئی بار وعظ فرمائیں ہیں۔ فی الحال محرم و ربیع الاول میں علماء دیوبند الگ الگ دنوں میں تقریر کرتے ہیں کسی جگہ دس بارہ روز تک ہوتی ہیں اور وہ بھی ایک ہی آدمی تقریر نہیں کرتا کسی نے دو دن کسی نے چار دن، شاید ہی کسی نے دس بارہ دن تقریر کی ہو۔ اگر پورے دس بارہ روز تقریر کریں جب بھی کوئی حرج نہیں یہ بدعت کے مقابلہ میں ہیں۔ اگر اہل بدعت پندرہ روز بیان کریں تو ہم بھی پندرہ روز بیان کریں، ماحصل یہ کہ جب تک سنت کی تردید ہوتی رہے گی۔ بدعت کی تردید ضرور ہوگی تاہم اگر تشابہ کا احتمال ہو تو ایک دو روز کم وبیش تقدیم و تاخیر کر دی جائے۔

لکھنؤ میں مدح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں مدح صحابہ کے اجلاس ہوئے اور جلوس نکلے اور دیوبندیوں کی طرف سے اعلان ہوا کہ جب تک قدح صحابہ کا سلسلہ جاری رہے گا مدح صحابہ کا سلسلہ بھی جاری رہے گا جس کی سرپرستی حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی اور مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ فرما رہے تھے۔ کیا یہ بھی بدعت تھا، اگر نہیں تھا تو اہل بدعت کے مقابلہ میں اہل سنت کے وعظوں کی مجلس کیونکر بدعت ہوگئی؟ اس فرق کی وجہ کیا ہے؟ البتہ محض یادگار منانے کے لئے اور رسماً ایصال ثواب کے ارادہ سے دسویں محرم اور بارہویں ربیع الاول اور گیارہویں ربیع الثانی وغیرہ کی تعین و تخصیص کی جاتی ہو جس طرح کہ تیجہ (سوئم) چالیسواں یا برسی کی تقریبات ہوتی ہیں یہ بیشک ممنوع ہے ان میں شرکت بھی منع ہے ہاں ان میں جو اعتقادی و عملی خرابیاں ہوتی ہے ان کی اصلاح کی غرض سے کبھی کبھار کسی خاص موقع پر چلا جائے تو منع نہیں اور بقیہ دونوں حضرات شریک ہوئے اور فرمایا کہ ایسے موقع پر مولانا تھانوی تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ہم فتویٰ (لمعات الدین، صفحہ ۲۴) واعظ سفر خرچ ضرورتاً لے سکتا ہے اس کو ٹیکسی میں سفر کرنا بھی جائز ہیں۔

اگر اس کو بلایا جائے اور وہ اپنا مکان اور کاروبار چھوڑ کر سفر کرے اور اس میں اس کو حرج ہوتا ہو اور وہ حاجت مند بھی ہو تو اس کے لئے ہدایا لینے کی بھی گنجائش ہے تاہم اپنے علماء میں استطاعت ہوتی ہے تو بچتے رہتے ہیں اگر کوئی واعظ کسی وجہ سے کبھی لینے کا لئے مجبور ہو تو اس کو عوام کے سامنے بدنام کرنا اور عوام کو اس طرف وقتاً فوقتاً متوجہ کرنا ایک نہایت ہی خلاف شان اور ذلیل حرکت ہے اور علماء کے اعزاز و اکرام کو گھٹانا ہے۔ اگر کسی سے کچھ لغزش ہوگئی تو اس کی اصلاح کا

طریقہ یہ نہیں ہے۔

ایک بار مجمع میں حضرت فضیلؒ سے شکایت ہوئی کہ حضرت سفیان بن عیینہؒ نے شاہی تحفہ قبول کیا۔ شیخ نے مجمع میں یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ جی نہیں سفیان نے اپنا حق وصول کیا ہوگا اور وہ بھی ناقص پھر خلوت میں حضرت سفیان کو قریب بٹھا کر نہایت نرمی سے نصیحتاً فرمایا کہ اے ابوعلی ہم اور تم اگرچہ بزرگ نہیں لیکن ان کے محبوب اور صحبت یافتہ ضرور ہیں مطلب یہ کہ ہم کیونکر اس گروہ میں شمار کئے جاتے ہیں لہذا ہم کو ایسے فعل سے بچنا چاہئے جس کو لوگ دلیل بنالیں اور اس کے حوالہ سے بزرگوں کے نام پر عیب لگا دیں۔ **قال بعضهم للفضيل ان سفيان بن عيينه** الخ۔ کتاب الاربعین امام غزالیؒ، صفحہ ۳۷۔

حضرت مولانا زکریا صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارن پور فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں علماء کی طرف سے بدگمانی و بے توجہی ہی نہیں بلکہ مقابلہ اور تحقیر کی صورتیں بالعموم اختیار کی جارہی ہیں یہ امر دین کے لحاظ سے نہایت ہی سخت خطرناک ہے۔ (فضائل تبلیغ فصل نمبر ۶، صفحہ ۲۶) حضرت سعید بن مسیب تابعی فرماتے ہیں شریف اور عالم آدمی میں کچھ نہ کچھ عیب تو ہوتا ہی ہے شادی کے موقع پر رسمی وعظ ہوتے تھے وہ بھی بند ہوگئے۔ قرآن کا مقام قوالی نے لے لیا ہے اگر ہم وعظ کہنا بند کردیں گے تو بدعت کا زور بڑھ جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ بدعتی عالموں کی رسائی وہاں بھی ہوجائے جہاں تک نہیں پہنچ سکتے تھے کیونکہ اہل حق کے وعظ کی مجلس نہ ہوگی تو عوام اہل بدعت کی طرف مائل ہوجائیں گے۔

لہذا یہ وعظ سودمند ہونے کے لئے ساتھ ساتھ رفع ضرر کے لئے مفید ہیں اور ان میں نقصان سے بچنے کا پہلو بھی غالب ہے اگر مجلس وعظ میں کوئی شے قابل اعتراض ہو تو اس کی برائی واضح کردی جائے اور اصلاح کی فکر کی جائے وعظ کی مجلس ہر طرح منکرات سے پاک ہونے کا انتظار نہ کیا جائے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو کام خود شرعاً ضروری ہو تو اس کو ترک نہ کیا جائے اور اس میں جو خرابی ہو اس کی اصلاح کی فکر کی جائے۔

وروی عن الحسن انه حضر هو وابن سيرين جنازة الخ (یعنی حضرت حسن بصریؒ اور ابن سیرینؒ ایک جنازہ میں شریک ہوئے وہاں نوحہ کرنے والی عورتیں بھی تھیں حضرت ابن سیرین واپس لوٹ گئے حضرت حسن بصریؒ سے یہ بات کی گئی کہ ابن سیرین واپس ہوگئے ہیں، تو آپ نے فرمایا اگر یہ ہوا جہاں ہم نے باطل کو دیکھا تو حق کو چھوڑ دیا اور وہاں سے چلے

آ ئے تو یہ باطل بڑی تیزی اور پھرتی سے ہمارے دین میں پھیل جائے گا ہم تو واپس نہیں ہوں گے۔راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ اس لئے واپس نہیں ہوئے کہ جنازہ میں شرکت کرنا تو حق بات ہے شریعت میں اس کی دعوت دی گئی ہے اور اس کی ہدایت کی گئی ہے تو اگر وہاں کوئی مصیبت کرنے لگے تو اس کی وجہ سے حق کو اور فریضہ کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

(احکام القرآن ص۳۵۴۔ج۳)

رامپور میں ایک خوشی کے موقع پر حضرت اشرف علی صاحب تھانویؒ مدعو کئے گئے تھے وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ دعوت کے مجمع میں بہت اہتمام ہے اور فخر و تفاخر کا رنگ ہے مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ واپس لوٹ گئے لیکن وہ حضرات جن کے عیوب کا تذکرہ مناسب نہیں ایسے لوگ ہیں جن کے فضائل اور نیکیاں ان کے برائیوں اور عیوب کے مقابلہ میں زیادہ ہوں ان کی خرابیوں کو ان کی بعض خوبیوں اور قابلیتوں کی وجہ سے قبول کرلو۔ (صفوۃ الصفوۃ)

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ سخی کے گناہ نیز عالم کی لغزش اور سلطان عادل کی ترشی اور تیزی سے درگزر کرو۔ (کنز العمال، ص۳۹۴/۲) واللہ اعلم

باب الکفر والارتداد

(۳۰) حضور ﷺ کی توہین کرنا ارتداد وکفر ہے

سوال:۔ ایک صوفی کے مکان پر وعظ ہوا اور اس میں نبی کریم ﷺ کی شان مبارک میں توہین کے الفاظ استعمال ہوئے اور ایک شخص نے کہا کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ بہت درست اور صحیح ہے۔ پھر ان تین آدمیوں نے ایک جلسہ عام میں توبہ کی۔ کیا ان کی توبہ قابل یقین ہے یا نہیں؟ اور نکاح رہا یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر کوئی ایسا کلمہ (بات) زبان سے نکلا جو شرعاً توہین والی بات ہے اور اس پر ارتداد کا حکم ہوسکتا ہو تو ایسی حالت میں ان کا نکاح باقی نہ رہا، البتہ توبہ کرنا اور اسلام لانا ان کا مقبول ہے اور توبہ کے بعد تجدید نکاح کرنی چاہئے اور پوری بات اگر تحریر میں لائی جائے تو معلوم ہو کہ اس میں تاویل ممکن ہے یا نہیں؟ (اگر تاویل ممکن ہو تو کفر نہ کہا جائے گا بلکہ محض توبہ واستغفار کرنا ضروری ہوگا ورنہ تجدید اسلام اور تجدید نکاح اور علی الاعلان توبہ ضروری ہوگی) یہ ساری تفصیل فتاویٰ شامی باب المرتد میں موجود ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۱) میں خدا اور رسول کو نہیں مانتا کہنا کفر ہے

سوال:۔ کسی مرد یا عورت نے یہ الفاظ کہے کہ ہم خدا اور رسول کو نہیں مانتے (العیاذ باللہ) کیا ایسے شخص پر ارتداد کا حکم کیا جائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ الفاظ کہنے والے پر کفر وارتداد کا حکم کیا جائے گا اور اس کا نکاح باطل ہوگا۔ جیسا کہ کتب فقہ میں ہے (مسایرہ میں مذکور ہے کہ ہر وہ بات جو مسلمان ہونے کی نفی کرے یا کسی حکم

اسلامی ضروریہ کی تکذیب کرے تو وہ کفر ہے اسی طرح شامی میں ہے کہ کفر نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی "ضروریات دین" میں سے کسی بات کے انکار (تکذیب) کو کہتے ہیں۔) (فتاویٰ شامی باب المرتد)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۲) رسول اللہ ﷺ کی روح کے حلول کا دعویٰ کفر ہے

سوال: ۔ ایک پیر کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی روح (نعوذ باللہ) مجھ میں حلول کر گئی ہے اور امام مہدی کی روح بھی ۔ اس سے بہت سے مرد عورت مرید ہیں اس کی نسبت کیا حکم ہے اور اس سے مرید ہونا کیسا ہے؟

الجواب: ۔ مذکورہ عقائد کفر کے عقائد ہیں اور مذکورہ پیر گمراہ اور بے دین ہے اس سے مرید ہونا اور اس کی اتباع کرنا درست نہیں ہے یہ "ضَلُّوا فَاَضَلُّوا" (الحدیث) کا مصداق ہے (یعنی خود بھی گمراہ ہے دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے) اس سے مرید ہونے سے بچیں۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۳) "میں قرآن وحدیث کو نہیں مانتی" کہنا کفر ہے

سوال: ۔ ہندہ کے والد نے اس کا نکاح نابالغی میں ہی غیر کفو میں کر دیا تھا۔ بالغ ہونے کے بعد ہندہ شوہر کے ہاں یہاں جانے سے انکار کرتی رہی سب نے اس کو سمجھایا کہ شریعت کی رو سے تمہارا نکاح ہو چکا ہے اب تم کو وہاں جانا ضروری ہے۔ جس پر ہندہ نے جواب دیا کہ ہم قرآن و حدیث کو نہیں مانتے چاہے مسلمان رہیں یا نہ رہیں۔ اب ہندہ کا نکاح زید سے قائم ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ یہ جملہ کفر وارتداد کا ہے (کیونکہ اگر کوئی شخص یہ جملہ مذاق میں بھی کہہ دے اگر چہ اس کا معتقد نہ ہو) اور اسے غیر اہم سمجھ کر کہہ دے یعنی اس کے معنی کا قصد کئے بغیر اپنے اختیار سے کہہ دے تو وہ مرتد ہو جائے گا۔ (شامی باب المرتد) اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے لہٰذا ہندہ کا نکاح زید سے قائم نہ رہا (کیونکہ مرتد ہو چکی ہے البتہ اس کو چاہئے کہ علی الاعلان توبہ کرے تجدید اسلام کرنا ضروری ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۴) قرآن حکیم کی تحقیر کرنا یا اسے گالی دینا کفر ہے

سوال:۔ دو شخصوں نے آپس میں تنازعے کے دوران کہا کہ اگر تم قرآن اٹھالو تو اس چیز کو لے جاؤ۔ تو دوسرے نے کہا (نعوذ باللہ) قرآن پر کتے پیشاب کریں یا کوئی اور دوسری گالی دے اور پھر توبہ سے انکار بھی کرے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

الجواب:۔ قرآن کریم کی تحقیر کرنا، اسے گالی دینا کفر ہے ایسا کہنے والا کافر و مرتد ہے لہذا اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہو گئی۔ اس پر تجدید اسلام اور تجدید نکاح اور توبہ واستغفار لازم ہے۔ اور جب تک یہ شخص توبہ نہ کرے اس سے کفار و مرتدین والا معاملہ کرنا چاہئے۔ اس سے قطعاً علیحدگی اور متارکت کی جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "**فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین**" (الانعام آیت نمبر ۱۴)

(ترجمہ) "نصیحت کے بعد سرکش قوم کے ساتھ مت بیٹھ۔"   (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۵) "اگر گناہ ہے تو میں اکیلا جوابدہ ہوں" کفر نہیں ہے

سوال:۔ بعض عورتیں اور مرد اگر کسی کام کو کرتے ہوں اور وہ خلاف اسلام ہو انہیں منع کیا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ اگر گناہ ہے تو تم سب اس سے بری ہو، سب کا گناہ میرے اوپر رہا میں اکیلا خدا کو جواب دے لوں گا اگر کہا جائے کہ توبہ کرو تو وہ توبہ کرنے سے منع کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟ ان الفاظ سے کفر لازم آتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسا کہنے والا شخص سخت گناہ گار ہوتا ہے اور توبہ سے انکار کرنا بھی سخت گناہ ہے کفر تو اس وجہ سے نہیں کہہ سکتے کہ تاویل ممکن ہے کہ وہ کسی کے کہنے سے توبہ نہیں کرتا بہر حال ایسے شخص سے بات چیت نہ کی جائے۔ ارشاد باری ہے کہ (مومنوں سے) جب جاہل مخاطب ہوتے ہیں تو وہ ان کو کہتے ہیں تم کو سلام ہے (الفرقان) اس کے علاوہ بحکم قرآن ایک کا گناہ دوسرے کے ذمہ نہیں ہوسکتا۔ (النجم، آیت نمبر ۲۰)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۶)مرتد سے تعلقات اور میل جول حرام ہے

سوال:۔ ایک مسلمان عیسائی ہوگیا اس سے دوستی رکھنا، محبت رکھنا اور خندہ پیشانی سے ملنا جلنا اور کھانا پینا کیسا ہے؟

الجواب:۔ وہ شخص جو اسلام سے پھر کر عیسائی ہوگیا وہ مرتد ہوگیا۔ اس سے تعلقات اور میل جول رکھنا حرام اور ناجائز اور ممنوع ہے (اور کفر سے تعاون ہے اور اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق بدعتی سے تو خیر کے لئے ملنا بھی اسلام کو گرانے پر تعاون ہے) اس لئے جو لوگ اس سے خندہ پیشانی سے ملے اور اس کے ساتھ جنہوں نے کھایا پیا سب سخت گناہگار ہوئے اس سے توبہ کریں اور آئندہ اس سے اجتناب کریں۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۷)شوہر یا بیوی کا قادیانی، پرویزی یا رافضی بن جانا

سوال:۔ اگر شادی شدہ مرد یا عورت اہل سنت والجماعت سے منحرف ہوکر قادیانی، پرویزی یا رافضی ہو جائیں یا اور کسی ایسے مذہب میں چلے جائیں جن کے کفر کے علماء قائل ہیں تو اس کا سابقہ نکاح بحال رہ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر سنی مسلمان شادی شدہ عورت یا مرد کوئی ایسا مذہب اختیار کر لے جو باتفاق علماء کفر وارتداد ہے جیسے پرویزی، قادیانی، اسماعیلی یا غالی قسم کے رافضی شیعہ (جو تحریف قرآن یا حضرت عائشہؓ پر تہمت یا صحابیت حضرت ابوبکرؓ کے انکار کے قائل ہوں) ہو جائیں تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

لیکن اس میں یہ بات قابل وضاحت ہے کہ اگر بیوی شوہر سے نکاح توڑ کر محض علیحدگی کے لئے کفر کا حیلہ اختیار کرے تو فقہائے حنفیہ اس بات کے قائل ہیں کہ اس عورت کا نکاح ٹوٹ جائے گا مگر اس کا نکاح جبراً اسی کے شوہر سے ہی کرایا جائیگا۔ اور مشائخ بلخ کا یہ فتویٰ ہے کہ ایسی عورت کا نکاح شوہر سے ٹوٹے گا ہی نہیں۔ اس لئے اگر کوئی عورت اس طرح کا حیلہ کرے گی تو اس کا نکاح دوبارہ صرف اسی شوہر سے کرایا جائے گا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۸) ''مجھے قرآن کی یا اسلام کی ضرورت نہیں، خدا رسول سے کچھ واسطہ نہیں'' کفریہ جملے ہیں

سوال:۔ اگر کوئی شخص کسی بات کے جواب میں کہہ دے مجھے قرآن کی ضرورت نہیں یا کہے مجھے اسلام کی ضرورت نہیں یا کہے مجھے خدا اور رسول سے کچھ واسطہ نہیں۔ کیا ان جملوں کا قائل مسلمان رہ سکتا ہے؟

الجواب:۔ مذکورہ بالا تمام جملے اپنے قرائن کے اعتبار سے کفریہ جملے ہیں ان جملوں میں کوئی بھی جملہ بطور استہزاء، استخفاف یا کسی اور وجہ سے کہہ دیا تو قائل کو تجدید اسلام وتجدید نکاح کرنا چاہئے اور توبہ استغفار کرنا چاہئے اور آئندہ ایسے کلمات سے اجتناب ضروری ہے۔ (بطور استہزاء یا مذاق میں یا کھیل میں اس طرح کے جملے کہنے کی تفصیل فتاویٰ شامی، فتاویٰ تاتارخانیہ وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔) (مفتی عزیزالرحمٰن)

(۳۹) اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ بڈھا یا بڑے میاں کہنا

سوال:۔ زید نے کسی بات میں یہ کہا کہ اب رمضان آنے والا ہے اور اب ہمیں بڈھے کا حکم ماننا پڑے گا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تو بہت پرانا ہے کیا اب بھی بڈھا نہیں ہوا ہوگا؟ (اور آج کل کمیونزم کو پڑھنے والے لوگ بھی مذاق میں اللہ تعالیٰ کو بڈھے میاں، بڑے میاں، جیسے الفاظ سے پکارتے ہیں۔ اور ایک صاحب تو آسمان کی طرف اشارہ کر کے ارے او بڑے میاں سدھر جاؤ کے الفاظ کہتے ہوئے نظر آئے) ان سب کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ یہ کلمات کفریہ ہیں (اور اللہ تعالیٰ کی شان میں سخت گستاخی ہے) اس لئے ان کے قائل کو تجدید ایمان کرنا اور توبہ کرنا ضروری ہے۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اس کی شان کے نامناسب الفاظ سے موصوف کرنا، یا اس کے کسی نام یا حکم کا مذاق بنانا کسی وعدے یا وعید کا انکار یا استہزا کرنا یہ سب کفر ہے۔) (فتاویٰ عالمگیری)

(مفتی عزیزالرحمٰن)

(۴۰) اگر نماز سے ہی آدمی مسلمان ہوتا ہے تو میں کافر ہی سہی

سوال:۔ بہت سے بے نمازی مرد اور خواتین ایسے ہیں کہ اگر انہیں یہ کہا جائے کہ تم کیسے مسلمان ہو کہ نماز ہی نہیں پڑھتے تو وہ جواب میں کہہ دیتے ہیں کہ اگر نماز سے ہی مسلمانی ہے تو میں کافر ہی سہی یا کوئی شخص یہ کہے کہ جاؤ جاؤ تم بڑے نمازی ہو تم ہی جنت میں جانا ہم دوزخ میں رہیں گے۔ ایسے لوگ مسلمان ہیں یا کافر؟

الجواب:۔ یہ کلمات کفر کے ہیں اس کا قائل کافر ہے اس کو توبہ، تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے (کیونکہ شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ اگر کسی کفریہ جملے کے معنی سمجھتے ہوئے جملہ کہا اگرچہ اس کا اعتقاد وہ نہ ہو اور اپنی مرضی سے کہے تو اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۱) خلفاء راشدینؓ اور حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے والا شخص کافر ہے

سوال:۔ کچھ لوگ خلفاء راشدینؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں نامناسب الفاظ، گالی، دشنام وغیرہ کہتے یا تہمت وغیرہ لگاتے ہوں وہ دائرہ اسلام میں ہیں یا نہیں۔ ایسے لوگوں سے میل جول رکھنا، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا، ان سے ہمدردی کرنا کیسا ہے؟ اور ان سے میل جول رکھنے والا کیسا ہے؟

الجواب:۔ خلفاء راشدینؓ پر سب وشتم کو بہت سے علماء نے کفر قرار دیا ہے بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگانے والے اور واقعہ افک کے قائلین کو کافر قرار دیا ہے کیونکہ اس میں نص قطعی (قرآنی حکم) کا انکار ہے۔ ایسے لوگوں کا ذبیحہ درست نہیں ان سے میل جول رکھنا، دوستانہ تعلقات رکھنا حرام ہے اور جو بھی ان سے میل جول رکھے وہ عاصی اور فاسق ہے۔ توبہ کرے۔ (دیکھئے فتاویٰ شامی)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۲) وید قرآن اور بائبل میں فرق کو نہ ماننا اور ان کے احکام کو یکساں قابل عمل سمجھنا کفر ہے

سوال:۔ بعضے جاہل پیر اور موجودہ دور کے نام نہاد پڑھے مرد و خواتین جو خود کو سیکولر اور لبرل کہتے ہیں، وہ وید (ہندوؤں کی کتاب) بائبل اور قرآن میں کسی قسم کے فرق کے قائل نہیں، ان سب کے پیروکاروں کو اللہ تعالیٰ کا ہی پیروکار سمجھتے ہیں، وید اور بائبل کو بھی قرآن کی طرح واجب العمل مانتے ہیں، اور کہتے ہیں بائبل والا بھی اللہ کے حکم کو مانتا ہے۔ قرآن والا بھی اور وید والا بھی، اس لئے کفر و اسلام ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ یہ کلمات کفر کے ہیں اس قسم کا عقیدہ رکھنے والے، اس کی دعوت دینے والے، اور اس کے قائلین سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور کافر و مرتد ہیں۔ یہ لوگ پیر اور عالم کہلانے کے لائق نہیں ہیں مسلمانوں کو ان کے مکائد اور عقائد سے احتراز لازم ہے ان کی باتوں کو سننے سے بھی گریز کریں۔ (کیونکہ جو شخص کفر و اسلام کے ایک ہونے کا قائل ہے وہ کافر ہے اور جو شخص کفر سے راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(اس مسئلے میں ایک وضاحت ضروری ہے کہ گذشتہ زمانوں کے انبیاء کے اس وقت کے پیروکار یقیناً مسلمان تھے لیکن بعد میں ان کتابوں میں تغیر ہو گیا اور پھر دوسرے انبیاء کے آنے سے ان کا اتباع ان پر واجب ہو گیا جیسے یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار تھے ان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع واجب ہوئی تھی اور عیسائیوں اور یہودیوں پر نبی کریم ﷺ کی آمد کے بعد آپ ﷺ کی اتباع واجب ہوگئی لہذا جنہوں نے دین محمدی قبول کیا وہ مسلمان ٹھہرے اور انکار کرنے والے کافر ہو گئے۔ اس لئے اس وقت کے موجودہ یہودی اور عیسائی یقیناً کافر ہیں اور اوپر جس قسم کے لوگوں کا تذکرہ ہے وہ دنیا کے ہر مذہب کو اپنی جگہ درست اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع سمجھتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ اس وقت صرف اور صرف دین محمدی یعنی اسلام کی اتباع ضروری ہے اسلام کا انکار اور کسی دوسرے مذہب کا اس وقت اتباع یقیناً کفر ہے۔)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۳) ''میں کافرہ تجھ مومن سے اچھی ہوں'' کہنا کفر ہے

سوال:۔ ہندہ نے اپنے بچے کو محبت میں آ کر یہ کہا کہ یہ بچہ مجھے تمام جہاں میں سب سے بہتر اور اچھا ہے۔ اس کے خاوند نے کہا کہ کمبخت دنیا میں انبیاء و اولیاء بھی ہیں ان سے بہتر کون ہوگا؟ تو وہ بولی یہ سب سے اچھا ہے۔ اس کے خاوند نے کہا کہ تو کافرہ ہوگئی ہے اس پر اس نے کہا کہ ''میں کافرہ ہی تیرے جیسے ایمان دار سے اچھی ہوں۔'' ان کلمات کے کہنے سے ایمان پر کیا اثر پڑا؟

الجواب:۔ یہ کلمات کفر کے ہیں اس سے ہندہ کافرہ ہوگئی اور اب تجدید ایمان اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۴) جادو کا وجود برحق ہے

سوال:۔ زید کہتا ہے میں سحر کا قائل نہیں۔ زید کا کہنا غلط ہے یا صحیح؟

الجواب:۔ اہل سنت والجماعت کا یہ مسلک ہے کہ جادو برحق ہے یعنی اس کا اثر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر بعض یہود نے سحر کیا اور آپ ﷺ پر اس کا اثر ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو دور فرمایا۔ تفسیر خازن میں ہے کہ اہل سنت والجماعت کا یہ مسلک ہے کہ سحر کا وجود اور حقیقت ہے اور جادو کرنا کفر ہے۔ زید اگر اس کے وجود کا قائل نہیں ہے تو اسے مذہب اہل سنت والجماعت کی تحقیق کرنی چاہئے خود بغیر علم کے کوئی رائے قائم کر لینا ٹھیک نہیں ہے حدیث میں ہے کہ عاجز کی شفاء سوال میں ہے۔ (الحدیث) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۵) ''فلاں تو تمہارا خدا ہے'' کہنا کفر ہے

سوال:۔ گھروں میں اگر لڑائی ہو رہی ہو اور کسی شخص کا صلح صفائی یا دلیل کے طور پر نام لے لیا جائے تو عورتیں کہہ دیتی ہیں کہ ''ہاں فلاں تو تمہارا خدا ہے۔'' کیا اس کے کہنے سے ایمان پر اثر پڑتا ہے؟

الجواب:۔ ان الفاظ سے کفر ہو جاتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۶) روضۂ اطہر پر "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کہنا جائز ہے

سوال:۔ روضۂ اطہر پر جا کر "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر "الصلوٰۃ السلام علیک یارسول اللہ" کے کہنے سے سلام پیش کرنا جائز ہے۔ جولوگ اس سے منع کرتے ہیں، شاید اس لئے کرتے ہیں کہ اس سے نداءلغیر اللہ لازم آتی ہے۔ لہٰذا واضح رہے کہ ایسی نداءلغیر اللہ ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ وہ نداءلغیر اللہ ممنوع ہے جو غائب کے لئے ہو اور اسے نفع وضرر کا مالک سمجھتے ہوئے پکارا جائے، یہ نداء شرک ہوتی ہے۔

البتہ حاضر کو بلفظ "یا" خطاب کرنا جائز ہے یہ نہ شرک ہے نہ منع ہے مسلم وکافر کا اس میں اختلاف نہیں ہے، باہمی گفتگو میں ہر شخص دوسرے کو بصیغہ خطاب مخاطب کرتا ہے اور قریبی شخص کو بلانے کے لئے "یا" اور "اے" کا صیغہ تمام زبانوں میں مستعمل ہے۔ حق تعالیٰ جل شانہ نے انبیاء علیہم السلام کو بلفظ "یا" خطاب فرمایا ہے۔ جیسے یا ابراہیم یا موسیٰ یا زکریا وغیرہ۔

حدیث جبریل میں ہے "**یا محمد اخبرنی عن الا سلام**" بہر حال اس کی مثالیں بہت ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ حاضر کے لئے لفظ "یا" کے ساتھ خطاب ممنوع نہیں ہے پس جب یہ بات تحقیق سے ثابت ہے کہ روضۂ اقدس میں حضرت نبی کریم ﷺ کو جسد اطہر کو حیات حاصل ہے اور وہ زائر کا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں تو زائر کا یارسول اللہ کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ مجلس اقدس میں حاضر ہو کر صحابہ کرامؓ کا "یارسول اللہ" کہنا۔ جب صحابہ کرامؓ کا "یا" کہنا شرک نہیں تو زائر کا "یا" کہنا کیوں شرک ہے؟ خصوصاً جب کہ وفات شریف کے بعد حضرات صحابہ کرامؓ سے اس طرح سلام پڑھنا بھی ثابت ہے۔

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ مثلاً ابن عمرؓ وانسؓ نبی کریم ﷺ اور شیخین پر سلام پڑھا کرتے تھے جیسا کہ موطا میں ہے۔ حضرت ابن عمرؓ جب مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوتے تو کہتے "**السلام علیک یا رسول اللہ،السلام علیک یا أبابکر ،السلام علیک یا ابت**"۔ (فتاویٰ ابن تیمہ، ص۴)

ہم نہیں سمجھتے کہ ہماری توحید اس قدر "ذکی الحس" کیوں ہے جس صیغہ سے صحابہ کو شرک کی بو نہیں آتی ہمیں کیوں آتی ہے؟ الحاصل زائر کے لئے اس طرح سلام پیش کرنا جائز ہے ایک خاص واقعہ کی توجیہ میں حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ نداء کا شبہ یہاں بھی نہ کیا جائے۔

(نشر الطیب) اسی طرح شفاعت کی درخواست کرنا بھی جائز ہے۔ غائبانہ طور پر عقیدہ حاضر و ناظر کے ساتھ نداء کرنا صیغہ ''یا'' کے ساتھ ممنوع اور حرام ہے۔ (مفتی عبدالستار صاحب)

(۴۷) نماز و روزے کو اٹھک بیٹھک یا بھوکا مرنے سے تشبیہ دینا

سوال:۔ بہشتی زیور میں ہے کہ جب کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اگر ہنسی دل لگی میں کفر کی بات کہے اور دل میں نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ جیسے کسی نے کہا (العیاذ باللہ) کیا خدا کو اتنی قدرت نہیں جو فلاں کام کر دے اگر کسی نے (مذاق میں بھی) جواب دیا نہیں ہے تو کافر ہو گئی۔ کسی نے کہا اٹھو نماز پڑھو تو جواب دیا کون اٹھک بیٹھک کرے۔ یا کسی نے روزہ رکھنے کو کہا تو جواب دیا کہ کون بھوکا رہے یا کہا کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانا نہ ہو یہ سب کفر ہے، ان مسائل کے بارے میں ارشاد فرمائیں؟

الجواب:۔ یہ دونوں مسائل درست ہیں۔ پہلا مسئلہ واضح ہے کہ قرآن مجید میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لہذا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام پر قادر نہیں قرآن کا انکار ہے دوسرے مسئلے میں شریعت کا استہزاء اور تمسخر ہے اور یہ بھی کفر ہے۔ فقط۔ (مفتی محمد انور)

(۴۸) منکرین حدیث، آغا خانی، بوہری، ذکری اور خاص کمیونسٹ دہریئے کافر ہیں

سوال:۔ آج کل فرقے بہت عام ہو گئے ہیں کوئی حدیث کا انکار کرتا ہے کوئی قرآن کا تو کوئی آغا خان کو سجدہ کرتا ہے کوئی بوھری برھان کو کوئی نماز کا انکار کر کے "ذکر" پر اکتفا کرتا ہے کوئی خدا کے وجود کا انکاری ہے اور آج کل دیندار انجمن کے نام سے نیا فرقہ سامنے آ رہا ہے یہ سب لوگ کون ہیں؟

الجواب:۔ سوال میں جتنے فرقوں کا ذکر ہے کم وبیش سب مختلف عقائد جو کہ قرآن وسنت سے متصادم ہیں کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ منکرین حدیث، حدیث اور نماز وزکوٰۃ وغیرہ کے انکار کی وجہ سے، قرآن کے منکر تو یوں ہی کافر ہیں اور آغا خانی اور بوھری غیر اللہ کو سجدہ

اور نماز وغیرہ کے سراسر انکار کی وجہ سے کافر ہیں۔ دیندار انجمن فرقہ قادیانی کی شاخ ہے۔ ان سب کے بارے میں علماء نے اجماعاً کفر کے فتوے دیئے ہیں۔ جو مختلف کتب میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔ (دیکھئے خیر الفتاویٰ، امداد الفتاویٰ، تبویب دار العلوم کراچی وغیرہ)۔ (ملخص)

(۴۹) ''میں ہندو دھرم اختیار کرلوں گی اور اپنے بچے کو بھی ہندو بنالوں گی'' ایسا بولنے والی عورت کے لئے کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک عورت نے شوہر سے جھگڑتے وقت یہ الفاظ کہے میں شوہر کے گھر پر نہیں رہوں گی اور ہندو دھرم اختیار کرلوں گی اور اپنے بچہ کو ہندو بنالوں گی۔ (معاذ اللہ) کیا عورت کے ان الفاظ کی وجہ سے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم ہوگا؟

الجواب:۔ سوال میں جو الفاظ لکھے ہیں مسلمان کو اس قسم کے الفاظ ہرگز نہ بولنے چاہیئں یہ بہت خطرناک الفاظ ہیں۔ عورت کا مقصد دھمکی دینا ہوگا مگر پھر بھی اس میں رضا بالکفر کا شائبہ ہوتا ہے اس قسم کے الفاظ زبان پر لانے بلکہ اس قسم کے خیالات سے بھی بچنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس قسم کے الفاظ زبان پر لانے اور اس قسم کے گندے خیالات سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایمان و اسلام کی دولت بلا استحقاق محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی ہے ہر لمحہ اس نعمت اور دولت کا دل و جان سے شکر ادا کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ ایمان و اسلام پر استقامت اور اسی پر حسن خاتمہ نصیب فرمائیں؟ اس کے بجائے زبان پر سوال میں درج شدہ الفاظ لانا بہت بڑی ناشکری اور اس نعمت عظیم کی ناقدری ہے لہذا صورت مسئولہ میں عورت پر لازم ہے کہ صدق دل سے توبہ واستغفار اور آئندہ اس قسم کے الفاظ زبان پر نہ لانے کا عزم کرے اور کبھی بھی اس قسم کے الفاظ زبان پر نہ لائے اور احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے: و الرضاء بالکفر کفر سواء کان بکفر نفسه او بکفر غیره (ص ۱۸۱) کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے چاہے وہ خود اپنا کافر ہونا ہو یا کسی اور کا کافر ہونا الخ۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبد الرحیم لاجپوری)

(۵۰) ’’نماز تو گدھے بھی پڑھتے ہیں اس سے وہ مسلمان نہیں ہوجاتے‘‘ کہنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک مسلمان نے نماز کی توہین کرتے ہوئے یوں کہا کہ ’’نماز تو گدھے بھی پڑھتے ہیں اس سے وہ مسلمان نہیں ہوجاتے‘‘ اس طرح نماز جیسی فرض عین عبادت کے بارے میں اس طرح کے الفاظ استعمال کرنے والا شخص اسلام سے خارج ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اس کا نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب:۔ الفاظ مذکورہ سے ظاہراً نماز اور نمازیوں کی توہین لازم آتی ہے لیکن اس کی تاویل ممکن ہے۔ بولنے والے کا مقصد یہ ہوگا کہ نماز تو اصل دین ہے لیکن عقیدہ کی درستگی مقدم ہے اگر عقیدہ فاسد ہو تو نماز نجات کے لئے کافی نہیں اس لئے اس کے کہنے والے کو اسلام سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں اگر یہ شخص نماز نہ پڑھتا ہو اور نماز پڑھنے کو ضروری نہ جانتا ہو اس لئے نماز کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کئے ہوں تو بیشک اسلام سے خارج ہوجائے گا اور توبہ، تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۱) ’’علیہم السلام‘‘ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے

سوال:۔ بعض کتابوں میں حضرت امام حسن امام حسین حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ’’علیہ السلام‘‘ لکھا ہوتا ہے یہ درست ہے یا نہیں؟ کیا پیغمبروں کے علاوہ اور کسی بزرگ کے نام کے ساتھ علیہ السلام لکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ انبیاء کے علاوہ دوسرے بزرگوں کے ناموں کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کے الفاظ لکھنا اور پڑھنا مستقلاً درست نہیں البتہ انبیاء کے ناموں کے تابع کرکے پڑھنا جائز ہے۔ جیسا کہ شامیہ میں مذکور ہے۔ (مفتی خیر محمد)

(یعنی علیہم السلام کا کلمہ ’’انبیاء‘‘ کے ساتھ مخصوص ہے کسی کو الگ سے لکھنا غیر انبیاء کے لئے جائز نہیں۔ (مرتب)

(۵۲) گناہ کو حلال سمجھنا کفر ہے کا مطلب

سوال:۔ دینی کتب میں آتا ہے کہ معصیت کا استحلال[1] کفر ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے اور اس سے کون سی معصیت مراد ہے؟

الجواب:۔ وہ حرام کام جس کی حرمت قطعی ہو اور نص قطعی سے ثابت ہو اس کو حلال سمجھنا۔ جیسے کوئی شراب پینے، سود کھانے کو حلال سمجھے ایسا "استحلال" معصیت کفر ہے۔ (مفتی محمد عبداللہ)

(۵۳) روئے زمین کے سب علماء کو کافر کہنے والا کافر ہے

سوال:۔ ایک شخص محمد ادریس نے ایک مولوی صاحب سے تیز تیز باتیں کرتے ہوئے کہا کہ یہ مولوی کافر و مرتد ہو گیا ہے، اور یہ روئے زمین کے سب علماء (نعوذ باللہ) کافر و مرتد ہو گئے ہیں۔ یہ شخص مسلمان رہا یا نہیں؟

الجواب:۔ شخص مذکور کو فوراً توبہ و تجدید ایمان کا اعلان کرنا چاہئے جب تک ایسا نہ کرے اس سے کسی قسم کے تعلقات نہ رکھے جائیں۔ اور ساتھ ساتھ یہ مولوی صاحب سے معافی بھی مانگے۔ (احادیث میں کسی بھی شخص کو کافر کہنے پر وعید وارد ہوئی ہے۔) (مفتی محمد انور)

(۵۴) "تمام داڑھی والے بے ایمان ہوتے ہیں" کہنا کفر ہے

سوال:۔ ایک شادی شدہ شخص نے کہا کہ "تمام داڑھیوں والے بے ایمان ہیں" کیا یہ کہنے کے بعد اس کا اپنی بیوی کے ساتھ نکاح باقی رہا یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر یہ جملہ کہنے والے کی نیت بھی یہی تھی کہ جملہ داڑھی والے بے ایمان ہوتے ہیں تو بلاشبہ وہ خود بے ایمان و کافر ہے (کیونکہ داڑھی سنت ہے اور مسلمانوں میں داڑھی رکھنے والے عموماً متشرع "پابند سنت" ہوتے ہیں اور پھر ان میں اولیاء، اتقیاء سبھی شامل ہوتے ہیں۔م) یہ جملہ کہتے ہی اس کا اپنی بیوی سے نکاح ختم ہو گیا۔

(مفتی محمد انور۔ مفتی عبدالستار)

[1] حلال سمجھنا

(۵۵) جماعت المسلمین، حزب اللہ، ضرب حق وغیرہ گمراہ ہیں

سوال:۔ آج کل کچھ لوگ بازاروں میں گھوم پھر کر میگا فون کے ذریعے تبلیغ کرتے ہیں اور ان کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو صحیح نہیں سمجھتے ان میں کیماڑی میں کیپٹن مسعود کی جماعت "حزب اللہ" مسعود آباد میں مسعود احمد اور اشتیاق احمد کی "جماعت المسلمین" اور کورنگی کراچی میں عتیق الرحمٰن گیلانی کی "ضرب حق" ہے یہ لوگ کون ہیں اور ان کے ساتھ تعاون کرنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ مذکورہ لوگ بے شمار اولیاء، شیخ عبدالقادر جیلانی علی ہجویری، جنید بغدادی، مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ جیسے بزرگوں کے گستاخ اور انہیں گمراہ کہنے والے ہیں اور تمام مقلد مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں اور ان کی نمازیں ناجائز بتاتے ہیں۔ مختلف علماء و دارالافتاء جس میں کراچی اور ملک کے تمام بڑے دارالافتاء شامل ہیں انہوں نے بڑے غور و خوض کے بعد ان لوگوں کو گمراہ قرار دیا ہے ان کے ساتھ کسی قسم کا تعاون کرنا، ان کا لٹریچر پڑھنا بالکل ناجائز ہے یہ لوگ خود گمراہ ہیں اور سادہ لوح اور کم علم لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ (ملخص)

(۵۶۔الف) علماء دیوبند کا وھابیوں سے کیا رشتہ ہے؟

سوال:۔ علماء دیوبند کو بعض لوگ "وہابی" کہتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں یہ وہابیوں کے حامی ہیں اور یہ بات تسلسل سے کہی جا رہی ہے۔ آخر علماء دیوبند کا وہابیوں سے کیا رشتہ ہے؟

الجواب:۔ "وھابی" موجودہ دور میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکاروں کو کہا جاتا ہے جنہوں نے عرب میں وہابی تحریک کے نام سے بدعت کے خلاف کام کیا اور مزارات پر جو قبے تھے وہ گرا دیئے اور بھی بہت سے کام کئے۔ یہ لوگ اصلاً امام احمد بن حنبل کے مقلدین ہیں اور شرک و بدعت کے معاملے میں کافی سخت گیر رویہ رکھتے ہیں۔

علماء دیوبند کا ان سے کسی قسم کا کوئی رشتہ نہیں ہے نہ تو ان کی تحریک میں شمولیت ہے اور نہ ان کے عقائد و احکام سے سو فیصد متفق ہیں بلکہ بہت سے مسائل فقہیہ اور اعتقادیہ میں ان سے علماء دیوبند کا اختلاف ہے لیکن علماء دیوبند ان کو کافر نہیں کہتے۔

جو لوگ علماء دیوبند کو ان کے ساتھ نتھی کرتے ہیں وہ درحقیقت چند پیٹ پرست مولویوں کے بہکائے ہوئے لوگ ہیں جنہوں نے علماء دیوبند کے جہادی و علمی کارناموں سے خوفزدہ ہو کر

اغیار کے اشارے پر علماء دیوبند کو ہندوستان میں وہابی کہہ کر بدنام کیا اور کفر کے فتوے لگائے اس تمام داستان کو سمجھنے کے لئے مولانا حسین احمد مدنیؒ کی ''الشہاب الثاقب'' اور ''علماء دیوبند اور حسام الحرمین'' نامی کتب کا مطالعہ فرمائیں۔ (مرتب)

(۵۶۔ب) تقلید کو شرک کہنے والا گمراہ ہے

سوال:۔ ہمارے ہاں بعض لوگ ہیں جو تقلید کرنے کو شرک اور مقلدین کو مشرک کہتے ہیں اور خود کو بڑا موحد اور متبع سنت کہتے ہیں کیا یہ لوگ صحیح ہیں؟

الجواب:۔ مسالک اربعہ قرآن وسنت سے ہی ماخوذ ہیں۔ بعض فقہی اور حدیثی اصولوں کی بنیاد پر بظاہر فروعی اختلافات ان میں ہیں لیکن یہ چاروں مسالک حق ہیں اور ان پر چلنے والے بعینہ سنت نبوی ﷺ کے پیروکار ہیں۔

علمائے امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ ان چار میں سے کسی ایک کی پیروی کرنا لازم ہے اور یہ ایک انتظامی فتویٰ ہے، علمائے امت کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ اس لئے امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ چاروں امام ہیں اور ان کے شاگرد و مقلد امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ، امام ابن تیمیہؒ، علامہ ابن القیمؒ، علامہ ابن عبدالبرؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، امام طحاویؒ، یہ سب حضرات مقلدین تھے اور تقلید کے قائل تھے۔

تقلید کو شرک کہنے والا دراصل ان تمام ائمہ کو مشرک کہتا ہے تو وہ مشرکوں کی کتابوں پر یقین کیوں رکھتا ہے؟ دراصل یہ گروپ خود گمراہ ہے اور معمولی معمولی مسائل کو شریعت کے اہم مسائل بتلا کر لوگوں کو تشویش میں مبتلا کرتا ہے۔ محض رفع یدین، آمین بالجہر جیسے مختلف فیہ مسائل کو (جو کہ دونوں مسلک احادیث سے ثابت ہیں اور اختلاف راجح اور مرجوح کا ہے) بنیادی مسائل بتا کر لوگوں کو الگ فرقہ بنانے پر اکساتا ہے۔ ائمہ فقہ کی خصوصاً امام ابوحنیفہؒ کی اور ائمہ حدیث کی خصوصاً امام طحاویؒ اور امام ترمذیؒ کی تضحیک کرتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ مثلاً عبداللہ بن مسعودؓ اور بعض تابعین کی گستاخی سے بھی نہیں چوکتا۔ ایسا شخص اور فرقہ یقیناً گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے ان لوگوں سے خود بھی بچیئے اور اپنے عزیزوں اور بچوں کو بھی بچائیے اور ان کے اعتراض وجوابات کے سلسلے میں اپنے دینی اداروں سے رابطہ رکھئے۔

اللہ تمام فتنوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ (ملخص)

کتاب السنۃ والبدعۃ

سنت و بدعت سے متعلق

مسائل کا بیان

کتاب السّنۃ والبدعۃ

(۱) اسلام میں سنت کی عظمت اور بدعت کی قباحت

سوال:۔ شرک کے بعد بدعت بہت بڑا گناہ ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ بدعت کی تعریف کیا ہے؟ اور اس میں کونسی ایسی قباحت اور خرابی ہے کہ اسے اتنا بڑا گناہ کہا جاتا ہے؟ تفصیلی دلائل سے اسے منقح فرمائیں۔ مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ بدعت کی قباحت سے واقف نہیں ہے بلکہ اسے ثواب اور کار خیر سمجھتے ہیں اس لئے آپ کو تکلیف دی جارہی ہے کہ آپ اس پر مکمل روشنی ڈالیں اور خاص اپنے انداز میں اس کی مکمل وضاحت فرمائیں اللہ پاک آپ کی سعی کو قبول اور بارآور فرمائے اور امت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے کہ امت بدعت کی اندھیریوں سے نکل کر سنت کی روشنی میں آکر دین دنیا اور آخرت کو سنوارے۔

الجواب:۔ جس طرح شرک توحید کی ضد ہے اسی طرح بدعت سنت کے مد مقابل ہے۔ سنت کو سخت نقصان پہنچاتی ہے اور اسے نیست نابود کر کے اس کی جگہ لے لیتی ہے۔[1] فقط

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲) بدعتی اور اس سے محبت کرنے والا نور ایمان سے محروم رہتا ہے

سوال:۔ کیا بدعتی نور ایمان سے محروم رہے گا؟

الجواب:۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(ترجمہ) جو شخص کسی بدعتی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نیک اعمال مٹا دیتا ہے

---

[1] نمبر ایک سے لے کر سولہ تک ایک ہی سوال تھا مگر زیادہ فائدے کے لیئے الگ الگ سوال بنا کر پیش کر دیا گیا ہے۔ (مرتب)

اور اسلام کا نور اس کے دل سے نکال دیتا ہے۔

فائدہ:۔ اس مقام سے خیال کرو کہ خود بدعتی کا کیا حال ہوگا۔ (تبلیس ابلیس، صفحہ ۱۵)

(۳) بدعتی قیامت کے دن آب کوثر سے محروم رہے گا

سوال:۔ بدعتی قیامت کے دن جام کوثر پئے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ حدیث میں ہے:

(ترجمہ) یعنی حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا جو شخص میرے پاس آئے گا وہ اس کا پانی پئے گا اور جو ایک بار پی لے گا پھر اسے کبھی پیاس نہ ہوگی کچھ لوگ میرے پاس وہاں آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے مگر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے گی۔ میں کہوں گا یہ تو میرے آدمی ہیں جواب ملے گا آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا ایجاد کیا۔ یہ بن کر میں کہوں گا سحقاً سحقاً (پھٹکار پھٹکار) ان لوگوں پر جنہوں نے میرے بعد میرا طریقہ بدل ڈالا۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۴۸۷۔۴۸۸۔ باب الحوض والشفاعۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی سنتوں کو چھوڑ کر دین میں نئی نئی بدعتیں ایجاد کر لی ہیں، وہ قیامت کے دن آنحضرت ﷺ کے حوض کوثر سے محروم رہیں گے اس سے بڑی محرومی کیا ہو سکتی ہے؟ (اختلاف امت اور صراط مستقیم، صفحہ ۱۰۰۔۱۰۱)

خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے جو عمل جس طرح ثابت ہو اسی طرح عمل کرنا، یہی اتباع ہے۔ اس کے خلاف طریقہ اختیار کرنا بظاہر وہ بڑا عمدہ ہی دکھائی دیتا ہو، مگر وہ شریعت میں مذموم ہی ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو ایک دعا سکھلائی جس میں آمنت بکتابک الذی انزلت ونبیک الذی ارسلت کے الفاظ ہیں۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے از روئے تعظیم نبی کے بجائے رسول کا لفظ کہا یعنی نبیک الذی ارسلت کے بجائے رسولک الذی ارسلت پڑھا تو آپ نے فوراً ٹوکا، ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا یہ کہو نبیک الذی ارسلت یعنی لفظ نبی ہی پڑھنے کا حکم دیا جو زبان

مبارک سے نکلا ہوا تھا۔ (ترمذی شریف، صفحہ ۱۷۵، ج ۲)

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد عالی ہے: لایؤمن احدکم الخ یعنی تم میں سے کسی کا بھی ایمان قابل ذکر نہیں جب تک کہ یہ صورت نہ ہو کہ ان کی چاہ (اس کا جذبہ اور رجحان خاطر) اس (شریعت) کے تابع نہ ہو جس کو لے کر میں آیا ہوں۔ (مشکوۃ شریف، صفحہ ۳۰، باب الاعتصام)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ارشاد الطالبین میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں:

(ترجمہ) بات کرنا قبول نہیں ہے بغیر عمل کے اور دونوں مقبول نہیں ہے بغیر نیت کے اور تینوں مقبول نہیں ہے کہ موافق سنت نہ ہوں۔ یعنی قول بلا عمل درست نہیں ہوتا اور یہ دونوں (قول وعمل) بلا صحیح نیت کے مقبول نہیں ہوتے اور قول وعمل اور نیت مقبول ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سنت کے موافق ہو۔ فقط (ارشاد الطالبین۔ صفحہ ۲۸) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴) کیا ہر نئی چیز بدعت ہے

سوال:۔ کیا ہر نئی چیز بدعت شمار کی جاتی ہے، اس کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب:۔ یہاں یہ سمجھ لیا جائے کہ احادیث میں جس بدعت کی مذمت آئی ہے اس سے وہ بدعت مراد ہے جسے شرعی اعتبار سے بدعت کہا جاتا ہے اور شرعی اعتبار سے بدعت کی تعریف اور اس کے متعلق کافی وضاحت گزشتہ صفحات میں ہو چکی ہے۔ بلکہ یہ عمل فی الدین یعنی دین کے اندر بطور اضافہ اور کمی بیشی کے ہو اور اسے دین قرار دے کر اور عبادات وغیرہ دینی امور کی طرح ثواب اور رضائے الٰہی کا ذریعہ سمجھ کر کیا جائے، حالانکہ شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہ ہو، نہ قرآن وسنت سے، نہ قیاس واجتہاد سے۔ جیسے عیدین کی نماز میں اذان اور اقامت کا اضافہ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تو بدعت ہے اور جو نیا کام للدین ہو یعنی دین کے استحکام و مضبوطی اور دینی مقاصد کی تکمیل وتحصیل کے لئے ہو اسے بدعت ممنوعہ نہیں کہا جا سکتا۔ جیسے جمع قرآن کا مسئلہ، قرآن میں اعراب لگانا، کتب احادیث کی تالیف اور ان کی شرحیں لکھنا اور ان کتابوں کا صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ وغیرہ نام رکھنا۔

اسی طرح احکام فقہ کا مدون کرنا اور ان کو مرتب کرنا اور مذاہب اربعہ کی تعیین اور ان کا حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی نام رکھنا۔ مدارس، مکاتب اور خانقاہیں بنانا۔ ان تمام امور کو بدعت نہیں کہا

جا سکتا۔ اسی طرح آج کل کی نو ایجاد چیزیں، سفر کے جدید ذرائع ریل، موٹر، ہوائی جہاز وغیرہ وغیرہ ان چیزوں کو بھی بدعت نہیں کہا جائے گا۔ اس لئے کہ ان کو دین اور ثواب اور رضائے الٰہی کا کام سمجھ کر استعمال نہیں کیا جاتا لہذا جو لوگ یوں کہہ دیتے ہیں کہ جب ہر نئی چیز بدعت ہے تو یہ تمام نو ایجاد اشیاء بھی بدعت ہونا چاہئے اور ان کو استعمال نہ کرنا چاہئے۔ یہ صریح جہالت ہے یا عوام کو دھوکہ دینا ہے۔ فقط۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵) سنت کی تعریف اور اس کا حکم

سوال:۔ سنت کی تعریف کیا ہے؟

الجواب:۔ خدارا سنت کی قدر پہنچانو اور حضور اقدس ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے تھام لو اور آپ ﷺ کی مبارک اور نورانی سنتوں کو زندہ کرنے کی بھرپور کوشش کرو۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر سنت کی تعریف اور اس کا حکم بیان کر دیا جائے۔ سنت وہ کام ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا ہو اور اس کی تاکید کی ہو۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا **علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المھدیین تمسّکو ابھا و عضوا علیھا با لنواجذ** ''تم اپنے اوپر میری سنت کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم کرلو اور دانتوں سے مضبوط پکڑلو۔''

(مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب السنۃ)

نیز حدیث میں ہے:

(ترجمہ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے بعد اپنے اصحابہ کے اختلاف کی بابت حق تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری جانب وحی فرمائی میرے نزدیک آپ کے صحابہ کا مرتبہ آسمان کے ستاروں کی طرح کہ بعض ستارے بعض سے قوی ہیں لیکن ہر ستارہ میں نور ہے۔ جن چیزوں میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا ان میں کسی کے قول کو اختیار کرے گا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہوگا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جن کی اقتدا کرو گے ہدایت کی راہ پاؤ گے۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۵۵۴ باب مناقب الصحابة)

مزید احادیث فتاویٰ رحیمیہ ،صفحہ ۹۷ تا ۹۳ جلد چہارم میں ملاحظہ فرمائیں ۔سنت کی دو قسمیں ہے۔

(۱) سنت مؤکدہ۔

(۲) سنت غیر مؤکدہ

(۱) سنت مئوکدہ وہ ہے جس کو حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہمیشہ کیا ہو یا کرنے کی تاکید کی ہو اور بلا عذر کبھی ترک نہ کیا ہو اس کا حکم بھی عملاً واجب کی طرح ہے یعنی بلا عذا اس کا تارک گناہ گار اور ترک کا عادی سخت گناہ گار اور فاسق ہے اور حضور اقدس ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا (فتاویٰ رحیمیہ ،صفحہ ۲۱۱، ج ۴)

جیسے کہ ردالمختار معروف بہ شامی میں ہے۔

شامی میں ایک اور جگہ پر تحریر فرمایا ہے۔ (ردالمختار، صفحہ ۴۳۱۔ج ۱) پھر سنت مئوکدہ کی دو قسمیں ۔ہے:

(الف) ست عین

(ب) سنت کفایہ

الف) سنت عین وہ ہے جس کی ادائیگی ہر مکلف پر سنت ہے جیسا کہ نماز تراویح وغیرہ۔

(ب) سنت کفایہ وہ ہے جس کی ادائیگی سب پر ضروری نہیں یعنی بعض کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گی اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہ گار ہوں گے۔ جیسا کہ محلّہ کی مسجد میں جماعت تراویح وغیرہ۔ جیسا شامی میں ہے۔فقط واللہ علم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶) اتباع سنت کے متعلق ارشادات نبوی ﷺ

سوال:۔ اتباع سنت کے متعلق آپ ﷺ کے ارشادات کیا ہیں؟

الجواب:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(۱) ”اور جس نے میری سنت سے محبت کی (یعنی اس پر عمل کیا) تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جو مجھ سے محبت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف ،صفحہ ۳۰)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''جس نے میری امت میں فساد کے وقت میری ایک سنت کو مضبوطی سے پکڑا اور اس پر عمل کیا تو اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ۔صفحہ ۳۰) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(چند مروجہ بدعات)

یہاں ہم چند بدعات مروجہ بیان کرتے ہیں۔ مقصد نیک ہے۔ الدین النصیحۃ یعنی دین خیر خواہی کا نام ہے۔ کے پیش نظر یہ سطریں تحریر کی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان بدعات اور اس کے علاوہ وہ تمام بدعات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ فقط۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۷) رسمی قران خوانی

سوال:۔ کیا رسمی قرآن خوانی جائز ہے یا نہیں؟
الجواب:۔ اسی طرح قرآن مجید پڑھ کر ایصال ثواب کرنا ہو تو جتنا ہو سکے قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کر دیں یہ اسلاف کے طریقہ کے مطابق ہوگا اور اس میں اخلاص بھی ہوگا اور انشاء اللہ مردہ کو فائدہ ہوگا۔ رسمی قرآن خوانی اسلاف سے ثابت نہیں۔
شامی میں اس قسم کی قرآن خوانی اور رسمی تقریبات کے متعلق معراج الدرایہ سے نقل فرماتے ہیں یعنی یہ سارے افعال محض دکھاوے اور نام ونمود کے لئے ہوتے ہیں لہذا ان افعال سے احتراز کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ صرف شہرت اور نام ونمود کے لئے ہوتا ہے۔ رضائے الٰہی مطلوب نہیں ہوتی۔ (شامی، صفحہ ۱۴۲، ج ۱)
اور جو لوگ قرآن خوانی میں شرکت کرتے ہیں عموماً ان میں بھی اخلاص نہیں ہوتا بہت سے لوگ اس لئے شرکت کرتے ہیں کہ اگر نہیں جائیں گے تو اہل میت ناراض ہوں گے اور بہت سے لوگ صرف شیرینی اور کھانے کی غرض سے حاضری دیتے ہیں تو جب اخلاص ہی نہیں ہے تو ثواب کہاں ملے گا اور جب پڑھنے والا ہی ثواب سے محروم ہے تو پھر ایصال کس طرح ہوگا؟؟ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۸) رجب کے کونڈوں کی شرعی حیثیت

سوال:۔ رجب میں کثرت سے لوگ کونڈے کرتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟

الجواب:۔ کونڈوں کی مروجہ رسم دشمنان صحابہؓ نے حضرت معاویہؓ کی وفات پر اظہار مسرت کے لئے ایجاد کی۔ ۲۲ رجب حضرت معاویہؓ کی تاریخ وفات ہے جبکہ حضرت جعفر صادقؒ کی تاریخ وفات شوال ۱۴۸ھ اور تاریخ پیدائش ۸۔ رمضان ۸۰ھ یا ۸۳ھ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہؓ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی اس وقت اہل سنت والجماعت کا غلبہ تھا اس لئے اہتمام یہ کیا گیا کہ شیرینی اعلانیہ تقسیم نہ کی جائے تاکہ راز فاش نہ ہو بلکہ دشمنان معاویہؓ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاں جاکر اسی جگہ یہ شیرینی کھالیں، جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی و مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں جب اس کا چرچا ہوا تو اسے حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب کرکے ان پر تہمت لگادی کہ انہوں نے خود اس تاریخ کو اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ یہ سب من گھڑت ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کریں۔ کذا فی احسن الفتاویٰ جدید، ص ۳۴۸) (مفتی رشید احمد لدھیانوی)

(۹) ثواب کے لئے مزاروں پر کھانا بھیجنا

سوال:۔ بزرگوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لئے کھانا مزاروں پر بھیجا جاتا ہے، جائز ہے یا نہیں؟ اگر مکان میں ہی کچھ پڑھ کر بخش دیں یا وہیں سے کسی مستحق کو بھیج دیا جائے تو کیا ثواب کم ہوتا ہے جیسے اکثر لوگوں کا مقولہ ہے کہ نیاز قبول نہیں ہوسکتی جب تک مزاروں پر نہ بھیجی جائے؟

الجواب:۔ مزاروں پر کھانا بھیجنا فضول اور لایعنی حرکت ہے، ہر جگہ سے ایصال ثواب ہوسکتا ہے اور یہ عقیدہ کہ اس کے بغیر ثواب ہی نہ پہنچے گا عقیدہ فاسدہ ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ (مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۰) ختنہ کی دعوت اور ہر وہ دعوت جس میں منکرات ہوں وہ واجب الاحتراز ہے

سوال:۔ بعض جگہ یہ دستور ہے کہ لڑکوں کے ختنہ کے دن یا اس کے سات دن بعد لوگوں کی دعوت کی جاتی ہے اور لوگ کپڑے اور روپیہ وغیرہ ساتھ لاکر دعوت میں شرکت کرتے ہیں۔ بعض اوقات افلاس کی بناء پر لوگوں کو مجبور ہو کر اس لڑکے کو حد بلوغ تک پہنچانا پڑ جاتا ہے، لیکن اس رسم کے بغیر سنت ختنہ کا ادا کرنا عار سمجھا جاتا ہے کیا ایسی دعوت میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ اور روپیہ و کپڑے دینے والے گناہ کے مرتکب ہیں یا بدعت کے بھی؟

الجواب:۔ اس قسم کی رسموں کی پابندی کرنے والا گناہ صغیرہ کا مرتکب نہیں بلکہ کبیرہ گناہ کے مرتکب اور سخت گناہ گار ہیں کیونکہ اس میں بہت سے گناہوں کا مجموعہ جمع ہو گیا ہے۔ دعوت کے لئے ساتویں روز کی تعیین کہ اس کے سوا دوسرے دن کو برا سمجھیں یہ تعیین بدعت ہے کیونکہ اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں۔ جیسا کہ ملا محد طیبی نے شرح مشکوٰۃ میں صراحت کی ہے۔

ختنہ کے وقت لوگوں کو دعوت دینا خود ہی بدعت ہے۔ مسند احمد میں حضرت حسن سے مروی ہے عثمان بن ابی العاص کو کسی نے ختنہ میں شرکت کے لئے بلایا تو انہوں نے تشریف لے جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ہم لوگ عہد رسالت میں کبھی ختنہ میں نہ جاتے تھے البتہ غسل صحت کے بعد اگر کوئی بطور شکرانہ حدود شرعیہ اور اپنی گنجائش کی رعایت رکھ کر کچھ احباب واقرباء کو کھانا کھلا دے تو جائز ہے اور اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ یہی مراد ہے اس کی جو عالمگیریہ میں ہے کہ شادی اور ختنہ کی دعوتوں کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔ اور پھر دعوت کو ضروری سمجھنا لڑکے کو بلوغ تک پہنچانا یہ دونوں الگ گناہ ہیں کیونکہ اس وقت اس کے ستر کو بلا ضرورت دیکھنا گناہ ہے۔

جو دعوت اس قسم کی رسموں اور ناجائز امور پر مشتمل ہو تو اگر یہ منکر دعوت کھانے والوں کے سامنے ہوں تو اس دعوت میں شریک ہونا اور کھانا جائز نہیں ہیں لیکن اگر سامنے نہ ہوں اور کھانے سے الگ کسی اور جگہ یہ منکرات ہوں تو اس دعوت میں شریک ہونا جائز ہے بشرطیکہ قوم کا مقتدا نہ ہو اگر ہو تو پھر ہرگز شریک نہ ہو۔

کذا روی فی واقعات الامام ابی حنیفہؒ۔ اور بہر حال ایسی دعوتوں میں اولیٰ یہی ہے کہ شریک نہ ہو۔ (عالمگیریہ میں اس کی تفصیل ہے۔) واللہ اعلم۔

(مفتی محمد شفیع)

(۱۲) یارسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: ۔ خلاصہ سوال یہ ہے کہ یارسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ اصل یہ ہے کہ یارسول اللہ کہنا نہ تو قطعاً جائز ہے اور نہ مطلق ناجائز۔ بلکہ اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی شخص اس عقیدے سے یارسول اللہ کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ یہاں پر موجود ہیں یا ضرور میری آواز سنیں گے تو یہ جائز نہیں۔ بلکہ ایک نوعِ شرک ہے۔ اور اگر محض تخیل کے طور پر عاشقانہ یا شاعرانہ خطاب کرتا ہے تو جائز ہے جیسے اہل معانی و بلاغت نے بیان کیا ہے کہ بعض اوقات معدوم کو موجود فرض کر کے یا غیر حاضر کو حاضر فرض کر کے خطاب کیا جاتا ہے اور یہ بلاغت کی ایک نوع ہے جو قرآن کریم میں بکثرت موجود ہے۔

اشعار و نظم میں یہ نوعِ بلاغت بلا کسی نکیر کے تمام علماء کے نزدیک جائز ہے بلکہ جو جلیل القدر علماء کا معمول ہے اور اس میں در حقیقت کسی عقیدہ وغیرہ کو دخل نہیں ہوتا بلکہ محبت کے آثار میں سے ہے اس لئے بعض لوگ کھنڈروں، دیواروں کو بعض لوگ بلبل و قمری کو مخاطب کرتے ہیں۔ ہر زبان میں اس کے نظائر موجود ہیں۔ اسی طرح محبانہ شوق میں اگر کوئی عقیدہ حاضر و ناظر کے بغیر خطاب کرے تو مضائقہ نہیں۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ محض یارسول اللہ کو وظیفہ بنالے اور عبادت سمجھ کر اسی کو رٹتا رہے تو یہ بدعت ہے اور بے معنی بھی بخلاف یا اللہ کے کہ نفس ذکر اسم ذات عبادت ہے جس صیغہ اور جس صورت بھی ہو۔ (مفتی محمد شفیع)

(آج کل جاہلوں میں یہ رواج پڑا ہوا ہے کہ اُٹھتے بیٹھتے "یارسول اللہ" کہتے رہتے ہیں اور ایسے اوقات اور موقعوں پر کہتے ہیں جہاں "یا اللہ" کہنا چاہیئے۔ گویا اللہ کے بجائے رسول اللہ کو پکارتے ہیں۔ یہ یقیناً کھلا شرک ہے۔ (مرتب)

(۱۲) تعزیہ سازی جائز نہ ہونے کی دلیل کیا ہے

سوال: ۔ تعزیہ بنانا جائز نہیں ہے اس کی واضح دلیل کیا ہے؟

الجواب: ۔ تعزیہ سازی کا ناجائز ہونا اور اس کا خلاف دین و ایمان ہونا اظہر من الشمس ہے۔ ادنیٰ درجہ کے مسلمان کے لئے بھی دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

قرآن مجید میں ہے (اتعبدون ماتنحتون) کیا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں ہو جس کو خود ہی نے تراشا اور بنایا ہے۔ ظاہر ہے کہ تعزیہ انسان اپنے ہاتھ سے بانس کو تراش کر بناتا ہے اور پھر منت مانی جاتی ہے اور اس سے مرادیں مانگی جاتی ہیں اس کے سامنے اولاد و صحت کی

دعا میں کی جاتی ہے سجدہ کیا جاتا ہے اس کی زیارت کو زیارت امام حسینؓ سمجھا جاتا ہے کیا یہ سب باتیں روح ایمان اور تعلیمِ اسلام کے خلاف نہیں ہیں۔

علامہ حیات سندھی ثم المدنیؒ (المتوفی ۱۱۶۳) فرماتے ہیں کہ رافضیوں کی برائی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ لوگ امام حسینؓ کو "یا حسینؓ" پکارتے ہیں اور فضول خرچ کرتے ہیں یہ تمام باتیں بدعت اور ناجائز ہیں۔ (الرقضہ فی میر الرفضہ)

حضرت شاہ سید احمد صاحب بریلویؒ فرماتے ہیں۔ از جملہ بدعات رفضہ کہ در دیار ہندوستان اشتہار تمام یافتہ ماتم داری وتعزیہ سازی منت در ماہ محرم بزعم محبت حضرات حسنین رضی اللہ عنہم .... این بدعت چند چیز است اول ساختن نقل قبور ومقبرہ وعلم وسدہ وغیرہا واین معنی بالبداہمت از قبیل بت سازی وبت پرستی ست۔ (صراط مستقیم، صفحہ ۵۹)

اور فتاویٰ غرر الدرر میں ہے کہ علیحدہ قبر بنانا اور اس کی زیارت واکرام کرنا جیسا کہ یوم عاشورہ میں روافض کرتے ہیں حرام ہے اور اس کے کرنے والے گناہ گار ہیں اور حلال سمجھنے والے کافر ہیں۔ بدعتیوں کے پیشوا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی بھی یہی کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) علم تعزیہ بیرک مہندی جس طرح رائج ہے بدعت ہے اور بدعت سے شوکت اسلام نہیں ہوتی۔ تعزیہ کو حاجت روا یعنی ذریعہ حاجت روائی سمجھنا جہالت پر جہالت ہے اور اس سے منت ماننا حماقت اور نہ کرنے کو باعث نقصان خیال کرنا زنانہ وہم ہے۔ مسلمانوں کو ایسی حرکت سے باز آنا چاہئے۔ (واللہ اعلم) (رسالہ محرم وتعزیہ داری صفحہ ۵۹)

(۲) محرم شریف میں سوگ کرنا حرام ہے۔ (عرفان شریعت، صفحہ ۷، ج ۱)

(۳) تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض اور روگردانی کریں۔ اس کی جانب دیکھنا بھی نہیں چاہئے۔ (ایضاً، صفحہ ۱۵، ج ۲)

(۴) محرم شریف میں مرثیہ خوانی میں شرکت ناجائز ہے۔ (ایضاً، صفحہ ۱۵، ج ۲)

(۵) تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ[1] کا نام ہے جو قطعاً بدعت وناجائز اور حرام ہے۔ (رسالہ تعزیہ داری، حصہ دوم)

مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی نوری برکاتی صاحب کا فتویٰ "تعزیہ بنانا بدعت ہے اس سے شوکت ودبدبہ اسلام نہیں ہوسکتا، مال[2] کا ضائع کرنا ہے۔ اس کے لئے سخت وعید آئی ہے۔"

(رسالہ محرم وتعزیہ داری، صفحہ ۶۰)

[1] ناپسندیدہ

مولوی محمد عرفان صاحب رضوی کا فتویٰ "تعزیہ بنانا، اس پر پھول چڑھانا وغیرہ سب امور ناجائز وحرام ہیں۔" (عرفان عبدیت، صفحہ۹)

(۱۳) غیر ذی روح کا تعزیہ بنانا جائز ہے یا نہیں

سوال: ۔تعزیہ بے جان تصویر ونقشہ ہے، جیسے کہ کعبۃ اللہ کا نقشہ، مدینہ منورہ، روضۂ اطہر، بیت المقدس وغیرہ کا نقشہ تو پھر ناجائز ہونے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب: ۔ بے جان تصاویر ونقشہ جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کی عبادت اور خلاف شریعت تعظیم نہ کی جاتی ہو۔ درمختار میں ہے:

(ترجمہ) یعنی کعبہ شریف وغیرہ کے نقشوں کی عبادت نہیں کی جاتی، اس کا طواف نہیں کیا جاتا نذر و نیاز نہیں چڑھائی جاتیں اور اصل کعبہ کی طرح اس کے نقشہ کی تعظیم نہیں کی جاتی ۔مگر تعزیہ داری اور تعزیہ سازی اعتقادی اور اصل خرابیوں سے پاک نہیں ہیں تعزیہ کو سجدہ کیا جاتا ہے، اس کا طواف کیا جاتا ہے، نذر و نیاز چڑھائے جاتے ہیں، اس کے پاس مرادیں مانگی جاتی، اس پر عرضیاں چسپاں کی جاتی ہیں اس لئے اس کا بنانا اور گھر میں لٹکانا ناجائز ہے۔ اگر کعبۃ اللہ وغیرہ کی تصاویر اور نقشوں کے ساتھ حرکات مذکورہ کی جائیں گی تو وہ بھی ناجائز ٹھہرے گا؟ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

(ترجمہ) یعنی ایسی ہر چیز جس کی باطل طور پر تعظیم کی جائے مقام وقت شجر ہو یا حجر باطل معبودوں کی طرح اس کی تحقیر وتذلیل کا قصد لازم ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ، صفحہ ۱۴۷، ج ۲)

فقط اللہ اعلم بالصواب

(نوٹ) بزرگوں کی تصویر والے کپڑے کا سوال متفرقات میں آ گیا ہے۔

(۱۴) حضور ﷺ کے موئے مبارک کا وجود

سوال: ۔ یہ مشہور ہے کہ اکثر بڑے شہروں میں اور دیہات میں حضور ﷺ کے موئے مبارک موجود ہیں، کیا یہ درست ہے اور کیا اس کی تعظیم کی جائے؟

الجواب: ۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے موئے

مبارک صحابہ کرامؓ کو تقسیم فرمائے تھے۔ فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حلق راسہ واعطی نصفہ لا بی طلحہ الخ (ج ۱، صفحہ ۴۳) تو اگر کسی کے پاس ہو تو تعجب کی بات نہیں اگر اس کی صحیح اور قابل اعتماد سند ہو تو اس کی تعظیم کی جائے اگر سند نہ ہو اور مصنوعی ہونے کا بھی یقین نہیں تو خاموشی اختیار کی جائے۔ نہ اس کی تصدیق کرے اور نہ جھٹلائے اور نہ تعظیم کرے اور نہ اہانت کرے۔ فقط۔ والسلام۔

(۱۵) بعد نماز گوشہ مصلیٰ کو لپیٹنا چہ حکم دارد

سوال: ۔ نماز پڑھنے کے بعد مصلیٰ (جائے نماز) کا ایک کونہ لپیٹ لیتے ہیں ورنہ شیطان اس پر نماز پڑھتا ہے، یہ اعتقاد کیسا ہے؟

الجواب: ۔ مذکورہ رواج کی کوئی اصل نہیں ہے اور یہ اعتقاد بالکل غلط ہے۔

فقط۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۶) سید الشہداءؓ کے لئے آنحضرت ﷺ نے سوئم، دہم، چہلم وغیرہ چیزیں کیں کیا یہ روایت صحیح ہے

سوال: ۔ ایک روایت یہ لکھی کہ خود حضور ﷺ ان کی شہادت کے تیسرے روز، پھر دسویں روز، پھر چالیسویں روز اور پھر چھ ماہ بعد اور سال ختم ہونے پر ایسے افعال کئے تھے اور صحابہؓ بھی اس طرح ایصال ثواب کرتے تھے۔ (مجمع الروایات) کیا مذکورہ افعال واعمال حدیث صحیح سے ثابت ہیں۔

الجواب: ۔ مذکورہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ موضوع اور بے اصل ہے۔ حضور مقبول ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر صریح بہتان ہے۔ اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو ایصال ثواب کے لئے مذکورہ تاریخیں اور ایام مقرر کرنا سنت قرار پاتا اور ان ایام کو اس لئے فضیلت نصیب ہوتی، حالانکہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ:

(ترجمہ) یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول الخ (یعنی میت کے گھر خاص

پہلے روز اور تیسرے روز اور ہفتہ بعد کھانا بنانے کی رسم مکروہ ہے۔

اور امام نوویؒ کی شرح (منہاج، صفحہ ۸۱، ج ۱) میں ہے:

(ترجمہ) مخصوص ایام میں کھانا کھلانے کا رواج مثلاً تیسرے روز، پانچویں روز، دسویں روز، بیسویں اور چالیسویں روز یا چھ مہینے بعد، برسی پر یہ سب بدعت ہے۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ اور مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

اماایں اجتماع مخصوص روز سوم وارتکاب تکلفات دیگر و صرف اموال بے وصیت از حق یتا میٰ بدعت است و حرام (صفحہ ۳۷۳) (صفحہ ۱۲۱، ج ۱)

(ترجمہ) مگر تیسرے روز بطور زیارت یہ خاص اجتماع کرنا اور دوسرے تکلفات کرنا اور یتامیٰ کے حق میں سے میت کی وصیت کے بغیر خرچ کرنا بدعت اور حرام ہے۔ (ایام کی تخصیص اور تکلفات کو بدعت فرمایا ہے اور یتامیٰ کی حق تلفی کو حرام ٹھہرانا ہے۔)

اور قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ وصیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ وبعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم وبستم وچہلم وششماھی وبرسی ہیچ نکند (مالابد، صفحہ ۱۶۰)

(ترجمہ) میری وفات کے بعد رسوم دنیوی جیسے کہ دسواں، بیسواں، چالیسواں اور ششماہی اور برسی کچھ بھی نہ کریں ہاں تاریخ اور دن کی تخصیص اور تیسرے، دسویں، بیسویں، چالیسویں کی پابندی کے بغیر کسی بھی تاریخ اور دن کو ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے ممنوع نہیں ہے۔

جب ایصال ثواب مقصود ہے تو دوسرے تیسرے دن تک کیوں ٹالا جائے۔ موت (وفات) کے پہلے روز سے ہی ایصال ثواب کے کام شروع کر دیئے جائیں خصوصاً میت کے روزے یا نمازیں قضا ہوئی ہیں تو بلا کسی تاخیر کے ان کا فدیہ ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قبر میں میت کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ جیسے پانی میں ڈوبنے والے مدد چاہنے والے کی۔ ثواب کا انتظار کرتا ہے کہ والدین، بھائی اور احباب کی طرف سے اسے کچھ پہنچے جب ثواب پہنچتا ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا و مافیھا سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۲۰۴)

لہٰذا جہاں تک ممکن ہو جلد از جلد لوجہ اللہ اور طریقہ مسنون کے مطابق عبادات مالیہ وبدنیہ کا ثواب میت کو پہنچائے۔ تیسرے، دسویں، بیسویں، چالیسواں، ششماہی اور برسی کا انتظار نہ کرے۔ اس میں میت کا صریح نقصان ہے اور مخالفِ سنت کاموں میں کوئی خیر نہیں ہوتی۔

فقط۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

رسومات

(۱۸) توہمات کی حقیقت

سوال:۔ جہالت کی وجہ سے برصغیر میں بعض مسلمان گھرانوں کے لوگ مندرجہ ذیل عقیدوں پر یقین رکھتے ہیں۔ مثلاً گائے کا اپنی سینگ پر دینا کو اٹھانا، پہلے بچے کی پیدائش سے پہلے کوئی کپڑا نہیں سیا جائے بچے کے کپڑے کسی کو نہ دیئے جائیں کیونکہ بانجھ عورتیں جادو کر کے بچے کو نقصان پہنچا سکتی ہیں، بچے کو بارہ بجے کے وقت پالنے یا جھولے میں نہ لٹایا جائے کیونکہ بھوت پریت کا سایہ ہو جاتا ہے، بچے کو زوال کے وقت دودھ نہ پلایا جائے اور اگر بچے کو کوئی پیچیدہ بیماری ہو جائے تو اس کو بھی بھوت پریت کا سایہ کہہ کر جھاڑ پھونک اور جادو ٹونا کرتی ہیں اور دوسرے مسائل وغیرہ۔ یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اسلام میں ان باتوں کا کوئی وجود ہے؟ کیا ایمان کی کمزوری کی بات نہیں، اگر ہمارا ایمان پختہ ہو تو ان توہمات سے چھٹکارا حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں۔ شاید آپ کے جواب سے لاکھوں گھروں کی جہالت دور ہو جائے اور لوگ فضول توہمات پر یقین رکھنے کی بجائے اپنا ایمان پختہ کریں۔

الجواب:۔ آپ نے جو باتیں لکھی ہیں وہ واقعہ تو ہم پرستی کے ذیل میں آتی ہیں جنات کا سایہ ہونا ممکن ہے اور بعض کو ہوتا ہے لیکن بات بات پر سائے کا بھوت سوار کر دینا غلط ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہید)

(۱۹) بچوں کو کالے رنگ کا ڈورا باندھنا یا کاجل کا ٹکہ لگانا

سوال:۔ لوگ عموماً چھوٹے بچوں کو نظر سے بچانے کے لئے کالے رنگ کا ڈورا یا پھر کاجل کا ٹکہ لگا دیتے ہیں، کیا یہ عمل شرعی لحاظ سے درست ہے؟

الجواب:۔ اگر اعتقاد کی خرابی نہ ہو تو جائز ہے۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ بدنما کر دیا جائے تا کہ نظر نہ لگے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰) سورج گرہن اور حاملہ عورت

سوال:۔ ہمارے معاشرے میں یہ بات بہت مشہور ہے اور اکثر لوگ اسے صحیح سمجھتے ہیں کہ جب چاند کو گرہن لگتا ہے یا سورج کو گرہن لگتا ہے تو حاملہ عورت یا اس کا خاوند اس دن یا رات کو جب سورج یا چاند کو گرہن لگتا ہے آرام کے سوا کوئی کام بھی نہ کریں۔ مثلاً اگر خاوند لکڑیاں کاٹے یا رات کو وہ الٹا سو جائے تو جب بچہ پیدا ہوگا تو اس کے جسم کا کوئی نہ کوئی حصہ کٹا ہوا ہوگا یا وہ لنگڑا ہوگا یا اس کا ہاتھ نہیں ہوگا وغیرہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس دن یا رات کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ حدیث میں اس موقع پر صدقہ و خیرات توبہ و استغفار، نماز اور دعا کا حکم ہے دوسری باتوں کا ذکر نہیں اس لئے ان کو شرعی چیز سمجھ کر نہ کیا جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱) کیا انگلیاں چٹخانا منحوس ہے

سوال:۔ کیا انگلیاں چٹخانا منحوس ہے اگر ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

الجواب:۔ اسلام نحوست کا قائل نہیں، البتہ نماز میں انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے اور بیرون نماز بھی پسندیدہ نہیں۔ فعل عبث (فضول کام) ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲) جھلی میں پیدا ہونے والا بچہ اور اس کی جھلی

سوال:۔ بعض بچوں کی ولادت خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ایک جھلی میں ہوتی ہیں جسے برقعہ بھی کہا جاتا ہے۔ بعض خواتین و حضرات کا کہنا یہ ہے کہ اس جھلی کو سکھا کر رکھ لیا جائے بہت نیک فال ثابت ہوتی ہے اور اس جھلی میں پیدا ہونے والا بچہ بھی بہت خوش نصیب ہوتا ہے قرآن و سنت کی روشنی میں فرمائیں کہ جھلی رکھ لینا درست ہے یا پھینک دینا درست ہے یا دفن کر دینا درست ہے۔

الجواب:۔ یہ جھلی عموماً دفن کر دی جاتی ہے اس کو رکھنے اور ایسے بچے کے خوش نصیب ہونے کا قرآن و حدیث میں کہیں ثبوت نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۳) ماں کے دودھ نہ بخشنے کی روایت کی حقیقت

سوال:۔ اولاد کے لئے ماں کے دودھ بخشنے کی جو روایت ہم ایک عرصے سے سنتے آئے ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی کیا اہمیت ہے؟ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آج کل مائیں اولاد کی پرورش ڈبوں کے دودھ پر کرتی ہیں وہ کس طرح دودھ بخشیں گی؟

الجواب:۔ دودھ بخشنے کی روایت تو کہیں میری نظر سے نہیں گزری غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ ماں کا حق اتنا بڑا ہے کہ آدمی اس کو ادا نہیں کرسکتا الا یہ کہ ماں اپنا حق معاف کردے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۴) بچے کو دیکھنے کے پیسے دینا

سوال:۔ فرسودہ رسم ورواج میں سے ایک رسم جو اکثر گھرانوں میں پائی جاتی ہے یہ ہے کہ جب کسی گھر میں بچے کی پیدائش ہوتی ہے تو تمام رشتے دار اسے دیکھنے کے لئے آتے ہیں لیکن بچے کو دیکھ لینے کے بعد ہر شخص پر یہ لازم ہوجاتا ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق جیب سے نوٹ نکال کر نومولود بچے کے ہاتھ میں تھمادے۔ کچھ ہی دیر بعد وہ نوٹ بچے کی ماں کے تکئے کے نیچے جمع ہوجاتے ہیں یہ آسمانی قانون کی طرح ایک پختہ رسم بن چکی ہے اور آج تک ہم نے کسی کو اس کی خلاف ورزی کرتے نہیں دیکھا۔ جب بچے کی ماں کا چلہ پورا ہوجاتا ہے تو پھر نوٹوں کی گنتی کی جاتی ہے اور نوٹوں کی تعداد کو دیکھتے ہوئے بچے کو خوش قسمتی یا بدقسمتی کے متعلق رائے قائم کی جاتی ہے۔ یہ کاروبار کرنے کے لئے کئی گھرانوں میں بچے کی پیدائش کا بے چینی سے انتظار کیا جاتا ہے سوال یہ ہے کہ کیا اسلام میں ان فرسودہ رسم ورواج کی کوئی گنجائش موجود ہے؟

الجواب:۔ نومولود بچے کی پیدائش پر اسے تحفہ دینا تو بزرگانہ شفقت کے زمرے میں آتا ہے لیکن اس کو ضروری فرض واجب کے درجہ میں سمجھ لینا اور اس کو بچے کی نیک بختی یا بدبختی کی علامت تصور کرنا غلط اور جاہلانہ تصور ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

کتاب العلم

تعلیم و تعلم

علم سے متعلق مسائل کا بیان

کتاب العلم

(۱) اسلام نے انسان پر کونسا علم فرض کیا ہے

سوال:۔ سوال یہ ہے کہ اسلام نے ہم پر کونسا علم فرض کیا ہے؟ کیا وہ علم جو آج کل تعلیمی اداروں میں حاصل کر رہے ہیں یا کوئی اور علم ہے؟

الجواب:۔ آج کل تعلیم گاہوں میں جو علم پڑھایا جاتا ہے وہ علم نہیں بلکہ ہنر، پیشہ اور فن ہے۔ وہ بذات خود نہ اچھا ہے نہ برا، اس کا انحصار اس کے صحیح یا غلط مقصد اور استعمال پر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جس علم کو فرض قرار دیا ہے، جس کے فضائل بیان فرمائے ہیں اور جس کے حصول کی ترغیب دی اس سے دین کا علم مراد ہے اور اسی کے حکم میں ہوگا وہ علم بھی جو دین کے لئے وسیلہ و ذریعہ کی حیثیت رکھتا ہو۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲) کیا مسلمان عورت جدید علوم حاصل کر سکتی ہے

سوال:۔ میں الحمدللہ پردہ کرتی ہوں لیکن میں کمپیوٹر سائنس کی تعلیم حاصل کر رہی ہوں۔ آپ مجھے یہ بتائیے کہ اسلام میں جدید تعلیم حاصل کرنے پر کوئی پابندی تو نہیں، جبکہ یہ تعلیم ایسی ہے کہ آدمی گھر بیٹھے کما سکتا ہے اس کو مرد ماحول میں ملازمت کی ضرورت نہیں پیش آئے گی، جبکہ کمپیوٹر کے سامنے وقت گزرنے کا پتہ نہیں چلتا یہ ایک ایسا کام ہے کہ ہم جو فالتو وقت ٹی وی وغیرہ کے آگے گزار کر گناہ حاصل کرتے ہیں اس کے (یعنی کمپیوٹر) کے سامنے بیٹھ کر ان لغویات سے بچ سکتے ہیں میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ وہ علم جو دنیاوی عزت حاصل کرنے کے لئے لیا جائے اس

کے لئے عذاب ہے لیکن میرے دل میں یہ خیال ہے کہ ہم مسلمان عورتوں کو پردے میں رہتے ہوئے ایسے علوم ضرور سیکھنے چاہئیں کہ ہم کسی بھی طرح ترقی یافتہ قوموں سے پیچھے نہ رہیں۔ نیز اپنے پیروں پر ہم خود کھڑے ہو جائیں۔ نیز وہ لوگ جو پردہ دار عورتوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ دقیانوسی عورتیں ہیں ان کو کیا پتہ کہ کمپیوٹر وغیرہ کیا ہوتا ہے یا یہ کہ ان کو ایسی تعلیم سے کیا واسطہ؟ امید ہے کہ آپ میری بات سمجھ گئے ہوں گے۔ میرا نظریہ یہ ہے کہ ایسی تعلیم کہ عورت مرد کے ماحول میں نکل کر کام کرنے کے بجائے گھر میں بیٹھ کر کما لے یہ زیادہ بہتر ہے کہ نہیں۔ جو وقت اور جو حالات آپ دیکھ رہے ہیں آپ کی نظر میں کیا عورت کو ایسی تعلیم حاصل کرنی چاہئے کہ وہ آپ اپنے پیروں پر خود کھڑی ہو جائے۔ یہ بتائے کہ نبی ﷺ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ہمارے نبی کا فیصلہ ہوگا وہی میرا انشاء اللہ فیصلہ ہوگا۔ اگر آپ مجھے مطمئن کر دیں تو میں آپ کی بہت مشکور رہوں گی۔

الجواب:۔ آپ کے خیالات ماشاء اللہ بہت صحیح ہیں۔ کمپیوٹر کی تعلیم ہو یا کوئی دوسری تعلیم اگر خواتین ان علوم کو باپردہ حاصل کریں تو کوئی حرج نہیں، لیکن تعلیم کے دوران یا ملازمت کے دوران نامحرموں سے اختلاط نہ ہو۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) کالجوں میں محبت کا کھیل اور اسلامی تعلیمات

سوال:۔ کیا محبت کی کوئی حقیقت ہے کہ میری مراد صرف وہ محبت ہے جس کا ہمارے کالجز اور یونیورسٹیز میں بڑا چرچا ہے اور بڑے بڑے عقلمند اسے سچ سمجھتے ہیں۔

کیا اسلام بھی اسے حقیقت سمجھتا ہے جبکہ ہمارے معاشرے میں ان لڑکیوں کو اچھا سمجھا جاتا ہے جو شادی سے پہلے کسی مرد کا خیال تک اپنے دل میں نہیں لاتیں، میں بھی اس پر یقین رکھتی ہوں اور اس کے مطابق عمل کرتی ہوں۔ لیکن جب سے میں نے کالج میں داخلہ لیا وہ بھی بحالت مجبوری تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب ایسا کرنا بہت مشکل ہے اس سلسلے میں پچھلے سات آٹھ مہینوں سے میں بہت پریشان ہوں اور ہر دوسرے روز روتی ہوں لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں اس سلسلے میں اسلام کیا سیدھا راستہ بتاتا ہے برائے مہربانی تسلی بخش جواب دیجئے گا میں آپ کی بہت احسان مند ہوں گی؟

الجواب:۔ اسلام میں مرد وعورت کا رشتۂ محبت کی شکل نکاح تجویز کی گئی ہے اس کے علاوہ اسلام دوستی کی اجازت نہیں دیتا۔ ہماری تعلیم گاہوں میں لڑکے لڑکیاں جس محبت کی نمائش کرتی ہیں یہ اسلام کی تعلیم نہیں بلکہ مغرب کی نقالی ہے اور یہ منقش سانپ جس کو ڈس لیتا ہے وہ اس کے زہر کی تلخی تادم آخر محسوس کرتا ہے۔ مغرب کو اسی محبت کے کھیل نے جنسی انارکی کے جہنم میں دھکیلا ہے۔ ہمارے نوجوان کو اس سے عبرت پکڑنی چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) دینی تعلیم کے لئے والدین کی اجازت ضروری نہیں

سوال:۔ آج کل گھروں میں صرف دنیاوی تعلیم ہی کی باتیں ہوتی ہیں دین کی باتیں تو والدین بتاتے ہی نہیں لہٰذا اگر کوئی انسان ایسے ماحول میں جانا چاہتا ہو جہاں اس کے علم میں اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہو اور گھر والے اس کو نہ جانے دیتے ہوں تو کیا ان کی اطاعت جائز ہے؟

الجواب:۔ دین کا ضروری علم ہر مسلمان پر فرض ہے اور اگر گھر والے کسی شرعی فرض کے ادا کرنے سے مانع ہوں تو ان کی اطاعت جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) مخلوط تعلیم کتنی عمر تک جائز ہے

سوال:۔ دینی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کا جہاں تک پتہ چلتا ہے اور آج کل کے نظام تعلیم سے موازنہ کرتی ہوں تو ذہن میں کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کیا مخلوط تعلیم کا جواز شریعت میں ہے، اگر ہے تو کتنی عمر تک کے بچے بچیاں اکٹھے بیٹھ کر تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر جواز شریعت میں نہیں تو پھر ذمہ دار افراد علیحدہ انتظام کیوں نہیں کرتے جبکہ علماء حق اس پر زور دیتے ہیں۔

الجواب:۔ دس سال کی عمر ہونے پر بچوں کے بستر الگ کر دینے کا حکم فرمایا گیا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ بچے بچیاں زیادہ سے زیادہ دس گیارہ سال کی عمر تک ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں، اس کے بعد مخلوط تعلیم نہیں ہونی چاہئے۔ دور جدید میں مخلوط تعلیم بے خدا تہذیب کی ایجاد کردہ بدعت ہے جو ناگفتنی قباحتوں پر مشتمل ہے معلوم نہیں ہمارے مقتدر حضرات اس نظام تعلیم

میں کیوں تبدیلی نہیں فرماتے بلکہ جداگانہ تعلیم کا مطالبہ صرف علمائے کرام ہی کا نہیں طلبہ اور طالبات کا بھی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶) مرد عورت کے اکٹھا حج کرنے سے مخلوط تعلیم کا جواز نہیں ملتا

سوال:۔ گزارش یہ ہے کہ روزنامہ جنگ کراچی میں ایک خاتون کا انٹرویو شائع ہوا ہے۔ اس کے انٹرویو میں ایک سوال وجواب یہ ہے:

(سوال) پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، مگر یہاں پر اسلامی نقطہ نظر سے خواتین کے لئے تعلیمی ماحول کچھ سازگار نہیں ہے، جیسے خواتین یونیورسٹی کا قیام عمل میں نہ لانا وغیرہ اس سلسلے میں آپ کچھ اظہار خیال فرمائیے؟

ان خاتون نے جواب دیا کہ پاکستان میں ہر لحاظ سے تعلیمی ماحول خوشگوار ہے میں دراصل اس کی حمایت میں نہیں ہوں کیونکہ جب ہم نے خود مردوں کے شانہ بشانہ چلنا ہے تو پھر یہ علیحدگی کیوں؟ اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے حج۔ جب اس میں خواتین علیحدہ نہیں ہوتیں تو تعلیم حاصل کرنے میں کیوں علیحدہ ہوں اور ہماری قوم بڑی مہذب وشائستہ ہے۔ میں نہیں سمجھتی کہ خواتین کو مخلوط تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ جب میں نے انجینئرنگ کی، میں واحد لڑکی تھی اور ایک ہزار لڑکے تھے مگر مجھے کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ زمانہ طالب علمی میں طلبہ وطالبات ایک دوسرے کے بہت معاون ومددگار ہوتے ہیں۔ (یہ ان کا انٹرویو ہے)

حضرت اب سوال یہ ہے کہ کیا مخلوط تعلیم حج کی طرح جائز ہے ان خاتون کا مخلوط تعلیم کو حج جیسے اہم اور دینی فریضہ پر قیاس کر کے مخلوط تعلیم کو صحیح قرار دینا کیسا ہے؟ اور کیا واقعی خواتین کو مخلوط تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی؟ امید واثق ہے آپ تشفی فرمائیں گے۔

الجواب:۔ حج کے مقامات تو مرد عورت کے لئے ایک ہی ہیں اس لئے مرد وعورت دونوں کو اکٹھے مناسک ادا کرنے ہوتے ہیں۔ لیکن حکم وہاں بھی یہی ہے کہ عورتیں حتی الوسع حجاب کا اہتمام رکھیں، مردوں کے ساتھ اختلاط نہ کریں اور مرد نامحرم عورتوں کو نظر اٹھا کر نہ دیکھیں۔ پھر وہاں کے مقامات بھی مقدس، ماحول بھی مقدس اور جذبات بھی مقدس ومعصوم ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف بھی غالب ہوتا ہے اس کے برعکس تعلیم گاہوں کا جیسا ماحول ہے سب کو معلوم ہے وہاں

لڑکے لڑکیاں بن ٹھن کر جاتی ہیں، جذبات بھی ہیجانی ہوتے ہیں اس لئے تعلیم گاہوں کو خانہ کعبہ اور دیگر مقامات مقدسہ پر قیاس کرنا کھلی حماقت ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) بچوں کی تعلیم وتربیت کی اہمیت اور اس کا طریقہ

سوال:۔ اولاد کی تعلیم وتربیت کی کیا اہمیت ہے کس طرح ان کی تربیت کی جائے کہ ان کے دل ودماغ میں اسلامی تعلیمات بچپن ہی سے رچ بس جائیں۔قرآن وحدیث کی روشنی میں اس اہم مسئلہ پر تحریر فرمائیں جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

الجواب:۔ ایک عربی شاعر نے بہت اچھا کہا ہے۔

لیس الیتیم الذی قدمات والده،

ان الیتیم یتیم العلم والادب

یعنی یتیم صرف وہ بچہ نہیں ہے جس کے والد کا انتقال ہو گیا ہو بلکہ یتیم وہ بھی ہے جو علم وادب سے محروم رہا ہو۔

ہمارے ذہنوں میں صرف یہ بات ہے کہ بچپن میں جس بچہ کا والد کا انتقال ہو گیا ہو وہ بچہ یتیم ہے مگر شاعر یہ کہتا ہے کہ وہ بچہ بھی یتیم ہے کہ جس کا باپ زندہ ہے مگر وہ بچہ کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ نہیں دیتا اور اس کو علم وادب سے محروم رکھا ہے۔ بچہ میں نہ نماز کا شوق پیدا ہوا نہ قرآن پاک کی تلاوت کی طرف توجہ پیدا ہوئی، بچہ نہ مدرسہ جاتا ہے نہ دوسرے اسلامی آداب کا اسے علم ہے، نہ بڑوں کا ادب واحترام جانتا ہے، تو اس بچہ کے حق میں باپ کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ تعلیم دینا اور علم دین سکھانا اور اسلامی آداب سے مزین کرنا بہت ضروری ہے اور والدین پر اس کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جس نے اپنی اولاد کو علم دین سے محروم رکھا اور ان کی دینی تربیت کی طرف توجہ نہیں دی اس نے اپنی اولاد کو دنیا اور آخرت کے بہت بڑی خیر سے محروم رکھا۔ قیامت میں باپ سے اولاد کے متعلق سوال ہوگا۔ ما ذا علمته و ما ذا ادبته تم نے بچہ کو کیا تعلیم دی اور کیسا ادب سکھایا؟ قرآن مجید میں ہے:

(ترجمہ) اے ایمان والوں اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ) کی آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (سورۂ تحریم، آیت ۴، پارہ ۲۸)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ لفظ اھلیکم میں اہل و عیال سب داخل ہیں۔ نوکر چاکر بھی اس میں داخل ہو سکتے ہیں ایک روایت میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنے کو جہنم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آ گئی کہ ہم گناہوں سے بچیں اور احکام الٰہیہ کی پابندی کریں، مگر اہل و عیال کو ہم کس طرح جہنم سے بچائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس کا طریقہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے تم کو جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان کاموں سے ان سب کو منع کرو اور جن کاموں کے کرنے کا تم کو حکم دیا ہے تم ان کے کرنے کا اہل و عیال کو بھی حکم کرو تو یہ عمل ان کو جہنم کی آگ سے بچا سکے گا۔ (روح المعانی)

حضرات فقہاء نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال و حرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کے لئے کوشش کرے۔ الی قولہ۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل و عیال دین سے جاہل و غافل ہوں۔ (روح) (معارف القرآن، ص ۵۰۲ جلد ۸)

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ اولاد والدین کے پاس اللہ پاک کی بہت عظیم امانت ہوتی ہے والدین کو ان کی تعلیم و تربیت کا بہت ہی اہتمام کرنا چاہئے۔ اولاد نیک، صالح اور اطاعت گزار اور فرمان بردار ہو اس کے لئے مرد پر لازم ہے کہ دیندار پاکباز اور شریف عورت سے نکاح کرے، اسی طرح لڑکی کے والدین پر لازم ہے کہ فاسق، فاجر، بدچلن لڑکے سے اپنی لڑکی کا نکاح نہ کریں بلکہ دیندار متقی پرہیز گار لڑکے سے نکاح کریں۔

نکاح کے بعد حلال اور طیب روزی کا خاص اہتمام کریں۔ لہذا مرد کو چاہئے کہ اپنی آمدنی کے ذرائع کا جائزہ لے استقرار حمل کے بعد عورت بھی خصوصاً حرام اور مشتبہ روزی سے بچے۔ اپنے خیالات نہایت پاکیزہ کرے، اخلاق حسنہ اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے، دین و شریعت کی اتباع کا اہتمام کرے، اس کے بہت دوررس اور بہترین نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ اولاد صالح اور نیک پیدا ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو خطبات حکیم الاسلام، صفحہ ۴۵۸ تا ۴۶۲، ج ۴۔ نیز تحفۃ الوالد والولد، صفحہ ۴۲ تا ۴۶۔ مصنف مولانا محمد ابراہیم پالنپوری)

اسی طرح زوجین پر لازم ہے کہ بوقت مباشرت دعاؤں کا اہتمام کریں۔ دعاؤں کی برکت سے بچہ شیطانی اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔

صحبت کے وقت مرد و عورت یہ دعا پڑھیں **بسم الله اللهم جنبا الشياطن و جنب الشيطان مارزقنا**

(ترجمہ) اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ ہمیں شیطان سے بچانا اور جو اولاد آپ ہم کو عطا فرمائیں اس سے (بھی) شیطان کو دور رکھنا۔

جب انزال کا وقت ہو تو دل میں یہ دعاء پڑھے۔ **اللهم لا تجعلل لشيطان فيما رزقتني نصيباً**

(ترجمہ) اے اللہ جو (بچہ) آپ مجھے عنایت فرمائیں اس میں شیطان کا کچھ حصہ مقرر نہ فرما۔

ہر صحبت کے وقت دعاؤں کا اہتمام کریں۔ بچہ کے ولادت کے بعد اسے نہلا دھلا کر سیدھے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں اس کے بعد تحنیک اور برکت کی دعا کرائیں۔ تحنیک کا مطلب یہ ہے کہ ہو سکے تو بچہ کو کسی بزرگ کے پاس لے جائیں کہ وہ بزرگ بچہ کے حق میں صلاح و فلاح کی دعا کریں اور کھجور وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر بچہ کے تالو میں مل دیں۔ کوشش یہ ہو کہ بچہ کے پیٹ میں سب سے پہلے یہی چیز جائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے بچوں کو تحنیک اور برکت کی دعا کرانے کے لئے حضور اکرم ﷺ کے پاس لایا کرتے تھے۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۳۶۲)

بچہ پیدا ہونے کی خوشی میں شکریہ کے طور پر، نیز آفات و امراض سے حفاظت کے لئے ساتویں دن لڑکے کے لئے دو بکرے اور لڑکی کے لئے ایک بکرا ذبح کیا جائے اور بچہ کا سر منڈوا کر بال کے ہموزن چاندی غریبوں کو صدقہ کریں اور بچہ کے سر پر زعفران لگائیں (یعنی پورے سر پر اتنا زعفران لگائیں جو بچہ کے لئے مضر نہ ہو) اور اس کا اچھا نام رکھ دیا جائے۔ حدیث میں ہے:

(ترجمہ) بچہ اپنے عقیقہ کے بدلے میں مرہون ہوتا ہے، لہذا ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈوایا جائے۔ (تفصیل فتاویٰ رحیمیہ، صفحہ ۹۱ ـ ۹۲، جلد ـ ۲) میں ملاحظہ فرمائیں۔

بچہ کا نام اچھا رکھیں اور اس کو ادب سکھائیں۔حدیث میں ہے من ولدله ولد الخ

(ترجمہ) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اسے چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو ادب سکھائے۔(مشکوٰۃ شریف۔صفحہ ۲۷۱)

حدیث شریف میں ہے تمہارے ناموں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ نیز حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ناموں میں سے نام رکھو آج کل نئے نئے نام رکھنے کا شوق ہوتا ہے انبیا علیہم السلام، صحابہ، صحابیات اور نیک بندوں، بندیوں کے ناموں میں جو برکت ہے وہ ان نئے نئے ناموں میں کہاں؟ نام کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔اچھے جذبات اور نیک نیت کے ساتھ صلحاء و صالحات کے نام رکھو انشاء اللہ برکت اور دینداری پیدا ہوگی۔

جب بچہ سمجھدار اور بڑا ہونے لگے اور اس کے زبان کھل جائے تو سب سے پہلے اس کو کلمہ طیبہ سکھائیں۔اللہ پاک اور مبارک نام اس کے زبان پر جاری کرائیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جس وقت حضور اقدس ﷺ کا دودھ چھڑایا تو یہ کلمات آپ کی زبان مبارک پر جاری ہوئے: اللّٰہ اکبر کبیراً والحمد للّٰہ کثیراً و سبحانہ اللّٰہ بکرۃً و اصیلاً اور یہ آپ کا سب سے پہلا کلام تھا۔(اخرج البیہقی عن ابن عباس کذافی الخصائص، صفحہ ۵۵، ج ۱۔بحوالہ سیرت خاتم الانبیا، صفحہ ۱۲، از حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ)

لہذا اپنے بچوں کو یہ مبارک کلمات بھی سکھائیں اور ان کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دیں ان کو اسلامی آداب سکھائیں ایک ایک ادب سکھانے پر انشاء اللہ اجر و ثواب ملے گا اور والدین کی طرف سے اپنی اولاد کو اسلامی آداب سکھانا سب سے بہتر اور افضل عطیہ اور تحفہ ہے۔

حدیث میں ہے:

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر کوئی عطیہ تحفہ نہیں دیا۔(ترمذی شریف، صفحہ ۱۷، ج ۲۔ باب ماجاء فی ادب الولد ابواب البر والصلتہ) نیز حدیث میں ہے:

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مرد کا اپنے بچہ کو ادب سکھانا ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین کلو) غلہ خیرات کرنے سے بہتر ہے۔(ترمذی شریف، صفحہ ۱۷، ج ۲، باب ماجاء فی ادب الولد)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی قدر کیجئے۔ آپ اپنے بچہ کو ایک ادب سکھائیں گے اس پر بھی آپ کو اجروثواب ملتا ہے۔

مثلاً والدین نے بچہ کو سکھایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، یہ ایک ادب سکھانا ہوا اور یہ سکھانے پر ساڑھے تین کلو غلہ خیرات کرنے کا ثواب ملے گا اور جیسے ماں باپ نے بچہ کو سکھایا بیٹھ کر پانی پیا کرو، تین سانس میں پیو، سیدھے ہاتھ سے کھاؤ، ہاتھ دھو کر کھانا کھاؤ، اپنے آگے سے کھاؤ، دسترخوان پر کھانا گر جائے تو اسے اٹھا کر کھالو، برتن صاف کرلیا کرو، بڑوں کو سلام کرو، ان کا ادب کرو، ان کے سامنے زبان درازی نہ کرو، گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام کرو، وغیرہ وغیرہ۔ ایک ایک ادب سکھانے پر ساڑھے تین کلو غلہ خیرات کرنے کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح بچوں کو اسلامی آداب سکھائے جائیں ہمارا معاشرہ اور ہر مسلمان کے گھر کا ماحول اسی طرح ہونا چاہئے۔ رہن سہن، کھانے پینے، لباس وغیرہ ہر چیز میں اسلامی طریقہ اور سنت کو اختیار کرنا چاہئے بچوں کی تربیت اسی انداز سے کرنا چاہئے۔

اس کے برعکس آج کل مسلمانوں میں خاص کر انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ میں غیروں کی نقل کا طریقہ چل پڑا ہے۔ بچوں کی تربیت بھی اسی انداز پر کرتے ہیں جو غیروں میں رائج ہے۔ آپس میں ملنے جلنے کے وقت جو الفاظ اور اصطلاحات ان کے یہاں رائج ہیں، جیسے گڈ مارننگ، گڈ نائٹ وغیرہ وغیرہ، وہی الفاظ مسلمان بھی اپنے بچوں کو سکھاتے ہیں۔ جو لباس غیر اپنے بچوں کو پہناتے ہیں اسی انداز کا لباس مسلمان بھی اپنے بچوں کو پہنانے لگے ہیں۔ خصوصاً جو بچے نرسری جاتے ہیں ان کی تربیت عموماً غیر اسلامی طریقہ پر ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو اس پر خاص توجہ دینا چاہئے۔ ذہنی مرعوبیت ختم کر کے اپنا اسلامی طرز معاشرہ، تمدن اور ملی تشخص قائم رکھنے کا پورا عزم اور لباس کے لئے پوری کوشش ہونی چاہئے۔ جس طرح یہ مسلمانوں کا انفرادی مسئلہ ہے، اجتماعی مسئلہ بھی ہے۔ لہٰذا انفرادی طور پر بھی اپنے گھروں کا ماحول اور طرز معاشرت اسلامی طریقہ پر بنانے کی ضرورت ہے، اسی طرح اجتماعی طور پر بھی اس کی کوشش کرنا ضروری ہے۔

بچوں کا ذہن بہت صاف ستھرا ہوتا ہے، ان کی جیسی ذہنی تربیت کی جائے گی اس کے مطابق بچوں کے ذہن میں وہ باتیں جمتی جائیں گی۔ اگر اسلامی انداز پر تربیت کی گئی تو انشاء اللہ وہ بڑا ہو کر بھی اسی انداز پر رہے گا اور اگر غیروں کے طریقہ پر اس کے تربیت کی گئی تو وہی طرز زندگی اس کے اندر آئے گی۔ اس لئے بچہ کے دیندار بننے اور بگڑنے کی پوری ذمہ داری ماں باپ

پر ہے۔ حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے یعنی دین اسلام اور حق بات قبول کرنے کی اس کے اندر پوری صلاحیت ہوتی۔ مگر اس کے والدین (غلط تعلیم و تربیت سے) اسے یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی (عیسائی) بنا دیتے ہیں یا (مجوسی) (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۱)

لہٰذا اگر ہم اپنی اور اپنے اہل وعیال کی آخرت بنانا اور ان کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو غیروں کے طور وطریقے چھوڑ کر خود کو بھی سچا پکا مسلمان بنانا ہوگا اور بچوں کو بھی بچپن سے ہی ضروری دینی تعلیم اور اسلامی تہذیب وآداب سے روشناس کرانا ہوگا اور اپنا طرز معاشرہ اسلام اور سنت طریقہ کے مطابق بنانا ہوگا اور اپنے گھروں میں بھی سنت طریقوں اور اسلامی طرز زندگی کو اختیار کرنا ہوگا۔ نمازوں کی پابندی، قرآن مجید کی تلاوت اور سیکھنے سکھانے کا ماحول پیدا کرنا ہوگا اور صاف بات یہ ہے کہ اپنے گھروں کو ناچ گانے، ٹی وی، وی سی آر سے پاک صاف کرنا ہوگا۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ حضور اکرم ﷺ جس ناچ گانے کو مٹانے کے لئے تشریف لائے تھے آج وہی ناچ گانوں کے سامان مسلمانوں کے گھروں میں ہے۔ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ ٹی وی وی سی آر اس قدر خطرناک اور نقصان دہ ہے کہ اس کی موجودگی میں کوئی تعلیم اور کوئی تربیت موثر نہیں ہوسکتی۔ خدارا اپنے گھروں سے اس لعنت کو دور کرو جس نے اسلامی حیا کا جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے۔

کس قدر بے حیائی کی بات ہے کہ گھر میں باپ، بیٹی، ماں، بیٹا، بھائی، بہن ایک جگہ بیٹھ کر ٹی وی پر انتہائی فحش اور حیا سوز مناظر دیکھتے ہیں۔ بچے بچپن ہی سے جب اس قسم کے مناظر دیکھیں گے تو ان کے اندر حیا پیدا ہوگی یا بے حیائی۔ اللہ پاک تمام مسلمانوں کو صحیح بات سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حاصل یہ ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت از حد ضروری ہے اور گھروں کا ماحول سنت طریقہ کے مطابق بنانا ضروری ہے۔ غیروں کی نقل کرنے کے بجائے اسلامی طرز زندگی کو اختیار کیا جائے۔ ہم غیروں کے الفاظ اور ان کی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں اس کے بجائے حضور اکرم ﷺ نے مختلف اوقات اور مختلف احوال کی جو دعائیں تعلیم فرمائی ہیں وہ دعائیں بچوں کو یاد کرانے اور ان پر عمل کروانے کا اہتمام کیا جائے۔ ان دعاؤں میں بڑی برکتیں ہیں اور بہت جامع دعائیں

ہیں ۔ بچپن ہی سے بچوں کو اگر دعائیں یاد ہوجائیں گی اور بچے ان کے پڑھنے کے عادی ہوجائیں گے تو بڑے ہو کر بھی انشاء اللہ اس پر عامل رہیں گے اور آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہو جائیں گے۔؟ فقط واللہ اعلم بالصواب (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۹) دینی تعلیم پر دنیوی تعلیم کو ترجیح دینا اور اس کے نتائج و احکام

سوال:۔ مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ دینی علوم اور اسی طرح دنیوی تعلیم سے بھی بے بہرہ ہے اور اس کا ان کو احساس بھی نہیں ہے اور جن لوگوں کو تعلیمی میں رغبت ہے ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو دنیوی تعلیم اور بڑی ڈگریوں کے حصول کو اپنی معراج سمجھتے ہیں۔ اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اس کے بالمقابل دینی تعلیم کی طرف کوئی توجہ نہیں اور نہ اس کا کوئی اہتمام ہوتا ہے۔ برائے نام کچھ دینی تعلیم دلا دی جاتی ہے آپ سے گذارش ہے کہ دینی تعلیم کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالیں اور اہل وعیال کی رہنمائی فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ حامدا ومصلیا ومسلما جو باتیں آپ نے سوال میں درج فرمائی ہیں وہ بہت ہی قابل افسوس اور لائق اصلاح ہیں۔ فی زمانہ یہ صورت حال صرف آپ کے یہاں نہیں ہے بلکہ عام مرض ہے جو ہیضہ اور طاعون کی طرح پھیلا ہوا ہے اور مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ اس مرض میں مبتلا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

یہ صورت حال ہماری نسل کی ایمان کے بقاء اور حفاظت کے لئے بہت ہی خطرناک ہے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اس کی فکر اور اس اہم مسئلہ پر توجہ دینے کی فوری ضرورت ہے اور عملی قدم اٹھانا بھی ہوگا ورنہ ہمارے ملی تشخص کا بقاء اور ہماری نئی نسل کے ایمان کی حفاظت بڑے خطرہ میں پڑ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی بری حالت اور سنگین نتائج سے پوری ملت اسلامیہ کی حفاظت فرمائیں اور دینی تعلیم کی اہمیت ہمارے دلوں میں پیدا فرمائیں۔ آمین۔ بحرمۃ النبی الامی ﷺ۔

جو باتیں سوال میں ہیں وہ حقیقت اور بالکل صحیح ہیں۔ جب ہم اپنے معاشرہ پر نظر ڈالتے ہیں تو عام صورت حال یہ ہی نظر آتی ہے کہ بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم برائے نام ہی ہے اور ایک رسم کے طور پر دینی تعلیم دلا دی جاتی ہے۔ جس قدر فکر اور توجہ دنیوی تعلیم کی طرف ہے اتنی فکر دینی

تعلیم کی طرف نہیں ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ہمارے معاشرہ کی نو جوان لڑکیاں بھی اسکولوں اور کالجوں میں نظر آتی ہیں جب کہ یہ ہی بچیاں عام طور پر دینی تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہوتی ہیں۔ نہ قرآن مجید پڑھنا آتا ہے، نہ ضروریات دین سے واقفیت ہوتی ہیں۔ ان کی زندگی میں نہ دین ہے، نہ دین کی عظمت اور نہ دین پر عمل۔ دینوی تعلیم پر اس قدر انہماک ہے کہ ایمان اور دین کی بیخ و بنیاد نکلتی جارہی ہے۔ مگر اس کا احساس بھی نہیں۔ آج تقریباً مسلمانوں کے معاشرہ کی یہی حالت ہے۔ مرحوم اکبرالہ آبادی نے بالکل صحیح فرمایا ہے:

نظر ان کی رہی کالج میں بس علمی فوائد پر
گرا کیں چپکے چپکے بجلیاں دینی عقائد پر

ہم دینوی تعلیم سے منع نہیں کرتے مگر شکایت اور گلہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے طرز عمل سے دینوی تعلیم کو دینی تعلیم پر فوقیت اور اہمیت دے رکھی ہے۔ دینوی تعلیم غالب اور دینی تعلیم مغلوب ہے اور اس کی شکایت قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

(ترجمہ) بلکہ تم دینوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو، حالانکہ آخرت (دنیا سے) بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے۔

مفسر قرآن حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''یعنی یہ بھلائی جس کا بیان اوپر کی آیات میں ہوا، تم کو کیسے حاصل ہو جب کہ آخرت کی فکر ہی نہیں بلکہ دنیائی زندگی اور یہاں کے عیش آرام کو اعتقاداً یا عملاً آخرت پر ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ دنیا حقیر و فانی اور آخرت اس سے کہیں بہتر اور پائیدار ہے۔ پھر تعجب ہے کہ جو چیز کماً و کیفاً ہر طرح افضل ہو اسے چھوڑ کر مفضول کو اختیار کیا جائے۔'' (سورہ اعلیٰ، پارہ ۳۰)

اللہ تعالیٰ نے اس عالم اسباب میں ہر چیز کا تریاق رکھا ہے، جو اس کے زہریلے اور (خراب اثرات کو ختم کرتا ہے) دینوی اور عصری تعلیم کے زہر کے لئے قرآن وحدیث دینی تعلیم اور اسلامی تربیت تریاق ہے۔ اگر ہمارے بچوں نے بنیادی دینی تعلیم ٹھوس طریقہ پر حاصل نہ کی اور اسلامی عقائد اور احکامات کا علم بقدر فرض بھی حاصل نہ کیا اور علماء کرام سے ربط وضبط اور تبلیغی کاموں سے وابستگی نہ رکھی تو عصری (دینوی) تعلیم ہم کو ضلالت اور ہلاکت تک پہنچا کر چھوڑے گی اور دنیا و آخرت میں اس کا زبردست خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ یہ بات احقر تنہا نہیں کہہ رہا ہے ہمارے اکابر اور سربراہوں نے بھی یہ بات لکھی اور کہی ہے۔

ہندوستان کی جنگ آزادی کے مجاہد جلیل اسیر مالٹا شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ کا ارشاد ہے کہ اگر انگریزی تعلیم کا آخری اثر یہی ہے جو عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ نصرانیت کے رنگ میں رنگ جائیں یا ملحدانہ گستاخیوں سے اپنے مذہب اور مذہب والوں کا مذاق اڑائیں یا حکومت وقت کی پرستش کرنے لگیں تو ایسی تعلیم پانے سے ایک مسلمان کے لئے جاہل رہنا ہی اچھا ہے۔ (خطبہ صدارت جلسہ افتتاحیہ مسلم نیشنل یونیورسٹی علی گڑھ، ۱۹۲۰ء۔ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ اردو، نمبر ۲۱ جلد اول)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ آج کل تعلیم جدید کے متعلق علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ تعلیم جدید سے روکتے ہیں اور اس کو ناجائز بتلاتے ہیں حالانکہ میں بہ قسم کہتا ہوں کہ اگر تعلیم جدید کے آثار نہ ہوتے جو علی العموم اس وقت اس پر مرتب ہو رہے ہیں تو علماء ہرگز اس سے منع نہ کرتے۔ لیکن اب دیکھ لیجئے کہ کیا حالت ہو رہی ہے جس قدر جدید تعلیم یافتہ ہیں بہ استثناء شاذ و نادر ان کو نہ نماز سے غرض ہے، نہ روزے سے، نہ شریعت کے کسی دوسرے حکم سے، بلکہ ہر بات میں شریعت کے خلاف ہی چلتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اس سے اسلام کی ترقی ہو رہی ہے۔ (فصل العلم والعمل، ۸)

سر سید مرحوم لکھتے ہیں:

''اسی طرح لڑکیوں کے اسکول بھی قائم کئے گئے جن کے ناگوار طرز نے یقین دلا دیا کہ عورتوں کو بدچلن اور بے پردہ کرنے کے لئے یہ طریقہ نکالا گیا ہے۔'' (اسباب بغاوت ہند، بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ۱/۲۳)

مسٹر فضل الحق وزیر اعظم صوبہ بنگال نے ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل منعقدہ پٹنہ کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ جس قسم کی تعلیم (کالج اور اسکول میں) ان کو دی گئی ہے دراصل نہ اس نے ان کو دنیا کا رکھا ہے نہ دین کا۔

اگر ایک مسلمان بچہ نے اونچی سی تعلیم کی ڈگری حاصل کر بھی لی لیکن اس کوشش میں مذہب کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تو اس کا ڈگری حاصل کرنا قوم کے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے؟ مفید اس وقت ہو سکتا ہے جب مسلمان رہ کر ترقی کرے۔ کیا خوب کہا ہے اکبر الٰہ آبادی نے:

فلسفی کہتا ہے کیا پرواہ ہے اگر مذہب گیا

میں یہ کہتا ہوں بھائی یہ گیا تو سب گیا

(مدینہ، اخبار سہ روزہ بجنور، ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۸ء۔ رحیمیہ ا۔۲۳)

مسلم لیگی اخبار منشور (دہلی) کے مدیر مسٹر حسن ریاض ۹ جون ۱۱۴۰ء کے اداریہ میں لکھتے ہیں کہ ”گذشتہ تیس برس سے مسلمان بچے بالعموم صرف انگریزی اسکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دور کے جتنے تعلیم یافتہ ہیں وہ اسلامی کلچر، اخلاق اور اسلامی تصورات سے بالکل نابلد ہیں۔“

ڈاکٹر ہنٹر کا قول ہے کہ ”ہمارے انگریزی اسکولوں میں پڑھا ہوا کوئی نوجوان ہندو یا مسلمان ایسا نہیں جس نے اپنے بزرگوں کے مذہبی عقائد کو غلط سمجھنا نہ سیکھا ہو۔

(مسلمانان ہند صفحہ ۱۲۳، بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ، صفحہ ۲۳ جلد نمبر ۱)

علامہ اقبال مرحوم ایک نظم میں جس کا عنوان ”فردوس جا میں ایک مکالمہ ہے“ اپنا خیال یوں ظاہر فرماتے ہیں:

ہاتف نے کہا مجھ سے کہ فردوس سے ایک روز
حالی سے مخاطب ہوئے یوں سعدی شیراز
کچھ کیفیت مسلم ہندی کی تو بیان کر
درماندۂ منزل ہے کہ مصروف تگ و تاز
مذہب کی حرارت بھی ہے کچھ اس کی رگوں میں
تھی جس کی فلک سوز کبھی گرمئ آواز
باتوں سے ہوا شیخ کی حالی متاثر
رو رو کے کہنے لگا کہ اے صاحب اعزاز
جب پیر فلک نے ورق ایام کا پلٹا
آئی یہ صدا پاؤ گے تعلیم سے اعزاز
آیا ہے مگر اس سے عقیدہ میں تزلزل
دنیا تو ملی طائر دیں کر گیا پرواز
دین ہو تو مقاصد میں بھی پیدا ہو بلندی
فطرت ہے جوانوں کی زمیں گیر د زمیں تاز

بنیاد لرز جائے جو دیوار چمن کی
ظاہر ہے کہ انجام گلستان کا ہے آغاز
پانی نہ ملا زمزم ملت سے جو اس کو
پیدا ہیں نئی پود میں الحاد کے انداز
یہ ذکر حضور یثرب میں نہ کرنا
سمجھیں نہ کہیں ہند کے مسلم مجھے غماز
فرمانتوں یافت اذان خار کہ کشتیم
دیبانتوان یافت اذاں ہشیم کہ رشتیم

یہ ہیں عصری (دنیوی انگریزی) اعلیٰ تعلیم کے نتائج جس کا اعتراف ہمارے بڑوں اور قائدین قوم نے کیا ہے۔ لہٰذا اس کے غلط نتائج سے حفاظت کے لئے ہمیں تدبیر اختیار کرنا ہے اور اچھی طرح اس پر غور وفکر کرنا ہے تاکہ ہمارے موجودہ اور آئندہ آنے والی قیامت تک کی نسلوں کے ایمان واعمال کی حفاظت ہو سکے اور دنیا کے ہر خطہ اور ہر علاقے کے مسلمانوں کو اس کی فکر کرنا ہے اور میری یہ دعوت فکر صرف آپ حضرات کو نہیں ہے بلکہ دنیا کے ہر مسلمان سے ہے اور وہ تدبیر یہ ہے کہ ہمارے بچے دینی مذہبی بنیادی ضروری تعلیم پوری طرح حاصل کریں۔ اسلامی تعلیمات واحکامات کو اور ایمان کے تقاضوں کو اچھی طرح سمجھ لیں، اور اسلامی تمدن، اسلامی اخلاق اور عادات پر بھی مضبوطی سے قائم رہیں۔ علماء کرام سے ربط وضبط اور دینی وتبلیغی کام سے پوری طرح وابستگی قائم رکھیں اور اس کے ساتھ عصری تعلیم حاصل کریں تو انشاء اللہ اس کے زہریلے اثرات سے حفاظت ہو سکتی ہے۔ اکبر الٰہ آبادی نے بڑے پتہ کی بات کہی ہے:

تم شوق سے کالج میں پھلو، پارک میں پھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو، چرخ میں جھولو
بس ایک سخن بندۂ ناچیز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

اگر حقیقت پر غور کیا جائے تو علم درحقیقت وہی ہے جو انسان کے دل میں اللہ رب العزت کی معرفت اور اس کا خوف وخشیت پیدا کرے۔ انسان اپنی حقیقت کو پہچانے اور اس کے اندر عجز وتواضع اور اپنی خواہشات اور حرص ختم کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ قبر اور آخرت کی زندگی کا استحضار

حاصل ہو، ایک فارسی شاعر نے کہا جس کا مفہوم ہے کہ:

''علم حقیقت میں وہ ہے کہ جو تمہیں سیدھی راہ دکھائے، گمراہی کے زنگ کو دل سے دور کر دے، حرص اور خواہش کو دل سے باہر نکال دے، خوف وخشیت تمہارے دل میں زیادہ کر دے، اسے علم کہتے ہیں۔''

ایک اور شعر ہے:

علم دین فقہ است تفسیر و حدیث
ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

علم دین، فقہ تفسیر اور حدیث ہے۔ جو شخص ان علوم کو چھوڑ کر محض دنیاوی تعلیم پر اکتفا کرے اور اس پر ناز کرے تو ایسا شخص عارف نہیں بلکہ خبیث بنے گا۔

شیخ سعدی کا قول ہے:

علم کہ راہ حق نہ نماید جہالت است

وہ علم جو راہ حق (صراط مستقیم) نہ دکھائے وہ علم نہیں جہالت ہے۔

بہر حال اپنی اولاد کو اسلامی اور دینی تعلیم دلانا از حد ضروری اور اسلامی فریضہ ہے قیامت کے دن ہم سے اس کی باز پرس ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن باپ سے سوال ہوگا کہ تم نے اس بچہ کو کیا تعلیم دی تھی اور کیا ادب سکھایا تھا۔

بچہ کے سدھرنے اور بگڑنے کی پوری ذمہ داری والدین پر ہے بچہ بہت اچھی صلاحیت لے کر دنیا میں آتا ہے مگر والدین غلط تربیت سے اس کی صلاحیت کو خراب کر دیتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ محسن انسانیت حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے (یعنی اس کے اندر دین اسلام اور صحیح طریقہ قبول کرنے کی پوری صلاحیت ہوتی ہے) مگر اس کے والدین (غلط تربیت سے) اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۱)

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ ''اے ایمان والو تم خود کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ۔'' (التحریم، آیت ۲۸)

معارف القرآن میں ہے کہ اس آیت میں عام مسلمانوں کو حکم ہے کہ جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی۔ آیت میں لفظ ''اھلیکم'' میں اہل وعیال سب

داخل ہیں جن میں بیوی، اولاد غلام، باندیاں سب شامل ہیں اور بعید نہیں کہ ہمہ وقتی نوکر چاکر بھی غلام اور باندیوں کے حکم میں ہوں۔

ایک روایت میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ خود کو آگ سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آ گئی مگر گھر والوں کو کس طرح ہم جہنم سے بچائیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان کاموں سے سب کو منع کرو اور جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کاموں کو کرنے کا حکم اپنے اہل وعیال کو بھی دو تو یہ عمل انہیں جہنم کی آگ سے بچا سکے گا۔ (روح المعانی)

حضرات فقہاء کہتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کے لئے کوشش کرے۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل وعیال دین سے جاہل وغافل ہوں۔ (روح المعانی) (معارف القرآن) لہٰذا ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ خود بھی ضروری دینی علم حاصل کرے اور اس پر عمل پیرا ہو اور اپنے دل میں دین و شریعت کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کی مبارک اور نورانی سنتوں کا احترام پیدا کرے اس پر سختی سے عمل کرے اور سب سے بڑھ کر قرآن مجید سے تعلق پیدا کرے اور اپنی اولاد کو بھی دینی تعلیم قرآن وسنت سے آراستہ و پیراستہ کرے ان کو اس پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت کرے۔

ماضی میں مسلمان عروج وارتقاء کی جس بلندی پر پہنچے اس کا بنیادی سبب قرآن اور اسلامی تعلیمات سے بے پناہ لگاؤ اور اس پر سختی سے عمل تھا قرآن نے مسلمانوں کو جو تعلیمات دی تھیں مسلمان ان پر عمل پیرا تھے ہر معاملہ میں اپنی خواہشات کو پیچھے اور شرعی احکامات کو مقدم رکھتے تھے۔ آج بھی ہمارے اندر ایسے ہی بلند جذبات پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

آج تو ہم درحقیقت برائے نام مسلمان ہیں۔ اسلامی تعلیمات، اسلامی تمدن، اسلامی وضع قطع اور اسلامی اخلاق وتہذیب سے ہم کوسوں دور ہیں اور ہمارا گلہ یہ ہے دنیا میں مسلمان پریشان ہیں، ان کا کوئی اثر نہیں۔ دنیا کی قومیں ان کو لقمہ تر بنائے ہوئے ہیں۔ اگر ہمارے اندر ایمان کی حقیقت اور ایمانی قوت وحمیت ہو تو انشاء اللہ یہ حالت ختم ہو سکتی ہے۔ ایمان کامل اور ایمان حقیقی پر ہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو، غالب تم ہی

رہو گے اگر تم پورے مومن رہے۔

اس لئے اہل ایمان سے بہت واضح الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ ہماری کامیابی کا واحد راستہ صرف یہی ہے کہ قرآن مجید اور اسلامی تعلیمات سے گہری دلچسپی پیدا کریں اور اپنی اولاد اور مسلمانوں کے بچوں کو بھی دینی علوم سے آراستہ پیراستہ کریں۔ اس نعمت سے اپنے بچوں کو محروم رکھنا بہت عظیم خسران ہے۔

ایک شاعر نے خوب کہا ہے:

لیس الیتیم الذی قدمات والده

ان الیتیم یتیم العلم والادب

(ترجمہ) وہ بچہ جس کے باپ کا انتقال ہو گیا ہو صرف وہی یتیم نہیں ہے بلکہ وہ بچہ بھی یتیم ہے جو باپ کے ہوتے ہوئے دینی علوم اور اسلامی ادب سے محروم رہا ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ماں باپ پر اولاد کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ ان کو اسلامی تعلیمات سے خوب اچھی طرح سے واقف کریں صرف رسمی طور پر کچھ ابتدائی دینی تعلیم دینا کافی نہیں بلکہ عصری علوم کے ساتھ دینی اسلامی تعلیمات، اور تہذیب واخلاق سے بھی ان کو آراستہ کیا جائے یہ ان کا ماں باپ پر بہت بڑا حق ہے جسے پورا کرنا اور اس پر پوری توجہ دینا ہمارا دینی وملی فریضہ ہے اس کے بغیر ہم اپنے فریضہ سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

اسی طرح قوم کے سربراہ اور قائدین پر لازم ہے کہ جگہ جگہ اپنے علاقوں، اپنی بستی، اپنے محلوں میں بھی مدارس اسلامیہ اور مکاتب قرآنیہ قائم کریں اور مسلمانوں کے بچے اور بچیوں کے لئے دینی تعلیم کا بہتر سے بہتر انتظام کریں اور اس کے ساتھ ساتھ بچوں کے والدین اور اولیاء سے بھی عرض ہے کہ اپنے بچوں کی دینی تعلیم کی پوری نگرانی کریں۔ بچہ کو پابندی کے ساتھ مدرسہ بھیجیں۔ بچہ نے سبق یاد کیا یا نہیں اس کی بھی فکر کریں۔ ہم اسکول کی تعلیم کے لئے کس قدر متفکر رہتے ہیں، ہمیں یہ فکر بھی سوار رہتی ہے کہ بچہ اسکول گیا یا نہیں؟ اس نے اسکول کا سبق یاد کیا یا نہیں، اسکول لانے لے جانے کا پورا انتظام بلکہ اسکول کے ساتھ ٹیوشن کا بھی انتظام ہوتا ہے۔ کاش اتنی فکر اور توجہ قرآن مجید اور دینی تعلیم کی طرف ہوتی جو ہماری اصل اور بنیادی چیز ہے۔

یاد رکھئے ہم اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم اور اسلامی تہذیب وآداب سے بہتر کوئی چیز نہیں دے سکتے اس سے انشاءاللہ ان کی دنیا وآخرت بنے گی۔ آپ کے انتقال کے بعد ایسے بچے آپ

کے لئے ایصال ثواب کریں گے اور دعائے مغفرت کریں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کسی باپ نے اپنے بچے کو ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اپنی اولاد کو ادب سکھانا ایک صاع غلہ خیرات کرنے سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں ایمان پر استقامت اور صراط مستقیم پر گامزن رکھیں اور پوری نسل کے ایمان کی حفاظت فرمائیں اور ہر ایک کو اپنے اپنے وقت موعود پر حسن خاتمہ نصیب فرمائیں، اپنی رضا عطا فرمائیں اور ہمارے دلوں میں دینی علوم کی عظمت اور اس کی طرف توجہ دینے اور جگہ جگہ مکاتیب قرآنیہ اور مدارس اسلامیہ قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بحرمتہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ فقط واللہ اعلم

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۰) تعلیم نسواں کی اہمیت

سوال:۔ آج کل بڑی عمر کی لڑکیوں اور دین سے ناواقف عورتوں کی دینی تعلیم کا مسئلہ بہت اہم ہوگیا ہے۔ لڑکیاں عموماً اسکول اور کالج کی دلدادہ ہوتی ہیں اور ان کے ماں باپ کا رجحان بھی اسی طرف ہوتا ہے اور اسکول و کالج کا ماحول کس قدر خراب ہے، وہ بالکل ظاہر ہے۔ لڑکیاں عموماً ضرورت دین سے ناواقف ہوتی ہیں، ان کے مخصوص مسائل سے بھی بے خبر ہوتی ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم کسی طرح اسکول کالج سے ان کی رغبت ہٹا کر دینی تعلیم کی طرف ان کو راغب کریں اور اس مقصد کے پیش نظر ہم نے محلّہ میں ان کے لئے دینی تعلیم کا انتظام کیا ہے جس میں لڑکیاں پوری پابندی کے ساتھ آمد و رفت کرتی ہیں اور سند یافتہ معلمات ان کو قرآن مجید با تجوید اور ضروری مسائل کی تعلیم دیتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ امور خانہ داری، کھانا پکانا، سینا پرونا وغیرہ بھی ان کو سکھایا جائے تو اس طرح محلّہ میں ان کے لئے دینی تعلیم کا انتظام شرعاً کیسا ہے؟ اس میں تعاون کرنا چاہئے یا نہیں؟ امید ہے تفصیل جواب مرحمت فرمائیں گے۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور ایک روایت کے مطابق (ہر مسلمان عورت) پر فرض ہے۔ (الحدیث)

مظاہر حق میں مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے اور طلب کرنا علم کا فرض

ہے۔ مراد علم سے وہ علم ہے کہ جس کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً آدمی جب مسلمان ہوا تو واجب ہوا اس پر معرفت صانع کی اور اس کے صفات کی اور جاننا نبوت رسول کا اور سوائے ان کے ان چیزوں کا کہ ایمان بدون ان کے صحیح نہیں اور جب نماز کا وقت آیا تو واجب ہوا علم احکام نماز کا سیکھنا۔ جب رمضان آیا تو واجب ہوا علم احکام روزوں کا اور جب مالک نصاب کا ہوا تو واجب ہوا علم احکام زکوٰۃ کا۔ اور جب نکاح کیا تو حیض ونفاس اور طلاق وغیرہ کے مسائل کا علم حاصل کرنا بوشوہر و بیوی سے متعلق ہے واجب ہوا۔ اسی طرح بیع وشراء (خرید وفروخت) کرنے لگے تو اس کے مسائل سیکھنے واجب ہوں گے۔ اسی پر اول چیزوں کو سمجھ لے۔ غرض کہ جو بات پیش آئے گی اس کا حاصل کرنا بھی فرض ہوگا۔ اگر نہ کرے گا تو اشد گناہ گار ہوگا۔ (مظاہر حق تیسیر، صفحہ ۹۴۔ ۹۷، جلد اول)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر اتنا دینی علم حاصل کرنا فرض ہے جس سے ایمان کی بنیاد توحید و رسالت اور عقائد کی اصلاح ہو سکے۔ اسی طرح اعمال یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ درست اور صحیح طریقہ سے ادا کر سکے اور معاملات، معاشرت اور اخلاق درست ہو جائیں۔

لہٰذا ضروری علم کا حصول صرف مردوں پر ضروری نہیں، عورتوں اور لڑکیوں پر بھی فرض ہے اور اس کی بے حد اہمیت ہے۔ عورتیں اگر ضروری دینی علوم سے واقف ہوں گی اور ان کا ذہن دینی علوم سے آراستہ و پیراستہ ہوگا تو وہ اپنی زندگی بھی دین کی روشنی میں صحیح طریقہ سے گزار سکتی ہیں اور اپنی اولاد نیز اپنے متعلقین کی بھی بہترین دینی تربیت کر سکتی ہیں اور بچپن ہی سے بچوں کا ذہن دین کے سانچہ ڈھال سکتی ہیں اور ان کو دینی باتوں سے روشناس کرا سکتی ہیں۔ اولاد کی تربیت میں ماں کا کردار بہت بنیادی ہوتا ہے لہٰذا ہر عورت پر اتنا علم حاصل کرنا فرض ہے جس سے وہ اپنے رب کو پہچان سکے اور اپنے عقائد کی اصلاح کر سکے اور غلط قسم کے عقائد، رسوم و رواج سے محفوظ رہ سکے اور اپنی عبادت نماز، روزہ وغیرہ صحیح طریقہ پر ادا کر سکے اور عورتوں کے مخصوص حیض ونفاس اور استحاضہ کے مسائل سے واقف ہو سکے۔ اس کے برعکس اگر عورت دینی علوم سے واقف نہ ہوگی اور اس کا ذہن دین کے سانچہ میں ڈھلا ہوا نہ ہوگا تو نہ وہ خود اپنی زندگی دینی تقاضوں کے مطابق گزار سکتی ہے اور نہ اپنی اولاد کی صحیح دینی تربیت کر سکتی ہے

والدین کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ خود کو بھی اور اپنی اولاد کو بھی دوزخ کی آگ سے

بچانے کی فکر کریں۔ارشاد خداوندی ہے:

''اے ایمان والوتم اپنے کواور اپنے گھر والوں کو(دوزخ) کی آگ سے بچاؤ۔

(سورۂ تحریم، پارہ ۲۸)

اور دوزخ کی آگ سے بچانے کا طریقہ یہ ہی ہے کہ ان کی دینی تربیت کریں،ضروری دینی علوم سے ان کو واقف کرانے کا پورا انتظام کریں، بچپن ہی سے ان کو نماز کا پابند بنائیں، حلال وحرام سے واقف کریں اور احکام الٰہیہ اور ضروریات دین سے باخبر کریں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب معارف القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

اس آیت میں عام مسلمانوں کو حکم ہے کہ جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی۔ لفظ اھلیکم میں اہل وعیال سب داخل ہیں۔جن میں بیوی، اولاد، غلام، باندیاں سب شامل ہیں اور بعید نہیں کہ ہمہ وقت نوکر چاکر بھی غلام باندیوں کے حکم میں ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آگئی (کہ ہم گناہوں سے بچیں اور احکام الٰہیہ کی پابندی کریں) مگر اہل وعیال کو ہم کس طرح جہنم سے بچائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان کاموں سے ان سب کو منع کرو اور جن کاموں کے کرنے کا تم کو حکم دیا ہے تم ان کے کرنے کا اہل وعیال کو بھی حکم کرو تو یہ عمل ان کو جہنم کی آگ سے بچا سکے گا۔(روح المعانی)

حضرات فقہاء نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کے لئے کوشش کرے۔الیٰ قولہ۔اور بعض بزرگوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل وعیال دین سے جاہل وغافل ہوں۔(روح)

(معارف القرآن، صفحہ ۵۰۲۔۵۰۳، جلد ۸۔سورۂ تحریم آیت ۸، پارہ ۲۸)

آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر اولاد کی تعلیم وتربیت لازمی ہے اور اولاد عام ہے۔ لڑکے لڑکیاں سب اولاد میں داخل ہیں، لہٰذا جس طرح لڑکوں کی تعلیم وتربیت ضروری ہے اسی طرح لڑکیوں کی تعلیم وتربیت بھی لازم اور ضروری ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاح انقلاب میں تعلیم

نسواں کے متعلق بہت ہی مفید مضمون بعنوان ''اصلاح معاملہ بہ تعلیم نسواں'' تحریر فرمایا ہے۔ پورا مضمون قابل مطالعہ ہے۔ (ملاحظہ ہو اصلاح انقلاب، صفحہ ۱۹۰ تا ۲۰۱) یہ مضمون بہشتی زیور حصہ اول میں بھی اسی عنوان سے صفحہ نمبر ۹۵ تا ۱۰۷ پر چھپا ہوا ہے اس مضمون میں حضرتؒ نے تحریر فرمایا ہے:

''غرض عقل اور مشاہدہ دونوں شاہد ہیں کہ بدون علم کے عمل کی تصحیح ممکن نہیں اور عمل کی تصحیح واجب اور فرض ہیں۔ تحصیل علم دین کا فرض ہونا جیسا اوپر دعویٰ کیا گیا ہے عقلاً بھی ثابت ہوا اور سمعاً فرض ہونا اس سے اوپر بیان کیا گیا ہے، تو دونوں طرح تحصیل علم دین فرض ہوا۔ پس ان لوگوں کا یہ خیال کہ جب عورتوں کو نوکری کرنا نہیں ہے تو ان کی تعلیم کیا ضروری ہے محض غلط ٹھہرا۔ الیٰ قولہ۔ یہ بھی تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مردوں میں علماء کا پایا جانا مستورات کی ضرورت دینیہ کے لئے کافی وافی نہیں۔ دو وجہ سے اولاً پردہ کے سبب (کہ وہ بھی اہم الواجبات ہے) سب عورتوں کا علماء کے پاس جانا قریباً ناممکن ہے اور گھر کے مردوں کو اگر واسطہ بنایا جائے تو بعض مستورات کو گھر کے ایسے مرد بھی میسر نہیں ہوتے اور بعض جگہ مردوں کو خود ہی اپنے دین کا اہتمام بھی نہیں ہوتا تو وہ دوسروں کے لئے سوال کرنے کا کیا اہتمام کریں گے۔ پس ایسی عورتوں کو دین کی تحقیق ازبس دشوار ہے اور اگر اتفاق سے کسی کی رسائی بھی ہوگئی یا کسی کے گھر میں باپ بیٹا بھائی وغیرہ عالم ہیں تب بھی بعض مسائل عورتیں ان مردوں سے نہیں پوچھ سکتیں۔ ایسی بے تکلفی شوہر سے ہوتی ہے تو سب شوہروں کا ایسا ہونا خود عادتاً ناممکن ہے تو ان کی عام احتیاج رفع ہونے کی بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ کچھ عورتیں پڑھی ہوئی ہوں اور عام مستورات ان سے اپنے دین کی ہر قسم کی تحقیقات کرلیا کریں یہی کچھ عورتوں کو بطریق متعارف تعلیم دین دنیا واجب ہوا۔''

(اصلاح انقلاب، صفحہ ۱۹۴) (بہشتی زیور، صفحہ ۹۹، حصہ اول)

مندرجہ بالا حوالوں سے عورتوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کی اہمیت ثابت ہوتی ہے لہذا ان کی تعلیم کی طرف توجہ دینا اور اس کا انتظام کرنا بھی ضروری ہے عورتوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر جگہ، ہر بستی میں مقامی طور پر ان کی تعلیم کا انتظام کیا جائے کہ عورتیں اور لڑکیاں پردہ کے پورے اہتمام کے ساتھ آمد و رفت کریں اور ایسی قابل اعتماد رفاقت اختیار کریں کہ وہ بدنامی سے بالکل محفوظ رہیں اور ان کی عصمت، پاک دامنی، عزت و آبرو پر کوئی داغ دھبہ نہ آنے پائے اور شام تک اپنے گھر واپس پہنچ جائیں۔ ان کے بڑے اور اولیاء بھی ان کی تعلیم اور آمد و رفت کی پوری نگرانی کریں۔ عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا یہ طریقہ انشاء اللہ

فتنوں سے محفوظ ہوگا۔

صورت مسئولہ میں آپ نے جو باتیں لکھی ہیں اگر وہ بالکل صحیح ہوں اور لڑکیاں پردہ کے مکمل انتظام اور اہتمام کے ساتھ آمد و رفت کرتی ہوں، معلمات بھی صحیح العقیدہ اور قابل اعتماد ہوں تو بہت ہی قابل مدح وستائش اور لائق مبارک باد ہیں۔ ہر مسلمان کو اپنی حیثیت کے مطابق اس میں تعاون کرنا چاہئے۔ لڑکیوں کے ماں باپ بھی اس کو غنیمت سمجھیں اور اس سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی بچیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ پیراستہ کرنے کی فکر اور سعی کریں۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب العلم

(۱۱) مسلمان لڑکیوں کا انگلش کی اعلیٰ تعلیم لینا

سوال:۔ مسلمان لڑکیوں کو انگلش پڑھنا کیسا ہے، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ انگلش میں نام اور پتہ لکھ سکے اتنا سیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ کبھی شوہر سفر میں ہو اور اس کو خط لکھنے میں انگلش پتہ کی ضرورت ہو تو غیر کے پاس جانا نہ پڑے۔ لڑکیوں کو اسکول اور کالج میں داخل کر کے اونچی تعلیم دلانا اور ڈگریاں حاصل کرنا جائز نہیں ہے کہ اس میں نفع سے نقصان کہیں زیادہ ہے۔ (اثمھا اکبر من نفعھا) تجربہ بتلاتا ہے کہ انگلش تعلیم اور کالج کے ماحول سے اسلامی عقائد و اخلاق و عادات بگڑ جاتے ہیں۔ آزادی، بے شرمی، بے حیائی بڑھ جاتی ہے جیسا کہ مرحوم اکبر الہ آبادی نے فرمایا ہے:

نظر ان کی رہی کالج میں بس علمی فوائد پر
گرا کیں چپکے چپکے بجلیاں دینی عقائد پر

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ کا ارشاد ہے کہ اگر انگریزی تعلیم کا آخری نتیجہ یہی ہے جو عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ نصرانیت کے رنگ میں رنگ جائیں یا ملحدانہ گستاخیوں سے اپنے مذہب اور مذہب والوں کا مذاق اڑائیں یا حکومت وقت کی پرستش کرنے لگیں تو ایسی تعلیم پانے سے ایک مسلمان کے لئے جاہل رہنا ہی اچھا ہے۔ (خطبہ صدارت ۱۹۲۰ء۔ افتتاحیہ مسلم نیشنل یونیورسٹی علی گڑھ)

اور حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آج کل تعلیم جدید کے

متعلق علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ تعلیم جدید سے روکتے ہیں اور اس کو ناجائز بتلاتے ہیں حالانکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تعلیم جدید کے یہ آثار نہ ہوتے جو علی العموم اس وقت اس پر مرتب ہو رہے ہیں تو علماء اس سے ہرگز منع نہ کرتے۔ لیکن اب دیکھ لیجئے کہ کیا حالت ہو رہی ہے۔ جس قدر جدید تعلیم یافتہ ہیں بہ استثناء شاذ و نادر ان کو نہ نماز سے غرض ہے، نہ روزے سے، نہ شریعت کے کسی دوسرے حکم سے۔ بلکہ ہر بات میں شریعت کے خلاف ہی چلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے اسلام کی ترقی ہوتی ہے۔ (فضل العلم والعمل، صفحہ ۸)

اور فرماتے ہیں مدارس اسلامیہ میں بیکار ہو کر رہنا لاکھوں کروڑوں درجہ انگریزی میں مشغول رہنے سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ گو لیاقت اور کمال نہ ہو لیکن کم از کم عقائد تو فاسد نہ ہوں گے، اہل علم سے محبت تو ہوگی۔ اگرچہ کسی مسجد کی جاروب کشی ہی میسر ہو یہ جاروب کشی اس انگریزی میں کمال حاصل کرنے اور وکیل بیرسٹر وغیرہ بننے سے کہ جس سے اپنے عقائد فاسد ہوں اور ایمان میں تزلزل ہو اور اللہ اور رسول ﷺ اور صحابہؓ و بزرگان دین کی شان میں بے ادبی ہو کہ جو اس زمانے میں انگریزی کا اکثری بلکہ لازمی نتیجہ ہے اور یہ ترجیح ایک محب دین کے نزدیک تو بالکل واضح ہے، ہاں جس کو دین کے جانے کا علم ہی نہ ہو وہ جو چاہے کہے۔ (حقوق العلم، صفحہ ۴۳۔۶۴) اور آپ کے ملفوظات میں ہے کہ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت علی گڑھ کالج میں لڑکوں کو داخل کرتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں دین سے برباد نہ ہو جائیں۔ فرمایا میاں ہوگا تو وہی جو اللہ کو منظور ہوگا۔ مگر ظاہری اسباب میں یہ داخلہ بھی ایک قوی سبب ہے بربادی کا اور اس بنا پر کالج کے داخلہ سے فالج کا داخلہ اچھا ہے۔ اس لئے کہ اس میں تو دین کا ضرر اور اس میں جسم کا ضرر ان دونوں مرضوں میں حقیقی مرض وہی ہے جو کالج میں رہ کر پیدا ہوتا ہے۔ (ملفوظات، صفحہ ۱۰۷)

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کشمیر میں بھنگی کا پیشہ مسلمان کرتے ہیں، بہت برا معلوم ہوتا ہے اب کچھ تعلیم کا سلسلہ جاری ہوا ہے مطلب یہ کہ تعلیم کے بعد یہ پیشہ چھوڑ دیں گے۔ فرمایا کس قسم کی تعلیم؟ عرض کیا انگریزی ہی کی تعلیم کے اسکول کھولے گئے ہیں۔ فرمایا کہ اگر یہ بھنگی کا پیشہ چھوٹ جائے گا تو یہ انگریزی تعلیم کا پیشہ اس سے بدتر ہے اب تک تو ظاہری نجاست تھی اور یہ باطنی نجاست ہوگی اکثر یہ دیکھا ہے کہ اس تعلیم سے عقائد خراب ہو جاتے ہیں۔ (ملفوظات، صفحہ ۴۳۶۔ ملفوظات، صفحہ ۲۷۳، ج ۵)

(۱) ڈاکٹر ہنٹر کا قول ہے کہ ہمارے انگریزی اسکولوں میں پڑھا ہوا کوئی نوجوان ہندو یا مسلمان ایسا نہیں جس نے اپنے بزرگوں کے مذہبی عقائد کو غلط سمجھنا نہ سیکھا ہو۔ (مسلمانان ہند، صفحہ ۲۰۲)

(۲) گاندھی جی لکھتے ہیں ان کالجوں کی اعلیٰ تعلیم بہت اچھے صاف اور شفاف دودھ کی طرح ہے جس میں تھوڑا سا زہر ملا دیا گیا ہو۔ (خطبہ صدارت مولانا شیخ الہندؒ جامعہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ ۱۹۲۰ء)

(۳) سر سید مرحوم لکھتے ہیں اسی طرح لڑکیوں کے اسکول بھی قائم کئے گئے جن کے ناگوار طرز نے یقین دلا دیا کہ یہ عورتوں کو بدچلن اور بے پردہ کرنے کے لئے طریقہ نکالا گیا ہے۔

(اسباب بغاوت ہند)

(۴) سر عبداللہ ہارون سندھ کی مسلمان طلبہ کی تعلیمی کانفرنس کی صدارتی تقریر میں فرماتے ہیں۔ تعلیم کا موجودہ طریقہ جسے لارڈ میکالے نے رائج کیا تھا ہر اس چیز کو تباہ کر چکا جو ہمیں عزیز تھی۔ (روزنامہ انجام دہلی، فروری ۱۹۴۱ء)

(۵) آنریبل مسٹر فضل حق وزیر اعظم صوبہ بنگال نے ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل منعقد پٹنہ کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ جس قسم کی تعلیم کالج اور اسکولوں میں ان کو دی گئی ہے در اصل اس نے ان کو نہ دنیا کا رکھا ہے نہ دین کا۔ اگر ایک مسلمان بچہ نے اونچی سے اونچی تعلیم کی ڈگری حاصل کر بھی لی لیکن اس کوشش میں مذہب کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تو اس کا ڈگریاں حاصل کرنا قوم کے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے مفید اس وقت ہو سکتا ہے جب مسلمان رہ کر ترقی کرے گیا۔

خوب کہا ہے اکبر الہٰ آبادی:

فلسفی کہتا ہے کیا پروا ہے گر مذہب گیا
اور میں کہتا ہوں بھائی یہ گیا تو سب گیا

(مدینہ، سہ روزہ بجنور، ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۸ء)

(۶) مسلم لیگ اخبار منشور (دہلی) کے مدیر حسن ریاض، ۹ جون ۱۹۴۰ء کے اداریہ میں لکھتے ہیں کہ گذشتہ تیس ۳۰ برس سے مسلمان بچے بالعموم صرف انگریزی اسکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دور کے جتنے تعلیم یافتہ ہیں وہ اسلامی کلچر، اخلاق اور اسلامی تصورات سے

بالکل ناپید ہیں۔ شریعت کا قانون ہے کہ فائدہ حاصل کرنے کے بجائے خرابی سے دور رہنا اور برائی سے بچنا ضروری ہے۔ (الاشباہ والنظائر میں ہے، صفحہ ۱۱۴)

وضو اور غسل میں غرغرہ کرنا سنت ہے لیکن حلق میں پانی چلے جانے کے خوف سے روزہ دار کے لئے غرغرہ ممنوع ہے۔ اسی طرح بالوں کا خلال سنت ہے مگر بالوں کے ٹوٹ جانے کے خوف سے حالت احرام میں خلال مکروہ ہے۔

حضور ﷺ کے مبارک زمانہ میں عورتوں کو مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی اجازت تھی مگر بعد میں خرابی پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ نے عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکا اور حضرت عائشہؓ نے مذکورہ فیصلہ کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ عورتوں نے جو حالت بنالی ہے اگر آنحضرت ﷺ نے اس کو ملاحظہ فرمایا ہوتا تو (پہلے ہی) ان کو مسجد سے روک دیتے، اجازت نہ دیتے۔ (ابوداؤد شریف، صفحہ ۹۱، ج ۱)

مذکورہ قانون کے مطابق جب عورتوں کے لئے مسجد میں جا کر نماز پڑھنا ناجائز ٹھہرا تو ان کو انگریزی پڑھانا اور کالجوں میں داخل کرنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ جب کہ دین کا ضرر کہیں زیادہ ہے۔ مطلب یہ کہ ایسی تعلیم دلانا جس سے دین وایمان پر برا اثر پڑتا ہے جو غیر اسلامی کلچر، غیر اسلامی اخلاق و عادات اختیار کرنے کا ذریعہ بنتی ہو ہر ایک کے لئے ناجائز ہے، لڑکی ہو یا لڑکا۔ البتہ فرق یہ کیا جا سکتا ہے کہ چونکہ لڑکیوں کی فطرت اثر بد کو جلدی قبول کر لیتی ہے اور مذہبی لحاظ سے معاشی ذمہ داریاں بھی ان پر نہیں ہوتیں تو ان کو انگریزی تعلیم سے علیحدہ رہنا چاہئے اور انہیں انگریزی اسکول اور کالج کی ہوا بھی نہ لگنی چاہئے، ہاں لڑکے اگر مذہبی بنیادی ضروری چیزیں پوری طرح حاصل کر لیں اور اسلامی تمدن، اسلامی اخلاق اور عادات پر بھی مضبوطی سے قائم رہیں تو بیشک ان کے لئے گنجائش ہے کہ وہ جتنی چاہیں انگریزی ڈگریاں حاصل کریں مگر موجودہ دور میں یہ گارنٹی ناممکن معلوم ہوتی ہے پس اسلامی عقائد اور اسلامی اخلاق وغیرہ پر مضبوطی سے قائم رہنے کا یقین نہ ہو اور اثر بد اور برے ماحول سے محفوظ رہنے کا بھی پورا اطمینان نہ ہو تو جس طرح مہلک مرض اور مفسد صحت آب وہوا سے اولاد کی حفاظت کی جاتی ہے اسی طرح مذکورہ تعلیم اور کلچر سے بھی ان کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔

اولاد کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ ان کے دین کی درستگی کی فکر دنیا کی درستگی کی فکر سے زیادہ ہو۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ:

''آدمی کا دوست وہ ہے جو اس کی آخرت کی درستگی کی کوشش کرے، اگر چہ اس کی دنیا کا کچھ نقصان ہو، اور آدمی کا دشمن وہ ہے جو اس کی آخرت کے نقصان میں کوشش کرے اگر چہ اس میں اس کی دنیا کا فائدہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۲) فرائض، واجبات، مسنونات اور مستحبات کس کو کہتے ہیں؟

سوال:۔ فرض واجب سنت مستحب مکروہ مباح حرام ان کے معنی و مطلب کیا ہے؟

الجواب:۔ (۱) فرض جو دلیل قطعی سے ثابت ہو، یعنی اس کے ثبوت میں شک وشبہ نہ ہو ۔جیسے مثلاً قرآن شریف سے ثابت ہو، بلا عذر اس کا تارک فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔ اور فرضیت کا منکر کافر ہے۔ فرض کی دو قسمیں۔ (الف) فرض عین، (ب) فرض کفایہ

(الف) فرض عین وہ ہے جس کے ادائیگی سب کے ذمہ ضروری ہو، جیسے نماز پنجگانہ وغیرہ۔

(ب) فرض کفایہ وہ ہے جس کی ادائیگی تمام کے ذمہ نہیں ایک دو کے ادا کرنے سے سب بری الذمہ ہو جاتے ہیں اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہ گار رہوں گے۔ جیسا کہ نماز جنازہ وغیرہ۔ (درمختار مع الشامی، ج ۱)

(۲) واجب وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا تارک عذاب کا مستحق ہے اس کا منکر فاسق ہے کافر نہیں۔

(۳) سنت وہ کام جس کو نبی کریم ﷺ نے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کیا ہو اور اس کی تاکید کی ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (الف) سنت مؤکدہ، (ب) سنت غیر مؤکدہ۔

(الف) سنت مؤکدہ وہ ہے جس کو حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے ہمیشہ کیا ہو یا کرنے کی تاکید کی ہو اور بلا عذر کبھی ترک نہ کیا ہو اس کا حکم بھی عملاً واجب کی طرح ہے یعنی بلا عذر اس کا تارک گناہ گار اور ترک کا عادی سخت گناہ گار اور فاسق ہے اور شفاعت نبی ﷺ سے محروم رہے گا۔ (درمختار مع الشامی، صفحہ ۲۹۵، ج ۵)

(i) سنت عین وہ ہے جس کی ادائیگی ہر مکلف پر سنت ہے، جیسے کہ نماز تراویح وغیرہ۔

(ii) سنت کفایہ وہ ہے جس کی ادائیگی سب پر ضروری نہیں، یعنی بعض کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گی اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہ گار ہوں گے۔ جیسا کہ محلّہ کی مسجد میں جماعت تراویح وغیرہ۔ (السنۃ تکون سنۃ کفایۃ قولہ سنۃ عین، الخ۔ شامی، صفحہ ۵۰۲، ج ۱

(ب) سنت غیر مؤکدہ وہ ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے اور صحابہ کرام نے اکثر مرتبہ کیا ہو مگر کبھی کبھار بلا عذر ترک کیا ہو اس کے کرنے میں بڑا ثواب ہے اور ترک کرنے میں گناہ نہیں۔ اس کو سنت زوائد اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔ (شامی، صفحہ ۹۵، ج ۱)

(۴) مستحب وہ کام ہے جس کو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام نے کبھی کبھار کیا ہو اور اس کو سلف صالحین نے پسند کیا ہو۔ (شامی، صفحہ ۱۱۵، ج ۱)

اس کے کرنے میں ثواب ہے اور نہ کرنے میں گناہ بھی نہیں۔ اس کو نفل مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔ "والنفل ومنہ المندوب یثاب فاعلہ ولا یسیئ تارکہ"۔ (شامی، صفحہ ۹۵، ج ۱)

(۵) حرام وہ ہے جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ اس کا منکر کافر ہے اور بلا عذر اس کا مرتکب فاسق اور مستحق عذاب ہے۔

(۶) مکروہ تحریمی وہ ہے جس کی ممانعت دلیل ظنی سے ثابت ہو، بلا عذر اس کا مرتکب گناہگار اور عذاب کا مستحق اور اس کا منکر فاسق ہے۔ (شامی، صفحہ ۱۹۴، ج ۵)

(۷) مکروہ تنزیہی وہ ہے جس کے ترک میں ثواب اور کرنے میں عذاب نہیں مگر ایک قسم کی قباحت ہے۔

(۸) مباح وہ ہے جس کے کرنے میں ثواب نہیں اور ترک کرنے میں گناہ اور عذاب بھی نہیں۔ (شامی، صفحہ ۲۹۴، ج ۵) فقط والسلام۔

تبلیغ دین

(۱۳) عورتوں کا تبلیغی جماعتوں میں جانا کیسا ہے؟

سوال:۔ عورتوں کا تبلیغی جماعتوں میں جانا کیسا ہے؟

الجواب:۔ تبلیغ والوں نے مستورات کے تبلیغ میں جانے کے لئے خاص اصول و شرائط رکھے ہیں۔ ان اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے عورتوں کا تبلیغی جماعت میں جانا بہت ہی ضروری ہے اس سے دین کی فکر اپنے اندر بھی پیدا ہوگی اور امت میں دین والے اعمال زندہ ہوں گے۔

خواتین کے لئے اصل حکم تو یہ ہے کہ وہ گھروں میں رہیں اور بغیر ضرورت شدیدہ کے باہر نہ نکلیں کیونکہ عورتوں کے باہر نکلنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے البتہ اگر ضرورت دین مثلاً روزہ نماز وغیرہ کے مسائل گھر میں محرم یا شوہر سے معلوم نہ ہوں تو اس کے لئے عورت حدود شرعیہ کا لحاظ کرتے ہوئے باہر نکل سکتی ہے۔ آج کل چونکہ فتنہ کا دور ہے اور بے دینی کا سیلاب تیزی سے پھیل رہا ہے خاص طور سے عورت میں بے دینی بہت ہوگئی ہے اس لئے اگر عورتیں مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی کرتے ہوئے گاہ بگاہ تبلیغ کے لئے نکلیں تو اس کی گنجائش ہے۔ اگر ان شرائط کی پابندی نہ کریں تو ان کا تبلیغ کے لئے جانا ناجائز ہے اور وہ شرائط یہ ہیں:۔

(۱) عورت کے سرپرست یا شوہر کی اجازت ہو اور محرم یا شوہر ساتھ ہو۔

(۲) شوہر و بچوں اور اہل حقوق کے شرعی حقوق پامال نہ ہوں۔

(۳) کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

(۴) مکمل شرعی پردہ ہو۔

(۵) زینت یا بناؤ سنگھار کر کے یا مہکنے والی خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔

(۶) جس گھر میں ٹھہریں وہاں پردہ کا مکمل انتظام ہو اور غیر محرم مردوں کا عمل دخل نہ ہو۔

(۷) دوران تعلیم عورتوں کی آواز غیر محرم نہ سن سکیں۔

مذکورہ بالا شرائط کا لحاظ کر کے عورتوں کا تبلیغ میں نکلنا قرآنی احکام کے خلاف نہیں۔ قرآنی احکام کے خلاف اس وقت ہوگا جب مذکورہ شرائط کی خلاف ورزی ہوگی، لہذا مذکورہ شرائط کی پوری پابندی کے ساتھ خواتین کے تبلیغ میں جانے کی گنجائش ہے۔ (ملخص)

(۱۴) کیا تبلیغ کے لئے پہلے مدرسہ کی تعلیم ضروری ہے؟

سوال:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تبلیغ عالموں کا کام ہے، اس میں جو لوگ کچھ نہیں جانتے ان کو چاہئے کہ وہ پہلے مدرسہ میں جا کر دین کا کام سیکھ لیں بعد میں یہ کام کریں ورنہ ان کی تبلیغ حرام

ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ غلط ہے، جتنی بات مسلمان کو آتی ہو اس کی تبلیغ کر سکتا ہے اور تبلیغ میں نکلنے کا مقصد سب سے پہلے خود دیکھنا ہے اس لئے تبلیغ کے عمل کو بھی چلتا پھرتا مدرسہ سمجھنا چاہئے۔

قرآن کریم کی عظمت اور اس کی تلاوت

(۱۵) دل میں پڑھنے سے تلاوت قرآن نہیں ہوتی زبان سے قرآن کے الفاظ ادا کرنا ضروری ہے

سوال:۔ اکثر قرآن خوانی میں لوگ خاص کر عورتیں تلاوت اس طرح کرتی ہیں جیسے اخبار پڑھتے ہیں۔ آواز تو درکنار لب تک نہیں ہلتے دل میں ہی پڑھتی ہیں ان سے کہو تو جواب ملتا ہے، ہم نے دل میں پڑھ لیا ہے مرد تلاوت کی آواز سنیں گے تو گناہ ہوگا۔

الجواب:۔ قرآن مجید کی تلاوت کے لئے زبان سے الفاظ ادا کرنا شرط ہے، دل میں پڑھنے سے تلاوت نہیں ہوتی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶) نابالغ بچے قرآن کریم کو بلا وضو چھو سکتے ہیں

سوال:۔ چھوٹے بچے بچیاں مسجد مدرسے میں قرآن پڑھتی ہیں، پیشاب کر کے آبدست نہیں کرتے۔ بلا وضو قرآن چھوتے ہیں معلم کا کہنا ہے کہ جب تک بچے پر نماز فرض نہیں ہوتی تب تک وہ بلا وضو قرآن چھو سکتا ہے۔ چار پانچ سال کے اکثر بچے بار بار پیشاب کو جاتے ہیں۔ ریاح آتی رہتی ہے ان کے لئے ہر دس پندرہ منٹ پر وضو کرنا بہت مشکل کام ہے۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کتنی عمر کے بچے بلا وضو قرآن چھو سکتے ہیں۔

الجواب:۔ چھوٹے نابالغ بچوں پر وضو فرض نہیں ان کا با وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا درست ہے۔ (البتہ عادت ڈالنے کی کوشش کی جائے۔) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷) مرد استاد کا عورتوں کو قرآن مجید پڑھانے کی عملی تربیت دینا

سوال:۔ خواتین اساتذہ کو ناظرہ قرآن مجید کے پڑھانے کی عملی تربیت مرد اساتذہ سے دلوائی جاسکتی ہے یا نہیں، جبکہ استاد اور شاگرد کے درمیان کسی قسم کا پردہ بھی حائل نہ ہو؟ نیز یہ کہ کیا اس سلسلہ میں یہ عذر معقول ہے کہ خواتین کی تربیت کے لئے خواتین اساتذہ موجود نہیں ہیں لہذا مرد اساتذہ سے تعلیم دلوائی جارہی ہے۔

الجواب:۔ اگر ناظرہ تعلیم دینا اس قدر ضروری ہے تو کیا پردہ کا خیال رکھنا اس سے زیادہ ضروری نہیں۔ ایک ضروری کام کو انجام دینے کے لئے شریعت کے اتنے اہم اصول کی خلاف ورزی سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر ناظرہ تعلیم اس قدر اہم ہے اور یقیناً ہے تو پردہ اور دیگر اسلامی اور اخلاقی امور کا خیال رکھتے ہوئے کسی دیندار متقی اور بڑی عمر کے بزرگ سے چند عورتوں کو ناظرہ تعلیم کی تربیت اس طرح دی جائے کہ آگے چل کر وہ خواتین دوسری عورتوں کو تعلیم کی تربیت دے سکیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) نامحرم سے قرآن کریم کس طرح پڑھے

سوال:۔ مولانا صاحب قاری صاحب سے جو کہ نامحرم ہوتا ہے اگر کوئی لڑکی ان سے قرآن پاک حفظ کرنا چاہے تو آپ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ گناہ تو نہیں ہوگا کیوں کہ میری کزن قاری صاحب سے قرآن مجید حفظ کررہی ہے۔

الجواب:۔ نامحرم حافظ سے قرآن کریم یاد کرنا پردہ کے ساتھ ہو تو گنجائش ہے بشرطیکہ کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ مثلاً دونوں کے درمیان تنہائی نہ ہو، اگر فتنہ کا احتمال ہو تو جائز نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۹) قریب البلوغ لڑکی کو بغیر پردے کے پڑھانا درست نہیں

سوال:۔ مراھقہ لڑکی کو قرآن مجید پڑھانا کیسا ہے؟ آج کل جو حفاظ کرام یا مولوی صاحبان

مسجد میں بیٹھ کر مراھقہ لڑکیوں کو پڑھاتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ قریب البلوغ لڑکی کا حکم جوان ہی کا ہے۔ بغیر پردے کے پڑھانا موجب فتنہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰) قرآن مجید ہاتھ سے گر جائے تو کیا کرے؟

سوال:۔ اگر قرآن پاک ہاتھ سے گر جائے تو اس کے برابر گندم خیرات کر دینا چاہئے، اگر کوئی دینی کتاب مثلاً حدیث فقہ وغیرہ ہاتھ سے گر جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ قرآن کریم ہاتھ سے گر جانے پر اس کے برابر گندم خیرات کرنے کا مسئلہ جو عوام میں مشہور ہے یہ کسی کتاب میں نہیں۔ اس کوتاہی پر استغفار کرنا چاہئے اور صدقہ خیرات کرنے کا بھی مضائقہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱) ناپاک کپڑے ہوں تو تلاوت کا حکم

سوال:۔ جسم پر ناپاک کپڑے پہنے ہوئے ہوں تو اس حالت میں تلاوت، ذکر اذکار جائز ہیں یا نہیں؟ نیز ناپاک لحاف سر سے پیر تک منہ ڈھانپ کر تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ نجاست کے قریب قرأت مکروہ ہے۔ نجس کپڑے پہن کر تلاوت جائز نہیں ہونی چاہئے۔ البتہ تسبیح وتہلیل مکروہ نہیں ہے۔ اور لحاف اگرچہ پاک بھی ہو تب بھی منہ ڈھانپ کر تلاوت نہ کرے۔ (جیسا کہ فتاویٰ ھندیہ میں ہے۔) لہذا بصورت ناپاکی تو بطریق اولیٰ منہ ڈھانپ کر تلاوت کرنا درست نہ ہوگا۔ (مفتی عبدالستار)

(۲۲) قرآن کی تلاوت افضل ہے یا درود پاک بھیجنا

سوال:۔ عبادت کے وقت میں قرآن حکیم کی تلاوت افضل ہے یا درود پاک بھیجنا افضل ہے؟

الجواب:۔ تمام اذکار میں قرآن حکیم کی تلاوت افضل ہے۔ البتہ جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے ایسے اوقات میں تسبیح، دعا اور درود پاک پڑھنا تلاوت کرنے سے افضل ہے۔

جیسا کہ ''نفع المفتی والسائل'' میں اس مسئلہ کو اسی طرح وضاحت سے لکھا ہے۔''القرآن افضل الاذکار لانہ کلام اللہ تعالیٰ الخ''۔ (مفتی محمد انور)

(۲۲۳) تلاوت محض کا ثواب ملتا ہے

سوال:۔ کیا قرآن شریف کے محض الفاظ پڑھنے کا بھی ثواب ہوتا ہے؟ اگر ہوتا ہے اور قرآن سے سند ہے تو تحریر فرمائیں یا حدیث کا حوالہ دیں۔

الجواب:۔ قرآن محض کا بھی ثواب ملتا ہے بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ کی جائے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

'' فاقرء وا ما تیسر من القرآن'' (مزمل، آیت نمبر)

اس میں ''فاقرءوا'' امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کا فائدہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل یقیناً موجب ثواب ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ یہاں مطلق قرآن کا حکم دیا گیا ہے جو قرآن بامعنی اور بلا معنی دونوں کو شامل ہے لہذا دونوں قسم کی قرآن پر ثواب ملے گا اور جو شخص تخصیص کا مدعی ہو وہ اس تخصیص پر قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرے۔

سورہ فاطر رکوع نمبر ۴ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے قابل مدح اور پسندیدہ افعال کا تذکرہ فرمایا جن میں سے ایک قرآن کریم کی تلاوت بھی بتایا ہے۔ لہذا تلاوت قرآن حق تعالیٰ کے نزدیک ایک پسندیدہ عمل ہوا اور اس پر ثواب ملے گا۔ اس آیت میں بھی تلاوت بغیر کسی تقیید کے ہے۔ لہذا وہ دونوں قسم کی تلاوت کو شامل ہوگی۔

(مشکوٰۃ، صفحہ ۱۸۶) پر ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا اسے دس نیکیاں ملیں گی۔ (صفحہ ۱۹۱) پر حضرت جابرؓ فرماتے ہیں ہم قرآن پڑھ رہے تھے، ہم میں عربی اور عجمی دونوں تھے تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا پڑھو سب اچھے ہو۔ (یعنی یہ ہر قسم کی تلاوت اچھی ہے) تو آپ ﷺ نے ان بدوی اور عجمی سب کی قرآن کو حسن فرمایا جن میں مطالب قرآنی اور حدود الٰہی سے لاعلمی غالب ہوتی ہے اور خصوصاً عجم کہ انہیں تو قرآن کا سرسری معنی بھی معلوم ہونا محل کلام ہے بلکہ وہ تو قرآن کے صحیح تلفظ پر بھی بظاہر قادر نہ تھے۔ پس جب کہ اس کے باوجود ان کی قرأت اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے تو اس پر

ثواب کیوں نہیں ہوگا۔ جس کا یہی تو معنی ہے کہ یہ اللہ کے نزدیک حسن ہے۔

الحاصل یہ کہ بے شمار نصوص قرآنی وحدیث سے مطلق قرأت پر اجر وثواب ثابت ہے، جن میں بطور نمونہ یہ آیات واحادیث لکھدی گئی ہیں اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔

(مفتی عبدالستار)

(۲۴) کتب تفسیر کو بھی بے وضو ہاتھ نہ لگایا جائے

سوال:۔ قرآن پاک کی تفسیر وکتب حدیث وفقہ کو بغیر وضو ہاتھ لگانا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب:۔ مذکورہ کتب کو بھی باوضو ہاتھ لگانا چاہئے۔ فتاویٰ شامی میں ہے فتح القدیر میں اس بارے میں کراہت لکھی ہے۔ فرمایا کہ فقہا کا قول ہے کہ کتب تفسیر، کتب فقہ، کتب سنن کو بغیر وضو ہاتھ لگانا مکروہ ہے کیونکہ یہ کتب قرآنی آیات سے خالی نہیں ہوتیں۔ الخ۔

(مفتی محمد انور۔ مفتی عبدالستار)

(۲۵) میت کے قریب بیٹھ کر قرآن مجید پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:۔ میت کے پاس بیٹھ کر قرآن پاک پڑھنا کیسا ہے؟ بعض لوگ منع کرتے ہیں۔

الجواب:۔ غسل سے پہلے میت مکمل ڈھکی ہوئی نہ ہو تو پاس بیٹھ کر جھراً پڑھنا مکروہ ہے۔ کتب فقہ میں ہے کہ غسل سے پہلے میت کے پاس قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور اس کی وجہ لکھی ہے کہ اس وقت میت نجس ہوتی ہے کیونکہ موت واقع ہوتے ہی میت نجس ہو جاتی ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ نجاست خبث نہیں بلکہ حدث ہے اس لئے جائز ہے۔ شامی نے لکھا ہے کہ جب میت کے قریب ہو تو مکروہ ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب میت ڈھکی نہ ہو اس وقت قریب اور آواز سے پڑھنا مکروہ ہے لہذا اگر ڈھکی ہو یا کھلے ہونے کی صورت میں دور بیٹھ کر پڑھا جائے تو مکروہ نہ ہوگا۔ الخ۔

(مفتی محمد انور)

(۲٦) قرآن مجید میں مور کا پر رکھنے کا حکم

سوال:۔ قرآن مجید میں مور کا پر رکھنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ نشانی کے لئے اگر مور کا پر رکھا جائے تو جس طرح کاغذ یا دھاگے کے نشانی جائز ہے اس کے لئے بھی کوئی امر مانع نہیں، لہذا درست ہے۔ (ملخص)

(۲۷) تلاوت کے دوران اذان شروع ہو جائے۔

سوال:۔ اگر ہم گھر میں بیٹھے تلاوت کر رہے ہوں اور اذان شروع ہو جائے تو تلاوت جاری رکھیں یا اذان کا جواب دیں؟

الجواب:۔ بہتر یہی ہے کہ تلاوت بند کر کے اذان کا جواب دیا جائے جیسا کہ فتاویٰ شامیہ میں ہے۔ واللہ علم۔ (مفتی محمد انور صاحب)

(۲۸) قرآن کھلا چھوڑ دیں تو کیا شیطان پڑھتا ہے؟

سوال:۔ لوگوں میں مشہور ہے کہ قرآن پاک کو کھلا نہیں رکھنا چاہئے ورنہ شیطان قرآن پڑھتا ہے کیا یہ درست ہے؟

الجواب:۔ نصوص سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان قرآن نہیں پڑھ سکتا، البتہ مومن جنات قرآن پڑھتے ہیں (لہذا شیطان کے پڑھنے کا عقیدہ رکھنا غلط ہے۔)

حافظ ابن الصلاح سے یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ بظاہر قرآن اس بات کی نفی کرتا ہے۔ البتہ فرشتے اسے سننا ضرور چاہتے ہیں اور ہمیں جنات کے بارے میں روایت پہنچی ہے کہ وہ قرآن پڑھتے ہیں۔ الخ۔ (دیکھئے لفظ المرجان فی احکام الجان للسیوطی) (مفتی محمد انور)

(۲۹) ''قضاء فوائت'' کی وجہ سے سنن موکدہ ترک نہ کرے

سوال:۔ زید کے ذمہ زندگی کی بہت سی نمازیں باقی ہیں وہ چاہتا ہے کہ ان کی قضاء کرتا رہے

مگر اس طرح کہ فرائض کے ساتھ سنن مؤکدہ وغیر مؤکدہ ہیں ان کی جگہ وہ قضاء نمازیں پڑھ لیا کرے تو کیا یہ درست ہے؟

الجواب: ۔ قضاء نمازوں کی وجہ سے سنن مؤکدہ ترک نہ کرے، ہاں البتہ غیر مؤکدہ اور عام نوافل کی بجائے قضاء نمازیں پڑھ لینا بہتر ہے۔ (فتاویٰ ھندیہ، ج ا۔ صفحہ ۶۵)

(۳۰) ایک ہی جگہ بیٹھ کر پورا قرآن مجید پڑھا تو کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

سوال: ۔ اگر کوئی شخص ایک ہی جگہ ہر نماز میں یا غیر نماز میں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرے اور قرآن پاک کے اختتام پر وہ سجدہ تلاوت ایک کرے تو کیا ایک سجدہ کرنے سے باقی تیرہ سجدوں کی ادائیگی ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب: ۔ سجدوں میں تداخل کے لئے آیت اور مجلس کا ایک ہونا شرط ہے۔ آیات یا مجالس کے تعدد ہونے کی صورت میں ان مجالس و آیات کے مطابق سجدوں کا وجوب ہوگا۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ:

''تداخل کی شرط یہ ہے کہ آیت کا اور مجلس کا اتحاد ہو (یعنی ایک آیت کو بار بار پڑھا اور ایک ہی جگہ پڑھا) تو ایک ہی سجدہ کرے گا یا اگر مجلس مختلف ہوں اور آیت ایک ہی ہو یا آیت مختلف اور مجلس ایک ہوں تو اس صورت میں تداخل نہیں ہوگا۔''

مذکورہ عبارت سے پتہ چلا کہ شخص مذکور پر چودہ سجدے پورے کرنا ضروری ہیں۔ (تداخل کا مطلب ہے کہ ایک سجدہ دوسرے کے بھی قائم مقام ہو جائے۔) (فتاویٰ ہندیہ، ج ۱، صفحہ ۶۹)

(۳۱) آیت سجدہ کا ترجمہ سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جائے گا سجدہ تلاوت واجب ہے

سوال: ۔ سجدہ کی آیت کا ترجمہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ سجدہ تلاوت واجب ہے اور عربی الفاظ کے ساتھ ساتھ سجدہ تلاوت کی آیت کا ترجمہ سننے اور پڑھنے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

(دیکھئے فتاویٰ قاضی خان، ج ا، صفحہ ۷۵)

(۳۲) ٹیپ ریکارڈ وغیرہ سے آیت سجدہ سننے کا حکم

سوال:۔ ٹیپ ریکارڈ، لاوڈ اسپیکر یا ٹی وی پر سجدہ تلاوت سننے سے سجدہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ٹیپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ واجب نہیں، ٹی وی سے ٹیپ شدہ پروگرام نشر ہو رہا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے، ہاں اگر براہ راست پروگرام نشر ہو رہا ہو تو سجدہ کیا جائے اور اسپیکر سے آیت سجدہ سننے پر بھی سجدہ تلاوت واجب ہے اور احتیاط اسی میں ہے کہ ٹیپ اور ٹی وی سے آیت سجدہ سننے پر بھی سجدہ تلاوت کیا جائے۔

(۳۳) سجدہ تلاوت کا طریقہ

سوال:۔ سجدہ تلاوت ادا کرنے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

الجواب:۔ اگر خارج صلوٰۃ سجدہ تلاوت ادا کرنا ہو تو اس کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائیں اور پھر سجدہ میں تسبیحات اور دعائیں جو چاہیں پڑھیں۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھالیں۔ دائیں بائیں سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلے جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (بحر الرائق، ج ۲، صفحہ ۱۳۷) (مفتی محمد انور)

(۳۴) سجدہ سے بچنے کے لئے آیت سجدہ چھوڑنا

سوال:۔ میرا معمول ہے کہ دوران کام تلاوت کرتی رہتی ہوں چونکہ زبانی پڑھنا ہوتا ہے تو بسا اوقات وضو بھی نہیں ہوتا تو کیسا ایسی صورت میں سجدہ سے بچنے کے لئے آیت سجدہ چھوڑ سکتی ہوں، تاکہ سجدہ واجب نہ ہو؟

الجواب:۔ ایسا کرنا مکروہ ہے، چونکہ سجدہ فوراً ہی واجب نہیں ہوتا بعد میں جب باوضو ہوں تو ادا کرلیا کریں۔ (فتاویٰ کبیری، ج ۱، صفحہ ۴۷۰)

(مفتی محمد انور)

(۳۵) سجدہ تلاوت کا صحیح طریقہ

سوال: ۔ بہت دفعہ لوگوں کو مختلف طریقوں سے سجدہ تلاوت ادا کرتے دیکھا گیا ہے۔ براہ کرم سجدہ تلاوت کا صحیح طریقہ تحریر فرمائیں۔

الجواب: ۔ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلی جائے اور سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہیں۔ اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جائے۔ بس یہ سجدہ تلاوت ہے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جانا افضل ہے اور اگر بیٹھے بیٹھے کرلے تو بھی جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۶) کیا سجدہ تلاوت سپارے پر بغیر قبلہ رخ کر سکتے ہیں؟

سوال: ۔ سجدہ تلاوت قرآن پاک کیا اسی وقت کرنا چاہئے جس وقت ہی اس کو پڑھیں یا پھر دیر سے بھی کر سکتے ہیں۔ اور کیا سپارے پر سجدہ کر سکتے ہیں جبکہ سامنے قبلہ نہ ہو۔ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ قرآن پاک پڑھنے کے بعد کہتے ہیں کہ ایک انسان چودہ سجدے کرلے آیا یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ سجدہ تلاوت فوراً کرنا افضل ہے، لیکن ضروری نہیں بعد میں بھی کیا جا سکتا ہے اور قرآن کریم ختم کر کے سارے سجدے کرلے تو بھی صحیح ہے لیکن اتنی تاخیر اچھی نہیں۔ کیا خبر کہ قرآن کے ختم کرنے سے پہلے انتقال ہو جائے اور سجدے جو کہ واجب ہے اس کے ذمہ رہ جائیں۔ سپارے پر سجدہ نہیں ہوتا، قبلہ رخ ہو زمین پر سجدہ کرنا چاہئے۔ سپارے کے اوپر سجدہ کرنا قرآن کریم کی بے ادبی بھی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۷) سجدہ تلاوت فرداً فرداً کریں یا ختم قرآن پر تمام سجدہ ایک ساتھ

سوال: ۔ ہر سجدہ تلاوت کو اسی وقت ہی کرنا مسنون ہے یا ختم قرآن الحکیم پر تمام سجدے تلاوت ادا کر لئے جائیں کونسا طریقہ افضل ہے؟

الجواب: ۔ قرآن کریم کے تمام سجدوں کو جمع کرنا خلاف سنت ہے۔ تلاوت میں جو سجدہ

آئے حتی الوسع اس کو جلد ادا کرنے کی کوشش کی جائے تاہم اگر اکٹھے سجدہ کئے جائیں تو ادا ہو جائیں گے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۸) جن سورتوں کے اواخر میں سجدے ہوں وہ پڑھنے والا سجدہ کب کرے؟

سوال:۔ جن سورتوں کے اواخر میں سجدے ہیں اگر ان کو نماز میں پڑھا جائے تو سجدہ کیسے کیا جائے کیا تین سجدے کرے یا دو سجدے۔ یعنی نماز کے دو سجدوں کے بعد سجدہ تلاوت بھی ادا کریں ہو جائے گا؟

الجواب:۔ سجدہ والی آیت پر تلاوت ختم کر کے رکوع میں چلا جائے تو رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت ہو سکتی ہے اور رکوع کے بعد نماز کے سجدے میں بھی سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے اس صورت میں مستقل سجدہ تلاوت کی ضرورت نہیں اور اگر سجدہ تلاوت والی آیت کے بعد بھی تلاوت کرنی ہو تو پہلے سجدہ تلاوت کرے پھر اٹھ کر آگے تلاوت کرے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۹) فجر اور عصر کے بعد مکروہ وقت کے علاوہ سجدہ تلاوت جائز ہے

سوال:۔ تلاوت کا سجدہ عصر کی نماز کے بعد مغرب تک یا فجر کی نماز کے بعد جائز ہے یا نہیں؟ یعنی ان دونوں اوقات میں سجدہ ادا کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ ہمیں "اہلسنت علماءؒ" نے منع کیا ہے، ہم خود بھی "اہلسنت" سے وابستہ ہیں۔ ہم دو آپس میں دوست ہیں۔ میں نے اس کو سجدہ کرنے سے منع کیا لیکن اس نے آپ کا حوالہ دیا۔

الجواب:۔ فقہ حنفی کے مطابق نماز فجر اور عصر کے بعد سجدہ تلاوت جائز ہے، البتہ طلوع آفتاب سے لے کر دھوپ کے سفید ہونے تک اور غروب سے پہلے دھوپ کے زرد ہونے کی حالت میں سجدہ تلاوت بھی منع ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۰) چارپائی پر بیٹھ کر تلاوت کرنے والی کب سجدہ تلاوت کرے؟

سوال:۔ اگر چارپائی پر بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں اور آیت سجدہ بھی دوران

تلاوت آتی ہے لہذا اس کے لئے سجدہ ادا کرنا فوراً ضروری ہے یا بعد تلاوت (جتنا قرآن پڑھے) سجدہ کرلیا جائے۔ صحیح طریقہ تحریر فرمائیں؟

الجواب:۔ فوراً کرلینا افضل ہے تلاوت ختم کر کے کرنا بھی جائز ہے اگر چار پائی سخت ہو کہ اس پر پیشانی دھنسے نہیں اور اس پر پاک کپڑا بھی بچھا ہوا ہو تو چار پائی پر بھی سجدہ ادا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۱) تلاوت کے دوران آیت سجدہ کو آہستہ پڑھنا بہتر ہے

سوال:۔ قرآن کی تلاوت کرتے وقت جس رکوع میں سجدہ آجائے تو اس کو دل میں پڑھنا چاہئے یا کہ بلند آواز سے پڑھے۔ کہتے ہیں کہ اگر سجدہ کی آیت کوئی سن لے تو اس پر سجدہ واجب ہے، اگر سجدہ نہ کرے تو اس کا کفارہ کیا ہے اور سجدہ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ مفصل بتائیں۔

الجواب:۔ سجدہ کی آیت پڑھنے سے اور پڑھنے سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے اس لئے کسی دوسرے کے سامنے سجدہ کی آیت آہستہ پڑھے تاکہ اس کے ذمہ سجدہ واجب نہ ہو۔ جس شخص کے ذمہ سجدہ تلاوت واجب تھا اور اس نے نہیں کیا تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ سجدہ کر لے۔ سجدہ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر کہتا ہوا سجدہ میں چلا جائے۔ سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے اور تکبیر کہتا ہوا اٹھ جائے۔ بس سجدہ تلاوت ہو گیا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۲) لاؤڈ اسپیکر پر سجدہ تلاوت

سوال:۔ اگر کسی شخص نے لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت قرآن پاک سن لی اور اس میں سجدہ آئے تو سننے والے پر سجدہ واجب ہے یا نہیں اور سجدہ نہ کرنے والے شخص پر گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جس شخص کو معلوم ہو کہ یہ سجدہ کی آیت ہے اس پر سجدہ واجب ہے اور ترک واجب گناہ ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۳) قرآنی آیات کو جلا کر دھونی لینا درست نہیں

سوال:۔ ایک شخص اپنے مریدوں کو ایسے تعویذ دیتا ہے جن میں بسم اللہ اور دیگر قرآنی آیات ہوتی ہیں، وہ کہتا ہی ان کو جلا کر ان کی دھونی لو۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ قرآنی آیات کو لکھ کر اور جلا کر ان کی دھونی لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بسم اللہ اور قرآنی آیات کو بطور تعویذ گلے میں یا بازو پر پاک کپڑے یا چمڑے میں لپیٹ کر باندھنا یا لٹکانا جائز ہے۔ حتی کہ جنب اور حائض کے لئے بھی (جیسا کہ شامی میں ہے) لیکن ان تعاویز کو جن میں اسماء الٰہیہ اور آیات قرانیہ ہوں دھونیاں بنا کر جلانا ناجائز ہے کیونکہ یہ توہین ہے۔ (مفتی محمد عبداللہ)

(۴۴) ھاروت ماروت کا مشہور قصہ غلط ہے

سوال:۔ ھاروت ماروت (فرشتوں کا نام ہے) کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ایک عورت پر عاشق ہوئے اسے اسم اعظم سکھایا اور وہ عورت ناچ کے دوران اسم اعظم کی برکت سے آسمان پر چلی گئی اور اب زہرہ ستارہ کہلاتی ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب:۔ یہ ہاروت ماروت والا قصہ بالکل غلط ہے اس کی کوئی سند نہیں۔ اگرچہ بعض تفاسیر میں بھی یہ ملتا ہے لیکن ان حضرات کو اس کے نقل کرنے میں دھوکہ ہوا ہے۔ چنانچہ دوسری تفاسیر صحیحہ نے اس کا رد کیا ہے۔ جیسے تفسیر روح البیان (صفحہ ۱۹۱) میں ہے کہ اس کا مدار یہودی روایات ہیں اس لئے یہ واقعہ درست نہیں ہے۔ تفسیر خازن میں بھی اس قصہ کو کئی سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر انکار رجحان بھی یہی ہے کہ یہ روایت اسرائیلیات میں سے ہے یہی وجہ ہے کہ اس واقعہ کو بیان القرآن میں ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ اس میں اس اصول کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ جس بات کی پوری تحقیق نہ ہو یا کوئی غلط بات مشہور ہو اس کو اس میں ذکر نہیں کیا جائے گا۔ لہذا اس قصہ کو بھی اس میں ذکر نہیں کیا گیا۔

(مفتی اصغر علی غفرلہ۔ مفتی محمد عبداللہ)

کتاب التصوف

بیعت، تصوف وغیرہ سے متعلق
مسائل کا بیان

کتاب التصوف

(۱) مروجہ بیعت کرنا آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے

سوال:۔ بیعت جو بزرگ حضرات کرتے ہیں یہ کہاں تک ٹھیک ہے؟ کیا یہ عمل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، نو آدمی تھے یا سات یا آٹھ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے بیعت نہیں کرتے؟ اس پر ہم نے ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کیا کس بات پر بیعت کریں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان امور پر کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، پانچوں نمازیں پڑھو اور احکام سنو اور مانو۔ اس حدیث کو مسلم ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

اس بیعت میں آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام کو خطاب کیا اور یہ بیعت نہ جہادی تھی نہ بیعت اسلام تھی لہذا اس حدیث میں اسی بیعت کا صریح ثبوت ہے جو مشائخ مریدوں سے لیتے ہیں۔ (شریعت وتصوف از مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحبؒ)

• اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیری مریدی کا ثبوت حدیث سے ہے اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔ (ملخص)

(۲) اصلاح نفس فرض عین اور بیعت مستحب ہے

سوال:۔ روحانی سلاسل میں مروجہ بیعت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب:۔ اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کرانا اور شریعت کے مطابق بنانا فرض عین ہے اور عادۃ وعموماً ہر شخص اپنی اصلاح خود نہیں کرسکتا، بلکہ کسی متبع سنت اور متبع شریعت شخص کے ذریعے جو کہ خود بھی ایسے ہی کسی مرشد سے اپنی اصلاح کرا چکا ہو اور اس سے اجازت بھی حاصل ہو اصلاح کرانے سے اصلاح ہوتی ہے اور ایسے شخص سے باقاعدہ بیعت ہوئے بغیر بھی صرف اصلاحی تعلق قائم کرنے سے اصلاح ہوسکتی ہے لیکن نفع تام اور سلسلہ کی برکات بیعت ہونے کے بعد حاصل ہوتی ہیں اس لئے اصلاح کے لئے بیعت ہونا مستحب ہے۔ خلاصہ یہ کہ اصلاح نفس فرض عین اور بیعت ہونا مستحب ہے۔ (ملخص)

تصوف

(۳) بیعت کی تعریف اور اہمیت

سوال:۔ بیعت کے کیا معنی ہیں؟ کیا کسی پیر کامل کی بیعت کرنا لازمی ہے؟

الجواب:۔ بیعت کا مطلب ہے کہ کسی مرشد کامل، متبع سنت کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کرنا اور آئندہ اس کی راہنمائی میں دین پر چلنے کا عہد کرنا۔ یہ صحیح ہے اور صحابہ کرام کا آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہے۔ جب تک کسی اللہ والے سے رابطہ نہ ہو نفس کی اصلاح نہیں ہوتی اور دین پر چلنا مشکل ہوتا ہے اس لئے کسی بزرگ سے اصلاحی تعلق تو ضروری ہے البتہ رسمی بیعت ضروری نہیں۔

(۴) پیر کی پہچان

سوال:۔ کیا اہل سنت والجماعت حنفی مذہب میں ایسے پیروں بزرگوں کو مانا جائے جس کے سر پر نہ دستار نبوی ہو نہ سنت، یعنی داڑھی مبارک۔

الجواب:۔ پیر اور مرشد تو وہی ہو سکتا ہے جو سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرنے والا ہو، جو شخص فرائض و واجبات اور سنت نبوی ﷺ کا تارک ہو وہ پیر نہیں بلکہ دین کا ڈاکو ہے۔

(۵) بیعت کی شرعی حیثیت نیز تعویذات کرنا

سوال:۔ خاندان میں ایک خاتون ہیں جو ایک پیر صاحب کی مرید ہیں ان پیر صاحب کو میں نے دیکھا ہے۔ انتہائی شریف اور قابل آدمی ہیں۔ بہر حال اس خاتون سے کسی بات پر بحث ہوگئی جس میں وہ فرمانے لگیں پیری مریدی تو حضور ﷺ کے زمانے سے آرہی ہے اور لوگ حضور ﷺ سے بھی تعویذ وغیرہ لیا کرتے تھے اس کے علاوہ جو شخص اولیاء اللہ اور پیروں فقیروں کی صحبت سے بھاگے گا وہ انتہائی گناہ گار رہے اور جو نذر و نیاز کا نہ کھائیں اور درود سلام نہ پڑھیں وہ کافروں سے بدتر ہیں۔ اور قیامت کے دن حضور ﷺ تمام مسلمانوں کو بخشوالیں گے۔ یہ میں نے ان کی ۲۰، ۲۵ منٹ کی باتوں کا نچوڑ نکالا ہے۔ میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ ایک دفعہ حضور ﷺ اپنی والدہ کی بخشش کی دعا فرما رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات سے منع فرمایا تو جب حضور ﷺ اپنی والدہ کو نہ بخشوا سکے تو ان گناہ گار مسلمانوں کی سفارش کیوں کریں گے۔ میں نے خاتون سے کہہ تو دیا لیکن مجھے یہ یاد نہیں آیا کہ یہ بات میں نے کسی حدیث میں پڑھی ہے یا کسی قرآنی آیات کا ترجمہ ہے۔ بہر حال اگر ایسا ہے تو آپ اوپر دی ہوئی تمام باتوں کی تفصیل قرآن سے دیں اور سپارہ کا نمبر اور آیت کا نمبر لکھ کر دیں۔ اور اگر حدیث میں ہو تو کتاب کا نام اور صفحہ نمبر مہربانی فرما کر لکھ دیں۔

الجواب:۔ یہ مسائل بہت تفصیل طلب ہیں بہتر ہوگا کہ آپ کچھ فرصت نکال کر میرے پاس تشریف لائیں تاکہ ان مسائل کے بارے میں اسلام کا صحیح نقطہ نظر عرض کر سکوں۔ مختصراً یہ ہے کہ:

ا۔ شیخ کامل جو شریعت کا پابند سنت نبوی ﷺ کا پیرو اور بدعات و رسوم سے آزاد ہے اس سے تعلق قائم کرنا ضروری ہے۔ شیخ کامل کی چند علامات ذکر کرتا ہوں جو اکابر نے بیان فرمائی ہیں:

☆ ضروریات دین کا علم رکھتا ہو۔

☆ کسی کامل کی صحبت میں رہا ہو اور اس کے شیخ نے اس کو بیعت لینے کی اجازت دی ہو۔

☆ اس کی صحبت میں بیٹھ کر آخرت کا شوق پیدا ہو اور دنیا کی محبت سے دل سرد ہو جائے۔
☆ اس کے مریدوں کی اکثریت شریعت کی پابند ہو اور رسوم و بدعات سے پرہیز کرتی ہو۔
☆ وہ نفس کی اصلاح کر سکتا ہو۔ رذیل اخلاق کے چھوڑنے اور اخلاق حسنہ کی تلقین کی صلاحیت رکھتا ہو وہ مریدوں کی غیر شرعی حرکتوں پر روک ٹوک کرتا ہو۔

۲۔ مشائخ سے جو بیعت کرتے ہیں یہ بیعت توبہ کہلائی ہے اور یہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔

۳۔ تعویذات جائز ہیں مگر ان کی حیثیت صرف علاج کی ہے صرف تعویذات کے لئے پیری مریدی کرنا دکانداری ہے ایسے پیر سے لوگوں کو دین کا نفع نہیں پہنچتا۔

۴۔ اولیاء اللہ سے نفرت غلط ہے پیر فقیر اگر شریعت کے پابند ہوں تو ان کی خدمت میں حاضری اکسیر ہے ورنہ زہر قاتل۔

۵۔ نذر و نیاز کا کھانا غریبوں کو کھانا چاہئے مال دار لوگوں کو نہیں اور نذر صرف اللہ تعالیٰ کی جائز ہے غیر اللہ کی جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔

۶۔ درود و سلام آنحضرت ﷺ پر عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے۔ جس مجلس میں آپ ﷺ کا نام آئے اس میں ایک بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اور جب بھی آپ ﷺ کا نام آئے درود شریف پڑھنا مستحب ہے درود شریف کا کثرت سے ورد کرنا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اور درود و سلام کی لاؤڈ اسپیکروں پر اذان دینا بدعت ہے جو لوگ درود و سلام نہیں پڑھتے ان کو ثواب سے محروم کہنا درست ہے مگر کافروں سے بدتر کہنا سراسر جہالت ہے۔

۷۔ آپ کا یہ فقرہ کہ جب حضور ﷺ اپنی والدہ کو نہ بخشوا سکے تو گناہ گار مسلمانوں کی سفارش کیوں کریں گے نہایت گستاخی کے الفاظ ہیں ان سے توبہ کیجئے۔

۸۔ آنحضرت ﷺ کی شفاعت قیامت کے دن گناہ گار مسلمانوں کے لئے برحق ہے اور اس کا انکار گمراہی ہے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد عن انسؓ ورواہ ابن ماجہ عن جابر)

(ترجمہ) "میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہے۔"

۹۔ آنحضرت ﷺ کے والدین شریفین کے بارے میں زبان بند رکھنا ضروری ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۹۴)

(٦) شریعت اور طریقت کا فرق

سوال:۔ شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے؟

الجواب:۔ اصلاح اعمال سے جو حصہ متعلق ہے وہ شریعت کہلاتا ہے اور اصلاح قلب سے جو متعلق ہے اسے طریقت کہتے ہیں۔

اخلاقیات

(۹) نصیحت کرنے کے آداب

سوال:۔ اگر میرے ساتھ کام کرنے والا یا کوئی رشتہ دار مرد یا عورت کسی طریقہ یعنی تبلیغ یا نرمی سے سمجھانے پر بھی نماز پڑھنے یا غلط عمل کے ترک کرنے پر آمادہ نہ ہو تو اس کے ساتھ دین اسلام کی رو سے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ اپنے مسلمان بہن بھائیوں کو نیکی کرنے اور برائی چھوڑنے کی ترغیب دینا تو فرض ہے مگر اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ بات بہت نرمی اور خوش اخلاقی سے سمجھائی جائے۔ طعن وتشنیع کا لہجہ اختیار نہ کیا جائے اور تبلیغ کرتے وقت بھی اس کو اپنے سے افضل سمجھا جائے اگر آپ نے پیار محبت سے سمجھایا اور اس کے باوجود بھی وہ نہیں مانا تو آپ نے اپنا فرض ادا کر لیا اب زیادہ اس کے پیچھے نہ پڑیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہئے کہ اسے راہ راست کی توفیق عطا فرمائے اور کسی مناسب موقع پر پھر نصیحت کریں۔ بہر حال یہ خیال رہنا چاہئے کہ ہمیں بیماری سے نفرت ہے بیمار سے نہیں جو مسلمان بے عمل ہو اسے حقیر نہ سمجھا جائے بلکہ اخلاق و محبت سے اس کی کوتاہی دور کرنے کی پوری کوشش کی جائے، اس کے لئے تدابیر سوچی جائیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰) جوان مرد اور عورت کا ایک بستر پر لیٹنا

سوال:۔ کیا عورتوں کے کمرے میں مرد اکٹھے سو سکتے ہیں جبکہ مردوں کے علیحدہ کمرے موجود ہوں۔ ان گناہ گار آنکھوں نے کئی بار عورتوں کے ساتھ مردوں کو رات بھر ایک بستر پر سوتے دیکھا ہے اور ان کو منع کیا مگر بدقسمتی سے تلخ جواب ملا یہ کہتے ہوئے کہ انسان تو چاند تک پہنچ گیا ہے اور تم ابھی تک دقیانوسی خیالات بار بار دہراتے ہو موجودہ ترقی یافتہ دور میں یہ سب ٹھیک ہے۔ پچاس برس کی ماں اپنے پچیس برس کے بیٹے کے ساتھ سو سکتی ہے اور اس طرح پچیس سال کا بھائی اپنی بیس برس کی بہن کے ساتھ سو سکتا ہے؟

الجواب:۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب بچے دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر الگ کر دو۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۵۸)

پس جوان بہن بھائیوں کا ایک بستر پر سونا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ انسان کے چاند پر پہنچ جانے کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس ترقی کے بعد انسان انسان نہیں رہا جانور بن گیا اور اب اسے انسانی اقدار اور قوانین فطرت کی پابندی کی ضرورت نہیں تو ہم اس ترقی کے مفہوم سے ناآشنا ہیں۔ ہمارے خیال میں انسان چاند چھوڑ مریخ پر جا پہنچے اس پر انسانیت کے حدود و قیود کی رعایت لازم ہے اور اسلام انسانیت کے فطری حدود و قیود ہی کا نام ہے جو لوگ اسلام کی مقدس تعلیمات کو دقیانوسی باتیں کہہ کر اپنی آزاد خیالی اور ترقی پسندی کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ دراصل یہ چاہتے ہیں کہ انسان اور حیوان کا امتیاز مٹ جانا چاہئے ایسے لوگوں کو مسلمان کہنا ہی غلط ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) جب کسی کی غیبت ہو جائے تو فوراً اس سے معافی مانگ لے یا اس کے لئے دعا خیر کرے

سوال:۔ مولانا صاحب میں نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ کسی کی غیبت نہیں کروں گی لیکن دوبارہ اس عادت بد میں مبتلا ہو گئی ہوں۔ فی زمانہ یہ برائی اس قدر عام ہے کہ اس کو برائی نہیں سمجھا جاتا ہے میں اگر خود نہ کروں تو دوسرے لوگ مجھ سے باتیں کرتے ہیں نہ سنو تو نک چڑھی کہلاتی

ہوں آپ برائے مہربانی فرمائیں کہ میں کس طرح اس عادت بد سے چھٹکارا حاصل کروں عہد توڑنے کا کیا کفارہ ادا کروں؟

الجواب:۔ عہد توڑنے کا کفارہ تو وہی ہے جو قسم توڑنے کا ہے۔ یعنی دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلانا اور اس کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا۔ باقی غیبت بہت بڑا گناہ ہے۔ حدیث میں اس کو زنا سے بدتر فرمایا ہے اس بری عادت کا علاج بہت اہتمام سے کرنا چاہئے اور اس میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرنا چاہئے اور اس کا علاج یہ ہے کہ اول تو آدمی یہ سوچے کہ میں کسی کی غیبت کر کے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہوں اور یہ کہ میں نیکیاں اس کو دے رہا ہوں دوسرے جب کسی کی غیبت ہو جائے تو فوراً اس سے معافی مانگ لے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کے لئے دعائے خیر کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے یہ عادت جاتی رہے گی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) تکبر کیا ہے؟

سوال:۔ آپ نے اسلامی صفحہ کا آغاز کیا ہے یہ سلسلہ بہت پسند آیا ہماری طرف سے مبارکباد قبول کیجئے۔ اگر آپ تکبر پر روشنی ڈالیں تو مہربانی ہوگی۔

الجواب:۔ تکبر کے معنی ہیں کسی دینی یا دنیوی کمال میں اپنے کو دوسروں سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ دوسروں کو حقیر سمجھے، گویا تکبر کے دو جزء ہیں:

(۱) اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔

(۲) دوسروں کو حقیر سمجھنا۔

تکبر بہت ہی بری بیماری ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی اتنی برائی آئی ہے کہ پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں آج ہم میں سے اکثریت اس بیماری میں مبتلا ہے اس کا علاج کسی ماہر روحانی طبیب سے باقاعدہ کرانا چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے لیٹنا

سوال:۔ میرے ذہن میں کچھ الجھنیں ہیں جن کو صرف آپ ہی دور کر سکتے ہیں وہ یہ کہ بعض

لوگ کہتے ہیں کہ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے نہ تو سونا چاہئے اور نہ ہی بیٹھنا چاہئے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: ۔قبلہ شریف کی طرف پاؤں کرنا بے ادبی ہے اس لئے جائز نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷) خواب کی حقیقت اور اس کی تعبیر

سوال: ۔آپ سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کرنا ہے جو کہ میرے ذہن میں عرصہ سے کھٹک رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ:

(الف) خواب کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟

(ب) کیا یہ صحیح ہے کو بعض خواب بشارت ہوتے ہیں اور بعض خواب شیطانی وسوسہ سے پیدا ہوتے ہیں؟

(ج) نیز یہ کہ کیا خواب کی تعبیر ہم علماء کرام سے یا کسی اور سے معلوم کر سکتے ہیں؟

الجواب: ۔خواب شرعاً حجت نہیں، اچھا خواب مومن کے لئے بشارت کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کی تعبیر کسی سمجھ دار نیک آدمی سے معلوم کرنی چاہئے جو فن تعبیر کا ماہر ہو۔

(۸) حضور ﷺ کی خواب میں زیارت کی حقیقت

سوال: ۔پچھلے دنوں میرے ایک دوست سے گفتگو کے دوران اس نے کہا کہ حضور ﷺ کبھی بھی کسی صحابی رضی اللہ عنہ یا ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خواب میں تشریف نہیں لائے تو کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ حضور ﷺ اس کے خواب میں تشریف لائے ہیں اس بات سے ہم پریشان ہیں کہ آیا پھر جو ہم پڑھتے ہیں کہ فلاں بزرگ کے خواب میں حضور ﷺ تشریف لائے ہیں کہاں تک صداقت ہے؟

الجواب: ۔آپ کے اس دوست کی یہ بات ہی غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ کبھی کسی صحابیؓ کے خواب میں تشریف نہیں لائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے کے متعدد واقعات موجود ہیں، خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت برحق ہے۔ صحیح حدیث میں آنحضرت ﷺ کا

ارشاد ہے۔(مشکوٰۃ،صفحہ نمبر ۳۹۴)

''جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل میں نہیں آ سکتا۔''(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو لوگ خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کے منکر ہیں وہ اس حدیث شریف سے ناواقف ہیں، خواب میں زیارت شریف کے واقعات اس قدر بے شمار ہیں کہ اس کا انکار ممکن نہیں۔

کتاب الذکر والدعاء

والتعویذات

دعا، ذکر، تعویذ اور وظائف
سے متعلق مسائل کا بیان

كتاب الذكر والدعاء والتعويذات

(۱) سحر اور رد سحر کا حکم

سوال:۔ زید اپنی زوجہ ہندہ اور سالے بکر کے ساتھ اپنی بہو صالحہ پر بلاوجہ محض خباثت نفس کی بناء پر طرح طرح کے ظلم وستم کرتا ہے اور طرح طرح کے الزامات اور تہمت تراش کراس کو تمام عالم میں بدنام کررہا ہے، حالانکہ وہ عفیفہ و پاک دامن ہے اس کے علاوہ جادو، سحر اور سفلی علم کرتا اور کراتا ہے اور اعلانیہ کہتا ہے کہ اگر صالحہ جادو سے نہ مرسکی تو میں خود خنجر سے جان لے لوں گا۔ چنانچہ صالحہ نہایت تکلیف میں مبتلا ہے، سحر ثابت ہو گیا ہے۔ ایسے موذیوں کے لئے حکم شریعت کیا ہے اور اگر ان سحر کرنے والوں پر صالحہ کے والدین جواب میں ویسا ہی سحر کرادیں تو صالحہ کے والدین یا صالحہ قابل مواخذہ تو نہیں ہوں گے؟ شرک تو عائد نہیں ہوتا؟

الجواب:۔ سحر کی مختلف اقسام ہیں، بعض تو کفر محض ہیں اور بعض نہیں، جو اقسام کفر ہیں ان کا استعمال کرنا یا سیکھنا سکھانا ہر حال میں حرام قطعی ہے۔ خواہ دفع ضرر کے لئے ہو یا کسی اور غرض سے۔ البتہ سحر کی جو قسم کسی عقیدہ کفریہ پر مشتمل نہیں وہ اگر دوسروں کے اضرار کے لئے بلاوجہ شرعی استعمال کیا جائے تو وہ بھی حرام ہے اور اگر رد سحر یا دفع ضرر کے لئے کیا جائے تو یہ دوسری قسم جائز ہے اور تفصیل ان دونوں قسموں کی یہ ہے کہ جس سحر میں شیاطین و جنات وغیرہ سے استعانت وامداد طلب کی جائے اور ان کو متصرف و موثر مانا جائے یا جن میں قرآن مجید یا دوسرے اسلامی شعائر کی توہین کرنی ہو تو وہ تو کفر ہے اور جس میں یہ باتیں نہ ہوں بلکہ خواص ادویہ وغیرہ سے یا کسی اور خفی طریقہ سے اثر ڈالا جاتا ہو وہ کفر تو نہیں مگر اس کا کرنا تکلیف دینے کی نیت سے حرام

ہے اور دفع ضرر کی نیت سے جائز ہے۔ لہذا اصالحہ کے لئے قسم دوم کا سحر استعمال کرنا جائز ہے اور اگر جان بچنے کی کوئی دوسری صورت نہ ہو تو قسم اول کا استعمال بھی جائز مگر خلاف اولیٰ ہے بشرطیکہ دل میں عقیدہ اسلامیہ کے خلاف کوئی عقیدہ نہ رکھے صرف زبان سے کلمات کہے جیسا کہ شامیہ کتاب العلم میں تفصیل سے لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی محمد شفیع صاحب)

(۲) شوہر کو مطیع کرنے یا محبت کے لئے عمل کرانا کیسا ہے؟

سوال:۔ بلاد دکن میں دستور ہے کہ شوہر کو مطیع بنانے کے لئے پان کا بیڑا اس طرح کھلایا جاتا ہے کہ بیوی غسل کرتے وقت پان کا بیڑا انگوٹھے میں دبا لیتی ہے اور اس پر غسل کا سارا پانی گرتا ہے وہی پان شوہر کو عام طور سے کھلایا جاتا ہے یہ طریقہ موجب مواخذہ ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شوہر کو بلاوجہ شرعی مطیع کرنے کی تدبیریں خواہ مذکور طریقے سے پان کھلانا یا کسی تعویذ وغیرہ کے ذریعے سے کرنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر شوہر ظلم کرتا ہے اور اس کے جائز حقوق ادا نہیں کرتا یا اس سے نفرت رکھتا ہے تو یہ تدبیریں جائز حدود کے اندر جائز ہیں اور اس صورت میں مذکور پان کا بیڑا کھلانا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس پر نجاست نہ لگی ہو غسل کا پانی مفتی بہ قول کے موافق نجس نہیں ہے۔ اگر خاوند ظلم کرتا ہو، حقوق ادا نہ کرتا ہو تو پھر محبت کا ایسا تعویذ کرنا کرانا جائز ہے جس میں کوئی جنتر منتر وغیرہ یا کوئی ناجائز چیز اور شوہر کو مسحور مسلوب الاختیار کرنا نہ ہو۔ واللہ اعلم۔
(مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(۳) ظالم شوہر سے طلاق کے لئے پاک عمل کرانا

سوال:۔ ہندہ نامی لڑکی حامد سے شادی کرنا چاہتی تھی مگر اس کے والدین نے اس کا نکاح خالد سے کردیا۔ نکاح کے بعد دونوں میں نا اتفاقی رہی، اور ابھی یہ حال ہے کہ دو سال سے وہ اپنے والدین کے گھر ہے۔ اس کا شوہر نہ اسے بلاتا ہے اور نہ کچھ خرچ دیتا ہے بلکہ اب وہ دوسرا نکاح کررہا ہے، کہتا ہے کہ میں زندگی بھر ہندہ کو تڑپاؤں گا، نہ طلاق دوں گا اور نہ اپنے پاس بلاؤں گا۔ ہندہ طلاق لے کر حامد سے نکاح کرنا چاہتی ہے۔ اگر وہ کوئی ایسا پاک عمل کسی عامل سے کرالے

کہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے، جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ شوہر کی انتہائی ظلم اور تعدی ہے کہ نہ طلاق دیتا ہے نہ آباد کرتا ہے بلکہ عمر بھر اسے سڑانا چاہتا ہے۔ ایسے حالات میں ھندہ گناہ کی مرتکب ہوسکتی ہے۔ لہذا اسے ایسا پاک عمل ''جس سے شوہر اسے طلاق دے دے'' کرانے کی اجازت ہوگی۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴) غیر مسلم کا تعویذ باندھنا

سوال:۔ ہندو (یا اور کسی غیر مسلم) سے تعویذ لے کر باندھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ہندو (وغیرہ) سے تعویذ لینا اور باندھنا احتیاط کے خلاف ہے کیونکہ یہ لوگ عموماً کلمات کفریہ سے استعانت وغیرہ کے الفاظ یا ایسے جنتر منتر لکھتے ہیں جن کا اعتبار کفر ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے تعویذ کا استعمال حرام ہے۔ البتہ اگر یہ معلوم ہوجائے کہ اس نے تعویذ میں کوئی ایسی چیز نہیں لکھی جس کا اعتقاد حرام ہو تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن بہر حال ایک کافر کے لکھے ہوئے نقوش سے شفا طلب کرنا غیرت اسلامی کے بالکل خلاف ہے۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

اوراد و وظائف

(۴) قرض سے خلاصی کا وظیفہ

سوال:۔ ہم تین لاکھ کے قرض دار ہوگئے ہیں۔ آنجناب کچھ پڑھنے کے لئے بتائیں؟

الجواب:۔ سورۃ الشوریٰ پارہ (۲۵) کے دوسرے رکوع کی آخری آیت اللّٰہ لطیف بعبادہ آخر تک اسی (۸۰) مرتبہ فجر کے بعد پڑھا کریں اور گناہ کبیرہ سے اجتناب کریں۔ اس سے توبہ کریں۔ والسلام (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) نوکری کے لئے وظیفہ

سوال:۔ مولانا صاحب میرا بیٹا انٹر پاس نوجوان ہے۔ نوکری نہیں ملتی، کوئی وظیفہ تحریر فرما

دیجئے۔

الجواب:۔ اسے چاہئے کہ ہر نماز با جماعت تکبیر اولیٰ کی پابندی کے ساتھ ادا کرے اور نماز کے بعد تین بار سورہ فاتحہ اور تین بار آیت الکرسی پڑھ کر دعا کیا کرے۔ والسلام۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶) بچے کی بیماری اور اس کا وظیفہ

سوال:۔ گذارش ہے کہ میرے پوتے کا نام محمد عمر خان ہے۔ اکثر بیمار رہتا ہے والدین کا خیال ہے کہ شاید نام موافق نہیں آیا اگر ایسا ہے تو کیا نام تبدیل کر دیں؟

الجواب:۔ نام ٹھیک ہے بدلنے کی ضرورت نہیں۔ سورۃ فاتحہ سات مرتبہ، آیت الکرسی اور چاروں قل تین تین مرتبہ پڑھ کر دم کر دیا کریں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷) رشتہ کے لئے وظیفہ

سوال:۔ میں ایک بیوہ عورت ہوں، میری ایک بیٹی ہے جس کا رشتہ کافی سالوں کی کوششوں کے باوجود نہیں ہو رہا ہے میری خواہش ہے کہ اس کا رشتہ کسی صالح اور دیندار گھرانے میں ہو جائے آنجناب اس کے لئے کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں۔ میرا بیٹا دوبئی میں ملازمت کرتا ہے پہلے پہل تو کام صحیح ہوتا رہا لیکن کچھ عرصہ سے حالات صحیح نہیں ہیں ہمارے گھر میں تعویز بھی کوئی پھینکتا ہے اس کے بعد پریشانی آتی ہے۔

الجواب:۔ دل سے دعا کرتا ہوں۔ نماز عشاء کے بعد اول وآخر ۱۱۔ ۱۱ مرتبہ درود شریف اور درمیان میں گیارہ سو مرتبہ یا لطیف پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اللہ رب العزت آپ کی مشکل کو آسان فرمائے؟ (مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) شہد کی مکھی کے کاٹنے کا دم

سوال:۔ ہمارے گھر میں کسی کو شہد کی مکھی کاٹ لیتی تھی تو ہماری والدہ سورۃ الناس پڑھ کر دم

کرتی تھیں مگر سورۃ الناس پڑھتے ہوئے لفظ ناس کا س ہٹا کر صرف حرف نا پڑھتی تھیں کچھ دن پہلے میں نے بھی اسی طرح سورۃ پڑھی تو مجھے خیال آیا کہ کہیں یہ قرآن شریف کی تحریف تو نہیں ہے آنجناب رہنمائی فرمائیں؟

الجواب:۔ اگر ''نا'' کا لفظ آیت کے ساتھ ملایا نہیں جاتا بلکہ آیت پوری پڑھ کر پھر یہ لفظ بولا جاتا ہے تو کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اگر آیت سے سین ہٹا دیتے ہیں تو جائز نہیں۔

(مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹) سانس کی تکلیف کا وظیفہ:

سوال:۔ میرے بھائی کو ڈاکٹر حضرات بڑا ابخار بتاتے ہیں کہ بگڑ گیا ہے سانس کی تکلیف کی وجہ سے ایک ڈاکٹر نے ناک کا آپریشن بھی کیا ہے اکثر بیٹھے بیٹھے دماغ سن ہو جاتا ہے کوئی آسان عمل لکھ دیں۔

الجواب:۔ السلام علیکم۔ یہ ناکارہ عملیات کے فن سے تو واقف نہیں ہوں البتہ دعا کرتا ہوں۔ سورۃ فاتحہ کو حدیث میں شفا فرمایا گیا ہے۔ اکتالیس (۴۱) بار پڑھ کر پانی میں دم کر کے ہلایا کریں کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی برکت سے شفاء عطا فرمادیں گے۔

(مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰) جادو کا توڑ

سوال:۔ میں گزشتہ نو سال سے تجارت کے پیشہ سے وابستہ ہوں لیکن انتہائی سعی اور جہد و جہد کے باوجود حالات بتدریج خراب ہوتے جارہے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ نوبت آ گئی ہے کہ گھر کا خرچہ اور بچوں کی فیسوں تک کے لالے پڑ گئے ہیں۔ شک پڑتا ہے کہ کسی بداندیش نے مجھ پر جادو کر دیا ہو۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مجھ پر حسب البحر نامی جادو کیا گیا ہے آپ اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں؟

الجواب:۔ آپ کی پریشانی سے بہت دل دکھا، دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانیوں

کو دور فرمادے۔ کسی اچھے عامل کو دکھالو تو بہتر ہے میں تو ان عملیات کو جانتا نہیں ایک عمل بتاتا ہوں وہ کریں انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے۔

مغرب یا عشاء کے بعد گھر کے تمام افراد بیٹھ کر تین سو تیرہ (۳۱۳) مرتبہ آخری دونوں سورتیں (معوذین) پڑھ کر دعا کریں۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائیں گے۔ گھر کے تمام افراد نماز کی پابندی کریں اور گھر میں ٹی وی وغیرہ نہ چلائیں دعا کرتا ہوں کہ آپ کی تمام مشکلات کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے آسان فرمائے۔

(۱۱) پریشانیوں سے حفاظت کا وظیفہ:

سوال:۔ ہماری ساری زندگی عذابوں میں گزری۔ باپ نشئی اور غلط عورتوں کے چکر میں رہنے والا تھا، ماں اس غم میں چل بسی۔ ایک امید تھی کہ شادی ہوئی تو حالات بدل جائیں گے مگر شوہر بھی نشئی نکلا۔ ہم چار بہنیں ہیں مگر ایک بھی سکھی نہیں۔ ایک کو طلاق ہو چکی ہے ایک کی اتنی عمر ہونے کے باوجود شادی نہیں ہوئی۔ میرے شوہر روزانہ شراب کے نشے میں مار کٹائی کا بازار گرم رکھتے ہیں۔ طلاق تک نوبت پہنچتی ہے۔ چوتھی کا بھی یہی حال ہے۔ کوئی وظیفہ بتائیں اور دعا بھی فرمائیں؟

الجواب:۔ آپ نے جو حالات لکھے ہیں اس پر صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام پریشانیوں کو دور فرمائے۔ یہ دنیا راحت کی جگہ نہیں بلکہ راحت کی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اللہ نصیب فرمائے۔ اسی لئے جیسے بھی حالات ہوں صبر و شکر کے ساتھ وقت گزارنا چاہئے۔ پانچ وقت کی نماز کی پابندی کریں اور ہر نماز کے بعد سورۃ فاتحہ سات (۷) مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ یہ سب سے بڑا وظیفہ ہے اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلوادیں۔ ٹی وی وغیرہ ہے تو اس کو گھر سے نکال دیں اور اپنے شوہر کو میرے پاس بھیجیں میں ان کو مفید مشورہ دوں گا۔

(مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) بے خوابی کا وظیفہ اور دوردتاج کا حکم

سوال:۔ میں بے خوابی کی تکلیف سے پریشان رہتی ہوں ایک صاحب نے مجھ کو دردوتاج اور

سورہ توبہ کی آخری دو آیات پڑھ کر پانی پر دم کر کے پینے کو کہا ہے مجھے پہلے سے آرام ہے مگر کچھ لوگوں نے مجھے کہا کہ درود تاج نہیں پڑھنا چاہئے کیا یہ بات صحیح ہے۔

الجواب:۔ سورہ یٰسین پڑھ کر دم کر کے پانی پی لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء عطا فرمائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳) چلتے پھرتے مجلس میں ذکر کرتے رہنا، جبکہ ذہن متوجہ نہ ہو کیسا ہے؟

سوال:۔ میری عادت ہے کہ میں اکثر یہ کوشش کرتا ہوں کہ لا الہ اللہ کا ورد کرتا رہوں۔ چنانچہ یوں ہوتا ہے کہ میں کسی جگہ بھی بیٹھا ہوتا ہوں تو دل میں ورد کرتا رہتا ہوں اسی طرح کالج آتے جاتے یا کلاس روم میں بیٹھے ورد کرتا رہتا ہوں اور درمیان میں لوگوں سے بات چیت بھی کر لیتا ہوں یعنی یہ ذکر خشوع وخضوع کے بغیر ہوتا ہے اور دھیان اکثر کسی اور طرف ہوتا ہے۔ کیا جان بوجھ کر اس طرح ذکر کرنا صحیح ہے یا ذکر کی بے ادبی ہے؟ نیز ایک عالم فرماتے ہیں کہ صرف لا الہ الا اللہ کا ورد صحیح نہیں بلکہ نو دس دفعہ کے بعد لا الہ الا اللہ کے ساتھ کم از کم ایک بار محمد رسول اللہ (ﷺ) بھی کہنا ضروری ہے۔ نیز صرف یہ ذکر نہ کریں بلکہ بدل بدل کر سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر وغیرہ سب کا ورد کریں جبکہ میرے خیال میں تو یہ پابندی لازمی نہیں جبکہ احادیث میں کثرت کلمہ طیب کی ترغیب آتی ہے اور کسی میں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ صرف یہی ذکر کرنا منع ہے۔ اس بارے میں بھی آپ رہنمائی فرما دیں۔

الجواب:۔ کلمہ شریف کا لساناً یا قلباً ذکر کرتے رہنا مطلوب بھی اور محمود بھی ہے اور درمیان میں ضروری بات چیت کا ہو جانا خلاف ادب نہیں، خشوع وخضوع اگر نصیب ہو جائے تو سبحان اللہ ورنہ نفس ذکر بھی خالی از فائدہ نہیں کہ اس کی برکت سے انشاء اللہ خشوع بھی نصیب ہوگا وقفے وقفے سے درمیان میں محمد رسول اللہ ﷺ بھی ضرور کہہ لینا چاہئے اور دیگر اذکار بھی اگر وقتاً فوقتاً ہو تو بہت اچھا ہے ورنہ جس ذکر کے ساتھ قلب کو مناسبت ہو جائے وہی انفع ہے انشاء اللہ اسی سے بیڑا پار ہو جائے گا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۴) درجات کی بلندی کے لئے وظائف پڑھنا

سوال:۔ سوال یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی مبارک حدیث ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن بعد نماز عصر اسی ہیئت پر بیٹھ کر اسی (۸۰) دفعہ درود شریف پڑھے گا اس کے اسّی سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور اسّی درجے جنت میں بڑھیں گے۔ سوال یہ ہے کہ جن کی عمر ابھی ۸۰ سال نہیں ہوئی تو ان کے ۸۰ سال کے گناہ کیسے معاف ہوں گے۔؟

الجواب:۔ اگر اسی سال کی عمر ہوئی تو گناہ معاف ہو جائیں گے ورنہ اتنے درجات بلند ہو جائیں گے۔

سوال:۔ استغفار درود شریف دعائیں تیسرا کلمہ سب سے زیادہ ثواب کس چیز کے پڑھنے کا ہے؟

الجواب:۔ کلمہ شریف سب سے افضل ہے (تیسرا کلمہ بھی اس میں داخل ہے) دوسرے مرتبہ پر درد شریف ہے اور تیسرے مرتبہ پر استغفار ہے۔ مگر ہم جیسے لوگ جو گناہ میں ملوث ہیں ان کے لئے استغفار افضل ہے تاکہ ظاہری و باطنی گناہوں سے پاک ہو کر درود شریف اور کلمہ شریف پڑھ سکیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۵) حضور ﷺ کے لئے ہم دعائیں کیوں مانگتے ہیں؟

سوال:۔ حضور ﷺ امت کی دعاؤں کے محتاج نہیں، اگر یہ صحیح ہے تو ہم آپ ﷺ کے لئے دعا کیوں مانگتے ہیں؟

الجواب:۔ دو وجہ سے۔ ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ محتاج نہیں مگر ہم محتاج ہیں اور آنحضرت ﷺ کے لئے مانگنے کا حکم دینا ہمارے احتیاج کی وجہ سے ہے تاکہ آنحضرت ﷺ کی برکت سے رحمت خدا ہماری طرف متوجہ ہو اور ہمیں آنحضرت ﷺ سے تعلق و محبت میں اضافہ نصیب ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ ہمارے حق محبت کا تقاضا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ قرب و رضائے خداوندی سے درجات عالیہ پر فائز ہیں اور ان میں ہر لمحہ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور امت کے مخلصین کی جتنی بھی دعائیں اور درود و سلام آپ ﷺ کو پہنچیں اسی قدر ان درجات میں اضافہ ہو گا اور آپ ﷺ کے درجات قرب و رضا میں ترقی کے انوار بھی امت کی طرف منعکس ہوں

گے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶) ماثورہ دعائیں پڑھنے کا اثر کیوں نہیں ہوتا؟

سوال:۔ مختلف احادیث میں بعض دعاؤں کے پڑھنے پر جان و مال وغیرہ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے یا طلب پوری ہونے کی خوشخبری وغیرہ ہے۔ اس بارے میں ایک آدمی کی سوچ یہ ہے کہ مسلمان ہونے کی ناطے ہمارا یہ ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ کی کوئی بات غلط نہیں ہوسکتی۔ دوسری طرف بعض اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ ہم حدیث میں منقول ہوئی دعا وغیرہ پڑھتے ہیں لیکن حدیث میں منقول مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ دراصل یقین کی کمی اور اعمال کی کمی ہوتی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان برحق ہے، لیکن بعض اوقات ہمارے ان دعاؤں کے پڑھنے میں جیسا استحضار ہونا چاہئے وہ نہیں ہوتا اور کبھی ہمارے اعمال بد اس مقصود سے مانع ہوجاتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ اطباء ایک دوا کی خاصیت بیان کرتے ہیں جس کا بارہا تجربہ ہوچکا ہے لیکن کبھی دوا کا وہ مطلوب اثر ظاہر نہیں ہوتا تو اس کا سبب یہ نہیں کہ یہ دوا اثر نہیں رکھتی بلکہ اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ کوئی عارض اس اثر سے مانع ہوجاتا ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷) ہماری دعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟

سوال:۔ آپ سے ایک بات پوچھنا ہے وہ یہ کہ ہماری دعائیں کیوں پوری نہیں ہوتیں؟ بعض لوگ نہ نماز، قرآن پڑھتے ہیں نہ حقوق العباد کا خیال رکھتے ہیں مگر پھر بھی انہیں کوئی پریشانی، کوئی غم نہیں، کوئی بیماری نہیں، خوشحال ہیں اور ہر طرح سے خوش اور دنیاداری میں مگن ہیں جبکہ بعض لوگ نماز قرآن کے پابند بھی ہیں پھر بھی مختلف پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں، بیماری جان نہیں چھوڑتی، ایسے میں بہت افسوس ہوتا ہے آخر اس طرح سے کیوں ہے؟ خدا تعالیٰ ان کی کیوں نہیں سنتا؟ اس پر خودکشی تک کے خیال آنے لگتے ہیں۔

الجواب:۔ یہاں چند باتیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہئیں۔

اول یہ کہ کسی شخص کی دعا بظاہر قبول ہونا اس کے مقبول عند اللہ ہونے کی دلیل نہیں اور کسی شخص کی دعا کا بظاہر قبول نہ ہونا اس کے مردود ہونے کی علامت نہیں بلکہ بعض اوقات معاملہ برعکس ہوتا ہے کہ ایک شخص عند اللہ مقبول ہے مگر اس کی دعائیں بظاہر مقبول نہیں ہوتیں دوسرا شخص عند اللہ ناپسندیدہ ہے مگر اس کی دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ میں نے شیخ تاج الدین ابن عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ کی کتاب میں ایک حدیث پڑھی تھی جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ ایک شخص دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اس کا کام کرنے میں توقف کرو کیونکہ اس کا ہاتھ پھیلانا اور میرے سامنے اس کا گڑگڑانا بہت اچھا لگتا ہے۔

دوم یہ کہ کسی شخص کو دعا کی توفیق ہو جانا بہت بڑی نعمت ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلائے اس کو یہ بدگمانی ہرگز نہیں ہونی چاہئے کہ اس کی دعا قبول ہوگی یا نہیں بلکہ یقین رکھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت سے دعا ضرور قبول فرمائیں گے۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں حدیث ہے کہ حق تعالیٰ بہت ہی کریم اور صاحب حیا ہیں جب بندے اس کی پاک بارگاہ میں ہاتھ پھیلاتے ہیں تو اس کو شرم آتی ہے کہ وہ ان کو خالی ہاتھ واپس کر دیں۔

سوم یہ کہ ہماری کوتاہ نظری اور غلط فہمی ہے کہ ہم جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں اگر وہی چیز مل جائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ دعا قبول ہوگئی اور اگر وہی مانگی ہوئی چیز نہ ملے تو سمجھتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ قبولیت دعا کی صرف یہی ایک شکل نہیں۔ مسند احمد کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی بندہ مسلم دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتے ہیں۔ یا تو جو کچھ اس نے مانگا وہی عطا فرما دیتے ہیں یا اس کی دعا کو ذخیرہ آخرت بنا دیتے ہیں یا اس دعا کی برکت سے اس شخص سے کسی آفت کو ٹال دیتے ہیں۔ **(مشکوٰۃ)**

الغرض دعا تو ضرور قبول ہوتی ہے لیکن قبولیت کی شکلیں مختلف ہیں اس لئے بندے کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگتا رہے اور پورا اطمینان رکھے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے حق میں بہتر معاملہ فرمائیں گے۔ دعاؤں کے قبول نہ ہونے کی وجہ سے تنگ دل ہو جانا اور اللہ تعالیٰ سے ناراض ہو کر خودکشی کے خیالات میں مبتلا ہونا آدمی کی کم ظرفی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بندے کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے بشرطیکہ جلد بازی سے کام نہ

لے۔عرض کیا گیا کہ جلد بازی کا کیا مطلب ارشاد فرمایا کہ جلد بازی یہ ہے کہ آدمی یوں سوچنے لگے کہ میں بہت سی دعائیں کیں مگر قبول ہی نہیں ہوئیں اور تھک کر دعا کرنا چھوڑ دے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) جب ہر چیز کا وقت مقرر ہے تو پھر دعائیں کیوں مانگتے ہیں؟

سوال:۔ میں نے سنا ہے اور یقین بھی ہے اس بات پر کہ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔مثلاً شادی، موت، پیدائش وغیرہ تو پھر ہم لوگ دعائیں کیوں مانگتے ہیں؟ مثلاً بعض لڑکیاں شادی کے لئے وظیفہ پڑھتی ہیں تو کیا فائدہ؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے شادی کا وقت مقرر کیا ہے، شادی تو اسی وقت پر ہوگی۔کیا مانگنے سے خدا تعالیٰ تقدیر کا لکھا بدل دے گا؟

الجواب:۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دار الاسباب بنایا ہے اور دعا بھی اسباب میں سے ایک سبب ہے اور اسباب تقدیر کے مخالف نہیں بلکہ تقدیر کے ماتحت ہیں دیکھئے ہم بیمار پڑتے ہیں تو علاج معالجہ کرتے ہیں یہ علاج معالجہ تقدیر کے ماتحت ہے اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو علاج معالجہ سے شفا ہو جائے گی اور اگر منظور نہیں ہوگا تو نہیں ہوگی۔یہی حال دعاؤں کا سمجھنا چاہئے کہ یہ بھی تقدیر کے ماتحت ہیں اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگی تو مانگی ہوئی چیز مل جائے گی نہیں منظور تو نہیں ملے گی اور یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ دعا اپنی احتیاج اور بندگی کے اظہار کے لئے ہے اس لئے بندے کو اپنا کام (اظہار عجز و بندگی) سے کرتے رہنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ کا کام اس پر چھوڑ دینا چاہئے۔

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است وبس
در بند آن مباش کہ نہ شنید یا شنید

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۹) حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا وظیفہ

سوال:۔ میں حضور ﷺ کی زیارت کرنا چاہتی ہوں مہربانی کر کے کوئی ایسا پڑھنے کا عمل بتایئے کہ ہمیں خواب میں یا بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو۔مجھے بڑا شوق ہے۔کوئی ایسا

پڑھنے کا عمل بتائے کہ ہم آسانی سے کرسکیں اور میری طرح دوسرے لوگ جو اس کے خواہشمند ہیں وہ کرسکیں؟

الجواب:۔ آنحضرت ﷺ کا خواب میں زیارت ہو جانا بڑی سعادت ہے یہ ناکارہ تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے ذوق کا عاشق ہے۔ ان کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ حضرت دعا کیجئے کہ خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت ہو جائے تو انہوں نے ارشاد فرمایا بھائی تمہارا بڑا حوصلہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زیارت چاہتے ہو۔ بہر حال اکابر فرماتے ہیں کہ دو چیزیں زیارت میں معین و مددگار ہیں ایک ہر چیز میں اتباع سنت کا اہتمام، دوئم کثرت سے درود شریف کو ورد زبان بنانا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰) بخشش کے لئے ستر ہزار دفعہ کلمہ پڑھنا

سوال:۔ زید اپنی زندگی میں اپنے لئے پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ کر اپنے لئے ذخیرہ کرتا ہے کہ موت کے بعد میری بخشش ہو جائے۔ یا اس طرح کسی کی موت کے بعد اسے پچھتر ہزار دفعہ پڑھ کر بخشتا ہے تو کیا ان دونوں کی بخشش ہو جائے گی؟ پورا کلمہ پڑھیں یا صرف لا الہ الا اللہ پڑھیں؟

الجواب:۔ بعض روایات میں وارد ہے کہ جس نے کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا، یہ اس کے لئے جہنم سے فدیہ ہو جائے گا۔ شامی نے اسے رسالہ منۃ الجلیل میں نقل کیا ہے۔ اور امام قرطبیؒ سے اسی طرح منقول ہے کہ دوسرے کے لئے بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ پس زید اور جس کے لئے پڑھا گیا ہے اس کی مغفرت کی امید ہے۔ صحیح تعداد ستر ہزار ہے اور کلمہ کا اول حصہ لا الہ الا اللہ البتہ کبھی کبھی دوران ورد پورا کلمہ بھی پڑھ لیا جائے۔ (مفتی عبدالستار)

(۲۱) سوا لاکھ مرتبہ آیت کریمہ پڑھنے کا حکم

سوال:۔ آج کل یہ رواج عام ہوتا جا رہا ہے کہ کسی بھی محلے یا گھر سے لوگ جمع ہو کر آیت کریمہ "لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین" پڑھتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت

یونس علیہ السلام کو آیت کریمہ کے ورد سے مشکل سے نجات دی تھی اسی طرح ہماری مشکل بھی دور ہو جائے گی۔ اس ورد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور نیز مشکل کے وقت اسلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کا کیا طریقہ سکھایا ہے؟

الجواب:۔ سوالا کھ مرتبہ آیت کریمہ کا ورد کرنا کوئی شرعی حکم نہیں ہے کہ مصیبت کے وقت ایسا کرنا ضروری ہو بلکہ یہ دعا کرنے کا ایک طریقہ ہے جیسے دوسرے طریقوں سے دعا کرنا جائز مشروع ہے ایسے ہی آیت کریمہ کا ورد مذکور کر کے دعا کی جائے تو قبولیت کی بہت امید ہے اور دفع بلاء کا ظن غالب ہے۔ بس اس ورد کی شرعی حیثیت یہی ہے۔ واللہ اعلم (مفتی عبدالستار)

(۲۲) مروجہ قرآن خوانی کی شرعی حیثیت

سوال:۔ خاص مواقع پر بعض لوگ کھانا پکواتے ہیں پھر لوگوں کو جمع کر کے قرآن خوانی کرواتے ہیں اور پھر کھانا کھلاتے ہیں۔ بعض گھروں میں آئے دن قرآن خوانی ہوتی ہے جس میں محلے کی عورتوں وغیرہ بلوائی جاتی ہیں۔ کبھی مدرسے کے بچے آتے ہیں جو قرآن کریم کو توجہ سے پڑھے بغیر بس جلدی سے ختم کر دیتے ہیں۔ اکثر تو پانچ منٹ میں پارہ پڑھ دیتے ہیں۔ بعض لوگ گھروں پر سپارے تقسیم کرا دیتے ہیں۔ ان سب کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب:۔ فی نفسہ قرآن کریم کی تلاوت ایصال ثواب یا خیر و برکت کے لئے کرنا یا کرانا، اور غریبوں کو حصول ثواب یا ایصال ثواب کی نیت سے کھانا کھلانا بلاشبہ موجب اجر و ثواب ہے لیکن شریعت نے اس کے لئے نہ کوئی دن اور وقت مقرر کیا ہے اور نہ اس کے لئے لوگوں کو دعوت دے کر اجتماع منعقد کرنے کی کوئی ترغیب دی ہے۔ اب اس کے لئے اپنی طرف سے کوئی دن یا وقت اس طرح مقرر کر لیا جائے گویا وہ شریعت کی طرف سے مطلوب ہے یا ان امور کی ایسی پابندی کی جائے جیسی فرائض و واجبات کی، کی جاتی ہے اور جو شخص اس میں شریک نہ ہوا سے مستحق ملامت قرار دیا جائے تو یہ تمام باتیں اس اجتماع اور دعوت کو بدعت بنا دیتی ہیں اور آج کل ایصال ثواب کی محفلوں میں عموماً یہ باتیں پائی جاتی ہیں، بلکہ بعض لوگ خصوصاً خواتین صرف سر سے بلا ٹالنے کے لئے قرآن خوانی میں ہو آتی ہیں اور اگر نہ جائیں تو بلانے والوں کی ناراضگی مول لینی پڑتی ہے۔ سپارے گھر پر بانٹنے سے عموماً لوگ پڑھ کر نہیں دیتے بلکہ اسے بوجھ سمجھتے ہیں اس لئے

علماء کرام اجتماعی قرآن خوانی کی مطلق ہمت افزائی نہیں کرتے کہ اس سے بدعات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔اس کے بجائے یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ہر شخص انفرادی طور پر تلاوت کر کے میت کو اپنے طور پر ثواب پہنچائے۔مختلف کتب فقہ میں قرآن خوانی کے وقت کھانا وغیرہ پکوانے کو بدعت اور مکروہ لکھا ہے۔ (فتاویٰ بزازیہ والفتح الرحمانی) (ملخص)

(۲۳) جب بیل میں بٹن دبانے پر اللہ اکبر کی آواز نکلے، گھر یا آفس میں اُسے استعمال کرنا

سوال:۔ آج کل بازاروں میں ایک "ڈوربیل"[1] بک رہا ہے، اس کی سوئچ دبانے (آن کرنے) سے اللہ اکبر کی آواز نکلتی ہے جس سے گھر والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ دروازہ پر کوئی آیا ہے یا آفس میں اسے لگایا جاتا ہے۔ کسی نوکر یا خادم کو بلانے کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے تو یہ بیل استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں اس بیل کا استعمال جائز نہیں۔اس میں اللہ عزوجل کے مبارک اور بے حد قابل عظمت نام کو کسی کو اپنے آنے کی خبر دینے یا کسی کو بلانے کے لئے استعمال کرنا لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں گناہ کا کام ہے۔اس کے اس طرح استعمال کرنے میں اللہ تعالیٰ کے پاک اور مبارک نام کی توہین ہے۔لہٰذا گھر پر یا آفس میں اسے استعمال نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ کا مبارک نام خالص ذکر الٰہی کی نیت اور ارادہ سے لینا چاہئے۔اپنی کوئی دینوی غرض پوری کرنے کے لئے اس مبارک نام کو استعمال کرنا بہت ہی نامناسب اور ایمانی غیرت کے منافی ہے۔فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص لوگوں کو اپنی آمد کی خبر دینے کے لئے یا اللہ کہے تو یہ مکروہ ہے اور جیسے کوئی شخص سبق ختم ہونے کی خبر دینے کے لئے "اللہ یعلم" کہے تو یہ بھی مکروہ ہے یا کوئی چوکیدار زور سے لا الہ الا اللہ پڑھے اور اس سے اس کا مقصد اپنے بیدار ہونے کی خبر دینا ہو تو یہ بھی مکروہ ہے۔درمختار میں ہے وقد کرھوا واللہ اعلم ونحوہ لا علم ختم الدرس یقرء ردالمختار شامی میں ہے قولہ لا علم لم ختم الدرس اما اذالم یکن اعلا ما بانتہا نہ لا یکرہ الخ ۔فقط

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

[1] دروازے کی گھنٹی

(۲۴) اوقات نماز کے علاوہ مسجد میں مجلس ذکر قائم کرنا اور بذریعہ مائیکرو فون عورتوں کو ذکر کی تلقین کر کے انکی مجلس ذکر مکان میں قائم کرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ ایک مشہور عالم عارف باللہ اور مسلم بزرگ ہیں ان کا فیض ہندو پاک انگلینڈ اور بہت سے ممالک میں جاری ہے ان کے ایک مجاز عالم نے ان کی اجازت سے ذکر کا حلقہ قائم کیا ہے۔ ہر ہفتہ مسجد میں جبکہ وہ نمازیوں سے اور تلاوت کرنے والوں سے خالی ہو مردوں کے لئے ذکر کا حلقہ قائم کرتے ہیں اور مسجد سے کافی فاصلہ پر ایک مدرسہ میں مستورات جمع ہوتی ہیں۔ مائیکرو فون کے ذریعہ سے ان کو ذکر کی تلقین کی جاتی ہے الحمدللہ اس سے مردوں عورتوں میں دین کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے اور نفع کی صورت پیدا ہو رہی ہے اگر یہ مرد اور عورتیں گھروں پر ہوتیں تو اپنا قیمتی وقت ٹیلیویژن، وڈیو اور دیگر خرافات میں ضائع کرتیں۔ بہت سے علماء حضرات اس طریقہ ذکر (مسجد اور مدرسہ میں مردوں اور عورتوں کے اجتماع گاہ) کی ہمت افزائی نہیں کرتے اسی طرح ایک اور مجلس ذکر مسجد میں جب کہ وہ نمازیوں اور تلاوت کرنے والوں سے خالی ہو مسلمانوں کی افادہ کی نیت سے شروع ہونے والی ہے جس میں ایک عالم مختصر بیان کریں گے اس کے بعد ختم خواجگان ہوگا۔ (حضرت تھانویؒ کی خانقاہ میں جس طرح ہوتا تھا) پھر ذکر ہوگا اور بعد میں اجتماعی دعا ہوگی۔ حضرت والا سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا مجلس کے انعقاد میں شرعاً کوئی قباحت ہے؟

الجواب:۔ مشائخ حق کے یہاں خانقاہوں میں ذکر جہری ذکر سری مراقبہ کا عمل تواتراً جاری ہے۔ یہ حضرات اپنے اپنے تجربات کی روشنی میں روحانی امراض کا علاج تجویز کرتے ہیں اور برائیوں گناہوں سے بچانے کی تدبیر بتاتے ہیں۔ مقصود تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ اپنے مریدوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کی معرفت محبت اور تعلق پیدا کرنے کے لئے اور ان کو یاد الٰہی میں مشغول رکھنے کے لئے شرعی حدود کے دائرہ میں رہ کر کوئی حلقہ ذکر جاری کریں اور اس طریقہ پر اصرار نہ ہو اس طریقہ میں شرکت نہ کرنے والوں سے بدگمانی اور ان کو گناہ گار نہ سمجھا جائے اور ان کی تحقیر و تذلیل نہ کی جائے اور ان کے ذکر سے نمازیوں اور سونے والوں کو تشویش اور خلل نہ ہو تو اس کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ البتہ عورتوں کا اجتماع امر نازک ہے۔ اگر گھروں میں رہتے ہوئے اس کی صورت کی

جا سکتی ہو تو بہت بہتر ہے۔ اگر ایسی صورت نہ بنتی ہو اور عورتیں پردہ کے پورے اہتمام کے ساتھ اپنے محرم کے ہمراہ آمد و رفت کریں یا ایسی قابل اعتماد رفاقت اختیار کریں کہ جس سے فتنہ اور بدنامی سے محفوظ رہ سکیں اور ان کی عزت و آبرو پر کسی طرح کا کوئی داغ دھبہ نہ آئے تو اپنے نفع کی امید پر اور گناہوں، خرافات اور برائیوں سے حفاظت (جس کی نشاندہی سوال میں کی گئی ہے) کی وجہ سے گنجائش نکل سکتی ہے۔ بشرطیکہ اسے دینی حکم اور سنت طریقہ نہ سمجھا جائے اور اس پر اصرار نہ ہو اور خدانخواستہ کسی وقت فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو جائے تو پھر اس طریقہ کو چھوڑنا ضروری ہوگا۔ مستقلاً حلقہ ذکر کے بجائے تفسیر قرآن یا درس قرآن کے نام سے مجلس کا قیام ہو اور اس میں تفسیر قرآن ہو۔ اسی طرح ضروری مسائل کا مذاکرہ ہو اور ساتھ ساتھ کچھ وقت ذکر کے لئے بھی رکھا جائے تو یہ صورت زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں مجتمع ہو کر تلاوت کلام پاک اور اس کا دور نہیں کرتی مگر ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔ بحوالہ فضائل قرآن، صفحہ ۳۱۔۲۳ حدیث نمبر ۲۲۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۵) دعا میں کسی بزرگ کا واسطہ دینا

سوال:۔ دعا مانگتے وقت یہ کہنا کیسا ہے کہ یا اللہ فلاں نیک بندے کی خاطر میرا فلاں کام کر؟

الجواب:۔ مقبولان الٰہی کے طفیل دعا کرنا جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۶) فرض یا واجب یا سنت کے سجدوں میں دعا کرنا

سوال:۔ فرض یا واجب، سنت یا نفل نمازوں کے سجدوں میں دعا کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ اگر غیر عربی میں ہو تو حرج ہے یا کہ نہیں؟

الجواب:۔ نماز کے سجدے میں قرآن و حدیث میں وارد شدہ دعا کرنا جائز ہے غیر عربی میں

درست نہیں۔ فرض نماز میں اگر سجدہ کے طویل ہونے سے مقتدیوں کو تنگی لاحق ہو تو امام کو چاہئے کہ سجدہ میں تسبیحات پر اکتفا کرے اپنی الگ نماز میں جتنی چاہئے سجدے میں دعائیں کرے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۷) دعا کے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھانا

سوال:۔ حضرت جابر بن سمرۃؓ اور حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگو نماز میں نظریں آسمان کی طرف نہ اٹھاؤ، خدشہ ہے کہ یہ نظریں اچک لی جائیں اور واپس نہ آئیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ کیا یہ حدیث پاک دعا کے وقت آسمان پر جو انسان نظریں اٹھاتا اور ہاتھ پھیلا کر اپنے رب سے مانگتا ہے اس پر بھی صادق آتی ہے یعنی دعا کے وقت بھی کیا نظریں اوپر نہ اٹھائی جائیں؟ (یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔)

الجواب:۔ امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ بعض حضرات نے خارج نماز بھی دعا میں آسمان کی طرف نظریں اٹھانے کو مکروہ کہا ہے مگر اکثر علماء قائل ہیں کہ مکروہ نہیں کیونکہ آسمان دعا کا قبلہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸) دعا کے بعد سینے پر پھونک مارنا

سوال:۔ جب لوگ دعا مانگ لیتے ہیں تو بعض لوگ اپنے سینے میں پھونک مارتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

الجواب:۔ کوئی وظیفہ پڑھ کر پھونکتے ہوں گے اور یہ جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) پتی والا پان کھا کر قرآن شریف پڑھ سکتے ہیں؟

سوال:۔ پتی والا پان کھا کر قرآن شریف پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ پڑھ سکتے ہیں۔ البتہ بدبودار چیز کھا کر تلاوت کرنا مکروہ ہے؟
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) بغیر وضو کے درود شریف پڑھ سکتے ہیں؟

سوال:۔ کیا بغیر وضو کے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے درود شریف کا ورد کر سکتے ہیں جبکہ خدا کا ذکر تو ہر حال میں جائز ہے تو ذکر رسول ﷺ بھی جائز ہونا چاہئے۔ ذرا وضاحت فرمادیں کیونکہ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ بغیر وضو کے درود شریف نہ پڑھا جائے۔ فرض کریں اگر حضور اکرم ﷺ کا نام مبارک آجائے تو اگر بغیر وضو کے ہیں تو درود نہ پڑھیں، حالانکہ نام مبارک پر تو درود پڑھنا واجب ہے۔

الجواب:۔ بغیر وضو کے درود شریف کا ورد جائز ہے اور وضو کے ساتھ نور علیٰ نور ہے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۱) لفظ اللہ والا لاکٹ پہن کر بیت الخلاء جانا

سوال:۔ ایسے لاکٹ جن پر لفظ اللہ کندہ ہوتا ہے انہیں ہر وقت گلے میں پہنے رہنا اور پہن کر باتھ روم وغیرہ میں جانا جائز ہے۔ کیا اس طرح خدائے بزرگ و برتر کے نام کی بے ادبی نہیں ہوتی؟

الجواب:۔ بیت الخلاء میں جانے سے پہلے ان کو اتار دینا چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

کتاب السیر والمناقب

(۱) آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات اور اولاد کرام

سوال:۔ آنحضرت ﷺ کے کتنے حرم پاک تھے؟ اولاد کتنی تھی؟ اور کن کن حرم پاک سے ہوئی؟

الجواب:۔ آنحضرت ﷺ کے نکاح میں گیارہ خواتین آئیں جن میں سے دو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت زینب بنت خزیمہؓ آپ کی حیات مبارک میں ہی وفات پا گئیں۔ باقی نو وفات کے بعد زندہ تھیں۔ ان سب کے نام ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت خدیجہؓ بنت خویلد

(۲) حضرت زینبؓ بنت خزیمہ

(۳) حضرت عائشہ صدیقہؓ

(۴) حضرت حفصہ بنت عمر فاروقؓ

(۵ حضرت ام سلمہؓ

(۶) حضرت زینبؓ بنت جحش

(۷) حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان

(۸) حضرت جویریہؓ

(۹) حضرت میمونہؓ

(۱۰) حضرت صفیہؓ

(۱۱) حضرت سودہؓ

آپ کی مؤنث اولاد چار لڑکیاں تھیں۔ حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنھن۔ اور تین یا چار یا پانچ صاحبزادے تھے حضرت قاسمؓ، حضرت عبداللہؓ، حضرت طیبؓ،، حضرت طاہرؓ، حضرت ابراہیمؓ۔ چار بیٹے حضرت خدیجہ سے تھے اور حضرت ابراہیمؓ حضرت ماریہؓ سے تھے، جو آپ ﷺ باندی تھیں۔

جو لوگ آپ ﷺ کے چار صاحبزادے بتاتے ہیں ان کے نزدیک حضرت عبداللہ کا نام طیب بھی ہے اور جو تین بتاتے ان کے نزدیک طاہر بھی حضرت عبداللہ کا نام ہے۔ یہ تمام صاحبزادے بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ البتہ صاحبزادیاں جوان ہوئیں اور ان کی شادیاں بھی ہوئیں۔ حضرت زینب کی شادی ابوالعاصؓ بن ربیع سے ہوئی۔ حضرت رقیہ اور ام کلثوم کی شادی یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ سے ہوئیں اور حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے ہوئی۔ فقط۔ (مفتی محمد اسحاق۔ مفتی محمد عبداللہ)

(۲) آنحضرت ﷺ کے چچا اور پھوپھیاں

سوال:۔ آنحضرت ﷺ کے چچا اور پھوپھیاں کتنے تھے اور کون کون ایمان لائے؟

الجواب:۔ نبی کریم ﷺ کے نو چچا اور چھ پھوپھیاں تھیں (عربی میں تایا اور چچا دونوں کو عم کہا جاتا ہے یہ سب آنحضرت ﷺ کے تایا ہیں۔)

(۱) حضرت عباس رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت حارث (کہتے ہیں کہ بعد میں یہ بھی ایمان لائے۔)

(۴) ابوطالب جن کا نام عبد مناف ہے۔

(۵) زبیر

(۶) حجل

(۷) المقوم

(۸) ضرار

(۹) ابولہب، جسکا نام عبدالعزیٰ ہے۔

(زاد المعاد اور ابن سعد میں حجل کے بجائے غیداق لکھا ہے اور یہ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔)

چھ پھوپھیاں تھیں۔

(۱) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

(۲) حضرت اروی رضی اللہ عنہا

(۳) حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا

(۴) برہ

(۵) امیمہ

(۶) ام حکیم البیضاء

ان میں سے حضرت صفیہ کا ایمان لانا معروف ہے جبکہ ایک قول کے مطابق[1] اروئی اور عاتکہ بھی ایمان سے مشرف ہوئیں۔ (مفتی محمد انور)

(۳) حضرت علی کی ولادت کہاں ہوئی اور مزار کہاں ہے؟

سوال:۔ حضرت علیؓ کی ولادت کہاں ہوئی اور مزار کہاں واقع ہے؟

الجواب:۔ حضرت علیؓ کی ولادت کعبہ میں ہوئی اور انتقال کوفہ میں ہوا۔ جبکہ آپ کا مزار کوفہ میں جامع مسجد کے قریب قصر امارت میں ہے جیسا کہ ابن جریر طبری نے لکھا ہے (صفحہ ۴/۱۱۷) اس کے علاوہ کچھ اور بھی باتیں مشہور ہیں۔ (مفتی عبدالستار)

(۴) حضرت ابو بکرؓ کے والد اور صاحبزادے صحابی ہیں

سوال:۔ کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت ابو بکر کے والد اور بعض صاحبزادے بھی صحابی ہیں؟

الجواب:۔ جی ہاں یہ درست ہے۔ ان کے والد عثمان ابن ابی قحافہ اور صاحبزادے بھی صحابی ہیں۔ (ملخص)

---

[1] ان دونوں صحابیات کا مختصر تذکرہ ہماری مترجم کتاب ،،مومنات کا قافلہ اور ان کا کردار،، میں ملاحظہ فرمائیں (مرتب)

(۵) امام اعظم ابوحنیفہؒ کا شجرہ نسب

سوال:۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا شجرہ نسب بیان فرمائیے؟
الجواب: شجرۂ نسب حسب ذیل مذکور ہے۔
امام ائمۃ المجتھدین، سراج الامۃ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن ثابت بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزگرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیرواں بادشاہ۔ (بحوالہ تاریخ ابن خلکان) (حدائق الحنفیہ، صفحہ ۱۷)
(مفتی محمد صدیق)

(۶) امام اعظم کو ابوحنیفہ کہنے کی وجہ

سوال:۔ امام اعظمؒ کو ابوحنیفہ کہنے کی وجہ کیا ہے، اس کنیت کی وجہ مطلوب ہے؟
الجواب:۔ حنیف اس شخص کو کہتے ہیں جو سب سے کٹ کر صرف اللہ تعالیٰ کا ہو جائے۔ اسلام کو دین حنیف اور ملت حنیفیہ کہتے ہیں کیونکہ اسلام بھی اپنے پیروکاروں کو یہ تعلیم دیتا ہے۔ امام صاحبؒ نے چونکہ اپنی ساری زندگی ملت حنیفہ کی خدمت کے لئے وقف کی ہوئی تھی اس لئے ابوحنیفہ کنیت اختیار فرمائی، جس کے معنی ہیں ملت حنیفہ والا۔ اور حقیقت یہی ہے۔ اس کے علاوہ لوگ جو وجوہات بیان کرتے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔ نہ تو حنیفہ نام کی کوئی امام صاحب کی بیٹی تھی اور نہ حنیفہ نامی کسی لڑکی کی موجودگی میں کوئی سوال و جواب کا قصہ پیش آیا۔ (الخیرات الحسان) (مفتی محمد انور)

(۷) غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کا مسلک

سوال:۔ شیخ عبدالقادر جیلانی حنفی تھے یا کسی اور مسلک پر تھے؟ ان کے مسلک کے لوگ کہاں ہیں؟
الجواب:۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک کے پیروکار تھے۔ حنبلی مسلک کے لوگ آج کل زیادہ تر عرب خصوصاً سعودی عرب میں ہیں۔ وہاں کے ائمہ، علماء اور حکمران کم وبیش سب ہی اس مسلک کے پیروکار ہیں۔ (ملخص)

باب حقوق المعاشرہ

و آدابها

والدین اور بچوں کے اور دیگر

رشتہ داروں کے تعلقات کا حکم

والدین اور اولاد کے تعلقات[1]

(۱) بچوں کی بدتمیزی کا سبب اور اس کا علاج

سوال:۔ میرا بچہ جس کی عمر ساڑھے دس سال ہے، بہت غصہ والا ہے۔ غصہ میں آ کر وہ انتہائی بدتمیزی کی باتیں کرتا ہے جس کی وجہ سے بعض دفعہ دوسروں کے سامنے شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے کوئی ایسا وظیفہ بتادیں جس کی وجہ سے وہ بدتمیزی چھوڑ دے اور پڑھائی میں اچھا ہو جائے۔

الجواب:۔ بچوں کی بدتمیزی و نافرمانی کا سبب عموماً والدین کے گناہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ درست کریں اور ۳ بار سورۂ فاتحہ پانی پر دم کر کے بچے کو پلایا کریں۔

(۲) والدین کے اختلافات کی صورت میں والد کا ساتھ دوں یا والدہ کا؟

سوال:۔ میرے والدین میں آپس میں ناراضگی ہے، بہت زیادہ سخت اختلافات ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہو گئے ہیں میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں اگر والد کا ساتھ دیتا ہوں تو والدہ صاحبہ ناراض ہو جاتی ہیں اور اگر والدہ کا ساتھ دیتا ہوں تو والد ناراض ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے گھر سے نکلنے پر آ جاتے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ میں والدہ کی خدمت کرتا رہوں یا والد کی۔ میرے چار بھائی ہیں جو مجھ سے چھوٹے ہیں وہ ماں کے ساتھ ہیں اور جو بڑے ہیں وہ والد کے ساتھ ہیں۔ والدہ کا خرچہ کوئی نہیں دیتا۔ میں نے اپنی سمجھ سے یہ وعدہ خدا سے کیا ہے کہ خدا کے بعد میری والدہ ہی سب کچھ ہیں۔ آیا میں یہ سب کچھ ٹھیک کر رہا ہوں؟

الجواب:۔ آپ کے والدین کے اختلافات بہت ہی افسوسناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرمائے آپ ایسا ساتھ تو کسی کا بھی نہ دیں کہ دوسرے سے قطع تعلق ہو جائیں، دونوں سے

---

[1] یہاں سے اکیس سوالوں کے جوابات حضرت مولانا مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے دیئے ہیں (مرتب)

تعلق رکھیں اور ان میں سے جو بھی بدنی یا مالی خدمت کا محتاج ہو اس کی خدمت کریں۔ ادب واحترام دونوں کا کریں اگر ان میں ایک دوسرے کی خدمت سے یا اس کے ساتھ تعلق رکھنے سے ناراض ہوتا ہو اس کی پرواہ نہ کریں نہ کسی کو پلٹ کر جواب دیں چونکہ آپ کی والدہ بوڑھی بھی ہیں اور ان کا خرچ اٹھانے والا بھی کوئی نہیں اس لئے ان کی جانی و مالی خدمت کو سعادت سمجھیں۔

(۳) ذہنی معذور والدہ کی بات کہاں تک مانی جائے

سوال:۔ میری والدہ صاحبہ تنہائی پسند اور مردم بیزار سی ہیں۔ شوہر سے یعنی میرے والد صاحب سے ہمیشہ ان کی لڑائی رہتی ہے اور وہ ان سے بے انتہا نفرت کرتی ہیں۔ اگر چہ ظاہری طور پر ان کی خدمت بھی کرتی ہیں مثلاً کھانا، کپڑے دھونا وغیرہ مگر دل میں ان کے خلاف بے انتہا نفرت ہے، اس حد تک کہ اگر والدہ صاحبہ کا بس چلے تو انہیں در بدر کردیں ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ میری والدہ پانچ وقت کی نمازی اور قرآن کی تلاوت کرتی ہیں مجھے بھی وہ شوہر سے متنفر کرنے کی کوشش کرتی ہیں یہاں تک کہ ایک مرتبہ گھر میں بھی بیٹھا لیا تھا اور سسرال واپس بھیجنے سے منع کردیا تھا۔ میری سسرال سے بھی انہیں شکایت ہیں ان حالات میں آپ سے درخواست ہے کہ میری والدہ کے اس طرز عمل پر روشنی ڈالیں کہ آیا والد صاحب کے ساتھ ان کا یہ طرز عمل خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل سزا ہے یا نہیں؟ اور ان کی قرآن تلاوت وعبادت نماز وغیرہ کا کچھ حاصل ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ انہیں شوہر کی خوشنودی حاصل کرنی چاہئے یا نہیں؟ میرے والد صاحب کے کوئی اتنے بڑے جرائم نہیں ہیں، زیادتیاں بہر حال انہوں نے کچھ تھوڑی بہت کی ہوں گی؟

الجواب:۔ بعض آدمی ذہنی طور پر معذور ہوتے ہیں ان کے لاشعور (میں کوئی گرہ بیٹھ جاتی ہے۔ باقی تمام امور میں وہ ٹھیک ہوتے ہیں مگر اس خاص الجھن میں وہ معذور ہوتے ہیں آپ کی والدہ کی یہ ہی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی اصلاح تو مشکل ہے آپ ان کے کہنے سے اپنا گھر برباد نہ کریں۔ رہا یہ سوال کہ وہ گناہ گار ہیں کہ نہیں؟ اگر وہ عند اللہ بھی معذور ہوں تو معذور پر مواخذہ نہیں اور اگر معذور نہیں تو گناہ گار ہیں۔

(۴) بیوی کے کہنے پر والدین سے نہ ملنا

سوال:۔ ایک عورت اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ میں تیرے گھر میں رہوں گی تو تیرے والدین سے ملنے نہیں دوں گی۔

الجواب:۔ اپنے والدین سے نہ ملنا اوران کو چھوڑ دینا معصیت اور گناہ کبیرہ ہےاور گناہ کبیرہ کا ارتکاب حرام اور ناجائز ہے۔لہذا بیوی کی بات مان کر والدین سے نہ ملنا درست نہیں اور بیوی کی اس بات کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں اور خود وہ عورت بھی شوہر کو والدین سے ملنے سے روکنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگی۔

(۵) پردہ کے مخالف والدین کا حکم ماننا

سوال:۔ میرے والدین پردہ کرنے کے خلاف ہیں، میں کیا کروں؟

الجواب:۔ اللہ اوراس کے رسول ﷺ بے پردگی کے خلاف ہیں آپ کے والدین کا اللہ اور رسول ﷺ سے مقابلہ ہے۔آپ کو چاہئے کہ اس مقابلہ میں اللہ اور رسول ﷺ کا ساتھ دیں۔والدین اگر اللہ ورسول ﷺ کی مخالفت کر کے جہنم میں جانا چاہتے ہیں تو آپ ان کے ساتھ نہ جائیں۔

(۶) والدین کی خوشی پر بیوی کی حق تلفی ناجائز ہے

سوال:۔ میں آپ سے ایک مسئلہ معلوم کرنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ میں اپنے سسرال والوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی بلکہ علیحدہ گھر چاہتی ہوں۔ میں اپنے شوہر سے کئی مرتبہ مطالبہ کر چکی ہوں لیکن ان کے نزدیک میری باتوں کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ میری بے بسی کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے سوچنے سے اور چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا وہی ہوگا جو میرے والدین چاہیں گے۔ تمہیں چھوڑ دوں گا لیکن اپنے والدین کو نہیں چھوڑوں گا۔ بچے بھی تم سے لے لوں گا۔ میرے شوہر اور سسرال والے دیندار، پڑھے لکھے اور باشرع لوگ ہیں اور اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ علیحدہ گھر عورت کا شرعی حق اور اللہ کے نبی ﷺ کی سنت ہے،اس کے باوجود مجھے چھوڑ دینے کی دھمکی دیتے ہیں اور میرے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں،شوہر معمولی باتوں پر میری بے عزتی کرتے

ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ میرے شوہر کم از کم میرا **چولہا** ہی علیحدہ کردیں اور رہنے کے لئے اسی گھر میں مناسب جگہ دے دیں تاکہ میں آزادی کے ساتھ اٹھ بیٹھ سکوں اور مرضی کے مطابق کام انجام دوں کیونکہ جوان دیوروں کی موجودگی میں مجھے بعض اوقات بالکل تنہا رہنا پڑتا ہے۔ بچے بھی اسکول چلے جاتے ہیں۔ میں خود بھی بالکل ابھی جوان ہوں اور دیوروں کے ساتھ اس طرح بالکل تنہا رہنا مجھے بہت برا لگتا ہے۔ شوہر بھی اس چیز کو برا سمجھتے ہیں لیکن سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی بالکل خاموش ہیں۔ دیندار شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ اس طرح کا رویہ شرعاً درست ہے؟ کیونکہ میرے شوہر اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں۔ علیحدہ گھر بیوی کا جائز اور شرعی حق ہے تو جانتے بوجھتے بیوی کو اس کے شرعی حق سے محروم رکھنے والے دیندار شوہر کے لئے شرعی احکامات کیا ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسے شوہروں کے لئے کوئی سزا نہیں ہے؟ بیوی کی مرضی کے خلاف زبردستی اسے اپنے والدین کے ساتھ رکھنا کیا شرعاً جائز ہے؟ والدین کی خوشی کی خاطر بیوی کو دکھ دینا کیا جائز ہے؟

الجواب:۔ میں اخبار میں کئی بار لکھ چکا ہوں کہ بیوی کو علیحدہ جگہ میں رکھنا (خواہ اسی مکان کا ایک حصہ ہو جس میں اس کے سوا کسی دوسرے کا عمل دخل نہ ہو) شوہر کے ذمہ شرعاً واجب ہے بیوی اگر اپنی خوشی سے شوہر کے والدین کے ساتھ رہنا چاہے اور ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھے تو ٹھیک ہے لیکن اگر وہ علیحدہ رہائش کی خواہشمند ہو تو اسے والدین کے ساتھ رہنے پر مجبور نہ کیا جائے بلکہ اس کی اس جائز خواہش کا جو اس کا شرعی حق ہے احترام کیا جائے خاص طور سے جو صورت حال آپ نے لکھی ہے کہ جوان دیوروں کا ساتھ ہے ان کے ساتھ تنہائی شرعاً و اخلاقاً کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ والدین کے خوشی کے لئے بیوی کی حق تلفی کرنا جائز نہیں قیامت کے دن آدمی سے اس کے ذمے کے حقوق کا مطالبہ ہوگا اور جس نے ذرا بھی کسی پر زیادتی کی ہوگی یا حق تلفی کی ہوگی مظلوم کو اس سے بدلہ دلایا جائے گا بہت سے وہ لوگ جو اپنے کو یہاں حق پر سمجھتے ہیں وہاں جا کر ان پر کھلے گا کہ وہ حق پر نہیں تھے اپنی خواہش اور چاہت پر چلنا دینداری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا دینداری ہے۔

رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے تعلقات

(۷) کیا بدکردار عورتوں کے پاؤں تلے بھی جنت ہوتی ہے

سوال:۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے لیکن جو بدکردار قسم کی عورتیں اپنے معصوم بچوں کو چھوڑ کر گھروں سے فرار ہوتی ہیں ان کے بارے میں خدا اور رسول ﷺ کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا ایسی عورتوں کے بارے میں بھی یہ تصور ممکن ہے کہ ان کے قدموں کے نیچے بھی جنت ہے؟

الجواب:۔ ایسی عورتیں تو انسان کہلانے کی بھی مستحق نہیں ہیں ماں کا تقدس ان کو کب نصیب ہوسکتا ہے؟ اور جو خود دوزخ کا ایندھن ہوں ان کے قدموں تلے جنت کہاں ہوگی؟ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اولاد کو چاہئے کہ اپنی ماں کو ایذا نہ دے اور اس کی بے ادبی نہ کرے۔

(۸) پھوپھی اور بہن کا حق دیگر رشتہ داروں سے زیادہ کیوں ہے؟

سوال:۔ حقوق العباد کے تحت ہر شخص کے مال و دولت پر اس کے عزیزوں، رشتہ داروں، غریبوں، ناداروں، مسافروں کے کچھ حقوق ہیں۔ لیکن کیا رشتہ داروں میں کسی رشتہ دار کے (ماں باپ کے علاوہ) کوئی خاص حقوق ہیں۔ ہمارے گھر میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ بہن اور پھوپھی کے کچھ زیادہ ہی حقوق ہیں؟

الجواب:۔ بہن اور پھوپھی کا حق اس لئے زیادہ سمجھا جاتا ہے کہ باپ کی جائیداد میں سے ان کو حق نہیں دیا جاتا بلکہ بھائی غصب کر جاتے ہیں، ورنہ ان کو ان کا پورا حصہ دینے کے بعد ان کا ترجیحی حق باقی نہیں رہتا۔

(۹) بغیر حلالہ کے مطلقہ عورت کو پھر سے اپنے گھر رکھنے والے سے تعلقات رکھنا

سوال:۔ ہمارے گاؤں میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق، دس طلاق، سو طلاق کے الفاظ سے طلاق دی۔ تمام علماء و مفتیان کرام نے فتوے دیئے کہ بغیر حلالہ نکاح ثانی جائز نہیں۔

کچھ عرصہ گذرنے کے بعد لڑکی اور لڑکا ایک پیر صاحب کے پاس گئے، شاید وہاں جا کر بیان بدل دیا، طلاق کے الفاظ بدل دیئے۔ پیر صاحب نے نکاح ثانی کرنے کا فتویٰ دیا۔ یعنی طلاق بائن کہا تو انہوں نے نکاح کر لیا اس پر ہم لوگوں نے لڑکی والوں اور لڑکے والوں سے بائیکاٹ کر دیا اور ان کی شادی غمی میں شرکت چھوڑ دی لیکن دیگر گاؤں والے کہتے ہیں کہ انہوں نے پیر صاحب کے فتوے پر عمل کیا اس لئے وہ جاتے ہیں۔

الجواب:۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ طلاق مغلظہ تھی جس کے بعد بغیر شرعی حلالہ کے نکاح جائز نہیں۔ پیر صاحب کے سامنے اگر غلط صورت پیش کر کے فتویٰ لیا گیا تو پیر صاحب تو گناہ گار نہیں، مگر فتویٰ غلط ہے اور اس سے حرام چیز حلال نہیں ہو سکتی بلکہ یہ جوڑا دوہرا مجرم ہے۔ ان سے قطع تعلق شرعاً صحیح ہے اور جو لوگ اس جرم میں شریک ہیں وہ سب گناہ گار ہیں سب کا یہی حکم ہے۔

مرد اور عورت سے متعلق مسائل

(۱۰) عورت کے اخراجات کی ذمہ داری مرد پر ہے

سوال:۔ کیا اسلام عورتوں کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ دفتروں میں مردوں کے دوش بدوش کام کریں؟ حالانکہ اسلام کہتا ہے کہ ان کا اصل گھر اور کام گھر میں ہے جہاں ان کو رہ کر ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں آخر یہ بات کہاں تک درست ہے؟

الجواب:۔ کما کر کھلانے کی ذمہ داری اسلام نے مرد پر ڈالی ہے عورتیں اس بوجھ کو اٹھا کر اپنے لئے خود ہی مشکلات پیدا کر رہی ہیں۔ اسلام میں کمائی کے لئے بے پردہ ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

(۱۱) مرد اور عورت کی حیثیت میں فرق

سوال:۔ کیا اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کے غم کم کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ جیسے مرد حضرات کا دعویٰ ہے کہ عورت کی کوئی حیثیت نہیں، اسے اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے پیدا کیا ہے؟

الجواب:۔ اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی بقاء کے لئے انسانی جوڑا بنایا ہے اور دونوں کے

دل میں ایک دوسرے کا انس ڈالا ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کا محتاج بنایا ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے بہترین مونس وغم خوار بھی ہیں، رفیق وہم سفر بھی ہیں، یار و مدد گار بھی ہیں۔ عورت مظہر جمال ہے اور مرد مظہر جلال اور جمال وجلال کا یہ آمیزہ کائنات کی بہار ہے دنیا میں مسرتوں کے پھول بھی کھلاتا ہے ایک دوسرے کے دکھ درد بھی بٹاتا ہے اور دونوں کو آخرت کی تیاری میں مدد بھی دیتا ہے۔ فطرت نے ایک کے نقص کو دوسرے کے ذریعے پورا کیا ہے ایک کو دوسرے کا معاون بنایا ہے عورت کے بغیر مرد کی ذات کی تکمیل نہیں ہوتی اور مرد کے بغیر عورت کا حسن زندگی بھر نہیں نکھرتا۔ اس لئے یک طرفہ طور پر یہ کہنا کہ عورت کو صرف مرد کے لئے پیدا کیا ورنہ اس کی کوئی حیثیت نہیں بالکل غلط ہے ہاں یہ کہنا صحیح ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے کا غم خوار مددگار بنایا ہے۔

(۱۲) مرد کا اچھی عورت منتخب کرنا

سوال:۔ میں نے اکثر جگہ پڑھا ہے کہ مرد اچھی عورت کی طلب کرتے ہیں اور نیک بیوی چاہتے ہیں اکثر اپنی پسند کی شادی بھی کرتے ہیں کیونکہ وہ مرد ہیں۔ کیا یہ ٹھیک کرتے ہیں؟

الجواب:۔ نیک اور اچھے جوڑے کی خواہش دونوں کو ہے اور پسند کی شادی بھی دونوں کرتے ہیں۔ میں تو اس کا قائل ہوں کہ اپنے بزرگوں کی پسند کی شادی کی جائے۔

(۱۳) عورت کا والدین کے ذریعے شادی کرنا بہتر ہے

سوال:۔ کیا عورت اپنے لئے اچھے نیک شوہر کی خواہش نہ کرے؟ عورت کسی ایسے شخص کو پسند کرتی ہے اور اس سے عزت سے شادی کرنے کی خواہش رکھتی ہیں تو اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے معاشرے میں ایسی حرکت عورت کو زیب نہیں دیتی جبکہ مرد اپنی خواہش پوری کرسکتا ہے۔

الجواب:۔ اوپر لکھ چکا ہوں، اکثر لڑکیاں کسی شخص کو پسند کرنے میں دھوکا کھالیتی ہیں اپنے خاندان اور کنبہ سے پہلے کٹ جاتی ہیں ان کی محبت کا ملمع چند دنوں میں اتر جاتا ہے پھر وہ نہ گھر کی

رہتی ہیں نہ گھاٹ کی۔اس لئے میں تمام بچیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ شادی دستور کے مطابق اپنے والدین کے ذریعے کیا کریں۔

(۱۴) نبی کریم ﷺ کو نکاح کا پیغام حضرت خدیجہؓ کی طرف سے آیا تھا

سوال:۔ میں نے اکثر جگہ کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے نکاح کی خواہش کی تھی جو کہ حضور اکرم ﷺ نے قبول کر لی تھی؟
الجواب:۔ صحیح ہے۔

(۱۵) موجودہ دور کی عورت کسی کو نکاح کا پیغام کیسے دے؟

سوال:۔ اگر آج ایک نیک مومن عورت کسی نیک شخص سے شادی کی خواہش کرے تو اس میں کوئی برائی تو نہیں ہے جبکہ عورت اپنی خواہش بیان نہ کر سکتی ہو تو کیا کرے۔ کیونکہ اگر بیان کرتی ہیں تو والدین کی بھائیوں کی عزت کا مسئلہ بن جاتا ہے اگر والدین کی بات مانے تو اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنا ہوگا؟
الجواب:۔ اس کی صورت یہ ہے کہ خود یا اپنی سہیلیوں کے ذریعے اپنی والدہ تک اپنی خواہش پہنچادے اور یہ بھی کہہ دے کہ میں کسی بے دین سے شادی کرنے کے بجائے شادی نہ کرنے کو ترجیح دوں گی اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتی رہے۔

(۱۶) پسند کی شادی پر مردوں کے طعنے

سوال:۔ اگر عورت اپنی خواہش سے شادی کر بھی لے تو یہ مرد حضرات طعنہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں، جبکہ عورت کم ہی ایسا کرتی ہوگی۔ایسے حضرات کے بارے میں آپ کیا جواب دیں گے؟
الجواب:۔ جی نہیں۔شریف مرد کبھی اپنی بیوی کو طعنہ نہیں دے گا اسی لئے تو میں نے اوپر عرض کیا کہ آج کل کچی عمر اور کچی عقل کی لڑکیاں محبت کے جال میں پھنس کر اپنی زندگی برباد کر لیتی ہیں۔نہ کسی کا حسب ونسب دیکھتی ہیں نہ اخلاق وشرافت کا امتحان کرتی ہیں جبکہ لڑکی کے

والدین زندگی کے نشیب وفراز سے بھی واقف ہوتے ہیں اور یہ بھی اکثر جانتے ہیں کہ لڑکی ایسے شخص کے ساتھ نبھا کر سکتی ہے یا نہیں۔ اس لئے لڑکی کو چاہئے کہ والدین کی تجویز پر اعتماد کرے اپنی ناتجربہ کاری کے ہاتھوں دھوکا نہ کھائے۔

(۱۷) شوہر کی تسخیر کے لئے ایک عجیب عمل:

سوال:۔ میری شادی کو دو سال ہوئے ہیں۔ مجھے شادی سے پہلے کچھ سورتیں، کچھ دعائیں اور آیات وغیرہ پڑھنے کی عادت تھی۔ اب وہ ایسی عادت ہوگئی ہے کہ پاکی، ناپاکی کا کچھ خیال نہیں رہتا اور وہ زبان پر ہوتی ہیں، خیال آنے پر رک جاتی ہوں مگر پھر وہی۔ اس لئے آپ سے یہ بات پوچھ رہی ہوں کہ اگر کسی گناہ کی مرتکب ہو رہی ہوں تو آگاہی ہو جائے اس کے علاوہ میں اپنے شوہر کی طرف سے بہت پریشان ہوں۔ مجھے بہت پریشان کرتے ہیں کوئی توجہ نہیں دیتے ہم دونوں میں آپس میں ذہنی ہم آہنگی کسی طور نہیں ہے۔ بہت کوشش کرتی ہوں لیکن بے انتہا شکی ہیں۔

الجواب:۔ ناپاکی کی حالت میں قرآنی دعائیں تو یاد ہیں مگر تلاوت جائز نہیں، اگر بھول کر پڑھ لیں تو کوئی گناہ نہیں، یاد آنے پر فوراً بند کر دیں۔ شوہر کے ساتھ ناموافقت بڑا عذاب ہے لیکن یہ عذاب آدمی خود اپنے اوپر مسلط کر لیتا ہے۔ خلاف طبع چیزیں تو پیش آتی ہی رہتی ہیں لیکن آدمی کو چاہئے کہ صبر وتحمل کے ساتھ خلاف طبع باتوں کو برداشت کرے۔ سب سے اچھا وظیفہ یہ ہے کہ خدمت کو اپنا نصب العین بنایا جائے شوہر کی بات کا لوٹ کر جواب نہ دیا جائے نہ کوئی چبھتی ہوئی بات کی جائے۔ اگر اپنی غلطی ہو تو اس کا اعتراف کر کے معافی مانگ لی جائے۔ الغرض خدمت، اطاعت، صبر وتحمل اور خوش اخلاقی سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں یہی عمل تسخیر ہے جس کے ذریعے شوہر کو رام کیا جا سکتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی عمل تسخیر مجھے معلوم نہیں اگر بالفرض شوہر ساری عمر بھی سیدھا ہو کر نہ چلے تو بھی عورت کو دنیا وآخرت میں اپنی نیکی کا بدلہ دیر سویر ضرور ملے گا اور اس کے واقعات میرے سامنے ہیں اور جو عورتیں شوہر کے سامنے تڑ تڑ بولتی ہیں ان کی زندگی دنیا میں بھی جہنم ہے آخرت کا عذاب تو ابھی آنے والا ہے۔ بہن بھائیوں کے لئے روزانہ صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر دعا کیا کیجئے۔

(۱۸) خواتین کا گھر سے باہر نکلنا

سوال:۔ عورتوں کے گھر سے نکلنے یا نہ نکلنے پر شریعت اسلامیہ میں کس حد تک پابندی ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کے لئے اصل کام تو یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے گھر سے باہر قدم نہ رکھیں۔ چنانچہ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں ازواج مطہرات (رضی اللہ عنھن) کو حکم ہے:

''تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔''

مراد اس سے یہ کہ محض کپڑا اوڑھ کر پردہ کر لینے پر کفایت مت کرو بلکہ پردہ اس طریقے سے کرو کہ بدن مع لباس نظر نہ آئے جیسا آج کل شرفاء میں پردہ کا طریقہ متعارف ہے کہ عورتیں گھروں سے ہی نہیں نکلتیں البتہ مواقع ضرورت دوسری دلیل سے مستثنیٰ ہیں (اور اسی حکم کی تاکید کے لئے ارشاد ہے کہ) قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو (جن میں بے پردگی رائج تھی گو بلا فحش ہی کیوں نہ ہو) اور قدیم جاہلیت سے مراد وہ جاہلیت ہے کہ بعد تعلیم و تبلیغ احکام اسلام کے ان پر عمل نہ کیا جائے پس جو تبرج بعد اسلام ہوگا وہ جاہلیت آخری ہے۔ (تفسیر بیان القرآن از حکیم الامت)

اس پر شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ یہ حکم تو صرف ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن کے ساتھ خاص ہے۔ مگر یہ خیال صحیح نہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب احکام القرآن میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں پانچ حکم دیئے گئے ہیں۔

۱۔ اجنبی لوگوں کے ساتھ نزاکت سے بات کرنا۔

۲۔ گھروں میں جم کر بیٹھنا۔

(۳) نماز کی پابندی کرنا۔

(۴) زکوٰۃ ادا کرنا۔

(۵) اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرنا۔

ظاہر ہے کہ یہ تمام احکام عام ہیں۔ صرف ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کے ساتھ مخصوص نہیں۔ چنانچہ تمام ائمہ مفسرین اس پر متفق ہیں کہ یہ احکام سب مسلمان خواتین کے لئے ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ یہ چند آداب ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی ازواج

مطہرات کوحکم فرمایا ہے اور اہل ایمان عورتیں ان احکام میں ازواج مطہرات کے تابع ہیں۔
(احکام القرآن حزب خامس، صفحہ نمبر ۵۵)

البتہ ضرورت کے موقعوں پر عورتوں کو چند شرائط کی پابندی کے ساتھ گھر سے نکلنے کی اجازت ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے ''احکام القرآن'' میں اس سلسلہ کی آیات واحادیث کو تفصیل سے لکھنے کے دوران شرائط کا خلاصہ حسب ذیل نقل کیا ہے۔

۱۔ نکلتے وقت خوشبو نہ لگائیں اور زینت کا لباس نہ پہنیں بلکہ میلے کچیلے کپڑوں میں نکلیں۔

۲۔ ایسا زیور پہن کر نہ نکلیں جس میں آواز ہو۔

۳۔ زمین پر اس طرح پاؤں نہ ماریں کہ ان کے خفیہ زیورات کی آواز کسی کے کان میں پڑے۔

۴۔ اپنی چال میں اترانے اور مٹکنے کا انداز اختیار نہ کریں جو کسی کے لئے کشش کا باعث ہو۔

۵۔ راستے کے درمیان میں نہ چلیں بلکہ کناروں پر چلیں۔

۶۔ نکلتے وقت بڑی چادر (جلباب) اوڑھ لیں جس سے سر سے پاؤں تک پورا بدن ڈھک جائے صرف ایک آنکھ کھلی رہے۔

۷۔ اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلیں۔

۸۔ اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر کسی سے بات نہ کریں۔

۹۔ کسی اجنبی سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ان کے لب ولہجہ میں نرمی اور نزاکت نہیں ہونے چاہئے جس سے ایسے شخص کو طمع ہو، جس کے دل میں شہوت کا مرض ہے۔

۱۰۔ اپنی نظریں پست رکھیں حتیٰ الوسع نامحرم پر ان کی نظر نہیں پڑنی چاہئے۔

۱۱۔ مردوں کے مجمع میں نہ گھسیں۔

اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ پارلیمنٹ وغیرہ کی رکنیت قبول کرنا اور مردانہ مجمعوں میں تقریر کرنا عورتوں کی نسوانیت کے خلاف ہے کیونکہ ان صورتوں میں اسلامی ستر وحجاب کا ملحوظ رکھنا ممکن نہیں۔

(۱۹) عورتوں کا تنہا سفر کرنا

سوال:۔ عورت کے تنہا سفر کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ عورت کے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ صحاح ستہ، موطا امام مالک، مسند احمد اور حدیث کے تمام متداول مجموعوں میں متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایت سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ ''کسی عورت کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ بغیر محرم کے تین دن کا سفر کرے،، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر محرم کے سفر نہ کرنا عورت کی نسوانیت کا ایمانی تقاضا ہے۔ جو عورت اس تقاضائے ایمانی کی خلاف ورزی کرتی ہے وہ فعل حرام کی مرتکب ہے۔ کیونکہ اس فعل کو آنحضرت ﷺ ''لا تحل'' فرما رہے ہیں۔ (یعنی حلال نہیں)

(۲۰) عورتوں کا جج بننا

سوال:۔ اسلامی شریعت میں عورت کا جج بننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسے تمام مناصب جن میں ہر کس و ناکس کے ساتھ اختلاط اور (میل جول کی ضرورت پیش آتی ہے شریعت اسلامی نے ان کی ذمہ داری مردوں پر عائد کی ہے اور عورتوں کو اس سے سبکدوش رکھا ہے۔ (ان کی تفصیل اوپر شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثانی نوراللہ مرقدہ کی عبارت میں آچکی ہے) انہی ذمہ داریوں میں سے ایک جج اور قاضی بننے کی ذمہ داری ہے۔ آنحضرت ﷺ اور حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم کے زمانے میں بڑی فاضل خواتین موجود تھیں مگر کبھی کسی خاتون کو جج اور قاضی بننے کی زحمت نہیں دی گئی۔ چنانچہ اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ عورت کو قاضی اور جج بنانا جائز نہیں۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تو کسی معاملہ میں اس کا فیصلہ نافذ ہی نہیں ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حدود و قصاص کے ماسوا میں اس کا فیصلہ نافذ ہو جائے گا۔ اس کو قاضی بنانا گناہ ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:

• (ترجمہ) اور عورت حد و قصاص کے ماسوا میں فیصلہ کر سکتی ہے۔ اگر چہ اس کو فیصلہ کے لئے مقرر کرنے والا گناہ گار ہوگا کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی

جس نے اپنا معاملہ عورت کے سپرد کر دیا۔ (شامی طبع جدید صفحہ نمبر ۴۴۰ جلد نمبر ۵)

(۲۱) عورت کو سربراہ مملکت بنانا

سوال:۔ کیا عورت سربراہ مملکت یا انتظامی سربراہ بن سکتی ہے؟

الجواب:۔ اسلامی معاشرہ میں عورت کو سربراہ مملکت بنانے کا کوئی تصور نہیں۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنالیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ قوم کبھی فلاح یاب نہیں ہوگی جس نے اپنا معاملہ عورت کے سپرد کر دیا۔'' (صحیح بخاری جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۷۲۳۔ ۱۰۲۵۔ نسائی، ج ۲، صفحہ نمبر ۳۰۴۔ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

ایک اور حدیث میں ہے:

جب تمہارے حکام تم میں سب سے اچھے لوگ ہوں، تمہارے مالدار سب سے سخی اور کشادہ دست ہوں اور تمہارے معاملات آپس کے مشورے سے طے ہوں تو تمہارے لئے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے حکام برے لوگ ہوں، تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے۔ (یعنی ایسی صورت میں جینے سے مرنا اچھا ہے۔) چنانچہ امت کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ عورت کو سربراہ مملکت بنانا جائز نہیں۔ (بدایۃ المجتھد، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۴۴۹)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ازالۃ الخفا میں شرائط خلافت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(ترجمہ) اور ایک شرط یہ ہے کہ سربراہ مملکت مرد ہو، عورت نہ ہو کیونکہ صحیح بخاری میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: **ما افلح قوم ولوا امرھم امرأۃ** جب آنحضرت ﷺ کو یہ اطلاع پہنچی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنالیا ہے تو فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنی بادشاہی کا معاملہ عورت کے سپرد کر دیا نیز اس لئے کہ عورت فطرۃً ناقص العقل والدین ہے جنگ و پیکار میں بیکار ہے اور محفلوں اور مجلسوں میں حاضر ہونے کے قابل نہیں ہیں اس سے مقاصد مطلوبہ پورے نہیں ہو سکتے ہیں۔

(۲۲) سلام کا طریقہ اور اس کے متعلق مسائل

سوال:۔ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے یا غیر مسلم سے ملے تو سلام کا کیا طریقہ ہے جو طریقہ مسنون و مستحب ہو، نیز سلام کے آداب و مسائل بیان فرمائیں، ہماری رہنمائی فرمائیں۔

الجواب:۔ آپ کے سوال کے متعلق میں کچھ عرض کروں اس سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلاصۃ التفاسیر میں سلام کے متعلق ایک جامع اور تفصیلی مضمون ہے اسے نقل کروں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ خلاصۃ التفاسیر میں ہے اور جب دعا دیئے جاؤ تم کسی دعا سے، پس دعا دو اچھی اس سے یا پھیر دو اسی کو بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر حساب کرنے والا ہے۔ یعنی جب تم کو کوئی سلام کرے تو خواہ اسی قدر جواب دو اور بہتر یہ ہے کہ اس سے بہتر جواب دو۔ یعنی لفظ رحمۃ اللہ و برکاتہ کا زائد کرو۔ اللہ ہر شے کا حساب کرے گا۔ واضح رہے کہ سلام کا ذکر قرآن میں کئی جگہ ہے اور یہاں صرف مسئلہ جواب سلام مذکور ہو، مگر ہم یہیں پوری تفصیل کئے دیتے ہیں کہ احکام دوسری جگہ سے جمع کرنا نہ پڑیں۔

اول تحیہ (یعنی دعا) یہ لفظ مجمل ہے، تفصیل اس کی آیات و احادیث میں موجود ہے۔ آپس میں سلام کرو یہ دعا اللہ کی مقرر کی ہوئی ہے۔ **تحیتھم یلقونہ سلام** دعا ان کی جس دن میں سلام ہے۔ (بخاری) جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو بنایا، فرمایا فرشتوں پر سلام کرو، جو جواب دیں وہ تمہارے اور تمہارے اولاد کی تحیۃ یعنی "جوابِ سلام" ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا السلام علیکم، فرشتے بولے "السلام علیکم" معلوم ہو گیا کہ تحیہ سے مراد سلام ہے دوسری دعا نہیں۔

دوم الفاظ (سلام مسنون) سلام یا السلام کا لفظ علیک یا علیکم کے ساتھ کہے۔

سوم (جائز) صرف سلام یا تسلیم اس لئے کہ یہ لفظ قرآن میں مذکور ہے مگر آنحضرت ﷺ سے ماثور نہیں پس صرف سلام یا تسلیم پر اکتفا کرنے والا ثواب سنت سے محروم رہے گا۔

چہارم (حرام) وہ لفظ جس میں تعظیم ممنوعہ نکلے، جیسے بندگی۔

پنجم (بدعت) کفار سے مشابہت۔

پس جو لفظ بنفسہ گناہ کے معنوں پر شامل نہیں، بدعت ضالہ ہیں۔ جیسے کورنش، مجرا، آداب جیسا کہ ابوداؤد نے عمران بن حصین سے روایت کی اور جو لفظ کفار کی پیروی سے اختیار کئے جائیں

تو یہ گناہ بالائے گناہ ہے۔ بدعت سیئہ ومشابہت وغیرہ ہے۔ ترمذی میں فرمایا۔ ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے غیر کی مشابہت اختیار کرے۔ یہود کی مشابہت نہ کرو، بے شک یہود کا سلام ہاتھ کے اشارہ سے ہے۔ (ترمذی، صفحہ ۹۲ ج ۲)

(**مسئلہ**) صرف ہاتھ کے اشارے پر کفایت کرنا اسے جز سلام یا موجب ثواب سمجھنا مشابہت کفار اور بدعت ضالہ ہے۔

(**مسئلہ**) لفظ اور اشارے کا جمع کر لینا جیسا کہ ہمارے علاقوں میں معمول ہے، اگر چہ اولیٰ نہ ہو مگر جائز ہے خصوصاً جب کہ یہ اشارہ علامت تعظیم وتوقیر عرفاً قرار پا چکا ہے۔

(**مسئلہ**) کہ جب بُعد یا کسی اور وجہ سے آواز سلام سمجھ میں نہ آسکے تو ہاتھ سے اعلام و اعلان مباح ہے۔ ترمذی میں ہے آپ ﷺ مسجد گئے اور آپ ﷺ کے پیچھے عورتیں تھیں تو آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

(**مسئلہ**) اس قدر جھکنا کہ قریب بہ رکوع ہو جائز نہیں۔

(**مسئلہ**) بعض جہاں سلام چھوڑ کر اللہ اللہ یا واللہ کہتے ہیں تو فی نفسہ یہ الفاظ محبوب ومحمود ہیں، لیکن ترک سنت سے عاصی[1] واختراع جدید سے بدعتی[2] اور استعمال بے محل سے بے ادب ہوگا۔ دیکھو کا فر صرف "اللہ" کہنے سے مومن اور محمد رسول اللہ کہنے سے جانور "حلال" نہیں ہوتا۔ افضل "السلام علیکم" کے ساتھ ورحمتہ اللہ کا لفظ بڑھانا جواب میں وبرکاتہ زیادہ کرنا، جیسا کہ حدیث میں آیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا السلام علیکم پر دس اور ورحمتہ اللہ پر بیس اور وبرکاتہ پر تیس نیکیاں ہوتی ہیں۔

سوم وقت سلام، جب ملاقات ہو۔ جب جانے لگے۔ ایسا ہی حدیث میں ہے۔

چہارم، کون سلام پہلے کرے؟ ہر چند سلام میں سبقت کرنا ہر شخص کو اچھا ہے۔ (مشکوٰۃ) فرمایا جو سلام میں پیش دستی کرتا ہے وہ کبر سے پاک ہے اور فرمایا پہلے سلام کرے وہ بہترین آدمیوں میں سے ہے۔ لیکن بخاری میں ہے کہ سوار پیدل کو اور چلنے والا بیٹھے کو اور چھوٹی جماعت بڑی کو سلام کرے۔

(**مسئلہ**) اگر چھوٹا پیدل ہوا اور بڑا سوار تو دونوں مختار ہیں جو چاہے سبقت کرے اور آپ ﷺ سے چھوٹوں پر سلام کرنا اور سبقت (یعنی سلام میں پہل کرنا) ثابت ہے۔ قیاس قلیل اور صغیر کو سبقت کا حکم بوجہ تعظیم ہے۔ پس شاگرد استاد پر اور مرید پیر پر اور بیٹا باپ پر اور ملازم آقا پر پہلے سلام کرے۔

---

[1] گنہگار [2] نئی چیز ایجاد کرنا۔

(مسئلہ) جن پر پہلے سلام کرنا ہے اگر وہ سہواً یا عمداً پیش دستی (پہل) نہ کریں تو دوسرے کو ترک جائز نہ ہوگا۔

پنجم، کسے سلام کرے؟ ہر مومن پر سلام کرنا چاہئے۔ (مسلم) سلام کرو پہچانے اور نہ پہچانے کو۔ (مالک) یہ حکم عورتوں کیلئے نہیں، عورتیں صرف محرم کو سلام کریں گی۔

طفیل کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما کے ساتھ صبح کو بازار جایا کرتے تھے تو آپ ہر شخص کو سلام کرتے، مسکین ہو یا تاجر، اجنبی ہو یا آشنا، ایک دن میں آپ کے ساتھ تھا میں نے کہا آپ بازار میں کیا کرتے ہیں، نہ کچھ خرید و فروخت ہے نہ کہیں بیٹھتے ہیں۔ آیئے یہیں بیٹھ کر باتیں کریں۔ ابن عمرؓ نے فرمایا میں سلام کرنے کے لئے آیا کرتا ہوں۔ مگر کفار اس عموم سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ یہود و نصاریٰ سے سلام میں پہل نہ کرو اور جب ان میں سے کسی کو راہ میں پاؤ تو کنارے کی طرف مجبور کرو اور آپ نے کفار کے خطوط میں لکھا السلام علی من اتبع الھدیٰ اس مسئلہ میں تو بہت اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا لفظ علیک کہے اور محمد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آثار میں نقل کیا کہ ذمی کو جواب سلام دیا جائے مگر احکام مجبوری سے بدل جایا کرتے ہیں۔ مغلوبی اور حاجت اور مجبوری کے زمانہ میں اس کا ترک ابتداء یا جواباً موجب فتنہ ہے۔ پس مستحسن یہ ہوگا کہ ان کے سلام کے لئے اور (کوئی) لفظ آداب وغیرہ اختیار کرے۔

ششم (حکم سلام) فقہاء فرماتے ہیں کہ ابتداً سلام کرنا سنت مؤکدہ ہے اور جواب دینا واجب۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ میں گئے تھے تو پہلا حکم افشاء سلام کا دیا مگر یہ وجوب و سنت کفایہ ہے یعنی ایک نے بھی سلام کر لیا یا جواب دے لیا سب بری الذمہ ہوئے ورنہ ذمہ دار ہیں۔

(مسئلہ) جو لفظ سلام کرنے والا کہے وہی جواب میں کہنا جائز ہے۔ جیسا کہ فرمایا اور اس پر زیادتی کرنا افضل ہے۔

(مسئلہ) سلام کرنے والا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے اور جواب دینے والا وبرکاتہ زیادہ کرے اور اس کے سوا دوسرے لفظ احادیث سے ثابت نہیں۔ مگر ابوداؤد میں ومغفرتہ کا لفظ آیا ہے۔

لطیفہ:۔ رحمۃ اللہ وبرکاتہ کا لفظ قریب قریب اسی مقام کے قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔ (سورہ ہود، رکوع ۷)

لطیفہ:۔ اشارۃً آیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی ہم کو دعا دے تو ہم بھی اسے وہی دعا دیں یا اس سے اچھی بات کہیں اور اگر ہمارے حق میں کوئی کلمۃ الخیر کہے تو ہم بھی اس کا معاوضہ دیں۔

ہفتم، فضائل سلامِ مسلم:۔ جنت میں نہ جا سکو گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور مومن نہ ہو گے جب تک باہم محبت نہ کرو۔ کیا تم کو ایسی شے بتا دوں کہ جب اسے کرو آپس میں محبت ہو جائے، آپس میں سلام کا طریقہ شائع کرو اور آنحضرت ﷺ کا دوام اعلیٰ درجہ کی فضیلت ہے۔

(مسئلہ) سلام میں تمسخر کرنا یا لفظ کو دل لگی یا دشمنی سے بدلنا بہت بڑا گناہ ہے اور طریقۂ کفار و یہود ہے (خلاصۃ التفاسیر، صفحہ ۴۲۳۔۴۲۴۔۴۲۵، ج۱، پارہ ۵۔ سورہ نساء)

فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۳) بڑوں کا از راہ شفقت اپنے چھوٹوں کے سر پر ہاتھ رکھنا یا بوقت لقاء (ملاقات) یا دعا بزرگوں کا ہاتھ اپنے سر پر رکھوانا کیسا ہے

سوال:۔ کوئی بزرگ اپنے چھوٹون کے سر پر از راہ شفقت ہاتھ رکھیں یا ان کے خادم یا عوام اپنے بزرگوں سے اپنے سر پر برکت کی نیت سے ان کا ہاتھ رکھوا کر دعا کروائیں تو شرعاً کیا حکم ہے؟ اسی طرح ملاقات کے وقت اگر سر پر ہاتھ رکھیں یا چھوٹے رکھوائیں تو کیسا ہے؟

الجواب:۔ ملاقات کے وقت سلام کرنا اور معانقہ کرنا تو سنت ہے اس موقعہ پر سر پر ہاتھ رکھنے یا رکھوانے کا التزام شے زائد ہے۔ یہ ملاقات کی سنت نہیں ہے اگر اس کا التزام ہو تو اسے بدعت بھی کہا جا سکتا ہے البتہ گاہے بگاہے کسی بزرگ کا از راہ شفقت چھوٹوں کے سر پر ہاتھ رکھنا یا کسی شخص کا اپنے کسی بزرگ کا ہاتھ از راہ عقیدت حصول برکت کے خیال سے اپنے سر پر رکھوا کر دعا کروانا، اس کی گنجائش ہے۔ مگر اس کا دستور نہ بنایا جائے۔ امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں ایک باب باندھا ہے۔ باب الدعاء للصبیان بالبرکۃ ومسح رؤسھم: یعنی بچوں کے لئے برکت کی دعا کرنا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا۔ اس کے تحت حدیث لائے ہیں:

(ترجمہ) سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ کو میری خالہ حضور اقدس ﷺ کے پاس لے گئیں اور عرض کیا یہ میرا بھانجا بیمار ہے، حضور اقدس ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور

میرے لئے برکت کی دعا فرمائی پھر حضور اقدس ﷺ نے وضو فرمائی تو میں نے حضور اقدس ﷺ کی وضو کا پانی پیا پھر میں (اتفاقا یا قصداً) حضور اقدس ﷺ کے پس پشت کھڑا ہوا تو میں نے مہر نبوت دیکھی جو مسہری کی گھنڈیوں جیسی تھی جو کبوتر کے بیضہ کے برابر بیضوی شکل میں اس پردہ میں لگی ہوئی ہوتی ہے جو مسہری پر لٹکایا جاتا ہے۔ (بخاری شریف، صفحہ ۹۴، ج ۲۔ کتاب الدعوات باب الدعاء للصبیان بالبرکۃ ومسح رؤسھم)

یہی حدیث امام ترمذی شمائل ترمذی میں باب ماجاء فی خاتم النبوۃ کے تحت لائے ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ مہاجر مدنی نے فضائل نبوی اردو میں اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

بعض علماء کے نزدیک حضور ﷺ کا (سائب بن یزیدؓ کے) سر پر ہاتھ پھیرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے سر میں کوئی تکلیف تھی لیکن بندہ ضعیف کے نزدیک اچھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا شفقت کے لئے تھا اس لئے کہ سنہ۲ ہجری میں ان کی ولادت ہے تو حضور ﷺ کے وصال کے وقت بھی ان کی عمر آٹھ نو سال سے زائد نہیں تھی اس لئے یہ ہاتھ پھیرنا شفقت کا تھا، جیسے کہ بزرگوں کا معمول ہوتا ہے۔

(فضائل نبوی اردو شرح شمائل ترمذی۔ صفحہ ۱۶)

نشر الطیب میں ہے یعنی آپ ﷺ کبھی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو حضور ﷺ کے دست مبارک کی خوشبو کی وجہ سے اس کا سر خوشبودار ہو جاتا اور وہ بچہ اس خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں میں پہچانا جاتا تھا۔ (نشر الطیب۔ صفحہ ۱۳۴، فصل وصل چہارم شیم الحبیب)

جیسا کہ مشکوٰۃ میں (صفحہ ۶۳) پر ہے۔

مظاہر حق میں ہے اور روایت ہے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ سکھاؤ مجھ کو طریقہ اذان کا۔ کہا راوی نے پس ہاتھ پھیرا اگلے جانب ان کے سر پر فرمایا کہ کہہ اللہ اکبر۔ الخ

(ف) ان کے سر پر یعنی حضرت ﷺ نے ابو محذورہ کے سر پر ہاتھ پھیرا تا کہ دست مبارک کی برکت اس کے دماغ کو پہنچے اور یاد رکھے دین کی باتیں، چنانچہ ایک نسخہ صحیحہ میں ہے۔ فمسح راسی پس وہ مؤیدؔ ہے اس تقریر کی یا حضرت نے اتفاقاً اپنے سر مبارک پر ہاتھ پھیرا۔ راوی نے تمام قصہ بیان کرنے میں وہ بھی بیان کر دیا۔ (مظاہر حق قدیم، صفحہ ۲۲۰، ج ۱، باب الاذان،

ا تائید کرتی ہے۔

فصل نمبر۲)

جیسا کہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں:

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے سر کے جس حصہ پر حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیرا تھا آپ نے برکت کے لئے ان بالوں کی حفاظت فرمائی اور ان بالوں کو حضرت ابومحذورہ نہیں کاٹتے تھے ابوداؤد میں ایک روایت کے آخر میں ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص صرف رضاء الٰہی کے لئے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو ہر ہر بال کے بدلہ جس پر اس کا ہاتھ گذرے گا نیکیاں ملیں گی اور جو شخص کسی یتیمہ یا یتیم سے حسن سلوک کرے جو اس کی پرورش میں ہے تو میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے اور حضور اقدس ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر بتلایا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اسی آخری حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ از راہ شفقت چھوٹوں کے سر پر ہاتھ پھیرنا جائز ہے بلکہ بعض اوقات باعث ثواب بھی ہے۔

تلاش سے اور بھی واقعات اور دلائل مہیا ہو سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

اسلام میں سلام کرنے کی اہمیت

سوال: ۔ اسلام میں سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا اہمیت رکھتا ہے۔ کیا مسلمان کو سلام کرنے میں پہل کرنی چاہئے؟ صرف مسلمان کے سلام کا جواب دینا چاہئے یا غیر مسلم کو بھی سلام کا جواب دینا چاہئے؟

الجواب: ۔ سلام کرنا سنت اور اس کا جواب دینا واجب ہے جو پہلے سلام کرے اس کو بیس نیکیاں ملتی ہیں اور جواب دینے والے کو دس۔ غیر مسلم کو ابتداء میں سلام نہ کیا جائے اور اگر وہ سلام کہے تو جواب میں صرف وعلیکم کہہ دیا جائے۔

مسلم و غیر مسلم مرد و عورت کا باہم مصافحہ کرنا کیسا ہے

سوال:۔ عورت مسلمان ہو اور مرد غیر مسلم یا مرد مسلمان ہو اور عورت غیر مسلم تو ایسی صورت میں باہم مصافحہ کے لئے اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟

الجواب:۔ نہیں۔ کسی بھی صورت میں جائز نہیں چاہے مرد و عورت دونوں مسلمان ہوں البتہ عورت اپنے ایسے محارم سے جہاں فتنے کا اندیشہ نہ ہو مصافحہ کر سکتی ہے۔

نامحرم کو سلام کرنا

سوال:۔ کیا نامحرم عورتوں کو سلام کرنا چاہئے یا ان کے سلام کا جواب دینا چاہئے؟ اگر سلام نہیں کرتے تو کہتے ہیں کہ ان کو ان کے ماں باپ نے کچھ سکھایا نہیں ہے اور اگر کوئی سلام کرتا ہے تو اس کا جواب نہیں دیتے تو ان کی دل آزاری ہوتی ہے کیا نامحرم عورتوں کو سلام کرنا یا جواب دینا جائز ہے؟ ذرا تفصیل سے جواب دیں؟

الجواب:۔ نامحرم جوان عورت کو سلام کرنا اور اس کے سلام کا جواب دینا خوف فتنہ کی وجہ سے ناجائز ہے۔ البتہ کوئی بڑی بوڑھی ہو تو اس کو سلام کہنا جائز ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو ماں باپ نے کچھ سکھایا ہی نہیں ان سے یہ کہا جائے کہ ماں باپ نے نہیں بلکہ خدا اور رسول ﷺ نے یہ ہی سکھایا ہے کہ فتنے کی جگہ سے بچا جائے اگر اللہ اور رسول ﷺ کے حکم پر عمل کرنے سے کسی کی دل آزاری ہوتی ہے تو اس کی پروانہ کی جائے کیونکہ کسی کی دل شکنی سے بچنے کے بجائے اپنی دین شکنی سے بچنا زیادہ اہم ہے۔

صلہ رحمی کی عظمت

(۲۴) قرآن و حدیث کی روشنی میں رشتے داروں سے صلہ رحمی کی برکت وفضیلت اور قطع رحمی کی مذمت اور وعید شدید

سوال:۔ رشتے داروں اور عزیزوں کے ساتھ تعلقات کیسے رکھنے چاہئیں۔ قرآن و حدیث

میں اس کے متعلق کیا ہدایات ہیں، تفصیل سے ان کو تحریر فرمائیں۔ آج کل عموماً رشتے داروں میں تعلقات اچھے نہیں ہیں معمولی معمولی باتوں پر تعلقات توڑ دیئے جاتے ہیں۔ ہفتوں نہیں برسوں تک سلام کلام تک بند رکھتے ہیں کیا شرعاً بات چیت اور سلام کلام بند رکھنا جائز ہے۔ رشتے داروں کی آپس کی نااتفاقی کی وجہ سے آج گھر گھر فتنہ ہے گھروں کا چین وسکون ختم ہوگیا ہے ہر ایک دوسرے کی غلطی نکالتا ہے کوئی چھوٹا بن کر پہل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ (الا ماشاء اللہ) امید ہے کہ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس اہم مسئلہ پر تفصیلی روشنی ڈال کر امت کی رہنمائی فرمائیں گے۔ اللہ دارین میں آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

الجواب:۔ قرآن وحدیث میں صلہ رحمی یعنی رشتے داروں کی حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ اور حسن سلوک کی از حد تاکید اور اس کے بے حد فضائل اور اس پر بڑے اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے اور قطع رحمی یعنی اہل قرابت کے حقوق ادا نہ کرنے اور ان کے ساتھ برا معاملہ اور بدسلوکی کرنے پر بہت سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

رشتے داروں سے صلہ رحمی ایسا مبارک اور مقدس عمل ہے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت اور فراخی اور عمر میں اضافہ اور برکت عطا فرماتے ہیں جیسا کہ آئندہ حدیث سے معلوم ہوگا۔ انسان کبھی اپنے مال سے اہل قرابت کی مدد کرتا ہے اور کبھی اپنا کچھ وقت ان کے کاموں میں لگاتا ہے تو اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق اور مال میں وسعت اور عمر میں برکت اور اضافہ بالکل قرین قیاس ہے۔ یہ صلہ رحمی کا دنیوی فائدہ ہے۔ آخرت کا اجر وثواب علیحدہ ہے۔

اس کے برعکس جب کوئی شخص رشتہ داروں سے قطع رحمی کرتا ہے اور ان کے حقوق ادا نہیں کرتا جس کی وجہ سے خاندانی جھگڑے اور الجھنیں کھڑی ہوتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں دلی پریشانی اور اندرونی گھٹن پیدا ہوتی ہے، جس کا اثر کاروبار صحت بلکہ ہر چیز پر پڑتا ہے اور وہ ہر وقت پریشان رہتا ہے زندگی بےلطف ہوجاتی ہے نہ کاروبار میں برکت معلوم ہوتی ہے اور نہ دلی سکون رہتا ہے۔ قطع رحمی کا یہ دنیوی نقصان ہے اور آخرت میں جو عذاب اور سزا ہے وہ الگ ہے اللہ پاک قطع رحمی سے محفوظ رکھے۔ فقط والسلام۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

جن رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا ہے قرآن وحدیث میں اُن کے لئے عموماً دولفظ

(۱) ذوی الارحام (۲) ذوی القربیٰ استعمال کئے گئے ہیں۔

ذوی الارحام یا ذوی القربیٰ میں وہ تمام رشتے دار داخل ہیں جن سے نسبی رشتہ ہو، چاہئے وہ رشتہ والد کی طرف سے ہو یا والدہ کی طرف سے۔ اور چاہے وہ رشتہ کتنا ہی دور کا ہو۔ والد کی طرف سے رشتہ داری ہو جیسے دادا، دادی پر دادا، پر دادی، بھائی، بھتیجے، بھتیجی اور ان دونوں کی اولاد کا سلسلہ، بہن، بھانجا، بھانجی اور ان دونوں کا سلسلہ، اولاد چچا اور ان کی اولاد در اولاد، پھوپھی اور ان کی اولاد آخر تک، والدہ کی طرف سے رشتہ داری ہو جیسے نانا، نانی پر نانا، پر نانی خالہ، ماموں اور ان دونوں کی پوری نسل وغیرہ اسی طرح بیوی کے رشتہ دار جیسے بیوی کے ماں باپ، بھائی، بہن اور ان کی اولاد در اولاد کے ساتھ بھی حسن سلوک اور صلہ رحمی کا معاملہ کرنا چاہئے حسن سلوک کے لئے والدین سب سے مقدم ہیں۔ الحاصل اقارب اجانب کے مقابلہ میں ہے، جن سے کسی طرح کا بھی رشتہ ہو وہ اقارب ہیں ورنہ اجانب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر صلہ رحمی کرنے کو بیان فرمایا ہیں چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

(ترجمہ) اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطہ سے سوال کرتے ہو آپس میں اور خبر دار رہو قرابت والوں سے۔ (سورہ نساء، آیت نمبر ۱، پارہ نمبر ۴)

یہ آیت صلہ رحمی کے بارے میں بہت ہی واضح ہے اور بہت بلیغ اور محکم انداز میں صلہ رحمی کا حکم کیا گیا ہے۔ مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فوائد عثمانی میں تحریر فرمایا ہے:

(اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے بعد) تم کو یہ حکم ہے کہ قرابت سے بھی ڈرو، یعنی اہل قرابت کے حقوق ادا کرتے رہو اور قطع رحم اور بدسلوکی سے بچو۔ بنی نوع یعنی تمام افراد انسانی کے ساتھ علی العموم سلوک کرنا تو آیت کے پہلے حصہ میں آ چکا تھا اہل قرابت کے ساتھ چونکہ قرب واتحاد مخصوص اور بڑھا ہوا ہے اس لئے ان کی بدسلوکی سے اب خاص طور پر ڈرایا گیا۔ کیونکہ ان کے حقوق دیگر افراد انسانی سے بڑھے ہوئے ہیں چنانچہ حدیث قدسی میں ہے:

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اللہ ہوں، میں رحمٰن ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور میں نے لفظ رحم کو اپنے نام (رحمٰن) سے مشتق کیا ہے (نکالا ہے)۔ پس جو شخص اس کو ملائے گا (یعنی صلہ رحمی کرے گا) میں اس کو اپنی رحمت سے ملاؤں گا اور جو شخص اسے کاٹے گا (قطع رحمی کرے گا) میں اس کو اپنی رحمت سے کاٹوں گا۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو ان کی پیدائش سے پہلے ہی ان صورتوں کے ساتھ اپنے علم ازلی میں مقدر کر دیا جن پر وہ پیدا ہوں گی اور جب ان سے فارغ ہوا تو رحم یعنی رشتہ ناتا کھڑا ہوا اور پروردگار کی کمر تھام لی۔ پروردگار نے فرمایا کہہ کیا چاہتا ہے۔ رحم نے عرض کیا یہ کاٹے جانے کے خوف سے تیری پناہ چاہنے والے کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ یعنی میں تیرے روبرو کھڑا ہوں اور تیرے دامن عزت وعظمت کی طرف دست سوال دراز کئے ہوئے ہوں تجھ سے اس امر کی پناہ چاہتا ہوں کہ کوئی شخص مجھ کو کاٹ دے اور میرے دامن کو جوڑنے کے بجائے اس کو تار تار کر دے۔ پروردگار عالم نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ جو شخص رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کے ذریعہ تجھ کو قائم و برقرار رکھے اس کو میں بھی اپنے احسان وانعام اور اجر و بخشش کے ذریعہ قائم و برقرار رکھوں اور جو شخص رشتہ داری اور تعلق کے حقوق کی پامالی کے ذریعہ تجھ کو منقطع کر دے میں بھی اپنے احسان و انعام کا تعلق اس سے منقطع کرلوں۔ رحم نے عرض کیا پروردگار بے شک میں اس پر راضی ہوں۔ اللہ رب العزت نے فرمایا اچھا تو یہ وعدہ تیرے لئے ثابت و برقرار ہے ایسا ہی ہوگا۔

(مظاہر حق جدید)

رحم کا لفظ رحمٰن کے لفظ سے نکلا ہے اللہ تعالیٰ نے (رحم سے) فرمایا جو شخص تجھ کو جوڑے گا (تیرے حق ملحوظ رکھے گا) میں بھی اس کو اپنی رحمت کے ساتھ جوڑوں گا اور جو شخص تجھ کو کاٹے گا تیرے حق کا لحاظ نہیں کرے گا میں بھی اس کو اپنی رحمت سے جدا کروں گا اور حدیث میں ہے:

(ترجمہ) رحم یعنی رشتہ ناتا عرش سے لٹکا ہوا ہے اور بطریق دعا یا خبر کے کہتا ہے جو شخص مجھ کو ملائے گا اس کو اللہ اپنی رحمت سے جوڑیں گے اور جو شخص مجھ کو توڑے گا اللہ اس کو اپنی رحمت سے جدا کر دے گا۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۵) عدل اور احسان کے معنی

سوال:۔ عدل اور احسان کا مطلب کیا ہے؟

الجواب:۔ عدل کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے تمام عقائد، اعمال، اخلاق، معاملات، جذبات، اعتدال و انصاف کے ترازو میں تلے ہوئے ہوں۔ افراط و تفریط سے کوئی پلہ جھکنے یا

اٹھنے نہ پائے۔ سخت سے سخت دشمن کے ساتھ بھی معاملہ کریں تو انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو جو بات اپنے لئے پسند نہ کرتا ہو اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرے۔

احسان کے معنی یہ ہے کہ بذات خود نیکی اور بھلائی کا پیکر بن کر دوسروں کا بھلا چاہے مقام عدل وانصاف سے ذرا اور بلند ہو کر فضل وعفو اور تلطف وترحم کی حد اختیار کرے۔ فرض ادا کرنے کے بعد تطوع وتبرع کی طرف قدم بڑھائے۔ انصاف کے ساتھ مروت کو جمع کرے اور یقین رکھے کہ جو کچھ بھلائی کرے گا خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ ادھر سے بھلائی کا جواب ضرور بھلائی کی صورت میں ملے گا۔ **الاحسان ان تعبداللّٰہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک** (صحیح بخاری) **ھل جزاء الاحسان الا الاحسان**۔ (رحمٰن، رکوع ۲) یہ دونوں خصلتیں یعنی عدل وانصاف یا بالفاظ دیگر (انصاف ومروت) تو اپنے نفس اور ہر ایک خویش وبیگانہ اور دوست و دشمن سے متعلق تھیں، لیکن اقارب کا حق اجانب سے کچھ زیادہ ہے جو تعلقات قرابت قدرت نے باہم دکھ دیئے ہیں انہیں نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ اقارب کی ہمدردی اور ان کے ساتھ مروت واحسان اجانب سے کچھ بڑھ کر ہونا چاہئے۔ صلہ رحمی ایک مستقل نیکی ہے جو اقارب وذوی الارحام کے لئے ذرجہ بدرجہ استعمال ہونی چاہئے۔ گویا احسان کے بعد ذوی القربیٰ کا بالتخصیص ذکر کر کے متنبہ فرمادیا کہ عدل وانصاف تو سب کے لئے یکساں ہے لیکن مروت واحسان کے وقت بعض مواقع بعض سے زیادہ رعایت و اہتمام کے قابل ہیں فرق مراتب کو فراموش کرنا ایک طرح قدرت کے قائم کئے ہوئے قوانین کو بھلا دینا ہے۔ اب ان تینوں لفظوں کی ہمہ گیری کو پیش نظر رکھتے ہوئے سمجھدار آدمی فیصلہ کرسکتا ہے کہ وہ کون سی فطری خوبی بھلائی اور نیکی دنیا میں ایسی رہ گئی ہے جو ان تین فطری اصولوں کے احاطہ سے باہر ہو۔ (فوائد عثمانی)

فقط وسلام۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

صلہ رحمی حدیث سے

احادیث مبارکہ میں بھی مختلف پیرایوں سے صلہ رحمی کی اہمیت اور اس پر اجر وثواب اور قطع رحمی کی مذمت اور اس پر شدید وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

(الحدیث۔ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رشتہ داروں سے اچھا سلوک (صلہ رحمی) کرنا خاندان میں محبت مال میں برکت اور موت میں ڈھیل کا سبب ہے۔(مشکوٰۃ شریف،صفحہ۴۲۰،باب البر والصلۃ)(ترمذی شریف،صفحہ۱۱،ج ۲ باب ماجاء فی تعلیم النسب)

(الحدیث۔ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص روزی میں وسعت اور فراخی چاہتا ہو اور اس کی یہ خواہش ہو کہ دنیا میں اس کے آثار قدم تا دیر رہیں،یعنی اس کی عمر دراز ہو اور اس میں برکت ہو تو اسے چاہئے کہ رشتے داروں سے صلہ رحمی کرے۔(مشکوٰۃ شریف،صفحہ۴۱۹)

رشتے داروں سے صلہ رحمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے طاعات کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور زندگی کی قیمتی لمحات ایسے کاموں میں گذارتے ہیں جو آخرت میں نفع بخش ہوں۔بیکار کاموں میں وقت ضائع کرنے سے اللہ پاک اس کی حفاظت فرماتے ہیں اور جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے اس کے انتقال کے بعد لوگ اس کا ذکر خیر کرتے ہیں اور اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

احدها ان الزيادة بالبركته فى العمر بسبب التوفيق فى الطاعات وعمارة اوقاته بما ينفعه فى الاخرة وصيانتها عن الضياع وغير ذلك۔الى قوله۔ وثالثها ان المراد بقاء ذكره الجميل بعده مكانه لم يمت

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ،صفحہ۱۴۰ج۹ ملتانی)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

(ترجمہ) فی الجملہ صلہ رحمی واجب ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور قطع رحمی گناہ کبیرہ ہے۔صلہ رحمی کے درجات ہیں۔بعض بعض سے ارفع ہیں۔صلہ رحمی کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ بات چیت بند نہ کرے۔کسی وجہ سے بات چیت بند ہو جائے تو صلہ رحمی یہ ہے کہ آپس میں بات چیت شروع کردے اگرچہ سلام ہی سے ہو۔(مرقات شرح مشکوٰۃ،صفحہ۱۹۶،ج۹)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا،جس قوم میں قطع رحمی کرنے والا ہو اس قوم (جماعت) پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔(مشکوٰۃ شریف۔صفحہ۴۲۰)

علامہ تورپشتیؒ فرماتے ہیں مراد وہ قوم ہے جو قطع رحمی کرنے والے کی مدد کرتی ہو اور قطع رحمی کرنے کے باوجود اس پر نکیر نہ کرتی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ رحمت سے بارش مراد ہو، قطع رحمی کرنے والے کی وجہ سے بارش روک دی جاتی ہے۔ (مرقات، شرح مشکوٰۃ، صفحہ ۲۰۲، ج ۹)

غور کیجئے کتنی سخت وعید ہے۔ قاطع رحم کو جو گناہ ہوتا ہے وہ تو ہوتا ہی ہے جو لوگ اس پر اس کی مدد کرتے ہیں وہ بھی رحمت خداوندی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف۔ صفحہ ۴۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ احسان جتلانے والا، والدین یا ان میں سے کسی ایک کی نافرمانی کرنے والا اور شراب پینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۴۲۰)

قطع رحمی کی سزا دنیا میں بھی جلد دی جاتی ہے

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ظلم اور قطع رحمی سے زیادہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے کہ اس گناہ کرنے والے کو جلد دنیا میں سزا دی جاتی اس عذاب کے ساتھ جو اس کے لئے آخرت میں بطور ذخیر رکھا گیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۴۲۰)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

(ف) یعنی یہ دو گناہ ظلم اور قطع رحمی ایسے ہیں کہ آخرت میں تو ان پر جو کچھ وبال ہوگا وہ تو ہوگا ہی، آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی ان کی سزا بہت جلد ملتی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ہر گناہ کی جب چاہے مغفرت فرما دیتے ہیں مگر والدین کی قطع رحمی کی سزا مرنے سے پہلے دے دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ہر گناہ کی سزا اللہ جل شانہ آخرت پر مؤخر فرما دیتے ہیں لیکن والدین کی نافرمانی کی سزا کو بہت جلد دنیا میں دے دیتے ہیں۔ (جامع الصغیر)

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

کتاب الطہارۃ

پاکی وناپاکی سے متعلق
مسائل کا بیان

باب الوضو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) بغیر کلی وضو کرنا درست ہے

سوال: ۔ کسی کو کلی کرتے وقت منہ سے خون نکلتا ہے اور تھوڑی دیر بعد بند ہوتا ہے تب اس کا وضو ختم ہوتا ہے، چونکہ کلی کرنے سے وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہے اس لئے اگر وہ کلی نہ کرے، نماز پڑھ لے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ اسی حالت میں کلی نہ کرنا درست ہے۔ بغیر کلی کئے نماز صحیح ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲) مسواک کی مقدار

سوال: ۔ مسواک کی مقدار کیا ہے؟

الجواب: ۔ درمختار میں ہے کہ مسواک کی مقدار ایک بالشت ہونا مستحب ہے۔ لیکن ظاہر بات یہ ہے کہ دراصل اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ جس قدر بھی کارآمد ہو سکے کافی ہے۔ البتہ شروع میں ایک بالشت کا رکھنا علماء نے پسند فرمایا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ بالشت سے کم ہو تو ہو مگر بالشت سے زیادہ لمبی ہونا اچھا نہیں ہے۔ (مفتی ظفیر الدین)

مستحبات وضو

(۳) وضو کے بعد رومال سے ہاتھ منہ پونچھنا

سوال:۔ وضو کر کے رومال سے بدن سکھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ وضو کے اعضاء کو رومال سے پونچھنا مستحب اور آداب میں سے ہے۔ درمختار میں اسے آداب میں شمار کیا ہے۔ شامی نے بھی اس کی بہت تفصیل لکھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رومال سے پونچھنا مکروہ نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۴) ایک ہاتھ سے وضو کرنا خلاف سنت ہے

سوال:۔ ایک ہاتھ سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں اور گردن کا مسح کرنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ ایک ہاتھ سے وضو کرنا درست ہے مگر خلافت سنت ہے۔ بلاضرورت ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ گردن کا مسح انگلیوں کی پشت کو کھینچ کر جیسا کہ معروف ہے، درست ہے۔

(مفتی عزیز الرحمنؒ)

نواقض وضو

(۵) خون تھوک پر غالب ہو تو ناقض وضو (وضو کو توڑنے والی) ہے نہیں؟

سوال:۔ دانتوں سے خون نکل آئے اور نماز میں ہوں تو کیا کرے؟

الجواب:۔ ایسی صورت میں اگر خون تھوک پر غالب ہو جائے یعنی زیادہ مقدار اس کی ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور اس کا اندازہ ذائقہ سے ہو سکتا ہے کہ خون کا ذائقہ تھوک میں محسوس ہونے لگے تو اس وقت خون کی مقدار تھوک سے زیادہ ہوگی۔

(کمانی الھدایۃ والشامیہ) (ملخص)

(۶) عورت کی چھاتی سے دودھ نکلنا ناقض وضو نہیں

سوال:۔ عورت کے پستان سے دودھ کا نکلنا یا بہنا وضو توڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ناقض وضو نہیں، درمختار میں ہے کہ وضو انسانی بدن سے نجس چیز کے نکلنے سے ٹوٹتا ہے۔لہذا جو چیز نجس نہیں، اس کا نکلنا ناقض وضو نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷) گھٹنا یا ستر کھلنے یا اسے ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

سوال:۔ مشہور ہے کہ گھٹنا کھلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کس کس ستر کے کھلنے سے وضو ٹوٹتا ہے؟ نیز کیا ستر کو دیکھنے یا چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ برہنہ غسل کرنے سے یا کھلی جگہ نہانے سے وضو نہیں رہتا۔

الجواب:۔ یہ غلط مشہور ہے کسی ستر کے کھلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور نہ ہی اسے دیکھنے یا چھونے سے وضو ٹوٹتا ہے اور نہ ہی برہنہ نہانے سے وضو ٹوٹتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸) جو رطوبت باہر نہ آئے وہ ناقض وضو نہیں

سوال:۔ بواسیر کی پھنسی مواد نکلنے کے بعد داد کی طرح ہو جائے اور اس کے اندر رطوبت ہو مگر بہنے والی نہیں ہو البتہ اٹھتے بیٹھتے کپڑے کو لگتی ہو تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اور کپڑا ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جو رطوبت زخم سے باہر نہ بہے اور بہنے والی نہ ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ کذا فی کتب الفقہ اور کپڑا بھی ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ فقہاء نے قاعدہ کلیہ لکھا ہے کہ جو چیز حدث کا باعث نہیں، وہ نجس بھی نہیں۔ لہذا جو صورت آپ نے تحریر فرمائی ہے اس میں نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ کپڑا ناپاک ہوتا ہے۔فقط۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹) آنکھ سے نکلنے والے پانی کا حکم

سوال:۔ بہشتی زیور حصہ اول نواقض وضو کے ذیل میں لکھا ہے کہ اگر آنکھیں آئی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر آنکھیں نہ آئی ہوں اس میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ آگے چل کر بطور قاعدہ کلیہ درج ہے کہ جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ نجس ہے۔ ایسی صورت میں جب بچوں کی آنکھیں دکھتی ہیں اور ان کی آنکھوں کا پانی اکثر ماں وغیرہ کے کپڑے کو تر کر دیتا ہے کیا اس کپڑے سے بغیر دھوئے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس مسئلہ میں ایک قول یہ ہے جو بہشتی زیور میں منقول ہے اور قاعدہ مذکورہ بھی صحیح ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ آنکھیں دکھنے والے کی آنکھ سے جو پانی نکلے وہ ناقض وضو نہیں ہے۔ اس صورت میں وہ نجس بھی نہ ہوگا۔ شامی میں "منیہ" کے حوالے سے امام محمد سے پیپ کے خوف سے ہر وقت نماز کے لئے وضو کرنے کا قول منقول ہے۔ فتح القدیر میں اس قول کو استحباب پر معمول کیا ہے۔ (شامی) لہٰذا اس بناء پر وہ پانی جو دکھتی آنکھ سے نکلے، جب تک متغیر نہ ہو مثلاً اس میں سرخی وغیرہ نہ ہو بلکہ صاف پانی ہو تو وہ ناقض وضو نہ ہوگا اور نہ ہی نجس ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰) درد کی وجہ سے آنکھ سے پانی آنا ناقض وضو ہے

سوال:۔ آنکھوں سے جو پانی درد کے ساتھ برآمد ہو وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ درد کے ساتھ آنکھوں سے پانی نکلنا ناقض وضو ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱) غسل سے پہلے وضو کرنے کی تفصیل

سوال:۔ آپ نے غسل اور وضو کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے اس لئے غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں، نماز پڑھی جاسکتی ہے بلکہ جب تک اس غسل سے کم از کم دو رکعت نہ پڑھ لی جائیں دوبارہ وضو کرنا گناہ ہے۔ تسلی و تشفی کے لئے اور دیگر مجھ جیسے

قارئین کی بھلائی کی خاطر ذرا تفصیلاً اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ وضو میں ایک مرتبہ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے اب اگر ایک شخص پر غسل کرنا فرض ہے تب تو وہ وضو بھی کرے گا لیکن ایک شخص پاکی کی حالت میں غسل کرتا ہے تو ظاہر ہے وہ وضو نہیں کرے گا پھر چوتھائی سر کا مسح چہ معنی دارد؟ اور وہ کس طرح صرف غسل سے نماز پڑھ سکتا ہے ایک حدیث پیش خدمت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے اور غسل سے پہلے جو وضو کرتے تھے اسی پر اکتفا فرماتے تھے (ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ) مندرجہ بالا حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ غسل سے پہلے کے وضو پر اکتفا فرماتے تھے یعنی وضو ضرور فرماتے تھے، لہذا مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ بغیر وضو کے غسل سے نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں جبکہ سر کا مسح وضو میں فرض ہے؟

الجواب:۔ وضو نام ہے تین اعضاء (منہ، ہاتھ اور پاؤں) کے دھونے اور سر کے مسح کرنے کا اور جب آدمی نے غسل کر لیا تو اس کے ضمن میں وضو بھی ہو گیا غسل سے پہلے وضو کر لینا سنت ہے جیسا کہ آپ نے حدیث شریف نقل کی ہے۔ لیکن اگر کسی نے غسل سے پہلے وضو نہیں کیا تب بھی غسل ہو جائے گا اور غسل کے ضمن میں وضو بھی ہو جائے گا۔ مسح کے معنی تر ہاتھ سر پر پھیرنے کے ہیں جب سر پر پانی ڈال کر مل لیا تو مسح سے بڑھ کر غسل ہو گیا۔ بہر حال عوام کا یہ طرز عمل کہ وہ غسل کے بعد پھر وضو کرتے ہیں بالکل غلط ہے وضو غسل سے پہلے کرنا چاہئے تا کہ غسل کی سنت ادا ہو جائے غسل کے بعد وضو کرنے کا کوئی جواز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) نہانے کے بعد وضو غیر ضروری ہے

سوال:۔ نہانے کے بعد بعض لوگوں سے سنا ہے کہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں رہتی قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں کہ آیا نہانے کے بعد وضو کے نہ کرنے کا طریقہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ نہانے سے وضو بھی ہو جاتا ہے بعد میں وضو کی ضرورت نہیں۔

(مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳) وضو میں نیت شرط نہیں

سوال:۔ وضو کرنے کے لئے نیت کرنا ضروری ہے ہم نے کتاب میں پڑھا ہے کہ منہ ہاتھ دھونے میں وہی کام کیا جاتا ہے جو وضو کرے میں کرتے ہیں اگر وضو کی نیت نہیں کی گئی تو وضو نہیں ہوگا بلکہ صرف منہ ہاتھ دھونا ہوا۔ اس کے علاوہ وضو میں جو فرائض ہیں وہی اگر چھوٹ گئے تو پھر وضو کیسے ہوا؟

الجواب:۔ نیت کرنا وضو میں فرض نہیں۔ اگر منہ ہاتھ پاؤں دھو لئے جائیں اور سر کا مسح کرلیا جائے کہ (یہی چار چیزیں وضو میں فرض ہیں) تو وضو ہو جاتا ہے البتہ وضو کا ثواب تب ملے گا جب وضو کی نیت بھی کی ہو۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۴) بغیر وضو کئے محض نیت سے وضو نہیں ہوتا

سوال:۔ اکثر مقامات پر مساجد میں پانی کا انتظام نہیں ہوتا اور پھر وضو کے لئے کافی تکلیف ہو جاتی ہے ہم نے سنا ہے کہ اگر کہیں پانی دستیاب نہ ہو تو وضو کی نیت کرنے سے وضو ہو جاتا ہے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے اگر وضو ہو سکتا ہے تو اس کی نیت بھی ایسے ہی کرنی ہوتی جیسے ہم پانی کے ساتھ وضو کرتے وقت کرتے ہیں۔

الجواب:۔ محض وضو کی نیت کرنے سے وضو نہیں ہوتا آپ نے غلط سنا ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی جگہ وضو کے لئے پانی دستیاب نہ ہو تو پاک مٹی سے تیمم کیا جائے اور پانی دستیاب نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی کم سے کم ایک میل دور ہو۔ اس لئے شہر میں پانی کے دستیاب نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ جنگل میں ایسی صورت پیش آسکتی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۵) آب زمزم سے وضو اور غسل کرنا

سوال:۔ مولانا صاحب میں مکہ مکرمہ میں رہتا ہوں کئی دنوں سے اس مسئلے پر دل میں الجھن رہتی ہے، برائے مہربانی اس کا شرعی حل بتائیں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ مولانا صاحب ہم پاکستان میں تھے تو آب زمزم کے لئے اتنی محبت تھی کہ کچھ بتا نہیں سکتے اب بھی وہی ہے ایک

قطرے کے لئے ترستے تھے۔ یہاں لوگ وضو کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے یا نہیں۔ نماز کے لئے وضو کرنا جائز ہے یا ادب کے خلاف ہے۔ تفصیل سے جواب لکھیں۔

الجواب:۔ جو شخص باوضو اور پاک ہو وہ اگر محض برکت کے لئے اب زمزم سے وضو یا غسل کرے تو جائز ہے، اسی طرح کسی پاک کپڑے کو برکت کے لئے زمزم سے بھگونا بھی درست ہے۔ لیکن بے وضو آدمی کا زمزم شریف سے وضو کرنا یا کسی جنبی کا اس سے غسل کرنا مکروہ ہے۔ ضرورت کے وقت (جبکہ دوسرا پانی نہ ملے) زمزم شریف سے وضو کرنا تو جائز ہے مگر غسل جنابت بہر حال مکروہ ہے۔

اسی طرح اگر بدن یا کپڑا پر نجاست لگی ہو اس کو زمزم شریف سے دھونا بھی مکروہ بلکہ بعض جگہ حرام ہے۔ یہی حکم زمزم سے استنجا کرنے کا ہے۔ نقل کیا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے آب زمزم سے استنجا کیا تو ان کو بواسیر ہوگئی۔ خلاصہ یہ کہ زمزم نہایت متبرک پانی ہے اس کا ادب ضروری ہے۔ اس کا پینا موجب خیر و برکت ہے اور چہرے پر، سر پر اور بدن پر ڈالنا بھی موجب برکت ہے۔ لیکن نجاست زائل کرنے کے لئے اس کو استعمال کرنا ناروا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶) پہلے وضو سے نماز پڑھے بغیر دوبارہ وضو کرنا گناہ ہے

سوال:۔ اگر کسی کو غسل کی حاجت نہیں ہے یعنی وہ پاک ہے وہ صرف نہاتی ہے ظاہر ہے نہانے میں اس کا جسم سر سے لے کر پیر تک بھیگے گا اس صورت میں وہ عورت بغیر وضو کے نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں یاد رہے کہ وہ عورت صرف نہائی ہے۔ اس نے نہ نہانے سے پہلے نہ نہانے کے بعد وضو کیا بلکہ سر سے پیر تک پانی بہایا ہے۔

الجواب:۔ غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے اس لئے غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں، نماز پڑھ سکتی ہے بلکہ جب تک اس غسل سے کم سے کم دو رکعت یا کوئی دوسری عبادت جس میں وضو شرط ہے، ادا نہ کرلی جائے دوبارہ وضو کرنا مکروہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷) جس غسل خانہ میں پیشاب کیا ہو اس میں وضو

سوال:۔ ہمارے گھر میں ایک غسل خانہ ہے جہاں ہم سب نہاتے ہیں اور رات کو اٹھ کر

پیشاب بھی کرتے ہیں اور مجھے نماز پڑھنی ہوتی ہے کیا اس غسل خانہ میں وضو کرنا جائز ہے؟
الجواب:۔ غسل خانہ میں پیشاب نہیں کرنا چاہئے اس سے وسوسہ کا مرض ہو جاتا ہے اور اگر اس میں کسی نے پیشاب کر دیا ہو تو وضو سے پہلے اس کو دھو کر پاک کر لینا چاہئے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) مسواک کرنا خواتین کے لئے بھی سنت ہے

سوال:۔ کیا نماز سے پہلے وضو میں مسواک کرنا عورتوں کے لئے بھی اسی طرح سنت ہے جیسے مردوں کے لئے؟
الجواب:۔ مسواک خواتین کے لئے بھی سنت ہے، لیکن اگر ان کے مسوڑھے مسواک کے متحمل نہ ہوں تو ان کے لئے دنداسہ کا استعمال بھی مسواک کے قائم مقام ہے، جبکہ مسواک کی نیت سے اس کا استعمال کریں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۹) رات کو سوتے وقت وضو کرنا افضل ہے

سوال:۔ کیا رات کو سوتے وقت وضو کرنا افضل ہے؟
الجواب:۔ جی ہاں افضل ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰) دانت سے خون نکلنے پر کب وضو ٹوٹے گا؟

سوال:۔ کلی کرتے وقت منہ میں سے خون نکل جاتا ہے خون حلق میں نہیں جاتا بس دانت میں سے نکل جاتا ہے اور میں فوراً تھوک دیتا ہوں تو آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ منہ میں خون آنے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔ کیا دوبارہ وضو کرنا چاہئے؟
الجواب:۔ خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ اتنا خون نکلا ہو کہ تھوک کا رنگ سرخی مائل ہو جائے یا منہ میں خون کا ذائقہ آنے لگے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱) وضو کرتے وقت عورت کا سر کا ننگا رہنا

سوال: ۔ کیا وضو کرتے وقت عورت کا سر پر دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہے؟
الجواب: ۔ عورت کو حتی الوسع سر ننگا نہیں کرنا چاہئے مگر وضو ہو جائے گا۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲) وضو کے درمیان سلام کا جواب دینا

سوال: ۔ وضو کرتے ہوئے اور کھانے کے دوران سلام کا جواب دینا ضروری ہے یا نہیں، جبکہ سلام کرنے والے کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو وضو میں مصروف ہونے کی وجہ سے ناراضی اور غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ **جواب:** ۔ وضو کے دوران سلام اور جواب میں کوئی حرج نہیں، کھانے کے دوران سلام نہیں کہنا چاہئے اور کھانے والے کے ذمہ سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۳) گٹر لائن کی آمیزش اور بدبو والے پانی کا استعمال

سوال: ۔ بعض مرتبہ ہم کسی مسجد میں جاتے ہیں اور وضو کے لئے نلکا کھولتے ہیں تو شروع میں بدبودار پانی آتا ہے، پانی بظاہر صاف نظر آتا ہے اور کوئی رنگ کی آمیزش نہیں ہوتی لیکن پانی میں بدبو سی محسوس ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں کیا اس پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے یا یہ پانی ناپاک تصور ہوگا اور اس پانی سے وضو نہیں ہوگا؟
الجواب: ۔ نلوں کے ذریعہ جو بدبودار پانی آتا ہے اور پھر صاف پانی آنے لگتا ہے اس بارے میں جب تک بدبودار پانی کی حقیقت معلوم نہ ہو یا رنگ اور بو سے ناپاکی کا پتہ نہ چلتا ہو اس وقت تک اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا، کیونکہ پانی کا بدبودار ہونا اور چیز ہے اور ناپاک ہونا دوسری چیز ہے اور اگر تحقیق ہو جائے کہ یہ پانی گٹر کا ہے تو نل کھول دینے کے بعد وہ جاری پانی کے حکم میں ہو جائے گا اور پاک ہو جائے گا۔ بس بدبودار پانی نکال دیا جائے، بعد میں آنے والے صاف پانی سے وضو اور غسل صحیح ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۴) ناپاک پانی گندا صاف شفاف بنا دینے سے پاک نہیں ہوتا

سوال: ۔ آج کل سائنس دانوں نے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے کہ گندی نالیوں کے پانی صاف و شفاف بنا دیتے ہیں۔ بظاہر اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی، اب کیا یہ پانی پلید ہوگا یا نہیں؟

الجواب: ۔ صاف ہو جائے گا، پاک نہیں۔ صاف اور پاک میں بڑا فرق ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵) ٹنکی میں پرندہ گر کر پھول جائے تو کتنے دن کی نماز لوٹائی جائیں؟

سوال: ۔ پانی کی ٹنکی میں اگر پرندہ گر کر مر جائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے اور اس کے گرنے کا وقت بھی معلوم نہ ہو تو کتنے روز کی نمازیں لوٹائی جائیں گی؟

الجواب: ۔ اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ اگر جانور پھولا پھٹا ہوا پایا جائے تو اس کو تین دن کا سمجھا جائے گا اور تین دن کی نمازیں لوٹائی جائیں گی، دوسرا قول یہ ہے کہ جس وقت علم ہوا اسی وقت سے نجاست کا حکم کیا جائے گا، پہلے قول میں احتیاط ہے اور دوسرے میں آسانی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۶) مسواک کے بجائے برش استعمال کرنا

سوال: ۔ اگر کوئی شخص بلا عذر بجائے مسواک کے بالوں کا برش استعمال کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ مسواک کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے جو صورت علی المواظبت ثابت ہے وہ یہی ہے کہ لکڑی کی مسواک کی جائے اور لکڑیوں میں بھی پیلو کی لکڑی زیادہ پسندیدہ ہے۔ لیکن اگر لکڑی کی مسواک اتفاقاً موجود نہ ہو تو انگلی یا موٹے کپڑے وغیرہ سے دانت صاف کر لینا مسواک کے قائم مقام ہو سکتا ہے۔ ھدایہ میں ہے کہ مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگلی سے کام چلا لے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے برش کا بھی یہی حکم ہے، اگر اتفاقاً مسواک موجود نہ ہو تو اس کا استعمال مسواک کے قائم مقام ہو جائے گا، لیکن بطور فیشن اس کی عادت ڈال لینا مناسب نہیں اور

نہ بلاضرورت وہ مسواک کا قائم مقام ہوسکتا ہے۔ بالخصوص ان برشوں میں خنزیر کے بالوں کے استعمال کا احتمال بھی ہوتا ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ برش کے استعمال سے احتراز کیا جائے۔ کہیں مسواک ہاتھ نہ آئے تو انگلی وغیرہ سے صاف کر لینے پر اکتفا کریں۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

ایک دوسرے جواب میں حضرت مفتی اعظم تحریر فرماتے ہیں کہ:

برش اگر خنزیر کے بالوں کا ہے تو اس کا استعمال حرام ہے اور اگر مشکوک ہے تو ترک اولیٰ ہے اور اگر مشکوک بھی نہیں تو اس کا استعمال جائز ہے۔ لیکن بلاضرورت مسواک کی سنت کے قائم مقام نہ ہوگا کیونکہ سنت مسواک لکڑی ہی سے ثابت ہے، البتہ اگر کسی وقت لکڑی مسواک کے قابل موجود نہ ہو تو صرف انگلی یا موٹے کپڑے یا برش وغیرہ سے دانت صاف کر لینا اس کے قائم مقام ہو جاتا ہے لیکن بلاضرورت اس کی عادت ڈالنا خلاف سنت ہے اور دوسری قباحت یہ بھی ہے کہ اصل شعار اہل اسلام کا یہ نہیں۔

(۷) ناخن پالش لگانا کفار کی تقلید ہے اس سے نہ وضو ہوتا ہے نہ غسل نہ نماز

سوال: ۔ آج کل نوجوان لڑکیاں اس کشمکش میں مبتلا ہیں کہ آیا لڑکیاں جو ناخن کو پالش لگاتی ہیں، اس کو صاف کرنے کے بعد وضو کریں یا پالش کے اوپر سے ہی وضو ہو جائے گا۔ کئی سمجھدار اور تعلیم یافتہ لڑکیاں اور معزز نمازی عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ناخنوں کی پالش صاف کئے بغیر ہی وضو ہو جائے گا۔

الجواب: ۔ ناخنوں سے متعلق دو بیماریاں عورتوں میں خصوصاً نوجوان لڑکیوں میں بہت ہی عام ہوتی جارہی ہیں، ایک ناخن بڑھانے کا مرض اور دوسرا ناخن پالش۔

ناخن بڑھانے سے آدمی کے ہاتھ بالکل درندوں جیسے ہو جاتے ہیں اور پھر ان میں گندگی بھی رہ سکتی ہے جس سے ناخنوں میں جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور مختلف النوع بیماریاں جنم لیتی ہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے دس چیزوں کو فطرت سے شمار کیا ہے ان میں ایک ناخن تراشنا بھی ہے پس ناخن بڑھانے کا فیشن انسانی فطرت کے خلاف ہے جس کو مسلم خواتین کافروں کی تقلید میں اپنا رہی ہے۔

مسلم خواتین کو اس خلاف فطرت تقلید سے پرہیز کرنا چاہئے، دوسرا مرض ناخن پالش کا

ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے عورت کے اعضاء میں فطری حسن رکھا ہے، ناخن پالش کا مصنوعی لبادہ محض غیر فطری چیز ہے پھر اس میں ناپاک چیزوں کی آمیزش بھی ہوتی ہے وہی ناپاک ہاتھ کھانے وغیرہ میں استعمال کرنا طبعی کراہت کی چیز ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ناخن پالش کی تہہ جم جاتی ہے اور جب تک اسے صاف نہ کر دیا جائے پانی نیچے نہیں پہنچ سکتا۔ پس نہ وضو ہوتا ہے نہ غسل ، آدمی ناپاک، کا ناپاک رہتا ہے۔ جو تعلیم یافتہ لڑکیاں اور معزز نمازی عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ناخن پالش کو صاف کئے بغیر آدمی پاک نہیں ہو، تا نہ نماز ہوگی نہ تلاوت جائز ہوگی وہ اسی معنی میں ہے جو ہم نے بیان کیا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸) ناخن پالش والی میت کی پالش صاف کر کے غسل دیں

سوال:۔ اگر کہیں موت آ گئی تو ناخن پالش لگی ہوئی عورت کی میت کا غسل صحیح ہو جائے گا؟

الجواب:۔ اس کا غسل صحیح نہیں ہوگا، اس لئے ناخن پالش صاف کر کے غسل دیا جائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) نیل پالش اور لپ سٹک کے ساتھ نماز

سوال:۔ چند روز قبل ہمارے گھر آیت کریمہ کا ختم تھا، جس میں چند رشتہ دار عورتیں آئیں جن میں کچھ فیشن میں ملبوس تھیں۔ فیشن سے مراد ناخن میں نیل پالش، بدن میں پرفیوم، ہونٹوں میں لپ اسٹک وغیرہ تھا۔ جب نماز کا وقت ہوا تو نماز کے لئے کھڑی ہوگئیں، جب ان سے کہا گیا کہ ان چیزوں سے وضو نہیں رہتا تو نماز کیسے ہوگی؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نیت دیکھتا ہے۔ تو کیا مولانا صاحب نیل پالش یا پرفیوم، لپ اسٹک وغیرہ سے وضو برقرار رہتا ہے۔ کیا ان سب چیزوں کے استعمال کے بعد نماز ہو جاتی ہے؟ برائے مہربانی تفصیل سے جواب دیں، نوازش ہوگی۔

الجواب:۔ خدا تعالیٰ صرف نیت کو نہیں دیکھتا بلکہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ جو کام کیا گیا وہ اس کی شریعت کے مطابق بھی ہے یا نہیں۔ مثلاً کوئی شخص بے وضو نماز پڑھے اور یہ کہے کہ خدا نیت کو دیکھتا ہے تو اس کا یہ کہنا خدا اور رسول کا مذاق اڑانے کے ہم معنی ہوگا اور ایسے شخص کی عبادت عبادت ہی نہیں رہتی۔ اس لئے فیشن ایبل خواتین کا یہ استدلال بالکل مہمل ہے کہ خدا نیت کو

دیکھتا ہے، ناخن پالش اور لپ اسٹک اگر بدن تک پانی کو نہ پہنچنے دے تو وضو نہیں ہوگا اور جب وضو نہ ہوا تو نماز بھی نہ ہوئی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) ناخن پالش کو موزوں پر قیاس کرنا صحیح نہیں

سوال:۔ جس طرح وضو کر کے موزہ پہن لیا جائے تو دوسرے وضو کے وقت پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں ہوتی، صرف جراب کے اوپر مسح کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح وضو کر کے ناخن پالش لگا لیا جائے تو دوسرا وضو کرتے وقت اسے چھڑانے کی ضرورت تو نہیں ہے؟

الجواب:۔ چمڑے کے موزوں پر تو مسح بالاتفاق جائز ہے، جرابوں پر مسح امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں اور ناخن پالش کو موزوں پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ اس لئے اگر ناخن پالش لگی ہو تو وضو اور غسل نہیں ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۲) خوشی سے یا جبراً ناخن پالش لگانے کے مضمرات

سوال:۔ ہم نے غسل کے فرائض میں پڑھا ہے کہ سارے جسم پر پانی اس طرح بہایا جائے کہ جسم کا کوئی حصہ بال برابر بھی خشک نہ رہے آج کل یہ بات فیشن میں آگئی ہے کہ ہمارے گھروں میں عورتیں ناخنوں پر پالش کرتی ہیں جو زیادہ گاڑھی ہوتی ہے اور ناخنوں پر اس کی ایک تہہ جم جاتی ہے اور ایسے ہی بعض مرد حضرات رنگ کا کام کرتے ہیں جو جسم کے کسی حصہ پر لگ جائے تو آسانی سے نہیں اترتا، ایسی صورت میں ہر دو کس غسل جنابت سے پاکی حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اسلام نے عورت کو اپنے شوہر کے سامنے زینت، بناؤ سنگھار کی اجازت دی ہے کیا ناخن لگانا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو ایسی حالت والی عورت کے لئے نماز تلاوت اور کھانے پینے کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ناخن پالش کی اگر تہہ جم گئی ہو تو اس کو چھڑائے بغیر وضو اور غسل نہیں ہوگا یہی حکم اور چیزوں کا ہے جو پانی بدن تک پہنچنے سے مانع ہوں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

باب الغسل (غسل کے مسائل)

(۳۲) غسل میں غرغرہ کرنا فرض نہیں

سوال:۔ غسل میں غرغرہ کرنا فرض ہے، یا کلی کرنا۔ واضح کر کے تشفی فرمائیں۔
الجواب:۔ غسل میں کلی کرنا فرض ہے، اس طرح کہ پانی پورے منہ میں پہنچ جائے اور غرغرہ کرنا غیر روزے دار کے لئے سنت ہے۔ کلی یہ ہے کہ سر جھکائے ہوئے بغیر غرغرے کے منہ میں جہاں تک پانی جائے (اس پر کلی کا اطلاق ہوتا ہے) اسی قدر منہ اندر سے دھونا فرض ہے۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۳) دانتوں میں چھالیہ اٹکی ہو تو غسل ہوگا یا نہیں

سوال:۔ داڑھ کے درمیانی سوراخ میں اگر چھالیہ اٹک جائے تو بغیر اسے نکالے غسل جنابت درست ہوگا یا نہیں؟
الجواب:۔ غسل صحیح ہو جائے گا، اگر چھالیہ آسانی سے نکل آئے تو نکال دینی چاہئے۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۴) عورت کو غسل جنابت میں سر کی مینڈھیاں کھولنا ضروری ہے یا نہیں

سوال:۔ غسل جنابت میں مرد کو تو تمام بدن کا غسل اور سر کے بال جڑ تک تر کرنا ضروری ہیں، تو عورت جس کے سر کے بال بہت لمبے اور گندھے ہوں تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ عورت کے سر کے بال اگر گندھے ہوئے ہیں اور مینڈھیاں گندھی ہوئی ہیں تو ان کو کھولنا اور تمام بالوں کا تر کرنا غسل میں ضروری نہیں ہے بلکہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچا دینا کافی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ سر پر پانی ڈال کر بالوں کو دبا دے کہ جڑ میں پانی پہنچ جائے اور اگر بال کھلے ہوں تو تمام بالوں کا تر کرنا ضروری ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۵) بے وضو اور حالت جنابت میں قرآن کی تلاوت وذکر کرنا جائز ہے

سوال:۔ حالت جنابت یا حالت حیض میں قرآن کریم کی تلاوت درود شریف پڑھنا اور دوسرے اذکار پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ حالت حیض اور حالت جنابت میں قرآن کریم کی تلاوت جائز نہیں، البتہ ذکر اذکار اور درود شریف پڑھ سکتی ہیں۔

(۳۶) چار دیواری میں برہنہ ہو کر غسل کرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ غسل خانہ کی دیواریں بڑی بڑی ہوں اور چھت بنی ہوئی نہ ہو تو ایسی جگہ برہنہ غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ غسل خانے کی دیواریں بڑی بڑی ہوں کہ کہیں سے بے پردگی نہ ہوتی ہو تو اس میں برہنہ ہو کر نہانا درست ہے، اگرچہ چھت بھی نہ بنی ہو۔ لیکن بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ ننگے ہو کر نہ نہائیں۔ (فقط مفتی عزیز الرحمٰن)

موجباتِ غسل (غسل کو واجب کرنے والی چیزیں)

(۳۷) دوران مباشرت سپاری کا مکمل دخول نہ ہو تب بھی غسل واجب ہے

سوال:۔ اگر مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری (عضو خاص کا نرم حصہ) کا نصف تہائی یا پاؤ حصہ فرج میں داخل ہو جائے اور جوش کے ساتھ منی بھی فرج میں داخل ہو جائے تو اس صورت

میں عورت پر غسل فرض ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورت پر غسل واجب نہیں۔ کیونکہ عورت پر غسل کے وجوب کے لئے ایلاج حشفہ ضروری ہے اور ایلاج حشفہ (سپاری) کے مکمل دخول سے ممکن ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۸) وضو اور غسل میں پانی کی مقدار

سوال:۔ غسل اور وضو میں پانی خرچ کرنے کی مقدار کیا ہے؟

الجواب:۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک صاع سے سوا صاع تک پانی سے غسل فرماتے اور ایک مُد سے وضو فرماتے تھے۔ یہ مقدار کفایت کی ادنیٰ مقدار ہے اور شامی میں ''حلیہ'' سے منقول ہے کہ اس میں کچھ تحدید شرعی نہیں، جس قدر پانی سے وضو اور غسل ہو سکے درست ہے لیکن اسراف نہ ہو۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۹) مباشرت کے فوراً بعد غسل ضروری نہیں

سوال:۔ بعض حضرات مباشرت کے فوراً بعد غسل کرنے کا حکم دیتے ہیں جس میں بیماری کا احتمال ہے۔ کیا شرعی حکم بھی ایسا ہی ہے؟

الجواب:۔ ایسا کرنا بہتر ہے، لیکن اگر کچھ تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج اور گناہ نہیں۔ فقط

(۴۰) عورت کو احتلام ہونے یا شہوت سے جاگتے میں منی نکلنا باعث وجوب غسل ہے

سوال:۔ عورتوں کو اگر شہوت سے مردوں کی طرح منی نکل آئے تو ان پر غسل فرض ہے یا نہیں؟ اور اگر انہیں احتلام ہو جائے تو غسل فرض ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ دونوں صورتوں میں عورتوں پر غسل فرض ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۱) فرج کے اندر انگلی یا دوا ڈالنے سے غسل فرض نہیں ہوتا

سوال:۔ ایک عورت (ڈاکٹرنی یا دایہ) اگر دوسری عورت کے جسم میں دوا پہنچانے یا کوئی اندرونی خرابی دیکھنے کے لئے ہاتھ یا انگلی (اس کی فرج میں) داخل کرے یا خواہ مخواہ ہی کرے یا عورت خود یا اس کا شوہر یہ فعل کرے تو عورت پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ ان صورتوں میں غسل واجب نہیں ہوگا۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۲) نابالغہ سے مباشرت کرنے سے اس پر غسل فرض نہیں

سوال:۔ نابالغہ لڑکی سے مباشرت کی جائے تو اس پر غسل فرض ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ نابالغہ پر غسل فرض نہیں ہے مگر غسل کر لینا اچھا ہے۔

(۴۳) جنابت کے بعد حیض آ گیا تو کیا کرے؟

سوال:۔ ایک عورت اپنے شوہر سے رات کو ہمبستر ہوئی اور غسل سے پہلے حیض آ گیا تو عورت پر غسل جنابت فرض ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ غسل جنابت اس صورت میں فرض نہیں رہا وہ حیض سے پاک ہو کر غسل کرے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۴) غسل فرض ہونے کی حالت میں عورت کو عورت کے سامنے غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال:۔ بہشتی گوہر میں ہے کہ کسی پر غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہ ہو تو ایسی حالت میں مرد کو مرد کے سامنے اور عورت کو عورت کے سامنے غسل کرنا واجب ہے۔ زید کہتا ہے کہ عربی عبارت میں واجب کا لفظ نہیں ہوگا۔ صحیح مسئلہ بیان فرمائیں۔

الجواب:۔ یہ مسئلہ صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی حالت میں غسل نہ چھوڑے اس کا مطلب

یہ ہے کہ غسل کرنا ہر حال میں واجب ہے۔ (چاہے پردہ ہو یا نہ ہو) البتہ اگر غیر مرد ہوں تو عورت کو تاخیر کرنا ضروری ہے۔

(۴۵) قضائے حاجت اور غسل کے وقت کس طرف منہ کرے

سوال:۔ غسل کرتے وقت کون سی سمت ہونی چاہئے؟ آج کل غسل خانہ اور بیت الخلاء ایک ساتھ ہی ہوتے ہیں ایسے میں غسل کے لئے کس طرح سمت کا اندازہ لگایا جائے۔ نیز بیت الخلاء کے لئے کون سی سمت مقرر ہے؟

الجواب:۔ قضائے حاجت کے وقت نہ تو قبلہ کی طرف منہ ہونا چاہئے اور نہ قبلہ کی طرف پیٹھ ہونی چاہئے قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ غسل کی حالت میں اگر غسل بالکل برہنہ ہوکر کیا جارہا ہو تو اس صورت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تنزیہی ہے بلکہ رخ شمالاً جنوباً ہونا چاہئے اور اگر ستر ڈھانک کر غسل کیا جارہا ہے تو اس صورت میں کسی بھی طرف رخ کرکے غسل کیا جاسکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۴۶) غسل جنابت کے بعد پہلے والے کپڑے پہننا

سوال:۔ یہ بتائیں کہ اگر ایک شخص کو غسل کی حاجت ہو جائے یا اس پر غسل جنابت فرض ہوجائے تو کیا وہ غسل کرکے دوبارہ وہی کپڑے پہن سکتا ہے جبکہ وہ کپڑے مثلاً سوئیٹر یا قمیض وغیرہ ہو جن پر کوئی نجاست نہ لگی ہو؟

الجواب:۔ بلاشبہ پہن سکتا ہے اور عورت کے لئے بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ اگر نجاست لگی ہو تو پہلے دھولیا جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۴۷) ننگے بدن غسل کرنے والا بات کرلے تو غسل جائز ہے

سوال:۔ اگر ننگے بدن غسل کرتے وقت کسی سے بات چیت کرلی جائے تو غسل دوبارہ کرنا ہوگا؟

الجواب:۔ برہنگی کی حالت میں بات چیت نہیں کرنی چاہئے لیکن غسل دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

کن چیزوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور کن سے نہیں

(۴۸) ہم بستری کے بعد غسل جنابت مرد عورت دونوں پر واجب ہے

سوال:۔ ہم بستری کے بعد عورت پر بھی جنابت واجب ہو جاتا ہے؟

الجواب:۔ مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۴۹) اینما کے عمل سے غسل واجب نہیں

سوال:۔ پیٹ کے ایکسرے کے لئے مریض کا ایکسرے سے قبل اینما کیا جاتا ہے یعنی اجابت کی جانب سے ایک خاص نلکی کے ذریعہ مریض کی آنتوں میں پانی پہنچایا جاتا ہے پانی اتنا پہنچایا جاتا ہے کہ آنتیں خوب بھر جاتی ہیں اور پانی اسی دوران واپس آنے لگتا ہے جس سے مریض کی ٹانگیں کپڑے وغیرہ بھیگ جاتے ہیں اس حالت سے مریض کو طہارت خانہ پہنچا دیا جاتا ہے جہاں مریض کو پہنچایا ہوا پانی اجابت کے ذریعے خارج ہو جاتا ہے شاید اس طریقہ کا مقصد آنتوں کی صفائی ہو۔

(الف) کیا اس صورت میں غسل واجب ہے؟

(ب) اگر غسل واجب نہیں تو ٹانگیں وغیرہ دھونا اور کپڑے تبدیل کرنا ضروری ہے؟

(ج) اگر غسل واجب نہیں تو کیا اس حالت میں نماز ہو جائے گی؟

الجواب:۔ اینما کے عمل سے غسل واجب نہیں ہوتا، مگر خارج شدہ پانی چونکہ نجس ہے اس لئے بدن اور کپڑوں پر جو نجاست لگ جاتی ہے اس کا دھونا ضروری ہے۔ نجاست سے پاکی حاصل کرنے کے بعد بغیر غسل کئے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی)

(۵۰) عورت کو بچہ پیدا ہونے پر غسل فرض نہیں

سوال:۔ عورت کے جب بچہ پیدا ہوتا ہے کیا اسی وقت غسل کرنا واجب ہے، چونکہ ہم نے سنا ہے کہ اگر عورت غسل نہ کرے گی تو اس کا کھانا پینا سب حرام اور گناہ ہے جبکہ کراچی کے ہسپتالوں میں کوئی نہیں نہاتا؟

الجواب:۔ حیض و نفاس والی عورت کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے جب تک وہ پاک نہ ہو جائے اس پر غسل فرض نہیں اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اسی وقت غسل کرنا واجب ہے بلکہ جب خون بند ہو جائے تو اس کے بعد غسل واجب ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۵۱) غسل کے آخر میں کلی اور غرارے کرنا یاد آنا

سوال:۔ کوئی شخص حالت جنابت میں ہے اور وہ غسل کرتا ہے جب وہ تمام بدن پر پانی ڈالتا ہے تو بعد میں اس کو کلی اور غرارے کرنا یاد آتے ہیں اور اسی وقت وہ کلی اور غرارے کرتا ہے اس وقت اس شخص کا غسل مکمل ہو جاتا ہے۔ کیا اب اسے دوبارہ پانی ڈالنا پڑے گا۔

الجواب:۔ غسل ہو گیا دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۵۲) پانی میں سونا ڈال کر نہانا

سوال:۔ میرے بڑے بھائی گھر میں آ کر سونے کی انگوٹھی پانی میں ڈال کر نہالیا، وجہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ان کے اوپر چھپکلی گر گئی تھی ان کو مشورہ دیا گیا کہ آپ جا کر سونے کی کوئی چیز پانی میں ڈال کر نہالیں ورنہ آپ پاک نہیں ہوں گے، تو میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب مرد کے لئے سونا پہنا حرام ہے تو آپ یہ وضاحت کر دیں کہ سونے کے پانی سے نہانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ پانی میں سونے کی چیز ڈال کر نہانے میں تو گناہ نہیں مگر ان کو کسی نے مسئلہ غلط بتایا کہ جب تک سونے کی چیز پانی میں ڈال کر نہیں نہائیں گے پاک نہ ہوں گے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی)

وضو اور غسل کے متعلق متفرق مسائل

(۵۴) مریضہ سیلان کے متعلق چند مسائل

سوال:۔ (الف) مجھے لیکوریا (سیلان رحم) کی بیماری ہے، جس کی وجہ سے بار بار وضو ٹوٹ جاتا ہے تو ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟

(ب) اگر میں بیٹھ کر نماز پڑھوں تو پانی خارج کم ہوتا یا ہوتا ہی نہیں۔ کیا میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہوں؟

(ج) اگر میں کوئی دہشت کی آواز سنوں تو زیادہ اخراج ہوتا ہے ایسے ہی اگر کوئی ڈراؤنا خواب دیکھوں تو خواب میں رطوبت ہو جاتی ہے کہتے ہیں کہ اگر خواب میں (رطوبت) کا اخراج ہو جاتا ہے خواہ وہ نفسانی خواہش کے تحت نہ بھی ہو تو غسل واجب ہو جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

(د) نیز میں نے پڑھا ہے کہ ایسا ویسا خواب نہ بھی ہو اگر سو کر اٹھیں تو رطوبت ہونے پر غسل کر لیا جائے مبادا وہ منی ہو، عورتوں میں کچھ پانی موجود ہوتا ہے خاص کر میرے اندر بیماری ہے کیا میں ہر روز غسل کروں۔

(س) بعض صورتوں میں آنحضرت ﷺ نے بھی اجازت دی ہے کہ بیمار یا معذور نماز کے آخری وقت میں وضو کر کے اس وقت کی اور اگلے وقت کی دونوں نمازیں پڑھ سکتا ہے ایسی رعایت کن مریضوں کے لئے ہے نیز معذور کے لئے کیا حکم ہے کہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرے جب تک اس نماز کا وقت رہے گا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(ہ) کسی کی صبح کی نماز قضاء ہو گئی اب قضاء کو پڑھے بغیر ظہر ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر بغیر کسی عذر کے چاروں نمازیں پڑھ لے اور پھر دوسرے دن صبح کے وقت قضا پڑھی تو ان چاروں کو لوٹانا چاہے کیا یہ درست ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر چھ نمازیں بغیر قضاء شدہ کے پڑھے تو باقیوں کو نہ لوٹائے۔ کیا یہ بھی درست ہے؟ (ایک خاتون از سیالکوٹ)

الجواب۔ (الف) اس رطوبت کے نکلنے سے احتیاطاً وضو کر لینا چاہئے۔

(ب) اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے رطوبت خارج نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے۔ کذا فی

الشامیہ و کذا لو سال عند القیام یصلی قاعدا۔ (ج ۱، صفحہ ۲۲۵)

(ج) جب یقین ہو کہ رطوبت وہی ہے جو جاگتے میں بھی بوجہ بیماری خارج ہوتی ہے تو ایسی صورت میں غسل واجب نہیں ہوگا۔

(د) جس مسئلہ کا سوال میں ذکر ہے وہ غیر مریض کے بارے میں ہے

(س) معذور ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کو نماز کے پورے وقت میں اتنا وقت نہ مل سکے کہ باوضو ہو کر نماز کے فرض ادا کر لے ایسا شخص معذور بنے گا، یہ نماز کے وقت میں وضو کر کے نماز فرض ادا کرے، عذر (مثلاً سیلان رطوبت) سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اس نماز کا وقت ختم ہوتے ہی وضو ٹوٹ جائے گا۔ آئندہ نماز کے لئے دوسرا وضو کرنا ہوگا مگر جو شخص بیٹھ کر خالی از عذر ہونے کی حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے وہ معذور نہیں۔ (کمافی الشامیہ و الدر المختار، ج ۱ ص ۲۸۳، و خرج مردہ عن ان یکون صاحب عذر)

(ہ) قضاء نماز یاد آنے پر فوراً (سوائے اوقات مکروہہ) کے نماز پڑھ لینا ضروری ہے۔ یاد ہوتے ہوئے اگر وقتیہ کو ادا کیا تو وقتیہ ادا صحیح نہیں ہوگی اس کا اعادہ واجب ہے یہ صاحب ترتیب کے لئے ہے۔ اگر قضاء یاد نہ ہونے کی صورت میں وقتیہ پڑھ لی تو ادا صحیح ہوگئی۔ قضاء کی ادائیگی مؤخر نہ کرے۔ چھ نمازوں کی قضاء کا مسئلہ کسی محرم رشتہ دار کے ذریعہ محقق عالم سے پوچھ لے۔

(بندہ عبداللہ)

(۵۴) خروج مسہ بواسیر ناقص وضو ہے

سوال:۔ ایک آدمی خونی بواسیر کا مریض ہے، نماز میں مسہ جائے مقعد سے باہر نکلا مگر اس کے ساتھ خون وغیرہ کچھ نہیں نکلا پھر مسہ خود بخود گم ہوگیا کیا وضو ٹوٹ گیا یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر یہ معذورین کے حکم میں نہیں ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ لعموم وینقض الوضوء علیٰ ماخرج عن السبیلین اھ۔ عالمگیری میں ہے

(۵۵) کھڑے ہو کر وضو کرنے کا حکم

سوال:۔ کیا نلکے وغیرہ پر کھڑے ہو کر وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ وضو کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اونچی جگہ پر قبلہ رو بیٹھ کر وضو کیا جائے۔

فآداب الو ضوء الجلوس فی مکان مرتفع
تحرزا عن الغسالة واستقبال القبلة

اھ (مراقی الفلاح ص ۴۳)

(۵۶) جنبیہ دودھ پلا سکتی ہے؟

سوال:۔ (۱) جنبی عورت بچے کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟
(۲) بلا عذر یا عذر میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ جائز ہے پلا سکتی ہے۔

(۵۷) پاؤں دھونے سے مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو تو ان پر مسح کر لیا جائے

سوال:۔ عارضہ تنفس میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اگر (مرد یا عورت) کو پاؤں دھونے سے نزلہ میں مبتلا ہو کر تکلیف بڑھ جاتی ہو تو ایسی حالت میں اگر پاؤں پر مسح کر لیں اور باقی وضو کیا جائے صرف پاؤں پر مسح کر لیں تو شریعت میں اس کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر تکلیف شدید ہو اور اس سے بچنے کی کوئی دوسری صورت نہ ہو تو پاؤں پر مسح کر لیا جائے اور باقی اعضاء کو حسب دستور دھو لیا جائے۔ (جیسا کہ الشرح الکبیر للمنیۃ میں اس کی اجازت مترشح ہوتی ہے۔) (مفتی محمد شفیعؒ)

جواب صحیح ہے۔ اگر ٹھنڈے پانی سے نقصان ہو گرم پانی سے پاؤں دھو کر فوراً خشک کر لئے جائیں اگر کوئی ترکیب بھی نافع نہ ہو تو سردی کے اوقات میں مسح کر لیا جائے۔

(مولانا اصغر حسین صاحبؒ)

(۵۸) جو عورت غسل سے معذور ہو اس سے مباشرت کرنا

سوال:۔ ایک عورت دائم المریضہ ہے، غسل سے معذور رہتی ہے اور کمزور بہت ہے۔ غسل

سے تکلیف ہو جاتی ہے مگر خاوند ضرورتاً ہمبستر ہو گیا اور اسے کہا کہ غسل کی نیت سے تیمم کر کے نماز پڑھتی رہنا تاوقتیکہ غسل نہ کر سکو۔ تو کیا یہ جائز ہوگا؟ یعنی شوہر کا ہمبستر ہونا اور بیوی کا تیمم سے نمازیں پڑھنا؟

الجواب:۔ یہ صورت جائز ہے۔ شوہر کا ہمبستر ہونا بھی اور بیوی کے لئے تیمم سے نمازیں پڑھنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۵۹) کاغذ پر بول و براز کرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ بمبئی میں عام رواج ہے کہ مائیں چھوٹے بچوں کو کاغذ بچھا کر پیشاب پاخانے کے لئے بٹھاتی ہیں، تو اس پر پیشاب پاخانہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مذکورہ رواج غلط ہے اور اس کا ترک کرنا ضروری ہے۔ کاغذ لکھا ہوا ہو یا کورا بہرصورت اس پر پیشاب وغیرہ ممنوع ہے، کیونکہ کاغذ حصول علم کا ذریعہ ہے اس بناء پر قابل احترام ہے۔ فتاویٰ شامی میں ہے کہ جو حال پتوں کا ہے وہی حال کاغذ کا ہے۔ یعنی کاغذ بھی پتوں کی طرح چکنا ہے (نجاست دور نہیں کرے گا بلکہ اور بھی پھیلا دے گا) اور کاغذ قیمتی بھی ہے، شریعت میں اس کی حرمت بھی ہے اس لئے کہ وہ علم کا آلہ ہے۔ (شامی کتاب الطہارۃ)

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶۰) انجکشن اور جونک کے ذریعے خون نکالنا ناقض وضو ہے یا نہیں؟

سوال:۔ انجکشن (کی سرنج) کے ذریعے خون نکالتے ہیں اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر نکالا ہوا خون بہہ پڑنے کی مقدار میں ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ کبیری میں ہے کہ ''اگر فصد لگایا اور بہت سارا خون زخم سے نکلا اور زخم کے ظاہری حصہ کو ذرا سا بھی خون نہ لگا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ الخ'' (صفحہ ۱۲۹)

پہلے زمانے میں سینگی آلہ فصد تھی آج کے جدید دور میں انجکشن اسی آلہ فصد کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ جونک کے ذریعے خون نکالا جاتا ہے، اس کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ کبیری اور دیگر کتب فقہ میں جونک کے لئے مذکور ہے کہ اگر اس نے اس قدر خون پیا کہ وہ بھر گئی اور اگر گر جائے

اور پھٹ جائے تو اس سے خون بہہ پڑے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر تھوڑا سا پیا کہ جس سے اس کے پھٹنے سے خون نہ بہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ الخ (صفحہ ۱۳۴) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶۱) چھوٹے بچے کی قے کا حکم

سوال:۔ چھوٹے شیر خوار بچے کی قے پاک ہے یا ناپاک؟ اگر ناپاک ہے تو غلیظہ ہے یا خفیفہ؟

الجواب:۔ چھوٹا شیر خوار بچہ یا بڑا آدمی منہ بھر تے کر دے تو وہ ناپاک ہے اور نجاست غلیظہ ہے۔ کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو دھونا ضروری ہے۔ البتہ اگر منہ بھر نہ ہو، تھوڑی سی قے ہوئی جس سے وضو نہیں ٹوٹتا تو وہ ناپاک نہیں ہے۔ جیسا کہ ''مراقی الفلاح'' میں لکھا ہے کہ جن چیزوں کا انسانی بدن سے نکلنا وضو کو توڑتا ہے وہ ناپاک ہے۔ جیسے منی، مذی، ودی، استحاضہ اور منہ بھر قے وغیرہ۔ (صفحہ ۸۳) اور جو وضو نہیں توڑتیں وہ ناپاک نہیں جیسے وہ قے جو منہ بھر نہ اور نہ بہنے والا خون صحیح قول کے مطابق پاک ہے۔ (طحطاوی علی المراقی، صفحہ ۸۳)

بہشتی زیور میں ہے کہ چھوٹا بچہ جو دودھ ڈالتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر منہ بھر نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور جب منہ بھر ہو تو نجس ہے۔ اگر بے دھوئے نماز پڑھے گی تو نماز نہ ہوگی۔ (بہشتی زیور، صفحہ ۵۱، حصہ اول) واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶۲) کان آنکھ سے پانی وغیرہ کا نکلنا ناقض وضو ہے یا نہیں؟

سوال:۔ اگر کان یا آنکھ میں درد و تکلیف ہے اور اس وقت کان یا آنکھ سے مواد یا پانی نکلے اور نکل کر باہر آ جائے تو یہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟ ایسی حالت میں نماز پڑھ لی ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگر کان یا آنکھ میں کچھ درد یا تکلیف ہو اور اس وقت کان یا آنکھ سے مواد یا پانی خارج ہو اور ایسی جگہ تک آ جائے کہ جس کا وضو یا غسل میں دھونا ضروری ہے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور وضو کئے بغیر نماز پڑھنا صحیح نہ ہوگا۔ پڑھی ہو تو اعادہ ضروری ہے اور اگر کچھ درد و تکلیف نہ ہو، ایسے ہی پانی نکل آئے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ میں لکھا ہے۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶۳) دودھ پینے والے بچوں کے پیشاب کا حکم

سوال:۔ ہمارے یہاں عورتوں میں مشہور ہے کہ چھوٹا بچہ جو صرف دودھ پیتا ہو غذا کھانا شروع نہ کی ہو وہ بچہ چاہے لڑکی ہو یا لڑکا اس کا پیشاب ناپاک نہیں یہی وجہ ہے کہ چھوٹے بچے اگر کپڑوں پر پیشاب کردیں تو بچہ کی ماں بہن وغیرہ اس کو دھونے کو ضروری نہیں سمجھتیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ یہ خیال بالکل غلط ہے، ایسے شیر خوار بچے کا چاہے لڑکا ہو یا لڑکی پیشاب ناپاک ہے۔ فقہاء نے اس کو نجاست غلیظہ میں شمار کیا ہے لہذا اگر بچہ کپڑے پر پیشاب کردے تو اس کا دھونا ضروری ہے، اگر بدن پر لگ گیا ہو تو بدن بھی پاک کرنا ضروری ہے اگر کپڑا اور بدن پاک کئے بغیر نماز پڑھی جائے گی تو نماز صحیح نہ ہوگی لوٹانا ضروری ہوگا۔

درمختار میں ہے کہ وہ نجاست غلیظہ جو بہنے والی ہو اور پھیلاؤ میں ہتھیلی کی مقدار (روپے کے بڑے سکے) کی مقدار ہو معاف ہے۔ جیسے غیر ماکول اللحم حیوان کا پیشاب اگر چہ ایسے چھوٹے بچے کا پیشاب ہو جس نے کھانا شروع نہ کیا ہو الخ۔ اور مراقی الفلاح میں بھی چھوٹے بچے کے پیشاب کو جس نے کھانا شروع نہ کیا ہو چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی نجاست غلیظہ میں شمار کیا ہے۔ الخ۔ بہشتی زیور میں بھی اسے نجاست غلیظہ لکھا ہے۔ (صفحہ احصہ دوم)

بہر حال پیشاب سے بچنے کا بہت اہتمام کرنا چاہئے۔ احادیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ قبر کا عام عذاب پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں پیشاب سے عذاب ہونے کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پیشاب سے بچو اس لئے کہ قبر کا عام عذاب اسی سے ہوتا ہے۔ (الحدیث)

اس مضمون کی احادیث مجمع الزوائد ترمذی، مشکوٰۃ طبرانی وغیرہ میں کئی احادیث آئی ہیں۔ ان تمام احادیث کو مدنظر رکھا جائے اور پاکی کا پورا اہتمام کیا جائے۔ پیشاب لگ جانے کو ہلکا سمجھنا اور اس کو دھونے کا اہتمام نہ کرنا بہت سخت گناہ ہے۔ استنجاء بھی اس طرح کیا جائے کہ چھینٹے نہ اڑیں اور قطرے بدن اور کپڑوں پر نہ لگیں۔ بڑوں کو اس کا بھرپور اہتمام کرنا چاہئے اور اس بارے میں بڑی توجہ اور فکر کی ضرورت ہے۔ اسے ہلکا نہ سمجھا جائے۔ واللہ اعلم۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶۴) انجکشن کے ذریعے عورت کے رحم میں مادہ منویہ پہنچایا تو عورت پر غسل واجب ہے یا نہیں

سوال: ۔انجکشن کے ذریعے منی فرج کے راستے سے عورت کے رحم میں پہنچائی تو کیا عورت پر غسل واجب ہوگا؟

الجواب: ۔ اگر اس عمل سے شہوت پیدا ہوئی تو وجوب غسل راجح ہے اور اگر مطلقاً شہوت پیدا نہ ہوئی تو غسل واجب نہیں، کر لینے میں احتیاط ہے۔ اگر یہ عمل ڈاکٹر یا شوہر کرے تو شہوت کا گمان زیادہ ہے۔لہذا اس صورت میں وجوب غسل کا حکم راجح ہوگا۔ (مگر ڈاکٹر سے یہ عمل کرانا قطعاً حرام ہے۔) (ملاحظہ ہو فتاویٰ رحیمیہ، صفحہ ۲۸۱/۶) بوقت ضرورت سوائے شوہر کے یہ عمل کسی سے نہ کرایا جائے۔(کمافی الدرالمختا ر فی خشب، وما یصنع من نحو خشب،فی الدبر والقبل علی المختار. الخ. درمختا ر ور دالمختار وطحطادی علی الدر، صفحہ ۱۳۹ . ومراقی الفلاح مع طحطاوی، صفحہ ۵۵)

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶۵) وضوٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا ایک نادر مسئلہ

سوال: ۔ایک عورت جب نماز شروع کرتی ہے تو عموماً آگے کی راہ سے ہوا خارج ہو جاتی ہے، اس کے لئے کیا حکم ہے وضوٹوٹ جائے گا؟ نماز کس طرح پڑھے؟

الجواب: ۔ صورت مسئولہ میں صحیح قول کے مطابق اس سے وضونہیں ٹوٹتا۔لہذا وہ اسی حالت میں نماز پڑھ سکتی ہے۔ بہشتی زیور میں ہے کہ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے، جیسا کہ کبھی بیماری میں ہو جاتا ہے تو اس سے وضونہیں ٹوٹتا۔ (بہشتی زیور، صفحہ ۴۷) عالمگیری درمختار وغیرہ میں ہے آگے کے راستے سے ہوا نکلنے پر وضونہیں ٹوٹتا، سوائے یہ کہ عورت مفضاۃ ہو (آگے پیچھے کے مقام ایک ہو گئے ہوں) تو ایسی عورت کے لئے مستحب ہے۔ الخ۔ (نواقص الوضو) واللہ اعلم۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(٦٦) بیت الخلاء کی نشست گاہ قبلہ رخ ہے یا اس کی پشت قبلہ کی طرف ہے تو اس کی درستگی ضروری ہے؟

سوال:۔ ہمارے مسافر خانہ میں جو بیت الخلاء بنے ہوئے ہیں ان میں سے بعض میں نشست گاہ ایسی بنی ہوئی ہے کہ قضاء حاجت کے لئے بیٹھنے کے وقت قبلہ کی طرف رخ ہوتا ہے اور بعض میں قبلہ کی طرف پشت ہوتی ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان نشست گاہ کو بدلنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ قضاء حاجت (پیشاب پاخانہ) کے وقت قبلہ کی طرف رخ اور پشت کرنا سخت ممنوع اور گناہ کا کام ہے۔ حدیث میں ہے:

(ترجمہ) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم استنجاء کے لئے جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو، نہ پشت۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ٤٢)

درمختار میں ہے۔ **کما کرہ تحریماً استقبال قبلة و استدبار ھا لاجل بو ل او غائط الخ۔** (درمختار مع ردالمختار۔ صفحہ ٣١٤)

لہذا مذکورہ مسافر خانہ میں جس میں استنجاء خانہ کی نشست قبلہ کی جانب ہو، بیٹھنے کے وقت چاہے چہرہ قبلہ کی طرف ہوتا ہو یا پشت دونوں سخت ممنوع اور گناہ کا کام ہے اس لئے پہلی فرصت میں ان نشستوں کو درست کرنا ضروری ہے۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ١٦ ربیع الاول ١٤١٧ھ

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(٦٧) ریح خارج نہیں ہوئی لیکن ایسی آواز کا وہم ہوتا ہے

سوال:۔ ریح یعنی ہوا کے پیچھے سے خارج ہونے سے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر ایک شخص ایسا ہے کہ اس کی ریح تو خارج نہیں ہوئی، البتہ اوپر سے ہلکی ہلکی آواز کا وہم ہوتا ہے۔ اس طرح کے وہم سے وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ جب ہوا نکلنے کا یقین نہیں ہے تو صرف وہم ہوتے رہنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ ہاں بادی کا علاج کرے اور ریاح پیدا کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرے۔ فقط وسلام۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

باب: زخم کی پٹی، جرابوں اورخفین پر مسح کرنے کے بیان میں

(۶۸) عورتیں بھی موزوں پر مسح کر سکتی ہیں؟

سوال:۔ ہماری والدہ ماجدہ کافی معمر ہیں، سردیوں میں انہیں وضو کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ ہم نے ان سے کہا کہ آپ موزیں پہن لیں، تو کیا عورتیں بھی موزوں پر مسح کر سکتی ہیں؟

الجواب:۔ عورتیں بھی مسح کرنے میں مردوں کی طرح ہیں۔ (مفتی محمد انور)

(۶۹) معروف جرابوں پر مسح کا حکم

سوال:۔ بازار میں جو عام جرابیں ملتی ہیں جن کو بعض لوگ موزوں سے بھی موسوم کرتے ہیں، کیا ان پر مسح جائز ہے اور جب کہ اس دور میں حضور ﷺ والے دور کے موزے مقصود ہیں، تو کیا اب حکم کا اطلاق ان پر نہ ہوگا؟

الجواب:۔ حضور پاک ﷺ کے زمانہ مبارک کے چمڑے کے موزوں کا مقصود ہونا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ مدعی کے ذمہ اس کا اثبات ہے بلکہ یہ دعویٰ غلط ہے کیونکہ بے شمار احادیث میں آپ کا موزوں پر مسح کرنا موجود ہے۔ احادیث کی کوئی کتاب باب مسح علی الخفین سے غالباً خالی نہیں ہوگی۔ بلکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اہل سنت والجماعت سے ہونے کے لئے مسح علی الخفین کے قائل ہونے کی شرط لگائی ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ قاضی خان، ج۱، ص۲۲)

حضرت امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

’’جو مسح علی الخفین کا انکار کرے، اس پر کفر کا خوف ہے۔‘‘

اسی طرح حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

’’میں نے ستر بدری صحابہ کو دیکھا جو مسح علی الخفین جائز سمجھتے ہیں۔‘‘

ابن عبدالبرؒ نے لکھا ہے کہ مسح علی الخفین تمام اہل بدر اہل حدیبیہ اور انصار ومہاجر اور تمام صحابہ نے کیا ہے۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ آپ اور آپ کے صحابہؓ اور ان کے بعد تابعین رحمہم اللہ وغیرہ حضرات کا معمول مسح علی الخفین کا تھا۔ خف اصل میں چمڑے کے موزے کو کہا جاتا ہے اور جو فقہاء جرابوں پر مسح جائز قرار دیتے ہیں وہ بھی اس قسم کے جراب پر جواز مسح کے قائل ہیں جو موزوں کے حکم میں ہوتے ہیں۔ مثلاً جسے پہن کر دو تین میل جوتے کے بغیر چلا جا سکے اور وہ پھٹیں نہ۔ بغیر ربڑ وغیرہ کے باندھے وہ پنڈلی پر کھڑے رہیں، اور اگر پانی اوپر گر پڑے تو اندر داخل نہ ہو، دیکھنے سے دوسری طرف نظر نہ آئے۔ وغیر ذالک۔

بازاری جراب موزے کے حکم میں نہیں ہے، اصل یہ ہے کہ موزوں پر بھی مسح جائز نہ ہوتا کیونکہ قرآن میں غسل رجلین کا حکم ہے اور موزوں پر مسح کر لینے سے غسل رجلین حقیقتاً پایا نہیں جاتا۔ لیکن چونکہ احادیث متواترہ میں آنحضرت ﷺ کا مسح کرنا ثابت ہوتا ہے اس لئے ہم جواز مسح علی الخفین کے ہوئے ہیں۔ مسح علی الجوربین کے بارے میں اس درجہ کی روایات موجود ہیں۔ اس وجہ سے حضرت امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ بعض احادیث میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جوربین پر مسح موجود ہے تو اس کے متعلق ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ اہل علم نے ایک ضابطہ لکھا ہے:

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

اس ضابطے کے پیش نظر یہ سمجھنا چاہے کہ ہوسکتا ہے کہ موزوں کا نام راوی نے جرابیں رکھ دیا ہو یا آپ کی جرابیں مجلد یا منعل یا موٹی ہوں۔ واللہ اعلم۔

(مفتی انور)

احکام معذور

(۷۰) طہارت کے لئے معذور ہونے کی شرائط

سوال:۔ طہارت کے بارے میں شرعی طور پر معذور کسے شمار کیا جائے گا، اس کی کیا شرائط ہیں؟

الجواب:۔ ابتداء میں معذور شرعی ہونے کے لئے یہ شرط کتب فقہ میں لکھی ہے کہ ایک نماز کا وقت اس پر ایسا گذر جائے کہ اس میں اسے اتنی سی مہلت بھی نہ ملے کہ وہ وضو کر کے بغیر اس عذر کے نماز پڑھ سکے۔ (یعنی دوران وضو اور نماز یہ عذر لاحق نہ ہو) اور اگر کسی ایک وقت بھی ایسا ہو چکا ہے کہ اس کو نماز ادا کرنے کی مہلت بغیر اس عذر کے میسر نہیں ہوئی تو یہ شخص شریعت کی نظر میں معذور ہو گیا۔ اس کے بعد پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی عذر مذکور کا وقوع کافی سمجھا جائے گا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۱) نماز کے وقت نکسیر جاری ہو جائے تو کیا کرے؟

سوال:۔ نماز کا وقت شروع ہو جانے کے بعد کسی کے نکسیر جاری ہو جائے اور آخر وقت تک بند نہیں ہوئی تو نماز کس طرح پڑھے؟

الجواب:۔ اگر وقت داخل ہونے کے بعد کسی کو نکسیر کا عذر لاحق ہو جائے تو وہ انتہائی وقت تک انتظار کرے پھر بھی اگر نکسیر جاری رہے تو اسی حالت میں نماز ادا کر لے اور اگر دوسری نماز کے وقت تک بھی نکسیر جاری رہے تو نماز کا اعادہ لازم نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمان)

(۷۲) نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ناپاکی کے اندیشے میں پاکی کا طریقہ

سوال:۔ جس شخص کو قطرہ وغیرہ آتا ہو اور وہ معذور ہو جب اس نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو کپڑا دھو لیا لیکن پھر کپڑا ناپاک ہو گیا تو دوبارہ اس کو کپڑا دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجوب:۔ معذور اگر ایسا ہے کہ اگر وہ کپڑے کو دھوئے تو گمان یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پھر نجس ہو جائے گا تو دھونے کی ضرورت نہیں، بلکہ دوسرے وقت میں دھونا ضروری ہو گا۔

(۷۳) ناسور والا شخص معذور ہے یا نہیں؟

سوال:۔ جس کے کوئی ناسور ہو وہ معذور ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ناسور اگر ہر وقت بہتا ہو تو ایسے ناسور والا معذور ہے۔ (مفتی عزیز الرحمان)

(۷۴) خروج ریح کا مرض ہو تو وہ معذور ہے یا نہیں؟

سوال:۔ کسی کو اکثر ریاح جاری رہتی ہیں اور بعض دفعہ نماز کا پورا وقت گذر جاتا ہے۔ اور اس دوران ریح بالکل نہیں آتی، کیا ایسے مریض کو معذور شرعی کہہ سکتے ہیں اور حالت ابتلاء میں ایک، وضو سے اس کی نماز ادا ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ابتداء میں معذور شرعی کہلانے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ تمام وقت نماز میں اس کو اتنا وقت نہ ملے کہ وضو کر کے بغیر اس عذر کے نماز پڑھ سکے تو اگر ایک بار بھی ایسا وقت آ چکا ہے کہ اس کو اتنا موقع نہیں ملا کہ پورے وقت میں بغیر اس عذر کے وضو اور نماز پوری کر سکے تو وہ معذور بن گئی۔ اب اسکو ایک وضو سے تمام وقت نماز میں فرض و نفل نماز پڑھنا درست ہے اور جب وقت نکل جائے گا تو وضو اس کا باقی نہیں رہے گا۔ پھر وہ اس وقت تک معذور رہے گی کہ پورے وقت نماز میں ایک بار بھی اس کو عذر مذکور واقع ہو جائے۔ کما قال فی الدر المختار۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۵) آنکھ کے آپریشن میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال:۔ آنکھ بنوانے کی صورت میں طبیب کے منع کرنے کی وجہ سے اس کے بتائے ہوئے وقت تک نماز کو مؤخر کر دے یا اشارے سے نماز پڑھے اگر اشارہ کر سکے تو کیسے کرے۔ آیا سر کو سینے کی طرف تھوڑا سا جھکائے اور سجدے کے اشارے میں اس سے کچھ اور زیادہ کرے۔ بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے اشارے کے لئے بیٹھنے کے مشابہہ ہو جائے اور ''استلقاء'' بظاہر ایسے چت لیٹنے کو کہتے ہیں کہ جس میں تمام جسم بستر سے ملا ہوا ہو۔

الجواب:۔ آنکھ بنوانے کی صورت میں طبیب کے منع کرنے کے بعد اشارے سے نماز پڑھے۔ نماز مؤخر کرنا درست نہیں، اور اگر مؤخر کردی تو استغفار کریں اور نماز کی قضا کریں اور اشارے سے نماز پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ چت لیٹ کر سر کے نیچے تکیہ رکھ لیں تکیہ چاہے موٹا ہو یا پتلا لیکن اگر طبیب بڑے تکیہ کی اجازت دیدے تو اچھا ہے کہ اس میں رکوع وسجود کا اشارہ اچھی طرح اور آسانی سے ہوگا اور رکوع کا اشارہ سر کو سینہ کی طرف تھوڑا سا جھکانے سے ادا ہو جائے گا اور سجدے کا اشارہ اس سے کچھ زیادہ ہو۔ شامی اور درمختار میں رکوع وسجود کے اشارے کی جو تشریح ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ رکوع کے لئے تھوڑا سا سر جھکانا کافی ہے اور سجدے کے لئے اس سے کچھ زیادہ ہو۔ لیکن اگر کسی کو شبہ رہے تو اس نماز یا ان نمازوں کا اعادہ کرے جن میں شبہ رہا۔ اشارہ میں سر کا کسی قدر حرکت دینا ضروری ہے محض ٹھوڑی وغیرہ کو سینہ کی طرف مائل کرنا کافی نہیں۔ فقط
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۶) مجبور سجدہ کے لئے آگے کوئی چیز رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال:۔ مریض یا حاملہ عورت جو سجدے پر قادر نہ ہو تو آگے کوئی چیز (مثلاً ٹیبل یا تکیہ وغیرہ رکھ کر اس پر سجدہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ یا اشارہ سے سجدہ کریں؟

الجواب:۔ جو مریض سجدہ نہ کر سکے وہ اشارہ کرے، سجدے کے لئے آگے کوئی چیز نہ رکھے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۷) ہاتھ پیر پر زخم ہو تو مسح کس طرح کرے؟

سوال:۔ کسی کے ہاتھ پیر پر زخم ہو اور پانی لگانے سے اندیشہ زخم بڑھنے کا ہو تو کس طریقہ سے مسح کریں؟ زخم کے آس پاس تو جگہ خشک رہ جاتی ہے اگر پھایہ رکھا ہوا ہے تو کیا پھایہ پر مسح کر لیں اگر اس سے پانی اندر جانے کا اندیشہ ہو تو کیا آس پاس مسح کر لیں اور اس کا کیا طریقہ ہے؟ اگر پٹی زخم سے زیادہ جگہ پر ہو تو کس طرح مسح کریں؟ اور غسل کی ضرورت میں کیا کریں؟

الجواب:۔ جب دھونے سے زخم کے بڑھنے کا اندیشہ ہو تو اس پر مسح کرنا درست ہے۔ مسح

میں زخم کی جگہ پر ہاتھ پھیرنا ہوتا ہے۔ اول تو یہ حکم ہے کہ اگر بغیر پٹی اور پھایہ کے ہاتھ پھیرنے میں کوئی اندیشہ نہیں تو اس جگہ پر تر ہاتھ پھیریں، اگر چہ کچھ جگہ وہاں خشک رہ جائے اور بغیر پٹی مسح کرنے میں زخم بڑھنے کا خوف ہو تو پٹی یا پھایہ پر تر ہاتھ پھیرلیں۔ آس پاس کی جگہ خشک رہ جانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر چہ زخم کی جگہ سے زیادہ ہو، تب بھی پوری پٹی پر مسح کرنے میں کوئی حرَج نہیں ہے اور جب غسل کی ضرورت ہو تب بھی یہی حکم ہے کہ زخم کی جگہ مسح کریں جیسے کہ اوپر لکھا گیا اور باقی بدن کو دھوئیں اور پانی بہائیں۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۸) خروج ریح اس قدر ہو کہ وضو تک کی مہلت نہ ہو تو کیا کرے؟

سوال:۔ بعض مرتبہ خروج ریح اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ اطمینان سے پورا وضو بھی نہیں ہو پاتا نماز تو درکنار، اور بعض مرتبہ یوں ہوتا ہے کہ وضو بھی ہو جاتا ہے اور دو تین رکعت بھی پڑھ لیتے ہیں۔ مگر ریاح نہیں آتی، ایسی حالت میں نماز کے بارے میں شارع علیہ السلام کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اس کا حکم معذور شرعی کا حکم ہے، ہر وقت نماز کے لئے الگ وضو کرے (یعنی ظہر کے لئے وضو کرے پھر جو چاہے فرض، نفل تلاوت قرآن کرے اور ریاح بھی جاری رہے، لیکن عصر کا وقت آتے ہی وضو ختم ہو جائے گا اور عصر کے وقت کا الگ وضو ہوگا۔ پھر مغرب کے لئے پھر عشاء کے لئے) اور وظائف، تسبیح وتہلیل اور درود شریف کا ورد تو بغیر وضو بھی ہو سکتا ہے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمان)

(۷۹) رطوبت والی بواسیر کا حکم

سوال:۔ بادی بواسیر جس میں ہر وقت رساوٹ رہے اور جس کا روکنا ممکن نہ ہو ایسی صورت میں نماز کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب:۔ جب بواسیر کی رساوٹ کسی وقت بھی بند نہیں ہوتی ہو تو یہ خاتون معذور ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے وقت ایک مرتبہ وضو کرلے اور پھر اسی وضو سے اس وقت کے اندر جتنی چاہے نمازیں پڑھے۔ قرآن کی تلاوت کرے، سب درست ہوں گی اگر چہ رساوٹ جاری

رہے اور کپڑے بھی خراب ہوں۔ البتہ جب دوسری نماز کا وقت آیا تو یہ وضو کافی نہ ہوگا دوبارہ وضو کرنا پڑے گا۔ (جیسا کہ ہدایہ۔ درمختار وغیرہ میں تفصیل سے موجود ہے) (مفتی محمد شفیعؒ)

نجاست کا بیان

(۸۰) حیض ونفاس کے بعد کی سفیدی کپڑے یا بدن پر لگنے کا مسئلہ

سوال:۔ حیض ونفاس سے فارغ ہوکر جو سفیدی آتی ہے وہ اگر کپڑے کو یا بدن کو لگ جائے تو وہ بدن یا کپڑا پاک رہے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ رطوبت فرج خارج کی پاک ہے۔ (کمافی الدرالمختار) اور فرج داخل کی رطوبت ناپاک ہے۔ (کمافی الشامیۃ) اس لئے وہ سفید پانی اگر اندر سے آیا ہے تو وہ ناپاک ہے اور اگر درہم ہتھیلی کے اندرونی پھیلاؤ کے برابر یا اس سے زیادہ کپڑے یا بدن کو لگ جائے تو اس کو دھونا ضروری ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۱) پیشاب کی چھینٹ اگر کپڑے پر پڑ جائے تو اس کپڑے سے نماز کا حکم

سوال:۔ کبھی کبھار پیشاب میں جلدی ہوتی ہے اس وجہ سے اکثر پیشاب کرنے میں ایسی چھینٹیں پائنچوں پر پڑ جاتی ہیں کہ جو معلوم نہیں ہوتیں، اس کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور مرض پیشاب میں جو قطرے گرتے ہیں ان سے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ایسی چھینٹیں جو باریک ہوں اور معلوم نہ ہوں معاف ہیں ان سے کپڑا اور بدن ناپاک نہیں ہوتا، ایسے کپڑے سے نماز صحیح ہے۔ اور جب قطروں کی صورت میں پیشاب گرنے سے اگر مقدار ناپاکی مقدار درہم سے بڑھ جائے تو کپڑے کو دھوکر اور پاک کر کے نماز پڑھے۔

(۸۲) زخم کی رطوبت بہے بغیر کپڑے کو لگ گئی تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ اگر کوئی نجاست مثلاً پیپ، خون وغیرہ کپڑے کو لگ جائے مگر مقدار درہم سے کم

لگے، اس طور پر کہ ابھی وہ زخم کے منہ سے بہہ کر علیحدہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ فوراً پاجامہ کو لگ گئی اور پھر پانی پڑ کر مقدار درہم سے بھی زیادہ ہو گئی تو وہ کپڑا پاک ہے یا ناپاک؟ اسی طرح بدن پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب:۔ جو پیپ کہ زخم سے باہر نہیں تھی وہ ناپاک نہیں ہے اگر کپڑے یا بدن کو لگ جائے اگرچہ مقدار درہم سے زیادہ ہو، کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا۔ وہ اگر پانی لگ کر اور زیادہ بھی ہو جائے تو بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ درمختار میں ہے کہ جو چیز حدث کا باعث نہیں وہ نجس نہیں اور نجاست اگر درہم سے کم بدن کو لگے اور پانی لگ کر زیادہ ہو جائے تو وہ نماز سے مانع نہیں ہے۔ کمافی الشامی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۳) عیسائیوں کے برتن پاک ہیں یا ناپاک؟ انکے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

سوال:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عیسائی اہل کتاب ہیں، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا جائز ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے برتن وغیرہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتے۔ اس مسئلے کا جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب:۔ نصاریٰ دراصل اہل کتاب ہیں، باقی پابندی اپنے دین کی بھی وہ کرتے ہیں یہ دوسری بات ہے۔ مگر وہ لوگ چونکہ محرمات شرعیہ اور نجس اشیاء کا استعمال کرتے ہیں، جیسے شراب اور خنزیر، اس لئے ان کے برتنوں میں ان کے ساتھ کھانا نہیں چاہئے۔ یہ خیال غلط ہے کہ نصاریٰ کا جھوٹا پاک نہیں : دھلکر ہر ایک ناپاک چیز برتن وغیرہ پاک ہو سکتے ہیں۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۴) شیر خوار بچہ کا پیشاب نجس ہے

سوال:۔ کیا شیر خوار بچہ کا پیشاب نجس (ناپاک) ہے؟

الجواب:۔ بچہ کا پیشاب نجس ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ پیشاب کی ناپاکی سے بچو۔ (الحدیث)

(۸۵) جس چیز میں شراب ڈال کر اڑادی جائے، سور کی چربی سے بنا صابن، شراب کا سرکہ وغیرہ پاک ہیں یا ناپاک؟

سوال:۔ کسی چیز میں شراب ڈال کر دھوپ میں رکھ دی گئی بعد میں اس چیز کو تیل میں ڈالا گیا۔ تو اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح وہ دوا جس میں ڈال کر دھوپ سے اڑوائی وہ پاک ہے یا ناپاک؟ دیگر یہ کہ سور کی چربی کسی صابن میں پڑتی ہے، اس کی نسبت کسی نے بیان کیا ہے کہ اس کے استعمال کا فتویٰ علماء دیوبند نے دیا ہے۔ یہ بات صحیح ہے یا غلط؟ ناپاک چیز جب بدل جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے، اس کی کیا صورت ہے؟ شراب میں نمک ڈال کر سرکہ ہو جاتا ہے اس کا استعمال جائز ہے یا ناجائز؟ حلال ہے یا ناپاک یا مکروہ ہے؟

الجواب:۔ اس تیل اور دوا کا استعمال ناجائز ہے۔ صابن کے استعمال کے متعلق درمختار اور شامی میں یہ لکھا ہے کہ ناپاک تیل اور نجس چربی اور مردار کی چربی سے جو صابن بنایا جائے وہ پاک ہے۔ انقلاب حقیقت (حقیقت بدل جانے) کی وجہ سے، جیسا کہ نمک میں اگر کوئی مردار جانور گر جائے اور نمک ہو جائے تو وہ بھی پاک ہے۔ درمختار اور شامی میں صابن کے بارے میں جو بحث کی گئی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خنزیر کی چربی کا حکم بھی یہی ہے کہ صابن بن کر پاک ہو جائے۔ (واللہ اعلم) اور یہی حکم شراب کے سرکہ بنانے میں بھی ہے کہ سرکہ بن کر انقلاب عینی ہو جاتا ہے اور شراب شراب نہیں رہتی، استعمال اس کا حلال ہے اور وہ پاک ہے۔ (کما فی الشامیۃ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۶) کتے کے چھونے سے ہاتھ کا کیا حکم ہے

سوال:۔ کتے کو ہاتھ سے چھو کر اسی ہاتھ سے کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور کیا عرب میں کتے کی کھال کے ڈول بنائے جاتے تھے، اور کیا جہاں کتے کے بال گرتے ہیں وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا؟

الجواب:۔ کتے کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک نہیں ہوتا، البتہ جو فقہاء کتے کے نجس العین ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک اگر کتے کا بدن گیلا ہو تو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک ہو جائے

گا اور اگر خشک ہے تو ناپاک نہ ہوگا۔ بہر حال اس فعل سے احتراز کرنا ہی بہتر ہے۔ اسی طرح کتے کی کھال کو دباغت دے کر ڈول بنانا بھی درست ہے۔ جو حضرات نجس العین کہتے ہیں ان کے نزدیک ڈول بنانا درست نہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ خنزیر کی طرح نجس العین نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رحمت کے فرشتے وہاں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا تصویر ہو۔ اس حدیث میں بالوں کے گرنے کا ذکر نہیں ہے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۷) اچار میں چوہیا گر گئی تو اچار ناپاک ہے؟

سوال: ۔ ایک برتن میں تیل کا اچار تھا اور تیل برتن کے اوپر منہ تک بھرا ہوا تھا اس میں ایک چوہیا گر کر مر گئی تو وہ اچار ناپاک ہے یا پاک ہے؟ اگر تیل کو اوپر اوپر سے ہٹا کر پھینک دیں تو اچار کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: ۔ وہ تیل اور اچار سب ناپاک ہو گیا، کام کا نہیں رہا۔ تیل اگر جلانے کے کام کا ہو تو گھر کے چراغ میں جلا لیا جائے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۸) کتے کا لعاب ناپاک ہے اور باقی بدن نہیں، یہ کیوں؟

سوال: ۔ بہشتی زیور میں یہ تحریر ہے کہ کتے کا لعاب ناپاک ہے اور کتا پورا پاک ہے، یہ کس طرح ہے؟

الجواب: ۔ کتے کے بارے میں یہ قول صحیح ہے کہ وہ خنزیر کی طرح نجس العین نہیں ہے۔ اس لئے اس کے لعاب دہن کے سوا وہ پورا پاک ہے۔ بہشتی زیور کا یہ مسئلہ صحیح اور مفتی بہ ہے۔ (کمافی الدر المختار) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۹) حالت جنابت وغیرہ کا پسینہ پاک ہے

سوال: ۔ گرمی کے دنوں میں اگر حالت جنابت میں پسینہ آجائے تو اس سے کپڑے ناپاک ہوتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: ۔ جنبی کا پسینہ ناپاک نہیں ہے اس پسینہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۰) منی کا داغ دھونے کے بعد پاک ہے

سوال:۔ اگر منی کپڑے پر گر جائے اور کپڑے کو دھو کر پاک کر لیا جائے مگر اس کا داغ نہ جائے تو کپڑا پاک ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر داغ اور دھبہ ختم نہ ہو تو کچھ حرج نہیں ہے، کپڑا پاک ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۱) مٹی، المونیم، اسٹیل وغیرہ کے برتن دھونے سے پاک ہو جائیں گے

سوال:۔ مٹی کے یا المونیم کے برتن ناپاک ہو جائیں تو کس طرح پاک کئے جائیں؟

الجواب:۔ ایسے برتن دھونے اور مانجھنے سے پاک ہو جائیں گے۔ مٹی کے برتن تین مرتبہ دھوئے جائیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۲) ناپاک گھی، شہد اور تیل کے پاک کرنے کا طریقہ

سوال:۔ تیل یا گھی یا شہد میں چوہا گر کر مر گیا تو شرعاً کوئی تدبیر ایسی بھی ہے کہ جس سے یہ نجس تیل یا گھی پاک کر لیا جائے اور اس کو کھانے پینے اور سر یا بدن میں استعمال کرنا درست ہو جائے۔ اگر بعد تطہیر اس کا استعمال غیر اکل وشرب ہی میں جائز ہو تو بحوالہ تحریر فرمایا جائے اور یہ سوال پگھلے ہوئے گھی کے متعلق ہے، جمے ہوئے کے متعلق نہیں ہے؟

الجواب:۔ درمختار میں جو لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ دودھ اور شہد اور تیل تین دفعہ جوش دینے سے پاک ہو جاتا ہے۔ یعنی ہر ایک دفعہ اس قدر جوش دیا جائے کہ پانی جل جائے اور یہی حکم جو تیل کا ہے گھی غیر جامد کا ہے اور شامی میں ہے کہ تیل میں جوش دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر دفعہ پانی ڈال کر اس کو خوب ہلا لیا جائے جب جب کچھ ٹھہر نے سے تیل اوپر آ جائے، اس کو علیحدہ اٹھا لیا، اسی طرح تین دفعہ کیا جائے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۳) کوا یا مرغی کا دودھ یا پانی میں چونچ ڈالنے سے ناپاک نہیں ہوتا

سوال:۔ کوا یا مرغی نے دودھ میں یا پانی میں چونچ ڈال دی تو وہ دودھ اور پانی پاک ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ وہ دودھ اور پانی پاک ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۴) جانور کا دودھ نکالتے وقت اس کا پیشاب دودھ میں گرنے کا حکم

سوال:۔ دودھ نکالتے وقت اسی جانور کا پیشاب دودھ میں گر گیا وہ دودھ پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب:۔ وہ دودھ جس میں پیشاب گر گیا وہ ناپاک ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۵) چوہے کی مینگنی کا حکم

سوال:۔ چوہے کی مینگنی کی بابت مفصل احکام کیا ہیں؟ تیل یا گھی یا کسی شربت یا سرکہ دودھ وغیرہ میں اگر پائی جائے تو کس حالت میں وہ چیز ناپاک سمجھی جائے گی، پھولنے یا ریزہ ریزہ ہونے سے نجاست میں کچھ اثر بڑھے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ چوہے کی مینگنی کے بارے میں الدر المختار میں ہے کہ چوہے کی مینگنی کا جب تک اثر ظاہر نہ ہو یعنی زیادہ نہ ہوں اور ان کا اثر کھانے میں رنگ وغیرہ پر غالب نہ ہو جائے تب تک وہ کسی چیز کو ناپاک نہیں کرتی۔ اور فتاویٰ خانیہ کے آخر میں مسائل شتیٰ میں لکھا ہے۔ مینگنی تیل پانی اور گندم وغیرہ کو ناپاک نہیں کرتی۔ للضرورۃ (ضرورت کی وجہ سے) سوائے یہ کہ اس کے ذائقہ یا رنگ میں اس کا اثر ظاہر نہ ہو۔ الخ۔ لہذا جتنی اشیاء آپ نے لکھی ہیں چوہے کی مینگنی گرنے پر پاک رہیں گی جب تک کہ وہ کثیر فاحش ہو کر ان کے رنگ یا ذائقہ کو نہ بدل دے۔ ریزہ ریزہ ہونا یا پھولنا اور نہ پھولنا سب اس بارے میں برابر ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۶) جانور کے پتے کا استعمال بطور مالش درست ہے یا نہیں؟

سوال:۔ حلال جانور کا پتہ اگر کسی دوا میں ڈالا جائے اور وہ دوا کھانے میں استعمال نہ کی جائے بلکہ بدن میں ملنے کی ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ اس سے بدن ناپاک ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ ہر حیوان کی مرارت جیسے کہ پیشاب وغیرہ سب نجس ہیں تو لہذا جب پیشاب نجس ہے تو پتہ بھی نجس ہے اور اسے بطور دوا استعمال کرنا بضرورت (ضرورت کی وجہ سے) جائز ہے۔ لہذا نماز کے وقت اس کو دھولینا چاہئے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۷) جس برتن میں بچہ ناپاک ہاتھ ڈال دے اس کا حکم

سوال:۔ اگر مشاہدہ ہو کہ بچے نے پیشاب سے لتھڑا ہوا ہاتھ برتن میں ڈالا لیکن گھر کی عورتوں نے سستی سے برتن پاک نہیں کیا، اسی میں کھانا دے دیا یا ناپاک ہاتھ سے کھانا پکا کر دیا تو کثرت وقوع کی وجہ سے وہ کھانا یا اس برتن میں پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جو کھانا اس برتن میں کھایا گیا یا پیا گیا، غفلت و لاعلمی میں معاف ہے۔ لیکن آئندہ اس برتن کو پاک رکھنا چاہئے یہ نہیں کہ کثرت وقوع کی بناء پر ناپاک برتن کو پاک نہ کیا جائے بلکہ پاک ضرور کرنا چاہئے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۸) شرمگاہ سے نکلنے والی رطوبت (تری) نجس ہے

سوال:۔ بوقت ہمبستری جو رطوبت عورت کے جسم مخصوص سے نکلتی ہے وہ نجس ہے یا نہیں؟ اگر نجس ہے تو غلیظہ ہے یا خفیفہ؟ نیز جس کپڑے کو وہ لگ جائے، بغیر دھوئے اس کا استعمال کیسا ہے؟

الجواب:۔ وہ رطوبت جو بوقت ہمبستری عورت کے مخصوص حصہ سے نکلے وہ نجس ہے اور نجاست غلیظہ ہے، جس کپڑے یا عضو کو وہ رطوبت لگے اس کو دھونا ضروری ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۹) معصوم لڑکے اور لڑکی کے پیشاب میں کوئی فرق نہیں؟

سوال:۔ سنا ہے کہ معصوم لڑکے کا پیشاب کم ناپاک ہوتا ہے اور لڑکی کا زیادہ یہ فرق کیوں ہے؟
الجواب:۔ لڑکے اور لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے اور ناپاکی میں دونوں برابر ہے۔ اور جس حدیث میں (ان کے پیشاب کے دھونے میں بظاہر فرق کا ذکر ہے) اس کا مطلب ہے کہ لڑکی کے پیشاب کو خوب اچھی طرح دھویا جائے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۰) گندے بچے کا پسینہ پاک ہے یا نہیں؟

سوال:۔ ایک بچہ ہر وقت پیشاب کرتا ہے اور اس میں خوب لتھڑتا ہے، بار بار اس کو دھونا بچہ کو نقصان دہ ہے تو جب اس کا بدن سوکھ جائے پھر اگر پسینہ آئے تو وہ پسینہ پاک ہے یا ناپاک؟
الجواب:۔ جب اس کے بدن پر کپڑا بھی ہو اور اس بچہ کو پسینہ آئے تو اٹھانے والے کے کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۱) جوتے میں پیشاب لگ جائے پھر خشک ہو جائے تو پاک ہوگا یا نہیں؟

سوال:۔ جوتا پیشاب میں تر ہو جائے اور خشک ہو جائے، دھونے کے بعد یا پہلے یا پھر دوبارہ تر ہو جائے یا بھیگے ہوئے پاؤں اس میں ڈالے جائیں تو پاؤں ناپاک ہو جاتے ہیں۔ اور جوتے کی نجاست دوبارہ لوٹ آتی ہے یا نہیں اور جوتا خشک ہونے سے ایسی نجاست سے پاک ہو سکتا ہے یا نہیں؟
الجواب:۔ اگر نجاست جسم والی ہو تو رگڑنے سے جوتا پاک ہو جائے گا اور جس کا جسم نہ ہو، جیسے پیشاب وغیرہ تو وہ دھونے سے پاک ہوگا۔ اور جب رگڑ کر پاک کیا گیا ہو تو تر ہونے کی وجہ سے ناپاک نہ ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۲) ناپاک گوشت کو کیسے پاک کریں؟

سوال:۔ پاک صاف گوشت اگر دم مسفوح (ذبح کے وقت نکلنے والے خون) سے آلودہ

ہو جائے یا یہود و نصاریٰ کے خون آلود ہاتھ لگ جائیں (یا اور کوئی نجاست لگے) تو اس گوشت کو کس طرح پاک کر کے کھائیں؟

الجواب:۔ تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا، جیسا کہ شامی میں ظہیر یہ کے حوالے سے منقول ہے کہ اگر پکنے سے پہلے گوشت کی ہانڈی میں شراب (وغیرہ) گر جائے تو گوشت تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۳) ناپاک رومال سے پسینہ سے تر چہرہ صاف کرنے کا حکم

سوال:۔ ناپاک رومال سے اپنا منہ صاف کیا جو کہ پسینہ سے تر تھا جس کی وجہ سے رومال تر ہو گیا۔ ایسی صورت میں منہ ناپاک ہو گیا یا پاک رہا؟

الجواب:۔ حلبی کبیر وغیرہ میں جو لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر رومال اس قدر تر ہو گیا ہے کہ نچوڑنے سے نچڑ جائے تو ناپاک ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

نجاست اور پاکی کے مسائل

(۱۰۴) نجاست غلیظہ اور نجاست خفیفہ کی تعریف

سوال:۔ ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر تین حصے بدن کے کپڑے ناپاک ہو اور ایک حصہ پاک ہو، تب بھی نماز قبول ہو جاتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ جی نہیں، مسئلہ سمجھنے سمجھانے میں غلطی ہوئی ہے۔ دراصل یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں۔ ایک یہ کہ کپڑے کو نجاست لگ جائے تو کس حد تک معاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ غلیظہ اور خفیفہ۔

نجاست غلیظہ مثلاً آدمی کا پاخانہ، پیشاب، شراب، خون، جانوروں کا گوبر اور حرام جانوروں کا پیشاب وغیرہ یہ سب سیال ہو تو ایک روپے کے پھیلاؤ کے بقدر معاف ہے۔ اور اگر گاڑھی ہو تو پانچ ماشے وزن تک معاف ہے اس سے زیادہ ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

نجاست خفیفہ، مثلاً حلال جانوروں کا پیشاب کپڑے کے چوتھائی حصے تک معاف ہے۔ چوتھائی کپڑے سے مراد کپڑے کا وہ حصہ ہے جس پر نجاست لگی ہو۔ مثلاً آستین الگ شمار ہوگی، دامن الگ شمار ہوگا۔

اور معاف ہونے کا مطلب ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی۔ دوبارہ لدٹانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس نجاست کا دور کرنا اور کپڑے کا پاک کرنا بہر حال ضروری ہے۔ اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس کپڑا نہ ہو اور ناپاک کپڑے کو بھی پاک کرنے کی کوئی صورت نہ ہو تو آیا ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے یا کپڑا اتار کر برہنہ نماز پڑھے؟ اس کی تین صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ وہ کپڑا ایک چوتھائی پاک ہے اور تین چوتھائی ناپاک ہے۔ ایسی صورت میں، اسی کپڑے میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ برہنہ ہو کر پڑھنے کی اجازت نہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کپڑا چوتھائی سے کم پاک ہو، اس صورت میں اختیار ہے کہ خواہ اس ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز پڑھے یا کپڑا اتار کر بیٹھ کر رکوع کر کے سجدہ کے اشارے سے نماز پڑھے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کپڑا کل کا کل ناپاک ہے، تو اس صورت میں ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز نہ پڑھے، بلکہ کپڑا اتار کر نماز پڑھے۔ لیکن برہنہ آدمی کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ رکوع سجدہ کی جگہ اشارہ کرے تاکہ جہاں تک ممکن ہو ستر چھپا سکے۔ الغرض آپ نے جو مسئلے بزرگوں سے سنا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کے پاس کپڑا نہ ہو بلکہ صرف ایسا کپڑا ہو جس کے تین حصے ناپاک ہوں اور ایک حصہ پاک ہو تو اسی کپڑے سے نماز پڑھنا ضروری ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰۵) کیا واشنگ مشین سے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہوتے ہیں؟

سوال:۔ کیا واشنگ مشین نے دھلے ہوئے ناپاک کپڑے پاک ہو جاتے ہیں اور کیا ان سے نماز ہو سکتی ہیں؟

الجواب:۔ دھلائی مشین میں صابن کے پانی میں کپڑوں کو دھویا جاتا ہے اور پھر اس پانی کو نکال کر اوپر سے نیا پانی ڈالا جاتا ہے اور یہ عمل بار بار کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کپڑوں سے صابن نکل جاتا ہے۔ اس لئے دھلائی مشین میں دھلے ہوئے کپڑے پاک ہوتے ہیں۔

(۱۰۶) روئی اور فوم کا گدا پاک کرنے کا طریقہ

سوال:۔ فوم اور روئی کے گدے کو کس طرح پاک کیا جائے، اگر بستر کے طور پر استعمال کرنے سے وہ ناپاک ہو جائے کیونکہ عموماً چھوٹے بچے پیشاب کر دیتے ہیں۔

الجواب:۔ ایسی چیز جس کو نچوڑنا ممکن نہ ہو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو دھو کر رکھ دیا جائے۔ یہاں تک کہ اس سے قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں اس طرح تین بار دھو لیا جائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰۷) چھپکلی گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا؟

سوال:۔ عام چھپکلی پانی میں گر گئی اور پھر نکال دی گئی وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ پانی پاک ہے اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔ (ہدایۃ ج ۱، صفحہ ۲۰)

(مفتی محمد انور)

(۱۰۸) بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو پانی کا حکم

سوال:۔ اگر بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو اس کے بارے میں شرعی حکم سے مطلع فرمائیں؟

الجواب:۔ اگر علم ہو کہ بچے کا ہاتھ یقیناً پاک تھا تو بلا شبہ وضو درست ہے، اور اگر پلید ہونے کا یقین ہو تو پھر کسی بھی صورت میں درست نہیں اور اگر شک ہو تو بھی احتیاط کا تقاضا ہے کہ اس پانی سے وضو نہ کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر وضو کر لیں گے تو درست ہو جائے گا جیسا کہ (فتاویٰ خانیہ، ج ۱، صفحہ ۵ پر ہے)

(مفتی انور)

(۱۰۹) بالکل چھوٹے بچے کے لئے استقبال واستدبار (قبلہ کی طرف رخ یا پشت کر کے پیشاب کرنا)

سوال:۔ کیا قضاء حاجت کے وقت چھوٹے بچوں کے لئے بھی استقبال واستدبار قبلہ کا کوئی حکم ہے؟

الجواب:۔ والدہ یا جو انہیں قضاء حاجت کرائے۔ اسے حکم ہے کہ وہ اسے قبلہ رو یا مستدبر قبلہ لے کر نہ بیٹھے۔ (فتاویٰ شامی، ج۱، صفحہ ۲۵۱) (مفتی محمد انور)

(۱۱۰) ناپاکی کی حالت میں ناخن کاٹنا

سوال:۔ ناپاکی کی حالت میں اگر ناخن کاٹ لئے جائیں تو کیا جب تک وہ بڑھا کر دوبارہ نہ کاٹے جائیں پاک نہ ہو سکے گی؟

الجواب:۔ ناپاکی کی حالت میں ناخن نہیں اتارنے چاہئیں مگر یہ غلط ہے کہ جب تک ناخن نہ بڑھ جائیں آدمی پاک نہیں ہوتا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

جھوٹے پانی کے احکام

(۱۱۱) انگریز کے برتن اور جھوٹے دودھ کا حکم

سوال:۔ انگریز کے برتن کو دھو کر اس میں پانی پینا جائز ہے یا نہیں، اور اس کا بچا ہو دودھ استعمال کرنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب:۔ اس کے برتن میں پینا جائز اور اس کے بچے ہوئے جھوٹے کا استعمال شرعاً جائز ہے۔ (مفتی عزیز الرحمان)

بشرطیکہ اس نے شراب پینے (یا کوئی اور حرام چیز مثلاً خنزیر وغیرہ کھانے کے فوراً بعد اسے نہ پیا ہو۔) اور یہی حکم اس مسلمان کے جھوٹے کا بھی ہے۔ جس نے (نعوذ باللہ) شراب پینے کے فوراً بعد پانی پیا ہو۔ (مفتی کفایت اللہ)

لیکن اگر یہ انگریز مرد ہو تو عورت کو پینا درست نہیں۔ (مفتی ظفیر)

(۱۱۲) بلی اور چوہے کا جھوٹا پاک ہے یا نہیں؟

سوال:۔ بلی اور چوہے کا جھوٹا حلال ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ چوہے اور بلی کا جھوٹا پاک ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

شامی، خلاصہ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ ان کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے۔ (مفتی ظفیر)

اور اگر چوہا نالی وغیرہ میں رہتا ہو پھر تو پینا درست نہیں ہے، کیونکہ آج کل کے چوہے گھروں میں عموماً نالی وغیرہ میں رہتے ہیں تو ناپاکی کا خدشہ یقینی ہے اور مذکورہ حکم اس وقت ہے جب چوہے کپڑوں کی جگہ یا اسٹور یا گودام وغیرہ کے ہوں۔ (مرتب)

(۱۱۳) غیر مرد کا جھوٹا پینا عورت کے لئے مکروہ ہے؟

سوال:۔ کیا کوئی شادی شدہ یا غیر شادی شدہ عورت کسی غیر محرم مرد کا جھوٹا پانی جھوٹی چائے یا جھوٹا دودھ وغیرہ پی سکتی ہے؟

الجواب:۔ اصولی بات یہ ہے کہ مسلمان کا جھوٹا پاک ہے بشرطیکہ اس نے ناپاک چیز کھا پی کر پانی یا دوسری چیز نہ پی ہو، لیکن عورت کے لئے نامحرم مرد کا جھوٹا پانی پینے میں کئی قباحتیں ہیں جس میں ایک یہ ہے کہ فتنے کا اندیشہ ہے اور اس سے ایک دوسرے کے دل میں ناپاک خیالات جنم لیتے ہیں۔ ہاں اگر ان چیزوں کا خطرہ نہ ہو اور کوئی دوسرا پانی میسر نہ ہو تو مجبوری میں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن عام حالات میں پینا پھر بھی مناسب نہیں۔ (ملخص)

مسائل استنجاء

(۱۱۴) کیا کلوخ عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے؟

سوال:۔ کلوخ (مٹی کے ڈھیلے) سے استنجاء کرنا پیشاب و پاخانہ کی جگہوں پر جس طرح

مردوں کے لئے ضروری ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے یا نہیں؟
الجواب: ۔ کلوخ وغیرہ سے استنجاء کرنا عورتوں کے لئے بھی ایسا ہی مستحب ہے جیسا کہ مردوں کے لئے ہے۔ شامی میں ہے کہ:
''میں کہتا ہوں بلکہ فتاویٰ غزنویہ میں تصریح ہے کہ عورت بھی ایسا ہی کرے گی جیسا کہ مرد استنجاء میں کرتا ہے۔ قضائے حاجت سے جب وہ فارغ ہو تو معمولی سا رُکے اور پھر آگے پیچھے کی شرمگاہوں کو ڈھیلے سے صاف کر کے پھر پانی سے استنجاء کرے۔ الخ۔''
شامی میں یہ بھی لکھا ہے، کپڑا ہو یا مٹی کا ڈھیلہ، سب برابر ہیں۔ (اس زمانے میں ٹشو پیپر کا بھی یہی حکم ہے۔ مرتب)
شامی ہی میں مرقوم ہے کہ اگر صرف پانی سے استنجاء کیا جائے تو سنت ادا ہو جائے گی مگر افضل یہ ہے کہ دونوں جمع کرے، یعنی ڈھیلے یا کپڑے (یا ٹشو) سے استنجاء کر کے پانی سے استنجاء کرے۔ الخ۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱۵) کعبہ کی طرف رخ کر کے پیشاب پاخانہ کرنے کا حکم

سوال: ۔ کعبہ کی طرف پیٹھ یا منہ کر کے پیشاب وغیرہ کرنا کیسا ہے؟
الجواب: ۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے یا پیٹھ کر کے قضائے حاجت کرنا مکروہ ہے، جسے ناجائز کہا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے واضح الفاظ میں حکم فرمایا کہ قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے قضائے حاجت نہ کی جائے۔ اور اگر کوئی بیت الخلاء اس رخ پر بنا ہو، جیسا کہ غیر مسلم ممالک میں ہو جاتا ہے تو اگر مجبوری میں وہاں کرنا پڑ جائے تو قبلہ سے منحرف ہو کر بیٹھا جائے، اگر ممکن نہ ہو سکے تو پھر تو یہ واستغفار کے ساتھ انجام دے لیا جائے۔ لیکن انحراف کا اہتمام ضروری ہے۔ (ملخص)

(۱۱۶) قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: ۔ قطب تارے (شمال) کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: ۔ قطب تارے کی طرف منہ کر کے پیشاب پاخانہ کرنا درست ہے، کیونکہ یہ حکم کعبہ شریف کے لئے ہے کہ اس کی طرف قضائے حاجت میں منہ یا پیٹھ نہ ہو۔ (یہی مسئلہ سوتے

میں اس طرف پیر کرنے کا ہے) بعض لوگ غلط عقیدے کی بناء پر کہتے ہیں اس طرف قطب ہے پیر نہ کرو۔ یہ عقیدہ محض وہم اور غلط ہے۔ مرتب) (مفتی عزیز الرحمٰن)

کنوئیں کے مسائل

(۱۱۷) کنوئیں میں چھپکلی گرنے کا حکم

سوال:۔ چھپکلی میں بہنے والا خون ہے یا نہیں؟ اور چھپکلی کے کنوئیں میں گرنے اور مرنے سڑنے سے کیا حکم کیا جائے گا؟

الجواب:۔ چھپکلی میں بہنے والا خون نہیں سمجھا گیا، البتہ اگر رنگ بدلتی ہو جیسا کہ گرگٹ، کہ اس میں بہنے والا خون ہے اس کے گرنے سے کنواں نجس ہو جائے گا، چھپکلی سے نہیں ہوگا۔ لیکن احتیاطاً بیس یا تیس ڈول نکال دیئے جائیں اگر گرگٹ پھول کے پھٹ جائے تو سارا پانی نکالا جائے۔ شامی باب المیاہ میں لکھا ہے کہ بڑی چھپکلی (گرگٹ وغیرہ) میں بہنے والا خون ہوتا ہے۔
(مفتی ظفیر۔ مفتی ظفیر الدین)

(۱۱۸) سانپ کے گرنے سے کنوئیں کا حکم

سوال:۔ سنا ہے کہ کہ اگر کنوئیں میں سانپ گر کر مر جائے تو اس سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب:۔ اس میں تفصیل یہ ہے کہ سانپ اگر پانی کا ہے جس میں خون نہیں ہوتا اس کے مرنے سے کنوئیں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اگر سانپ جنگلی ہے اور اس میں خون ہو تو اس کے مرنے سے ناپاک ہو جائے گا۔ ردمختار میں ہے اور وہ مینڈک جو برّی نہ ہو کہ جس میں بہنے والا خون ہو تو اس سے اصح قول کے مطابق کنواں ناپاک ہو جائے گا اور خشکی کے سانپ سے ''اگر اس میں خون ہو تو'' کنواں ناپاک ہو جاتا ہے ورنہ نہیں۔ اگر بحری سانپ ہو تو اس سے بالکل بھی ناپاک نہ ہوگا۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱۹) مٹکے میں چھپکلی گرنے کا حکم

سوال:۔ مٹکے (یا ناند) میں چھپکلی گر جائے تو اس سے وضو وغیرہ کرنے کا کیا حکم ہے؟
الجواب:۔ چھپکلی اگر چھوٹی ہے کہ جس میں بہنے والا خون نہیں ہے جو عموماً گھروں میں ہوتی ہے اس کے گرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا (لہذا اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۰) پانی کا مینڈک کنوئیں میں گر کر مر جائے

سوال:۔ اگر کنوئیں میں مینڈک گر کر مر جائے اور پھول جائے اس میں بدبو بھی پیدا ہو جائے، لیکن ریزہ ریزہ نہ ہو اور وہ مینڈک بھی پانی ہی کا ہو یعنی جو اسی میں پیدا ہوتا اور پلتا ہے اور پانی میں ہی رہتا ہے۔ اس کنوئیں کا کیا حکم ہے؟
الجواب:۔ کسی کنوئیں میں اگر مینڈک پانی میں مر کر پھول جائے تو اس کا پانی ناپاک نہیں ہوتا اس سے وضو کرنا اور پینا درست ہے اور اگر پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے تب بھی اس سے وضو کرنا درست ہے، البتہ اس کا پینا جائز نہیں ہے۔
جیسا کہ درمختار میں ہے، اگر کنوئیں میں بغیر خون والا اور پانی میں پیدا ہونے والا جانور مر جائے جیسے مچھلی، کیکڑا اور مینڈک تو اگر یہ مر کر پھٹ جائے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے، مگر اسے پیا نہیں جائے گا اس کی حرمت کی وجہ سے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۱) کنوئیں کو پاک کرنے کیلئے مسلسل پانی نکالنا ضروری نہیں

سوال:۔ کنواں ناپاک ہونے کے بعد اس میں سے پانی مسلسل نکالا جائے یا بتدریج؟
الجواب:۔ پے در پے (مسلسل) نکالنا شرط نہیں ہے۔

(۱۲۲) بچوں کی گیند کنوئیں میں گرنے کا حکم

سوال:۔ کپڑے کی گیند (ٹینس بال وغیرہ) سے جو بچے کھیلتے ہیں وہ اکثر نالی وغیرہ میں گرتی

رہتی ہے اور نجس بھی ہو جاتی ہے اگر وہ کنوئیں میں گر گئی اور ڈوب کر نیچے بھی بیٹھ گئی تو کنواں کیسے پاک ہوگا؟

الجواب:۔ جب تک اس گیند کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو اور نجاست لگنا اس کو خاص دیکھا نہ گیا ہو اس وقت تک کنوئیں کے پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا کیونکہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۳) خشکی کا مینڈک اگر کنوئیں میں گر جائے

سوال:۔ مینڈک اگر کنوئیں میں گر جائے اور اس کی انگلیوں پر پردہ نہ ہو (یعنی خشکی کا ہو) تو کنواں ناپاک ہو جائے گا یا نہیں؟ اور بڑے چھوٹے مینڈک میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مینڈک میں اگر بہنے والا خون ہو تو کنواں ناپاک ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔ (ردمختار) میں ہے کہ خشکی کا مینڈک جس کا بہنے والا خون ہو یہ وہ مینڈک ہے جس کی انگلیوں پر پردہ نہیں ہوتا۔) (ردمختار، باب المیاہ) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۲۴) کنوئیں میں چوزہ گرنے سے کنواں ناپاک ہو جائے گا

سوال:۔ مرغی یا چڑیا کا چوزہ جو ایک دو دن کا ہو یا مردہ ہی پیدا ہوا ہو کنوئیں کو ناپاک کر دیتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس کے گرنے سے کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

فتاویٰ شامی میں ہے کہ کبوتر وغیرہ گرنے سے کنوئیں سے چالیس سے لے کر ساٹھ ڈول نکالنا واجب ہے اور نجاست کا حکم دیکھنے کے وقت سے کیا جائے گا۔ (مفتی ظفیر الدین)

(۱۲۵) کنوئیں میں چوہا گر کر مر جائے اس کا حکم

سوال:۔ جس کنوئیں میں چوہا گر کر مر جائے اور اس کو نکال دیا جائے لیکن ناپاک پانی بالکل نہ نکالا جائے تو وہ کنواں ہمیشہ ناپاک رہے گا یا کچھ مدت کے بعد پاک ہو جائے گا۔ ہندوؤں کی

بعض بستیوں میں ایسا ہوتا ہے؟

الجواب:۔ بغیر پانی نکالے کنواں پاک نہیں ہوگا لیکن اگر ہندو اس کنوئیں سے پانی بھرتے رہیں تو جس وقت اندازاً اس قدر ڈول نکل جائیں جس قدر لازم تھے (بیس سے تیس ڈول) تو کنواں پاک ہو جائے گا کیونکہ وقفہ وقفہ سے بھی پانی نکل جانا طہارت کا موجب ہے پھر مسلمانوں کو بھی اس کنوئیں سے پانی بھرنا اور استعمال کرنا درست ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۶) غیر مسلم شخص کے کنوئیں میں اترنے سے کنواں ناپاک ہے

سوال:۔ اگر کوئی کافر نجس کپڑوں سمیت کنوئیں میں اتر جائے تو اس پانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اس کنوئیں کا پانی نکال دینا چاہئے پانی نکالنے کے بعد کنواں پاک ہوگا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا فتویٰ ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

شامی میں ہے کہ کافر جب کنوئیں میں گر جائے تو اس کا سارا پانی نکالا جائے گا کیونکہ کافر نجاست حقیقی یا حکمی سے خالی نہیں ہوتا۔ (مفتی ظفیر الدین)

(۱۲۷) بکری یا بلی کنوئیں میں گرے اور پیشاب کر دے تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک کنوئیں میں بکری، کتا یا بلی گر گئی اور اس نے کنوئیں میں پیشاب کر دیا تو اس کنوئیں کا پانی کتنا نکالا جائے گا؟

الجواب:۔ اس کنوئیں کا سارا پانی نکالا جانا لازم ہے لیکن فقہاء نے بجائے سارا پانی نکالنے کے تین سو ڈول نکالنے کو جائز فرمایا ہے، اس لئے تین سو ڈول ہی کافی ہیں اس سے باقی پانی پاک ہو جائے گا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۸) کتا کنوئیں میں گرے اور زندہ نکال لیا جائے

سوال:۔ اگر کتا کنوئیں میں گر جائے اور فوراً ہی زندہ نکال لیا جائے تو کنواں کتنا پانی نکالنے سے پاک ہوگا؟

الجواب:۔ تین سوڈول نکال لئے جائیں اس سے کنواں پاک ہوجائے گا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۹) برتن میں پیشاب کر کے کنوئیں میں ڈال دیا

سوال:۔ ایک لڑکے نے برتن میں پیشاب کر کے کنوئیں میں ڈال دیا، کتنے ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہوگا؟

الجواب:۔ تین سوڈال نکالنے سے کنواں اور پانی پاک ہوجائے گا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۳۰) مرغی کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک ہوجائے گا

سوال:۔ اگر کنوئیں میں مرغی کی بیٹ یا وہ خود گر جائے تو کتنے ڈول نکالنے چاہیے؟

الجواب:۔ مرغی کی بیٹ، کنوئیں میں گرنے سے تین سوڈول پانی نکالنا چاہئے اور پہلے وہ پاخانہ (بیٹ) نکالنا چاہئے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

اگر بیٹ نہ نکل سکے تو کچھ دن چھوڑ دینا چاہئے تاکہ وہ گل کر مٹی ہوجائے پھر کنواں پاک کیا جائے۔ (مفتی ظفیر الدین)

اگر مرغی گر کر مر جائے تو اور اگر زندہ نکل آئے تو احتیاطاً بیس ڈول پانی نکال دیا جائے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۳۱) خون کا ایک قطرہ بھی کنواں ناپاک کر دیتا ہے

سوال:۔ کوئی خون آلود انسان یا جانور کنوئیں میں گر جائے تو کنوئیں کا کیا حکم ہے نیز وہ کتنا خون ہے، جس سے کنواں پاک ہوجاتا ہے؟

الجواب:۔ بہتا ہوا خون ناپاک ہے اس کا ایک قطرہ بھی کنواں نجس کردے گا لہذا کنواں ناپاک ہے، تین سوڈول پانی نکالنے سے پاک ہوگا۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۳۲) بچہ کنوئیں میں گر گیا تو کیا حکم ہے

سوال: ۔ ایک بچہ کنوئیں میں گر گیا اسے نکال لیا گیا تھا اس صورت میں کنواں پاک ہے یا ناپاک؟ کتنا پانی نکالا جائے گا؟

الجواب: ۔ اگر بچہ زندہ نکال لیا گیا تھا تو کنواں پاک ہے۔ پانی نکالنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے کپڑے یا بدن ناپاک ہو جیسا کہ عام طور پر بچوں کے ہوتے ہیں تو تین سوڈول نکال لئے جائیں۔ اور اگر بچہ اسی میں مر گیا تھا تو بھی تین سوڈول نکال لئے جائیں۔ بہر حال دونوں صورتوں میں جو بھی صورت ہو تین سوڈول نکالے جائیں۔ احتیاط کا تقاضا یہی ہے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۳۳) ثابت مینگنی نکلنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا

سوال: ۔ ایک کنوئیں میں سے ثابت مینگنی نکلی اب اختلاف ہو گیا کچھ لوگ پانی کو پاک کہتے ہیں کچھ ناپاک فیصلہ فرمادیں؟

الجواب: ۔ ثابت مینگنی نکلنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا یہ قول صحیح ہے۔ جیسا کہ شامی میں ہے کہ بکری، اونٹ وغیرہ کی مینگنی گر جائے تو کنوئیں سے پانی نہیں نکالا جائے گا۔ فقط (مفتی عزیز الرحمٰن)

باب التیمّم

(۱) بخار، سخت سردی اور ٹھنڈ کی وجہ سے تیمّم جائز ہے یا نہیں؟

سوال:۔ کسی کو بخار ہو یا وہ سخت سردی اور ٹھنڈ کے علاقے میں ہو، گرم کرنے کے اسباب نہ ہوں تو ان حالت میں تیمّم جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ حالت مرض اور خوف مرض میں تیمّم کرنا جائز ہے لیکن ٹھنڈے پانی سے غسل یا وضو کرنے میں ہلاکت یا بیماری کا اندیشہ ہو تو جائز ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲) محض وقت میں تنگی کے باعث تیمّم کرنا جائز نہیں

سوال:۔ اگر نمازی صبح کے وقت ایسے وقت سو کر اٹھے کہ اس کے مکان میں گرم پانی نہ ہو، ٹھنڈے پانی سے سردی کی وجہ سے غسل نہ کر سکے اور نہ اتنا وقت باقی ہے کہ گرم کر کے نماز اس وقت میں پڑھ سکے تو کیا (قضا کے خوف سے) تیمّم کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جب اسے اس بات کی قدرت ہے کہ گرم پانی کر سکے تو تیمّم جائز نہیں۔ نماز قضا کر کے پڑھ لے مگر غسل و وضو کر کے پڑھے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳) غسل کے بجائے تیمّم کرنا کس وقت درست ہے؟

سوال:۔ کسی کو سردی کے اثر سے نزلہ ہو جاتا ہو تو اسے سردی کے ایام میں صبح یا اور کسی ٹھنڈے

وقت میں نزلہ کے خوف سے بجائے غسل جنابت کے تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس تیمم سے نماز فجر یا اور کسی نماز کو ادا کرنا جائز ہو گا یا نہیں؟

الجواب:۔ تیمم کے جواز کے لئے پانی کے استعمال سے عاجز ہونا شرط ہے خواہ پانی نہ ملنے کی صورت میں ہو یا پانی کے استعمال سے مرض کی طوالت یا بڑھنے کا خوف ہو، یا سردی کی وجہ سے ہلاکت یا بیماری کا اندیشہ ہے اور پانی گرم مل نہیں سکتا۔ لہذا اگر مذکورہ باتوں میں سے کوئی بات پائی جائے تو تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔ اس لئے صورت مسئولہ میں ٹھنڈے پانی سے مرض کا اندیشہ ہے تو گرم پانی استعمال کرے اور اگر گرم پانی سے بھی ظن غالب کی بناء پر یا ماہر طبیب کے کہنے کے مطابق اگر مرض کا اندیشہ ہے تو تیمم جائز ہے، ورنہ نہیں۔ (کمافی الدرالمختار)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴) پردہ نشین خواتین پانی کی قلت میں تیمم کر سکتی ہیں یا نہیں؟

سوال:۔ بعض دیہات میں پانی کی بہت قلت ہے اس لئے بعض پردہ نشین و بیوہ خواتین کو بعض اوقات پانی نہیں ملتا اس لئے وہ خواتین نماز قضا کرتی رہتی ہیں کیا ان کے لئے ایسے وقت میں تیمم جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ تیمم کی اجازت اس وقت ہے جب پانی نہ ملے۔ شہر، قصبہ اور گاؤں میں ایسی صورت بہت کم پیش آتی ہے کہ پانی نہ ملے لیکن اگر ایسا کبھی اتفاق ہو جائے تو پردہ دار عورتوں کو ملنے کی کوئی صورت نہ ہو اور وقت تنگ ہوا جا رہا ہے تو وہ تیمم سے نماز پڑھ لیں قضا نہ کریں۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

اور بعد میں وضو کر کے اپنی نماز دہرا لیں۔ (مفتی ظفیر الدین)

(۵) پتھر، لکڑی اور کپڑے وغیرہ پر تیمم درست ہے یا نہیں؟

سوال:۔ لکڑی، پتھر، کپڑا، پختہ فرش یا دیوار، خشک یا سبز گھاس۔ ان میں جب کسی پر ذرا سا غبار بھی نہ ہو تو ان سے تیمم کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ لکڑی، اور کپڑے پر بغیر غبار کے تیمم درست نہیں۔ اسی طرح گھاس سبز اور خشک

کا حکم ہے اور پتھر، دیوار، کچی پکی اینٹ اور چونا پر بلا غبار بھی تیمم کرنا درست ہے۔ لکڑی وغیرہ پر تھوڑا غبار بھی تیمم کے لئے کافی ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)
(جیسا کہ فتاویٰ شامی، غنیۃ المستملی، فتح القدیر وغیرہ میں ہے۔ مفتی ظفیر)

(۶) زخم یا پٹی پر مسح کرنا دشوار ہو تو کیا کریں؟

سوال:۔ اگر زخم یا پٹی پر مسح کرنا دشوار ہو تو کیا کرنا چاہئے؟
الجواب:۔ اگر زخم یا پٹی پر مسح نہیں ہو سکتا تو پھر تیمم کرنا درست ہے۔ کمافی الدر۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷) حالت بخار میں تیمم سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال:۔ بخار کی حالت میں تیمم سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
الجواب:۔ بخار اگر ایسا ہے کہ پانی سے مضرت اور مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو تو تیمم کرنا درست ہے۔ کمافی الدر المختار۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸) جنابت کے لئے کیا جانے والا تیمم کیسے ختم ہوگا؟

سوال:۔ حالت جنابت میں عذر شرعی کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہو تو کیا وہ نواقض وضو سے ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟
الجواب:۔ حالت جنابت میں کسی شرعی عذر کی وجہ سے اگر تیمم کیا تو اس عذر کے ختم ہونے پر وہ تیمم بھی زائل ہو جائے گا۔ مثلاً پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو اگر پانی مل گیا تو تیمم بھی ختم ہو جائے گا۔ یا اگر مرض کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو جس وقت وہ مرض زائل ہوگا اس وقت تیمم بھی ٹوٹ جائے گا۔ یا کوئی ایسی بات ہوئی جس سے غسل واجب ہوتا ہے تو اس سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔ نواقض وضو سے بالکل بھی نہیں ٹوٹے گا، یعنی اس نے مرض کی بناء پر یا پانی نہ ملنے کی بناء پر جنابت میں تیمم کیا اور وہ حدث لاحق ہوا جس سے وضو ٹوٹتا ہے تو جنابت کا تیمم اس وجہ سے نہیں

ٹوٹے گا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹) پانی ہوتے ہوئے قرآن چھونے کے لئے تیمّم درست نہیں

سوال:۔ قرآن کریم چھونے کے لئے پانی کی موجودگی میں تیمّم درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ درست نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱) شیر خوار بچے کی بیماری کے ڈر سے تیمّم کرنا .

سوال:۔ ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے جو پاخانہ، پیشاب اگر ماں کے کپڑوں پر کرتا ہے۔ ماں اس خدشہ کے پیش نظر کہ میرے متواتر غسل سے بچہ علیل ہو جائے گا یا میں خود بھی بیمار ہو جاؤں گی، نہاتی نہیں ہے۔ اس حالت میں اس کے لئے قرآن پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ بار بار غسل کرنے سے عورت کو اگر اپنے یا بچے کے بیمار ہونے کا خوف ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لیا کرے۔ پھر دھوپ کے وقت یا گرم پانی سے غسل کر کے ان نمازوں کا پھر اعادہ کر لیا کرے اور تیمّم کے بعد قرآن شریف کی تلاوت بھی درست ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱) عورت کو نہانے سے بیمار ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ شوہر کو جماع کرنے سے روک سکتی ہے یا نہیں؟

سوال:۔ زید کی صرف ایک بیوی ہے اور وہ اکثر بیمار رہتی ہے اور جب وہ غسل کرتی ہے تو کمزوری کی وجہ سے کبھی اس کو زکام ہو جاتا ہے۔ کبھی کان اور سر میں درد ہو جاتا ہے۔ اسی خوف کی وجہ سے وہ اپنے شوہر کی ہمبستری کی خواہش کو مسترد کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے زید کو گناہ کے ارتکاب کا خوف ہے۔ اس لئے ایسی صورت میں زید کی بیوی تیمّم سے نماز ادا کر سکتی ہے یا نہیں اور اگر نہیں کر سکتی تو غسل کے متعلق کون سی صورت ہے جو وہ اختیار کر سکتی ہے۔ زید کی بیوی کا اس حالت میں ہمبستری سے انکار کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ در مختار میں ہے کہ اگر عورت کو سر دھونے سے نقصان ہوتا ہو تو وہ سر نہ دھوئے۔

ایک قول ہے کہ وہ سر پر مسح کرلے اور اپنے شوہر کو پاس آنے سے منع نہ کرے الخ۔ یعنی اگر عورت کو سر کا دھونا تکلیف دے تو وہ نہ دھوئے۔ ایک قول ہے کہ وہ مسح کرلے۔ یہی زیادہ احتیاط کا قول ہے۔

درمختار میں ایک جگہ مسح کو واجب لکھا ہے، یعنی اگر سر کے مسح سے کوئی خوف بیماری کا نہ ہو تو مسح کرے ورنہ پٹی سر پر باندھ کر اس پر مسح کرے اور اپنے شوہر کو جماع سے منع نہ کرے۔ درمختار میں ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ جس کے سر میں ایسا درد ہو کہ وہ مسح بھی نہ کرسکے تو وہ تیمم کرے۔ اور فتاویٰ شامی میں اس بات کی تصریح ہے کہ تندرست آدمی کو اگر غسل سے بیمار ہونے کا غالب گمان ہو یا سابقہ تجربہ کے موافق ہو تو وہ تیمم کرسکتا ہے۔

لہذا اس صورت میں وہ عورت تیمم کرے اور شوہر کو جماع سے نہ روکے۔ تیمم کرنا اس عورت کے لئے اس وقت تک درست ہے جب تک مذکورہ عوارض لاحق ہونے کا خوف رہے پھر جب یہ خوف نہ رہے تو غسل کیا کرے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲) صرف زخم کی جگہ مسح کریں یا پورے عضو پر

سوال:۔ اگر پورے عضو پر یا اس سے کم یا زیادہ پر مثلاً پیر پر زخم ہو تو مسح پورے پیر پر کرنا چاہئے یا محض اتنی ہی جگہ پر جہاں زخم ہے؟ اگر پورے پیر پر مسح کیا تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جتنی جگہ میں زخم ہے صرف اسی پر مسح کیا جائے اور باقی عضو کو دھونا چاہئے، اور پٹی پر مسح کرتے وقت صرف پٹی پر مسح کیا جائے، باقی کو دھونا چاہئے؟

الجواب:۔ ان سب صورتوں میں مسح صرف اسی مقدار میں کرنا چاہئے جس جگہ زخم ہے اور جگہ کو دھونا چاہئے۔ لیکن اگر صحیح حصہ کو دھونے سے زخم پر پہنچتا ہو اور زخم کے لئے نقصان دہ ہو تو پورے عضو پر مسح کرنا درست ہے۔ لہذا ان لوگوں کا کہنا درست ہے جو کہتے ہیں کہ صرف زخم یا پھنسی کی جگہ کا مسح کیا جائے اور باقی حصہ کو دھویا جائے اس لئے اگر بغیر مذکورہ خوف کے پورے عضو کا مسح کرلیا گیا تو نماز نہیں ہوگی۔ پٹی پر مسح میں بے شک صرف پٹی پر ہی مسح کرنا چاہئے یا قی صحیح عضو کو دھونا چاہئے لیکن اس قدر تخفیف اس میں کی گئی ہے کہ پٹی کے درمیان میں اگر کچھ جگہ کھلی ہوئی ہو تو اس پر بھی مسح کرنا درست ہے اور پٹی کے نیچے جو حصہ صحیح ہے اس پر بھی مسح درست

ہے اس کے علاوہ باقی عضو کو دھونا چاہئے۔ کما فی الدر المختار۔ (مفتی عزیز الرحمان)

(۱۳) پانی نہ ملنے پر تیمّم کیوں ہے؟

سوال:۔ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرایا جاتا ہے، اس میں کیا مصلحت ہے؟

الجواب:۔ ہمارے لئے سب سے بڑی مصلحت یہی ہے کہ اللہ پاک کا حکم ہے اور رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ویسے قرآن کریم نے اس کی مصلحتوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کردے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے تاکہ تم شکر کرو۔ (سورہ مائدہ)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ نے پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی کو پاک کرنے والی بنایا ہے۔ جس طرح پانی انسانی بدن کو پاک کرنے والا ہے اسی طرح پانی پر قدرت نہ ہونے کی حالت میں مٹی سے تیمم کرنا بھی پاک کرنے والا ہے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اپنے ترجمہ کے فوائد میں لکھتے ہیں۔ مٹی طاہر (پاک) ہے اور بعض چیزوں کے لئے مثل پانی کے مطہر (پاک کرنے والی) بھی ہے۔ مثلاً، خف (چمڑے کا موزہ) یا تلوار، آئینہ وغیرہ اور جو نجاست زمین پر گر کر خاک ہو جاتی ہے وہ بھی پاک ہو جاتی ہے۔ اور نیز ہاتھ اور چہرہ پر مٹی ملنے میں عجز بھی پورا ہے جو گناہوں سے معافی مانگنے کی اعلیٰ صورت ہے۔ سو جب مٹی ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نجاست کو زائل کرتی ہے تو اس لئے بوقتِ معذوری پانی کے قائم مقام کی گئی۔ اس کے سوا سہل الوصول ہو، سو زمین کا ایسا ہونا ظاہر ہے کیونکہ وہ سب جگہ موجود ہے معہذا خاک انسان کی اصل ہے اور اپنی اصل کی طرف رجوع کرنے میں گناہوں اور خرابیوں سے بچاؤ ہے۔ کافر بھی آرزو کریں گے کہ کسی طرح خاک میں مل جائیں، جیسا کہ پہلی آیت میں مذکور ہے (ترجمہ شیخ الہند۔ سورہ نسا آیت ۴۳) (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۱۴) تیمّم کرنا کب جائز ہے؟

سوال:۔ ہمارے خاندان کی اکثر خواتین تیمم کر کے نماز پڑھتی ہیں، جبکہ گھر میں پانی بھی موجود ہوتا ہے اور ان خواتین کو کوئی ایسی بیماری بھی نہیں ہے جس میں پانی سے نقصان پہنچنے کا

اندیشہ ہو۔ کیا ایسی نمازیں قبول ہوں گی ایسی نمازوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ تیمّم کی اجازت صرف ایسی صورت میں ہے کہ پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو، جو شخص پانی استعمال کرسکتا ہے اس کا تیمم جائز نہیں، نہ اس کی نماز صحیح ہوگی اور پانی کے استعمال کی قدرت نہ ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ پانی میسر ہی نہ آئے یہ صورت عموماً سفر میں پیش آسکتی ہے۔ پس اگر پانی ایک میل دور ہو یا کنواں تو ہو مگر کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی صورت نہیں، یا پانی پر کوئی درندہ بیٹھا ہے یا پانی پر دشمن کا قبضہ ہے اور اس کے خوف کی وجہ سے پانی تک پہنچنا ممکن نہیں تو ان تمام صورتوں میں اس شخص کو گویا پانی میسر نہیں اور وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ پانی تو موجود ہے مگر وہ بیمار ہے اور وضو یا غسل سے جان کی ہلاکت کا یا کسی عضو کے تلف ہو جانے کا یا بیماری میں شدت ہو جانے کا یا بیماری کے طول پکڑ جانے کا اندیشہ ہے یا خود وضو یا غسل کرنے سے معذور ہے اور کوئی دوسرا آدمی وضو اور غسل کرانے والا موجود نہیں تو ایسا شخص تیمّم کرسکتا ہے جو خواتین ان معذوریوں کے بغیر تیمّم کر لیتی ہیں ان کا تیمّم کیسے جائز ہوسکتا ہے اور طہارت کے بغیر نماز کیسے صحیح ہوسکتی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۱۵) تیمّم کرنے کا طریقہ

سوال:۔ تیمّم کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب:۔ پاک ہونے کی نیت کر کے دونوں ہاتھ پاک مٹی پر پھیر کر ان کو جھاڑ لیجئے اور اچھی طرح منہ پر مل لیجئے کہ ایک بال کی جگہ بھی خالی نہ رہے پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک مل لیجئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۱۶) تیمّم مرض میں صحیح ہے کم ہمتی سے نہیں

سوال:۔ میں ٹی بی کی دائمی مریض ہوں، اگست سے لے کر اپریل مئی تک مجھے مسلسل بخار، نزلہ، زکام اور جسم میں کہیں نہ کہیں درد رہتا ہے۔ اسی تکلیف کی وجہ سے میں عصر سے عشا تک تیمّم کرتی ہوں۔ اسلامی رو سے یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط؟ تحریر فرمائیں۔

الجواب:۔ اگر پانی نقصان دیتا ہو اور اس سے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو آپ وضو کی جگہ تیمّم کر سکتی ہیں۔ لیکن محض کم ہمتی کی وجہ سے وضو ترک کر کے تیمم کر لینا صحیح نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷) پانی لگنے سے مہاسوں سے خون نکلنے پر تیمّم جائز ہے؟

سوال:۔ میری عمر ۱۸ سال ہے اور میرے تمام چہرے پر مہاسے ہیں، جن میں خون اور پیپ ہے۔ جب میں وضو کرتی ہوں تو چہرے پر پانی لگنے سے مہاسے سے خون نکلنے لگتا ہے۔ کیا میں ایسی حالت میں تمام اوقات میں تیمم کر کے نماز پڑھ سکتی ہوں؟

الجواب:۔ اگر تکلیف واقعی اتنی سخت ہے، جتنی آپ نے لکھی ہے اور مسح بھی نہیں کر سکتیں تو تیمّم جائز ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی)

(۱۸) تیمّم کن چیزوں پر کرنا جائز ہے؟

سوال:۔ تیمّم کرنا کن چیزوں سے جائز ہے؟

الجواب:۔ مٹی کی جنس سے ہر چیز مٹی، ریت، چونا وغیرہ، پکی کچی اینٹ، ان کی دیواریں وغیرہ۔ اس کے علاوہ دوسری چیزیں جن پر خوب غبار موجود ہو ان پر بھی تیمّم کیا جا سکتا ہے۔

کتاب الحیض (ماہواری کا بیان)

(۱) (ماہواری) حیض کی تعریف ۔اور اس کی عمر

سوال: ۔حیض کیا ہے اور کتنی عمر میں عورت کو لاحق ہوتا ہے؟

الجواب: ۔عورت کو آگے کے راستے سے جو خون ہر ماہ آتا ہے اسے حیض کہتے ہیں ۔نو برس کی عمر سے پہلے اور پچپن برس کی عمر کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا اس لئے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آئے گا وہ حیض نہیں، بلکہ استحاضہ ہوگا ۔اگر پچپن برس کی عمر کے بعد کسی کو خون آئے تو اگر وہ خوب سرخ ہو یا خوب کالا ہو تو وہ حیض کا خون ہے اور اگر زرد، سبز یا خاکی رنگ ہو تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے البتہ اگر عورت کو پچپن برس کی عمر سے پہلے بھی زرد سبز یا خاکی رنگ کا خون آتا تھا تو پچپن سال کی عمر کے بعد بھی اسے حیض شمار کیا جائے گا اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ (مولانا اشرف علی تھانوی)

(۲) حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے؟

سوال: ۔حیض کی کم سے کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے، اس سے زیادہ یا کم کا کیا حکم ہے؟

الجواب: ۔حیض (ماہواری) کی مدت جو شریعت میں معتبر ہے کم سے کم تین دن، تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے ۔اگر تین دن سے کم آکر بند ہو جائے تو اس پر حیض کے احکام جاری نہ ہوں گے اسی طرح اگر دس دن سے زیادہ آجائے تو جتنا دس دن سے زائد آیا

ہے، وہ استحاضہ ہے اور اگر عادت مقرر تھی تو عادت سے جتنا زیادہ خون ہوگا وہ استحاضہ ہوگا۔
(مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۳) حیض کے رنگ کتنے ہیں؟

سوال:۔ حیض کا خون کتنے رنگ کا ہوتا ہے اور سفید رنگ کیا ہے؟
الجواب:۔ حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، سبز، خاکی، گدلا (سرخی مائل سیاہ یا بالکل سیاہ رنگ کا) خون آئے تو سب حیض ہے۔ جب تک گدی (وہ کپڑا جو ان ایام میں مخصوص جگہ رکھا جاتا ہے) سفید نہ دکھلائی دے اور گدی بالکل سفید رہے جیسی رکھی تھی تو اب حیض سے پاک ہوگئی۔
(مولانا اشرف علی تھانوی)

(۴) حیض کب سے شروع ہوتا ہے

سوال:۔ حیض کب سے شروع سمجھا جاتا ہے؟ آیا خون ٹپک جانا ضروری ہے؟
الجواب:۔ شرمگاہ کے سوراخ کے شروع سے اندر تک (اندام نہانی) کا حصہ فرج داخل ہے اور اس سے پہلے باہر کی کھال جو سوراخ سے علاوہ ہے فرج خارج کہلاتی ہے۔ اس فرج داخل سے خون جب باہر آجائے، چاہے فرج خارج سے باہر نہ نکلے (انگلی یا کپڑے کے داخل کرنے سے معلوم ہو جائے) تو حیض شروع ہو گیا۔ اور جس وقت سے اس کا اثر محسوس ہوگا اس وقت سے حیض کا حکم لگے گا۔ ملخص۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ و مولانا عاشق الٰہیؒ)

(۵) طہر کی تعریف اور طہر کی مدت

سوال:۔ عورت حیض سے کتنے دن پاک رہ سکتی ہے، اس کی کم از کم مدت کیا ہے؟
الجواب:۔ ایک حیض کے اختتام سے دوسرے کے شروع ہونے تک کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ اس لئے اگر کسی عورت کو کسی بھی وجہ سے حیض آنا بند ہو جائے تو جب تک حیض بند رہے گا وہ پاک رہے گی۔ اس لئے اگر کسی عورت کو تین دن خون آیا پھر پندرہ

دن پاک رہی اور پھر تین دن خون آیا تو یہ دونوں تین تین دن حیض کے شمار ہوں گے اور پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے (جسے طہر کہتے ہیں)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ و مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۶) خون اگر میعاد سے کم ہو یا بڑھ جائے تو استحاضہ (ماہواری کے علاوہ خون) ہے

سوال:۔ جو خون میعاد سے بڑھ جاتا ہے اس کے احکامات کیا ہیں؟ بعض عورتوں کو کئی کئی مہینوں تک خون آتا رہتا ہے یہ کیا ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کو معلوم ہے کہ جو خون ماہواری کا آتا ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بند ہی نہیں ہوتا اور دس دن دس رات سے بڑھ جاتا ہے۔ بعض عورتوں کو کئی مہینوں تک آتا رہتا ہے جو عورتیں مسئلہ نہیں جانتیں وہ خون کے اختتام تک نہ نماز پڑھتی ہیں نہ روزے رکھتی ہیں، ان کا یہ عمل غلط ہے اور خلاف شرع ہے۔ جس طرح حدیث میں آیا ہے اس طرح کرنا لازم ہے کہ جس عورت کو برابر خون آرہا ہو بند ہی نہیں ہوتا تو یہ عورت غور کرے کہ گذشتہ ماہ میں (سب سے آخری مرتبہ) کتنے دن خون آیا پس آخری بار جتنے دن خون آیا تھا، ہر ماہ سے صرف اتنے ہی دن حیض کے ہیں اور اس سے زیادہ جو خون ہے وہ استحاضہ ہے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۷) استحاضہ (دس دن سے زیادہ یا تین دن سے کم خون کا آنا استحاضہ کہلاتا ہے) کے دوران نماز اور وضو کس طرح سے ادا کرے؟

سوال:۔ مستحاضہ کے لئے نماز کا حکم کیا ہے؟ وہ نماز کیسے پڑھے اور وضو کب کرے کیونکہ اسے تو خون ہر وقت جاری ہے یا اسے نماز معاف ہے؟

الجواب:۔ استحاضہ والی عورت پر نماز روزہ فرض ہے۔ یہ عورت وضو کر کے کعبہ شریف کا طواف بھی کر سکتی ہے اور قرآن مجید کو چھو بھی سکتی ہے، قرآن کریم کی تلاوت بھی کر سکتی ہے۔ نماز کا وقت آجانے پر وضو کر کے نماز پڑھے، اگر خون بند نہیں ہوتا تو تب بھی وضو کر کے نماز شروع کر دے۔ (یعنی ہر نماز کے لئے الگ وضو نہیں کرے گی بلکہ پانچ وقت کی نمازوں کے لئے پانچ مرتبہ وضو کرے گی۔ فجر کے وقت آنے پر، ظہر کا وقت آنے پر۔ اور اسی ایک وضو سے مختلف عبادات تلاوت نفل وغیرہ کر سکتی ہے۔ دوسری نماز کا وقت ہوتے ہی یہ وضو ختم ہو جائے گا۔)

اگر چہ نماز پڑھنے میں کپڑے خون سے بھر جائیں اور جائے نماز پر خون لگ جائے۔
بس قاعدے کے مطابق حیض کے ایام پورے ہونے پر غسل کر لے اس کے بعد اگر خون آتا ہے تو تب اپنے آپ کو پاک سمجھے اور وضو کر کے نماز پڑھتی رہے۔ اگر خون بالکل بند نہیں ہوتا تب اس پر معذور کے احکام جاری ہوں گے۔ اگر استحاضہ کا خون ہر وقت نہیں آتا بلکہ کبھی کبھی آتا ہے اور بہت سا وقت ایسا بھی گذرتا ہے جب خون جاری نہیں ہوتا، بند رہتا ہے تو نماز کا وقت آنے پر اس وقت کا انتظار کر لے اور جب خون بند ہو جائے تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔
(مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۸) حیض کے دوران ایک گھنٹہ سے لیکر ایک رات یا زیادہ وقت خون بند ہو سکتا ہے

سوال:۔ عورت کو حیض کے ایام میں کبھی ایک گھنٹہ، کبھی دو گھنٹہ یا کبھی ایک رات بھی خون بند رہتا ہے، کبھی ایک دن بھی، تو اس دن کو کیا شمار کریں گے؟

الجواب:۔ حیض کے دنوں میں مسلسل خون آنا ضروری نہیں ہے بلکہ قاعدہ کے مطابق جب حیض کا خون آئے تو عادت کے ایام میں یا دس دن، دس رات کے اندر اندر بیچ میں جو ایسا وقت گذرے گا جس میں خون نہ آیا (کبھی ایک گھنٹہ کبھی دو گھنٹہ، کبھی ایک رات کبھی ایک دن) صاف رہی پھر خون آ گیا تو یہ ایک دن جو صاف رہنے کا تھا، حیض ہی میں شمار ہوگا۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۹) طہر کے پندرہ دن کے بعد آ کر تین دن سے پہلے خون بند ہو جائے تو استحاضہ ہے

سوال:۔ ایک عورت کو گذشتہ حیض کے بعد پندرہ دن طہر کے گذر جانے کے بعد خون آیا۔ اس نے سمجھا کہ یہ حیض ہے اور نمازیں نہ پڑھیں، پھر وہ خون تین دن تین رات سے پہلے ہی موقوف ہو گیا تو اب ان ایام کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ یہ ایام استحاضہ ہیں اور ان دنوں میں نہ پڑھی جانے والی نمازیں قضاء پڑھنا اس عورت پر فرض ہیں۔ (مفتی عاشق الٰہی)

(۱۰) دوران نماز حیض آ گیا، اب کیا کریں؟

سوال: ۔ ایک عورت نے نماز پڑھنی شروع کی، دوران نماز حیض آ گیا تو اب وہ کیا کرے؟

الجواب: ۔ اس عورت نے نماز کا وقت ہونے پر فرض نماز شروع کر دی تھی تو حیض آنے پر وہ فاسد ہوگئی اور اس عورت پر اس نماز کی قضا لازم نہ ہوگی۔ اور اگر نماز کا وقت ہو جانے پر نماز نہ پڑھی بلکہ بالکل آخر وقت میں پڑھنے لگی تھی تو حیض آنے سے یہ نماز بھی معاف ہے اس کی قضا بھی نہیں ہے۔ لیکن اگر سنت یا نفل پڑھتے ہوئے ایسا ہوا تو ان کی قضا لازم ہے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۱۱) حیض بند ہونے پر کس وقت نماز لازم ہوگی؟

سوال: ۔ ایک عورت کا حیض بند ہو گیا اور اب بہت تھوڑا وقت، موجودہ نماز کا وقت گذرنے میں باقی ہے تو عورت کیا کرے؟

الجواب: ۔ اگر خون دس دن سے کم عادت پر بند ہوا اور نماز کا وقت اتنا تنگ ہے کہ وہ جلدی اور پھرتی سے غسل کر سکتی ہے اور اس کے پاس صرف اتنا وقت بچے گا کہ جس میں وہ صرف تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دے اور پوری پڑھ لے۔ فجر میں اگر سورج نکل آئے تو توڑ دے اور سورج نکل آنے کے بعد لوٹا لے، لیکن اگر خون پورے دس دن پر بند ہوا اور وقت صرف اتنا ہے کہ عورت صرف تکبیر کہہ سکتی ہے (غسل نہیں کر سکتی) تو تب بھی اس پر اس وقت کی نماز لازم ہو جائے گی۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

حیض کے متفرق مسائل

(۱) حیض والی عورت کا جسم لعاب اور جھوٹا پاک ہے

سوال: ۔ حیض والی عورت کا جسم، کپڑے، اور لعاب پاک ہے یا ناپاک، اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے، جس میں ہے کہ وہ اور نبی کریم ﷺ ایک ہی برتن سے پانی پیتے اور گوشت کے ٹکڑے کو ایک ہی جگہ سے باری باری اپنے دانتوں سے توڑتے۔ (الحدیث)

اس سے معلوم ہوا کہ ماہواری کے زمانے میں عورت کے ہاتھ پاؤں، منہ اور لعاب اور پہنے ہوئے کپڑے ناپاک نہیں ہو جاتے البتہ جس جگہ بدن یا کپڑے میں خون لگے گا وہ جگہ ناپاک ہوگی اسے دھولیا جائے تو پاک ہو جائے گی، اور اس عورت کا دوسری عورتوں یا اپنے بچوں اور شوہر کے پاس اٹھنا بیٹھنا منع نہیں ہو جاتا۔ اس کو ناپاک سمجھنا، اچھوت بنا دینا یہود و ہنود کا دستور ہے۔
(مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۲) حیض کے زمانے میں بے تکلفی کی حد کیا ہے؟

سوال:۔ میاں بیوی کے تعلقات کی حد زمانہ حیض میں کیا ہے؟
الجواب:۔ حیض کے زمانے میں شوہر سے صحبت کرنا درست نہیں، البتہ شوہر کے ساتھ کھانا پینا، لیٹنا، پیار کرنا اور سونا درست ہے۔ لیکن ناف سے لے کر گھٹنے تک کا بدن کھولنا مناسب نہیں اور نہ ہی اس جگہ سے شوہر کو لذت حاصل کرنا جائز ہے۔ (یعنی بغیر کسی کپڑے کے حائل کئے اس حصہ کو نہ چھوئے۔) اسی طرح اس حصہ کو برہنہ دیکھنا بھی جائز نہیں۔ ساتھ سونے میں اگر شہوت کا غلبہ ہونے اور شوہر کو خود پر قابو نہ رکھنے کا گمان غالب ہو تو ساتھ سونا بھی منع اور گناہ ہے۔ کیونکہ دوران حیض جماع کرنا قرآن کی رو سے منع ہے اس لئے باوجود معلوم ہونے کے کسی نے جماع کرلیا تو سخت گناہ گار ہوگا۔ (ملخص) (مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۳) کیا دوران حیض نمازیوں کی ھیئت بنانا ضروری ہے؟

سوال:۔ کیا حائضہ عورت کو دوران حیض اوقات نماز میں نمازیوں کی سی ھیئت بنانا ضروری ہے؟
الجواب:۔ حیض والی عورت کے لئے یہ مستحب ہے کہ جب نماز کا وقت ہو تو وہ وضو کر کے جائے نماز پر آ بیٹھے اور نماز پڑھنے وقت کی مقدار بیٹھ کر تسبیح، درود، استغفار وغیرہ پڑھتی رہے۔ تا کہ نماز کی عادت قائم رہ سکے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۴) حیض بند ہونے کے کتنی دیر بعد جماع کیا جا سکتا ہے؟

سوال:۔ عورت کو حیض آنا بند ہونے کے کتنی دیر بعد جماع کیا جا سکتا ہے؟

الجواب:۔ حیض اگر پورے دس دن پر بند ہو تو شوہر کو غسل سے پہلے جماع کر لینا جائز ہے، خواہ پہلی بار حیض آیا ہو یا عادت والی عورت ہو۔ مستحب بہر حال یہ ہے کہ غسل کر لینے کے بعد جماع کیا جائے۔ لیکن خون اگر دس دن سے پہلے بند ہو تو اگر عادت کے مطابق خون بند ہوا ہے تو نہانے سے پہلے جماع کرنا درست نہیں لیکن اگر عورت نے غسل کرنے میں اتنی تاخیر کر دی کہ ایک نماز کا وقت گذر گیا تو غسل سے پہلے بھی جماع کرنا جائز ہے۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۵) نفاس والی عورت کا حکم

سوال:۔ اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، جماع وغیرہ کے بارے میں نفاس والی عورت کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ نفاس کے زمانے میں بھی میاں بیوی والا خاص کام (صحبت) نہیں ہو سکتا اس زمانے میں وہ بھی شرعاً حرام ہے، البتہ نفاس والی عورت کے ساتھ اس کا شوہر اولاد یا دوسرے محرم کھا پی سکتے ہیں۔ اور اٹھ بیٹھ سکتے ہیں۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۶) حیض کے دوران پہنا ہوا لباس پاک ہے یا ناپاک؟

سوال:۔ حیض کے دوران پہنا ہوا سوٹ پاک ہے یا ناپاک؟ اگر اس پر داغ دھبے نہ لگے ہوں تو اسے پہن کر نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے (اور سوکھ جائے) تو اس کو (کسی لکڑی وغیرہ) سے کھرچ دے، پھر پانی سے دھو دے اس کے بعد اس کپڑے میں نماز پڑھ لے۔ (الحدیث)

اس سے معلوم ہوا کہ خون نجاست غلیظہ ہے، چاہے نفاس کا ہو یا استحاضہ کا یا بدن سے کہیں سے نکلا ہو تو کپڑا اس سے ناپاک ہو جائے گا۔ لیکن جہاں خون لگا ہے وہ جگہ ناپاک ہو گی اس جگہ کو پانی سے دھو دیا تو پاک ہو جائے گا، پورا کپڑا دھونا لازم نہیں۔ یہ سمجھ کر کہ پورا کپڑا دھونا ضروری

ہے اگر دھو دیا تو بدعت ہوگا۔ اگر خون سوکھ جائے تو پہلے کھرچ ڈالنا بہتر ہے پھر دھویا جائے۔ (اور اگر کہیں خون نہیں لگا تو کپڑا ویسے ہی پاک ہے۔) (مفتی عاشق الٰہی)

(۷) عورت ناپاکی کے ایام میں نہا سکتی ہے؟

سوال: ۔ میں نے سنا ہے کہ ناپاکی کے دنوں میں نہانا نہیں چاہئے کیونکہ نہانے سے جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا، اگر گرمی کی وجہ سے صرف سر بھی دھولیا جائے تو سر جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ مسئلہ یہ ہے کہ کم سے کم سات دن میں ناپاکی دور ہوتی ہے اور گرمیوں میں سات دن بغیر نہائے رہنا بہت مشکل ہے۔ برائے مہربانی آپ یہ بتائیں کہ واقعی مجبوری کے دنوں میں بالکل نہیں نہانا چاہئے؟

الجواب: ۔ عورت کو ناپاکی کے ایام میں نہانے کی اجازت ہے اور یہ نہانا ٹھنڈک کے لئے ہے طہارت کے لئے نہیں۔ یہ کسی نے بالکل جھوٹ کہا کہ اس حالت میں نہانے سے جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۸) حیض سے پاک ہونے کی کوئی آیت نہیں

سوال: ۔ حیض کے بعد پاک ہونے کی کیا کوئی مخصوص آیت ہے؟

الجواب: ۔ نہیں۔ عورتوں میں یہ جو مشہور ہے کہ فلاں فلاں آیتیں یا کلمے پڑھنے سے عورت پاک ہوتی ہے یہ قطعاً غلط ہے۔ ناپاک آدمی پانی سے پاک ہوتا ہے آیتوں یا کلموں سے نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۹) کیا بچے کی پیدائش سے کمرہ ناپاک ہو جاتا ہے؟

سوال: ۔ بچہ کی پیدائش کے بعد ماں اور بچے کو جس کمرہ یا گھر میں رکھا جاتا ہے چالیس دن بعد اس کو اچھی طرح صاف کیا جاتا ہے اور اس میں رنگ و روغن کیا جاتا ہے اور جب تک ایسا نہیں کیا جاتا وہ گھر یا کمرہ ناپاک رہتا ہے، جبکہ براہ راست عورت کی ناپاکی سے گھر یا کمرہ کا تعلق بھی نہیں

ہوتا۔ آپ اس غیر اسلامی رسم کا قرآن وحدیث کی رو سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب:۔ صفائی تو اچھی چیز ہے مگر گھر یا کمرہ کے ناپاک ہونے کا تصور غلط اور توہم پرستی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۱۰) عورت کو غیر ضروری بال لوہے کی چیز سے دور کرنا پسندیدہ نہیں

سوال:۔ کیا عورتوں کو کسی لوہے کی چیز سے غیر ضروری بالوں کا دور کرنا گناہ ہے؟

الجواب:۔ غیر ضروری بالوں کے لئے عورتوں کے چونا پاؤڈر، صابن وغیرہ استعمال کرنے کا حکم ہے لوہے کا استعمال ان کے لئے پسندیدہ نہیں مگر گناہ بھی نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۱۱) دوران حیض استعمال کئے ہوئے فرنیچر وغیرہ کا حکم

سوال:۔ ان چیزں کے پاک کرنے کے بارے میں ضرور بتایئے جن کو دوران حیض استعمال کر چکے ہیں۔ مثلاً صوفہ سیٹ، نئے کپڑے، چارپائی یا ایسی چیز جن کو پانی سے پاک نہیں کر سکتے ہیں؟

الجواب:۔ یہ چیزیں استعمال سے ناپاک نہیں ہوجاتیں جب تک نجاست نہ لگے۔

(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۱۲) کیا عورت ایام مخصوصہ میں زبانی الفاظ قرآن پڑھ سکتی ہے

سوال:۔ مخصوص ایام میں عورت کو اگر کچھ قرآنی آیات یاد ہوں تو کیا وہ پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورتوں کے مخصوص ایام میں قرآن کریم کی آیات پڑھنا جائز نہیں، البتہ بطور دعا کے الفاظ قرآن پڑھ سکتی ہے اس حالت میں حافظ کو چاہئے کہ زبان ہلائے بغیر ذہن میں پڑھتی رہے اور کوئی لفظ بھولے تو قرآن مجید کسی کپڑے کے ساتھ کھول کر دیکھ لے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳) حیض کے دنوں میں حدیث یاد کرنا اور قرآن کا ترجمہ پڑھنا

سوال:۔ میں ریاض الصالحین عربی جلد اول کی حدیث پڑھتی اور یاد کرتی ہوں۔ کیا میں خاص ایام میں بھی ان عربی احادیث کو پڑھ اور یاد کر سکتی ہوں؟ نیز قرآن کا ترجمہ بغیر عربی پڑھے بغیر ہاتھ لگائے صرف اردو ترجمہ دیکھ کر پڑھ سکتی ہوں اور ان کو خاص ایام میں یاد کر سکتی ہوں؟

الجواب:۔ دونوں مسئلوں میں اجازت ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۴) عورت سر سے اکھڑے ہوئے بالوں کیا کرے

سوال:۔ جب عورت سر میں کنگھا کرتی ہے تو عورتیں کہتی ہیں کہ سر کے بال پھینکنا نہیں چاہئے، ان کو اکٹھا کر کے قبرستان میں دبا دینا چاہئے؟ کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کے سر کے بال بھی ستر میں داخل ہیں اور جو بال ستر میں آجاتے ہیں ان کا دیکھنا بھی نامحرم کو جائز نہیں، اس لئے ان بالوں کو پھینکنا نہیں چاہئے بلکہ کسی جگہ دبا دینا چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۱۵) حیض و نفاس میں دم کرانا

سوال:۔ حیض و نفاس والی عورت پر قرآن پاک پڑھ کر دم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (مفتی رشید احمد لدھیانویؒ)

(۱۶) ایام عادت کے بعد خون آنا

سوال:۔ ایک عورت کی مستقل عادت ہے کہ ہر مہینہ میں پانچ روز حیض آتا ہے، کبھی کبھی چھٹے دن بھی آجاتا ہے، کبھی کبھی تو یہاں تک نوبت آجاتی ہے کہ نہا دھو کر دو تین نماز پڑھتی ہے پھر خون آجاتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ پانچ دن کے بعد جب خون بند ہو جائے تو نماز کے آخر وقت میں غسل کر کے نماز پڑھ لے۔ اگر خون آجائے تو نماز چھوڑ دے۔ (مفتی رشید احمد لدھیانویؒ)

(۱۷) پہلی مرتبہ خون دیکھنے والی عورت ایک دو دن خون دیکھے پاک ہو جائے، پھر خون آ جائے

سوال:۔ ایک لڑکی کو پہلی مرتبہ خون آیا ہے ایک دو دن آ کر بند ہو گیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک دو دن خون آ گیا۔ یہ خون کیا کہلائے گا؟

الجواب:۔ خون کے یہ ایام استحاضہ ہیں۔ پندرہ دن کے فاصلے کی وجہ سے دونوں خون علیحدہ ہیں اور تین دن سے کم ہونے کی بنا، پر یہ دونوں خون حیض نہیں، بلکہ استحاضہ ہیں۔ لہذا یہ لڑکی ابھی حائضہ نہیں بنی۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۱۸) پانچ دن خون پھر تیرہ دن پاکی پھر خون کا کیا حکم ہے؟

سوال:۔ پہلی مرتبہ خون دیکھنے والی لڑکی نے پانچ دن خون دیکھا، پھر تیرہ دن پاک رہی اس کے بعد پھر خون آ گیا تو اب اس خون کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں شروع کے دس دن حیض ہیں، پاکی کے بعد آنے والا خون استحاضہ ہے اور بیچ میں پاکی کے سات دن پاکی اور پہلے پانچ دن حیض میں شامل ہوں گے اور یہ حیض حکمی ہوگا۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

لیکن اگر عورت کو مسلسل خون جاری رہے اور بیچ میں پاکی کا وقفہ نہ آئے تو ہر ماہ شروع کے دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ شمار ہوں گے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۱۹) ایک دو دن خون آ کر بند ہو گیا غسل کرے یا نہیں؟

سوال:۔ ایک عورت کو ایک دو دن خون آ کر بند ہو گیا تو اب نہانا اس پر واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں نہانا واجب نہیں، وضو کر کے نماز پڑھ لے، البتہ نماز کے آخر وقت تک انتظار کر لینا مستحب ہے۔

(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۲۰) ایامِ عادت (عادت کے دن) سے پہلے خون آجانے کا حکم

سوال:۔ ایک عورت کو ایام عادت سے چار دن پہلے خون آگیا اور تقریباً گیارہ دن جاری رہا، پھر پاکی کا زمانہ آگیا اس۔ خون کا شرعی حکم کیا ہے؟ عادت اس کی سات دن کی ہے؟

الجواب:۔ مذکورہ صورت میں ایام عادت سے پہلے آنے والا خون استحاضہ ہے، اس لئے استحاضہ کے دنوں کی نمازیں اور روزے قضا کرے گی۔

(۲۱) ایامِ عادت کے ایک دو دن گزرنے کا بعد خون کا حکم

سوال:۔ ایک عورت کو ایام عادت کے تین دن گذرنے کے بعد خون آیا، عادت سات دن کی تھی، مگر بارہ دن خون آتا رہا ایسی صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ مذکورہ صورت میں شروع کے چار دن حیض کے ہیں اور باقی استحاضہ کے ہیں اور اس صورت میں عورت کی عادت بدل چکی ہے، لہذا اگلے ماہ بھی اسی طریقے سے چار دن خون آنے پر عادتِ جدید مستحکم ہو جائے گی، اس لئے استحاضہ کے ایام کی نمازیں قضاء پڑھے گی۔

(۲۲) عادت سے زائد خون آیا، دس دن سے بڑھ گیا

سوال:۔ ایک عورت کی تین دن خون آنے کی عادت ہے لیکن ایک مہینہ میں ایسا ہوا ہے کہ تین دن کے بعد بھی خون آتا رہا، اب اگر وہ دس دن پورے ہو کر بند ہو یا گیارہ دن پر بند ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگر یہ خون دس دن پورے ہونے پر یا کم پر بند ہو جائے تو سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی، لہذا ان دنوں کی نمازیں معاف ہیں، کوئی قضاء وغیرہ نہیں پڑھے گی اور یہ سب دن حیض شمار ہوں گے۔ لیکن اگر گیارہ دن پر یا زیادہ پر بند ہوا تو وہی عادت کے تین دن حیض ہوں گے باقی استحاضہ ہوں گے۔ اس لئے گیارھویں دن نہا لے اور بقیہ سات دن کی نمازیں قضاء پڑھ لے۔

(مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۲۳) عادت سے پہلے خون بند ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک عورت کی عادت سات دن خون کی تھی، لیکن اسے چھ دن خون آ کر بند ہو گیا اس کے بعد نہ آیا تو ایسی صورت میں وہ کیا کرے؟

الجواب:۔ مذکورہ صورت میں اگر خون بند ہو گیا ہے تو اسے غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے، کیونکہ وہ بظاہر پاک ہو چکی ہے۔ لیکن عادت کے سات دن پورے ہونے تک اس سے ہمبستری کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ خون آ جائے۔ (اور ہمبستری دوران حیض واقع ہو جائے۔) (مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۲۴) نفاس میں جس رنگ کا بھی خون آئے وہ نفاس ہو گا

سوال:۔ ایک عورت کو بارہ روز نفاس آ کر سفید پانی آ گیا، بعد میں پھر خون آ گیا اس خون کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ مدت نفاس یعنی چالیس روز کے اندر اندر جو خون آئے گا وہ نفاس ہو گا اور جو درمیان میں دن خالی گذریں گے وہ بھی نفاس میں شمار ہوں گے۔ کمافی الهدایہ وشرح الوقایہ۔
(مفتی محمد شفیعؒ)

(۲۵) حائضہ کو عادت کے خلاف خون آنے کا حکم

سوال:۔ ایک عورت کو حیض میں پانچ دن خون کی عادت تھی بعد میں کبھی دس دن خون آتا ہے کبھی گیارہ دن، تو یہ عورت پانچ دن کے بعد حائضہ ہے یا پاک ہے؟

الجواب:۔ اگر دس دن کے اندر اندر خون آیا ہے تو یہ سب کا سب حیض شمار ہو گا، لیکن اگر دس دن سے آگے بڑھ گیا تو صورت مذکورہ میں پانچ دن حیض اور باقی استحاضہ شمار ہو گا۔ (کمافی الهدایہ وشرح الوقایہ)

(مفتی محمد شفیعؒ)

(۲۶) حالت حیض ونفاس میں جماع کرنے سے کفارہ لازم ہے یانہیں؟

سوال:۔ اگرکوئی شخص اپنی زوجہ سے حالت حیض یانفاس میں جماع کرے تو اس پر کفارہ لازم ہے یانہیں؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ حالت حیض ونفاس میں اپنی زوجہ سے وطی کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے،اس فعل پر توبہ کرنا ضروری ہے اور ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا مستحب ہے ایک دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کے برابر ہوتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۷) حیض کے بعد غسل سے پہلے جماع کرنے سے کفارہ ہے یانہیں؟

سوال:۔ عورت جس وقت حیض سے فارغ ہوجائے تو غسل سے پہلے جماع جائز ہے یانہیں؟ اور اگر کسی نے کرلیا تو کفارہ واجب ہے یانہیں؟

الجواب:۔ اگر حیض دس دن میں جاکر ختم ہوا ہے جو کہ اس کی شرعی اکثر مدت ہے تو غسل سے پہلے جماع کرنا درست ہے اگر چہ بہتر یہ ہے کہ غسل کے بعد کیا جائے۔ (کمافی الدرالمختار) اور اگر دس دن سے کم مگر عادت کے مطابق مثلاً چھ سات دن میں حیض بند ہوا تو جماع اس وقت درست ہے کہ یا تو غسل کرلے یا پھر اتنا وقت گذر جائے کہ اس میں غسل کرکے کپڑے پہن کر نماز پڑھ سکے یا یوں کہا جائے کہ نماز کا وقت حیض بند ہونے کے بعد گذر جائے اور وہ نماز عورت کے ذمہ لازم ہوجائے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۸) عورت حالت حیض ونفاس میں تسبیح پڑھ سکتی ہے؟

سوال:۔ عورتوں کو حالت حیض ونفاس میں وضو کرکے دلائل الخیرات، حزب الاعظم وغیرہ اور دیگر اوراد ووظائف مثلاً تسبیح فاطمی وغیرہ پڑھنا جائز ہے یانہیں؟ اور ان میں آیات قرآنیہ کو چھوڑ دے اور انہیں نہ پڑھے؟

الجواب:۔ وظیفہ مذکورہ اور تسبیح وتہلیل جائز ہے، آیات قرآنیہ کا بہ نیت دعا پڑھنا جائز ہے۔ (جیسا کہ درمختار میں حائضہ اور جنبی کے لئے دعا پڑھنا، انہیں چھونا جائز لکھا ہے اور شامیہ میں

سورہ فاتحہ کو دعا کے طور پر پڑھنا جائز قرار دیا ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۹) حیض میں اختلال ہو تو حیض کتنے دن شمار ہوگا؟

سوال:۔ ایک عورت کو ہمیشہ پانچ دن حیض آتا ہے، چند ماہ سے اختلال پیدا ہوا، کبھی ایک قطرہ ظاہر ہوا اور چار روز بند رہا، پانچویں روز کچھ ظاہر ہوا پھر بند رہا یا برابر آتا رہا، یا ایک روز ہو کر سات آٹھ روز کے بعد پھر متواتر پانچ دن خون جاری رہا، اس صورت میں حیض کتنے دن شمار ہوگا؟

الجواب:۔ اگر دس دن سے زیادہ تک ایسی حالت رہے تو اس کے مطابق پرانی عادت کے پانچ دن حیض کے اور باقی دن استحاضہ کے شمار کرنے چاہئیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۰) دس دن سے زیادہ حیض آیا، عادت بھول گئی

سوال:۔ کسی عورت کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور پچھلی عادت کو بھول گئی تو اب حیض کے دن کتنے شمار کرے؟

الجواب:۔ دس دن حیض کے شمار کرے اور باقی استحاضہ ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۱) قرآن کی معلّمہ حیض کے دوران کیسے پڑھائے؟

سوال:۔ میں ایک معلّمہ ہوں، خاص ایام میں پڑھاتے وقت بڑی مشکل ہوتی ہے۔ بعض بڑی بچیوں سے سننے اور سبق دینے کا کہہ دیتی ہوں۔ ایک مفتی صاحب نے مسئلہ بتایا ہے کہ بچوں کو رواں پڑھاتے وقت پوری آیت کے بجائے ایک ایک کلمہ کر کے پڑھا دوں اور ہجے بھی کرا سکتی ہوں، کیا دو کلموں کے درمیان وقف کر کے پڑھا سکتی ہوں؟

الجواب:۔ ہجے کرانا درست ہے، مکروہ بالکل بھی نہیں ہے۔ انہوں نے جو مسئلہ بتایا ہے بالکل درست ہے۔ ملخص۔

(مفتی عاشق الٰہی۔ مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۲) حیض ونفاس وحالت جنب میں مسجد میں دخول کا حکم؟

سوال:۔ حیض ونفاس کے دوران عورت مسجد میں داخل ہوسکتی ہے یا نہیں؟ طواف کے لئے بیت اللہ میں جاسکتی ہے یا نہیں؟ اسی طرح روضہ اقدس پر سلام پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟
الجواب:۔ حیض ونفاس اور جنب کی حالت میں مسجد میں داخل ہونا حرام ہے، اسی لئے خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے اندر بھی نہیں جاسکتی۔ اسی طرح طواف بھی نہیں کرسکتی، البتہ مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوئے بغیر صلوٰۃ وسلام پڑھ سکتی ہے۔

(۳۳) حالت حیض میں اعتکاف نہیں ہوسکتا

سوال:۔ حالت حیض میں اعتکاف کرنے کا کیا حکم ہے، اگر دوران اعتکاف حیض آجائے تو کیا کریں؟
الجواب:۔ حالت حیض میں اعتکاف کرنا جائز نہیں، اگر دوران اعتکاف حیض آگیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ بعد میں صرف اسی دن کی قضا کرے گی جس دن اعتکاف ٹوٹا تھا۔
(مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۳۴) روزے کے دوران حیض آجائے تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک عورت کو روزے کے دوران حیض آجائے تو روزے کا کیا حکم ہے؟
الجواب:۔ روزے کے دوران حیض آجائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، روزہ چاہے نفلی ہو یا فرض، دونوں کی قضا لازم ہے۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۳۵) رمضان میں دن کے وقت پاک ہوجانے کا حکم

سوال:۔ ایک حائضہ عورت رمضان میں دن کے وقت پاک ہوئی، اس کے لئے روزے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگر دن کے وقت پاک ہوئی ہے تو پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے، روزے داروں کی طرح رہنا واجب ہے اور اس دن کے روزے کی قضا بھی لازم ہوگی۔

(مولانا اشرف علی تھانوی)

(۳۶) حائضہ عورت یا نفاس والی عورت رمضان میں علی الصبح پاک ہو جائے

سوال:۔ عورت حیض یا نفاس سے عین صبح صادق کے وقت پاک ہو جائے تو اب اس کے لئے روزہ رکھنے کی بابت کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگر رات کو پاک ہوئی اور حیض میں پورے دس دن اور نفاس کے پورے چالیس دن خون آیا ہو تو ایسی صورت میں اگر اتنا سا وقت بھی باقی ہو کہ اللہ اکبر بھی نہ کہہ سکے تب بھی روزہ رکھنا لازم ہے۔ اور اگر حیض و نفاس کی اکثر مدت سے پہلے ہی پاک ہو گئی تو اگر اتنا وقت ہو کہ پھرتی سے غسل کر لے گی مگر اس کے بعد ایک مرتبہ اللہ اکبر نہ کہہ سکے گی تب بھی روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اگر غسل نہ کیا تو تب بھی یہی حکم ہے کہ روزے کی نیت کر کے روزہ رکھ لے بعد میں غسل کر لے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

اگر اس سے بھی کم وقت ہو کہ وہ غسل نہ کر سکے تو اس دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، لیکن روزے داروں کی طرح رہے اور روزے کی قضا بھی کرے گی۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۳۷) حیض و نفاس میں سجدہ تلاوت سننے سے واجب نہیں

سوال:۔ حیض و نفاس کے دران اگر عورت سجدہ کی آیت سن لے تو اس پر سجدہ واجب ہے یا نہیں؟ نیز وہ سجدہ شکر ادا کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اسی عورت پر سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا، حتی کہ اگر خود پڑھ بھی لے تب بھی واجب نہیں۔ اور سجدہ شکر بھی نہیں کر سکتی۔ البتہ اگر جنابت کی حالت میں سن لے تو غسل کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔

(مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۳۸) حج کے راستے میں یا دوران طواف حیض آ جانے کا حکم

سوال:۔ حج کو جاتے ہوئے راستے میں یا طواف کے دوران حیض آ جائے تو کیا کرے؟

الجواب:۔ اگر حج کو جاتے ہوئے یا راستے میں حیض آ گیا تو اسی حالت میں احرام باندھ لے، اگر میسر ہو تو صفائی کے لئے غسل کر کے احرام باندھے اور طواف کے دوران حیض آ جائے تو فوراً مسجد سے باہر آ جانا ضروری ہے۔ اس حالت میں طواف پورا نہیں ہو سکتا، مسجد میں حالت حیض میں رکے رہنا گناہ ہے۔ اگر طواف کے چار چکر ہو گئے ہیں تو طواف ادا سمجھا جائے اور باقی طوافوں کا صدقہ دے دیں۔ اگر چار سے کم ہوئے تو طواف ادا نہیں ہوا، پاک ہونے کے بعد قضا کی جائے گی۔ طواف کا صدقہ یہ ہے کہ ہر چکر کے بدلے گندم یا ساڑھے تین کلو جو یا اس کی قیمت فقراء کو دی جائے۔ (مفتی عاشق الٰہی)

(۳۹) حالت حیض میں حج کے کون سے افعال ادا کر سکتی ہے کونسے نہیں؟

سوال:۔ عورت حالت حیض میں کون سے افعال حج ادا کر سکتی ہے کون سے نہیں کر سکتی؟ اجمالی طور پر بیان کر دیں۔

الجواب:۔ حج میں صرف ایک فعل (طواف) ہے جو حیض و نفاس کی حالت میں ادا نہیں ہو سکتا، باقی دوسرے احکام جو عرفات، مزدلفہ، اور منیٰ میں ادا کیے جاتے ہیں ان کے لئے پاک ہونا شرط نہیں ہیں اور وہ حالت حیض و نفاس میں اور جنابت میں اور بے وضو بھی ادا ہو سکتے ہیں۔
(مفتی عاشق الٰہی)

(۴۰) طواف قدوم اور طواف زیارت کا حالت حیض میں حکم

سوال:۔ طواف قدوم اور طواف زیارت حالت حیض میں ادا نہیں ہو سکتے تو عورت ان کے لئے کیا کرے؟

الجواب:۔ اگر عورت حالت حیض میں مکہ معظّمہ پہنچ جائے تو طواف قدوم نہ کرے بلکہ پاک ہونے کے بعد تک انتظار کر لے، لیکن اگر پاک ہونے سے پہلے حج کے افعال شروع ہو جائیں تو

طواف قدوم معاف ہے۔

طواف زیارت دس، گیارہ، بارہ، ان تین تاریخوں میں کرنا ضروری ہے۔ طواف زیارت فرض ہے جو کہ کرنا ضروری ہے، لیکن اگر عورت ان تاریخوں میں حائضہ ہو تو حیض و نفاس سے پاک ہونے کے بعد طواف زیارت کر لے، اس تاخیر سے اس پر کوئی دم بھی واجب نہ ہوگا۔ اگر طواف وداع میں حالت حیض ہو اور آنے کا وقت ہو جائے تو بغیر طواف وداع کے ہی واپس وطن روانہ ہو جائے، طواف وداع اس صورت میں معاف ہو جائے گا۔ (مفتی عاشق الٰہی)

نفاس (بچے کی ولادت کے بعد آنے والا خون) کے احکام

(۱) نفاس کی کم از کم اور اکثر مدت کیا ہے؟

سوال:۔ نفاس جو کہ ولادت کے بعد عورت کو خون آتا ہے اس کی کم از کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟

الجواب:۔ نفاس کی کم از کم کوئی مدت نہیں، البتہ (ابوداؤد اور ترمذی کی) روایت میں اس کی اکثر مدت چالیس دن بتائی گئی ہے۔ چالیس دن میں جب بھی خون بند ہو جائے۔ چاہے ایک دن آ کر ہی بند ہو تو غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے، اور اگر چالیس دن تک نفاس بند نہ ہو بلکہ خون جاری رہے تب بھی غسل کر کے نماز پڑھتی رہے، کیونکہ اس پر پاک عورت کے احکامات جاری ہو گئے۔ خون جاری رہنے کی صورت میں ہر نماز کے وقت پر وضو کر کے نماز پڑھے گی۔

بعض عورتوں میں یہ دستور ہے کہ خواہ مخواہ چالیس دن تک نماز روزے سے رکی رہتی ہیں اگرچہ خون آنا بند ہو چکا ہو۔ یہ عمل غلط اور خلاف شرع ہے۔

اس میں بھی پہلی مرتبہ اور عادت سابقہ کا خیال رکھنا ضروری ہے لہذا پچھلی مرتبہ جتنے دن خون آیا تھا اس مرتبہ بھی اتنے ہی دن خون نفاس کا مانا جائے گا باقی وہ پاکی کے ایام سمجھتے ہوئے خون کو استحاضہ کہیں گے۔ (مفتی عاشق الٰہی و مولانا اشرف علی تھانوی)

اور اگر دوران حمل خون آئے تو وہ استحاضہ ہے۔

(۲) ولادت کے بعد خون آئے ہی نہیں تو کیا کرے؟

سوال: ۔ اگر کسی عورت کو ولادت کے بعد خون آئے ہی نہیں تو کیا کرے؟

الجواب: ۔ اگر عورت کو بچہ کی پیدائش کے بعد خون آئے ہی نہیں تو وہ بچہ کی ولادت کے بعد ہی سے غسل کر لے، نماز پڑھ لے۔ لیکن اگر غسل کرنے سے بیمار ہونے کا اندیشہ ہو یا اس سے جان جانے کا خوف ہو تو اور گرم پانی سے بھی کام نہ بنے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور جب نقصان کا اندیشہ ختم ہو جائے تو غسل کر لے اور پھر اگر ولادت کے بعد سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے، ورنہ لیٹے لیٹے ہی نماز پڑھ لے۔

(مفتی عاشق الٰہیؒ و مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۳) حمل گرنے کی صورت میں آنے والے خون کا حکم

سوال: ۔ اگر کسی کا حمل گر گیا تو اس کے بعد جو خون آئے گا، وہ نفاس کہلائے گا یا نہیں؟

الجواب: ۔ حمل گرنے کی صورت میں اگر بچے کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے کے بعد جو خون آئے گا وہ نفاس ہے، اور اگر بچہ بالکل نہیں بنا بس گوشت ہی گوشت ہے تو یہ نفاس نہیں تو اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہوگا اگر حیض نہ بن سکے تو مثلاً تین دن سے کم آئے یا پاکی کا زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے۔ (مولانا اشرف علی تھانوی)

اسے بعض صورتوں میں استحاضہ اور بعض صورتوں حیض کہہ سکتے ہیں ضرورت کے وقت کسی عالم سے مسئلہ دریافت کرالیں۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۴) جڑواں بچوں کو پیدائش پر خون کا حکم

سوال: ۔ جڑواں بچوں کی پیدائش پر خون آنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: ۔ ایک عورت کے دو بچے ایک حمل سے ہوئے اگر ان کی پیدائش کے درمیان ایک گھنٹہ دو گھنٹہ یا ایک دن سے زیادہ (چھ ماہ سے کم) وقفہ ہو تو پہلے بچے کی پیدائش سے ہی نفاس کا خون مانا جائے گا۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۵) بچہ پورا نہ نکلا اور اس وقت خون کا حکم

سوال:۔ بچہ پورا نہ نکلا ہو تو اس وقت جو خون ہے کیا وہ استحاضہ ہے؟ ایسے وقت میں نماز معاف ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ آدھے سے زیادہ بچہ نکل آنے پر خون آیا تو وہ نفاس ہے اور اگر آدھے سے کم نکلا ہو تو وہ خون استحاضہ کا ہے۔ اور ایسے وقت میں اگر ہوش وحواس باقی ہوں تو اس وقت نماز نہ پڑھے گی تو گناہ گار ہوگی، ممکن نہ ہو تو اشارہ سے پڑھ لے، مگر قضا نہ کرے۔ لیکن اگر نماز پڑھنے سے بچے کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز نہ پڑھے۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۶) سیلان رحم (لیکوریا) کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

سوال:۔ بعض عورتوں کو آگے کی راہ سے بیماری کے باعث پانی کی طرح رطوبت بہتی رہتی ہے، اُس کا کیا حکم ہے یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب:۔ یہ رطوبت سیلان رحم (لیکوریا) کی ہے، عورت کی شرمگاہ کے اندر سے جو رطوبت نکلتی ہے وہ نجس ہوتی ہے، لہٰذا یہ بھی ناپاک ہے۔ اس لئے جس جسم یا کپڑے پر لگ جائے وہ بھی ناپاک ہو جائے گا۔ اگر وہ رطوبت ہتھیلی کے پھیلاؤ کے برابر کپڑے یا جسم پر لگی ہو تو اسے دھوئے بغیر نماز نہیں ہوتی اور اگر اس سے کم ہے، تو نماز ہو جائے گی بلا ضرورت اسے نہ دھونا مکروہ ہے۔ ہتھیلی کے پھیلاؤ کا مطلب ہے کہ (انگلیوں اور انگوٹھے کو چھوڑ کر) ہتھیلی میں پانی بھرا جائے اور ہاتھ سے پیالہ کی طرح گول دائرہ کر لیا جائے تو پانی ہتھیلی کے جس قدر حصے میں ٹھہرے گا وہ ہتھیلی کا پھیلاؤ ہے۔ (مفتی ظفیر الدین)

جس عورت کو یہ رطوبت مسلسل جاری ہو وہ عورت معذور ہے، یعنی کپڑا وغیرہ لگا کر ہر نماز کے وقت پر وضو کر کے نماز پڑھے گی، اس کا وضو صرف وقت آنے پر ہی ٹوٹے گا۔ اور جسے رطوبت مسلسل نہ ہو بلکہ ٹھہر ٹھہر کر آئے تو وہ اس وقت نماز پڑھے جس وقت رطوبت نہ آتی ہو اگر دوران نماز رطوبت آ گئی تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

ایسی عورت کو وضو برقرار رکھنے کا ایک طریقہ ہے وہ یہ کہ وہ کوئی اسفنج یا پیڈ گدی وغیرہ اندر

رکھ لے تو جب تک گدی کے خارج حصہ تک رطوبت نہیں آئے گی اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اسی طرح استحاضہ کا بھی حکم ہے کہ وہ عورت اندر گدی رکھ لے، جب تک خون باہر نہ آئے گا اس وقت تک اس کا وضو برقرار رہے گا۔ ملخص (مفتی رشید احمد لدھیانویؒ)

(۷) رطوبت کے رنگوں میں اگر فرق ہو تو کیا کرے؟

سوال:۔ یہ رطوبت سفید ہوتی ہے، اگر دوسرے رنگوں میں آئے تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ رطوبت سفید ہو تو مذکورہ احکامات ہیں، لیکن اگ رطوبت حیض کے دوسرے رنگوں میں سے ہو تو اگر ایام حیض نہ ہوں تو استحاضہ میں شمار ہوگی، لیکن اگر ایام حیض میں ہو تو اسے حیض شمار کریں گے تاوقتیکہ گدی وغیرہ سفید نہ نظر آئے۔ اسی طرح رطوبت کا جو رنگ خارج ہوتے وقت ہوگا، وہی معتبر ہوگا۔ سوکھ کر تبدیل ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (ملخص)

(۸) نفاس مکمل ہونے کے آٹھ دن بعد خون آئے تو اس کا حکم

سوال:۔ ایک عورت کو پورے چالیس روز نفاس رہا، چالیس روز کے بعد آٹھ، سات دن پاک رہی، پھر سرخ خون آیا، یہ خون کیا ہے؟ استحاضہ یا حیض یا نفاس؟ پہلی مرتبہ نفاس کا خون تیس دن رہا تھا؟

الجواب:۔ اس مرتبہ اس عورت کا نفاس چالیس دن کا ہے اور آٹھ دن بعد جو خون آیا ہے یہ استحاضہ ہے، کیونکہ نفاس کے بعد ابھی پندرہ دن طہر کے نہیں گذرے (اس لئے حیض نہیں ہوسکتا۔) کما فی الشامیۃ۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۹) آپریشن کے ذریعے ولادت کی صورت میں نفاس کا حکم

سوال:۔ بعض اوقات ولادت میں پیچیدگیوں کی وجہ سے بڑے آپریشن کے ذریعے پیٹ سے بچہ نکالا جاتا ہے، تو اس صورت میں نفاس کے احکام کیا ہوں گے؟

الجواب:۔ اگر آپریشن کے بعد رحم سے خون جاری ہو جائے تو وہ نفاس کے حکم میں ہے، اس پر نفاس والے احکام جاری ہوں گے اور اگر صرف آپریشن کی جگہ سے ہی نکلے اور رحم سے نہ

آئے تو وہ زخم کے حکم میں ہے، اس صورت میں نماز وغیرہ ساقط نہیں ہوں گے۔ کمافی الشامیۃ۔
(مفتی محمد انور)

(۱۰) مستحاضہ سے جماع کرنے کا مسئلہ

سوال:۔ ایک عورت کو یہ مرض لاحق ہو گیا ہے کہ اس کا خون کبھی بھی بند نہیں ہوتا، ہر وقت جاری رہتا ہے تو اب اس کا خاوند اس سے ہمبستری کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں جتنے دن حیض کے بنتے ہیں ان میں مجامعت کرنا حرام ہے باقی ایام میں کر سکتے ہیں۔ کمافی مراقی الفلاح۔ وطحطاوی۔ (مفتی محمد انور)

(۱۱) مانع حیض گولیوں کا حکم

سوال:۔ بازار میں ایسی گولیاں دستیاب ہیں جو عورت کی ماہانہ عادت (حیض) کو روک دیتی ہیں یا اسے مؤخر کر دیتی ہیں، حیض کے خوف سے روزے، حج یا شادی کے دن کے لئے یہ گولیاں استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مذکورہ وجوبات کے لئے ان گولیوں کے استعمال کرنے کی گنجائش ہے لیکن عورت کی صحت وسلامت کے پیش نظر ماہر معالج سے مشورہ کرنا ضروری ہے، لہٰذا اگر طبی طور پر نقصان دہ ہوں استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (مرتب)

(۱۲) حائضہ عورت یا مستحاضہ کا استنجاء میں پانی استعمال نہ کرنا

سوال:۔ میں ایام مخصوصہ میں پیشاب کے بعد استنجاء کے لئے پانی استعمال نہیں کرتی، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ پانی کا استعمال مجھے نقصان پہنچائے گا اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب:۔ پیشاب سے نظافت کے لئے پاک رومال، تولیہ یا کوئی بھی ایسی ٹھوس اور پاک چیز استعمال کی جا سکتی ہے جو نجاست کو زائل کر سکے۔ مثلاً لکڑی، پتھر، مٹی کا ڈھیلا وغیرہ، ان اشیاء کو تین یا اس سے زائد بار استعمال کیا جائے تا کہ نجاست زائل ہو جائے۔

احادیث طیبہ میں استنجاء کا پتھروں سے جو حکم ہے وہ عام ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے لئے مستحب ہے اور مجبوری میں ہی نہیں بلکہ عام حالات میں بھی کرنا چاہئے۔ حضرت عائشہؓ سے مسند احمد ابو داؤد وغیرہ میں اور حضرت سلمان فارسیؓ سے صحیح مسلم اور ترمذی وغیرہ میں تین مرتبہ استنجاء (پتھروں کے ذریعے) کا ذکر ہے۔ یہی مسئلہ استنجاء کے مسائل میں گذر چکا ہے اور مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تحریر فرمایا ہے۔

(۱۳) حائضہ عورت کے لئے مہندی کا استعمال جائز ہے

سوال:۔ میں نے سنا ہے کہ ماہواری کے دوران بالوں یا ہاتھوں پر مہندی لگانا جائز نہیں ہے؟ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب:۔ ماہواری کے دوران عورت کے لئے بالوں اور ہاتھوں پر مہندی کا استعمال منع نہیں ہے۔ اس کا رنگ پاکی سے مانع نہیں ہے، کیونکہ اس کا کوئی جسم نہیں ہوتا۔

(۱۴) کیا دوران حیض قرآن کریم لکھ سکتے ہیں؟

سوال:۔ دوران حیض قرآن کریم کی کوئی آیت وغیرہ لکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ دوران حیض قرآن کریم کا لکھنا جائز نہیں، البتہ کاغذ پر ہاتھ لگائے بغیر صرف قلم لگا کر لکھ رہی ہو تو ضرورت کے وقت جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ لکھے۔ (مفتی رشید احمد لدھیانویؒ)

(۱۵) حیض ونفاس کے دوران چہرے پر کسی کریم کا استعمال کرنا

سوال:۔ حیض ونفاس کے زمانے میں کریم وغیرہ جیسی چیزیں استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ کیا احادیث میں ایسی کوئی بات ملتی ہے؟

الجواب:۔ حضرت ام سلمہؓ سے ترمذی میں مروی ہے کہ ہم جھائیاں دور کرنے کے لئے چہرے پر ورس ملا کرتے تھے۔ (یہ ایک قسم کی گھاس ہے۔)

اس سے معلوم ہوا کہ نفاس کے زمانے میں نہانے دھونے کا موقع نہ ملنے کے باعث چہرہ پر

جھائیاں پڑ جاتی ہیں اور مرجھانے کا اثر آ جاتا ہے اس کے لئے ورس ملا کرتے تھے اس سے کھال درست ہو جاتی تھی۔ بعض علاقوں میں سنترہ (کینو) وغیرہ سے یہ کام لیا جاتا ہے اب اس کی جگہ کریم و پاؤڈر چل گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ چہرے کو صاف ستھرا رکھنا اور اچھا بنانا بھی اچھی بات ہے مگر کافروں اور فاسقوں کے ڈھنگ پر نہ ہو۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

(۱۶) حیض میں استعمال شدہ کپڑے کا حکم۔

سوال:۔ حیض میں استعمال شدہ کپڑے کو جلا دینا کیسا ہے؟ اس میں انسانی خون لگا ہوتا ہے اور اگر نہ جلایا جائے بلکہ کپڑے میں پھینک دیا جائے تو غیر مردوں کی اس پر نگاہ پڑتی ہے شرعی حکم سے مطلع فرمائیں؟

الجواب:۔ اگر دھونے کے بعد دوبارہ استعمال نہ ہو سکیں تو جلا دیا جائے۔ (مفتی عبدالستار)

(۱۷) حیض کی ابتداء کا سبب

سوال:۔ عورتوں کو حیض کس وجہ سے شروع ہوا اور کب شروع ہوا؟

الجواب:۔ در مختار میں ہے کہ حیض کی ابتداء کا سبب گندم کھانے کی وجہ سے حضرت حواء کو اللہ کی طرف سے اس میں مبتلا کر دینا ہے۔ شامی میں ہے کہ اور یہ حضرت حواء کی بیٹیوں میں قیامت تک کے لئے باقی رکھ دیا گیا۔ ایک قول ہے کہ سب سے پہلے حیض بنی اسرائیل میں بھیجا گیا مگر اس کی تردید امام بخاری نے کی ہے اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث اس معاملہ میں بڑی (حیثیت والی) ہے حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ چیز (حیض) اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر مقرر فرما دیا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ یعنی یہ تمام بنات آدم میں عام ہے (سب کو لاحق ہوتا ہے۔) (شامی)

روایت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض تمام عورتوں کو آتا ہے اور اس کی ابتداء اس وقت ہوئی جبکہ حضرت حوا نے گندم کا دانہ کھایا تھا۔ (مفتی محمد اسحاق) الجواب صحیح (مفتی خیر محمدؒ)

مسائل نفاس

(۱۸) نفاس میں خلل ہو تو عورت کیا کرے؟

سوال: ۔ رمضان المبارک میں میرے گھر ایک مردہ بچہ اسقاط ہوا جو غالباً پانچ یا چھ ماہ کا تھا، بچے کے اعضاء سب مکمل تھے۔ اب کیفیت نفاس کی یہ ہے کہ تیسرے یا چوتھے روز قدرے تھوڑا زرد یا مٹی کے سے رنگ کا پانی بجائے نفاس کے خارج ہوتا ہے، آیا جب تک یہ دھبہ رہے نماز روزہ موقوف رکھا جائے یا نہیں؟

الجواب: ۔ اس صورت میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر نفاس کے دنوں کی پہلے سے کچھ عادت نہ ہو تو چالیس دن تک نفاس کا حکم جاری رہے گا اور اس میں نماز روزہ کچھ نہ ہوگا البتہ جب بالکل دھبہ نہ آئے یا ایام عادت کے پورے ہو جائیں، اس وقت پھر غسل کر کے نماز روزہ کیا جائے۔ فقط۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹) نفاس میں عادت کے مطابق خون بند ہونے پر عورت پاک ہے اور اس پر نماز روزہ لازم ہے

سوال: ۔ ایک عورت کے نفاس کی یہ عادت ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد دس پندرہ دن میں خون بند ہو جاتا ہے اور اس کو ہمیشہ یہی عادت ہے تو وہ خون بند ہونے کے بعد نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟ اور اس کا شوہر اس سے صحبت کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ اگر اس کی نفاس میں یہی عادت ہے تو خون بند ہونے کے بعد غسل کر کے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا اس پر فرض ہو جاتا ہے۔ اور شوہر کا اس سے ہمبستری کرنا بھی درست ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۰) بارہ دن خون آیا پھر سفید پانی، پھر خون آ گیا؟

سوال: ۔ ایک عورت کو بارہ دن نفاس آ کر سفید پانی آ گیا، بعد میں پھر خون آ گیا اس خون کا

کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ مدت نفاس چالیس دن ہے۔ مدت میں جو خون آئے گا وہ سب نفاس میں شمار ہوگا، درمیان میں جو دن خالی گذریں گے وہ بھی نفاس میں شمار ہوں گے البتہ اگر چالیس دن سے زائد خون جاری رہا تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس عورت کی نفاس سے متعلق پہلے سے کوئی عادت متعین ہے۔ (یعنی اس کے پہلے بھی بچے ہو چکے ہیں) یا نہیں؟

اگر متعین ہے تو ایام عادت کے بعد کا خون استحاضہ شمار ہوگا، مثلاً تیس دن کی عادت تھی اور خون پچاس دن تک جاری رہا تو تیس دن نفاس اور باقی بیس دن استحاضہ ہوگا۔ (کمافی الھدایہ، وشرح الوقایہ) اور اگر پہلے سے کوئی عادت معین نہ تھی تو چالیس دن نفاس اور باقی دس دن استحاضہ شمار ہوگا۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۱) چالیس روز خون کے بعد ہفتہ بعد پھر خون آ گیا

سوال:۔ ایک عورت کو پورے چالیس روز نفاس رہا، چالیس روز کے بعد آٹھ سات دن پاک رہی پھر سرخ خون آ گیا، یہ خون حیض شمار ہوگا یا استحاضہ؟ پہلے بچے کی مرتبہ نفاس کا خون تیس دن آیا تھا؟

الجواب:۔ نفاس اس کا اس مرتبہ چالیس دن کا شمار ہوگا اور آٹھ سات دن کے بعد جو خون آیا ہے وہ استحاضہ کا ہے۔ کیونکہ نفاس کے بعد پندرہ دن طہر کے ابھی پورے نہیں ہوئے۔ کمافی الشامیۃ۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۲) بچہ ہونے کے بعد جماع کی کب تک ممانعت ہے؟

سوال:۔ جس عورت کے بچہ پیدا ہو، اس کے ساتھ کب تک جماع کرنا منع ہے؟

الجواب:۔ جس عورت کے بچہ پیدا ہو اس کے لئے نفاس کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے تو اگر کسی عورت کو اس مدت میں برابر تھوڑا بہت خون آتا رہے تو اس کا شوہر چالیس دن تک اس سے مجامعت نہیں کرسکتا ہے، چالیس دن کے بعد جائز ہے اور چونکہ نفاس کی کم مقدار کوئی مقرر نہیں، لہذا اگر چالیس دن سے پہلے (پہلی مرتبہ میں یا عادت کے مطابق) خون بند ہو جائے تو غسل کے بعد اس سے صحبت کرنا جائز ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

مسائل استحاضہ
(حیض میں تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ اور نفاس میں چالیس دن سے زیادہ آنے والا خون)

(۲۳) طہر (پاکی) کا کیا مطلب ہے؟

سوال:۔ طہر کے کیا معنی ہیں؟ اور اس کی مدت کیا ہے؟
الجواب:۔ طہر کے معنی ہیں حیض کا نہ آنا (یعنی جب حیض عادت کے مطابق یا دس دن پر بند ہو جائے اور اس کے بعد حیض نہ آئے تو حیض کے نہ آنے والی اس مدت کو طہر کہا جاتا ہے۔) اس کی کم از کم مدت پندرہ دن اور پندرہ رات ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ جبکہ حیض کی کم از کم مدت تین دن تین رات اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن دس رات ہے۔ ملخص۔ (مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ و مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۴) تین ماہ مسلسل حیض کا خون آئے تو اس کا حکم

سوال:۔ اگر کسی عورت کو بلا ناغہ تین مہینہ تک خون آتا رہے تو حیض کو کس طرح شمار کریں گے؟
الجواب:۔ ہر ماہ عادت کے مطابق (اگر عادت مقرر ہو تو) ایام شمار کریں گے باقی ایام کو طہر (پاکی) کا حکم لگائیں گے۔ اگر عادت مقرر نہ ہو تو دس دن جو کہ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے، حیض شمار کریں گے اور باقی ایام جو مدت حیض یا عادت کے ایام سے زائد ہیں ان کو استحاضہ شمار کریں گے۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ و مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۲۵) عادت والی عورت کے ایام کی بے ترتیبی کا حکم

سوال:۔ ایک عورت کی عادت پانچ دن حیض کی تھی بعد میں کبھی دس دن خون آتا کبھی گیارہ دن۔ اب بتائیے کہ پانچ دن کے بعد یہ عورت حائضہ کے حکم میں ہے یا پاک ہے؟

الجواب:۔ اگر دس دن کے اندر اندر خون آیا ہے تو سارا کا سارا حیض شمار ہوگا اور اگر دس دن سے تجاوز کر گیا تو مذکورہ صورت میں ایام عادت پانچ دن حیض کے اور باقی استحاضہ شمار ہوگا۔ (کما فی الہدایہ وشرح الوقایہ) فقط۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

کتاب الصّلوٰۃ

نماز سے متعلق
مسائل کا بیان

اہمیت نماز

(۱) ہر طبقہ کے مسلمانوں کیلئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے؟

سوال:۔ ہر طبقہ کے مسلمان نماز کے کس طرح پابند ہو سکتے ہیں؟

الجواب:۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بے شک نماز بھاری ہے مگر ان لوگوں پر (نہیں) جو فروتنی اور عاجزی کرنے والے ہیں جن کو یقین ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے اور اسی کے طرف لوٹنا ہے۔ (الایۃ)

پس معلوم ہوا کہ اولاً خوف الٰہی اور خوف قیامت، احوال قیامت اور بارگاہ الٰہی میں پیشی کا خیال دل میں پیدا کرے اور ان میں فکر کرے اور پھر وہ بشارت اور ثواب جو احادیث طیبہ میں نماز پڑھنے والوں کے لئے وارد ہیں انہیں دیکھے اور سنے اور فضائل نماز کو پیش نظر کرے تو اس طریقے سے امید ہے کہ اسے نماز کا شوق ہو جائے گا۔

انسان جب اس پر غور کرے گا کہ پسندیدہ تر عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جس پر دوام اور مواظبت ہو اور نیز اس قسم کی احادیث میں غور کرے گا کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اگر کسی کے دروازے کے آگے ایک نہر بہتی ہو اور وہ شخص اس میں دن رات میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل باقی رہے گا تو انہوں نے جواب دیا کہ باقی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ بندہ ان کی وجہ سے گناہوں سے پاک صاف ہو جائے گا۔ ان جیسی احادیث کو پڑھنے سے وہ شخص پکا نمازی ہو جائے گا اور وقتاً فوقتاً مسائل نماز کی تحقیق اور جستجو میں لگا رہے گا اور کوشش کر کے پانے کے وعدے کے بموجب اپنی

کوشش میں کامیاب ہوگا۔

پس یہ ضروری ہوا کہ نماز کی فضیلت اور عظمت کی جو احادیث وارد ہوئی ہیں انہیں مشکوٰۃ شریف یا اس کے ترجمہ مظاہر حق میں دیکھتے رہیں، الغرض امید ہے کہ اس طریقے سے ہر طبقہ کے مسلمانوں کو نفع ہوگا اور نماز کا شوق ہوگا۔

جو لوگ خود اس طریق پر کاربند نہ ہوسکیں ان کو دوسرے لوگ جو کہ واقف ہیں یہ باتیں سنائیں اور بشارت وتحذیر (خوشخبری اور ڈرانا) کی آیات واحادیث کا ترجمہ اور مطلب بتائیں تو ضرور بضرور آیات قرآنی کے بموجب یہ نصائح انہیں فائدہ دیں گے اور نہ صرف نماز کے قائم کرنے بلکہ تمام احکام دینیہ کے اتباع پر ممد ومعاون ثابت ہوں گے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲) نمازیں کب فرض ہوئیں؟

سوال:۔ کیا نماز شب معراج ہی سے فرض ہوئی ہیں؟

الجواب:۔ نماز شب معراج ہی میں فرض ہوئی ہے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ (باب المعراج فصل اول) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

نماز کی فرضیت واہمیت

(۳) علامت بلوغت نہ ظاہر ہونے پر پندرہ سال کے لڑکے لڑکی پر نماز فرض ہے

سوال:۔ یہ بات تفصیل سے بتایئے کہ نماز کب فرض ہوتی ہے؟ بہت سے حضرات کہتے ہیں کہ اس وقت نماز فرض ہوتی ہے جب احتلام ہوتا ہے اس سے پہلے نماز فرض نہیں ہوتی؟

الجواب:۔ نماز بالغ پر فرض ہوتی ہے، اگر بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہوجائیں تو نماز اسی وقت سے فرض ہوتی ہے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ تو لڑکا لڑکی پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر بالغ سمجھے جائیں گے اور جس دن سولہویں سال میں قدم رکھیں گے اس دن سے ان پر نماز وروزہ فرض ہوں گے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۴) تارک نماز کا حکم

سوال: ۔ مجھے اس چیز کی سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ بے نمازی کے لئے اسلام کے کیا احکام ہیں؟ کچھ کہتے ہیں کہ وہ کافر ہو جاتا ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔ میں نے سنا ہے کہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے کیا یہ سچ ہے اور اسی طرح سنا ہے کہ عبدالقادر جیلانیؒ اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اسے (بے نمازی) کو مار ڈالا جائے۔ اس کی لاش کو گھسیٹ کر شہر سے باہر پھینک دیا جائے کیا یہ بھی حقیقت ہے؟ ویسے زیادہ لوگوں سے میں نے یہ سنا ہے کہ وہ اس وقت تک کافر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنی زبان سے یہ نہ کہہ دے کہ میں نماز نہیں پڑھتا یعنی اگر وہ زبان سے کہہ دے کہ اگر وہ کافر یا مرتد نہیں ہوتا تو اسے قتل کا حکم کیوں دیا جاتا ہے جبکہ قرآن مجید میں بھی کسی مسلمان کے قتل کو جائز قرار نہیں دیا گیا برائے مہربانی مجھے امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام ابوحنیفہؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بے نمازی کے بارے میں جو صحیح صحیح احکامات ہیں بتا دیں مع حوالہ بہت مہربانی ہوگی؟

الجواب: ۔ تارک صلوٰۃ اگر نماز کی فرضیت ہی کا منکر ہو تو باجماع اہل اسلام کافر و مرتد ہے (الا یہ کہ وہ نیا مسلمان ہوا ہو اور اسے فرضیت کا علم نہ ہو سکا ہو، یا کسی ایسے کوردہ میں رہتا ہو کہ وہ فرضیت سے جاہل رہا ہو اس صورت میں اس کو فرضیت سے آگاہ کیا جائے گا اگر مان لے تو ٹھیک ورنہ مرتد اور واجب القتل ہوگا اور جو شخص فرضیت کا تو قائل ہو مگر سستی کی وجہ سے پڑھتا نہ ہو تو امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک وہ مسلمان تو ہے مگر بدترین فاسق ہے۔ اور امام احمدؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ مرتد ہے اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے اگر نماز پڑھنے لگے تو ٹھیک ورنہ ارتداد کی وجہ سے اس کو قتل کیا جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن نہ کیا جائے۔ غرض اس کے تمام احکام مرتدین کے ہیں۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اور امام احمد بن حنبلؒ کی ایک روایت کے مطابق اگرچہ بے نمازی مسلمان ہے، مگر اس جرم یعنی ترک صلوٰۃ کی سزا قتل ہے الا یہ کہ وہ شخص توبہ کر لے لہذا اس کو تین دن تک کی مہلت دی جائے اور ترک نماز سے توبہ کرنے کا حکم دیا جائے اگر توبہ کر لے تو اس سے قتل کی سزا ساقط ہو جائے گی۔ ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا اور قتل کے بعد اس کا

جنازہ پڑھا جائے گا اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

الغرض اگر بے نمازی توبہ نہ کرے تو ان حضرات کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بے نمازی کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو ہمیشہ قید رکھا جائے گا اور روزانہ اس کے جوتے لگائے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ ترک نماز سے توبہ کر لے۔ ان مذاہب کی تفصیل فقہ شافعی کی کتاب (شرح مذہب، صفحہ ۱۲، ج ۳) اور فقہ حنبلی کی کتاب (المغنی، صفحہ ۲۹۸، ج ۲ مع الشرح الکبیر) اور فقہ حنفی کی کتاب (فتاویٰ شامی، صفحہ ۳۹۲، ج ۱) میں ہے۔

جو حضرات بے نمازی کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ یہ سب سے بڑا جرم ہے اس کے علاوہ ان کے اور بھی دلائل ہیں۔ حضرت پیران پیر شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب دیکھنے کا موقع نہیں ملا مگر وہ امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں اور میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ امام احمدؒ کی ایک روایت میں یہ مرتد ہے اور اس کے ساتھ مرتدین جیسا سلوک کیا جائے گا۔ اس لئے اگر حضرت پیران پیرؒ نے یہ لکھا ہو کہ بے نمازی کا کفن دفن نہ کیا جائے بلکہ مردار کی طرح گھسیٹ کر اس کو کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے تو ان کے مذہب کی روایت کے عین مطابق ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) نماز کے لئے مصروفیت کا بہانہ لغو ہے

سوال:۔ اسلام چودہ سو سال پرانا مذہب ہے، اس زمانے میں لوگوں کی ضروریات بہت کم ہوتی تھیں، مصروفیات بھی کم ہوتی تھیں، فارغ وقت لوگوں کے پاس بہت ہوتا تھا۔ پانچ وقت نماز ادا کرنا ان کے لئے معمولی بات تھی، مگر اب حالات بہت مختلف ہیں، زندگی بہت مصروف ہوگئی ہے۔ اگر نماز صرف صبح و شام پڑھ لی جائے تو اس بارے میں آپ لوگ کیا کہیں گے کیونکہ رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو دفتر جانے سے پہلے یا دیگر کاموں سے پہلے ہی دو اوقات ذرا فرصت کے ہوتے ہیں جن میں انسان خدا کو دل سے یاد کرسکتا ہے؟

الجواب:۔ پانچ وقت کی نماز فرض ہے اور ان کے جو اوقات متعین ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی، مصروفیت کا بہانہ محض لغو ہے۔ سوال کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی شریعت صرف آپ ﷺ کے زمانے کے لوگوں کے لئے تھی بعد کے

لوگوں کے لئے نہیں، ایسا خیال کفر کے قریب ہے۔ آج کے دور میں لوگ تفریح پر، دوستوں کے ساتھ گپ شپ پر اور کھانے وغیرہ پر گھنٹوں خرچ کر دیتے ہیں۔ اس وقت کا سارا نزلہ نماز ہی پر کیوں گرایا جاتا ہے اور وقت میں کفایت شعاری صرف نماز ہی کے لئے کیوں روا رکھی جاتی ہے؟

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶) کیا پہلے اخلاق کی درستی ہو پھر نماز پڑھنی چاہئے

سوال:۔ آج کل لوگوں کا خیال ہے کہ پہلے اخلاق درست کے لئے جائیں، پھر نماز پڑھنی چاہئے؟

الجواب:۔ یہ خیال درست نہیں بلکہ خود اخلاق کی درستی کے لئے بھی نماز ضروری ہے اور یہ شیطان کا چکر ہے کہ وہ عبادت سے روکنے کے لئے ایسی الٹی سیدھی باتیں سمجھاتا ہے۔ مثلاً یہ کہہ دیا کہ جب تک اخلاق درست نہ ہو نماز کا کیا فائدہ؟ اور شیطان کو پورا اطمینان ہے کہ یہ شخص مرتے دم تک اپنا اخلاق درست نہیں کر سکے گا، لہذا نماز سے ہمیشہ کے لئے محروم رہے گا۔ حالانکہ سیدھی بات ہے کہ آدمی نماز کی بھی پابندی کرنے اور ساتھ ساتھ اصلاح اخلاق کی کوشش کرے۔ نماز چھوڑ کر اخلاق کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے؟

(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۷) تعلیم کے لئے عصر کی نماز چھوڑنا درست نہیں

سوال:۔ میں پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہوں اب کالج میں داخلہ لینے والی ہوں۔ کالج ٹائم ایسا ہے کہ میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکتی، کیا میں ہمیشہ مغرب کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز فرض پڑھ لیا کروں کیا مجھے اتنا ہی ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ حدیث میں ہے کہ جس کی نماز عصر قضاء ہوگئی اس کا گویا گھر بار لٹ گیا اور گھر کے سارے لوگ ہلاک ہوگئے اس لئے نماز قضاء کرنا تو جائز نہیں اب یا تو کالج ہی میں نماز ٹھیک وقت پر پڑھنے کا انتظام کیجئے یا لعنت بھیجئے ایسے کالج اور تعلیم پر جس سے نماز غارت ہو جائے۔

(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

باب الاذان

(۸) عورتوں کو اذان کا جواب دینا چاہئے یا کلمہ طیبہ پڑھنا؟

سوال:۔ اذان کے وقت اس کا جواب دینا حدیث میں آیا ہے مگر ہمارے گھروں میں اذان ختم ہونے کے بعد کلمہ طیبہ پڑھنے کا رواج ہے، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب:۔ اذان کے وقت سننے والوں کو اس کا جواب دینا مستحب ہے۔ جو کلمات مؤذن کہے سننے والے بھی کہیں اور حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کا جواب، **لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم** سے دیں اور اذان ختم ہونے کے بعد دعائے ماثورہ **اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ الخ** پڑھیں۔ کلمہ طیبہ پڑھنا اذان کے بعد ثابت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ سنت ماثورہ کی اتباع اولیٰ اور پسندیدہ ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۹) جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینا

سوال:۔ جمعہ کے روز منبر کے روبرو جو اذان دی جاتی ہے اس کے جواب دینے کو بعض کتب میں مکروہ لکھا ہے اور بعض کتب میں جواب دینے کو مستحب کہا گیا ہے، صحیح کیا ہے جواب دینا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:۔ شامی میں اس پر بحث کی گئی ہے جس کا حاصل ہے کہ اذان ثانی کا جواب دینا مکروہ ہے۔

(۱۰) قرآن پڑھتے ہوئے اذان سنیں تو کیا کریں؟

سوال:۔ قرآن کے حفظ کرنے یا لکھ کر پڑھنے میں اذان کا جواب دینا چاہیے یا کہ قرآن کی تلاوت جاری رکھنا جائز ہے؟

الجواب:۔ اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔ اگر قرآن مجید کو بند کر کے اذان کا جواب دیا جائے تو اچھا ہے لیکن اگر قرآن پڑھتے رہیں اور جواب نہ دیں تو کچھ گناہ نہیں۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱) اذان کے دوران انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟

سوال:۔ اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا اور آنکھوں سے لگانا اور "قُرَّۃُ عَیْنِی بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ" کہنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ علامہ شامی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ شہادتین کے وقت ایسا کرنا مستحب ہے۔ پھر جراحی سے نقل کیا ہے کہ اس بارے میں کوئی مرفوع صحیح حدیث ثابت نہیں ہے اس سے معلوم یہ ہوا کہ سنت سمجھ کر یہ فعل کرنا درست نہیں ہے، چونکہ اس زمانے میں لوگ سنت سمجھ کر کرتے ہیں اور نہ کرنے والے کو لعنت ملامت کرتے ہیں اس لئے علماء محققین نے اس کو متروک قرار دیا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(اگر سنت سمجھ کر نہ کریں تب بھی یہ ایک مخصوص فرقہ کا شعار بن چکا اور فقہاء کا قاعدہ ہے کہ اگر کوئی سنت، اہل بدعت کا شعار بن جائے تو اس کا ترک کرنا بہتر ہے۔ لہذا جب سنت کے بارے میں یہ فیصلہ ہے تو جو فعل سنت ہی نہیں اس کا ترک کرنا تو واجب ہوگا۔ (مرتب)

(۱۲) اذان کے وقت پانی پینا

سوال:۔ ایک دن مغرب کی اذان کے وقت پانی پینے لگی تو میری ایک دوست نے کہا کہ اذان کے وقت پانی پینے سے سخت گناہ ہوتا ہے۔ میں نے وقتی طور پر اس کی بات مان لیا لیکن دل میں یہ عہد کر لیا کہ اس مسئلہ کو آپ کی خدمت میں پیش کروں گی۔

الجواب:۔ مغرب کی اذان یا کسی بھی اذان کے وقت پانی پینا جائز ہے۔ آپ کی دوست کا خیال صحیح نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۱۳) اذان کے دوران تلاوت بند کرنے کا حکم

سوال:۔ سنا ہے کہ اذان کے وقت تلاوت معطل کر کے اذان سننا چاہئے دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مختلف مساجد سے وقفہ وقفہ سے آدھ گھنٹے تک اذانیں ہوتی رہتی ہیں تو کیا جب تک اذان کی آواز آتی رہے اس وقت تک تلاوت معطل رکھی جائے۔

الجواب:۔ بہتر یہ ہے کہ اذان کے وقت تلاوت بند کر دی جائے اپنے محلّہ کی مسجد کی اذان کا جواب دینا ضروری ہے جس کے بعد مختلف اذانوں کا جواب ضروری نہیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ان میں سے جو اذان سب سے پہلے سنو اس کا جواب دیا جائے اور اگر قرآن پڑھتے رہیں تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۱۴) اذان کے وقت ریڈیو سے تلاوت سننا

سوال:۔ ایک طرف مسجد سے تلاوت یا اذان ہو رہی ہے اور دوسری طرف ریڈیو پر اذان یا تلاوت ہو رہی ہے تو کیا ریڈیو بند کر لینی چاہئے یا نہیں؟

الجواب:۔ ریڈیو کی تلاوت عموماً جو ریڈیو پر نشر کرنے سے پہلے ریکارڈ کر لی جاتی ہے تلاوت کا حکم نہیں رکھتی، اس لئے اذان سن کر فوراً بند کر دینا چاہئے اور یوں بھی اذان سن کر تلاوت بند کرنے کا حکم ہے۔

اذان اور اقامت

(۱۵) اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

سوال:۔ اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا منقول نہیں صرف زبان سے دعائے ماثور پڑھ

لے اور دعائے ماثور یہ ہے کہ پہلے درود شریف پڑھے پھر دعائے وسیلہ پڑھے پھر چوتھا کلمہ پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔

رضیت باللّٰہ ربا و بمحمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم نبیاً و بالا سلام دینا۔

(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۱۶) اذان صحیح سمجھ نہ آ رہی ہو تو جواب دیں یا نہ دیں

سوال:۔ اگر اذان کی آواز ہوا کی وجہ سے صحیح نہ آ رہی ہو کوئی لفظ سنائی دیتا ہو اور کوئی نہیں تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ الفاظ سمجھ میں آئیں تو جواب دیں ورنہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۱۷) ٹی وی ریڈیو والی اذان کا جواب دینا

سوال:۔ ٹی وی اور ریڈیو پر جو اذانیں ہوتی ہیں تو کیا ان کو سن کر اذان کا جواب دیا جا سکتا ہے؟

الجواب:۔ ٹی وی اور ریڈیو پر ہونے یوالی اذان، اذان نہیں بلکہ اذان کی آواز ہے جسے ٹیپ کر لیا جاتا ہے اور اذان کے وقت وہی ٹیپ لگا دی جاتی ہے اس لئے اس کا حکم اذان کا نہیں۔ لہذا اس کا جواب مسنون نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۱۸) دوران اذان تلاوت کرنا یا نماز پڑھنا

سوال:۔ دوران اذان نماز پڑھنا درست ہے؟

الجواب:۔ اگر نماز پہلے سے شروع کر رکھی ہو تو پڑھتا رہے ورنہ اذان کے بعد شروع کرے۔

(۱۹) عورت اذان کا جواب دے؟

سوال:۔ کیا عورتوں کو بھی اذان کا جواب دینا چاہئے؟

الجواب:۔ جی ہاں، مگر حیض و نفاس والی جواب نہ دیں۔ عورتوں کو اذان کا جواب دینے کی

بڑی فضیلت حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے۔ (ملخص)

(۲۰) اذان کے بعد دعا قبول ہوتی ہے

سوال:۔ سنا ہے کہ اذان کے بعد جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے؟

الجواب:۔ جی ہاں، یہ وقت قبولیت کا ہے۔ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ سے کسی نے مؤذن اور اذان کے بارے میں کچھ بات کی تو آپ ﷺ نے اسے آخر میں فرمایا کہ جو کچھ مؤذن کہتا ہے وہی کہو (اس کا جواب دو) اور آخر میں جو مانگو گے دیا جائے گا۔ (الحدیث) (ملخص)

(۲۱) نومولود کے کان میں عورت کا اذان دینا کافی ہے یا نہیں؟

سوال:۔ بچہ کی ولادت کے بعد ایک عورت نے اس کے ایک کان میں اذان اور دوسرے کان میں اقامت کہی تو یہ کافی ہے یا نہیں یا دوبارہ مرد کو اذان دینا ہوگا۔ ایسا سنا ہے کہ عورت کو اذان دینا مکروہ ہے تو کیا یہ اذان بھی مکروہ ہوگی اس وقت کوئی مرد وہاں نہ تھا اس لئے عورت نے اذان و اقامت کہی؟

الجواب:۔ نومولود کے کان میں صالح متقی مرد اذان اور اقامت کہے تو بہتر ہے لیکن اگر عورت نے اذان اور اقامت کہہ دی تو وہ بھی کافی ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں نماز کے لئے جو اذان ہے وہ اذان دینا عورت کے لئے مکروہ ہے کہ اس میں بلند آواز کی جاتی ہے اور یہ بات عورت کے لئے مناسب نہیں۔ جیسے درمختار میں ہے۔ (جلد ا، صفحہ ۳۶۴) اگر نماز کے لئے عورت نے اذان دی تو اس کا اعادہ کیا جائے۔ (درمختار) اور نومولود کے کان میں اذان، واقامت کہنے کے وقت آواز بلند کرنا نہیں ہے اس لئے عورت کی اذان واقامت کافی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۲) نومولود کے کان میں اذان دینے کا طریقہ اور اس کا فائدہ

سوال:۔ عام طور پر رواج یہ ہے کہ نومولود کے کان میں اذان دیتے ہیں اس کا طریقہ اور اس

کا فائدہ کیا ہے؟

الجواب:۔ نومولود کو ہاتھوں پر اٹھا کر قبلہ رو کھڑے ہوں دائیں کان میں اذان دیں اور بائیں کان میں اقامت اور حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پر حسب معمول دائیں بائیں منہ بھی پھیریں اس اذان میں اتباع سنت کے ساتھ ساتھ ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ بچوں کے مشہور مرض (ام الصبیان) کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔ (تقریرات الرافعی پھر حاشیہ ابن عابدین ج ا، ص ۴۰)

(۲۳) اہل تشیع کی اذان کا جواب دیا جائے؟

سوال:۔ شیعہ کی اذان کا جواب دیا جائے یا نہیں؟

الجواب:۔ نہیں دیا جائے۔ (مفتی محمد انور)

اوقات نماز

(۲۴) وقت سے پہلے نماز پڑھنا درست نہیں

سوال:۔ جس طرح وقت گزرنے کے بعد قضا نماز پڑھی جاتی ہے اسی طرح وقت سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ نماز کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ اس نماز کا وقت داخل ہو چکا ہو پھر جو نماز وقت کے اندر پڑھی گئی وہ تو ادا ہوئی اور جو وقت نکلنے کے بعد پڑھی گئی وہ قضاء ہوئی اور جو وقت سے پہلے پڑھی گئی وہ نہ ادا ہے اور نہ قضا بلکہ سرے سے نماز ہوئی ہی نہیں؟ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۲۵) صبح صادق سے طلوع تک نفل نماز ممنوع ہے

سوال:۔ نماز فجر کی دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد اگر جماعت میں کچھ یا زیادہ وقت باقی ہو تو کچھ لوگ مسجد میں نوافل وغیرہ جن کی تعداد مقرر نہیں صرف وقت پورا ہونے تک ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو کیا یہ امر صحیح ہے کہ فجر کی نماز کی سنت و فرض کے درمیان دیگر نفل نماز ادا کی

جاسکتی ہے۔

الجواب:۔ صبح صادق کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ اور نفل پڑھنا ممنوع ہے، قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں مگر وہ بھی لوگوں کے سامنے نہ پڑھیں۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

خواتین بھی اسی سے مسئلہ سمجھ لیں۔

(۲۶) نماز اشراق کا وقت کب ہوتا ہے؟

سوال:۔ ہماری مسجد میں اکثر اشراق کی نماز پر جھگڑا ہوتا ہے، بعض حضرات سورج نکلنے کے ۱۵ منٹ بعد نماز پڑھ لیتے ہیں، جبکہ بعض اعتراض کرتے ہیں اس کا کہنا ہے کہ پورا سورج ۱۵ منٹ میں نکلتا ہے، اس لئے پورے ۱۵ منٹ بعد نماز کا وقت ہوتا ہے آپ فرمائیں کہ اشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے؟

الجواب:۔ سورج کے نکلنے بعد جب تک دھوپ زرد ہے نماز مکروہ ہے اور دھوپ کی زردی کے وقت مختلف موسموں میں کم وبیش ہوسکتا ہے۔ عام موسموں میں ۱۵۔۲۰ منٹ میں ختم ہوتی ہے اس لئے اتنا وقفہ ضروری ہے جو لوگ پانچ منٹ بعد نماز شروع کر دیتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں البتہ بعض موسموں میں دس منٹ بعد زردی ختم ہو جاتی ہے پس اصل مدار زردی ختم ہونے پر ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۲۷) زوال کے وقت کی تعریف

سوال:۔ نماز پڑھنے کا مکروہ وقت یعنی زوال کے بارے میں مختلف لوگوں کے مختلف خیالات ہیں۔

۱۔ زوال صرف ایک یا دو منٹ کے لئے ہوتا ہے۔

۲۔ زوال ۲۰ یا ۲۵ منٹ کے لئے ہوتا ہے۔

۳۔ جمعہ کے دن زوال نہیں ہوتا۔

۴۔ زوال کے لئے احتیاطاً آٹھ دس منٹ کافی ہے۔

الجواب:۔ اوقات کے نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد نماز جائز ہے۔ زوال میں تو زیادہ منٹ نہیں لگتے لیکن احتیاطاً نصف النہار سے ۵ منٹ

قبل اور ۵ منٹ بعد نماز میں توقف کرنا چاہئے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جمعہ کے دن استوا کے وقت نماز درست ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا قول دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوی اور احتیاط پر مبنی ہے۔ اسی لئے عمل اسی پر ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۲۸) دو وقتوں کی نمازیں اکٹھی ادا کرنا صحیح نہیں

سوال: ۔ کیا بارش یا کسی عذر کی بنا پر دو نمازیں اکٹھی پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: ۔ سفر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرنے کی متعدد احادیث ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں بغیر سفر کے بغیر خوف کے بغیر بارش کے اکٹھی پڑھیں اس قسم کی تمام احادیث ہمارے نزدیک اس پر معمول ہیں کہ ظہر کی نماز کو موخر کر کے اس کے اخیر وقت میں پڑھا اور عصر کی نماز کو اول وقت میں ادا کیا اسی طرح مغرب اس کے اخیر وقت میں پڑھی اور عشاء اس کے اول وقت میں، گویا دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا کی گئیں۔ بارش کی وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنا کسی حدیث میں میری نظر سے نہیں گزرا۔ علامہ شوکانی نے "نیل الاوطار" میں اس کی سختی سے تردید کی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۲۹) حرام کی کمائی سے کوئی بھی عبادت قبول نہیں ہوتی

سوال: ۔ اگر کوئی شخص رشوت اور سود کے ذریعے حاصل کی گئی ناجائز اور حرام دولت سے مسجد تعمیر کرے تو کیا اس مسجد کا شمار صدقہ جاریہ میں ہوگا؟

الجواب: ۔ نعوذ باللہ رشوت اور سود کو صدقہ جاریہ سمجھنا کفر ہے۔ حرام کی کمائی سے کوئی بھی عبادت کی جائے وہ قبول نہیں ہوتی بلکہ کرنے والے کے لئے موجب لعنت ہوتی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

مکروہ اوقات نماز

(۳۰) فجر کی سنتوں سے پہلے نفل پڑھنا درست نہیں، قضا پڑھ سکتے

سوال:۔ فجر کی سنتوں سے پہلے دو نفل پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:۔ صبح صادق ہونے کے بعد فرضوں سے پہلے سوائے دو سنت فجر کے اور نوافل پڑھنا درست نہیں ہے۔ البتہ کوئی قضا نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۱) استواءِ شمس (زوال) کے وقت نماز پڑھنا درست نہیں

سوال:۔ چاشت وغیرہ نوافل بارہ بجے پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ جنتری میں زوال یا قضاء نماز کا وقت بارہ بج کر چوبیس منٹ لکھا ہے۔

الجواب:۔ زوال کے وقت نوافل وغیرہ کچھ نہیں پڑھنی چاہئے اور نہ ایسے وقت میں کہ دوران نماز زوال کا وقت ہو جائے۔ لہذا جس گھڑی کے مطابق زوال کا وقت ۱۲ بج کر چوبیس منٹ ہے اس کے مطابق اگر بارہ بجے نفل یا قضاء نماز اس طرح پڑھے کہ زوال سے پہلے پہلے اس کو ختم کر دے تو یہ جائز ہے مگر جب زوال کا وقت قریب آ جائے تو اس وقت کوئی نماز شروع نہ کرے تا کہ ایسا نہ ہو کہ نماز کے درمیان میں زوال کا وقت ہو جائے۔ (فقط مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۲) جمعہ کے دن دوپہر میں نفل درست ہے یا نہیں؟

سوال:۔ جمعہ کے دن دوپہر کے وقت نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے یا مباح ہے؟

الجواب:۔ احتیاط اسی میں ہے کہ جمعہ کے دن زوال کے بعد نفل نہ پڑھی جائے جیسا کہ فقہ کے متون اور شروحات میں ہے۔ امام صاحب کا مسلک دلیل کے اعتبار سے راجح ہے لہذا اسی پر عمل کیا جائے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۳) فجر کی نماز کے بعد نفل وغیرہ پڑھنا

سوال:۔ فجر کی نماز کے بعد نفل نمازیں، سنت فجر یا کوئی اور قضاء نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟
الجواب:۔ فجر کی نماز کے بعد طلوع شمس تک کسی قسم کی نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

(۳۴) عصر کی فرض کے بعد کوئی سنت یا نفل ہے

سوال:۔ کیا عصر کی نماز کے بعد بھی فجر کی طرح نوافل نہیں ہو سکتیں حکم بیان کیا جائے؟
الجواب:۔ عصر کی نماز کے بعد بھی کوئی نماز سوائے قضاء نماز کے جائز نہیں ہے۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۵) فجر اور ظہر کی سنتوں کی قضاء میں فرق کیوں ہے؟

سوال:۔ فجر کی دو رکعت سنت اور ظہر کی چار سنت، فرض سے پہلے سنت مؤکدہ ہیں لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ فجر کی سنت کی قضا طلوع شمس کے بعد ہے نماز فجر کے بعد نہیں اور ظہر کی سنتوں کو فرض کے بعد ضرور ادا کیا جائے اور فجر کی سنتیں طلوع شمس کے بعد اگر نہ پڑھی جائیں تو اس پر کوئی مواخذہ بھی نہیں ہے؟
الجواب:۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت باقی ہے اور صبح کا وقت طلوع شمس کے بعد باقی نہیں رہتا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۶) زوال اور دوپہر میں تلاوت اور نفل کا کیا حکم ہے؟

سوال:۔ عین زوال کے وقت یا دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف اور نوافل کا کیا حکم ہے؟
الجواب:۔ عین زوال کے وقت یا یوں کہیئے کہ استواء اور دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف درست ہے اور نوافل امام ابو حنیفہؒ کے مسلک میں ناجائز ہیں۔ امام ابو یوسفؒ جواز کے قائل ہیں۔ (کمافی الدر المختار و شامی) درمختار میں قول ثانی کو ترجیح دی ہے جبکہ شامی فرماتے ہیں

کہ شراح ھدایہ نے امام کے قول کو ترجیح دی ہے۔ اور احتیاط امام صاحب کے قول میں ہے اور امام ابو یوسف کا قول وسعت کا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۷) آفتاب طلوع ہوتے ہی نماز درست نہیں

سوال:۔ آفتاب نکلنے پر فوراً نماز درست ہے یا نہیں؟ اشراق کا وقت تو نیزہ برابر آفتاب اونچا ہونے پر ہوتا ہے؟

الجواب:۔ آفتاب نکلتے ہی فوراً نماز درست نہیں بلکہ بقدر ایک یا دو نیزہ کے آفتاب بلند ہونا چاہئے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۸) پانچوں نمازوں کے اوقات

سوال:۔ پانچوں نمازوں کے اوقات کیا ہیں؟ کب وقت شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہوتا ہے؟

الجواب:۔ صبح ہوتے وقت مشرق کی سمت میں آسمان کی لمبائی پر کچھ سفیدی دکھائی دیتی ہے، پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر چوڑائی میں سفیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اجالا ہو جاتا ہے تو جب سے چوڑائی میں سفیدی دکھائی دے تب سے فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے اور جب سورج کا ذرا سا کنارا نکل آتا ہے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اول وقت میں جلد ہی نماز پڑھ لینا بہتر ہے۔ (خواتین کے لئے)

دو پہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور دو پہر ڈھل جانے کی نشانی یہ ہے کہ لمبی چیزوں کا سایہ مغرب سے شمال کی طرف سرکتا سرکتا مشرق کی سمت مڑنے لگے تو بس سمجھو کہ دو پہر ڈھل گئی اور دو پہر کے وقت کی ایک آسان پہچان یہ ہے کہ سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے تو جب سایہ گھٹنا رک جائے اس وقت ٹھیک دو پہر کا وقت ہے۔ پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا، بس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ جتنا سایہ ٹھیک دو پہر میں ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب ہر چیز کا سایہ دو گنا ہو جائے اس وقت تک ظہر کی نماز کا وقت رہتا ہے۔

مثلاً ایک گز لکڑی (گاڑ دی جائے اور اس) کا سایہ ٹھیک دو پہر کو چار انچ ہو تو جب اس کا سایہ دو گز چار انچ ہو جائے گا اس وقت تک ظہر کا وقت رہے گا۔ اور یہیں سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے، اگر کسی وجہ سے اتنی تاخیر ہو جائے تو پڑھ ضرور لے، قضاء نہ کرے لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور اس عصر کے سوا کوئی اور نماز اس وقت میں پڑھنا درست نہیں ہے۔ نہ قضاء نہ نفل وغیرہ (دھوپ زرد ہونے کے وقت) کوئی نماز نہ پڑھے۔

جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کی نماز کا وقت آ گیا پھر جب تک مغرب کی سمت کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے۔ جب یہ سرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے، لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ملتا ہے، اس لئے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات گذرنے سے پہلے پہلے ہی نماز پڑھ لیں۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۳۹) کیا ظہر و عصر ایک وقت میں پڑھنا درست ہے؟

سوال: ۔ اگر ظہر اور عصر ایک ساتھ ایک وقت میں پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جب اس بات کا خیال ہو کہ عصر کے وقت شروع سے آخر تک دنیاوی امور سے فرصت نہ ملے گی یا سفر وغیرہ میں جا رہے ہوں تو کیا ایک ساتھ دو نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: ۔ ظہر و عصر کی نمازیں ایک ساتھ ظہر میں پڑھنا درست نہیں ہے، اگر ایسا کیا تو صرف ظہر کی نماز ہوئی، عصر کی نماز اس کے ذمہ باقی رہے گی۔ حنفیہ کے نزدیک حج میں عرفات کے سوا جمعہ، ظہر و عصر (ایک ساتھ پڑھنا) کا جائز نہیں۔ اسی طرح سوائے مزدلفہ کے مغرب و عشاء جمع نہیں ہو سکتی، چاہے سفر ہو یا حضر یعنی مقیم ہو یا مسافر (یا کوئی اور مجبوری ہو۔)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

نماز کے عمومی مسائل

(۴۰) تکبیر تحریمہ عورت کے لئے بھی ضروری ہے؟

سوال:۔ عورت کو تکبیر تحریمہ نماز شروع کرتے وقت کہنا فرض ہے یا نہیں؟
الجواب:۔ سب کو کہنا چاہئے اس میں مردوں کی تخصیص نہیں ہے۔ (کمافی عامة کتب الفقه)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۱) ٹرین میں حتی الوسع استقبال قبلہ ضروری ہے

سوال:۔ ٹرین میں نماز کے دوران قبلہ رخ ہونا ذرا مشکل ہوتا ہے تو وہاں قیام فرض ہے یا نہیں؟
الجواب:۔ ٹرین میں نماز پڑھنے میں حتی الوسع کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہئے اور قبلہ رخ ہونا ضروری ہے لیکن عورت پردے کے اہتمام کے ساتھ نماز پڑھے اور کھڑی نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھ لے
(ملخص)

(۴۲) عورتوں کا بغیر عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں

سوال:۔ یہاں رواج ہے کہ عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں، نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟
الجواب:۔ جب تک کھڑے ہونے کی طاقت ہو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے، لہذا بلا عذر عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا کسی طرح درست نہیں ہے، اس طرح نماز نہیں ہوتی۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۳) چارپائی پر نماز پڑھنا درست ہے؟

سوال:۔ چارپائی پر نماز درست ہے یا نہیں؟ ڈھیلی پر یا سخت پر پڑھیں؟
الجواب:۔ چارپائی پر ہر حالت میں نماز درست ہو جائے گی اگر چہ وہ بہت سخت نہ ہو کیونکہ اگر

وہ ڈھیلی بھی ہے تو جس وقت گھٹنے سجدے کے لئے ٹکائیں گے تو سجدے کی جگہ سخت ہو جائے گی۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۴) سجدے میں دونوں پاؤں اٹھنے کا حکم

سوال:۔ سجدے میں اگر دونوں پیر زمین سے اٹھ جائیں تو نماز ہوگی یا نہیں۔ اگر تھوڑی دیر تک اٹھے رہیں تو کچھ خلل تو نہیں آئے گا؟

الجواب:۔ دونوں پیروں کا زمین پر رکھنا سجدہ میں ضروری ہے، لیکن اگر زمین پر رکھنے کے بعد پھر دونوں قدم زمین سے اٹھ گئے یا اٹھنے کے بعد پھر زمین پر رکھ دیئے تو نماز ہو جائے گی۔
(لیکن مجبوری اور حالت جلیں گنجائش ہے)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۵) نفل نماز میں قعدہ اولیٰ واجب ہے

سوال:۔ چار رکعت والی نفل نماز میں قعدہ اولیٰ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ واجب ہے۔ کمافی الدر المختار۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۶) ہر مکروہ تحریمی فعل سے نماز کا اعادہ واجب ہے

سوال:۔ ہر مکروہ تحریمی فعل سے نماز کا اعادہ واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ مکروہ تحریمی فعل سے بے شک نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ کمافی الدر۔

(۴۷) عورت سجدے اور دو سجدوں کے درمیان پاؤں کیسے رکھے

سوال:۔ عورت کو سجدے اور جلسہ میں پاؤں کیسے رکھنے چاہئیں؟

الجواب:۔ عورت کے لئے دونوں پیر کھڑے کرنا سنت نہیں ہے۔ شامی میں ہے کہ عورت اپنے پیروں کی انگلیوں کو کھڑا نہیں کرے گی الخ۔ لہٰذا سجدے اور جلسہ میں پیروں کو کھڑا نہ کرے اور جلسہ اور تشہد میں تورک کرے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

تورک کا مطلب ہے کہ عورت کو لھے کے بل بیٹھے اور دوزانو بیٹھتے وقت بائیں پاؤں کو دائیں پاؤں کے نیچے سے دائیں طرف کو نکال دے۔ (مرتب)

(۴۸) تشہد میں انگلی اٹھا کر کس لفظ پر گرائی جائے

سوال:۔ نماز میں التحیات پڑھتے وقت جو انگلی اشہد ان لا الہ پر اٹھائی جاتی ہے وہ کس وقت گرانی چاہئے؟

الجواب:۔ شرح منیہ میں امام حلوائی سے نقل کیا ہے کہ لا الہٰ پر انگلی کو اٹھائے اور الا اللہ پر نیچے رکھ دے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۴۹) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں رکوع کی ہیئت

سوال:۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے رکوع کی حالت میں کولھوں کو ایڑی سے اوپر اٹھانا چاہئے یا نہیں یا سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے؟

الجواب:۔ سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے اور رکوع کی کامل حالت بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں یہ ہے کہ رکوع میں پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے لیکن اگر تھوڑا سا بھی سر کو جھکا دے کہ ساتھ ساتھ کچھ کمر بھی جھک جائے تو یہ بھی کافی ہے۔ کمافی الشامیۃ عن البرجندی۔ فقط۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۵۰) نماز پنجگانہ کے بعد دعا کرنا سنت ہے

سوال:۔ نماز پنجگانہ کے بعد دعا کے واسطے ہاتھ اٹھانا سنت ہے یا بدعت؟ کسی نے اس غرض سے دعا ترک کر دی کہ اس بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں، اس کا یہ فعل کیسا ہے؟

الجواب:۔ نماز پنجگانہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت نبویہ ﷺ ہے حصن حصین جو کہ حدیث کی معتبر کتاب ہے اس میں دعا میں ہاتھ اٹھانے دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنے کی احادیث مرفوعہ موجود ہیں ان کو دیکھ لیا جائے۔ نمازوں کے بعد دعا کا مسنون ہونا بھی اس میں

مذکور ہے، لہٰذا (دعا چھوڑنے والے کا) یہ فعل (دعا کا نمازوں کے بعد چھوڑ دینا) خلاف سنت ہے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۵۱) ثناء، تشہد، دعائے قنوت وغیرہ میں بسم اللہ پڑھنا

سوال:۔ نماز میں ثناء، تشہد، درود، دعائے قنوت میں بسم اللہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:۔ بسم اللہ پڑھنا سورہ فاتحہ کے شروع میں اور سورت سے پہلے ہے۔ تشہد وغیرہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے، لیکن بعض روایات میں تشہد اور دعائے قنوت میں بسم اللہ وارد ہوئی ہے۔ اس لئے اگر پڑھ لی جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۵۲) نماز کی حالت میں نگاہ کہاں ہونی چاہئے؟

سوال:۔ نماز کی حالت میں نگاہ کہاں رکھنی چاہئے؟

الجواب:۔ آداب نماز میں سے ہے کہ حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر رکھیں اور حالت رکوع میں پیر کی پشت کی طرف اور سجدے کی حالت میں ناک کے کنارے کی طرف اور قعود وتشہد کی حالت میں اپنی گود کی طرف نظر رکھیں۔ (درمختار) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۵۳) نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا

سوال:۔ فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر کسی دعا کا پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھنا بسم اللہ لاالٰہ الااللہ ھوالرحمٰن الرحیم أذھب عنی الھم والحزن۔ حصن حصین میں مذکور ہے۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۵۴) عورتیں جہری نماز میں قرأت جہر سے کریں یا آہستہ؟

سوال:۔ عورتیں سری وجہری نمازوں میں قرأت جہری کریں یا آہستہ کریں؟

الجواب: ۔عورتیں سب نمازوں میں قرأت آہستہ کریں۔ (کمافی الکبیری)(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۵۵) کیا عورت اور مرد ایک مصلے یا چٹائی پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: ۔ایک چٹائی پر مرد وعورت خواہ منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ برابر کھڑے ہو کر نماز ادا کریں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ۔اگر ہر ایک اپنی نماز علیحدہ پڑھتا ہے تو نماز صحیح ہے۔مگر اجنبی عورت کے برابر کھڑا ہونا برا ہے اور اگر نماز میں شرکت ہے تو نماز نہ ہوگی۔

باب: عورتوں کی نماز کے چند مسائل

(۵۶) کتنی عمر میں عورت پر نماز فرض ہوتی ہے؟

سوال:۔ عورت پر کتنی عمر سے نماز فرض ہو جاتی ہے؟
الجواب:۔ جوان ہونے کا وقت معلوم ہو تو اس وقت سے نماز فرض ہے ورنہ عورت پر نو سال پورے ہونے پر دسویں سال سے نماز فرض سمجھی جائے گی۔
(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۵۷) عورت کو نماز میں کتنا جسم ڈھانپنا ضروری ہے

سوال:۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کے وقت ضروری پوشیدہ کپڑا (سینہ بند) ضرور پہنے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ یہ کپڑا یعنی سینہ بند کفن میں بھی شامل ہے جبکہ اکثر جگہوں پر لکھا ہوا ہے کہ ہاتھ پاؤں اور چہرے کے علاوہ تمام جسم ڈھکا ہوا ہونا چاہئے اب آپ فرمائیں کہ کون سی بات درست ہے اور آیا سینہ بند نماز کے وقت ضروری ہے؟
الجواب:۔ عورت کو نماز میں ہاتھ پاؤں اور چہرے کے علاوہ باقی سارا بدن ڈھکنا ضروری ہے سینہ بند ضروری نہیں جن لوگوں نے سینہ بند کو ضروری کہا انہوں نے غلط کیا۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۸) بچہ اگر ماں کا سر درمیان نماز ننگا کر دے تو کیا نماز ہو جائے گی

سوال:۔ چھ ماہ سے لے کر تین سال کی عمر کے بچے کی اماں نماز پڑھ رہی ہے۔ بچہ ماں کے سجدے کی جگہ لیٹ جاتا ہے جب ماں سجدے میں جاتی ہے تو بچہ ماں کے اوپر پیٹھ پر بیٹھ جاتا ہے اور سر سے دوپٹہ اتار دیتا ہے اور بالوں کو بھی بکھیر دیتا ہے کیا اس حالت میں ماں کی نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب:۔ نماز کے دوران سر کھل جائے اور تین بار سبحان اللہ کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز ٹوٹ جائے اور اگر کھلتے فوراً ڈھک لیا تو نماز ہو گئی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۵۹) خواتین کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں

سوال:۔ کیا خواتین گھر پر نماز کا وقت ہو جانے پر اذان سنے بغیر نماز پڑھ سکتی ہیں یا اذان کا انتظار کرنا ضروری ہے؟

الجواب:۔ وقت ہو جانے کے بعد خواتین کے لئے اول وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ ان کو اذان کا انتظار ضروری نہیں، البتہ اگر وقت کا پتہ نہ چلے تو اذان کا انتظار کریں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۰) عورتوں کا چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:۔ عورتوں یا لڑکیوں کو چھت پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر باپردہ جگہ ہو تو جائز ہے مگر گھر میں ان کی نماز افضل ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۱) عورتوں کی امامت کرانا مکروہ ہے

سوال:۔ اسلام میں عورت بھی امامت کے فرائض انجام دے سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن حدیث کی روشنی میں جواب دیں؟

الجواب:۔ عورت مردوں کی امامت تو نہیں کر سکتی، اگر عورتوں کی امامت کرے تو یہ مکروہ ہے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی)

(۶۲) عورتوں کو اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھنی چاہئے؟

سوال:۔ عورتوں کو اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھنی چاہئے، کیونکہ عام طور پر سننے میں آیا ہے کہ پہلے مرد نماز پڑھ کر گھر آ جائیں تو اس کے بعد عورتوں کو پڑھنی چاہئے۔

الجواب:۔ فجر کی نماز تو عورتوں کو اول وقت میں پڑھنا افضل ہے، دوسری نمازیں مسجد کی جماعت کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۶۳) عورت خاص ایام میں نماز کے بجائے ذکر و تسبیح کرے

سوال:۔ نماز پڑھنا سب مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ ہم بہت سی لڑکیاں آفس وغیرہ میں کام کرتی ہیں، ظہر کی نماز کا وقت آفس کے کام کے دوران ہی ہوتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکیزگی کے دوران تو ہم نماز پڑھ لیتے ہیں مگر ناغہ کے دنوں میں کیا کریں؟ ایک جاننے والی نے بتایا کہ تب بھی نماز پڑھ لیا کروں (یعنی اسی طرح جائے نماز پر بیٹھ کر ۱۲ رکعتیں پڑھ لیا کروں، میں الجھن میں ہوں کیا ناغہ کے دنوں میں نماز (ظہر) کی نہ پڑھوں یا پھر جاننے والی کے کہنے پر عمل کروں؟ اصل میں آفس بہت چھوٹا ہے اور علیحدگی میں جہاں کمرہ بند کر کے بندہ بیٹھ جائے نماز پڑھنے کی جگہ نہیں۔)

الجواب:۔ عورت کو خاص ایام میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں اس لئے اس خاتون نے آپ کو جو مسئلہ بتایا وہ قطعاً غلط ہے لیکن خاص ایام میں عورت کے لئے یہ بہتر ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے مصلیٰ پر بیٹھ کر کچھ ذکر و تسبیح کر لیا کرے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۶۴) مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن با آواز ہنسنے سے ٹوٹ جاتی ہے

سوال:۔ کیا نماز پڑھتے وقت مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی، میرا خیال ہے کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ جبکہ میری دوست کا کہنا ہے کہ کھلکھلا کر ہنسنے سے نماز ٹوٹتی ہے مسکرانے سے نہیں۔

الجواب:۔ صرف مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی، بشرطیکہ ہنسنے کی آواز پیدا نہ ہو اور اگر اتنی آواز پیدا ہو جائے کہ برابر کھڑے شخص کو سنائی دی تو اس سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۵) شرعی مسجد میں صرف عورتیں فرادیٰ نماز پڑھیں تو مسجد کا حق ادا ہوگا یا نہیں؟

سوال:۔ احمد نے ایک جگہ بچوں کے لئے مدرسہ بنایا اور اس مدرسہ کے احاطہ میں ایک مسجد شرعی بنوائی، جس میں محراب، منبر، مینار سب ہیں اور پنج وقتہ نماز با جماعت مدرسہ کے طلبہ و اساتذہ پڑھتے تھے۔ اس کے بعد احمد نے بچوں کا مدرسہ دوسری جگہ منتقل کر دیا اور اس جگہ بچیوں کی مدرسہ جامعۃ الصالحات شروع کیا۔ اب مدرسہ کی طالبات و معلمات اس مسجد میں نماز پڑھتی ہیں اذان و اقامت و جماعت نہیں ہوتی تو یہ صورت جائز ہے۔ وہاں پنج وقتہ نماز با جماعت ہونا ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں جب مسجد شرعی ہے اور مسجد شرعی کی نیت سے بنی ہے تو اس میں پنج وقتہ اذان و اقامت کے ساتھ مردوں کا نماز با جماعت ادا کرنا ضروری ہے۔ عورتیں وہاں تنہا تنہا نماز پڑھتی ہیں اس سے مسجد کا شرعی حق ادا نہ ہوگا۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶۶) نسوانی مدرسہ میں طالبات کا باجماعت نماز ادا کرنا جب کہ مسجد شرعی موجود ہو؟

سوال:۔ ایک مدرسہ کے احاطہ میں طلبہ کے لئے شرعی مسجد بنائی گئی تھی مگر فی الحال اس مدرسہ کو طالبات کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے، اب وہاں صرف طالبات مقیم ہیں اس مسجد میں مدرسہ کے دو تین ذمہ دار حضرات نماز با جماعت ادا کریں اور تمام طالبات مسجد کی بالائی منزل میں اقتداء کر کے جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں تو یہ طریقہ کیسا ہے؟ (بینوا توجروا)

الجواب:۔ عورتوں کے حق میں جماعت نہ مطلوب ہے نہ وہ اس کی مامور اور مکلف ہیں۔ وہ تو فرداً فرداً ہی نماز ادا کریں۔ مسجد آباد رہے، وقت پر اذان بھی ہو اور جماعت بھی ہو، اس مقصد

سے کم از کم دو تین ذمہ دار حضرات پردہ کے اہتمام کے ساتھ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرلیں۔ اگر وقت میں زیادہ گنجائش نہ ہو تو وہاں صرف فرض ادا کرلیں اور سنت اپنے مقام (کمرہ) میں ادا کرلیں۔ فقط والسلام۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶۷) خواتین کے طریقہ نماز کا ثبوت

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لڑکی حنفی مسلک سے تعلق رکھتی ہے جس کی شادی غیر مقلد لڑکے سے ہوئی ہے، لڑکی کا شوہر اپنی حنفی بیوی سے کہتا ہے کہ تم مردوں کی طرح نماز پڑھا کرو کیونکہ عورتوں کی نماز کا طریقہ مردوں کے مطابق ہے اور عورتوں کی نماز کا طریقہ مردوں سے جدا ہونا ثابت نہیں۔

(۱) اب پوچھنا یہ ہے کہ لڑکی کو غیر مقلد لوگوں کے طریقہ سے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ اگر اس کا شوہر ایسا حکم دے تو حنفی بیوی پر غیر مقلد شوہر کا حکم ماننا ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) اور نیز حنفی مذہب میں عورت کی نماز کا طریقہ مردوں کی نماز کے طریقہ سے جدا ہونا احادیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

مفصل اور مدلل جواب دے کر مطمئن فرمائیں۔

الجواب:۔ حامداً ومصلیاً۔

مذکورہ بارہ صورت میں اہل حدیث شوہر کا اپنی حنفی بیوی کو مردوں کے طریقہ سے نماز پڑھنے پر مجبور کرنا جائز نہیں، کیونکہ عورتوں کی نماز کا طریقہ بالکل مردوں کی نماز کی طرح صراحتہً ثابت نہیں بلکہ خواتین کا طریقہ نماز مردوں کے طریقہ سے جدا ہونا بہت سے احادیث اور آثار صحابہ و تابعین سے ثابت ہے اور چاروں ائمہ فقہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی و امام احمد رحمہ اللہ اس پر متفق ہیں تفصیل درج ذیل ہے۔

(حدیث۔ ترجمہ) (۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ خواتین حضور اکرم ﷺ کے عہد میں کس طرح نماز پڑھتی تھیں، تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے چار زانو ہو کر بیٹھتی تھیں پھر انہیں حکم دیا گیا کہ سمٹ کر نماز ادا کریں۔ (جامع المسانید جلد ۱، صفحہ ۴۰۰)

(۲) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نماز کا طریقہ

سکھلایا تو فرمایا کہ اے وائل بن حجرؓ جب نماز شروع کرو تو اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ چھاتیوں تک اٹھائے۔ (مجمع الزوائد ج ۲، صفحہ ۱۰۳)

(۳) رسول اللہ ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہیں تھیں آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمٹادو اس لئے کہ اس میں عورت مرد کی مانند نہیں۔

(السنن للبیھقی، ج ۲، صفحہ ۲۲۳، اعلا السنن بحوالہ مراسیل ابی داؤد ج ۲، صفحہ ۱۹)

(۴) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نماز کے دوران جب عورت بیٹھے تو ایک ران کو دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ میں جائے تو اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں سے ملالے، اس طرح کہ اس سے زیادہ سے زیادہ ستر ہو سکے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی طرف دیکھتے ہیں اور فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اے فرشتو تم گواہ رہو میں نے اس عورت کی بخشش کر دی۔ (بیہقی، ج ۲ ص ۲۲۳، کنز العمال ج ۱، صفحہ ۵۴۹)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (اگر نماز کے دوران کوئی ایسا امر پیش آجائے جو نماز میں حارج ہو تو) مردوں کے لئے یہ ہے کہ وہ تسبیح کہیں اور عورتیں صرف تالی بجائیں۔ (ترمذی، صفحہ ۸۵، سعید کمپنی مسلم شریف، ج ۱، صفحہ ۱۸۰)

(۶) امام بخاریؒ کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ ان سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ نماز میں ہاتھ کیسے اٹھائے، تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی چھاتیوں تک، اور فرمایا کہ نماز میں اپنے ہاتھوں کو اس طرح نہ اٹھائے جس طرح مرد اٹھاتے ہیں۔ انہوں نے جب اس بات کو اشارہ سے بتلایا تو اپنے ہاتھوں کو کافی پست کیا اور ان دونوں کو اچھی طرح ملایا اور فرمایا کہ نماز میں عورت کا طریقہ مردوں کی طرح نہیں ہے۔

(المصنف لابی بکر بن شیبہ ؒج ۱، صفحہ ۲۳۹)

(۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ جب عورت سجدہ کرے تو سرین کے بل بیٹھے اور اپنی رانوں کو ملالے۔ (بیہقی، ج ۲، صفحہ ۱۲۳)

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عورت کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ (سب اعضاء کو) ملالے اور سرین کے بل بیٹھے۔ (المصنف لابی بکر ابن ابی شیبہ ج ۱، صفحہ ۲۷۰)

(۹) مذکورہ بالا احادیث اور آثار صحابہؓ و تابعین سے عورتوں کی نماز کا طریقہ مردوں کی نماز

سے واضح طور پر مختلف ہونا ثابت ہوا۔ اب اس بارے میں آئمہ فقہ کا مسلک ملاحظہ فرمائیں۔

مذکورہ بالا احادیث طیبہ آثار صحابہ و تابعین اور چاروں مذاہب فقہ حقہ کے حضرات فقہاء کرام کی عبارات سے جو عورتوں کی نماز کا مسنون طریقہ ثابت ہوا وہ مردوں کے طریقہ نماز سے جدا ہے، عورتوں کے طریقہ نماز میں زیادہ سے زیادہ پردہ اور جسم سمیٹ کر ایک دوسرے سے ملانے کا حکم ہے اور یہ طریقہ حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک سے آج تک امت میں متفق علیہ اور عملاً متواتر ہے۔ آج تک کسی صحابی یا تابعی اور تبع تابعین یا دیگر فقہاء امت کا کوئی ایسا فتویٰ نظر نہیں آیا جس میں عورتوں کی نماز کو مردوں کی نماز کے مطابق قرار دیا ہو، نیز خود اکابر اہل حدیث حضرات اس مسئلہ میں مذکورہ بالا عبارات کے مطابق فتویٰ دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالجبار بن عبداللہ غزنوی اپنے فتاویٰ میں وہ حدیث جو ہم نے کنز العمال اور بیہقی کے حوالہ سے نقل کی ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اور اسی پر تعامل اہل سنت و مذاہب اربعہ وغیرہ چلا آیا ہے۔ نیز اس کے بعد مختلف کتب مذاہب اربعہ سے حوالہ نقل کرنے کے بعد آخر میں نتیجتاً فرماتے ہیں کہ:

غرض عورتوں کا انضمام (اکٹھی ہو کر) اور انخفاض (سمٹ کر اور چمٹ کر) احادیث و تعامل جمہور اہل علم اور مذاہب اربعہ وغیرہ میں سے ثابت ہے اور اس کا منکر کتب حدیث اور تعامل اہل علم سے بے خبر ہے۔ واللہ اعلم حررّہ، عبدالجبار عفی عنہ (فتاویٰ غزنویہ، صفحہ ۲۷ و ۲۸۔ فتاویٰ علماء حدیث، صفحہ ۴۹، ج ۳)

جہاں تک اہل حدیث حضرات کے دعویٰ کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں نہ تو ان کے پاس کوئی آیت قرآن ہے اور نہ کوئی حدیث اور نہ کسی خلیفہ راشد کا فتویٰ، البتہ اگر ہم حضرت ام درداءؓ کا اثر استدلال میں پیش کریں جو مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت ام درداء (رضی اللہ عنہ) نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں۔ (المصنف لابی بکر بن اَبی شیبہ ج ۱، صفحہ ۲۷۰) تو اس اثر کے بارے میں عرض یہ ہے کہ اس اثر سے استدلال کرنا کئی وجہ سے درست نہیں۔

(۱) پہلی وجہ تو یہ ہے کہ حافظ مزیؒ نے ان کو صحابیہ کہا ہے، جبکہ دوسرے ناقدین ومحدثین نے ان کو تابعیہ کہا ہے۔ لہذا یہ صحابیہ نہیں بلکہ تابعیہ ہیں اور ایک تابعی کا عمل اگر اصول کے مخالف نہ ہو تب بھی اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) بالفرض اگر ان کو صحابیہ مان بھی لیا جائے تو یہ ان صحابیہ کی اپنی رائے ہے اور نہ ہی ان صحابیہ نے کسی اور کو اس کی دعوت دی ہے اور نہ ہی انہوں نے اس فعل پر حضور ﷺ کا کوئی قول وفعل اور نہ کسی خلیفہ راشد کا فتویٰ نقل کیا ہے۔ لہذا عورتوں کی نماز کے سلسلے میں امت کے عمل تواتر کے خلاف اس رائے کی پوزیشن ایسی ہی ہے جیسا کہ قرآن حکیم کی تواتر قرأت کے خلاف شاذ قرأت کی ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی مسلمان شاذ قرأت کے لئے متواتر قرآن حکم کی تلاوت نہیں چھوڑتا اور نہ ہی کسی دوسرے مسلمان کو اس کی دعوت دیتا ہے۔

(۳) نیز اگر اس اثر کے الفاظ پر غور سے نظر ڈالی جائے تو اس سے جمہور کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں ام درداءؓ کے ہیئت جلوس کو مرد کے ہیئت جلوس سے تشبیہ دی گئی ہے جس سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہوتی ہے کہ ام درداءؓ مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں لیکن دوسری صحابیات اور خواتین کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف تھا۔ جس کا احادیث بالا میں تذکرہ ہوا۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ اگر یہ اثر قابل استدلال نہیں تو پھر امام بخاریؒ نے اس کو اپنی صحیح بخاری میں کیوں ذکر کیا ہے؟ تو یہ شبہ بھی صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ امام بخاری نے اس اثر کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ اس سے عورتوں کے نماز کے طریقہ پر استدلال کیا جائے بلکہ صرف اس بات کی تقویت کے لئے ذکر کیا ہے کہ مردوں کے جلوس کی کیفیت نماز میں کیا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں رقمطراز ہیں کہ:

اگر یہ حضرات "صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي" سے استدلال کریں کہ عورتوں کی نماز مردوں کے مطابق ہے تو یہ استدلال بھی صحیح نہیں، اول تو اس جملہ کا سیاق وسباق ایک خاص واقعہ ہے۔ جس کا خلاصہ یہ کہ ایک خاص وفد حضور ﷺ کی خدمت میں بیس دن قیام کے لئے آیا تھا، واپسی پر آپ ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائیں ان میں سے ایک نصیحت یہ بھی تھی کہ:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي

بہر حال اس جملہ کو سیاق وسباق سے ہٹ کر دیکھیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس حدیث کی عمومیت میں مرد وعورت سمیت پوری امت شریک ہے اور پوری امت پر لازم ہے کہ جو طریقہ آنحضرت ﷺ کی نماز کا ہے وہی طریقہ پوری امت کا ہو، لیکن یہ واضح ہو کہ اس کی عمومیت پر عمل اس وقت تک ہی ضروری ہے جب تک کوئی شرعی دلیل اس کے معارض نہ ہو، اور اگر کوئی دلیل خصوص کسی بعض عمل یا افراد میں اس حکم کے معارض ہو تو اس دلیل خصوص کی وجہ سے وہ بعض

۱ مقابلے میں

افراد یا وہ عمل اس امر کی تعمیم[1] سے مستثنیٰ ہوں گے۔ چنانچہ ضعفاء اور مریض ان حدیثوں سے جن میں ان کو ستر پوشی اور اختفاء کا حکم دیا گیا ہے، اس حکم سے مستثنیٰ ہوں گے، لہذا ان مستثنیات کی موجودگی میں اس جملہ سے عورت اور مرد کی نماز میں مجموعی کیفیت اور طریقہ پر مطابقت کا استدلال درست نہیں۔

چنانچہ ابن حجرؒ الشافعی نے اس بات کو فتح الباری میں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''صلو کما رائیتمونی'' کے خطاب کو اگر اس کے سبب اور سیاق سے ہٹا کر دیکھیں تو محسوس ہوتا ہے کہ یہ ساری امت کو خطاب ہے کہ اس طرح نماز پڑھیں، جس طرح اس وقت پڑھی گئی تو اس طرح استدلال ہو سکے گا ہر اس فعل پر، جس کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ یہ آپ ﷺ نے نماز میں کیا ہے۔ کہ اس فعل کو نماز کے لئے لازمی مانا جائے۔ لیکن یہ خطاب مالک بن حویرثؓ اور ان کے ساتھیوں کو خطاب کیا گیا تھا۔ (جنہیں نماز پڑھنا نہیں آتی تھی) کہ وہ ان کی دیکھا دیکھی ارکان نماز کو ادا کرتے رہیں۔

ہاں اس حکم میں تمام امت شامل ہو سکتی ہے بشرطیکہ ان ہی افعال پر نبی کریم ﷺ کا استمرار (مستقل کرنا) ثابت ہو جائے کہ آپ نے ہمیشہ اسی طرح نماز پڑھی ہو اور پھر یہ حکم کے تحت داخل ہو کر واجب ہو جائے گا۔ لیکن بعض وہ افعال (جو اس نماز میں تھے) بعد میں ثابت نہیں ہوتے لہذا جس پر دلیل موجود نہ ہو کہ یہ فعل بعد کو نماز میں ہوا تو یہ حکم نماز کی اپنی صفت اور حالت (طریقہ ادائیگی) سے متعلق ہو جائے گا۔ اس لئے ہم ''صلو کما رائیتمونی'' کے حکم پر اس وقت عمل کا حکم نہیں کرتے۔ (فتح الباری، صفحہ ۲۳/۱۳)

لہذا احادیث بالا فقہاء امت کی تصریحات کے مطابق سنت یہ ہے کہ عورت سمٹ کر سجدہ کرے اور سمٹ کر بیٹھے، ستر کا زیادہ اہتمام کرے۔ ہاتھ سینے پر باندھے، ان سب باتوں میں عورت کی نماز مرد کی نماز سے مختلف ہے اور یہی حق ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہئے۔

واللہ اعلم بالصواب (ملخص)

---

[1] حکم کے عام ہونے

باب: مفسدات الصلوٰۃ

نماز کے مفسدات ومکروہات وغیرہ کا بیان

(۶۸) نماز میں قہقہہ سے وضواور نماز دونوں فاسد ہوتے ہیں

سوال:۔ نماز میں قہقہہ لگانا وضواور نماز دونوں کو فاسد کرتا ہے یا صرف نماز کو؟

الجواب:۔ نماز میں قہقہہ لگانے سے وضواور نماز دونوں فاسد ہو جاتی ہیں (جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے قہقہہ لگانے والے نمازیوں کو وضواور نماز دونوں لوٹانے کا حکم فرمایا تھا۔اور الدرالمختار میں یہ مسئلہ نواقص وضو میں صراحت سے موجود ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۶۹) سجدہ میں پاؤں اٹھ جانے سے نماز نہ ہونے کا مطلب

سوال:۔ بعض اردو کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو نماز نہ ہوگی کم ازکم ایک انگلی پاؤں کی زمین پر ٹکی رہے اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب:۔ یہ مسئلہ دونوں پاؤں اٹھنے کا درمختار اور شامی میں بھی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل پورے سجدے میں دونوں قدم اٹھے رہیں تو سجدہ نہ ہوگا اور جب سجدہ نہ ہوا تو نماز نہ ہوئی ،کم ازکم ایک انگلی کسی وقت سجدہ میں زمین پر ٹھہر جائے ، یہ نہیں کہ اگر زمین سے دونوں پاؤں اٹھ گئے تو اٹھتے ہی نماز فاسد ہو جائے گی بلکہ اگر اسی سجدہ میں پھر رکھ لئے تو نماز ہو جائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر پورے سجدے میں بالکل اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۰) نماز کی حالت میں عورت مرد کا یا مرد عورت کا بوسہ لے لے تو؟

سوال:۔ زید کہتا ہے کہ مرد نماز میں تھا، عورت نے آ کر اس کا بوسہ لے لیا اس سے مرد کو خواہش پیدا ہوئی تو نماز جاتی رہی، اگر چہ کہ اس کا اپنا فعل نہ تھا اور اگر عورت نماز پڑھ رہی تھی مرد نے بوسہ لیا عورت کو خواہش ہوگئی تو عورت کی نماز نہ جائے گی اگر چہ یہ بھی اس کا اپنا فعل نہیں ہے۔ زید کا کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ درمختار میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے کہ اگر مرد نے عورت کا بوسہ نماز میں لے لیا یعنی عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس حالت میں مرد نے اس کا بوسہ لیا، خواہ شہوت ہو یا نہ ہو تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر مرد نماز پڑھ رہا تھا عورت نے اس کا بوسہ لے لیا اور مرد کو شہوت ہوگئی تو مرد کی نماز فاسد ہوگئی اور اور اگر مرد کو شہوت نہ ہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

یہ الگ بات ہے کہ اس طرح بوسہ لینا گناہ کی بات ہے۔

(۷۱) نامحرم مرد کی اقتداء عورتیں پردہ کے پیچھے سے کرسکتی ہیں

سوال:۔ اگر کوئی امام نماز فرض یا تراویح پڑھا رہا ہے اور مستورات کسی پردہ یا دیوار کے پیچھے فاصلہ سے مقتدی بن کر نماز پڑھیں تو ان عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ان عورتوں کی نماز درست ہے (کیونکہ مکروہ اس وقت ہے جب امام بغیر کسی محرم یا آدمی صرف ان عورتوں کو الگ جگہ میں نماز پڑھائے۔) (کما فی الدرالمختار)

نوٹ:۔ یہ مسئلہ اس فتاویٰ برائے خواتین میں گذر چکا ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۲) جمائی لیتے ہوئے آواز کے ساتھ ایک دو حروف نکل گئے تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ نماز میں کسی نے جمائی لی اور جمائی لیتے وقت آواز نکلی جس سے ایک دو حروف ظاہر ہو گئے تو اس سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ مجبوری کی وجہ سے جمائی لی ہو اور یہ بھی احتیاط کی ہو کہ آواز نہ نکلے تو ایسی صورت

معاف ہے اور اگر اس میں احتیاط نہ کی ہو اور بے احتیاطی کی وجہ سے آواز نکلی، جس سے حروف پیدا ہو گئے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (عمدۃ الفقہ، صفحہ ۲/۳۵۲) جیسا کہ در مختار میں کھنکارتے وقت آواز نکل جانے کے بارے میں مذکور ہے کہ اگر بغیر عذر ایسا کیا تو نماز فاسد ہو گی اگر طبیعت کی بناء پر کھانسی ہوئی یا آواز درست کرنے کے لئے کھنکارا یا امام کو لقمہ دینے کے لئے تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ (باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا) واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۷۳) بحالت نماز لکھی ہوئی چیز پڑھ لی تو کیا حکم ہے

سوال:۔ اگر گھر یا مسجد کی دیوار پر کچھ لکھا ہو (قبلہ کی سمت میں) اور نمازی نماز پڑھتے ہوئے اسے دیکھ کر دل ہی دل میں پڑھ لے اور سمجھ جائے، تو کیا کسی لکھی ہوئی چیز کے پڑھ لینے سے نماز فاسد ہو جائے گی؟

الجواب:۔ قصداً وارادتاً دل سے پڑھنا اور سمجھنا مکروہ ہے، البتہ نماز فاسد نہ ہو گی اور اگر پڑھنے میں زبان کو حرکت ہوئی تو یہ تلفظ ہوا، اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور بلا قصد وارادہ اتفاقاً نظر پڑ جائے تو معاف ہے، مکروہ نہیں۔ مگر نظر نہ جمائے رکھے۔ (در مختار، بحر الرائق، شامی، مراقی الفلاح وغیرہ میں یہ مسئلہ تفصیل سے باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا میں مذکور ہے۔)
(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۷۴) بڑھے ہوئے ناخنوں کے ساتھ نماز

سوال:۔ اگر صرف ناخن بڑھائے جائیں اور نماز پڑھ لی جائے تو اس سے نماز میں کوئی خرابی ہو گی یا نہیں؟

الجواب:۔ ناخن بڑھانا مکروہ اور خلاف فطرت ہے، نماز کا حکم یہ ہے کہ اگر ناخنوں کے اندر کوئی ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے پانی اندر نہ پہنچ سکے تو نہ وضو ہو گا اور نہ نماز ہو گی اور اگر ناخن اندر سے بالکل صاف ہے تو نماز صحیح ہے۔ ناخن بڑھانے کا رواج مسلمانوں میں نہ جانے کس کی تقلید سے آیا ہے، مگر یہ رواج ہے بہت ہی قابل نفرت۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۷۵) مورتیوں کے سامنے نماز

سوال:۔ پلاسٹک کے کھلونے، ہاتھی، شیر وغیرہ جانوروں کی مورتیوں کی شکل میں ہوتے ہیں، ان کو سامنے رکھ کر ہم نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب:۔ یہ بت پرستی کے مشابہ ہے اس لئے جائز نہیں اور ان مورتیوں کی خرید اور فروخت بھی ناجائز ہے۔

(۷۶) ٹی وی والے کمرے میں نماز یا تہجد پڑھنا

سوال:۔ کیا جس کمرہ میں ٹی وی رکھا ہوا اور شام کے بعد ٹی وی بند کر دیا جائے تو رات کو نماز یا نماز تہجد پڑھنا جائز ہے؟ یعنی جس کمرہ میں ٹی وی پڑا ہوا ہو۔

الجواب:۔ گھر میں ٹی وی رکھنا ہی جائز نہیں ہے، جہاں تک مسئلے کا تعلق ہے جس وقت آپ نماز پڑھ رہے ہیں اس وقت ٹی وی بند ہے تو اس کمرے میں آپ کی نماز بلا کراہت صحیح ہے اگر ٹی وی چل رہا ہے تو ایسی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور جو جگہ لہو ولعب کے لئے مخصوص ہو اس میں بھی نماز مکروہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۷۷) مکان خالی نہ کرنے والے کرایہ دار کی نماز

سوال:۔ ہم تقریباً ۱۵ سال سے ایک مکان میں کرایہ دار کی حیثیت سے رہتے ہیں، تقریباً دس سال تک ہم کرایہ مالک مکان کو خود بخود ہاتھ سے ادا کرتے تھے، لیکن بعد میں مالک مکان نے کہا کہ میرا مکان خالی کر دو، ہم نے انکار کر دیا حتیٰ کہ مالک نے ہم پر کورٹ میں کیس کر دیا، کیس چلتے تقریباً چھ سال ہو گئے ہیں، کرایہ ہم کورٹ میں جمع کراتے ہیں۔ جناب والا اب آپ سے پوچھنا ضروری ہے کہ بعض لوگوں نے ہمیں کہا کہ جو تم لوگ گھر پر نماز پڑھتے ہو تو تمہاری نماز بغیر اجازت جائز نہیں، نماز پڑھنے کے لئے نماز کی اجازت لینا مالک مکان سے ضروری ہے، دوسرے مالک مکان کا ہم سے بولنا چالنا بند ہے۔ برائے مہربانی آپ بتائیں کہ ہماری نماز جائز ہے یا نہیں اور ہم نے پہلے جتنی نمازیں گھر پر ادا کی ہیں سب کی سب نمازیں ضائع ہو گئیں؟

الجواب:۔ شرعاً کرایہ دار کے ذمہ مالک کے مطالبہ پر مکان خالی کر دینا لازم ہے اور خالی نہ کرنے کی صورت میں وہ غاصب ہے اور غصب کی زمین میں نماز قبول نہیں ہوتی آپ کی نمازیں فقہی فتویٰ سے تو صحیح ہے لیکن غصب کے مکان میں رہنے کے وجہ سے آپ گناہ گار ہیں، مالک مکان کو راضی کرنا یا اس کا مکان خالی کر دینا واجب ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

شرائط نماز

(۷۸) جن کپڑوں پر مکھیاں بیٹھیں ان سے بھی نماز ہو جاتی ہے

سوال:۔ ہم لوگ لیٹرین جاتے ہیں وہاں مکھیاں بہت ہوتی ہے جو ہمارے کپڑوں اور جسم پر بیٹھتی ہیں وہ مکھیاں ناپاک ہوتی ہے اس لئے ہمارے کپڑے بھی ناپاک ہوتے ہیں، ان کپڑوں سے ہم نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ اس سے پرہیز ممکن نہیں اس لئے شریعت نے ان کپڑوں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ آدمی بیت الخلاء میں جائے تو نماز کے کپڑوں کے علاوہ دوسرے کپڑوں میں جائے اگر دوسرے کپڑے نہ ہوں تو نجاست سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۷۹) اندھیرے میں نماز پڑھنا

سوال:۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اندھیرے میں نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں میری سہیلی کہتی ہے کہ اندھیرے میں نماز ہو جاتی ہے، کیا یہ درست ہے؟

الجواب:۔ اگر اندھیرے کی وجہ سے قبلہ رخ غلط نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، نماز ہو جائے گی۔[۱]

(۸۰) گھریلو سامان سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا

سوال:۔ ہمارے گھر میں تین کمرے ہیں، تینوں میں سامان ہے۔ ہم سب گھر والے نماز

[۱] یہ مسئلہ گھٹا ٹوپ اندھیرے کے بارے میں ہے ورنہ عام اندھیری جگہ میں (جہاں کچھ نظر آرہا ہو) عورت کے نماز پڑھنا اجالے سے زیادہ بہتر ہے۔

پڑھتے ہیں تو ہمارے سامنے سامان ہوتا ہے مثلاً شوکیس، ٹی وی وغیرہ، لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز پڑھتے وقت سامنے کوئی چیز نہیں ہونی چاہئے صرف دیوار ہو لیکن ہم مجبور ہیں گھر چھوٹا ہے میں نے جب سے یہ سنا ہے، بڑی پریشان ہوں۔

الجواب:۔ سامنے سامان ہو تو نماز میں کوئی حرج نہیں، لوگ بالکل غلط کہتے ہیں۔ البتہ ٹی وی کا گھر میں رکھنا گناہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۸۱) پیشاب کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز پڑھ لی

سوال:۔ ایک شخص کی جیب میں ایک شیشی تھی جس میں پیشاب تھا اسے ٹیسٹ کرانے لے جا رہا تھا، نماز کا وقت ہو گیا تو اس نے بھول سے جیب میں شیشی ہونے کی حالت میں ہی نماز پڑھ لی، شیشی بالکل بند تھی نماز ہو گئی یا لوٹانا ضروری ہے؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں نماز نہیں ہوئی واجب الاعادہ ہے کیونکہ یہ شخص حامل نجاست ہے۔ کتب فقہ میں ہے کہ نجاست لے کر نماز پڑھی تو نہ ہوگی۔ عمدۃ الفقہ میں ہے کہ اگر وہ نجاست اپنے معدن سے الگ ہو تو خواہ وہ کسی چیز میں بند ہو نماز کی مانع ہوگی، پس اگر کسی نے اس حال میں نماز پڑھی کہ اس کی آستین یا جیب میں شیشی ہو جس میں شراب یا پیشاب ہو تو نماز جائز نہ ہوگی، خواہ وہ بھری ہوئی ہو یا نہیں۔ اگر چہ اس شیشی کا منہ بند ہو کیونکہ وہ پیشاب یا شراب اپنے معدن میں نہیں ہے۔ عمدۃ الفقہ (صفحہ ۲/۴۶) (معدن سے مراد جہاں وہ چیز بنے یا پیدا ہو۔) واللہ اعلم۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

باب صلوٰۃ المسافر (مسافر کی نماز)

(۸۲) جہاں نکاح کیا، وہ جگہ وطن اصلی ہے یا نہیں؟

سوال:۔ درمختار میں وطن اصلی میں اس جگہ کو بھی لکھا ہے کہ جہاں نکاح کیا ہو تو کیا وہ شہر مطلقاً اس کا وطن اصلی بنے گا یا اس کا کچھ اور مطلب ہے؟

الجواب:۔ فقہا، وطن اصلی کے یہ معنی لکھتے ہیں کہ وہ وطن قرار ہو یعنی وہاں رہنا مقصود ہو۔ لہذا نکاح کرنے کی جگہ وطن اصلی اس وقت بنتی ہے جب وہاں رہنا مقصود ہو اور اس کی زوجہ وہاں رہتی ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر کسی جگہ سے نکاح کر کے عورت کو لے آئے تو پھر بھی وہ موضع نکاح وطن بن جائے۔ الحاصل یہ کہ جس جگہ اس کی زوجہ رہتی ہے، وہاں اس کو رہنا مقصود ہو تو وہ بھی وطن اصلی ہے اور اگر دو بیویاں دو شہروں میں رہتی ہیں تو دونوں وطن اصلی ہیں۔ کما فی الشامیہ۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۳) عورت شادی کے بعد والدین کے گھر جا کر قصر پڑھے یا نہیں؟

سوال:۔ نکاح کے بعد جب عورت اپنے شوہر کے ہاں چلی جائے اور پھر والدین کے ہاں آئے جو کہ شرعی مسافت سفر کے فاصلے پر رہتے ہوں اور عورت کا ارادہ پندرہ دن سے کم قیام کا ہو تو قصر کرے یا پوری نماز پڑھے؟

الجواب:۔ وہاں پر بھی عورت پوری نماز پڑھے گی کیونکہ وہ بھی اس کا وطن اصلی ہے۔ (چونکہ وطن اصلی وہ ہے جہاں انسان پیدا ہوا ہو یا وہاں شادی کی ہو یا کسی جگہ کو ٹھکانہ بنا

لے۔) (کمافی الدرالمختار) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۴) مسافر کی نماز

سوال:۔ کیا مسافر، اور مقیم کی نماز میں فرق ہے؟ سنتوں اور نفلوں کا بھی ہے یا صرف فرضوں کا ہے؟

الجواب:۔ اگر کوئی عورت یا مرد اپنے اقامت والے شہر سے اڑتالیس میل دور کسی اور جگہ کے سفر کے ارادے سے گھر سے نکلے تو شہر سے باہر نکلتے ہی وہ شرعی طور پر مسافر بن جائیں گے اور اس کے بعد جس نماز کا وقت ہوگا وہ اگر ظہر، عصر یا عشاء کی نماز ہے تو فرض نماز چار رکعت کے بجائے دو رکعت پڑھی جائے گی، اسے قصر کہتے ہیں۔ اور سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر سفر میں چل رہے ہیں تو سنت چھوڑی جاسکتی ہے اور اگر دوسرے شہر پہنچ گئے یا کہیں اطمینان سے ٹھہر گئے تو پڑھ لینا چاہئے لیکن فرصت واطمینان نہیں تو نہ پڑھیں، البتہ وتر نہیں چھوڑی جائے گی۔ لیکن سنتوں کو چھوڑنا بھی درست ہے، مگر مذکورہ تفصیل کے مطابق پڑھ لینا اولیٰ ہے۔

جب مطلوبہ منزل پر پہنچ جائیں تو پھر اگر وہاں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو بدستور مسافر رہیں گے یا کسی قسم کی نیت نہیں کی بلکہ کسی کام سے پہنچے ہیں اور نیت یہ ہے کہ کام ہوتے ہی روانہ ہوجائیں گے تو جب تک کسی نیت کے نتیجے پر نہ پہنچیں گے مسافر ہی رہیں گے اور قصر نماز پڑھیں گے۔

اور اگر پندرہ دن یا پندرہ دن سے زائد ٹھہرنے کی نیت ہو تو مقیم کہلائیں گے اور وہاں کے اصل رہائشی لوگوں کی طرح پوری نماز پڑھیں گے۔ واللہ اعلم۔ (ملخص)

(۸۵) مسافت قصر (قصر نماز پڑھنے کی مسافت) کتنی ہے؟

سوال:۔ کتب فقہ میں باب المسافر میں دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ صحیح مذہب میں تعداد امیال[1] مسافت میں کوئی جزئی نہیں۔ چنانچہ درمختار باب المسافر میں ہے "ولا اعتبار بالفراسخ علی المذہب"، تو اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ جن چھوٹی موٹی کتب میں تعداد امیال لکھی ہیں ہر صاحب نے تخمیناً لکھی ہے اور صحیح تو شتربانوں سے دریافت کرکے عمل کرنا چاہئے کیونکہ کتب فقہ

[1] میل کی جمع امیال

سے خوب واضح ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے دنوں میں صبح صادق ہونے کے وقت اونٹ چلے سیر متوسط (درمیانہ چال) اور عادت کے مطابق آرام سے چلے یعنی راستہ میں پیشاب وغیرہ کرتا چلے اور دوپہر تک جس قدر سفر کر سکے اسی طرح تین روز کی مسافت ہوتو جس قدر ان تین دنوں میں مسافت ہوگی وہ سفر شرعی ہے، مختلف شتر بانوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بعض اندازہ فی یوم چھ کوس، بعض سات کوس، آخری آٹھ کوس بتاتے ہیں، احتیاطاً ہر روز نو کوس کا حساب کر کے مسمی زید لوگوں کو سفر شرعی بتاتا ہے، اس حساب سے کل ستائیس کوس بنتے ہیں، انگریزی میل کے حساب سے فی کوس ڈیڑھ میل یا اس سے زائد ہے۔ زید خود بھی اس پر عمل کرتا ہے اور مستفتی شخص کو بھی کم از کم ستائیس کوس کا حکم دیتا ہے۔

الجواب:۔ یہ صحیح ہے کہ ظاہر الروایۃ میں فرسخ یا میلوں کے ساتھ ساتھ تقدیر نہیں کی گئی ہے بلکہ تین دن کا سفر معتاد مذکور ہے اس لئے یا تو آپ تقدیر نہ کریں اور اگر آپ میلوں یا فراسخ کے ساتھ تقدیر کرتے ہیں تو پھر آپ ہماری تقدیر اور تحقیق کے بجائے متاخرین کی تحقیق اور تقدیر زیادہ صحیح ہے جو کہ ۱۵، ۱۸، ۲۱ فرسخ کے تین قول شامی میں مذکور ہیں۔ بعد میں توجیح اٹھارہ کو دی ہے اس لئے آپ کا فتویٰ صحیح نہیں ہے، آئندہ احتیاط فرمائیں۔ بہشتی زیور میں جو اڑتالیس میل کو مسافت قصر قرار دیا ہے۔ یہ صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

سوال:۔ سفر کے ارادہ سے جب آدمی اپنے شہر کے اسٹیشن پر پہنچ جائے اور نماز کا وقت ہو جائے تو نماز پوری پڑھے یا قصر؟

الجواب:۔ اگر اسٹیشن آبادی کا ہی حصہ ہے تو پوری نماز پڑھیں۔ (فتاویٰ کبیری ج ۱، صفحہ ۴۹۵) (مفتی محمد انور)

باب قضا نمازیں

(۸۶) قضا نمازوں کی ادائیگی

سوال:۔ میری عمر تقریباً ۶۰ برس ہے اور پیشہ کے اعتبار سے ڈاکٹر ہوں، میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں پچھلے کئی برسوں سے نماز قضاء ادا کرتی چلی آرہی ہوں اور یہ قضاء میں ان ایام کی ادا کررہی ہوں جبکہ میں سن بلوغت (۱۲ سال کی عمر) پر پہنچنے کے بعد یعنی اوائل عمر (اسکول اور کالج) کے دوران قضا کرتی رہی ہوں اور یہ عرصہ میری اپنی یاد میں تقریباً ۲۰ تا ۲۵ سال کا ہے، آپ مشورہ دیجئے کہ اس قضا کو کب تک جاری رکھوں؟ کیا قضاء دو فرض ادا کروں یا سنت اور دو فرض؟

الجواب:۔ جتنے سال کی نمازیں اندازاً آپ کے ذمہ ہیں، جب پوری ہو جائے تو قضاء کرنے کا سلسلہ بند کر دیجئے قضاء صرف فرض و وتر کی ہوتی ہے سنت کی نہیں اور قضاء صرف دو فرض کی نہیں ہوتی بلکہ جو نماز قضاء ہوتی ہے اس کی جتنی رکعتیں ہوں ان کو قضاء کہا جاتا ہے۔ یعنی فجر کی دو رکعتیں، ظہر عصر اور عشاء کی چار چار رکعتیں اور مغرب کی تین رکعتیں عشاء کی چار فرض کے ساتھ تین رکعت وتر کی بھی قضاء کی جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۸۷) مہمانوں کے احترام میں نماز قضاء کرنا

سوال:۔ میں ایک استاد ہوں الحمدللہ پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہوں، یوں تو ہمارے کالج میں کچھ اساتذہ ایسے بھی ہیں جو پابندی سے نماز پڑھتے ہیں اور بعض سرے سے پڑھتے ہی نہیں لیکن جو پابندی سے باجماعت نماز پڑھتے ہیں ان میں سے ایک پروفیسر کے پاس چند طالبات

تشریف لائیں تو وہ ان کے احترام میں اس قدر محور ہے کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہم نماز کے لئے اٹھنے لگے تو ہم نے اپنے ساتھی سے کہا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے چلئے نماز پڑھ آئیں تو انہوں نے فرمایا کہ مہمانوں کے احترام میں قضاء کی جا سکتی ہے اور واقعی ہمارے اس ساتھی نے طالبات کے احترام میں نماز قضاء کر دی جبکہ ان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے آج تک با جماعت نماز قضاء نہیں کی کیا مہمانوں کے احترام میں نماز قضاء کرنا صحیح ہے؟

الجواب:۔ نماز کو عین میدان جنگ میں بھی جب دونوں افواج بالمقابل کھڑی ہوں قضاء کرنا صحیح نہیں ورنہ نماز خوف کا حکم نازل نہ ہوتا۔ مہمانوں کے احترام میں نماز قضا کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

باب قضاء الفوائت (فوت شدہ نمازوں کی قضاء کا بیان)

(۸۸) عرصہ دراز کے روزوں اور نماز کی قضاء

سوال:۔ بلوغ کے بعد سے بے شمار روزے اور نمازیں قضاء ہوتے رہے اور ادا نہیں کئے اب روزہ اور نمازوں کی ادائیگی کا خیال ہے، کیا کیا جائے؟

الجواب:۔ جتنے عرصے سے نمازیں اور روزے چھوڑتی آ تی ہیں ان کا اندازہ کر لیجئے اور ذہن میں ایک مقدار مقرر کر لیں جس پر دل مطمئن ہو کہ کم از کم اتنے ضرور ہیں اس کے بعد ادائیگی شروع کر دے اور نیت یہ کر لے کہ یہ فجر کی پہلی قضا نماز ہے یہ دوسری ہے وغیرہ اور اگر اس کو لکھ لیا جائے اور حساب رکھا جائے تو بہت آسانی ہوگی۔ (ملخص)

(۸۹) نماز قصر قضاء ہوئی تو وطن میں آ کر بھی قصر ہی پڑھی جائے گی

سوال:۔ سفر کے دوران قصر نماز قضاء ہو جائے تو کیا گھر آنے کے بعد بھی اسے قصر پڑھا جائے گا یا مکمل؟

الجواب:۔ نماز قصر کی قضاء قصر ہی پڑھنی چاہئے۔ (جیسا کہ فتاویٰ شامی باب قضاء الفوائت میں مذکور ہے۔) (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۹۰) قضاء عمری کا وہ طریقہ جو بعض کتب میں ہے وہ غلط ہے

سوال:۔ کتاب انیس الارواح میں ہے کہ حضرت علیؓ نے رسول اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے

کہ جس شخص کی نمازیں اتنی قضا ہوگئی ہوں کہ اس کو یاد نہ ہوں تو وہ پیر کی رات کو پچاس رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور ایک مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے تو خدا اس کی نمازوں کا کفارہ کرتا ہے یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔احادیث وفقہ سے ثابت ہے کہ جتنی نمازیں قضاء ہوگئی ہوں ان سب کی قضاء کرنی چاہئے اور اگر قضاء نمازیں یاد نہ ہوں کہ کس قدر ہیں تو ان کے بارے میں حکم ہے کہ اندازہ کرے کہ اس قدر نمازیں میرے ذمہ ہیں، اسی قدر قضاء کرے۔ (کمافی الشامیہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

اور مذکورہ روایت اور مسئلہ غلط ہے اس سے قضائیں معاف نہ ہونگی۔

(۹۱) قضاء ادا نہ ہوسکی اور مرض الموت نے آن گھیرا

سوال: ۔ اگر قضاء کرنے کی نوبت نہ آئے کہ مرض الموت میں گرفتار ہوجائے اور فدیہ کی طاقت نہ ہو تو مواخذے سے بری ہونے کی کیا صورت ہے؟

الجواب: ۔فوت شدہ نمازوں کا ادا کرنا یا فدیہ دینا بھی عذاب ساقط ہونے کا موجب ہوسکتا ہے، باقی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے جیسا کہ ارشاد بانی ہے اور اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ جو چاہے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۲) قضاء روزے اور نماز توبہ سے معاف نہیں ہوتے

سوال: ۔ کیا فوت شدہ روزے اور نمازیں توبہ سے معاف ہوجاتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: ۔صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ ان کی قضاء لازم ہے۔فقط (مفتی عزیز الرحمٰن)

نفل نمازیں

(۹۳) نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: ۔ میں نفل اکثر پڑھتی ہوں میں یہ آپ کو سچ بتادوں کہ نماز بہت کم پڑھتی ہوں لیکن جب بھی پڑھتی ہوں تو اس کے ساتھ نفل ضرور پڑھتی ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ میں نفل کھڑے ہوکر

جس طرح فرض اور سنت پڑھتے ہیں اسی طرح پڑھتی تھی، لیکن میری خالہ اور نانی نے کہا کہ نفل ہمیشہ بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور اکثر لوگوں نے کہا کہ نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں مجھے تسلی نہیں ہوئی آپ یہ بتائیں کہ نفل کس طرح پڑھنے چاہئیں؟

الجواب:۔ آپ کی نانی خالہ غلط کہتی ہیں یہ لوگوں کی اپنی ایجاد ہے کہ تمام نمازوں میں وہ پوری نماز کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں مگر نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں، نفل بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ضرور ہے لیکن بیٹھ کر نفل پڑھنے سے ثواب آدھا ملتا ہے اس لئے نفل کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے۔ پنج وقتہ نماز کی پابندی ہر مسلمان کو کرنی چاہئے اس سے کوتاہی کرنا دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے غضب ولعنت کا موجب ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۴) تہجد کی نماز کس عمر میں پڑھنی چاہئے

سوال:۔ میرا سوال ہے کہ کیا تہجد صرف بوڑھے لوگ ہی پڑھ سکتے ہیں اور تہجد کے نفل وغیرہ قضاء نہیں کرنے چاہئیں۔ میری عمر ۴۵ سال سے اوپر ہے میں کبھی تہجد پڑھتی ہوں اور کبھی نہیں پڑھتی۔

الجواب:۔ تہجد پڑھنے کے لئے عمر کی تخصیص نہیں، اللہ تعالیٰ توفیق دے ہر مسلمان کو پڑھنی چاہئے اپنی طرف سے تو اہتمام ہی ہونا چاہئے کہ تہجد کبھی چھوٹنے نہ پائے لیکن اگر کبھی نہ پڑھ سکے تب بھی کوئی گناہ نہیں، ہاں جان بوجھ کر بے ہمتی سے نہ چھوڑے اس سے بے برکتی ہوتی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۵) کیا عورت تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہے؟

سوال:۔ اگر عورت پانچ وقت کی نمازوں کی پابند ہے کیا وہ پانچوں نمازوں میں تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہے اور کیا عصر اور فجر کی نماز سے پہلے تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہے؟

الجواب:۔ عصر اور عشاء سے پہلے پڑھ سکتی ہے، صبح صادق کے بعد سے نماز فجر تک صرف فجر کی سنتیں پڑھی جاتی ہے، دوسرے نوافل درست نہیں۔ سنتوں میں تحیۃ الوضو کی نیت کرنے سے وہ بھی ادا ہوجائے گا اور مغرب سے پہلے پڑھنا اچھا نہیں، کیونکہ اس سے نماز مغرب میں تاخیر

ہو جائے گی اس لئے نماز مغرب سے پہلے بھی تحیۃ الوضو کی نماز نہ پڑھی جائے، بہر حال اس مسئلہ میں مرد عورت کا ایک ہی حکم ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

تراویح اور حفاظت قرآن

سوال:۔ سامرودی صاحب فرماتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح کا ثبوت کسی ضعیف حدیث سے بھی پیش نہیں کیا جا سکتا اور جن کو اللہ تعالیٰ نے دقت نظر عطا فرمائی اور جن کو مالک یوم الدین نے توفیق بخشی ہے کہ وہ حقائق پر زیادہ گہرائی سے نظر ڈالیں وہ بیس رکعت تراویح کا سلسلہ قرآن پاک سے جوڑتے ہیں اور اس کو وعدہ خداوندی "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْن" اور "اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْآنَہٗ" کی تکمیل قرار دیتے ہیں۔ اس بارے میں کچھ تفصیل مطلوب ہے؟

الجواب:۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا آغاز تھا اور آنحضرت ﷺ کی وفات پر چند ماہ گذرے تھے کہ مسلیمہ کذاب سے خون ریزی جنگ ہوئی جس میں کئی ہزار صحابہ شہید ہوئے جن میں سات سو حفاظ قرآن تھے۔ جنگ ختم ہوئی، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح بخشی مسلیمہ کذاب اور اس کی امت کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا، یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان کارنامہ تھا جس کو اسلام کی عظیم الشان تاریخ کی اساس قرار دیا گیا ہے۔ مگر سات سو حفاظ قرآن کی شہادت معمولی بات نہیں تھی آنحضرت ﷺ ہر ایک آیت کو جیسے ہی نازل ہوتی قلمبند کرایا کرتے تھے تمام آیتیں اور سورتیں لکھی ہوئی موجود تھیں مگر یکجا نہیں تھیں، حضرت عمر فاروقؓ کے قلب مبارک میں اللہ تعالیٰ نے یہ احساس پیدا کیا کہ اگر آیات کلام اللہ اور سورتیں یونہی منتشر رہی اور جن کو پورا قرآن پاک یاد ہے وہ ایسے ہی شہید ہوتے رہے تو فتنہ عظیم رونما ہو گا، بہت ممکن ہے معاذ اللہ قرآن شریف کا بہت بڑا حصہ اس طرح ضائع ہو جائے، لہذا ضروری ہے کہ قرآن حکیم صرف سینوں میں نہ رہے بلکہ کتابی شکل میں یکجا جمع ہو جائے۔ یہ ایک عظیم الشان کام تھا وحی الٰہی سے اس کا تعلق تھا جو اسلام کا بنیادی سرمایہ ہے یہ کام سرکاری طور پر پورے اہتمام کے ساتھ ہونا ضروری تھا، لہذا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تجویز پیش کی کہ پورے قرآن پاک کو کتابی شکل میں یکجا ہونا چاہئے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تجویز سنی تو دین میں کوئی نئی بات پیدا کرنے

سے جو نفرت ان کے مقدس قلوب میں جاگزیں تھی، اس کی بنا پر پہلے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے جرح کی:

(ترجمہ) جو کام آنحضرت ﷺ نے نہیں کیا اسے آپ کیسے کر سکتے ہیں؟

عمر فاروق نے فرمایا ھذا واللہ خیر (قسم بخدا یہ کام لامحالہ اچھا ہے۔)

پھر دونوں مقدسین کے درمیان بحث ہوئی اس بحث کی تفصیل تو معلوم نہیں ہے البتہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا جاتا ہے:

(ترجمہ) عمرؓ مجھ سے الٹ پھیر[1] بحث کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس کام کے لئے شرح صدر عطا فرمایا (اللہ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لئے کھول دیا، ذہن کی گنجلک باقی رہی اور میری بھی اس بارے میں وہی رائے ہوگئی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے تھی) ان دونوں حضرات کی رائے متفق ہوئی تو پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کرنے کے لئے طلب فرمایا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وہ مقتدر صحابی تھے کہ آنحضرت ﷺ نے کتابت وحی کی خدمت ان کے سپرد فرما رکھی تھی، ان کی موجودگی میں وحی نازل ہوتی تو یہی قلمبند کیا کرتے تھے، بہت ذہین، صاحب فہم و ذکا اور اپنے کام میں نہایت چست اور مستعد تھے۔ صحابہ کرام کے معتمد تھے، مگر جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان پر واضح کیا کہ ان کو جمع قرآن کی خدمت انجام دینی ہے تو یہی سوال آپ نے بھی کیا:

(ترجمہ) آپ صاحبان وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جو آپ ﷺ نے نہیں کیا؟ اور پھر خود حضرت زید بن ثابتؓ الٹ پھیر بحث کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لئے کھول دیا مجھے شرح صدر ہو گیا جس کے لئے ابوبکر و عمر کو شرح صدر ہو چکا تھا۔

اس کے بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نہایت جانفشانی اور پورے حزم و احتیاط سے یہ خدمت انجام دی اور قرآن حکیم کا نسخہ مرتب کیا جو خلیفہ رسول اللہ ﷺ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی تحویل میں رہا ان کی وفات کے بعد خلیفہ دوم عمر فاروق کی تحویل میں رہا انہوں نے اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ کرا دیا۔ (بخاری شریف، صفحہ ۷۴۰)

اس کے بعد جب حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے دور خلافت میں دیکھا کہ تراویح کی سنت

[1] الٹ پھیر کا مطلب ہے دونوں طرف سے دلیل دینے اور دلیل کا انکار کرنے والی بحث ہوئی۔

جو آنحضرت ﷺ نے قائم فرمائی تھی (دو روز صحابہ کرام کو تراویح پڑھانے کے بعد جماعت سے اجتناب کیا تھا) صحابہ کرام اس پر عمل پیرا ہیں نیز آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی:

(ترجمہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان و یقین رکھتے ہوئے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام کرے اس کے پہلے گناہ سب بخش دیئے جائیں گے۔ (صحاح) پر اس طرح عمل کرتے ہیں کہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو نفلیں پڑھتے ہیں کچھ الگ الگ پڑھتے ہیں اور کچھ جماعت بنا لیتے ہیں، چھوٹی چھوٹی جماعتیں متعدد ہو جاتی ہیں تو آپ نے ارادہ کیا کہ ان سب کی ایک جماعت ہو جائے، اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جن کو لسان رسالت (علی صاحبتھا الصلوٰۃ والسلام) نے اُقرأھم لکتاب اللہ کے مخصوص خطاب کا شرف عطا فرمایا تھا وہ ان کو تراویح پڑھایا کریں تو کنز العمال میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرتِ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان پر اپنا یہ ارادہ اور یہ منصوبہ ظاہر فرمایا تو حضرت ابن کعب، رضی اللہ عنہ نے بھی یہی جرح کی کہ جماعت کی یہ صورت جو آنحضرت ﷺ نے زمانہ میں جاری نہیں رہی آپ اس کو کیسے جاری فرماتے ہیں اس پر بحث ہوئی اور نتیجہ میں حضرت ابی بن کعب کو بھی اسی طرح شرح صدر ہو گیا جیسے سیدنا حضرت عمر فاروق ؓ کو پہلے ہو چکا تھا تب آپ نے حضرت فاروق اعظمؓ کے ارشاد پر عمل شروع کیا۔ (کنز العمال، صفحہ ۲۸۴، ج ۲) اور اس طرح تراویح کی باقاعدہ جماعت ہونے لگی۔

یہ واقعات کا ایک سلسلہ ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں، یہ درحقیقت تکمیل ہے ان وعدوں کی جو قرآن حکیم کی آیتوں میں کیا گیا تھا:

(الف) انا نحن نزلنا الذکرو انا له لحافظون

(ب) اور ولا تحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه و قرآنه

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں:

باید دانست کہ جمع کردن شیخین قرآن عظیم را در مصاحف سبیل حفظ آن شد کر خدا تعالیٰ بر خود لازم ساختہ بود وعدہ آن فرمودہ و فی الحقیقت این جمع فعل حق است و انجاز وعدہ اوست کہ بر دست شیخین ظہور یافت۔ (ازالۃ الخفا، صفحہ ۱۵ ج ۱)

جاننا چاہئے کہ حضرات شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کا قرآن حکیم کو مصاحف میں جمع کرنا قرآن حکیم کے تحفظ کا راستہ اور طریقہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم فرمایا تھا

اور اس کا وعدہ کیا تھا کہ ارشاد ہوا تھا (ہم ہی ہیں اس کے محافظ۔) درحقیقت یہ جمع کرنا حضرت حق جل مجدہ کا فعل اور اپنے وعدہ کو پورا کر دینا تھا جس کا ظہور حضرت شیخین کے دست مبارک پر ہوا۔

دوسری آیت (ب) کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے (نبی ﷺ) سے فرمارہے ہیں آپ اس فکر میں نہ پڑیں کہ جو آیتیں نازل ہو رہی ہیں وہ کس طرح یاد رہیں گی اور یاد رکھنے کی خاطر اپنے ذہن کو حفظ کرنے کی مشقت میں مشغول نہ کریں یہ کام آپ کا نہیں ہے یہ ہمارا کام ہے۔ جس کا ظہور آپ کی تبلیغ (وحی الٰہی کو سنا دینے) کے وقت سے عرصہ بعد ہوگا، آپ کا کام یہ ہے کہ جب حضرت جبریل کی زبانی اس کی تلاوت کی جائے تو آپ کان لگا کر سنتے رہیں، چوں برزبان جبرئیل تلاوت آن کلیم در پے استماع آن باش۔

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس وعدہ خداوندی کی تکمیل کی پہلی منزل تو یہ تھی کہ جیسے ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے آپ وحی الٰہی سنتے تھے بخاطر متمکن سے ذہن میں جم جاتی تھی، چنانچہ بطور خرق عادت (اور بطور معجزہ) یہ ہوتا تھا کہ قرآن پاک یا قرآن پاک کی کسی آیت کے یاد کرنے میں جو مشقت امت کو برداشت کرنی پڑتی ہے کہ بار بار یاد کرتے ہیں جب آیت یاد ہوتی ہے آنحضرت ﷺ کو یاد کرنا در کنار دھرانے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی تھی، خود بخود یاد ہو جاتی تھی۔

دوسری منزل یہ تھی کہ حضرات شیخین کو اس طرح جمع قرآن پر آمادہ کیا یہ ان علینا جمعہ (بے شک ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا (یکجا کرنا کی ذمہ داری کی عملی صورت تھی۔) ازالۃ الخفاء صفحہ ۵۰۔۵۱)

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی کی وہ شخصیت ہے جو تبلیغ قرآن اور اشاعت قرآن کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ اور امت کے درمیان واسطہ بنی۔ آج کسی بھی گروہ اور کسی بھی طبقہ کا مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے تو منت فاروق اعظم بر گردن اوست۔

(ازالۃ الخفا، صفحہ ۲۰۹، ج ۲)

حضرت فاروق اعظمؓ کا احسان عظیم اس کی گردن پر ہے۔ حضرت شاہ صاحب کچھ تفصیل کرنے کے بعد بطور خلاصہ فرماتے ہیں اول کسیکہ داعیہ الٰہیہ در خاطر او ریزش نمود و او ابمنز لہ جارحہ خود ساخت در تمام مراد خویش کہ مضموں وانا لہ لحافظون باشد و نحوائے ان علینا جمعہ وقرآنہ فاروق اعظم است۔

سب سے پہلا شخص جس کے دل میں تقاضا خداوندی کا نزول ہوا (ریزش ہوئی اور جس کو مشیت خداوندی نے "دانا لہ لحافظون" اور "ان علینا جمعہ وقرآنہ" کے منشاء کی تکمیل کے لئے اپنا آلہ اور جارحہ (ظاہری سبب) بنایا وہ فاروق اعظم ہیں۔

حضرت شاہ صاحب جمع قرآن حفاظت اور نشر واشاعت کی ان صورتوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں جو حضرت فاروق اعظم نے اختیار فرمائیں۔ مثلاً قرآن پاک کو کتابی شکل میں مرتب کرنا، ہر ایک آیت کے بارے میں علیحدہ علیحدہ تحقیق و تفتیش، حفظ کلام اللہ کی ترغیب، کلام پاک حفظ کرانے کے لئے اساتذہ کا تقرر وغیرہ انہیں خدمات کا ایک اہم باب وہ ہے جس کو بخاری اور مسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کی سند سے نقل کیا ہے کہ رمضان کی ایک شب کو میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ صحابہ کرام متفرق جماعتوں میں بیٹھے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، کوئی اپنی نماز الگ پڑھ رہا ہے اور کوئی امام بنا ہوا ہے کچھ صحابہ اس کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں اور جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا ان سب کو ایک قاری پر جمع کر دوں تو بہت بہتر اور افضل ہو۔ چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام مقرر فرمایا اور سب کو ایک ساتھ کر دیا۔ فجمعھم علی ابی بن کعب۔
(بخاری شریف، صفحہ ۲۶۹)

یہ وہی تراویح ہیں جن کے لئے سامرودی صاحب حدیث ضعیف کا مطالبہ کر رہے ہیں اور حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آلہ اور جارحہ بنا کر اپنا وعدہ پورا فرمایا ہے۔ غالباً یہی حقیقت تھی جس کو ان بزرگوں نے حضرت صدیق اکبر، فاروق اعظم اور زید بن ثابت (رضی اللہ عنہم) نے اس وقت پیش نظر رکھا جب غور وخوض اور بحث فرما رہے تھے ورنہ کیا مجال تھی عمر فاروق کی کہ وہ کلام اللہ شریف اور نماز یا جماعت کے بارے میں اپنی عقل چلاتے اور من مانی کرتے۔ (معاذ اللہ) کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ۔

گروہ اہل حدیث کے مسلم مقتدیٰ و پیشوا حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی لکھتے ہیں:

صحابہؓ کی یہ عادت تھی کہ بلا حکم، بلا اجازت رسول اللہ ﷺ کے کوئی شرعی اور دینی کام محض اپنی طرف سے قائم و جاری نہیں کرتے تھے۔ (مجموعہ فتاویٰ نذیریہ، صفحہ ۳۵۸۔ ج ۱) واللہ اعلم

نماز تراویح

(۹۷) روزہ اور تراویح کا آپس میں کیا تعلق ہے

سوال:۔ روزہ اور تراویح کا آپس میں کیا تعلق ہے کیا روزہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ تراویح پڑھی جائے؟

الجواب:۔ رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں دن کی عبادت روزہ ہے اور رات کی عبادت تراویح اور حدیث شریف میں دونوں کوادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک کے روزہ کو فرض کیا اور اس میں رات کے قیام کو نفلی عبادت بنایا ہے۔(مشکوۃ، صفحہ ۱۷۳)اس لئے دونوں عبادتیں کرنا ضروری ہیں، روزہ فرض ہے اور تراویح سنت مؤکدہ ہے۔(مفتی یوسف لدھیانوی شہید)

(۹۸) جو شخص روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ بھی تراویح پڑھے

سوال:۔ اگر کوئی شخص بوجہ بیماری رمضان المبارک کے روزہ نہ رکھ سکے تو وہ کیا کرے؟ نیز یہ بھی فرمائیے کہ ایسے شخص کی تراویح کا کیا بنے گا، وہ تراویح پڑھے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ جو شخص بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، تندرست ہونے کے بعد روزوں کی قضا رکھ لیا ور اگر بیماری ایسی ہو کہ اس سے اچھا ہونے کی امید نہیں تو ہر روزے کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار فدیہ دے دیا کرے اور تراویح پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے تراویح ضرور پڑھنی چاہئے۔ تراویح مستقل عبادت ہے، یہ نہیں کہ جو روزہ رکھے وہی تراویح پڑھے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۹) بیس تراویح کا ثبوت صحیح حدیث سے

سوال:۔ بیس تراویح کا ثبوت صحیح حدیث سے بحوالہ تحریر فرمائیں۔

الجواب:۔ موطا امام مالک باب ماجاء فی قیام رمضان میں یزید بن رومان سے روایت ہے

کان یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلث و عشرین رکعة اورامام بیہقی (۲۔۴۹۶) نے حضرت سائب بن یزید صحابیؓ سے بھی بسند صحیح یہ حدیث نقل کی ہے۔

(نصب الرایہ، صفحہ۱۰۴ج ۲)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے بیس تراویح کا معمول چلا آتا ہے اور یہی نصاب خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہے اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرات خلفائے راشدین کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں ہوسکتی کہ وہ دین کے کسی معاملہ میں کسی ایسی بات پر بھی متفق ہوسکتے تھے جو منشائے خداندی اور منشائے نبوی ﷺ کے خلاف ہو، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

اجماع کا لفظ تم نے علماء دین کی زبان سے سنا ہوگا اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی زمانے میں تمام مجتہدین کسی مسئلہ پر اتفاق کریں، بایں طور کہ ایک بھی خارج نہ ہو اس لئے کہ یہ صورت نہ صرف یہ کہ واقع نہیں بلکہ عادتاً ممکن بھی نہیں بلکہ اجماع کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ ذورائے حضرات کے مشورہ سے یا بغیر مشورہ کے کسی چیز کا حکم کرے اور اسے نافذ کرے، یہاں تک کہ وہ شائع ہوجائے اور جہاں میں مستحکم ہوجائے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے بعد کے خلفاء راشدین کی سنت کو۔ (الحدیث) (ازالۃ الخفاء، صفحہ۳۳)

آپ غور فرمائیں گے تو بیس تراویح کے مسئلہ میں یہی صورت پیش آئی کہ خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امت کو بیس تراویح پر جمع کیا اور مسلمانوں نے اس کا التزام کیا، یہاں تک کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے الفاظ میں شائع شدو در عالم ممکن کشت، یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء نے بیس تراویح کو بجاطور پر اجماع سے تعبیر کیا ہے۔ ملک العلماء کاسائی فرماتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کو ماہ رمضان میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدا پر جمع کیا وہ ان کو ہر رات بیس رکعتیں پڑھاتے تھے اور اس پر کسی نے نکیر نہیں کی پس یہ ان کی جانب سے بیس تراویح پر اجماع ہوا۔ (بدائع الصنائع، صفحہ۲۸۸، ج۱)

اور موفق ابن قدامہ الحنبلی (ج ۱۔ صفحہ ۸۰۳) میں فرماتے ہیں۔ وھذا کالا جماع (اور یہ اجماع کی طرح ہے) اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل) بیس تراویح پر متفق ہیں جیسا کہ ان کی کتب فقہ سے واضح ہے۔ ائمہ اربعہ کا اتفاق بجاخود اس بات کی دلیل ہے کہ بیس تراویح کا مسئلہ سلف سے تواتر کے ساتھ منقول چلا آتا ہے۔

اس ناکارہ کی ناقص رائے ہے کہ جو مسائل خلفائے راشدین سے تواتر کے ساتھ منقول ہوں اور جب سے اب تک انہیں امت محمدیہ (علی صاحبھا الف الف صلوٰۃ وسلام) کے تعامل کی حیثیت حاصل ہو، ان کا ثبوت کسی دلیل و برہان کا محتاج نہیں بلکہ ان کی نقل متواتر اور تعامل مسلسل ہی سو ثبوت کا ایک ثبوت ہے۔

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

(۱۰۰) تراویح نماز جیسے مردوں کے ذمہ ہے ویسے ہی عورتوں کے ذمہ بھی ہے

سوال:۔ کیا تراویح کی نماز عورتوں کے لئے ضروری ہے جو عورتیں اس میں کوتاہی کرتی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ تراویح سنت ہے اور تراویح کی نماز جیسے مردوں کے ذمہ ہے ایسے ہی عورتوں کے ذمہ بھی ہے، مگر اکثر عورتیں اس میں کوتاہی اور غفلت کرتی ہیں یہ بہت بری بات ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰۱) عورتوں کا تراویح پڑھنے کا طریقہ

سوال:۔ عورتوں کا تراویح پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ وہ تراویح میں کس طرح قرآن پاک ختم کریں؟

الجواب:۔ کوئی حافظ محرم ہو تو اس سے گھر پر قرآن کریم سن لیا کریں اور اگر نامحرم ہو تو پس پردہ رہ کر سنا کریں۔ اگر گھر پر حافظ کا انتظام نہ ہو سکے تو الم ترکیف سے تراویح پڑھ لیا کریں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰۲) کیا حافظ قرآن عورت عورتوں کی تراویح کی امامت کر سکتی ہے

سوال:۔ عورت اگر حافظ ہو تو کیا وہ تراویح پڑھا سکتی ہے اور عورت کے تراویح پڑھانے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے، اگر کرائیں تو امام آگے کھڑی نہ ہو جیسا کہ امام کا مصلیٰ الگ ہوتا ہے بلکہ صف ہی میں ذرا کو آگے ہو کر کھڑی ہو اور عورت تراویح سنائے تو کسی مرد کو (خواہ اس کا محرم ہو) اس کی نماز میں شریک ہونا جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰۳) صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح معروفہ (صلوٰۃ التسبیح کا بیان) کب پڑھی جائے؟

سوال:۔ صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح معروفہ پندرہ مرتبہ قرأت سے پہلے اور دس مرتبہ قرأت کے بعد ہے۔ جیسا کہ شامی میں منقول ہے اور حدیث میں دوسرے سجدے کے بعد دس مرتبہ پڑھنا وارد ہے۔ احناف کے نزدیک کس پر عمل ہے کہ سجدے کے بعد پڑھے تو تکبیر کہہ کر پھر پڑھ کر کھڑا ہو یا اور کسی طرح کرے؟

الجواب:۔ شامی میں دونوں صورتیں لکھی ہیں اور دونوں منقول ہیں لیکن بہتر صورت وہ ہے جو احادیث مشہورہ کے موافق ہے کہ قرأت کے بعد پندرہ بار اور دوسرے سجدے سے اٹھ کر مبٹھ جائے اور دس بار تسبیح مذکور پڑھے، پھر اٹھے (یہ صورت پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بارے میں ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(جیسا کہ مشکوٰۃ باب صلوٰۃ التسبیح میں وارد ہے۔)

(۱۰۴) صلوٰۃ التسبیح کی تسبیحات ایک جگہ بھول جائے تو کیا دوسری جگہ دوگنی پڑھ سکتے ہیں؟

سوال:۔ صلوٰۃ التسبیح میں اگر کسی موقع کی تسبیح بھول کر دوسرے رکن میں تکبیر کہتے ہوئے چلے جائیں اور اس رکن میں دوگنی تسبیح پڑھ لیں تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ اس میں کچھ حرج نہیں اور سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۵) صلوٰۃ التسبیح کی تسبیح میں زیادتی کرنے کے متعلق

سوال:۔ صلوٰۃ التسبیح کی تسبیح سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے ساتھ لاحول ولا قوۃ

الا باللہ العلی العظیم کی زیادتی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ حدیث کی روایتوں میں محض مذکورہ بالا الفاظ ہی آئے ہیں مگر بعض روایات میں پچھلے الفاظ بھی منقول ہیں، لہذا اپڑھنا چاہے تو پڑھ سکتے ہیں۔ احیاء العلوم میں مذکورہ زیادتی سے پڑھنے کو مستحسن بتلایا ہے۔ (صفحہ ۱/۲۱۴) (مفتی یوسف لدھیانوی)

باب العیدین

(عیدین یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا بیان)

(۱۰۶) عید مبارک کہنے کا حکم

سوال:۔ عید الفطر کے دن عید مبارک کہنا کہیں ثابت ہے یا نہیں، نیز اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ اللہ ہماری اور تمہاری طرف سے قبول کرے کہہ کر عید میں مبارکباد دینا منکر نہیں ہے۔ شامی اسی قول پر تفریع فرماتے ہیں کہ منکر نہیں ہے یعنی مبارکباد دینا۔ الخ۔ محقق ابن امیر الحاج فرماتے ہیں:

زیادہ بہتر یہ بات ہے کہ ایسا کہنا جائز بلکہ فی الجملہ مستحب ہے۔

پھر ابن امیرؒ الحاج نے بہت سے آثار صحابہ پیش کئے ہیں (جس میں ہے کہ صحابہ عید پر اس قسم کے الفاظ سے مبارکباد دیتے تھے) اور بلاد شام و مصر میں عید مبارک علیک کہنا معمول ہے وہ کہتے ہیں اس کو مشروعیت اور استحباب کے ساتھ ملحق کرنا ممکن ہے کیونکہ ان کے درمیان تلازم ہے۔ کیونکہ جس کسی زمانے میں اللہ کے ہاں فرمانبرداری قبول کی جائے وہ زمانہ اس پر برکت والا ہوگا اس کی دلیل یہ ہے کہ مختلف امور کے بارے میں برکت کی دعا وارد ہوئی ہے تو اس سے یہاں بھی دعا کا استحباب اخذ کیا جا سکتا ہے۔ (دیکھئے شامی، صفحہ ۶۱۴/۱)

اس لئے اس کا حکم یہ ہوگا کہ عید مبارک کہنا ضروری نہیں اور ضروری سمجھنا بھی جائز نہیں۔ اس عقیدے کے بغیر کسی کو روزے پورے کرنے کی مبارکباد دے دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبد الستار صاحب)

صلوٰۃ العیدین
(عید کی نماز)

(۱۰۷) تکبیرات تشریق عورتوں کے لئے نہیں

سوال:۔ تکبیرات تشریق عورتوں کے لئے درست ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ امام ابو حنیفہؒ کے مسلک کے مطابق عورتوں کے لئے تکبیرات تشریق کا حکم نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۸) عورتوں کو عید گاہ جانا مکروہ و ممنوع ہے

سوال:۔ مردوں کی طرح عورتوں کو عید گاہ میں نماز کے لئے جانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس زمانے میں بلکہ بہت زمانہ پہلے ہی صحابہ کرامؓ کے زمانے میں عورتوں کا مسجد و عید گاہ جانا ممنوع ہو چکا تھا جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ فقہاء نے بھی اس مسئلے کو وضاحت سے لکھا ہے۔ البتہ بعض فقہاء نے بوڑھی عورتوں کے لئے مسجد وغیرہ جانے کی گنجائش لکھی ہے۔ بعض نے اس کو بھی منع فرمایا ہے (الدر المختار)

نماز کے متفرق مسائل

(۱۰۹) سچے دل سے نماز پڑھنے کی کیا پہچان ہے

سوال:۔ نماز سچے دل سے پڑھنے اور دکھلاوے کی پڑھنے، دونوں کی کیا پہچان ہے؟

الجواب:۔ سچے دل سے نماز پڑھنے کی پہچان یہ ہے کہ جس وقت کوئی دیکھنے والا اور کہنے سننے والا موجود نہ ہو اس وقت بھی نماز کو پورے آداب اور خشوع کے ساتھ پڑھے۔ (جیسا کہ

مجموعہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔) واللہ اعلم۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۱۱۰) رکوع وسجدہ کرنے سے ریح خارج ہوجاتی ہوتو بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:۔ مجھے سخت ریاحی تکلیف ہے، نماز میں جب رکوع اور سجدہ میں جاتی ہوں اور پیٹ پر دباؤ پڑتا ہے تو پیٹ پر دباؤ کی وجہ سے وضوٹوٹ جاتا ہے، میں نماز کس طرح ادا کروں، اس کی بڑی فکر رہتی ہے۔ احقر کی رہنمائی فرمائیں۔

الجواب:۔ پیٹ پر دباؤ پڑنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے تو آپ اس طرح نماز ادا کریں کہ پیٹ پر دباؤ نہ آئے اور وضو کی حفاظت ہوسکے، اگر رکوع اور سجدہ کرنے سے وضوٹوٹ جاتا ہوتو آپ بیٹھ کر رکوع وسجدہ کا اشارہ کر کے نماز ادا کریں۔ سجدہ کا اشارہ رکوع کی بہ نسبت زیادہ جھکا ہوا ہو۔

جیسا کہ درمختار اور طحطاوی علی المراقی میں سلس البول اور زخم والے شخص کے لئے نماز اور رکوع کے سجدہ کے لئے اشارہ اور قدرت قیام ہونے پر قیام اور نہ ہونے پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ (باب صفۃ الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المریض) واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۱۱) فجر کی نماز میں سنت پڑھے بغیر فرض شروع کر دی تو کیا کریں

سوال:۔ فجر کے فرض شروع کرتے وقت یاد آ گیا کہ سنت نہیں پڑھی، ایسی حالت میں فرض توڑ کر سنت نماز پڑھے یا نہیں؟

الجواب:۔ نہیں سنت کے لئے فرض نہ توڑے، بحرالرائق میں ہے کہ اگر فرض نماز میں یاد آ گیا کہ سنت نہیں پڑھی ہے تو سنت کے لئے فرض نہ توڑے۔ (بحرالرائق، صفحہ ۲/۴۸)

(مفتی عبدالرحیم راجپوری)

(۱۱۲) وتر کے بعد کی نفل کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر؟

سوال:۔ وتر کے بعد کی دو رکعت نفل کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے یا بیٹھ کر؟ حضور اکرم ﷺ کا عمل کیا تھا؟ آپ ﷺ کھڑے ہوکر پڑھتے تھے یا بیٹھ کر ادا فرماتے تھے؟

الجواب:۔ وتر کے بعد کی دو رکعت نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیٹھ کر نفل پڑھنے والے کے لئے نصف ثواب ہے اور آنحضرت ﷺ سے دونوں طریقے ثابت ہیں۔

لیکن آپ ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے پر پورا اجر ملتا تھا، یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی کیونکہ اس میں بھی امت کی تعلیم تھی کہ کھڑا ہونا (نفل میں) فرض نہیں ہے امت کو تعلیم دینا نبوت کے واجبات میں سے ہے، لہٰذا آپ ﷺ کے بیٹھ کر نفل پڑھنے میں بھی واجب کی ادائیگی ہے، جس کا ثواب نفل سے زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ مرقاۃ المفاتیح میں علامہ ابن حجر کا قول نقل کیا گیا ہے۔ (صفحہ ۲/۱۲۷) اور ایک حدیث میں خود بزبان رسول ﷺ بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملنا اور ایک صحابی کے سوال پر یہ جواب کہ میں بیٹھ کر پڑھتا ہوں مگر اس معاملے میں عام آدمی کی طرح نہیں ہوں (کیونکہ آپ ﷺ کا عمل شرعی جواز کا بیان تھا کہ بیٹھ کر پڑھا جا سکتا ہے۔ (شامی، صفحہ ۱/۶۵۳)

البتہ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ کوئی متبع سنت اس نیت سے پڑھے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر ادا فرماتے تھے، لہٰذا میں ان کی اتباع میں بیٹھ کر پڑھوں تو عجب نہیں کہ اس کو نیت کے مطابق پورا اجر و ثواب ملے۔ چنانچہ مالا بد منہ میں اسے مستحب کہا گیا ہے لیکن حدیث کے مطابق کھڑے ہو کر پڑھنے سے پورا اور بیٹھ کر آدھا ثواب ملتا ہے۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۱۳) مسجد نبوی و بیت اللہ کی تصویر والی جائے نماز پر نماز پڑھنا

سوال:۔ ایک مصلّٰی (جائے نماز) ایسا ہے کہ اس پر خانہ کعبہ اور مسجد نبوی ﷺ کی تصویر ہوتی ہے ایسے مصلّٰی کے نقوش پر اگر پاؤں پڑ جائے تو شرع میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ کعبہ وغیرہ کا جائے نماز پر جو نقشہ بنا ہوتا ہے چونکہ وہ اصل نہیں ہے اس لئے اس کا احترام (اس جیسا) ضروری نہیں ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں اس کی عظمت ہوتی ہے تو بین واہانت کا خیال بھی نہیں ہوتا اس لئے اگر نادانستہ اس پر پیر پڑ جائے تو گناہ نہ ہوگا، البتہ بہتر یہ ہے کہ ایسے مصلے پر نماز نہ پڑھی جائے کیونکہ نقش و نگار نمازی کی توجہ اپنی طرف کھینچتے ہیں، جیسا کہ بخاری میں حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو لگا ہوا خوبصورت پردہ ہٹانے کا

حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کے بیل بوٹے میری نماز میں عارض ہو کر خلل انداز ہوتے ہیں۔ (بخاری، صفحہ ۱/۵۲) اور آپ ﷺ نے پھول دار چادر بھی اسی وجہ سے پسند نہیں فرمائی۔ (مسلم شریف، صفحہ ۲/۲۰۸) اس حدیث کی شرح میں امام نووی نے لکھا ہے کہ محراب میں اور مسجد کی دیواروں پر نقش و نگار کی کراہت اس لئے ہے کہ یہ چیزیں نمازیوں کے خیالات اور توجہات کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ (نووی شرح مسلم) واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۱۴) مرد اور عورت کے رکوع میں فرق

سوال:۔ عرض ہے کہ مرد اور عورت کے رکوع میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اگر فرق ہے تو بیان فرمائیں؟

الجواب:۔ مرد و عورت کے رکوع میں چند باتوں کا فرق ہے۔

(۱) یہ کہ مرد رکوع میں اتنا جھکے کہ سر، پیٹھ اور سرین برابر ہو جائیں اور عورت تھوڑی مقدار جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں پیٹھ سیدھی نہ کرے۔

(۲) مرد گھٹنے پر انگلیاں کھلی رکھے اور ہاتھ پر زور دیتے ہوئے مضبوطی کے ساتھ گھٹنوں کو پکڑے اور عورت انگلیاں ملا کر ہاتھ گھٹنوں پر رکھ دے اور ہاتھ پر زور نہ دے اور پاؤں جھکے ہوئے رکھے مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ رکھے۔

(۳) مرد اپنے بازوؤں کو پہلو سے بالکل الگ رکھے اور کھل کر رکوع کرے اور عورت اپنے بازوؤں کو پہلو سے خوب ملا لے اور جتنا ہو سکے سکڑ کر رکوع کرے۔ جیسا کہ شامی میں عورت کے رکوع کا طریقہ لکھا ہے کہ وہ معمولی سا جھکے گی اور انگلیاں نہیں کھولے گی اور گھٹنوں پر ہاتھ کو محض رکھ دے گی اور گھٹنوں کو خم دے اور بازوؤں کو پہلو سے جدا نہ کرے گی الخ۔ اسی طرح عالمگیری میں بھی بڑی تفصیل سے اسے بیان کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۱۵) مریضہ اور مریض کی نماز بحالت نجاست

سوال:۔ وہ بیمار جو بستر پر ہو چلنے پھرنے سے معذور ہو، اس کا جسم اور کپڑے ناپاک رہتے ہوں کیا وہ ایسی ناپاکی کے ساتھ بستر پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ ہر نماز کے لئے پاکی حاصل کرنا

مشکل ہے، اس میں کوئی گنجائش ہو تو تحریر فرمائیں، نیز کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نہ تو خود استنجاء کی طاقت ہوتی ہے نہ کوئی استنجاء کرانے والا ہوتا ہے تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جسم اور کپڑے پاک کرنے کی صورت نہ ہو تو ایسی بیماری کی حالت میں بھی نماز ادا کرے چھوڑے نہیں، انشاء اللہ ادا ہو جائے گی، اسی طرح اگر ایسا شخص جس کے لئے ستر دیکھنا جائز نہیں ہے اور خود استنجا کرنے سے بالکل عاجز ہے تو ایسے وقت میں استنجاء ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی حالت میں نماز پڑھے۔ نماز قضاء نہ کرے (طحطاوی علی مراقی)

بہشتی زیور میں ہے کہ فالج گرا اور ایسی بیماری ہوگئی کہ پانی سے استنجاء نہیں کر سکتی تو کپڑے یا ڈھیلے سے پوچھ ڈالے اور اسی طرح نماز پڑھے اگر خود تیمم نہ کر سکے تو کوئی دوسرا کرا دے۔ اگر ڈھیلے یا کپڑے سے پونچھنے کی طاقت نہیں تو بھی نماز قضاء نہ کرے۔ کسی اور کو اس کا بدن دیکھنا اور پونچھنا درست نہیں، نہ ماں، نہ باپ، نہ لڑکا نہ لڑکی۔ البتہ بیوی کا میاں اور میاں کا بیوی کا بدن دیکھنا درست ہے۔ اس کے سوا کسی کو نہیں۔ واللہ اعلم۔

(۱۱۶) حالت سفر میں سنتوں کا حکم

سوال:۔ چند روز ہوئے ٹرین میں، میں نے مغرب کی نماز با جماعت پڑھی، بعد میں، میں نے سنت اور نفل پڑھی اس لئے کہ سہولت تھی بعض ساتھیوں کا کہنا ہے کہ سفر میں سنت نفل کے درجے میں ہے اور نفل پڑھنے کی ضرورت نہیں، میں نے کہا کہ سفر میں صرف فرض نمازوں کا قصر ہے، باقی سنت اور نفل اگر موقع ہو تو پوری پڑھنی چاہئے۔ آپ تحریر فرمائیں کہ سفر میں سنت اور نوافل کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ سنتوں میں قصر نہیں ہے، جب اطمینان کی حالت ہو جلدی نہ ہو اور ساتھیوں سے الگ ہونے کا ڈر بھی نہیں ہو اور ساتھیوں کو انتظار کی زحمت بھی نہ ہو تو مؤکدہ سنتیں خصوصاً فجر اور مغرب کی سنت نہ چھوڑے، ہاں اگر اطمینان نہ ہو تو نہ پڑھے۔ بعض کے نزدیک اطمینان ہو تب بھی مؤکدہ سنتیں ترک کرنا جائز ہے، لیکن مختار یہ ہے کہ نہ چھوڑے۔ عالمگیری میں ہے کہ:

محیط سرخسی میں ہے کہ سنت میں قصر نہیں ہے الخ۔ اور بعض فقہا نے مسافروں کے لئے سنت چھوڑنے کو جائز کہا ہے، مختار قول یہ ہے کہ خوف کی حالت میں نہ پڑھے، سکون اور امن کی

حالت میں پڑھے۔ یہ سب وجیز الکردی میں مذکور ہے۔(ایضاً فتاویٰ شامی)اور رسائل الارکان میں ہے کہ تمام سنتیں پڑھے،سوائے سفر میں چلنے کی حالت میں ۔الخ ۔واللہ اعلم۔
(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۱۷) نماز میں پیروں کے درمیان فاصلہ اور انگوٹھے کا زمین سے لگا رہنا

سوال:۔ جب ہم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوں تو کیا ہمارے پیروں کے درمیان کا فاصلہ چار انگلی کا ہونا چاہئے یا اس سے زیادہ۔اور کیا سیدھے پیر کا انگوٹھا زمین سے لگے رہنا چاہئے یا نہیں ،جبکہ بہت سے لوگ ایک ایک فٹ کا درمیان میں فاصلہ رکھتے ہیں اور پیر کا انگوٹھا بھی ایک جگہ نہیں رکھتے تو کیا یہ دونوں طریقے صحیح ہیں؟

الجواب:۔ دونوں پاؤں کی ایڑیوں کے درمیان چار انگشت کے قریب فاصلہ مستحب لکھا ہے، پاؤں کا انگوٹھا اگر اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو اس سے نماز مکروہ نہیں ہوتی مگر بلاضرورت ایسا نہ کرنا چاہئے ۔ بمجبوری عورت فاصلہ رکھ لے تو قباحت نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)
(یہی حکم مردوں کے لئے بھی ہے۔مرتب)

(۱۱۸) کیا رفع یدین ضروری ہے؟

سوال:۔ ہمارے پڑوس میں کچھ لوگ رہتے ہیں،وہ کہتے ہیں کہ بغیر رفع یدین کے تمہاری نماز بالکل نہیں ہوتی اور (سنن الکبریٰ بیہقی) سے حدیث پیش کرتے ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے وصال تک رفع یدین کیا جبکہ ہم رفع یدین نہیں کرتے ،ہمارے پاس کوئی بھی عالم نہیں جس سے ہم یہ مسئلہ پوچھ سکیں۔مہربانی فرما کر آپ اس مسئلے کی مکمل وضاحت فرمائیں؟

الجواب:۔ آنحضرت ﷺ سے ترک رفع یدین بھی ثابت ہے، ہمارے امام ابوحنیفہؒ اور بہت سے ائمہ دین نے اسی کو اختیار کیا ہے جو حضرات رفع یدین کے قائل ہیں وہ بھی اس کو مستحب اور افضل ہی فرماتے ہیں ،فرض واجب نہیں کہتے ۔اس لئے یہ کہنا کہ رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی خالص جہالت ہے۔سنن کبریٰ کی جس روایت کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ حد درجہ کمزور ہے، بلکہ بعض محدثین نے اس کو موضوع (من گھڑت) کہا ہے۔(دیکھئے حاشیہ نصب الرایہ،صفحہ ۴۱۰،

ج ۱) (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۱۱۹) پیر کھول کر عورت کی نماز ہوگی یا نہیں؟

سوال:۔ کتاب صلوٰۃ الرحمٰن میں لکھا ہے کہ نماز کے اندر اگر عورت کے پیر کا چوتھائی حصہ کھل جائے تو نماز ہوگی، عورتوں کو موزے پہن کر نماز پڑھنا چاہئے؟ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ درمختار میں لکھا ہے کہ معتمد یہ ہے کہ عورت کے دونوں پیر ستر نہیں ہیں، ان کے کھلنے سے نماز میں فرق نہیں آتا، اور صلوٰۃ الرحمٰن میں جو لکھا ہے یہ بھی ایک قول ہے۔ مراد اس سے پیر کا باطنی حصہ ہے (جو شلوار وغیرہ میں چھپا ہوتا ہے) نہ کہ ظاہری حصہ۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۰) ساڑھی میں نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال:۔ عورتوں کی نماز ساڑھی یا لہنگے میں درست ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر ان لوگوں کے ہاں اسے پہننے کا رواج ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے نماز ہو جاتی ہے البتہ اتنا ضروری ہے کہ ستر مکمل ڈھکا ہو۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۱) کپڑے کی موٹائی کیا ہونی چاہئے

سوال:۔ کپڑے کی موٹائی میں کیا شرط ہے، اگر بدن جھلکتا ہو مگر جلد کا رنگ معلوم نہ ہوتا ہو تو نماز درست ہے یا نہیں، اگر رنگت یا کسی اور وجہ سے معلوم نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جب جلد کا رنگ معلوم نہ ہو تو اس میں ستر ثابت ہے اور ایسے کپڑے میں نماز صحیح ہے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۲) زبان سے نماز کی نیت کرنا

سوال:۔ کیا زبان سے نیت کرنا نماز کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے یا صرف دل میں نیت کرنا کافی ہے یا زبان سے نیت کرنا بدعت ہے؟

الجواب:۔ دل سے نیت کرنا نماز کے صحیح ہونے کے لئے کافی ہے۔(زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں)اور بدعت بھی نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۳)فرض نماز بیوی کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہے یانہیں؟

سوال:۔ اپنی بیوی کے ساتھ فرض نماز پڑھ سکتا ہے یانہیں؟

الجواب:۔ پڑھ سکتا ہے، اگر اکٹھے پڑھیں تو بیوی کو پیچھے کھڑا کر کے پڑھیں۔ کیونکہ شامیہ میں ہے کہ اگر عورت شوہر کے ساتھ گھر میں نماز پڑھے تو اگر اس کے پاؤں شوہر کے پاؤں کے برابر ہوں تو نماز نہ ہوگی اگر اس کے پاؤں شوہر کے پاؤں کے پیچھے ہوں یا وہ شوہر سے پیچھے ہوکر اقتداء کرے تو نماز درست ہوجائے گی۔ الخ۔ (مفتی عزیز الرحمٰن ۔ مفتی ظفر الدین)

(۱۲۴) گھر میں مرد کی عورتوں کے ساتھ جماعت اور اس کا ثواب

سوال:۔ گھر میں عورتوں کے ساتھ جماعت کرنا جائز ہے یانہیں۔ بہشتی زیور کے حصہ ۱۱ میں ہے کہ مرد کو صرف عورتوں کی امامت ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم عورت مثل ماں، بہن کے ہو، اگر کوئی مرد یا محرم عورت ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ بعض آدمی ایسی جماعت کو سنت سمجھ کر اپنی بیوی یا محرم کے ساتھ جماعت کرلیں تو ترک جماعت کی وعید سے خلاصی ہوسکتی ہے یا نہیں اور اگر گھر میں جماعت سنت ہوتی تو ایک حدیث میں جو اسباب اور گھروں کے جلا دینے کا رسول اللہ ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا، یہ کیوں تھا؟ الغرض بعض آدمی گھر میں جماعت کو سنت مؤکدہ سمجھ کر ادا کرتے ہیں تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کی جماعت تنہا مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا عورتیں جماعت نہ کریں یعنی اس طرح کہ امام بھی عورت ہو تو جماعت نہ کریں۔ الدر المختار باب الامامۃ میں ہے کہ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے، جیسا کہ مرد کو صرف عورتوں کی جماعت کرنا کہ جس میں کوئی مرد یا اس کی محرم عورتیں نہ ہوں الخ۔ لہٰذا اگر مسجد میں جماعت نہ ملے تو ایسا کرنے سے (محرم خواتین کے ساتھ بیوی کے ساتھ نماز ادا کر لینے سے) ترک جماعت کی وعید سے خلاصی ہوسکتی ہے۔

الغرض اصل یہ ہے کہ جماعت میں مسجد میں جا کر شریک ہو اگر کبھی اتفاق سے مسجد میں جماعت نہ ملے تو گھر پر عورتوں بچوں کو شامل کر کے جماعت کر لے، جیسا کہ درمختار میں ہے اور گھروں کو جلا دینے کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مردوں کو بلا عذر گھر پر جماعت نہیں کرنی چاہئے بلکہ مسجد میں آئیں اور جماعت میں شریک ہوں۔ اگر کبھی اتفاق سے جماعت نہ ملے تو بصورت مذکور گھر میں جماعت کرلیں۔

یہ نہیں ہے کہ مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھروں پر جماعت کرنا سنت ہے، ایسا نہیں ہے۔ چنانچہ شامی نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ ایک قوم میں صلح کرانے تشریف لے گئے تھے مسجد میں آئے تو جماعت ہو چکی تھی اس وقت آپ نے اپنے مکان پر اہل وعیال کو جمع کر کے نماز باجماعت ادا فرمائی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ گھر پر جماعت کرنا ایسی حالت میں ہے کہ مسجد میں جماعت نہ مل سکے۔ فقط۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۵) ازواج مطہرات مسجد کی جماعت میں شریک ہوتی تھیں یا نہیں؟

سوال: ۔ ازواج مطہرات اور خواص صحابہ کی مستورات پنجوقتہ جماعت اور جمعہ وعیدین میں شرکت کرتی تھیں یا نہیں؟

الجواب: ۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں نماز پنجگانہ و جمعہ وعیدین میں حاضر ہوتی تھیں، مگر ایسے نہیں کہ جس طرح مرد حضرات پابندی سے حاضر ہوتے تھے حتی کہ آیت حجاب نازل ہونے کے بعد اس میں زیادہ تنگی ہوئی۔ حتی کہ بعد میں حضرت عمرؓ نے عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا تو عورتوں نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں شکایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اجازت عطا فرمائی تھی اور حضرت عمرؓ منع فرماتے ہیں۔ تو حضرت عائشہؓ نے عورتوں کی حمایت نہ کی بلکہ حضرت عمرؓ کی تائید فرمائی اور گویا ہوئیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی حالت کا مشاہدہ فرماتے کہ جواب ان کی حالت ہے تو ضرور ان کو منع فرما دیتے۔ (مسلم باب خروج النساء الی المساجد)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۶) نماز کی حالت میں وساوس آئیں ان کا علاج

سوال: ۔آج کل عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ جتنے لوگ بھی نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں ان کے دماغ میں قسم قسم کے خیالات آتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ ان کو دور کرنے کی بہت کوشش کرتے ہیں مگر ناکام ہوتے ہیں تو ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔خطرات کا دل میں آنا انسانی اختیار سے باہر ہے لہذا اس سے نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا ،البتہ خطرہ کو خود قائم کرنا اور دل میں لانا اور اس سے دلچسپی لینا بے شک برا ہے۔ ایک صحابیؓ نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی تھی تو فرمایا کہ تم ان خطرات کی طرف مطلق التفات نہ کرو اور اپنی نماز میں لگے رہو، لہذا اگر خطرہ آجائے تو اس کی طرف توجہ نہ کی جائے بلکہ نماز میں قرأت اور تصحیح حروف کی طرف اپنی توجہ منعطف کرے، خطرہ کی وجہ سے اپنی نماز کو بیکار سمجھ اور چھوڑ بیٹھے تو شیطان اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔ حضرت عثمان بن ابی عاصؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ شیطان نماز میں آکر مجھے حائل ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ پڑھنے میں بھی شک ڈال دیتا ہے، ایسے موقع پر کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس شیطان کا نام خنزب ہے، تم جانو کہ وہ آگیا ہے تو خدا سے پناہ چاہو اور تین مرتبہ بائیں طرف یعنی قلب کی جانب تھتکار دو۔ حضرت عثمان بن عاصؓ نے فرمایا کہ میں نے ایسا کیا تو الحمد للہ اس عمل کی برکت سے حق تعالیٰ نے اس وسوسہ کو دفع کیا؟ **عن عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ قال قلت یارسول اللہ ان شیطان قد حال بینی وبین صلوتی۔الخ۔** (رواہ مسلم ،مشکوۃ شریف ،صفحہ ۱۹) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

نماز استخارہ

(۱۲۷) نماز استخارہ کی اہمیت ،اس کی دعا اور طریقہ

سوال: ۔نماز استخارہ کا کیا طریقہ ہے کیا استخارہ حدیث سے ثابت ہے۔۔استخارہ کتنے دنوں تک کرنا چاہئے اور استخارہ میں دل کی میلان کافی ہے یا خواب میں کچھ دیکھنا ضروری ہے؟

الجواب:۔ جی ہاں جب کسی کام کا ارادہ ہو تو استخارہ کرنا حدیث سے ثابت ہے اور حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔ بہشتی زیور میں ہے۔

(مسئلہ) جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ میاں سے صلاح لے لے اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے، کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا کوئی اور کام کرے تو بے استخارہ نہ کرے تو انشاء اللہ کبھی اپنے کئے پر پشیمان نہ ہوگا۔ (بہشتی زیور، صفحہ ۳۷۔ دوسرا حصہ استخارہ کا بیان)

حدیث میں ہے:

(ترجمہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام کاموں میں ہمیں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے، جس طرح ہمیں قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز فرض کے علاوہ پڑھے۔ پھر یہ دعا پڑھے **اللھم انی اَستَخِیرُکَ بِعِلمِکَ وَاَستَقدِرُکَ بِقُدرَتِکَ وَاَسئَلُکَ مِن فَضلِکَ العَظِیمِ الخ**

(ترجمہ) اے اللہ میں آپ سے خیر چاہتا ہوں بوجہ آپ کے علم کے اور آپ سے قدرت طلب کرتا ہوں بوجہ آپ کی قدرت کے اور مانگتا ہوں میں آپ کے بڑے فضل میں سے، کیونکہ آپ قادر ہیں اور میں قادر نہیں ہوں اور آپ عالم ہے میں عالم نہیں ہوں۔ اے اللہ اگر آپ کے علم میں ہو کہ یہ کام (جس کام کے لئے استخارہ کر رہا ہو اس کا دھیان کرے) میرے لئے بہتر ہے، میرے دین میں اور میرے معاش میں اور میرا انجام کار میں تو اس کو میرے لئے تجویز کر دیجئے اور اس کو میرے لئے آسان کر دیجئے۔ پھر برکت دیجئے اس میں میرے لئے اور اگر آپ کے علم میں ہو کہ یہ کام میرے لئے برا ہے، میرے دین میں اور میری معاش میں اور میرے انجام کار میں تو اس کو مجھ سے ہٹا دیجئے اور مجھ کو اس سے ہٹا دیجئے اور مجھے بھلائی (خیر) نصیب کر دیجئے۔ جہاں کہیں بھی ہو پھر مجھ کو اس پر راضی رکھئے۔ (ترمذی شریف، صفحہ ۶۳، ج ۱۔ باب جاء فی صلوٰۃ استخارہ) (شامی، صفحہ ۶۴۲ ج ۱۔ مطلب فی رکعت الاستخارہ باب الوتر والنوافل، بہشتی زیور دوسرا حصہ، صفحہ ۳۷)

اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور شرح صدر نہ ہو تو دوسرے دن پھر یہی عمل کرے اس

طرح سات دن تک کرے۔ ان شاء اللہ اس کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائے گی۔ خواب دیکھنا ضروری نہیں ہے، اصل چیز دل کا میلان ہے، اگرچہ گاہے خواب کے ذریعہ بھی رہنمائی ہو جاتی ہے۔ اگر کسی وجہ سے نماز پڑھنا متعذر (مشکل) ہو تو صرف مذکورہ دعا پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ نماز استخارہ میں پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ پہلی رکعت میں یہ زیادہ کرے وربک یخلق مایشاء ویختار وما کان لھم الخیرۃ سبحان اللہ تعالیٰ عما یشرکون وربک یعلم ماتکن صدورھم وما یعلنون (سورہ قصص) کے ساتویں رکوع کی آٹھویں اور نویں آیت پارہ۔۲۰ اور دوسری رکعت میں (یہ زیادہ کرے وما کان لمومن ولامؤمنۃ۔ الخ (پارہ۲۲، سورہ احزاب آیت ۲۶)

شامی میں ہے۔ وفی الحلیۃ و یستحب افتتاح ھذا الدعاء و ختمہ بالحمدلۃ والصلوٰۃ وفی الاذکار انہ یقرأ فی الرکعۃ الاولیٰ الکافرون وفی الثانیۃ الاخلاص الخ (شامی، صفحہ ۶۴۲۔۶۴۳ ج ۱) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۲۸) عورتوں کا مسجد میں آ کر نماز پڑھنا

سوال:۔ بعض جگہوں پر متولی امام عالم یا مسلمان مسجد میں عورتوں کے لئے فرض یا تراویح کی جماعت کا انتظام کرتے ہیں اور بعض اوقات رات کو یا دن کو محرم کے ساتھ یا بلا محرم کے دور دراز سے عورتیں مسجد میں آ کر جماعت سے الگ جگہ میں نماز پڑھتی ہیں، وہ استدلال کرتے ہیں کہ مکہ میں مسجد حرام میں عورتیں اور مرد ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عورتیں مسجد میں جماعت سے نماز پڑھتے تھیں، مذکورہ حقیقت صحیح ہے تو کیوں نہیں آتیں؟ بحوالہ کتب جواب عنایت کریں؟

الجواب:۔ عورتوں کے لئے جہاں تک ممکن ہو مخفی مقام پر اور چھپ کر نماز پڑھنے میں زیادہ فضیلت اور ثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون بیت (کمرہ) میں نماز پڑھے یہ صحن کی نماز سے بہتر ہے۔ (بخاری) اور کمرہ کے اندر چھوٹی کوٹھری میں نماز پڑھے یہ کمرہ کی نماز سے بہتر ہے۔) (ابوداؤد، صفحہ ۹۱ ج ۱)

ایک حدیث میں ہے کہ عورتوں کو جماعت سے نماز پڑھنے کے بجائے اکیلے نماز پڑھنے میں پچیس درجہ زیادہ ثواب ملتا ہے (مسند الفردوس)

بیشک آنحضرت ﷺ کے دور مبارک میں خواتین کو مسجد میں حاضر ہونے اور نماز پڑھنے کی اجازت تھی کیونکہ خود رحمۃ للعالمین ﷺ موجود تھے، تعلیمات کا سلسلہ جاری تھا احکام نازل ہو رہے تھے۔ وہ دور مقدس تھا جس کو خیر القرون فرمایا گیا ہے، یہ دور ختم ہونے لگا تو خرابیاں پیدا ہونے لگیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع فرمایا اس کی شکایت حضرت عائشہؓ سے کی گئی تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر آنحضرت ﷺ یہ حالت دیکھتے جو حضرت عمرؓ نے دیکھی ہے تو عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔
(ابوداؤد، صفحہ ۹۱ ج۱)

ان وجوہات کی بنا پر حضرات فقہاء کرام نے بھی فتویٰ دیا کہ عورتوں کو مسجد میں جانا مکروہ ہے خواہ پنجوقتہ نمازوں کی جماعت کے لئے جائیں یا جمعہ اور عیدین کی نماز کی لئے یا مجلس وعظ میں شرکت کرنے کے لئے جائیں۔ (یہ تمام تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے) (دیکھئے در مختار، طحطاوی، صفحہ ۳۸۳۔۳۸۴، ج۱)

اور یہ حکم عام ہے۔ حرم شریف ہو یا مسجد نبوی ہو، ہندوستان ہو یا عربستان، سب کے لئے یہی حکم ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(۱۲۹) فرض نماز ذمہ باقی رکھ کر نوافل میں مشغول ہونا

سوال:۔ اگر کسی کے ذمہ فرض نماز چند سال کی ادا کرنا باقی ہو اور وہ شخص فرض نماز ادا نہ کرتا ہو بلکہ نوافل پڑھتا ہو تو اس کو نفل نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ فرائض مانند اصل (جڑ بنیاد) کے ہیں اور نوافل مثل شاخوں کے، جس طرح شاخیں بدوں اصل (جڑ) کے قائم نہیں رہ سکتیں نوافل بھی بلا فرائض کے بے سہارا اور بے حقیقت ہیں اور جس طرح شاخوں سے جڑ کو رونق حاصل ہوتی ہے نوافل بھی فرائض کے ساتھ نور علی نور کے درجہ میں ہیں چنانچہ حدیث قدسی میں ہے۔ **وما تقرب الیّ عبد بشئی احب الخ** (یعنی) اور میرا بندہ میری پسندیدہ چیزوں (عملوں) میں سے کسی بھی چیز (عمل) کے ذریعہ مجھ

سے اس قدر قریب نہیں ہوتا جس قدر ان چیزوں کی ادائیگی کے ذریعہ قریب ہوتا ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مجھے محبوب ہو جاتا ہے اور جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہے ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کے سوال کو پورا کر دوں اور جو مانگے اسے دے دوں اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے تو اسے آفات و بلیات سے پناہ دوں۔ (بخاری شریف)

اگر فرائض کی کمی ہوگی اور ان میں کچھ قصور ہوگا تو نوافل کے ذریعہ پوری کی جائے گی جیسا کہ حدیث میں ہے۔ یعنی اگر کسی بندہ کے فرض نمازوں میں کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے دیکھو میرے بندہ کے پاس نوافل بھی ہیں اگر ہوں گے تو ان کے ذریعہ فرض نمازوں کی کمی پوری کر دی جائے گی۔

پھر اس کے بعد باقی اعمال روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کا بھی اسی طریقہ پر حساب ہوگا۔ یعنی فرضوں کی کمی اور خامی نفلی چیزوں سے پوری کی جائے گی۔ (مشکوٰۃ)

بہر حال سب سے زیادہ حق تعالیٰ کا قرب اور نزدیکی بندہ کو فرائض کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے، نوافل دوسرے درجہ میں ہے اور فرائض کے ساتھ مفید ہوں گے بلا فرائض کے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں نوافل در جنب فرائض ہیچ اعتبار نیست اداۓ فرض از فرائض در وقتے از اوقات بہ از اداۓ نوافل ہزار سالہ است اگر بنیت خالص اداشود ہر نفلیکہ باشد از صلوٰۃ وصوم وفکر وذکر وامثال انہا الخ۔ یعنی وہ عمل جس سے بارگاہ الٰہی میں قرب حاصل ہوتا ہے فرض ہیں یا نفل فرضوں کے مقابلہ میں نفلوں کا کچھ اعتبار نہیں ایک فرض کا ادا کرنا ہزار سالہ نفلوں کے ادا کرنے سے بہتر ہے اگر چہ وہ ہزار سالہ نفل خالص نیت سے ادا کئے جائیں، خواہ نوافل از قسم روزہ وذکر وفکر وغیرہ ہوں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ کہ تمام شب جاگے اور صبح کی نماز با جماعت چھوٹ جائے اس سے بہتر ہے کہ تمام شب سو جائے اور فجر کی نماز با جماعت ادا کرے۔

زکوٰۃ کی نیت سے ایک دانہ (۴ رتی) کا دینا بہتر ہے اس سونے کے پہاڑ سے جو بطریق صدقہ ونافلہ دیا گیا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی، صفحہ ۳۴، ج ۱)

حضرت امام ربانی مزید فرماتے ہیں درآدائے فرض اہتمام تمام باید نمود و در حل و حرمت احتیاط باید مرمود و عبادات نافلہ در جنب عبادات فرائض کالمطروح فی الطریق اند داز اعتبار ساقط اند اکثر مردم این وقت در ترویج نوافل اند و در تخریب فرائض در ایتان نوافل عبادات اہتمام در اند و فرائض را خوار و بے اعتبار شمرند الخ۔

یعنی خاص کر ادائے فرض اور حل و حرمت میں بڑی احتیاط بجالانی چاہئے اور عبادات فرائض کے مقابلہ میں عبادات نوافل ایسے ہیں جیسے راستے کی گری پڑی چیز جس کی کوئی عظمت نہیں ہوتی ،مگر اس زمانہ میں اگر لوگ نفلوں کو رواج دیتے ہیں اور فرائض کو خوار اور بے اعتبار جانتے ہیں، لہذا جس کے ذمہ فرض نمازوں کی قضا ہے ان کو لازم ہے کہ اس کی ادائیگی کی فکر کریں اور نفلوں کے بجائے قضا نمازیں پڑھ لیا کریں کہ قیامت میں فرضوں کے بارے میں سوال ہوگا ہاں فرضوں کی کامل مکمل ادائیگی کرتے ہوئے جس قدر بھی نوافل ادا کئے جائیں بہتر ہوگا۔ جو لوگ فرض کے ساتھ نوافل پڑھتے رہتے ہیں اللہ پاک کی بارگاہ میں نزدیک ہو جاتے ہیں اور ان کی طبائع واعضاء وجوارح ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان وغیرہ نیکیوں سے مانوس ہو جاتے ہیں اور گناہ کے کام چھوٹتے چلے جاتے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے نامہ اعمال میں فرائض کے ساتھ نوافل کا بھی ذخیرہ ہے۔ جس طرح نوافل بلا فرائض مقبول نہیں اسی طرح فرائض میں سے بعض کا ادا کر لینا کافی نہیں ہے تاوقتیکہ سب ہی کو ادا کرے۔ حدیث نبوی ﷺ میں ہے۔

(ترجمہ) یعنی چار چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض قرار دیا ہے، جو شخص ان چار میں سے تین ادا کرے وہ اس کے لئے کچھ مفید نہیں ہو سکتیں تاوقتیکہ سب نہ کرے۔ نماز اور زکوٰۃ اور صوم رمضان اور حج بیت اللہ۔ (مسند احمد)

یہ اس لئے کہ جس مسلمان پر حق تعالیٰ نے جتنی چیزیں فرض کی ہیں ان فرضوں پر اسلام کا قصر (محل) قائم ہے۔ ان فرضوں میں سے ایک بھی چھوڑنے سے دین کا محل خطرے میں پڑ جاتا ہے، جس طرح محل کے بعض ستون گر جانے سے دوسرے ستون بھی متزلزل ہو جاتے ہیں اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا من لم یزک فلا صلوٰۃ لہ یعنی جو شخص زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب

(۱۳۰) دو پیسے کے بدلے سات سو نماز کے ثواب کا وضع ہونا

سوال:۔ تبلیغی جماعت والے عام طور پر بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن دو پیسے ناحق لئے ہوئے کے بدلے سات سو مقبول نمازوں کا ثواب لے لیا جائے گا، کیا ان کی یہ بات درست ہے اور دو پیسے سے مراد کون سے پیسے ہیں۔

الجواب:۔ کتب فقہ میں ''دانق'' ذکر ہے کہ ایک دانق کے بدلے سات سو جماعت سے پڑھی ہوئی نمازوں کا ثواب وضع کرلیا جائے گا اور علامہ قشیریؒ نے سات سو مقبول نماز کا لکھا ہے۔

دانق تقریباً سات رتی کا ہوتا ہے تو گویا سات رتی چاندی کے برابر ناحق لی ہوئی مالیت کے بدلے سات سو مقبول نماز کا ثواب وضع کرلیا جائے گا کسی زمانے میں جب کہ چاندی سستی ہوگی تو ہوسکتا ہے کہ اتنی چاندی اس وقت کے روپے کے بدلے میں آجاتی ہو اس لئے دو پیسے مشہور ہوگئے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضرور اتنا ہی ثواب وضع کیا جائے گا، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اپنی رحمت سے مظلوم کو اپنے پاس سے دے کر ظالم کو معاف کردیں گے۔ واللہ اعلم۔
(فتاوی شامی، ج۱، صفحہ ۳۲۲)

(۱۳۱) نماز میں وساوس سے بچنے کی ایک ترکیب

سوال:۔ نماز میں گمراہ کن وساوس آنے کیسے ہیں اور ان کا دفعیہ کیا ہے، نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آتی؟ وضاحت سے ارشاد فرمائیں۔

الجواب:۔ نماز میں تلاوت و تسبیح وغیرہ کی طرف دھیان رکھے، ہر لفظ کو منہ سے نکالنے سے پہلے یہ خیال کرے کہ اب میں یہ لفظ منہ سے نکال رہا ہوں سوچ سوچ کر۔

(۱۳۲) بیمار کو نماز کے لئے کس طرح لٹایا جائے؟

سوال:۔ ایک عورت بیمار ہے، وہ بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتی اس کو نماز پڑھنے کے لئے کس طرح لٹایا جائے؟

الجواب:۔ اس کو چت لٹا کر پاؤں قبلہ کی طرف کرلئے جائیں اور سر وغیرہ کے نیچے تکیہ و

غیرہ رکھ دیا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج ا،صفحہ ۰ ۷)

(۱۳۳) میاں بیوی ایک مصلے پر نماز پڑھیں تو نماز کا حکم

سوال:۔ جب میاں بیوی ایک دوسرے کے محاذاۃ میں (برابر میں) ہوں اور نماز بغیر جماعت کے ادا کر رہے ہوں، یعنی ایک ہی مصلے پر یا جائے نماز پر تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ نیز محرم کے ساتھ محاذاۃ میں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ محاذاۃ مفسدہ (برابر میں آنے کی وجہ سے نماز کا فاسد ہونے) کی شرائط میں سے ہے کہ مرد وعورت دونوں تکبیر تحریمہ میں شرکت رکھتے ہوں، یعنی دونوں باہم امام ومقتدی ہوں یا کسی تیسرے شخص کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں اگر یہ شرط نہیں ہوگی تو محاذاۃ مفسد نہیں ہوگی۔

پس صورت مسئولہ میں میاں بیوی اگر ایک جائے نماز پر برابر کھڑے بغیر بدون جماعت کے اپنی اپنی نماز پڑھ رہے ہوں تو نماز فاسد نہیں۔ **فمحاذاة المصلية لمصل ليس فى صلوتها مكروهة لامفسدة** (درمختار) پس اگر سب شرائط موجود ہوں تو محرم عورت کی محاذات بھی مفسدہ ہے۔

شامی میں ہے **ولو محرمة اوزوجة** (ج ا،صفحہ ۵۳۶) واللہ اعلم

(۱۳۴) باریک کپڑے میں نماز کا حکم

سوال:۔ (۱) آج کل عام رواج ہے کہ باریک کپڑا سر پر ہوتا ہے اور عورت نماز پڑھتی ہے کیا اس سے نماز ہو جاتی ہے؟

(۲) اور یہ بھی عام رواج ہے کہ قمیض کی آستین آدھی ہوتی ہے کیا اس قمیض سے عورتوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب:۔ (۱) اگر کپڑا اتنا باریک ہے کہ بال نظر آتے ہیں تو اسے اوڑھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی، دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

(۲) اگر دوران نماز آدھی آستینیں ننگی رہیں تو نماز نہ ہوگی، قمیض سے یا دوپٹہ سے ان کا ڈھانپنا ضروری ہے۔

(۱۳۵) رکوع اور سجود سے ہوا خارج ہو جاتی ہو تو اشارے سے نماز پڑھ لے

سوال:۔ زید کو ناسور کی تکلیف تھی۔ آپریشن کرانے سے اس کو آرام آ گیا، اب زید نماز میں رکوع اور سجدہ کرتا ہے تو اس کی ہوا خارج ہوتی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کو اس سے نجات مشکل اور رکوع وسجود کے بغیر وضو سالم رہتا ہے۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ زید نماز کو رکوع وسجود کے ساتھ ادا کرے یا اشارہ کر کے نماز پڑھے۔

الجواب:۔ فتاوی شامی، ج ا، صفحہ ۲۸۳ میں ہے کہ اس طرح کے شخص کو اشارہ کے ساتھ نماز ادا کرنی چاہئے۔

(۱۳۶) قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی

سوال:۔ کیا تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ یہاں پر اکثر مصری اصحاب اور دیگر عرب بھی ایسا کرتے ہیں، میرا خیال ہے کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

الجواب:۔ دیکھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ (فتاوی دارالعلوم ج ۳، صفحہ ۶۸)

(۱۳۷) کتنی مالیت کی چیز ضائع ہو رہی ہو تو نماز توڑنا درست ہے

سوال:۔ بہشتی زیور میں ہے جب ایسی چیز ضائع ہونے یا خراب ہونے کا ڈر ہو کہ جس کی قیمت تین چار آنے ہو تو اس کی حفاظت کے لئے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔ (ج ۲، صفحہ ۲۷) کیا اب بھی یہی حکم ہے کہ اتنی مالیت کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ سکتے ہیں؟

الجواب:۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایک درہم کی مالیت کے ضائع ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو نماز توڑنا درست ہے۔ تالیف بہشتی زیور کے وقت درہم کی مالیت تین، چار آنے تھی، کیونکہ چاندی کا بھاؤ تقریباً ایک روپیہ تولہ تھا اور درہم کا وزن تقریباً تین ماشہ اور ایک رتی تھا۔ لیکن اب چاندی مہنگی ہے تو اب کے بھاؤ میں تین ماشہ ایک رتی قیمت لگائی جائے گی مثلاً اگر جیسا کہ آج کل چاندی ایک سو بیس (۱۲۰) روپے تولہ ہے تو درہم کی قیمت تقریباً ۲۹، ۳۰ روپے بنتی ہے۔ پس اتنی قیمت کی چیز ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ دینا درست ہے۔ (فتاوی عالمگیری، ج ا، صفحہ ۵۷)

(۱۳۸) وتروں میں دعائے قنوت کی جگہ تین دفعہ قل ھواللہ احد پڑھنے کا حکم

سوال:۔ ایک شخص کو دعائے قنوت یاد نہیں تو وہ اس کے قائم مقام کون سی دعا پڑھ سکتا ہے؟ علاوہ ازیں یہ جو مشہور ہے کہ تین بار قل ھواللہ احد پڑھے یہ کس حد تک صحیح ہے بعض حضرات کہتے ہیں کہ سورۃ اخلاص بالکل نہیں پڑھ سکتا۔ صحیح صورت حال سے مطلع فرمائیں۔

الجواب:۔ معروف دعائے قنوت نہ ہو تو اس کی جگہ کوئی اور ماثورہ دعا پڑھ سکتے ہیں کوئی دعا یاد نہ ہو تو قل ھواللہ احد بہ نیت ثناء دعا پڑھ لیں تو بھی واجب ادا ہو جائے گا۔

(فتاویٰ شامی، ج ۱، صفحہ ۶۳۴)

ایک قول یہ بھی ہے کہ قنوت سے مراد طول صلوٰۃ ہے اس کے مطابق سورۃ اخلاص کے تکرار سے واجب قنوت کا ادا ہو جانا ظاہر ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ قنوت سے مراد دعا ہے اور سورۃ اخلاص گو بظاہر دعا نہیں، لیکن توحید و ثناء باری تعالیٰ پر مستعمل اور ثناء علی الکریم کا دعا ہونا متعدد مواقع پر حضرات علماء کرام نے لکھا ہے، اس لئے سورۃ اخلاص اگر اسی نیت سے پڑھی جائے تو یہ بھی قائم مقام دعا کے ہو جائے گی، بالکل نہ پڑھنے کی بات درست نہیں۔ (مفتی محمد انور)

(۱۳۹) دعا قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا

سوال:۔ آج تک ہمارا معمول یہ رہا ہے کہ دعا قنوت پڑھ کر تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاتے ہیں مگر اب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دعائے قنوت کے بعد درود شریف بھی پڑھیں پھر رکوع میں جائیں؟

الجواب:۔ طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں ہے کہ قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ لہٰذا پڑھ لینا چاہئے، اگر اس کے ساتھ نہ بھی پڑھیں تو کوئی کراہت نہیں ہے۔ (طحطاوی، صفحہ ۲۰۹) (مفتی محمد انور)

(۱۴۰) قضاء نمازوں کی ادائیگی میں تاخیر کرنا

سوال:۔ عوام میں مشہور ہے کہ جو نماز قضاء ہو جائے اس کو کسی اور نماز کے وقت ادا نہ کرے

بلکہ دوسرے دن اسی نماز کے وقت میں قضاء کرے۔ مثلاً آج کی عشاء قضاء ہو جائے تو اس کو آئندہ دن کی عشاء کے ساتھ قضاء کرتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

الجواب:۔ یہ غلط ہے، مکروہ اوقات کے علاوہ ہر وقت قضاء پڑھ سکتے ہیں لہٰذا قضاء نماز اولین فرصت میں ادا کر لی جائے، خواہ کسی نماز کا وقت ہو، بلا عذر نماز کی قضاء کو آئندہ تک مؤخر کرنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم۔ (مفتی محمد انور)

(۱۴۱) آیت سجدہ پڑھے بغیر نماز میں سجدہ تلاوت کرلیا

(۱۴۲) آیت سجدہ پڑھ کر بھی نماز میں سجدہ تلاوت نہیں کیا؟

سوال:۔ (الف) تراویح کی نماز میں امام صاحب نے سورہ علق پڑھی اور آیت سجدہ باقی رکھ کر سجدہ تلاوت کرلیا اور حسب قاعدہ نماز ختم کردی تو یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں اور ان دونوں رکعتوں کا شمار تراویح میں ہوگا یا نہیں؟

(ب) دوسری دو رکعتوں میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہیں کیا اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جب کہ آیت سجدہ پڑھی نہیں گئی تو سجدہ بھی واجب نہیں ہوا اس لئے جو سجدہ کیا گیا وہ فضول اور بے موقع ہوا ہے، لیکن اس سے نماز فاسد نہ ہوگی اور ان دو رکعتوں کا شمار تراویح میں ہوگا، اگر نماز میں سجدہ کیا تو ادا نہیں ہوگا، لیکن نماز باطل نہ ہوگی۔ (مالابد منہ، صفحہ ۷۱)

(ب) دوسرے دوگانہ میں سجدہ تلاوت واجب ہوا ہے اور نماز ہی کے اندر اس کا ادا کرنا ضروری تھا، مگر نماز میں ادا کرنے سے رہ گیا اس لئے ساقط ہو گیا، خارج نماز میں قضاء نہیں کیا جاسکتا اگر قصداً ترک کیا جائے تو آدمی سخت گناہ گار رہتا ہے۔ **واذا تلاھا فی الصلوٰۃ سجدھا فیھا لاخارجھا لمامه الخ** (درمختار، قولہ اذالم یسجد الم الخ، شامی ۱/۷۲۲)

اگر صورت مذکورہ میں امام نے سجدہ کی آیت کے بعد دو یا تین آیتوں سے زائد نہیں پڑھا تھا اور رکوع کرلیا تھا اور اس میں امام اور مقتدیوں نے سجدہ تلاوت ادا کرنے کی نیت بھی کر لی ہو تو سب کا سجدہ ادا ہو گیا، اگر امام نے رکوع میں سجدہ کرنے کی نیت نہیں کی تو پھر سجدہ میں بلا نیت بھی سب کا سجدہ ادا ہو جائے گا، لیکن اگر تین آیتوں سے زائد پڑھنے کے بعد رکوع کیا ہے تو سجدہ تلاوت ادا نہیں ہوا، لہٰذا اس خطا کی خدا سے معافی چاہے۔

(قولہ نعم لورکع وسجد لھا ای للصلوۃ فوراً ناب ای سجود المقتدی حق السجود التلاوت بلا نیۃ تبعاً لسجود امامہ) (شامی، صفحہ ۷۲۲) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

باب سجود السہو

(۱۴۳) سجدہ سہو بھول سے ایک ہی کیا تو نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں

سوال:۔ امام صاحب سے سہو ہونے پر سجدہ سہو کیا لیکن سجدہ سہو صرف ایک کیا۔ نماز کا وقت گذر جانے پر خیال آیا کہ سجدہ سہو بھی سہواً ایک ہی کیا ہے تو اب نماز کا اعادہ کس طرح کیا جائے؟ آیا ان مقتدیوں کو جمع کر کے نماز پڑھی جائے یا فرداً فرداً پڑھی جائے، مقتدیوں کو جمع کرنا ممکن ہے اگر اعادہ نماز کی ضرورت نہ ہو تو بھی تحریر فرمائیں؟

الجواب۔ سجدہ سہو میں دو سجدے کرنا واجب ہے لہٰذا ایک سجدہ رہ جانے سے نماز ناقص اور واجب الاعادہ ہوتی ہے۔

یجب سجد تان الخ نور ایضاً (صفحہ ۱۱۵) وان النقص اذا دخل فی صلوٰۃ الامام ولم یجبرو وجبت الا دعادۃ علی المقتدی ایضاً (شامی ۱/۴۲۵)

ایسی صورت میں نماز منتشر ہونے سے پہلے یاد آ جائے تو نماز کا اعادہ باجماعت ضروری ہے منتشر ہونے کے بعد سب کو جمع کرنا ضروری نہیں، فرداً فرداً ادا کر لینا کافی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۴۴) وتر کی تین رکعات ہیں ''ایک'' نہیں

سوال:۔ ہماری باجی ایک مذہبی تقریب میں گئیں اور واپس آ کر بتایا کہ وہاں جن صاحبہ نے تقریر کی تھی یہ بھی بتایا کہ تین رکعت وتر پڑھنا صحیح نہیں بلکہ ایک رکعت وتر پڑھنی چاہئے۔ اس مسئلہ کی وضاحت فرمادیں کیونکہ گھر والے اس بارے میں کافی تذبذب کا شکار ہو رہے ہیں۔

الجواب:۔ واضح رہے کہ وتر کی تین رکعت ہی ہیں، جو کہ ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھی جائیں گی۔ یعنی آخری رکعت میں ہی سلام پھیرا جائے گا۔ اس بارے میں بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ

وتر تین کے بجائے ایک رکعت ہے، محض غلط فہمی اور حدیث کو نہ سمجھنے کی بناء پر ہے۔ نبی کریم ﷺ سے تین رکعت ہی وتر پڑھنا ثابت ہے۔

(۱) حضرت ابن عباس نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے رات کے معمولات کا مشاہدہ کیا تو انہوں نے آپ کو تہجد کی نماز پڑھتے دیکھا۔ اس حدیث کے آخر میں فرمایا کہ ''اوتر بثلاث'' کہ آپ نے تین رکعت وتر ادا فرمائیں۔ (صحیح مسلم، صفحہ ۱/۲۶۱)

(۲) اسی طرح حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ وہ رات کی نماز کی کیفیت بیان فرماتی ہیں اور آخر میں فرماتی ہیں "ثم اوتر بثلاث لایفصل بینهن" کہ ''پھر آپ ﷺ نے تین رکعت وتر پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی فصل نہیں کیا۔'' یعنی انہوں نے تین رکعتیں ایک ساتھ پڑھیں۔ (مسند احمد)

(۳) اسی طرح صحیح بخاری اور ترمذی میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ تہجد کی نماز رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ پہلے چار رکعت پڑھتے، جس کے حسن اور طوالت کے بارے میں مت پوچھو، پھر دوبارہ آپ چار رکعت پڑھا کرتے، اور پھر آپ تین رکعت پڑھتے۔ (صحیح بخاری، کتاب التہجد، صفحہ ۱/۱۵۴)

اس روایت میں بھی تصریح ہے کہ آپ ﷺ تین رکعتیں تہجد کے علاوہ پڑھتے تھے۔ (اور یہی وتر تھی۔)

(۴) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں ''سبح اسم'' (سورۃ الاعلی) دوسری رکعت میں قل یاایھا الکفرون اور تیسری رکعت میں قل ھواللہ احد پڑھتے تھے۔ (ترمذی شریف)

قارئین اگر وتر ایک رکعت ہوتی تو تین رکعتوں کی سورتیں بیان کرنا کیا معنی رکھتا۔

(۵) اسی طرح حضرت عائشہؓ سے بھی وتر کی تینوں رکعتوں میں پڑھی جانے والی سورتوں کی تفصیل مروی ہے۔ (ترمذی، صفحہ ۱/۸۶)

(۶) حضرت عائشہؓ سے کئی احادیث ایسی مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ وتر کی تین رکعت ادا فرماتے تھے۔

البتہ بعض روایات میں "ایتار برکعة واحدة" یا الوتر رکعة من آخر اللیل کا لفظ آیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ تہجد کے ساتھ آخر شفع یعنی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت ملا کر

اسے تین رکعت وتر بنالو، اور اسی پر صحابہ نے عمل کیا اور خود رسول اکرم ﷺ نے بھی۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ ایک رکعت اکیلی پڑھی جائے۔

کیونکہ حضرت ابن عباسؓ نے "الوتر رکعة من آخر اللیل" والی حدیث روایت کی ہے۔ حالانکہ خود ان سے تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے اور وہ وتر کی مثال مغرب کی نماز سے دیتے تھے۔ (دیکھئے صحیح مسلم اور موطا امام محمد، صفحہ ۱۴۶)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مطلب احناف نے اس حدیث سے لیا ہے صحابہ بھی اس کے قائل تھے۔

اس کے علاوہ اگر ایک آدھ صحابی سے تین رکعت نماز دو سلاموں کے ساتھ پڑھنا مروی ہے تو وہ ان کا اپنا اجتہاد ہے اور اتنی ساری احادیث نبی کریم ﷺ کے اپنے عمل اور صحابہ کے تین رکعت پڑھنے کے سامنے اس اجتہاد کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اور یہ تو کہیں بھی ثابت نہیں جو آج کل کے نام نہاد اہل حدیث کرتے ہیں۔ صرف ایک رکعت وتر پڑھی اور چل دیئے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے "بتیراء" نماز پڑھنے سے منع فرمایا وہ یہ کہ "کوئی شخص ایک رکعت وتر پڑھے۔" (دیکھئے نصب الرایہ، وغیرہ)

اور اس حدیث کی ایک سند حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں نقل کی ہے جو انتہائی ثقات روایتوں پر مشتمل ہے۔ دیکھئے (معارف السنن، صفحہ ۲/۲۳۴ تا ۲/۲۳۸) ان تمام روایات اور دلائل کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ وتر ایک رکعت نہیں بلکہ تین رکعت ہے اور مخالف فریق کے دلائل انتہائی کمزور ہیں۔ لہذا سنت نبویہ یہی تین رکعات وتر ہیں۔ (تفصیل کے لئے درس ترمذی، صفحہ ۲۲۰ تا آخر بحث از مولانا تقی عثمانی ملاحظہ کریں۔)

کتاب الجنائز

(۱۴۵) میت کے گھر والوں کا پہلی عید پر عید نہ منانا کیا حکم رکھتا ہے؟

سوال:۔ ہمارے یہاں عام طور پر رواج ہے کہ جب کسی کے گھر میت ہو جاتی ہے تو اس سال جو پہلی عید یا بقر عید آتی ہے اہل میت عید نہیں مناتے، اچھا لباس نہیں پہنتے، اچھا کھانا نہیں پکاتے،

عورتیں زیب و زینت نہیں کرتیں، خود کسی کے گھر نہیں جاتیں، قریبی رشتہ دار یا نزدیک کے تعلق والے اپنے گھر سے ان کے یہاں کھانا لے کر جاتے ہیں اور وہی کھانا ان کو کھلاتے ہیں۔ کیا یہ سب چیزیں شرعاً صحیح ہیں؟ ان پر بڑی پابندی سے عمل ہوتا ہے اور اس کے خلاف کرنے کو بہت برا اور معیوب سمجھا جاتا ہے۔ آپ اس پر روشنی ڈالیں اور امت کی رہنمائی فرمائیں۔

الجواب:۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً

سوال میں جو بات درج ہے یہ سب غیر شرعی رسومات ہیں، شریعت میں ان کی حیثیت نہیں ہے، بلکہ شرعاً ممنوع ہیں۔ یہ غیروں کا طریقہ ہوگا اسلامی طریقہ نہیں ہے، لہذا قابل ترک ہے۔ عورت کے لئے اپنے شوہر کے انتقال پر چار ماہ دس دن سوگ منانے یعنی زیب و زینت ترک کرنے کا حکم ہے اور شوہر کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کی موت پر تین یوم تک ترک زینت کی صرف عورتوں کو اجازت ہے، گھر کے مردوں کا نئے لباس کو ترک کرنا یا اچھا کھانا پکانے سے احتراز کرنا درست نہیں ہے۔ حدیث میں ہے:

(ترجمہ) حضرت ام حبیبہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے کہ اس کے انتقال پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ (بخاری و مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۸۸۔۲۸۹)

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم کا انتقال ہو گیا تو آپ نے تین دن کے بعد خوشبو منگوائی اور فرمایا کہ مجھے خوشبو لگانے کی کوئی حاجت نہیں ہے مگر چونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے **لایحل لامراۃ الخ** مذکورہ حدیث بیان فرمائی (چونکہ میرے والد کے انتقال کو تین دن ہو چکے ہیں لہذا اس پر عمل کرنے کی نیت سے خوشبو لگا رہی ہوں۔)

نیز حدیث میں ہے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ نہ کرے، البتہ شوہر کے انتقال پر چار مہینے دس دن سوگ کرے، بھڑک دار رنگین کپڑا نہ پہنے، سرمہ نہ لگائے، خوشبو نہ لگائے۔

(مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۱۱۸۹)

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے بھائی کے انتقال کے تین دن بعد اسی

طرح خوشبو لگا کر حدیث پر عمل فرمایا۔ شامی میں ہے وقال الرحمتی الحدیث مطلق وقد حمله امهات المو منین علیٰ اطلا قه فدعت ام حبیبة بالطیب بعد موت ابیها بثلا ت و کذا لک زینب بعد موت اخیها وقالت کل منهما مالی بالطیب حاجة غیرانی سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول لا یحل لامراۃ الخ

(شامی، صفحہ ۸۵۱، ج ۲ باب العمداد)

مذکورہ دونوں حدیثوں اور ام المومنین حضرت ام حبیبہ اور ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہم کے عمل مبارک سے بہت واضح طور پر ثابت ہوا کہ کسی کے انتقال پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے، لہذا صورت مسئلہ میں جب انتقال کو تین دن گذ چکے ہیں تو اب اس کے بعد سوگ منانا حدیث کے خلاف ہے۔

لہذا عید یا اور کوئی خوشی کا موقع آ جائے تو اس موقعہ پر ایسا طریقہ اختیار کرنا جس میں سوگ کی صورت ہو جائز نہیں ہوگا۔ درمختار میں ہے۔ ویباح الحداد علی قرابة ثلاثه ایام فقط وللزو ج منهما لان الزینة حقه فتح۔ (درمختار مع ردالمختار، صفحہ ۸۵۱، فصل فی الحداد)

بہشتی زیور میں ہے:

(مسئلہ نمبر ۱) شوہر کے علاوہ کسی اور کے مرنے پر سوگ کرنا درست نہیں، البتہ اگر شوہر منع نہ کرے تو اپنے عزیز پر اور رشتہ دار کے مرنے پر بھی تین دن تک بناؤ سنگھار چھوڑ دینا درست ہے، اس سے زیادہ بالکل حرام ہے اور اگر منع کرے تو تین دن بھی نہ چھوڑے۔ (بہشتی زیور، صفحہ ۳۸ چوتھا حصہ سوگ کرنے کا بیان)

کسی کے انتقال پر اس کے گھر والوں کی تعزیت کرنا مسنون ہے مگر اس کی حد تین دن ہے، تین دن کے بعد مکروہ ہے، ہاں دونوں میں سے کوئی موجود نہ ہو تو بعد میں بھی تعزیت کی گنجائش ہے۔ تعزیت کا مطلب یہ ہے کہ اہل میت کو تسلی دی جائے، صبر کی تلقین کی جائے، صبر کا ثواب بتایا جائے، اجر عظیم کی توفیق دلائی جائے، میت کے لئے دعا کی جائے۔ مثلاً یہ کہا جائے؟ **اعظم اللّٰه اجرک واحسن جزاء ک وغفرلمیتک** اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم اور جزاء خیر عطا فرمائے اور آپ کے مرحوم کی مغفرت فرمائے۔

آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کے بچہ کا انتقال ہوا تو آپ نے حضرت زینبؓ کی ان الفاظ میں تعریت فرمائی تھی (بخاری شریف، صفحہ ۱۷۱)

(ترجمہ) جو لے لیا وہ اللہ کا تھا جو عطا فرمایا وہ بھی اللہ کا تھا، اللہ کے یہاں ہر ایک کی میعاد مقرر ہے، پس صبر کرو اور ثواب کی نیت رکھو۔ (فتاویٰ رحیمیہ اور در، صفحہ ۳۶۸۔۳۶۹)

درمختار میں ہے وبتعزیة اهله وترغيبهم فى الصبرو باتخاذ طعام الخ (درمختار مع ردالمختار۔ صفحہ ۱۴۱، ج۱، صفحہ ۱۴۳ ج۱)

اسی طرح قریبی رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے لئے مستحب ہے کہ اہل میت کے لئے اس دن کھانے کا انتظام کریں اور ضرورت ہو تو خود ساتھ بیٹھ کر اصرار کر کے ان کو کھلائیں۔ حدیث میں اس کا ثبوت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۱۵۱، مرقات شرح مشکوٰۃ، صفحہ ۹۶، ج ۴، شامی صفحہ ۱۴۱، ج۱)

محققین علماء کے نزدیک اس کی میعاد ایک دن رات ہے، یہ عمل رضاالٰہی کے لئے ہو، محض رسماً اور دکھاوے کے طور پر نہ ہو، یہ چیزیں تو شریعت سے ثابت اور سنت ہیں، مگر بار بار تعزیت کرنا خصوصاً عید کے دن برائے تعزیت جانا اور اہل میت کے غم کو تازہ کرنا اور کھانا ساتھ لے جا کر ان کو کھلانا، یہ سب رسومات ہیں اور قابل ترک ہیں۔ فقط وسلام۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۴۶) کفن دیتے ہوئے عورت کے بال کیسے رکھے جائیں؟

سوال:۔ کفن کے وقت عورت کے سر کے بالوں کو کیسے رکھا جائے؟

الجواب:۔ بالوں کی دو لٹیں بنا کر نیچے سے نکال کر سینہ پر رکھ دی جائیں۔ جیسا کہ (رسائل الارکان، صفحہ ۱۵۴) پر لکھا ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی محمد انور صاحب)

(۱۴۷) مرنے والے کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کریں یا محمد رسول اللہ کی؟

سوال:۔ حدیث میں ہے کہ اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو تو اب صرف لا الہ الا اللہ ہی مراد ہے یا پورا کلمہ کہا جائے؟

الجواب:۔ پورے کلمے کی تلقین میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور اگر صرف لا الہ الا اللہ کی تلقین پر اکتفاء کریں تو بھی جائز ہے۔ (اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ مردے کے سامنے کلمہ کا ذکر کیا جائے مرنے والے کو یہ نہ کہا جائے کہ کلمہ پڑھو، کیونکہ اس وقت اس کی جو حالت ہے ممکن ہے کہ

چڑ کر کہہ دے کہ نہیں پڑھتا۔)

(۱۴۸) حالت نزع میں عورت کو مہندی لگانا یا سرمہ یا کنگھی کرنا

سوال:۔ عورت کو نزع کی حالت میں مہندی لگانا مسنون ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ نہ مسنون ہے نہ درست بلکہ ناجائز ہے (جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے کہ عورت کی اس وقت تزئین، بالوں میں کنگھی وغیرہ کرنا جائز نہیں ہے۔)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۹) لڑکی کا غسل

سوال:۔ لڑکی کو کون غسل دے؟

الجواب:۔ اگر لڑکی نابالغ ہے اس طرح کہ مراہقہ بھی نہیں تو عورت ہو یا مرد غسل دے سکتے ہیں۔ (لیکن عورتوں کو دینا بہتر ہے۔) لیکن اگر لڑکی مراہقہ ہو تو اس کا حکم بھی بالغہ لڑکی کی طرح ہے کہ اسے صرف عورتیں ہی غسل دے سکتی ہیں کوئی مرد نہیں دے سکتا۔ حتیٰ کہ شوہر بھی نہیں دے سکتا۔ لیکن اگر کوئی عورت موجود نہ ہو تو اس کا کوئی محرم مرد ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اسے تیمم کرادے اور کفن میں لپیٹ کر نماز کے بعد دفن کر دیں۔ (جیسا کہ تفصیل درمختار اور دیگر کتب فقہ میں موجود ہے۔)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۰) میت کے غسل کے لئے گھر کے برتنوں میں پانی گرم کرنا اور اس میں غسل دینا درست ہے

سوال:۔ آجکل کے لوگوں میں یہ طریقہ ہے کہ میت کے غسل کے وقت اپنے گھر کے پاک برتن استعمال نہیں کرتے۔ یہ رسم کیسی ہے؟

الجواب:۔ گھر کے پاک برتنوں میں پانی گرم کرنے اور غسل دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فقط۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۱) مرنے کے بعد شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو دیکھ سکتی ہے

سوال:۔ اگر بیوی مر جائے یا شوہر مر جائے تو شوہر کو یا بیوی کو اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر زوجہ مر جائے تو اس کا شوہر اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے اور بیوی بھی اپنے مرحوم شوہر کا چہرہ دیکھ سکتی ہے۔ (جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۲) شوہر اپنی بیوی کو کندھا دے سکتا ہے اور بضرورت قبر میں بھی اتار سکتا ہے

سوال:۔ شوہر کو بیوی کے جنازے کو ہاتھ لگانا اور قبر میں اتارنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورت کے مرنے کے بعد اس کا شوہر شرعاً اس سے اجنبی ہو جاتا ہے اور نکاح کا علاقہ منقطع ہو جاتا ہے اس لئے غسل دینا اور ہاتھ لگانا فقہاء نے ممنوع لکھا ہے۔ (جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے) لیکن بیوی کا چہرہ دیکھنا اور جنازے کو کندھا دینا درست ہے اور اگر کوئی محرم نہ ہو تو اسے قبر میں بھی اتارنا درست ہے، کیونکہ قبر کے اندر اتارنے میں کفن حائل ہوتا ہے، کفن کے اوپر سے ہاتھ لگانا درست ہے۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ کتب فقہ میں مفصلاً موجود ہے۔)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۳) میت کو غسل کس طرح دیا جائے؟

سوال:۔ اگر میت کو غسل دینا ہو تو کس طرح سے دیں اور کس طور سے نہلائیں؟ اگر کسی نے بغیر شرعی ترتیب کے غسل دے دیا تو غسل ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ میت کے غسل کی کیفیت یہ ہے کہ استنجاء کرانے کے بعد اس کو وضو کرایا جائے اور اس کے سر اور تمام بدن پر بیری کے پتوں میں پکا ہوا پانی ڈالا جائے اس کے سر کے بال (خطمی) خوشبو سے دھوئے جائیں، پہلے بائیں کروٹ پر لٹا کر داہنی کروٹ کروٹ پر سے پانی بہا دیا جائے، پھر دائیں کروٹ دھوئی جائے۔ پھر اس کو کسی سہارے سے بٹھایا جائے اور آہستہ آہستہ اس کے پیٹ کو ملا جائے جو کچھ نجاست نکلے اس کو دھویا جائے پھر اس کو لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے۔ اس میں صرف ایک بار بدن کو دھونا ہے، باقی سب امور سنت ہیں، اگر بغیر

ترتیب بھی غسل دیا گیا تو غسل ادا ہو جائے گا، مگر بہتر یہ ہے کہ موافق سنت غسل دیا جائے جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۴) لڑکے اورلڑکیوں کے کفن کی تعداد کیا ہے؟

سوال:۔ لڑکے اورلڑکیوں کے کفن کی تعداد کیا ہے؟

الجواب:۔ لڑکوں اور لڑکیوں کا کفن بالغین کے موافق ہوتو بہتر ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک یا دو کپڑے ہیں، البتہ مراہق کا کفن بالغوں کے مطابق ہی ہوگا۔ (یہ تمام تفصیل درمختار وغیرہ میں ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۵) کفن مسنون کیا ہے؟

سوال:۔ عورت اور مرد کا کفن مسنون کیا ہے؟

الجواب:۔ مرد کی میت کے لئے مسنون کفن تین کپڑے ہیں، کفنی، ازار، چادر اور عورت کے لئے پانچ کپڑے ہیں۔ دوپٹہ، سینہ بند، کفنی، ازار، چادر اور کفنی گردن سے لے کر ٹخنوں تک، ازار یعنی تہبند سر سے پیروں تک، اور چادر ایک ہاتھ زیادہ ہوتی ہے تہبند سے۔ البتہ اس کا عرض اتنا ہو کہ میت اچھی طرح لپٹ سکے اور دوپٹہ ایک ہاتھ کا، سینہ بند سینہ سے لے کر رانوں تک ہوتا ہے۔ یہ کفن مسنون ہے۔ (ملخص)

بعض کفن کے ساتھ ایک ٹکڑا کپڑا جائے نماز کے طور پر دیتے ہیں یہ بے اصل ہے اور اسراف ہے۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۶) کفن دیتے وقت میت کے ہاتھ کہاں ہوں؟

سوال:۔ میت کے ہاتھ کہاں ہونے چاہئیں؟

الجواب:۔ دونوں ہاتھ سیدھے کر کے پہلوؤں میں رکھے جاتے ہیں۔ (الدر المختار)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۷) غیر محرم مرد کا چہرہ عورتیں نہیں دیکھ سکتیں

سوال:۔ ہمارے ہاں رواج ہے کہ مردے کا چہرہ سب عورتیں دیکھتی ہیں، چاہے محرم ہو یا نا محرم؟ یہ رواج صحیح ہے یا غلط؟

الجواب:۔ غیر محرم عورتوں کو جیسا کہ زندگی میں اجنبی مرد کا چہرہ دیکھنا ممنوع ہے مرنے کے بعد بھی ممنوع ہے۔ (کمافی حدیث ابن ام مکتوم) اور غیر محرم عورت کا چہرہ مردوں کو دیکھنا حرام ہے۔ اس میں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ ملخص۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۸) عورت کے کفن دفن کا خرچ کس کے ذمہ ہے؟

سوال:۔ ہمارے ہاں رواج ہے کہ عورت کے کفن دفن کا خرچ اس کا بھائی ادا کرتا ہے اگر سگا نہ ہو تو رشتہ کا بھائی ورنہ ناراضگی تک نوبت آجاتی ہے؟

الجواب:۔ عورت کا اگر شوہر زندہ ہو تو اس کا کفن دفن کا خرچ شوہر کے ذمے ہے۔ کتب فقہ میں ہے کہ یہ خرچ شوہر کو دینا واجب ہے۔ (خانیہ۔بحر) اور اگر شوہر نہ ہو تو پھر اسی عورت کے ترکہ سے ادا کیا جائے۔ اور اگر اس کا مال نہ ہو تو پھر بیٹا، بھائی وغیرہ عصبہ کی ترتیب پر اس کا انتظام کر سکتے ہیں۔ لیکن اولاً ہی بھائی کے ذمے قرار دینا محض جاہلیت کی رسم ہے۔ (ملخص)

(۱۵۹) تعزیت کتنی بار اور کب تک کی جائے؟

سوال:۔ تعزیت کتنی بار کر سکتے ہیں اور کتنے دن تک؟

الجواب:۔ ایک مرتبہ جب تعزیت کر لی جائے تو دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح اہل علاقہ تین دن کے اندر تعزیت کر سکتے ہیں اس کے بعد کرنا مکروہ ہے، اگر کوئی مسافر ہو تو وہ بعد میں آکر کر سکتا ہے۔

تعزیت میں تسلی کے کلمات ہوں کہ صبر کرو، اللہ تم کو اس صبر کا اجر دے گا۔ (کمافی الدر المختار)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۶۰) مردہ پیدا شدہ بچے کا کفن دفن

سوال:۔ میرے ایک دوست کے یہاں ایک بچہ ماں کے پیٹ سے مردہ پیدا ہوا، ہم نے سنا ہوا ہے کہ اس کو غسل وغیرہ نہیں دینا چاہئے اور اسے کسی سفید کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہئے۔ میرے دوست نے ایک مسجد کے امام صاحب سے معلوم کیا کہ اس کو کہاں دفن کرنا چاہے، مولوی صاحب نے بتایا کہ اس بچے کو قبرستان کے باہر دفن کیا جائے، از روئے شرع آپ سے درخواست ہے کہ اس مسئلے میں آپ ہماری رہنمائی فرمائیں، بچے کو غسل دینا چاہئے یا نہیں؟ بچے کا نام بھی رکھا جانا ضروری ہے یا نہیں؟ بچے کو قبرستان کے اندر دفن کیا جائے یا باہر کسی اور جگہ؟

الجواب:۔ جو بچہ مردہ پیدا ہوا ہو اسے غسل دینے اور اس کا نام رکھنے میں اختلاف ہے، ہدایہ میں اسی کو مختار کیا ہے کہ غسل دیا جائے اور نام رکھا جائے، البتہ اس کا جنازہ نہیں بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔ قبرستان سے باہر دفن کرنا غلط ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶۱) اگر دوران سفر عورت انتقال کر جائے تو اس کو کون غسل دے؟

سوال:۔ ہم تین افراد ہم سفر تھے اور سفر ہمارا ریگستان کا تھا، میرے ساتھ میرا اچھا شفیق دوست بھی تھا، جس کی بیوی کا انتقال ہو گیا تھا، اب آپ یہ بتائیں کہ اس کو کون غسل دے؟

الجواب:۔ یہ واضح کہ نامحرم مرد کو عورت اور عورتوں کو مرد غسل نہیں دے سکتے۔ خدانخواستہ ایسی صورت اگر پیش آ جائے کہ عورت کو غسل دینے والی کوئی عورت نہ ہو یا مرد کو غسل دینے والا کوئی مرد نہ ہو تو تیمّم کرا دیا جائے، اگر عورت کا کوئی محرم مرد یا مرد کی کوئی محرم عورت ہو تو وہ تیمّم کرائے۔ اگر محرم نہ ہو تو اجنبی اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے۔

صورت مسئولہ میں شوہر کپڑا ہاتھ پر لپیٹ کر تیمّم کرا دے اس مسئلہ کی پوری تفصیل کسی عالم سے سمجھ لی جائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶۲) مردہ عورت کے پاؤں کو مہندی لگانا جائز نہیں

سوال:۔ میری والدہ کا انتقال ہوا تو میں ایک مردے نہلانے والی خاتون کو بلا کر لایا انہوں نے مجھ سے مہندی منگوائی، والدہ کو نہلانے کے بعد انہوں نے والدہ کے پاؤں یعنی دونوں پیروں کے تلوے میں مہندی لگادی، ہمارے گھر والوں نے تو بہت منع کیا، لیکن وہ خاتون مسئلے مسائل بتانے لگیں۔ مختصراً یہ کہ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کفن میں لپٹی لاش (عورت) کے کیا مہندی پاؤں میں لگانے کا کہیں ذکر آیا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس نے غلط کیا، میت کو مہندی نہیں لگانی چاہئے تھی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۱۶۳) میت کے بارے میں عورتوں کی توہم پرستی

سوال:۔ یہ کہا جاتا ہے کہ لاش کو ہلانا اور ادھر ادھر کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ اس سے مردے کو سخت تکلیف ہوتی ہے اگر اس کو سانس ہو تو سب کو چیر پھاڑ دے، میرے محترم بزرگ نواب شاہ ہی میں ایک اتفاق ہوا، ایک لڑکی کا انتقال ہوا پتہ نہیں غسل دے کر لے کر آئے تو کفن پہنانے کے بعد اس لڑکی کو جس کا انتقال ہوا غسل دینے والی نے اس کی آنکھوں کو کھول کر کاجل لگایا، محترم ایک غسل والی نہیں بلکہ نواب شاہ کی جتنی ایسی عورتیں ہیں وہ سب یہ ہی رسم کرتی ہیں کاجل لگانا انگلی سے ویسے یہ کہاں تک درست ہے۔

اگر کسی کے گھر میں کوئی بچہ یا لڑکی لڑکا، عورت مرد، بڈھی بڈھا عمر رسیدہ یا کسی کی بھی موت واقع ہو جائے تو عورتیں پرہیز کرتی ہے کہ ہماری پرہیز یا ہمیں تعویز ہے ایسی عورتیں موت والے گھر میں نہیں جاتیں حتیٰ کہ ان کی ۱۰ یا ۱۲ سال کی لڑکیوں کے بھی پرہیز ہوں گے اور یہاں تک کہ اس یعنی میت والے گھر کے آگے سے بھی نہیں گزریں گی، خدانہ کرے ان کو میت کی کوئی روح چمٹ جائے گی، یہ پرہیز چالیس دن یا اس سے زیادہ چلتا ہے یہ پرہیز اپنے سگے رشتوں یعنی بھتیجوں بھتیجیوں یا کوئی برادی وغیرہ عزیز رشتہ دار اور پڑوسیوں تک چلتا ہے۔

الجواب:۔ یہ بھی توہم پرستی ہے کہ لاش کو اپنی جگہ سے ادھر ادھر نہ کیا جائے، میت کے کاجل یا سرمہ لگانا ممنوع ہے، بعض عورتیں جو میت والے گھر نہیں جاتیں اسی طرح زچگی والے گھر سے

پرہیز کرتی ہیں۔ یہ غلط لوگوں کی پھیلائی ہوئی گمراہی ہے وہ ان کو ایسے تعویز دیتے ہیں کہ وہ ساری عمر ان کے چکر سے باہر نہ نکل سکیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶۴) میت گھر چولہا جلانے کی ممانعت نہیں

سوال:۔ یہ مشہور ہے کہ جس گھر میں کوئی مر جائے وہاں تین روز تک چولھا نہیں جلنا چاہئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ رشتہ دار وغیرہ تین دن یا کم وبیش دن تک کھانا گھر پہنچا دیتے ہیں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اس پر اگر کسی صحابیؓ کا واقعہ مل جائے تو بہت اچھا ہے؟

الجواب:۔ جس گھر میں میت ہو جائے وہاں چولھا جلانے کی کوئی ممانعت نہیں، چونکہ میت کے گھر والے صدمہ کی وجہ سے کھانا پکانے کا اہتمام نہیں کریں گے اس لئے عزیز اقارب اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے اپنے لوگوں کو یہ حکم فرمایا تھا اور یہ حکم بطور استحباب کے ہے اگر میت کے گھر والے کھانا پکانے کا انتظام کرلیں تو کوئی گناہ نہیں نہ کوئی عار یا عیب کی بات ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶۵) بیوہ کو تیجا پر نیا دوپٹہ اوڑھانا

سوال:۔ ہماری طرف رواج ہے جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی بیوی کو اس کے متعلقین نیا دوپٹہ تیجا میں اڑھاتے ہیں، اس طرح ہر بیوی کے پاس نئے سفید دوپٹے کئی کئی آجاتے ہیں اگر نئے سفید دوپٹہ کے عوض کچھ روپیہ نقد مدد کے لئے دے دیں تو اس میں کچھ حرج تو نہیں اور ہر شوہر کے انتقال پر چونکہ سوگ چار ماہ دس دن مناتے ہوئے زینت کرنا عورت کو منع ہے اس لئے دوپٹے اوڑھانے میں کیا راز پوشیدہ ہے اس میں مسئلہ مذکورہ کی خلاف ورزی تو نہیں ہوتی وضاحت فرمائیں۔

الجواب:۔ بیوہ کو تیجے میں نیا دوپٹہ اوڑھانے کی رسم جو آپ نے لکھی ہے یہ بھی غلط اور خلاف شریعت ہے، بیوی کی عدت چار مہینے دس دن ہے اور اس دوران بیوہ کو نیا کپڑا پہننے کی اجازت نہیں، معلوم نہیں کہ اس رسم کے جاری کرنے والوں کا منشا کیا ہوگا ممکن ہے دوسری قوموں سے یہ رسم مسلمانوں میں آئی ہو یا مقصود بیوہ کی خدمت کرنا ہو، بہر حال یہ رسم خلاف شرع ہے اس

کوترک کردینا چاہئے، بیوہ کی خدمت اور اشک شوئی کے لئے اگر نقد روپیہ پیسہ دے دیا جائے تو اس کا کوئی مضائقہ نہیں، رسم اس کو بھی نہیں بنانا چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہید)

(۱۶۶) تیسرے دن چنے پڑھے کی رسم

سوال:۔ ہمارے علاقوں میں رواج ہے کہ تیسرے دن میت کے لئے چنے پڑھے جاتے ہیں اور قرآن کریم ختم ہوتے ہیں اور لوگ اسے اتنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر چنے نہ پڑھے گئے تو گویا ایصال ثواب ہی نہیں ہوا، تیسرے دن چنے پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں اور اسے تیجہ کی رسم کہتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ تیسرے دن چنے پڑھنے کی رسم اور ختم قرآن کی رسم خیر القرون (نبی کریم ﷺ ان کے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ) میں ثابت نہیں ہوئی، اب اس کا رواج اور التزام اس درجہ ہوگیا ہے کہ لوگ اس کو ضروری سمجھتے ہیں اس لئے اس کو ترک کردینا چاہئے اور اس رسم کو توڑنا ضروری ہے، جو طریقہ سلف سے ثابت نہ ہو اس کو لازم کرلینا اگرچہ اعتقاداً نہ ہو صرف عملاً ہو وہ بھی واجب الترک ہے، وہ تمام رسومات جنہیں نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ اور ائمہ دین نے نہیں کیا اور نہ اس کا حکم دیا ناجائز اور بدعت ہیں، اس لئے انہیں چھوڑ دینا ضروری ہے (اور ایصال ثواب کے لئے نبی کریم ﷺ کے طریقے اپنانے چاہئیں۔) (کمافی کتب الفقہ)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

میت سے متعلق متفرق مسائل

(۱۶۷) غیر مسلم کی موت کی خبر سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا

سوال:۔ جب ہم کسی مسلمان کی موت کی خبر سنتے ہیں تو سننے کے بعد انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہیں لیکن اگر کسی دوسرے مذہب یا کسی غیر مسلم کی موت کی خبر سنیں تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب: ۔ اس وقت بھی اپنی موت کو یاد کر کے یہ آیت پڑھ لی جائے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی)

(۱۶۸) اگر عورت اپنی آبرو بچانے کیلئے ماری جائے تو شہید ہوگی

سوال: ۔ اگر کوئی عورت اپنی عزت بچانے کے لئے اپنی جان قربان کر دے تو کیا یہ خودکشی ہوگی اور اسے اس بات کی آخرت میں سزا ملے گی یا نہیں۔

الجواب: ۔ اگر کوئی عورت اپنی عزت بچانے کے لئے ماری جائے تو شہید ہوگی۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶۹) انسانی لاش کی چیر پھاڑ اور اس پر تجربات کرنا جائز نہیں

سوال: ۔ آج کل جو ڈاکٹر بنتے ہیں مختلف قسم کے تجربات کرتے ہیں، جن میں پوسٹ مارٹم بھی شامل ہے، جس میں انسانی اعضاء کی بے حرمتی ہوتی ہے کہاں تک درست ہے؟ قرون اولیٰ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، بعض حضرات کا کہنا ہے کہ مسلمان کی لاش پر تجربات نہیں کئے جا سکتے اور غیر مسلم کی لاش پر کر سکتے ہیں یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب: ۔ کسی انسانی لاش کی بے حرمتی جائز نہیں نہ مسلمان کی نہ غیر مسلم کی۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

نماز جنازہ

(۱۷۰) حاملہ عورت کا ایک ہی جنازہ ہوتا ہے

سوال: ۔ ہمارے گاؤں میں ایک عورت فوت ہوگئی اس کے پیٹ میں بچہ تھا، یعنی زچگی کی تکلیف کے باعث فوت ہوگئی اس کا بچہ پیدا نہیں ہوا ہمارے امام صاحب نے ان کا جنازہ پڑھایا اب کئی لوگ کہتے ہیں کہ اس کے دو جنازہ ہونے چاہئے تھے، دلائل اس طرح دیتے ہیں کہ فرض

کرو ایک آدمی حاملہ عورت کو قتل کرتا ہے تو اس پر دو قتل کا الزام ہے۔

الجواب:۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ دو جنازہ ہونے چاہئے تھے وہ غلط کہتے ہیں، جنازہ ایک ہی ہوگا اور دو مردوں کا اکٹھا جنازہ بھی پڑھا جا سکتا ہے جبکہ ماں کے پیٹ ہی میں مر گیا ہو اس کا جنازہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷۱) نماز جنازہ میں عورتوں کی شرکت

سوال:۔ کیا عورت نماز جنازہ میں شرکت کر سکتی ہے یعنی جماعت کے پیچھے عورتیں کھڑی ہو سکتی ہیں؟

الجواب:۔ جنازہ مردوں کو پڑھنا چاہئے عورتوں کو نہیں، تاہم اگر جماعت کے پیچھے کھڑی ہو جائیں تو نماز ان کی بھی ہو جائے گی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

قبروں کی زیارت

(۱۷۲) عورتوں اور بچوں کا قبرستان جانا، بزرگ کے نام منت ماننا

سوال:۔ عورتوں اور بچوں کا قبر پر جانا جائز ہے کہ نہیں نیز قبر والے کے نام کی منت ماننا جیسے کہ بکرا دینا یا کوئی چادر چڑھانا وغیرہ۔

الجواب:۔ اہل قبور کے لئے منت ماننا بالا جماع باطل اور حرام ہے، درمختار میں ہے۔ جاننا چاہئے کہ اکثر عوام کی طرف سے مردوں کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے اور اولیائے کرامؒ کی قبروں پر روپے پیسے، شیرینی، تیل وغیرہ کے جو چڑھاوے ان کے تقرب کی خاطر چڑھائے جاتے ہیں یہ بالا جماع باطل اور حرام ہیں، الا یہ کہ نذر اللہ کے لئے ہوں اور وہاں کے فقراء پر خرچ کرنے کا قصد کیا جائے لوگ خصوصاً اس زمانے میں بکثرت مبتلا ہیں، اس مسئلہ کو علامہ قاسمؒ نے دار البحار کی شرح میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔

علامہ شامیؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ایسی نذر کے ناجائز اور حرام ہونے کی کئی وجوہ ہیں

اول یہ کہ یہ نذر مخلوق کے نام کی ہے اور مخلوق کے نام کی منت ماننا جائز نہیں کیونکہ نذر عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت نہیں کی جاتی۔ دوم یہ کہ جس کے نام کی منت مانی گئی وہ میت ہے اور مردہ کسی کا چیز مالک نہیں ہوتا۔ سوم تصرف رکھتا ہے تو یہ عقیدہ غلط ہے۔ (ردالمحتار قبیل باب الاعتکاف، ج ۲، صفحہ ۴۳۹۔ نیز دیکھئے البحرالرائق، ج ۲۲ صفحہ ۳۲۰)

چھوٹے بچوں کو قبرستان لے جانا بے ہودہ بات ہے۔ رہا عورتوں کا قبرستان پر جانے کا مسئلہ اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک عورتوں کا قبروں پر جانا حرام ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو بہ کثرت قبروں کی زیارت کو جاتی ہے۔ (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۴)

بعض حضرات کے نزدیک مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک جائز ہے، بشرطیکہ وہاں جزع فزع نہ کریں اور کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ کریں، ورنہ حرام ہے۔ اس زمانے میں عورتوں کا وہاں جانا مفسدہ سے خالی نہیں، اکثر بے پردہ جاتی ہیں اور پھر وہاں جا کر غیر شرعی حرکتیں کرتی ہیں، منتیں مانتی ہیں، چڑھاوے چڑھاتی ہیں، اس لئے صحیح یہ ہے کہ جس طرح آج کل عورتوں کے وہاں جانے کا رواج ہے اس کی کسی کے نزدیک بھی اجازت نہیں بلکہ بالاجماع حرام ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷۳) مردہ عورت خواب میں بچہ پیدا ہونے کی خبر دے تو کیا کریں؟

سوال:۔ ہمارے گاؤں میں ایک حاملہ عورت کا انتقال ہو گیا اس کو دفن کر دیا گیا، رات کو ایک دیندار شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ عورت کہہ رہی ہے کہ میرے بچہ پیدا ہوا ہے اس بناء پر اس کے گھر والے پریشان ہیں، کیا قبر کھول کر دیکھا جائے شرعی حکم کیا ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں قبر کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔ قاضی خان میں ہے کہ اگر کسی حاملہ کا انتقال ہو جائے اور اس کے ایام حمل پورے ہو چکے تھے بچہ پیٹ میں حرکت کرتا تھا مگر اسے نکالا نہیں گیا اور اسی حالت میں عورت کو دفن کر دیا گیا پھر اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ کہہ رہی ہے کہ میرے بچہ پیدا ہوا ہے تو قبر کھولی نہیں جائے گی کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ اگر بچہ جنا بھی ہو تو وہ مردہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خان) واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۷۴) پیدائش کے وقت زندگی کے آثار معلوم ہوئے مگر بعد میں نہیں تو جنازے کا کیا حکم ہے؟

سوال:۔ بچہ کی پیدائش کے وقت زندگی کے آثار معلوم ہوئے تھے لیکن جب پورے طور پر پیدا ہو گیا تو آثار معلوم نہ ہوئے تو اب کیا کیا جائے۔ نام رکھا جائے؟ جنازہ پڑھا جائے یا نہیں؟ اور اگر مردہ ہی پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ بچہ کے بدن کا اکثر حصہ باہر آنے تک زندگی کے آثار باقی رہیں یعنی سر کی طرف سے پیدا ہو تو سینہ تک، پاؤں کی طرف سے پیدا ہو تو ناف تک نکلے، اس وقت تک آثار حیات باقی ہوں تو بچہ زندہ شمار ہوگا اور مسنون طریقہ سے اس کی تجہیز و تکفین کی جائے گی اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے گا اور اگر اکثر حصہ نکلنے سے پہلے مر جائے تو مردہ شمار ہوگا اس کو دھو کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر بلا نماز جنازہ دفن کر دیا جائے اور دونوں صورتوں میں نام رکھ لیا جائے جیسا کہ درمختار وغیرہ میں لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۷۵) حائضہ عورت کا میت کے پاس ٹھہرنا

سوال:۔ میت کے قریب حائضہ عورت کا موجود ہونا کیسا ہے؟

الجواب:۔ اولیٰ یہی ہے کہ حائضہ عورت قریب نہ رہے (اور نہ ہی کوئی غیر مسلم، مسلمان میت کے قریب ہو۔) درمختار میں ہے کہ میت کے پاس سے جنبی، حائضہ اور نفساء چلے جائیں۔ الخ۔ مراقی الفلاح میں اس کی ایک وجہ لکھی ہے کہ فرشتہ رحمت ان کی موجودگی میں نہیں آتا بعض فقہاء کے نزدیک ان کو نہ نکالا جائے کیونکہ بسا اوقات نکالنا ممکن نہیں ہوتا اور میت کے قریب ان کی ضرورت رہتی ہے۔ (مثلاً وہ میت کے اقارب، ماں، بہن، بیٹی، بیوہ وغیرہ ہوں۔) بہشتی زیور میں ہے کہ میت کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوشبو سلگا دی جائے اور حیض و نفاس والی عورت جس کو نہانے کی ضرورت ہے اس کے پاس نہ رہے۔ (بہشتی زیور صفحہ ۶۱ حصہ دوئم اور صفحہ ۶۴) پر ہے کہ میت کو حیض و نفاس والی عورت نہ نہلائے کیونکہ یہ مکروہ اور منع ہے۔ الخ۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۷۶) عورت کا کفن اسکے ماں باپ بھائی کے ذمے ہے یا شوہر کے؟

سوال:۔ عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کا کفن کس کے ذمے ہے؟ عورت کے ماں باپ کہتے ہیں کہ لڑکی کا انتقال ہو جائے اور اس کے ماں باپ زندہ ہوں تو ان کے ذمے اس کا کفن ہے یا بھائی زندہ ہو تو اس کے ذمے ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ یا پھر عورت کے مال میں سے اس کا خرچ لیا جائے یا شوہر سے لیا جائے؟

الجواب:۔ عورت کے انتقال کے وقت اگر اس کا شوہر زندہ ہو تو اس صورت میں عورت چاہے مالدار ہو، اس کا کفن شوہر کے ذمے ہے۔ ماں باپ کے ذمے لازم نہیں ہوتا۔ فتاویٰ شامی میں ہے کہ اس کا کفن شوہر کے ذمے ہے، چاہے عورت مالدار ہو۔ (کتاب الفرائض) مفید الوارثین میں ہے کہ اگر عورت کا شوہر موجود ہے تو عورت کا کفن اس کے ذمے واجب ہے، عورت کے ترکے میں سے اس کا خرچ نہ لیا جائے، اگر شوہر نہیں ہو تو مرنے والی کے ترکہ سے مال اور خرچ لیا جائے۔ مفید الوارثین (فصل اول تجہیز و تکفین کا بیان)۔ واللہ اعلم۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۷۷) بیوی کو شوہر غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟ حضرت علیؓ کے حضرت فاطمہؓ کو غسل دینے کی کیا حقیقت ہے؟

سوال:۔ بیوی خاوند کو یا خاوند بیوی کو غسل دے سکتے ہیں یا نہیں؟ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ نے غسل دیا تھا یا نہیں؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟

الجواب:۔ بیوی خاوند کو غسل دے سکتی ہے ہاتھ بھی لگا سکتی ہے خاوند صرف چہرہ دیکھ سکتا ہے، غسل نہیں دے سکتا اور نہ ہی بلا حائل چھو سکتا ہے۔ (کما فی الشامیہ وغیرہ)

حضرت فاطمہؓ کو غسل حضرت ام ایمنؓ نے دیا تھا، حضرت علیؓ کی طرف نسبت اس حیثیت سے ہے کہ آپ سامان غسل وغیرہ میں تعاون فرما رہے تھے۔ شرح المجمع میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو حضرت ام ایمنؓ نے غسل دیا تھا جو کہ نبی کریم ﷺ کی آیا تھیں، غسل کی جو روایت حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے وہ اس پر محمول ہے کہ آپ نے غسل کا انتظام و تعاون فرمایا۔ الخ (فتاویٰ شامی، صفحہ ۱/۸۱۳) اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت علیؓ خود غسل دے رہے تھے تو پھر یہ حضرت

علیؓ کی خصوصیت پر محمول ہے اور ان کا نکاح ورشتہ برقرار رہنے کی وجہ سے ہے کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے موت سے ہر رشتہ اور نسب منقطع ہو جاتے ہیں، سوائے میرے نسب اور سبب کے۔ (الحدیث) واللہ اعلم۔ (مفتی محمد انور صاحب)

(۱۷۸) نابالغہ بچی جس کا باپ مرزائی مگر ماں مسلمان ہو اس کا جنازہ مسلمان پڑھیں؟

سوال:۔ ایک جگہ ایک نابالغہ بچی فوت ہوئی جس کا باپ مرزائی اور ماں مسلمان تھی اس کا جنازہ پڑھنے پر اختلاف ہوا۔ ماں نے کہا میں مرزائی سے نہیں پڑھواؤں گی۔ مولوی صاحب (سنی) نے بھی منع کر دیا مگر ماں نے کہا آپ نہیں پڑھاؤ گے تو بغیرہ جنازہ دفن کر دوں گی، مگر قادیانی سے نہیں پڑھواؤں گی۔ اس پر مولوی صاحب نے اس کا جنازہ پڑھا دیا مسلمانوں نے پڑھا، ایک شخص کہتا ہے یہ سب کافر ہو گئے کیا اس کا کہنا صحیح ہے؟

الجواب:۔ اس لڑکی کا جنازہ مسلمانوں کو ہی پڑھانا چاہئے تھا، لہذا جنہوں نے پڑھا درست کیا ہے۔ اس سے کوئی کافر نہ ہوگا (بلکہ ایسے بچوں کا جنازہ مسلمانوں کا حق ہے۔) (مفتی خیر محمد عفی عنہ)

(۱۷۹) مطلقہ رجعیہ اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے؟

سوال:۔ کیا مطلقہ اپنے مرحوم خاوند کو غسل دے سکتی ہے؟

الجواب:۔ اصل تو مرد عزیز و اقارب کو غسل دینا چاہئے لیکن بہر حال اگر رجعیہ ہو اور عدت میں ہو تو غسل دے سکتی ہے۔

تبیین الحقائق (ص ۱/۲۳۵) اگر طلاق رجعی دی ہو اور مر گیا تو عورت اسے غسل دی سکتی ہے، کیونکہ زوجیت کا رشتہ ختم نہیں ہوا، لیکن اگر طلاق بائن دی ہو تو غسل نہیں دے سکتی۔ الخ۔ واللہ اعلم۔ (مفتی محمد انور صاحب)

(۱۸۰) کنواری عورت کی بہشت میں شادی ہو گی یا نہیں؟

سوال:۔ جو عورت نیک سیرت اور اچھے اعمال کے ساتھ کنوارے پن میں ہی اس دار فانی

سے کوچ کر جائے تو جنت کے اندر اس کا اعزاز کیا ہوگا؟ جیسا کہ مردوں کے لئے حوریں ہوں گی؟

الجواب:۔ غیر شادی شدہ لڑکی کے نکاح سے متعلق کوئی روایت نظر سے نہیں گذری، البتہ قرآنی آیت اور تمہارے لئے جنت میں وہ کچھ ہوگا جسے دل چاہے اور آنکھوں کو لذت ہو (پ۲۴) کے عموم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ان کو یہ خواہش ہوئی تو پوری کی جائے گی۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالستار صاحب)

(۱۸۱) کیا جمعرات کو ارواح گھر آتی ہیں؟

سوال:۔ موت کے بعد ہفتہ یا دو ہفتہ کے بعد جمعرات کو اپنے فانی گھر میں واپس آتی ہے، اور آیا اس روح کے لئے ختم دلوانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ارواح کا گھر میں واپس آنا صحیح روایات سے ثابت نہیں ہے، یہ اعتقاد نہ رکھا جائے۔ ایصال ثواب بلا قید تاریخ وغیرہ کے جائز ہے بلکہ مستحب ہے مگر اس کے لئے ختم کا اہتمام یا خصوصی تاریخوں کا تعین بدعت اور گناہ ہے لہٰذا مروجہ تاریخوں کے علاوہ بلا ختم دلانا، کھانا، کپڑا، نقدی جو چاہے خیرات کر کے ایصال ثواب کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالستار صاحب)

(۱۸۲) میت سے سوال کس زبان میں ہوگا؟

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین، مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قبر میں میت سے سوال کس زبان میں ہوتا ہے عربی میں یا میت کی اپنا زبان میں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ بعون اللہ بعض کا قول ہے کہ سریانی زبان میں سوال ہوتا ہے، لیکن علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ ظاہر حدیث یہ ہے کہ سوال عربی میں ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہر ایک سے اس کی زبان میں خطاب ہو۔ تفصیل کے لئے شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور، صفحہ ۷۵) ملاحظہ کریں۔

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ سے متعلق

مسائل کا بیان

باب الزکوٰۃ

(۱) زکوٰۃ کا حکم کب نازل ہوا؟

سوال:۔ زکوٰۃ کا حکم قرآن مجید میں کتنی بار آیا ہے؟ اور کون سے سن ہجری میں اس کا حکم نازل ہوا؟

الجواب:۔ درمختار اور شامی میں ہے کہ زکوٰۃ کا حکم کلام مجید میں نماز کے ساتھ ۳۲ جگہ آیا ہے۔ نماز کے علاوہ ذکر آیا ہو تو اس کو نہیں لکھا، قرآن مجید میں ملاحظہ کرلیا جائے۔ اور ہجرت کے دوسرے سال میں زکوٰۃ فرض ہوئی۔ (کذافی الدر المختار والشامی) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲) مقدار نصاب زکوٰۃ کی کیا ہے؟

سوال:۔ زکوٰۃ میں زیور وغیرہ کتنا ہو کہ اس کی زکوٰۃ نکالی جائے اور ایک مرتبہ دینے سے تاعمر معافی ہوگی یا نہیں، خلاصہ یہ کہ مقدار نصاب کیا ہے؟

الجواب:۔ زیور میں زکوٰۃ واجب ہے۔ چاندی کا نصاب دوسو درہم یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی ہے۔ اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے اور اگر زیور دونوں طرح کا ہو تو سونے کی قیمت چاندی میں ملاکر اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت بنتی ہو تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ (یا سونا چاندی اور بقدر رقم گھر کی غیر ضروری زائد اشیاء جو شرعی ضرورت نہیں مثلاً ٹی وی یا گھر میں کام نہ آنے والے یا سال میں ایک آدھ مرتبہ استعمال ہونے والے بڑے برتن وغیرہ ان سب کی قیمت بھی اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب

ہوگی) اور اس مال پر سال بھی گذرا ہو کل مال میں سے زکوٰۃ ڈھائی فیصد نکالی جائے گی اور زکوٰۃ کا نصاب مال موجود رہے تو ہر سال زکوٰۃ دینی ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ جس کے پاس ضروریات اصلیہ کے ماسوا نصاب کے برابر روپیہ زیور وغیرہ ہوتو وہ مالک نصاب ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ ملخص۔ (مفتی عزیز الرحمن وغیرھم)

(۳) عورت اپنے شوہر کو اطلاع دیئے بغیر اپنے زیور وغیرہ کی زکوٰۃ دے سکتی ہے

سوال:۔ جس عورت کے پاس جہیز کا زیور ہو وہ بغیر اطلاع اپنے خاوند کو دیئے زکوٰۃ ادا کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جہیز کا زیور عورت کا مملوکہ ہے اس کے زکوٰۃ اس کے ذمہ لازم ہے، خاوند سے اجازت لینے اور اطلاع کرنے کی ضرورت نہیں۔ (فقہاء کی تصریح کے مطابق جہیز میں دیا ہوا سامان زیور وغیرہ عورت کی ملکیت بن جاتا ہے، جسے اس سے کوئی بھی نہیں لے سکتا اور وہ اس میں تصرف کرنے کی مختار ہوتی ہے۔ (الدر المختار) (مفتی عزیز الرحمن)

(۴) بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے شوہر صاحب نصاب نہیں ہوتا

سوال:۔ بیوی اگر صاحب نصاب ہو تو اس کی وجہ سے شوہر بھی صاحب نصاب سمجھا جائے گا یا نہیں؟ قربانی اور زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے؟

الجواب:۔ بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے شوہر صاحب نصاب نہیں ہوتا اور قربانی وغیرہ اس کے ذمہ واجب نہیں۔ (بلکہ بیوی خود اپنے مال سے قربانی کرے گی اور زکوٰۃ دے گی چاہے اسے زیور بیچنا پڑے۔) (مفتی عزیز الرحمن)

(۵) ماہ رمضان کے علاوہ مہینوں میں بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے

سوال:۔ رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ رمضان کے علاوہ اور مہینوں میں بھی زکوٰۃ دینا درست ہے، رمضان شریف کی

اس میں تخصیص نہیں ہے بلکہ جس وقت بھی سال مال پر پورا ہوا اسی وقت زکوٰۃ دینا بہتر ہے البتہ جن کا سال رمضان شریف میں پورا ہو وہ رمضان شریف میں دیں، یہ ضرور ہے کہ رمضان میں زکوٰۃ دینے سے ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے اس لئے اکثر لوگ اسی ماہ میں حساب کرتے ہیں۔ (بہر حال زکوٰۃ میں تاخیر کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(٦) کام والے کپڑوں کی زکوٰۃ

سوال:۔ ہندوستان اور پاکستان کی عورتوں کے کپڑوں میں قیمتی زربفت، کامدانی، بنارسی گوٹا ٹھپا والا کام والے بھی ہوتے ہیں ان میں چاندی کے تار ضرور ہوتے ہیں ایسے کپڑوں کی زکوٰۃ کس طرح متعین کی جائے، ان میں اس بات کا اندازہ نہیں ہوسکتا کہ چاندی کتنی ہے؟

الجواب:۔ جو تار زری کے بنارسی کپڑوں وغیرہ میں ہیں، اب کا اندازہ خود کر کے یا کام جاننے والوں سے کرا کر زکوٰۃ دینی چاہئے اور گوٹے ٹھپے کا اندازہ بھی کرالینا چاہئے، اس کا اندازہ لگانا آسان ہے مثلاً ٹھپہ کا ویسا تھان تول کر دیکھ لیا جائے کہ کتنا وزن ہے الغرض ایسے مواقع میں اندازہ کافی ہے اور اندازہ حتی الوسع ایسا کیا جائے کہ کمی نہ رہے چاہے کچھ زیادتی ہو جائے۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(٧) ان زیورات کی زکوٰۃ جس میں نگ وغیرہ جڑے ہوئے ہوں

سوال:۔ ایک عورت اپنے زیورات کی زکوٰۃ دینا چاہتی ہے، مشکل یہ ہے کہ بعض زیور میں چپڑا ابھرا ہوا ہے اور بعض زیور میں نگ جڑے ہوئے ہیں، اگر چپڑا اور نگ نکالے جائیں تو زیور خراب ہو جائے گا اور اگر سنار سے اندازہ لگوائیں تو بھی پوری طرح پتہ نہیں لگ سکتا اگر سونا نصاب سے کم ہے تو اس کی زکوٰۃ چاندی میں شامل کر کے دی جائے گی یا سونے کی علیحدہ؟ اور کیا دونوں چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو زکوٰۃ میں دیا جائے یا دونوں کو؟ اور زکوٰۃ میں زیور دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ اندازہ صحیح طرح کرا کے سونے چاندی کی زکوٰۃ دینی چاہئے، یہ درست ہے مگر اندازہ کرنے والے سے کہہ دیا جائے کہ جہاں تک ہو احتیاط کو مدنظر رکھے۔ مثلاً زیادہ سے زیادہ

جس قدر سونا چاندی اس میں معلوم ہو اس کا لیا جائے اور سونے کو اُس صورت میں چاندی میں قیمتاً ملا کر زکوٰۃ دی جائے۔ خواہ دونوں کی زکوٰۃ سونے سے دی جائے، الغرض ایک چیز سے زکوٰۃ دینا درست ہے۔ زکوٰۃ ڈھائی فیصد ہے، زکوٰۃ میں زیور دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ (مذکورہ تفصیل فتاویٰ شامی باب زکوٰۃ المال میں موجود ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸) کیا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر زیور بیچ کر زکوٰۃ دے؟

سوال:۔ ہندہ کے پاس جو زیور ہے اس پر کئی سال کی زکوٰۃ واجب ہے اور ہندہ کے پاس سوائے اس کے کہ زیور فروخت کرے زکوٰۃ ادا کرے اور کوئی آمدنی نہیں ہے یا ہندہ کا خاوند ادا کرے مگر وہ ٹالتا رہتا ہے اور زیور فروخت کرنے پر راضی نہیں۔ کیا ہندہ زیور اس کی مرضی کے بغیر فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کر سکتی ہے؟

الجواب:۔ اگر زیور شوہر کا بنوایا ہوا ہے اور ہمارے عرف کے مطابق اس نے ہندہ کی ملکیت میں نہیں دیا تو وہ شوہر کا ہے اور شوہر ہی اس کی زکوٰۃ کا ذمہ دار ہے لیکن اگر وہ زیور بھی ہے جو ماں باپ کے پاس سے جہیز میں ملا ہے تو وہ ہندہ کی ملکیت ہے اس میں سے کچھ زیور فروخت کر کے زکوٰۃ دے دے، شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

زکوٰۃ کے مسائل

(۹) زکوٰۃ کے ڈر سے غیر مسلم لکھوانا

سوال:۔ ایک صاحب نے ایک بیوہ عورت کو مشورہ دیا ہے کہ اگر وہ اپنے کو بینک میں غیر مسلم لکھوا دیں تو زکوٰۃ نہیں کٹے گی کیا ایسا کرنے سے ایمان پر اثر نہیں ہوگا؟

الجواب:۔ کسی شخص کا اپنے آپ کو غیر مسلم لکھوانا کفر ہے اور زکوٰۃ سے بچنے کے لئے ایسا کرنا ڈبل کفر ہے اور کسی کو کفر کا مشورہ دینا بھی کفر ہے۔ پس جس شخص نے بیوہ کو غیر مسلم لکھوانے کا مشورہ دیا اس کا اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے اور اگر بیوہ نے اس کے کفریہ مشورہ پر

عمل کرلیا ہو تو اس کو بھی از سر نو ایمان کی تجدید کرنی چاہئے ۔اسی کے ساتھ حکومت کو بھی اپنے اس نظام زکوٰۃ پر نظر ثانی کرنی چاہئے جو لوگوں کو مرتد کرنے کا سبب بن رہا ہے اس کی آسان صورت یہ ہے کہ حکومت مسلمانوں کے مال سے جتنی مقدار زکوٰۃ کے نام سے وصول کرتی ہے (یعنی اڑھائی فیصد) اتنی ہی مقدار غیر مسلموں کے مال سے رفاہی ٹیکس کے نام سے وصول کیا کرے اس صورت میں کسی کو زکوٰۃ سے فرار کی راہ نہیں ملے گی اور غیر مسلموں پر رفاہی ٹیکس کا عائد کرنا کوئی ظلم و زیادتی بھی نہیں ، کیونکہ حکومت کے رفاہی کاموں سے استفادہ میں غیر مسلم برادری بھی برابر کی شریک ہے اور اس فنڈ کو غیر مسلم معذوروں کی مدد و اعانت اور خبر گیری میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

زکوٰۃ کس پر فرض ہے

(۱۰) اگر نابالغ بچیوں کے نام سونا کر دیا تو زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

سوال:۔ میری تین بیٹیاں ہیں ۔عمر ۱۲ سال ، ۱۰ سال اور ۸ سال ہے۔ میں نے ان کی شادی کے لئے ۲۰ تولہ سونا لے رکھا ہے اس کے علاوہ اور دوسری چیزیں مثلاً برتن کپڑے وغیرہ بھی آہستہ آہستہ جمع کر رہے ہیں ، کیا ان چیزوں پر بھی زکوٰۃ دینا پڑے گی ، بچیوں کے نام پر کوئی پیسہ وغیرہ جمع نہیں ہے۔

الجواب:۔ اگر آپ نے اس سونے کا مالک اپنی بچیوں کو بنا دیا ہے تو ان کے جوان ہونے تک تو ان پر زکوٰۃ نہیں جوان ہونے کے بعد ان میں جو صاحب نصاب ہوں ان پر زکوٰۃ ہوگی اور اگر بچیوں کو مالک نہیں بنایا ملکیت آپ ہی کا ہے تو اس سونے پر زکوٰۃ فرض ہے ، برتن کپڑے وغیرہ استعمال کی جو چیزیں آپ نے ان کے لئے لے رکھی ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) زیور کی زکوٰۃ

سوال:۔ جبکہ مرد حضرات پیسہ کماتے ہیں تو بیوی کے زیورات کی زکوٰۃ شوہر کو دینی چاہئے یا

بیوی کو اپنے جیب خرچ سے جوڑ کر اگر شوہر زکوٰۃ ادا نہ کریں اگرچہ بیوی چاہتی ہو اور بیوی کے پاس پیسہ بھی نہ ہو کہ زکوٰۃ دے سکے تو گناہ کس کو ملے گا۔

الجواب:۔ زیور اگر بیوی کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ اسی کے ذمہ واجب ہے اور زکوٰۃ نہ دینے پر وہی گناہ گار ہوگی، شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا لازم نہیں۔ بیوی یا تو اپنا جیب خرچ بچا کر زکوٰۃ ادا کرے یا زیورات کا ایک حصہ زکوٰۃ میں دے دیا کرے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) بیوی کے زیور کی زکوٰۃ کا مطالبہ کس سے ہوگا؟

سوال:۔ اگر شوہر کی ذاتی ملکیت میں کوئی زیور ایسا نہ ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو لیکن جب اس کی بیوی شادی ہو کر اس کے گھر آئے تو اتنا زیور لے آئے کہ اس پر زکوٰۃ واجب الادا ہو اور بیوی شوہر کے یہ حالات جانتے ہوئے بھی کہ وہ مقروض بھی ہے اور اس کی اتنی تنخواہ بہر حال نہیں ہے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم نکال سکے تو کیا شوہر پر بغیر بیوی کی طرف سے کسی قربانی کے زکوٰۃ و قربانی واجب رہے گی اور اللہ میاں شوہر ہی کا گریبان پکڑیں گے اور کیا بیوی صاحبہ یہ کہہ کر بری الذمہ ہو جائیں گی کہ شوہر ہی ان کے آقا ہیں اور انہی سے سوال و جواب کئے جائیں؟

الجواب:۔ چونکہ زیور بیوی کی ملکیت ہے اس لئے قربانی و زکوٰۃ کا مطالبہ بھی اسی سے ہوگا اور اگر وہ ادا نہیں کرتی تو گناہ گار بھی وہی ہوگی، شوہر سے اس کا مطالبہ نہیں ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳) شوہر بیوی کے زیور کی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے

سوال:۔ میں نے شادی کے وقت اپنی بیوی کو حق المہر میں ۱۳ تولہ سونا دیا تھا، کیا یہ جائز ہے؟ اور ۳ تولہ سونا وہ اپنے میکے سے لائی تھیں، چنانچہ کل سونا ۱۶ تولے پڑا۔ اب میری بیوی اگر زکوٰۃ ۱۶ تولہ پر نہیں دے سکتی تو کیا اس کی یہ زکوٰۃ میں اپنے خرچہ سے دے سکتا ہوں اور پھر یاد رہے کہ یہ حق المہر بھی میں نے ہی ادا کیا تھا۔

الجواب:۔ چونکہ سونا آپ کی بیوی کی ملکیت ہے اس لئے اس کی زکوٰۃ تو اسی کے ذمہ ہے لیکن اگر آپ اس کے کہنے پر اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دیں تو ادا ہو جائے گی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۴) بیٹی کے لئے زیور پر زکوٰۃ

سوال:۔ میں زکوٰۃ کے بارے میں کچھ زیادہ محتاط ہوں اس لئے اس فرض کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتی ہوں تو قبلہ میں نے لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ ماں اگر اپنا زیور اپنی لڑکی کے لئے اٹھا رکھے یا یہ نیت کرے کہ یہ سونا میں اپنی بیٹی کو جہیز میں دوں گی تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اور جب یہ زیور یا سونا لڑکی کو ملے تو وہ اس کو پہن کر یا استعمال میں لاکر زکوٰۃ ادا کرے آپ یہ وضاحت فرمائیں کہ لڑکی کے لئے کوئی زیور بنوا کر رکھا جائے تو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر لڑکی کو زیور کا مالک بنا دیا تو جب تک وہ لڑکی نابالغ ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ بالغ ہونے کے بعد لڑکی کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہوگی جبکہ صرف یہ زیور یا اس کے ساتھ کچھ نقدی نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے صرف یہ نیت کرنے سے کہ یہ زیور لڑکی کے جہیز میں دیا جائے گا زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں قرار دیا جا سکتا، جب تک کہ لڑکی کو اس کا مالک نہ بنا دیا جائے اور لڑکی کو مالک بنا دینے کے بعد پھر اس زیور کا خود پہننا جائز نہیں ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

زکوٰۃ کا نصاب اور شرائط

(۱۵) ساڑھے سات تولے سونے سے کم پر نقدی ملا کر زکوٰۃ واجب ہے

سوال:۔ میری چار لڑکیاں بالغ ہیں، ہر ایک کے پاس کم وبیش چار تولہ سونا ہے۔ میں نے ہمیشہ کے لئے دے دیا تھا اور ہر ایک کے پاس روپیہ چار سو ریال چھ سو ایک ہزار ریال جمع رہتا ہے کیا ان سب پر زکوٰۃ، قربانی، فطرہ علیحدہ ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ آپ نے جو صورت لکھی ہے اس میں آپ کی سب لڑکیوں پر الگ الگ زکوٰۃ، قربانی، صدقہ فطر لازم ہے کیونکہ سونا اگرچہ نصاب سے کم ہے مگر نقدی کے ساتھ سونے کی قیمت ملائی جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی (۶۱۲٫۳۵ گرام) کی قیمت بن جاتی ہے (کیونکہ یہ بھی نصاب زکوٰۃ ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ وغیرہ واجب ہیں۔) (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۱۶) زیور کے نگ پر زکوٰۃ نہیں سونے کے کھوٹ پر ہے

سوال:۔ کیا زکوٰۃ خالص سونے پر لگائیں گے یا زیورات میں ان کے نگ وغیرہ کے وزن کو شامل کریں گے؟ اور سونے کے کھوٹ کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ سونے میں جو نگ وغیرہ لگاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں، کیونکہ ان کو الگ کیا جاسکتا ہے البتہ جو کھوٹ ملادیتے ہیں وہ سونے کے وزن ہی میں شمار ہوگا اس کھوٹ ملے سونے کی بازار میں جو قیمت ہوگی اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا ہوگی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷) زکوٰۃ کا سال شمار کرنے کا اصول

سوال:۔ زکوٰۃ کب تک ادا کی جاتی ہے یعنی عید کی نماز سے پہلے ہی یا بعد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے؟

الجواب:۔ جس تاریخ کو کسی شخص کے پاس نصاب کی مقدار میں مال آجائے اس تاریخ سے چاند کے حساب سے پورا سال گذرنے پر جتنی رقم اس کی ملکیت ہو اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔ زکوٰۃ میں عید سے پہلے یا بعد کا سوال نہیں۔

(۱۸) زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت

سوال:۔ کیا زکوٰۃ ماہ رمضان میں ہی نکالنی چاہئے یا کسی ضرورت مند کو ہم زکوٰۃ کی رقم ماہ شعبان میں دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ میں اس لئے پوچھ رہی ہوں کہ کچھ لوگوں کو جنہیں میں یہ رقم دیتی ہوں ان کا کہنا ہے کہ رمضان میں تقریباً ہر چیز مہنگی ہوجاتی ہے اس لئے اگر رقم رمضان سے پہلے مل جائے تو بچوں وغیرہ کے لئے چیزیں آسانی سے خریدی جاسکتی ہیں؟

الجواب:۔ زکوٰۃ کے لئے کوئی مہینہ مقرر نہیں ہے، اس لئے شعبان یا اور کسی مہینے میں بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور زکوٰۃ کا جو مہینہ مقرر ہو اس سے پہلے بھی زکوٰۃ دینا صحیح ہے۔ (یعنی سال اگر شعبان میں پورا ہورہا ہے تو رجب یا اس سے پہلے بھی دی جاسکتی ہے۔)

(مفتی یوسف لدھیانوی)

(۱۹) اگر پانچ ہزار روپیہ ہو اور نصاب سے کم سونا ہو تو زکوٰۃ کا حکم

سوال: ۔ زکوٰۃ کس پر فرض ہے، اگر کسی شخص کے پاس پانچ ہزار روپیہ ہو اور نصاب سے کم سونا ہو تو کیا اس پر زکوٰۃ دینی پڑے گی اگر ہاں تو کتنی؟

الجواب: ۔ چونکہ پانچ ہزار روپیہ اور سونا دونوں مل کر ساڑھے باون تولے یعنی ۶۱۲ء۳۵ گرام چاندی کی مالیت سے بہت زیادہ ہیں اس لئے اس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے، اس کو چاہئے کہ سونے کی آج کے بھاؤ سے قیمت لگالے اور اس کو پانچ ہزار میں جمع کر کے اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کر دے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہید)

(۲۰) حج کے لئے رکھی ہوئی رقم پر زکوٰۃ

سوال: ۔ ایک شخص کے پاس اپنی کمائی کی کچھ رقم تھی انہوں نے حج کرنے کے ارادہ سے درخواست دی اور جمع کرائی لیکن قرعہ اندازی میں ان کا نام نہیں آیا اور حکومت وقت کی جانب سے ان کی رقم واپس مل گئی وہ شخص پھر آئندہ سال حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور درخواست بھی دینے کا ارادہ ہے آپ یہ بتائیں کہ حج کرنے کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے اس پر زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے یا ایسی رقم سے کوئی زکوٰۃ نکالی نہیں جائے گی یا دوسری رقم کی طرح اس رقم پر بھی زکوٰۃ نکالی جائے گی؟

الجواب: ۔ اس رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہید)

(۲۱) استعمال کے برتنوں پر زکوٰۃ

سوال: ۔ ایسے برتن (مثلاً دیگ، بڑے دیگچے وغیرہ) جو سال میں دو تین بار استعمال ہوں ان کی بھی زکوٰۃ قیمت خرید موجود پر ہوگی (تانبے کی) یا اس قیمت پر جس پر کہ دکاندار پرانے (غیر شکستہ) برتن خرید کر ادا کرتے ہیں؟

الجواب: ۔ ایسے برتن جو استعمال کے لئے رکھے ہوں، خواہ ان کے استعمال کی نوبت کم ہی آتی ہو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲) ادویات پر زکوٰۃ

سوال:۔ دکان میں پڑی ادویات پر زکوٰۃ لازم ہے یا صرف اس کی آمدنی پر؟

الجواب:۔ ادویات کی قیمت پر بھی لازم ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۳) واجب الوصول رقم کی زکوٰۃ

سوال:۔ میں ایک ایسا کام کرتا ہوں کہ خدمات کی انجام دہی کی رقوم کافی لوگوں کی طرف واجب الوصول رہتی ہیں اور وصول بھی پانچ چھ مہینے بعد ہوتی ہے۔ کچھ لوگوں سے وصولی کی بہت کم امید بھی ہوتی ہے، کیا ان واجب الوصول رقوم پر زکوٰۃ دینی چاہئے یا جب وصول جائیں اس کے بعد؟

الجواب:۔ کاریگر کو کام کرنے کے بعد جب اس کا حق الخدمت (اجرت ضروری وصول ہو جائے) تب اس کا مالک ہوتا ہے، پس اگر آپ صاحب نصاب ہیں تو جب آپ کا زکوٰۃ کا سال پورا ہو اس وقت تک جتنی رقوم وصول ہو جائیں ان کی زکوٰۃ ادا کر دیا کیجئے اور جو آئندہ سال وصول ہوں گی ان کی زکوٰۃ بھی آئندہ سال دی جائے گی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

حصص پر زکوٰۃ

(۲۴) حصص (شیئرز) پر زکوٰۃ واجب الادا ہے

سوال:۔ میرے پاس ایک کمپنی کے سات سو حصص ہیں، جن کی اصلی قیمت دس روپیہ فی حصص ہے جبکہ موجودہ قیمت ۳۰ روپیہ فی حصص ہے، زکوٰۃ کون سی قیمت پر واجب ہوگی؟

الجواب:۔ حصص کی اس قیمت پر جو جوب زکوٰۃ کے دن ہو، زکوٰۃ واجب ہوگی۔

سوال:۔ جمعہ کی اشاعت میں حصص پر زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں مسئلہ پڑھا، لیکن سوال یہ ہے کہ تمام محدود کمپنیاں زکوٰۃ وغیرہ آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۰ء کے تحت کمپنی کے اثاثہ جات پر

زکوٰۃ منہا کرتی ہیں اور یہ رقم اس آرڈیننس کی دفعہ کے مطابق قائم شدہ سنٹرل زکوٰۃ فنڈ کو منتقل کرتی ہیں۔ نیز یہ ادا شدہ زکوٰۃ حصص داران کے حصص کے تناسب کے حساب سے ان کے حاصل شدہ منافع میں سے کاٹ لی جاتی ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ ایک مرتبہ اجتماعی کاروبار میں سے زکوٰۃ منہا ہو جانے کے بعد بھی دوبارہ ہر حصہ دار کو اپنے ان حصص پر انفرادی طور پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

الجواب:۔ اگر حصہ داروں کے حصص سے زکوٰۃ وصول کر لی گئی تو ان کو انفرادی طور پر اپنے حصوں کی زکوٰۃ دینے کی ضرورت نہیں، البتہ اس میں گفتگو ہو سکتی ہے کہ حکومت جس انداز سے زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے وہ صحیح ہے یا نہیں، اور اس سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔ بہت سے علماء حکومت کے طریق کار کی تصویب کرتے ہیں اور وہ حکومت کی کاٹی ہوئی زکوٰۃ کو ادا شدہ نہیں سمجھتے۔ ان حضرات کے نزدیک ان تمام رقوم کی زکوٰۃ مالکان کو خود ادا کرنی چاہئے، جو حکومت نے وضع کر لی ہو۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

(۲۵) بغیر بتائے زکوٰۃ دینا

سوال:۔ معاشرے میں بہت سے اصحاب ایسے ہیں جو زکوٰۃ لینا باعث شرم سمجھتے ہیں اگر چہ یہ نظریہ غلط ہے، تو کیا اسے اصحاب کو بغیر بتائے اس مد میں سے کسی دوسرے طریقے سے ادا کی جاسکتی ہے۔ مثلاً ان کے بچوں کے کپڑے بنوا دیئے جائیں، ان کے بچوں کی تعلیم میں امداد کی جائے، اس صورت میں جبکہ زکوٰۃ دینے والے پر اور رقم ممکن نہ ہو؟

الجواب:۔ زکوٰۃ دیتے وقت یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے۔ ہدیہ یا تحفہ کے عنوان سے ادا کی جائے اور ادا کرتے وقت نیت زکوٰۃ کی کر لی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

سوال:۔ کسی دوست احباب کی ہم زکوٰۃ کی رقم سے مدد کریں اور اس کو احساس ہو جانے کی وجہ

سے نام بتائیں نہیں تو زکوٰۃ ہو جائے گی؟

الجواب:۔ مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے، اسے کسی بھی عنوان سے زکوٰۃ دے دی جائے اور نیت زکوٰۃ کی کر لی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۶) تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ دینا

سوال:۔ اگر کسی عورت نے اپنی کل رقم یا سونا جو اس کے پاس ہیں اس پر سالانہ زکوٰۃ نہ نکالا ہو بلکہ ہر مہینہ کچھ نہ کچھ کسی ضرورت مند کو دے دیتی ہو، کبھی نقد رقم، کبھی اناج وغیرہ اور اس کا حساب بھی اپنے پاس نہ رکھتی ہو تو اس کا ایسا کرنا زکوٰۃ دینے میں شمار ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ زکوٰۃ کی نیت سے جو کچھ دیتی ہے اتنی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی لیکن یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اس کی زکوٰۃ ہو گئی یا نہیں، اس لئے کہ حساب کر کے جتنی زکوٰۃ نکلتی ہو وہ ادا کرنی چاہئے البتہ یہ اختیار ہے کہ اکٹھی دے دی جائے یا تھوڑی تھوڑی کر کے سال بھر میں ادا کر دی جائے، مگر حساب رکھنا چاہئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا ضروری ہے جو چیز زکوٰۃ کی نیت سے دی جائے، وقتاً فوقتاً؟ دیتے رہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

سوال:۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ سال کے آخر میں زکوٰۃ ادا کرنے بجائے ہر ماہ کچھ رقم زکوٰۃ کے طور پر نکالتا رہے تو کیا یہ عمل درست ہے؟ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی؟

الجواب:۔ ہر مہینے تھوڑی زکوٰۃ نکالتے رہنا درست ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۲۷) گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ کیسے ادا کریں

سوال:۔ (۱) میری شادی تیرہ سال پہلے ہوئی تھی اس پر میں نے اپنی بیوی کو چھ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی تحفہ کے طور پر دی تھی۔

(الف) اس مالیت پر کتنی زکوٰۃ ہوگی؟

(ب) دو سال بعد اس مالیت میں سونا ایک تولہ کم ہو گیا، یعنی بعد میں ۵ تولہ سونا اور ۲۰ تولہ

چاندی رہ گئی ہے اس کو تقریباً ۱۱ سال ہو گئے ہیں، جس کی کوئی زکوٰۃ نہیں دی گئی۔اب اس کی کتنی زکوٰۃ دیں، حساب کر کے بتائیں اگر سونا دیں تو کتنا دینا ہے؟

(۲) میری بہن کے پاس ۹ تولہ سونا ہے اور ۲۰ تولے چاندی ہے اور یہ سترہ سال سے ہے آپ بتائیں کہ اس کو اب کتنی زکوٰۃ دینی ہے؟

الجواب:۔ دونوں مسئلوں کا ایک ہی جواب ہے آپ کی بیوی اور آپ کی بہن کی ملکیت میں جس تاریخ کو سونا اور چاندی آئے، ہر سال اس قمری تاریخ کو ان پر زکواۃ فرض ہوتی رہی جو انہوں نے ادا نہیں کی، اس لئے تمام گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا ان کے ذمہ لازم ہے۔گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سال سونے اور چاندی کی جو مقدار تھی اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے، پھر دوسرے سال اس چالیسویں حصے کی مقدار منہا کر کے باقی ماندہ کا چالیسواں حصہ نکالا جائے اسی طرح سترہ سال کا حساب لگایا جائے ان باقی تمام سالوں کی زکوٰۃ کا مجموعہ جتنی مقدار سونا اور چاندی کی بنے وہ زکوٰۃ میں ادا کر دی جائے۔آپ کی بہن کے پاس سترہ سال پہلے ۹ تولے سونا اور ۲۰ تولے چاندی تھی، میں نے سترہ سال کی زکوٰۃ کا حساب لگایا تو سونے کے زکوٰۃ کی مجموعی مقدار ۳۴ گرام بنی اور چاندی کی زکوٰۃ کی مجموعی مقدار ۱۰۶ء۸۱ گرام بنی۔لہذا ۹ تولے سونے اور ۲۰ تولے چاندی کی زکواۃ میں مندرجہ بالا مقدار کا ادا کرنا آپ کی بہن کے ذمہ لازم ہے اور آپ کی بیوی کے ذمہ گیارہ سال کی زکوٰۃ میں ۱۴ء۷۹۵ گرام سونا اور ۲۵ء۵۰۹ گرام چاندی کا ادا کرنا لازم ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸) استعمال شدہ چیز زکوٰۃ کے طور پر دینا

سوال:۔ ایک شخص ایک چیز چھ ماہ استعمال کرتا ہے چھ ماہ استعمال کے بعد وہی چیز اپنے دل میں زکوٰۃ کی نیت کر کے آدھی قیمت پر بغیر بتائے مستحق زکوٰۃ کو دے دیتا ہے تو زکواۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر بازار میں فروخت کی جائے اور اتنی قیمت مل جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) اشیاء کی شکل میں زکوٰۃ کی ادائیگی

سوال:۔ کیا زکوٰۃ کی رقم مستحقین کو اشیاء کی شکل میں بھی دی جاسکتی ہے؟
الجواب:۔ دی جاسکتی ہے، لیکن اس میں یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ ردی قسم کی چیزیں زکوٰۃ میں نہ دی جائیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) پیسے نہ ہوں تو زیور بیچ کر زکوٰۃ ادا کرے

سوال:۔ زکوٰۃ دینا صرف بیوی پر فرض ہے، وہ تو کما کر نہیں لاتی پھر وہ کس طرح زکوٰۃ دے جب کہ شوہر اس کو صرف اتنی ہی رقم دیتا ہے کہ جو گھر کی ضروریات کے لئے ہوتی ہے؟
الجواب:۔ اگر پیسے نہ ہوں تو زیور فروخت کر کے زکوٰۃ دیا کرے یا زیور ہی کا چالیسواں حصہ دینا ممکن ہو تو وہ دے دیا کرے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۱) بیوی خود زکوٰۃ ادا کرے چاہے زیور بیچنا پڑے

سوال:۔ میرے تمام زیورات کی تعداد تقریباً آٹھ تولہ سونا ہے، لیکن اس کے علاوہ میرے پاس نہ تو قربانی کے لئے اور نہ ہی زکوٰۃ کے لئے کچھ رقم ہے، لہٰذا میں نے ایک سیٹ اپنی بچی کے نام رکھ چھوڑا ہے وہ اب زیر استعمال بھی نہیں اور شوہر زکوٰۃ دینے پر راضی نہیں اور کہتا ہے تمہارا زیور ہے تم جانو، مگر اس میں میری صرف اتنی ملکیت ہے کہ پہن سکوں تبدیل یا فروخت بھی نہیں کر سکتی، اب بچی والے زیور کی زکوٰۃ کون دے گا؟ بھائی کے دیئے ہوئے ڈھائی ہزار روپے پر زکوٰۃ نکال دیتی ہوں۔
الجواب:۔ جو زیور آپ نے بچی کی ملکیت کر دیا ہے وہ جب تک نابالغ ہے اس پر زکوٰۃ نہیں، لیکن ملکیت کر دینے کے بعد آپ کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں، باقی زیور اگر نقدی ملا کر حد زکواۃ تک پہنچتا ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اگر نقد روپیہ نہ ہو تو زیور فروخت کر کے زکوٰۃ دینا ضروری ہے، اگر شوہر آپ کے کہنے پر آپ کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دیا کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، مگر اس کے ذمہ فرض نہیں، فرض آپ کے ذمہ ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی گنجائش نہ

ہوتو اتنا زیور ہی نہ رکھا جائے جس پر زکوٰۃ فرض ہو یہ جواب تو اس صورت میں ہے کہ زیور آپ کی ملکیت ہے لیکن آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ اس میں میری صرف اتنی ملکیت ہے کہ میں پہن سکوں تبدیل یا فروخت بھی نہیں کرسکتی اس فقرے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیور دراصل شوہر کی ملکیت ہے اور آپ کو صرف پہننے کے لئے دیا گیا ہے اگر یہی مطلب ہے تو اس زیور کی زکوٰۃ آپ کے شوہر پر فرض ہے آپ پر نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۲) غریب والدہ نصاب بھر سونے کی زکوٰۃ زیور بیچ کر دے

سوال:۔ والدہ صاحبہ کے پاس قابل زکوٰۃ زیور ہے، ان کی اپنی کوئی آمدنی نہیں بلکہ اولاد پر گزراوقات ہے، اس صورت میں زکوٰۃ ان کے زیور پر واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ یہ زیور نصاب کی مالیت کو پہنچتا ہو، زیور بیچ کر زکوٰۃ دی جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۳) شوہر کے فوت ہونے پر زکوٰۃ کس طرح ادا کریں؟

سوال:۔ ہماری ایک عزیز ہیں، ان کے شوہر فوت ہو گئے ہیں اور ان پر بارہ ہزار کا قرضہ ہے جبکہ ان کے پاس تھوڑا بہت سونا ہے، آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا ان کی زکوٰۃ دینی چاہئے اگر دینی ہے تو کتنی؟

الجواب:۔ شوہر کا چھوڑا ہوا ترکہ صرف اس کی اہلیہ کا نہیں بلکہ سب سے پہلے اس کے شوہر کا قرضہ ادا کیا جائے، پھر اسے شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے اور پھر ان وارثوں میں سے جو بالغ ہوں ان کا حصہ نصاب کو پہنچتا ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

مصارف زکواۃ

(زکوٰۃ کی رقم صرف کرنے کی جگہیں)

(۳۴) خوشدامن (ساس) کوزکوٰۃ دینی درست ہے یانہیں؟

سوال:۔ خوشدامن کوزکوٰۃ دینی جائز ہے یانہیں؟

الجواب:۔ اپنی خوشدامن کو جب کہ وہ مالک نصاب نہ ہوزکوٰۃ دینا جائز اور درست ہے مگر اس کو بالکل مالک بنادیا جائے کہ وہ جہاں چاہے خرچ کرے (ساس چونکہ مصارف ممنوعہ (جن کو زکوٰۃ دینا منع ہے) میں داخل نہیں ہے اس لئے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۵) ہندواور پیشہ ور فقیروں کوزکوٰۃ دینا درست نہیں

سوال:۔ جولوگ گداگری کا پیشہ کرتے ہیں ان کوزکوٰۃ دینا درست ہے یانہیں؟ بعض فقیر ہندو ہوتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ایسے فقیروں کو جن کا پیشہ مانگنے کا ہے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ اکثر متمول (مالدار) ہوتے ہیں، زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

ہندو فقیر کواللہ کے واسطے دینا درست ہے مگر زکوٰۃ دینا جائز نہیں، وہ مسلمان کا حق ہے۔

(۳۶) زکوٰۃ سے غریب لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام کرنا

سوال:۔ زکوٰۃ کے روپے سے غریب لڑکیوں کی مذہبی تعلیم (ودیگر) تدریس جائز ہے یانہیں؟

الجواب:۔ زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے، یعنی کسی محتاج کواس کا مالک بنادیا جائے، لہذا غریب لڑکیوں کواگر نقد، کپڑا، کھانا دے دیا جائے (یا کتابیں خرید کران کی ملکیت کردی جائیں) تو درست ہے مگر معلمہ اور دیگر ملازمین کی تنخواہ زکوٰۃ سے دینی درست نہیں ہے۔ (والتفصیل فی الشامیہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۷) سید کی غریب بیوی اگر مفلس ہو تو زکوٰۃ دینا جائز ہے

سوال:۔ سید کی بیوی جو کہ خود سید نہ ہو لیکن مفلس اور نادار ہو اور چاہے شوہر زندہ ہو یا نہ ہو، زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ وہ ہماری رشتہ دار بھی ہے؟

الجواب:۔ ایسی عورت کو جب کہ وہ مفلس ہو تو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ شوہر کے سید ہونے کی وجہ سے مفلس عورت کو زکوٰۃ دینا منع نہیں ہو جاتا بلکہ زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ اور پھر قرابت دار غریب مفلس کو زکوٰۃ دینے میں ثواب زیادہ ہے (سوائے ماں باپ، اولاد اور میاں بیوی کے آپس میں) تمام رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (والتفصیل فی کتب الفقہ، الشامیہ وغیرھا)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۸) سگے بھائی اور بہنوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے

سوال:۔ والدین حیات ہیں، صاحب نصاب زکوٰۃ اور شرعاً غنی ہیں، لیکن معاش کی تنگی ہے تو کیا کوئی مرد یا عورت اپنے نابالغ بہن بھائیوں کو جو کہ معاشی پریشانی میں رہتے ہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ بھائی بہنوں کو جو کہ مالک نصاب نہیں ہیں تو پھر اگرچہ والدین مالدار ہوں تب بھی ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے (جیسا کہ کتب فقہ میں ملتا ہے کہ اگر نوجوان لڑکی جس کے ماں باپ غنی ہوں مگر اس کا اپنا مال نہ ہو چونکہ نفقہ جو ملتا ہے وہ اسے مالدار نہیں بناتا اس لئے زکوٰۃ دینا درست ہے اور شوہر یا ماں باپ کا مالدار ہونا اسے شرعاً غنی نہیں بناتا، تاوقتیکہ وہ مالک نصاب نہ ہو۔ (عالمگیری) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۹) بہو بیٹے کی بیوی مالک نصاب نہ ہو تو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

سوال:۔ ایک خاتون مالدار ہیں مگر ان کا بیٹا معاشی تنگی میں ہے، اگرچہ وہ بھی صاحب نصاب ہے لیکن بہو صاحب نصاب نہیں ہے، کیا اسے زکوٰۃ کے پیسوں سے کپڑا وغیرہ دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر یہ محتاج ہے تو اسے زکوٰۃ کے پیسے بھی دیئے جاسکتے ہیں اور زکوٰۃ کے پیسوں سے کپڑے وغیرہ بنا کر بھی دیئے جاسکتے ہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

کن لوگوں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں

(۴۰) سید کی بیوی کو زکوٰۃ

سوال:۔ ہمارے ایک عزیز جو کہ سید ہیں جسمانی طور پر بالکل معذور ہونے کے باعث کمانے کے قابل نہیں ہیں ان کے گھر کا خرچ ان کی بیوی جو کہ غیر سید ہیں بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر اور کچھ قریبی عزیزوں کی مدد سے چلاتی ہیں، سوال یہ ہے کہ چونکہ ان کی بیوی غیر سید ہیں اور گھر کی کفیل ہیں تو باجود اس کے کہ شوہر اور بچے سید ہیں ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

الجواب:۔ بیوی اگر غیر سید ہے اور وہ زکوٰۃ کی مستحق ہے اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اس زکوٰۃ کی مالک ہونے کے بعد وہ اگر چاہے تو اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کر سکتی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۱) سادات لڑکی کی اولاد کو زکوٰۃ

سوال:۔ ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی تھی جس سے اس کے دو بچے ہیں، کچھ عرصہ کے بعد زید نے ہندہ کو طلاق دے دی، بچے ہندہ کے پاس ہیں جو محنت کر کے ان کی پرورش کرتی ہے زید بچوں کی پرورش کے لئے اس کو کچھ نہیں دیتا ہندہ سادات سے تعلق رکھتی ہے اور اس کے یہ بچے صدیقی ہیں، ہندہ کے عزیز اقربا، بہن بھائی یا ماں باپ ان بچوں کی پرورش وغیرہ کے لئے زکوٰۃ کا روپیہ ہندہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں کہ وہ صرف بچوں کے صرف میں لائے کیونکہ ہندہ کے لئے تو زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔ شرعی اعتبار سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں؟

الجواب:۔ یہ بچے سید نہیں بلکہ صدیقی ہیں اس لئے ان بچوں کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے اور ہندہ اپنے ان بچوں کے لئے زکوٰۃ وصول کر سکتی ہے اپنے لئے نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۲) بیوی کا شوہر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

سوال:۔ (۱) عام طور پر بیوی کی کل کفالت شوہر کے ذمہ ہے اگر بدنصیبی سے شوہر غریب ہو جائے اور بیوی مالدار ہو تو شرعاً شوہر کے بیوی پر کیا حقوق عائد ہوتے ہیں؟

(۲) مذکورہ شوہر کو بیوی سے زکوٰۃ لے کر کھانا کیا درست ہوگا؟

الجواب:۔ (۱) عورت پر شوہر کے لئے جو حقوق ہیں وہ غربت اور مالداری دونوں میں یکساں ہے، شوہر کے غریب ہونے پر بیوی پر شرعاً یہ حق ہے کہ شوہر کی غربت کے پیش نظر صرف اس قدر نان ونفقہ کا مطالبہ کرے جس کا شوہر متحمل ہو سکے البتہ اخلاقاً بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے مال سے شوہر کی امداد کرے یا اپنے مال سے شوہر کو کوئی کاروبار کرنے کی اجازت دے۔

(۴۳) شادی شدہ عورت کو زکواۃ دینا

سوال:۔ ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے لیکن وہ لوگ محنت مزدوری کرتے ہیں کیا ان کو خیرات صدقہ یا زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

الجواب:۔ اگر وہ غریب ہے اور مستحق ہے تو جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۴) مالدار اولاد والی بیوہ کو زکوٰۃ

سوال:۔ ایک عورت جو کہ بیوہ ہے لیکن اس کے چار پانچ لڑکے برسر روزگار ہیں اچھی خاصی آمدنی ہوتی ہے اگر وہ لڑکے ماں کی بالکل مالی امداد نہیں کرتے تو کیا اس عورت کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اگر بالفرض اولاد تھوڑی بہت امداد دیتی ہے جو اس کے لئے ناکافی ہے تب اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس خاتون کے اخراجات اس کے صاحب زادوں کے ذمہ ہیں لیکن اگر وہ نادار ہے اور لڑکے اس کی مالی امداد اتنی نہیں کرتے جو اس کی روزمرہ ضروریات کے لئے کافی ہو تو اس کو زکواۃ دینا جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۵) مفلوک الحال بیوہ کو زکوٰۃ دینا

سوال:۔ ہمارے محلے میں ایک بیوہ عورت رہتی ہے اس کی ایک نوجوان بیٹی بھی ہے جو کہ مقامی کالج میں پڑھتی ہے، اس بیوہ عورت کا ایک بھائی ہے جو اناج کی دلالی کرتا ہے اور مہینے کے دو ہزار روپے کماتا ہے لیکن اپنی بیوہ بہن اور ماں کو کچھ بھی نہیں دیتا، اس بیوہ عورت کی ماں بالکل ضعیف اور بیمار ہے، ان سب کا خرچ عورت کا بھتیجا اٹھاتا ہے اور اس بھتیجے کی بھی شادی ہوگئی ہے اور اس کی ایک بچی بھی ہے اب وہ بھتیجا یہ کہتا ہے کہ میں سب کا خرچ نہیں اٹھا سکتا اب وہ بیوہ عورت بالکل اکیلی ہوگئی ہے اور اس کی مدد کرنے والا کوئی نہیں تو کیا اس صورت حال میں اس کا زکوٰۃ لینا جائز ہے؟ اور کیا ہم سب برادری والے مل کر بیوہ عورت کے بھائی کو روپیہ نہ دینے پر اس سے زبردستی کر سکتے ہیں۔

الجواب:۔ بھائی کو اگر مقدور ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی بہن کے اخراجات برداشت کرے اگر وہ نہیں کرتا یا استطاعت نہیں رکھتا اور اس بیوہ کے پاس بھی نصاب کی مقدار سونا چاندی یا روپیہ پیسہ نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ نادار بھی ہے اور بے سہارا بھی، اس صورت میں اس کو زکوٰۃ وصدقات دینا ضروری ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۶) برسر روزگار بیوہ کو زکوٰۃ دینا

سوال:۔ ہمارے علاقے میں ایک بیوہ عورت ہے جو محکمہ تعلیم حکومت پاکستان میں ملازم ہے، تنخواہ ماہانہ پانچ سو روپے ہے، ان کا ایک جوان لڑکا بھی سرکاری ملازم ہے دونوں ایک ساتھ حکومت کے فراہم کردہ سرکاری کوارٹر میں رہتے ہیں، ہمارے علاقہ کی زکوٰۃ کمیٹی نے اس بیوہ عورت کے لئے زکوٰۃ فنڈ سے پچاس روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کیا ہے اور ہر ماہ ادا کیا جاتا ہے کیا بیوہ ہونے کی وجہ سے جبکہ سرکاری ملازمہ ہو زکوٰۃ کی مستحق ہے۔

الجواب:۔ اگر وہ مقروض نہیں برسر روزگار ہے تو اس کو زکوٰۃ نہیں لینی چاہئے تاہم اگر وہ صاحب نصاب نہیں تو اس کو دینے سے زکواۃ ادا ہو جائے گی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۷) نادار کو زکواۃ دینا

سوال:۔ ہمارے جاننے والوں میں ایک سفید پوش سے آدمی ہیں، مگر مالی اعتبار سے بہت کمزور ہیں، ریڑھی لگاتے ہیں، بیوی ٹی بی کی مریض ہے وہ گھر سے کچھ چنے کباب وغیرہ بنا دیتی ہے اور وہ جاکر فروخت کرآتے ہے دو تین چھوٹے بچے ہیں ان کا ذاتی مکان ہے کیا ایسے شخص کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے اور وہ زکواۃ لینا پسند نہ کرے تو ان کو بغیر بتائے زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

الجواب:۔ ذاتی مکان اور ریڑھی لگانے کے باوجود اگر وہ نادار اور ضرورت مند ہیں تو ان کی زکوٰۃ دینا صحیح ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اس کو یہ بتانا شرط نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے تحفہ اور ہدیہ کہہ کر دے دیا جائے اور نیت زکوٰۃ کی کرلی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۸) فلاحی ادارے زکوٰۃ کے وکیل ہیں جب تک مستحق کو ادا نہ کردیں

سوال:۔ کوئی خدمتی ادارہ یا کوئی وقف ٹرسٹ اور فاؤنڈیشن کو زکوٰۃ دینے سے کیا زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے؟

الجواب:۔ جو فلاحی ادارہ زکوٰۃ جمع کرتے ہیں وہ زکوٰۃ کی رقم کے مالک نہیں ہوتے بلکہ زکوٰۃ دہندگان کے وکیل اور نمائندے ہوتے ہیں، جب تک ان کے پاس زکوٰۃ کا پیسہ جمع رہے گا وہ بدستور زکوٰۃ دہندگان کی ملک ہوگا اگر وہ صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوٰۃ دہندگان کی زکوٰۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔اس سے جب تک کسی فلاحی ادارے کے بارے میں یہ اطمینان نہ ہو کہ وہ زکوٰۃ کی رقم شریعت کے اصولوں کے مطابق ٹھیک مصرف میں خرچ کرتا ہے اس وقت تک اس کو زکوٰۃ نہ دی جائے۔

سوال:۔ اس طرح زکوٰۃ جمع کرنے والے ادارے جمع کی ہوئی زکوٰۃ کی رقم کے خود مالک بن جاتے ہیں یا نہیں اور اس طرح جمع ہوئی زکوٰۃ کی رقم کو وہ چاہیں اس طرح لوگوں کی بھلائی کے کاموں میں خرچ کر سکتے ہیں۔ مثلاً اس رقم میں سے صاحب زکوٰۃ شخص کو اور درمیانی طبقہ کے

صاحب مال شخص کو مکان خریدنے کے لئے یا کاروبار کے لئے بنا منافع آسان قسطوں میں واپس ہونے والے قرض کے طور پر دے سکتے ہیں کیونکہ درمیان طبقہ کے صاحب مال زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہوتے اور زکوٰۃ لینا بھی نہیں چاہئے اس کے مطابق اس کو زکوٰۃ کی رقم قرض کے طور پر دینا مناسب ہے۔

الجواب:۔ یہ ادارے اس رقم میں مالکانہ تصرف کرنے کے مجاز نہیں بلکہ صرف فقراء اور محتاجوں کے بانٹنے کے مجاز ہیں اس لئے اس رقم کو قرض پر اٹھانے کے مجاز نہیں البتہ اگر مالکان کی طرف سے اجازت ہو تو درست ہے، کسی صاحب نصاب کو مکان خریدنے کے لئے رقم دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی، البتہ یہ صورت ہوسکتی ہے کہ وہ شخص کسی سے قرض لے کر مکان خریدے اب اس کو قرضہ ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ دینا صحیح ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۹) طالب علم کو زکوٰۃ دینے سے ادا ہوگی؟

سوال:۔ ایک شخص صاحب نصاب ہے وہ غریب طالب علم کو تعلیمی خرچ میں زکوٰۃ کی رقم دینا چاہتا ہے، اس کے والدین میں اخراجات برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے اگر برداشت کرے تو گھر کی پونجی چار پانچ ماہ میں ختم ہو جاتی ہے اور تعلیم ناقص رہتی ہے ایسی حالت میں طالب علم کو ہر ماہ میں یکمشت تعلیم کا خرچہ دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں غریب طالب العلم بالغ ہو یا نابالغ، لیکن اس کا باپ غنی نہ ہو تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیری، صفحہ ۱۸۹۔ ج۱)

(۵۰) زکوٰۃ وخیرات سے ہسپتال کے اخراجات پورے کئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

سوال:۔ زکوٰۃ کے روپوں سے ہسپتال چلا سکتے ہیں جس سے اسٹاف وکارکناں کی تنخواہ اور دوائیں وغیرہ خرید کر غرباء کے معالجہ کے لئے وقف کر دیا جائے اس طرح فرد واحد یا چند افراد مل کر ہسپتال جاری کر دیں تو کیسا ہے؟

الجواب:۔ زکوٰۃ کی رقم سے ہسپتال چلانا درست نہیں، زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ ادائے زکوٰۃ کے لئے تملیک شرط ہے (یعنی حقدار کو مالک بنانا) وہ اس صورت میں موجود نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری، صفحہ ۱۸۸۔ ج۱)

(۵۱) خیرات کے حقدار کون ہے؟

سوال:۔ خیرات کس کس کو دے سکتے ہیں؟

الجواب:۔ نفل خیرات وصدقات سب حاجت مندوں کو دے سکتے ہیں، خویش واقارب مقدم ہیں اور دیندار زیادہ حقدار ہے۔

سوال:۔ مدارس وانجمن میں خیرات دینا کیسا ہے؟

الجواب:۔ مدارس ومساجد اور دینی اداروں میں خیرات دینے کی بڑی فضیلت ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں سب سے بڑی نیکی یہی ہے کہ اشاعت شریعت اور اس کے کسی حکم کو زندہ کرنے کی کوشش کرے بالخصوص ایسے زمانہ میں جس میں شعائر اسلام نا پید ہو چکے ہوں کروڑوں روپے کا راہ خداوندی میں خرچ کرنا دوسری نیت سے لاکھ روپے خرچ کرنے کے برابر نہیں ہے۔ (مکتوبات، مکتوب ۴۸، صفحہ ۶۶ ج ۱)

(۵۲) مال زکوٰۃ سے والد مرحوم کا قرض ادا کرنا؟

سوال:۔ میرے والد صاحب کا انتقال ہوئے نو مہینے گذر چکے ہیں مرحوم کے انتقال سے پہلے کا قرض جو ان کے ذمہ تھا ۳۰۰۰ روپے ہیں جو چار الگ الگ افراد کا قرض ہے والد صاحب نے ترکہ میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے اور میرے پاس بھی کوئی بینک بیلنس یا سونا نہیں ہے فی الحال جماعت نے رہنے کے لئے مکان دیا ہے اور ایک کرایہ کی دوکان میرے پاس ہے جس سے گھر کے اخراجات پورے ہوتے ہیں میری مالی حالت کمزور ہے اس بناء پر میں کسی صاحب خیر سے زکوٰۃ کی رقم لے کر والد صاحب کا قرض ادا کروں تو میرے لئے یہ رقم لینا کیسا ہے؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں آپ کے والد مرحوم کا قرض ہے اور اس کی ادائیگی کا کوئی انتظام نہیں ہے والد مرحوم نے قرض ادا کیا جائے ایسا کچھ چھوڑا نہیں ہے اور نہ آپ کی حیثیت قرض ادا کرنے کے قابل ہے۔ نقد رقم ہے نہ سونا چاندی ہے، مال تجارت (عطر کیسٹ) ہے مگر وہ نصاب سے کم ہے اور حاجت اصلیہ سے زائد اتنا سامان نہیں ہے جو نصاب کے برابر ہو سکے اور قرض خواہوں کا مطالبہ بہت شدید ہے، ایسی حالت میں آپ کو زکوٰۃ کی رقم یا للہ رقم مل جاتی ہو تو وہ رقم

لے کر آپ اپنے والد مرحوم کا قرض ادا کر سکتے ہیں جتنی رقم آپ کو ملے وہ آپ اپنے پاس جمع نہ رکھیں فوراً قرض ادا کرتے رہیں۔ مذکورہ حالت میں آپ پر مرحوم والد کا قرض ادا کرنا ضروری نہیں ہے، قرض ان پر تھا آپ پر نہیں۔ قرض خواہوں کو آپ سے مطالبہ نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوں اور آپ سے مطالبہ کرنے اور قرض وصول کرنے پر ہی مصر ہوں تو آپ اپنا وقار قائم رکھتے ہوئے مندرجہ بالا صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(کتبہ سید عبدالرحیم لاجپوری راندیر ۱۴۱۶ھ۔ ۲۲ ذی الحجہ) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۳) سوتیلی والدہ کو زکوٰۃ دینا

سوال:۔ سوتیلی والدہ کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب:۔ سوتیلی والدہ (والد کی منکوحہ) نہ اصول میں داخل ہے نہ فروع میں، اور نہ اس کے ساتھ زوجیت کا رشتہ ہے لہذا سوتیلی والدہ کو زکوٰۃ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں بشرطیکہ وہ مستحق زکوٰۃ ہو۔ شامی میں ہے "ویجوز دفعها لزوجة ابیه وابنه وزوج ابنته" تاتارخانیه (شامی، صفحہ ۸۶، ج ۲، باب المصرف تحت قوله والی من بینهم ولاد) فقط واللہ اعلم بالصواب

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۴) مہمان کو بہ نیت زکوٰۃ کھانا دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

سوال:۔ زید کے ہاں مہمان آیا، اس نے تین دن ضیافت کے زکوٰۃ کی نیت سے کھانا دینا شروع کیا اور اس کی ملک کرتا رہا اس طرح زکوٰۃ ادا ہوگئی یا نہیں؟

الجواب:۔ شامی باب الزکوٰۃ میں جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ کیوں کی یہ اباحت ہے تملیک نہیں، اور کھانا اگر اسے بہ نیت تملیک دے دیا ہے خواہ وہ کھائے یا بیچ دے (یا کسی اور کو کھلا دے) ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، الحاصل بصورت تملیک زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور بصورت اباحت ادا نہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔

(مفتی عبدالستار صاحب)

(۵۵) کتنی عمر کے بچے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

سوال:۔ اگر کسی نابالغ اور یتیم بچے کو زکوٰۃ دینی ہو تو شرعاً اس کے لئے کوئی عمر کی شرط ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بالغ مستحق کم از کم اتنی عمر کا ہو کہ وہ قبضہ کو سمجھتا ہو، یعنی اسے یہ سمجھ ہو کہ یہ چیز مجھے مالکانہ طور پر دی جارہی ہے اسے پھینک کر بھاگ نہ جائے، کم از کم چھ سات سال کی عمر کے بچے میں اتنی سمجھ ہوتی ہے۔

فتح القدیر میں کم وبیش یہی بات لکھی ہے۔ (صفحہ ۲/۲۱۰) واللہ اعلم۔ (مفتی محمد انور صاحب)

(۵۶) اگلے سال کی زکوٰۃ پیشگی زائد ادا کر دی تو ادا ہو جائے گی؟

سوال:۔ اگر پیشگی زکوٰۃ غلطی سے ادا کر دی جائے تو اسے آئندہ سال میں محسوب کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً دس ہزار کی مالیت کے اندازے سے دو سال کی زکوٰۃ ادا کی، حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ آٹھ ہزار مالیت بنتی ہے تو کیا یہ چار ہزار روپے کی زکوٰۃ جو زائد ادا کی ہے وہ اس سے آئندہ سال محسوب ہوگی یا نہیں؟ اسے آئندہ سالوں کی زکوٰۃ سے وضع کر لیا جائے؟

الجواب:۔ (پیشگی زکوٰۃ ادا ہو گئی) اور زائد ادائیگی آئندہ سالوں میں وضع کی جاسکتی ہے۔ (جیسا کہ عالمگیری میں اس بارے میں مذکور ہے) واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانی)

(۵۷) زکوٰۃ کی رقم اور اپنا مال چوری ہو گیا تو کیا کریں؟

سوال:۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت سے کچھ واجب الادا رقم نکال لی اور کچھ پیسے مستحقین پر خرچ بھی کئے، اور کچھ کپڑے مستحقین کے لئے خرید کر رکھ لئے اور پھر بھی کچھ نقد باقی رہ گئے تھے کہ چوری ہو گئی اور چور مالک کے کپڑے پیسے اور زکوٰۃ کی رقم اور کپڑے بھی لے گئے۔ سوال یہ ہے کہ زکوٰۃ سے سبکدوشی کے لئے کیا طریقہ اختیار کریں؟

الجواب:۔ اگر فقط وہ مال چوری ہوتا جو کہ زکوٰۃ کی نیت سے علیحدہ رکھا ہوا تھا تب تو زکوٰۃ سے سبکدوشی نہ ہوتی (اور دوبارہ زکوٰۃ نکالنی پڑتی) لیکن جب اصل مال بھی چوری ہو گیا تو اس

مال مسروقہ کی زکوٰۃ معاف ہوگئی ہے، البتہ اگر کچھ مال صاحب واقعہ کے پاس رہ گیا ہے تو اس باقی ماندہ مال کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔

جیسا کہ درمختار وغیرہ میں لکھا ہے کہ صرف زکوٰۃ کا مال علیحدہ کردینے سے زکوٰۃ سے بری الذمہ نہیں ہوتا، اور اگر مال ہلاک ہو جائے تو جتنا مال ہلاک ہوگا اتنے حصے سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ الخ۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانی)

(۵۸) زکوٰۃ کے روپے سے ضیافت دعوت کر کے فقیروں کو کھلانا

سوال: ۔ کیا زکوٰۃ کے روپے سے غریبوں فقیروں کی دعوت کر کے کھلانے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

الجواب: ۔ کھانا کھلانے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی البتہ کھانا اگر ان کی ملکیت کر دیا جائے تو ادا ہو جائے گی۔ جیسا کہ شامی میں ہے۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانی)

(۵۹) استعمال شدہ برتن اور کپڑوں کی زکوٰۃ کا حکم

سوال: ۔ میرے گھر میں ایسے برتن ہیں جو روزمرہ استعمال میں نہیں آتے، البتہ جب کبھی مہمان آتے ہیں تو وہ استعمال کئے جاتے ہیں، ان کی قیمت تقریباً ہزار روپے ہے۔ کیا ان پر زکوٰۃ ہے؟ اسی طرح کپڑے ہیں جو سال میں ایک دوبار عیدین وغیرہ خوشی کے موقعہ پر پہنے جاتے ہیں یہ بھی ہزار روپے کے ہیں کیا اس پر بھی زکوٰۃ ہے؟

الجواب: ۔ استعمال شدہ برتن اور کپڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں، البتہ اگر ان کپڑوں پر سچا کام ہوا ہے اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (درمختار) تجارتی سامان اور تجارتی کپڑوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶۰) داماد کو زکوٰۃ دینا

سوال: ۔ میرے پاس زکوٰۃ کے پیسے ہیں، میرا داماد غریب بھی ہے اور مقروض بھی ہے۔ میں اس کو پیسے دے سکتا ہوں یا نہیں؟ قرض کی ادائیگی کے بعد وہ بچے ہوئے پیسوں سے اپنے گھر کی

مرمت کرنا چاہتا ہے تو وہ کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ اس کے بعد مالدار ہو جائے تو اس کے لئے زکوٰۃ کے پیسوں سے مرمت کئے ہوئے مکان میں رہنا جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ داماد غریب ہو تو زکوٰۃ کے پیسے دے سکتے ہیں اور وہ ان پیسوں سے گھر کی مرمت بھی کرا سکتا ہے اور وہ مستقبل قریب یا بعید میں مالدار ہو جائے تو اس کے بعد وہ اس گھر کو استعمال کرسکتا ہے اس لئے کہ فی الحال تو وہ غریب ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

صدقہ فطر

(۶۱) صدقہ فطر کن لوگوں پر واجب ہے؟

سوال:۔ الف کا کہنا ہے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل بالغ پر واجب ہے اور اس کی نابالغ اولاد کا صدقہ فطر بھی اسی کے ذمہ واجب ہے۔

ب کا کہنا ہے کہ صدقہ فطر ان لوگوں کے ذمہ ہے جو روزہ رکھتے ہیں اور عاقل بالغ ہیں۔

کس کا کہنا صحیح ہے؟

الجواب:۔ الف کا کہنا صحیح ہے اور ب کا کہنا غلط ہے۔ مسئلہ وہی ہے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل بالغ مرد و عورت پر اپنی طرف سے اور نابالغ اولاد کا صدقہ باپ پر واجب ہے۔ (جیسا کہ ھدایہ میں حضرت ابن عمرؓ کی حدیث کے حوالے سے یہی مسئلہ مذکور ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۶۲) عورت کا فطرہ کس پر واجب ہے؟

سوال:۔ عورت کا فطرہ کس کے ذمہ ہے؟ باپ کے یا شوہر کے؟ عورت کے پاس مال نہ ہو کیا کرے؟

الجواب:۔ عورت اگر صاحب نصاب ہو تو فطرہ اسی پر واجب ہے، شوہر اگر اس کی طرف سے ادا کر دے گا تو ادا ہو جائے گا، باپ پر واجب نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ مرد اپنی بیوی اور بالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر نہیں دے گا اگرچہ وہ اس کی کفالت میں ہو (یعنی دینا ان کی طرف سے ضروری نہیں) ہاں اگر دے دے گا تو ادا ہو جائے گا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

کتاب الصوم

روزے سے متعلق
مسائل کا بیان

کتاب الصوم

(۱) روزے کی نیت کا وقت

سوال: ۔ اگر کوئی دن کو ۱۱۔۱۲ بجے سو کر اٹھے تو کیا اس وقت روزے کی نیت کی جا سکتی ہے؟

الجواب: ۔ رمضان شریف یا نفل روزے کی نیت نصف نہار شرعی سے پہلے پہلے درست ہے۔ عموماً گیارہ بجے سے پہلے تک درست ہوتی ہے (آج کل اوقات کے نقشے عام ملتے ہیں ان سے اوقات دیکھے جا سکتے ہیں۔) (کتب فقہ میں ضحوۃ کبریٰ سے مراد نصف نہار شرعی (شرعاً دن کا آدھا حصہ) لیا گیا ہے۔ دیکھئے فتاویٰ شامی کتاب الصوم) (مفتی عزیز الرحمٰن)

نیت سے مراد دل کا ارادہ ہے، زبان سے ادائیگی ضروری نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی رات کو ارادہ کر کے سویا ہو کہ صبح روزہ رکھنا ہے تو پھر ایسے وقت میں دوبارہ نیت کرنے کی ضرورت نہیں۔ (مفتی ظفیر الدین)

(۲) یوم عرفہ کے روزے کا حکم

سوال: ۔ بتاریخ ۹ ذی الحجہ بروز عرفہ روزہ رکھنا کیسا ہے؟

الجواب: ۔ یہ روزہ مستحب ہے اور اس کا بہت ثواب ہے۔ (مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ یوم عرفہ کا روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ ایک سال پہلے کے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف فرماتا ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

روزہ کی نیت

(۳) روزہ کی نیت کب کرے؟

سوال:۔ رمضان المبارک کے روزے کی نیت کس وقت کرنی چاہئے؟

الجواب:۔ (۱) بہتر یہ ہے کہ رمضان المبارک کے روزے کی نیت صبح صادق سے پہلے پہلے کرلی جائے۔

(۲) اگر صبح صادق سے پہلے رمضان شریف کا روزہ رکھنے کا ارادہ نہیں تھا صبح صادق کے بعد ارادہ ہوا کہ روزہ رکھ ہی لینا چاہئے تو اگر صبح صادق کے بعد کچھ کھایا پیا نہیں تو نیت صحیح ہے۔

(۳) اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے (یعنی نصف النہار شرعی سے پہلے) تک رمضان شریف کے روزے کی نیت کرسکتے ہیں۔

(۴) رمضان شریف کے روزے کی بس اتنی نیت کرلینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو نیت کرے کہ صبح روزہ رکھنا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) سحری کے وقت نہ اٹھ سکے تو کیا کرے؟

سوال:۔ اگر کوئی سحری کے لئے نہ اٹھ سکے تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ بغیر کچھ کھائے پیئے روزہ کی نیت کرلے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) سحری کا وقت سائرن پر ختم ہوتا ہے یا اذان پر

سوال:۔ رمضان المبارک میں سحری کا آخری وقت کب تک ہوتا ہے؟ یعنی سائرن تک ہوتا ہے یا اذان تک، ہمارے یہاں بہت سے لوگ آنکھ دیر سے کھلنے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اذان تک سحری کرتے رہتے ہیں، کیاان کا یہ طرزِ عمل صحیح ہے؟

الجواب:۔ سحری ختم ہونے کا وقت متعین ہے، سائرن اذان اس کے لئے ایک علامت ہیں، آپ گھڑی دیکھ لیں اگر سائرن وقت پر بجا ہے تو وقت ختم ہوگیا، اب کچھ کھا پی نہیں سکتے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶) سائرن بجتے وقت پانی پینا

سوال:۔ ہمارے یہاں عموماً لوگ سائرن بجنے سے کچھ وقت پہلے سحری کھا کر فارغ ہو جاتے ہیں اور سائرن بجنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں جیسے ہی سائرن بجتا ہے ایک ایک گلاس پانی پی کر روزہ بند کر لیتے ہیں کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ میرا مطلب یہ ہے کہ کہیں سائرن بجنے کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ سحری کا وقت ختم ہو چکا ہے؟

الجواب:۔ سائرن ایک منٹ پہلے شروع ہوتا ہے اس لئے اس دوران پانی پیا سکتا ہے۔ بہر حال احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ سائرن بجنے سے پہلے پانی پی لیا جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷) کن وجوہات سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے؟ دودھ پلانے والی عورت کا روزہ کی قضا کرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ ایک ایسی ماں جس کا بچہ سوائے ماں کے دودھ کے کوئی غذا نہ کھا سکتا ہو اس کے لئے ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیونکہ ماں کے روزے کی وجہ سے بچے کے لئے دودھ کی کمی ہو جاتی ہے اور وہ بھوکا رہتا ہے؟

الجواب:۔ اگر ماں یا اس کا دودھ پیتا بچہ روزے کا تحمل نہیں کر سکتے تو عورت روزہ چھوڑ سکتی ہے بعد میں قضاء رکھ لے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) مجبوری کے ایام میں عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں

سوال:۔ رمضان میں عورت جتنے دن مجبوری میں ہو، اس حالت میں روزے کھانے چاہئیں یا نہیں، اگر کھائیں تو کیا بعد میں ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:۔ مجبوری (حیض و نفاس) کے دونوں حالتوں میں عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں، بعد میں قضاء رکھنا فرض ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹) دوائی کھا کر ایام روکنے والی عورت کا روزہ رکھنا

سوال:۔ رمضان شریف میں بعض خواتین دوائیاں وغیرہ کھا کر اپنے ایام کو روک لیتی ہیں اس طرح رمضان شریف کے پورے روزہ رکھ لیتی ہیں اور فخر یہ بتاتی ہیں کہ ہم نے تو رمضان کے پورے روزے رکھے کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

الجواب:۔ یہ تو واضح ہے کہ جب تک ایام شروع نہیں ہوں گے عورت پاک ہی شمار ہوگی اور اس کو رمضان کے روزے رکھنا صحیح ہوگا، رہا یہ کہ روکنا صحیح ہے یا نہیں تو شرعاً روکنے پر کوئی پابندی نہیں، مگر شرط ہے کہ اگر یہ فعل عورت کی صحت کے لئے مضر ہو تو جائز نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰) اگر ایام میں کوئی روزہ کا پوچھے تو کس طرح ٹالیں

سوال:۔ خاص ایام میں جب میری بہنیں اور میں روزہ نہیں رکھتے تو والد بھائی یا کوئی اور پوچھتا ہے تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ روزہ ہے، ہم باقاعدہ سب کے ساتھ سابق سحری کرتے ہیں دن میں اگر کچھ کھانا پینا ہوا تو چھپ کر کھاتے ہیں یا کبھی نہیں بھی کھاتے تو کیا ہمیں اس طرح کرنے سے جھوٹ بولنے کا گناہ ملے گا، جبکہ ہم ایسا صرف شرم وحیا کی وجہ سے کرتے ہیں۔

الجواب:۔ ایسی باتوں میں شرم وحیا تو اچھی بات ہے مگر بجائے یہ کہنے کے کہ ہمارا روزہ ہے کوئی ایسا فقرہ کہا جائے جو جھوٹ نہ ہو۔ مثلاً یہ کہہ دیا جائے کہ ہم نے بھی تو سب کے ساتھ سحری کی تھی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) جھوٹ بولنے کے بعد روزہ توڑ دیا تو کفارہ کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے رمضان المبارک میں روزہ توڑا اور روزہ توڑنے کی وجہ یہ بتائی کہ میں نے جھوٹ بولا تھا تو میں نے گمان کیا کہ جھوٹ بولنے سے روزہ نہیں رہتا کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ بولے گا تو اس کا روزہ باقی نہیں رہتا۔ اب یہ فرمائیں کہ اس پر کفارہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ شخص مذکورہ پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

ولو اغتاب انسانا فظن ان ذالک .... الخ (عالمگیری، ج ا، صفحہ ۱۰۵)

اور یہ حدیث میں نہیں آتا کہ جھوٹ بولنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے بلکہ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں۔

من کم یدع قول الزور العمل به .... الخ

(ترجمہ) جس نے (روزے کی حالت میں) فضول باتوں کو کہنے اور اس پر عمل کرنے کو نہیں چھوڑا تو اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑے۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ج ا، صفحہ ۱۷۴)

احقر۔ محمد انور عفا اللہ عنہ۔ مفتی خیر المدارس ملتان

(الجواب صحیح بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء۔)

(۱۲) کتنی عمر کے بچے سے روزہ رکھوایا جائے؟

سوال:۔ رمضان شریف میں جب سحری کھانے کے لئے اٹھتے ہیں تو گھر کے نابالغ بچے دس بارہ سال کے بھی اصرار کرتے ہیں کہ ہم بھی روزہ رکھیں گے اب ہم انہیں منع بھی نہیں کر سکتے مگر ظاہر ہے کہ گرمیوں میں انہیں رزہ رکھنے سے تکلیف بھی ہوتی ہے تو شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے، اگر وہ روزہ رکھ کر دوپہر کو توڑ دیں تو ان پر کوئی کفارہ تو نہیں؟

الجواب:۔ جب بچے میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو جائے تو اسے روزہ رکھوانا چاہئے تاکہ ابھی سے اسے عادت ہو، اور روزہ معمول بن جائے، البتہ طاقت کے لئے کوئی خاص عمر متعین نہیں، کیونکہ یہ بنیادی صحت علاقہ اور موسم کے لحاظ سے کم وبیش ہوتی رہتی ہے البتہ دس سال کی عمر سختی سے روزہ رکھوایا جائے۔ معہذا اگر وہ رکھنے کے بعد توڑ دیں تو ان پر قضاء واجب نہ ہوگی۔

یؤمر الصبی بالصوم .... الخ (درمختار)

(**قوله اذا اطاقة**) **وقد سبع و المشاهدفی** .... الخ (شامی ج ۲، صفحہ ۱۰۷)

(محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان)

(۱۳) عورت نصف قامت پانی سے گذر جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا

سوال:۔ ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر عورت جاری پانی سے گذر جائے اور وہ پانی گہرائی کے لحاظ سے اتنا ہو کہ عورت کی ناف تک گذرے تو اس عورت کا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اگلے راستے میں پانی رسائی کر جاتا ہے۔

الجواب:۔ جب تک پانی اندر پہنچ جانے کا یقین نہ ہو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

والصائم اذا استقصی فی .... الخ (ج۱، صفحہ ۱۰۵)

(الجواب صحیح بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، نائب مفتی خیر المدارس، ملتان۔ بندہ اصغر علی غفرلہ)

(۱۴) حائضہ سحری سے پہلے پاک ہوگی تو روزہ رکھے گی

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت رمضان المبارک میں سحری کے وقت حیض سے پاک ہوگی، غسل نہیں کیا۔ کیا یہ عورت بغیر غسل کے روزہ رکھ سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر سحری ختم ہونے سے کچھ دیر قبل پاک ہوگئی ہے تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہوگیا۔

فلو دانقطع قبل الصبح فی رمضان بقدر مایسع .... الخ (شامی صفحہ ۲۱۷، ج۱)

(الجواب صحیح۔ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ۔ بندہ، محمد اسحٰق عفا اللہ عنہ)

(۱۵) وریدی انجکشن مفسد (روزہ کو فاسد کرنے والی) صوم نہیں؟

سوال:۔ کیا وریدی انجکشن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب:۔ مفسد صوم وہ چیز ہے جو جوف معدہ یا دماغ تک پہنچ جائے اور وریدی انجکشن کے ذریعے جو دوا پہنچائی جاتی ہے وہ رگوں کے اندر رہتی ہے جوف معدہ یا دماغ تک نہیں پہنچتی اور اس کو ناک یا منہ میں ڈالی جانے والی دوا پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ان میں ڈالی جانے والی دوا براہ راست جوف تک پہنچ جاتی ہے۔

او ادهن او اكتحل أو احتجم وان وجد طعمه۔ الخ (درالمختار،صفحہ ۹۸، ج ۲، مطبوعہ بیروت)

(الجواب، صحیح بندہ عبدالستار مفتی خیرالمدارس ملتان۔ محمد انور نائب مفتی خیرالمدارس)

(۱۶) ساٹھ سالہ مریضہ فدیہ دے سکتی ہے۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مریضہ ہے جسے ٹی بی کا مرض لاحق ہے اور عمر بھی تقریباً ساٹھ سال ہے اور نہایت کمزور ہے، صحت کے آثار نظر نہیں آتے ڈاکٹروں نے بھی سختی سے منع کیا ہے کہ روزہ نہ رکھیں اور اگر روزہ رکھیں گی تو پھیپھڑوں پر برا اثر ہوگا ان حالات میں مریضہ پریشان ہے کہ میں کیا کروں؟ اگر فدیہ وغیرہ دینا ہو تو کیسے ادا کیا جائے؟ اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ سال بھر صحت کا موقع نہ دیں تو اس صورت میں کیا کرنا ہوگا؟

الجواب:۔ اگر آئندہ زمانہ میں بھی تندرستی کے امکانات نظر نہیں آتے تو فدیہ دینے کی شرعاً اجازت ہے۔

لقوله تعالیٰ "وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين" (الآیہ)

ایک روزے کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔

(بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، نائب جامعہ خیرالمدارس ملتان)

(الجواب صحیح۔ بندہ عبدالستار رئیس الافتاء)

(۱۷) روزے کی حالت میں کان میں دوا ڈالنے کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے رمضان المبارک میں روزہ رکھا اور اس کے کان میں تقریباً رات سے درد تھا، نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر شدت درد کی وجہ سے بھول کر دوا ڈالتا ہے بعد میں دیگر شخص کے یاد کرانے سے فوری نیچے گرا دیتا ہے اور روئی وغیرہ سے صاف کر لیتا ہے تو آیا اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے یا کہ باقی ہے۔ بصورت اول صرف قضاء ہوگی یا کفارہ بھی واجب ہوگا؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں بہ تقدیر صحت واقعہ شخص مذکورہ کا روزہ فاسد نہیں ہوا ادا ہو گیا ہے اس لئے اس پر اس روزہ کی قضاء ہے نہ کفارہ۔ (بندہ محمد اسحاق غفرلہ۔ الجواب صحیح۔ عبداللہ غفرلہ)

(۱۸) شدت پیاس سے جان پر بن آئے تو افطار کرنے کا حکم

سوال:۔ ہمارے یہاں رمضان المبارک میں تین مختلف ایام میں مختلف اموات ہوئیں۔ مقامی مولویوں نے بغیر جنازہ کے دفن کرا دیا بقول ان کے جو حالت روزہ میں شدت پیاس کی وجہ سے فوت ہوا اور روزہ نہ توڑے تو گویا اس نے خودکشی کی، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ روزہ کی حالت میں اگر پیاس اتنی شدید لگے کہ جان خطرہ میں پڑ جائے تو روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔ اگر کوئی شخص روزہ افطار نہ کرے اور اسی وجہ سے فوت ہو جائے تو یہ خودکشی نہیں بلکہ خود اس پر بھی اجر وثواب ملے گا اسے خودکشی کہنا جہالت ہے۔ بالفرض اگر یہ خودکشی بھی ہوئی تو بھی خودکشی کرنے والے پر عامۃ المسلمین کو نماز جنازہ پڑھنی چاہئے۔ اس پر نماز جنازہ سے روکنے والوں نے غلطی کی ہے، اب وہ اپنے لئے اور مرحومین کے لئے استغفار کریں۔

ویؤ جرلو صبرو مثلہ ...... الخ (شامی، ج ۲، صفحہ ۱۵۸)

(محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس۔ ملتان)

(۱۹) روزے کی حالت میں سر کی مالش کروانا

سوال:۔ زید بے خوابی کا مریض ہے، حکیم نے روغن بادام کی مالش تجویز کی ہے۔ روزے میں سر کی مالش کرنے سے روزہ میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا؟

الجواب:۔ مالش کرا سکتے ہیں اس سے روزے میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

وما ید خل من سام .... الخ (عالمگیری، ج ۱، صفحہ ۱۰۴)

(ترجمہ) (بدن کے مساموں کے ذریعے جو کچھ تیل جسم میں داخل ہوگا اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔) (محمد انور عفا اللہ، مفتی خیر المدارس)

(۲۰) شوال کے چھ روزے علیحدہ علیحدہ رکھنے مستحب ہیں

سوال:۔ عید کے بعد کے چھ روزے عید کے بعد فوراً لگاتار رکھے جائیں یا کچھ وقفہ سے بھی رکھ سکتے ہیں؟

الجواب:۔ دونوں طرح درست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ متفرق رکھے جائیں۔

وندب تفریق صوم الست .... الخ (شامی، ج ۲، صفحہ ۱۷۱)

بعض خواتین یہ چھ روزے رکھنے کے بعد عید مناتی ہیں نئے کپڑے پہن کر ایک دوسرے کو مبارکباد دیتی ہیں ایسا کرنا گناہ اور بدعت ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے (مرتب)

(احقر محمد انور عفا اللہ عنہ۔ مفتی خیر المدارس۔ ملتان)
(الجواب صحیح۔ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء)

(۲۱) روزے کی حالت میں آنکھ میں دوائی ڈالنا

سوال:۔ ایک شخص نے رمضان المبارک میں آنکھوں میں بحالت روزہ مائع یعنی بہنے والی دوا ڈالی، کیا اس کا روزہ ٹوٹ گیا یا نہیں۔ اگر ٹوٹ گیا تو دلائل مع حوالہ جات تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب:۔ آنکھ میں بہتی ہوئی دوائی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

ولو اقطر شیأ من الدوائی .... الخ (عالمگیری، ج۱، صفحہ ۱۹۰)

(احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس، ملتان)
(الجواب صحیح۔ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء)

(۲۲) صرف یوم عرفہ کا روزہ مکروہ نہیں

سوال:۔ اکیلا عرفہ کے دن کا روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ مکروہ تو نہیں؟

الجواب:۔ مکروہ نہیں بلکہ مستحباب میں شمار کیا گیا ہے۔

والمندوب کایام لبیض .... الخ (درمختار علی الشامیہ، ج ۲، صفحہ ۱۱۴)

(محمد انور، عفا اللہ عنہ۔ مفتی خیر المدارس)

(۲۳) حاملہ طبی معائنہ کرائے تو روزے کا حکم

سوال:۔ روزہ دار حاملہ عورت کا دائی معائنہ کرتی ہے جیسا کہ ان کا طریقہ کار ہے یعنی فرج کے اندر ہاتھ داخل کرنا وغیرہ۔ اس صورت میں روزہ باقی رہے گا یا نہیں؟ قضاء لازم ہے یا کفارہ؟

الجواب:۔ روزہ میں اس سے احتیاط کی جائے اور اگر انگلی کو پانی یا تیل لگا ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا شامی میں ہے:

لو ادخل اصبعة .... (درمختار علی الشامیہ، صفحہ۹۹، ج۲)

(بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ، خیر المدارس ملتان)

(۲۴) کسی بھی نیت کے بغیر سارا دن نہ کھانے پینے سے روزہ نہیں ہوگا

سوال:۔ (۱) کسی شخص نے روزہ یا عدم روزہ کی نیت کے بغیر تمام دن کھانے پینے وغیرہ سے رکے ہوئے گزار دیا، کیا اس کا روزہ ہو گیا؟

(۲) رمضان کے روزے کی نیت زیادہ سے زیادہ کب تک ہو سکتی ہے؟

(۳) کوئی شخص کافی زیادہ کھانے کے بعد کھانے یا پانی کو منہ تک واپس لا سکتا ہے یا کبھی بلا اختیار بھی آ سکتا ہے تو کیا اس طرح کھانے یا پانی کے منہ تک آنے اور واپس کر دینے یا باہر پھینک دینے سے روزہ میں کوئی نقص تو نہیں؟ (بلا متلی)

(۴) دیدہ دانستہ بحالت روزہ منہ کے علاوہ کان ناک کے ذریعے پانی پہنچانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں، اگر ٹوٹتا ہے تو کفارہ لازم ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ (۱) اگر کسی نے بغیر روزہ یا عدم روزہ کی نیت کے سارا دن بھوکے پیاسے گذار دیا تو اس کا روزہ نہیں۔

کمافی عالمگیریه فان اصبح فی رمضان .... (ج۱ صفحہ۱۹۵، کتاب الصوم)

(۱) رمضان کے روزے کی نیت سورج غروب ہونے کے بعد سے لے کر اگلے دن ضحوۃ کبریٰ (نصف نہار شرعی) سے پہلے پہلے کر سکتا ہے، اس کی تفصیل عالمگیری میں موجود ہے۔

(۳) بہشتی زیور تیسرا حصہ، صفحہ۱۳، مسئلہ نمبر ۱۵ میں ہے آپ ہی آپ قے ہو گئی تو روزہ نہیں گیا، چاہے تھوڑی سے قے ہوئی ہو یا زیادہ۔ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی ہو اور منہ بھر کے قے ہو تو روزہ جاتا رہا، اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا۔ مسئلہ نمبر ۱۴۔ تھوڑی سی قے آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر قصداً لوٹا لیتی تو روزہ جاتا رہتا۔

(۴) کان میں پانی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور ناک میں اگر اتنا پانی چڑھا دیا کہ پانی حلق میں پہنچ گیا تو پھر روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(بندہ اصغرعلی۔ معین مفتی جامعہ خیرالمدارس)
(الجواب صحیح۔ خیرمحمد عفی عنہ)

(۲۵) بچہ کو روزہ کی حالت میں لقمہ چبا کر دینا

سوال:۔ بچہ چھوٹا ہے، روٹی چبا کر کھلائی جاتی ہے اس کے بغیر نہیں کھا سکتا ہے ایسی صورت میں بحالت صوم روٹی چبا کر اس کی والدہ دے دے تو روزے پر کوئی اثر ہوگا؟

الجواب:۔ جب بچہ بغیر لقمہ چبائے نہ کھا سکتا ہو اور کوئی نرم غذا بھی نہ ہو تو لقمہ چبانا مکروہ نہیں، ہاں بلاضرورت چبانا مکروہ ہے، اسی طرح خاوند یا مالک مالکہ ظالم ہوں، کھانے میں نمک مسالہ کم وبیش ہونے پر خفا ہوتے ہوں، گالیاں دیتے ہوں تو زبان سے چکھنے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ مالا بدمنہ میں ہے۔ چشیدن چیزے یا خائیدن بے ضرورت روزہ مکروہ است و طعام برائے طفل خائیدن درصورت ضرورت جائز باشد (صفحہ ۹۸)

(۲۶) روزہ کی حالت میں منجن ومسواک کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال:۔ روزہ کی حالت میں مسواک کرنا یا مسوڑھوں سے خون نکلنے کی وجہ سے منجن کا استعمال کیسا ہے؟ ان سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا؟

الجواب:۔ روزے کی حالت میں مسواک یا منجن کا استعمال جائز ہے ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن منجن ملنے کے فوراً بعد منہ اندر سے دھولینا چاہئے تاکہ اس کا اثر پیٹ میں نہ جائے اور منجن ایسا ہو کہ عادتاً پیٹ میں نہ جاتا ہو، مگر بچنا بہرحال اچھا رہے۔ کیونکہ یہ خلاف اولیٰ ہے۔ جس کا مفاد مکروہ تنزیہی ہے۔ (ملخص)

(۲۷) سحری کے بعد پان کھا کر سو جانا

سوال:۔ بعض عمر رسید خواتین کو پان کھانے کی عادت ہوتی ہے، اگر کوئی سحری کے بعد پان

منہ میں رکھ کر سو جائے اور بعد میں بیدار ہوتے ہی منہ میں جو سرخی وغیرہ ہوا سے تھوک دے اور کلی کرلے تو روزہ درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ روزہ درست ہو گیا مگر احتیاطاً ایک قضا روزہ رکھ لے۔لیکن آئندہ ایسا نہ کریں۔ (کیونکہ روزے میں کسی چیز کا چکھنا یا چبانا بلا عذر مکروہ ہے (درمختار)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۸) روزے کی حالت میں شرمگاہ میں یا مقعد میں دوا رکھنا

سوال:۔ اگر عورت اپنی شرمگاہ میں روزے کی حالت میں خشک دوا رکھے یا کوئی بھی شخص اپنی مقعد میں زخم یا بواسیر کے مسوں پر دوا لگائے یا اچھی طرح دھودے تو مفسد صوم (روزہ کو فاسد کرنے والی) ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ دونوں صورتوں میں روزہ صحیح ہے، لیکن احتیاط بہتر ہے۔لیکن اگر عورت نے تر دوا رکھی تو روزہ ٹوٹ جائے گا، یا کسی نے مقعد میں اس حد تک پانی یا دوا پہنچائی کہ جہاں سے معدہ اسے جذب کر لیتا ہے یا وہ خود معدہ میں پہنچ جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اس لئے حضرت مفتی صاحب نے احتیاط کو بہتر کہا ہے اس لئے کہ اس کا لحاظ وخیال ہر شخص کے لئے ممکن نہیں ہے۔(تر دوا یا تر انگلی سے دوا رکھنے کی یہ فقہی تفصیل فتاویٰ شامی باب مایفسد الصوم میں ہے۔) ملخص

(مفتی عزیز الرحمٰن۔مفتی ظفیر الدین)

(۲۹) مسوڑھوں کا خون اندر جانے سے روزے کا حکم

سوال:۔ مسوڑھوں کا خون یا مواد کے اندر چلے جانے سے روزہ قائم رہے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ صحیح یہ ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضا لازم ہوگی۔اس کی مکمل تفصیل فتاویٰ شامی میں ہے۔اصل اعتبار اس بات کا ہے کہ خون اور مواد عموماً تھوک سے زائد ہی ہو جاتا ہے اگر ذائقہ وغیرہ محسوس ہو جائے تو روزہ فاسد ہے۔اسی طرح اگر سوتے وقت داڑھ سے خون نکلا اور پیٹ میں چلا گیا تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(مفتی عزیز الرحمٰن۔مفتی ظفر الدین)

(۳۰) ذیابیطس شوگر کے مریض کے روزے کا مسئلہ

سوال:۔ زینب کی عمر ۵۸ برس ہے اور کئی سال سے ذیابیطس میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے شدید کمزوری ہے اور پانی کی پیاس اس مرض میں سخت تنگ کرتی ہے، روزہ رکھنا بڑا دشوار ہے۔ خصوصاً سخت گرمی کے موسم میں کیا کریں؟

الجواب:۔ ایسے مریض پر کہ وہ روزہ نہ رکھ سکے بوجہ ضعف اور مرض کے افطار کرنا یعنی روزہ نہ رکھنا رمضان میں درست ہے، لیکن جب تک صحت کی توقع ہے فدیہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ صحت کے بعد قضاء لازم ہے، لیکن اگر صحت کی امید نہ رہے اور مرض کا ازالہ نہ ہو تو ان روزوں کا فدیہ دے دے اور ہر روزہ کا فدیہ صدقہ فطر کے برابر ادا کرے۔ (جیسا کہ درمختار میں مریض کے لئے خوف، شدت مرض میں روزہ نہ رکھنے کا حکم ہے اور استطاعت نہ ہونے پر فدیہ ادا کرنے کا۔ اور شامی نے لکھا ہے کہ جب مریض کو مرض سے صحت ہونے کی امید نہ رہے تو روزانہ کا فدیہ ادا کرے۔) فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن ؒ)

(۳۱) شعبان میں کوئی روزہ ضروری نہیں

سوال:۔ شعبان میں کس تاریخ کا روزہ فرض یا مسنون ہے؟ نیز یہ روایت سوائے تیرہ تاریخ کے اور کوئی روزہ رکھنا جائز نہیں، کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب:۔ ماہ شعبان میں کسی تاریخ اور دن کا روزہ فرض اور واجب نہیں ہے اور تیرہ شعبان کے روزے کی کوئی خاص فضیلت حدیث شریف سے ثابت نہیں ہے۔ البتہ یہ حدیث میں وارد ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب کو شب بیدار رہ کر عبادت میں مشغول ہو اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھو لہٰذا پندرھویں تاریخ کا روزہ مستحب ہے، کوئی رکھے تو ثواب ہے نہ رکھے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۲) زچہ دودھ پلانے والی عورت کے لئے افطار کا حکم

سوال:۔ ایک عورت جس کی گود میں تین ماہ کی بچی ہے اور دودھ بہت کم ہے، سحری کا کھانا

ہضم نہیں ہوتا وہ رمضان کے روزے نہ رکھے تو کیا حکم ہے، یا فدیہ دے؟ اور زچہ اگر کمزور ہو تو کیا کرے؟

الجواب:۔ ایسی عورت کے لئے روزوں کا افطار کرنا (نہ رکھنا) درست ہے، مگر بعد میں قضاء کرنا ضروری ہے جس وقت بچی بڑی ہو جائے اور اس کا دودھ چھوٹ جائے اس وقت قضاء کرے۔ اسی طرح زچہ کا جب وضع حمل ہو جائے اور طاقت آ جائے مذکورہ صورت نہ ہو تو وہ اس وقت روزے رکھے، ورنہ صورت اول کی طرح کرے۔ لیکن فدیہ دینا کافی نہ ہوگا۔ (جیسا کہ عالمگیری میں ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں جب اپنے نفس پر یا اولاد پر جان کا خوف کریں تو انہیں روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور قضاء واجب ہے اگر کسی دن اسی وجہ سے دن کے درمیان روزہ توڑ دیا تو بھی قضاء ہی واجب ہے کفارہ نہیں۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۳) ۲۷ رجب کا روزہ ثابت نہیں ہے

سوال:۔ ۲۷ رجب کو جو روزہ رکھا جاتا ہے حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اس کو بعض ہزاری روزہ کہتے ہیں؟

الجواب:۔ ستائیسویں رجب کے روزے جو عوام ہزاری روزہ کہتے ہیں اور ہزار روزے کے برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ (اور اسے سنت سمجھ کر رکھنا جائز نہیں ہے۔)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۴) سحری کے بعد شوہر کا بیوی سے ہمبستر ہونا جائز ہے

سوال:۔ رمضان المبارک میں سحری کھانے کے بعد شوہر اپنی بیوی سے ہمبستر ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور غسل کب تک کر لینا چاہئے؟

الجواب:۔ رمضان المبارک میں سحری کھانے کے بعد اگر صبح صادق سے پہلے اگر کافی وقت باقی ہو تو اپنی زوجہ سے مباشرت کر لینا درست ہے، غرض یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے پہلے مباشرت سے فراغت ہو جانی چاہئے، غسل چاہے صبح صادق کے بعد ہو روزے میں کوئی نقصان نہ آئے گا۔ (صبح صادق کا وقت اوقات کے چارٹ سے دیکھا جا سکتا ہے) جیسا کہ سورۃ بقرہ میں

میں رمضان کی راتوں میں مباشرت کو حلال کہا گیا ہے، احکام القرآن جصاص میں رفث سے مراد مباشرت لکھا ہے اور فرمایا کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور شامی میں ہے کہ اگر فجر سے پہلے جماع کیا اور طلوع کے وقت فارغ ہو گیا تو روزہ برقرار رہے گا۔ الخ۔ (باب ما یفسد الصوم و مالا یفسد) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۵) ان چیزوں کی اجمالی تفصیل جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال:۔ وہ کام جس میں بظاہر کھانے پینے یا جسم کو طاقت فراہم کرنے والے اعمال ہوتے ہیں ان کی اجمالی تفصیل بتادیں؟

الجواب:۔ وہ صورتیں جن سے روزہ نہ تو ٹوٹتا ہے نہ مکروہ ہوتا ہے یہ ہیں:

(۱) بھول کر کھانا پینا۔

(۲) بیوی سے صحبت کرنا۔

(۳) جماع تک پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو تو بوس و کنار کرنا۔

(۴) کان میں پانی ڈالنا یا بے اختیار چلے جانا۔

(۵) خود بخود قے آنا۔

(۶) آنکھوں میں دوائی یا سرمہ لگانا۔

(۷) مسواک کرنا۔

(۸) سر اور بدن میں تیل لگانا۔

(۹) عطر یا پھولوں کی خوشبو سونگھنا۔

(۱۰) دھونی دینے کے بعد اگر بتی، لوبان یا عود سونگھنا جبکہ دھواں باقی نہ ہو۔

(۱۱) رومال بھگو کر سر پر رکھنا۔

(۱۲) کثرت سے نہانا۔

(۱۳) بچہ کو دودھ پلانا۔

(۱۴) پان کی سرخی اور دوا کا ذائقہ منہ سے ختم نہ ہونا۔

(۱۵) بواسیر کے مسوں کو طہارت کے بعد اندر دبا دینا۔

(۱۷) کسی زہریلی چیز کا ڈس لینا۔
(۱٦) مرگی کا دودھ پڑنا، نکسیر پھوٹنا۔
(۱۸) دانتوں سے خون نکل آئے اور تھوک سے کم ہو تو نگل لینا حتی کہ اس کا ذائقہ معلوم نہ ہو۔
(۱۹) ناک سڑک کر رینٹ کا حلق میں چلا جانا۔
(۲۰) تھوک نگل لینا۔
(۲۱) کلی کے بعد منہ کی تری کا حلق میں لگنا۔
(۲۲) کسی بھی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا۔
(۲۳) گلوکوز چڑھوانا۔
(۲۴) خون چڑھوانا۔
(۲۵) خالص آکسیجن لینا جس میں ادویات شامل نہ ہوں۔
(۲٦) ضرورت کے وقت کوئی چیز چکھ کر تھوک دینا۔
(۲۷) ٹوتھ پیسٹ یا منجن استعمال کرنے سے اگر وہ حلق میں نہ جائے۔
(۲۸) کسی بچے کو پیار کرنا۔
(۲۹) مکھی وغیرہ کا حلق میں چلے جانا۔
(۳۳) خون دینے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (مرتب)

(۳٦) روزہ ٹوٹ کر کفارہ واجب ہونے کی تفصیل

سوال:۔ یہ جو لکھا جاتا ہے کہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا تو قضاء وکفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ اس کی کیا تفصیل ہے؟

الجواب:۔ جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کرنا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس سے روزے کی قضاء بھی لازم ہوتی ہے اور روزہ توڑنے کا کفارہ بھی۔ مثلاً جان بوجھ کر کھا پی لیا۔ کسی بزرگ کا تھوک چاٹ لیا یا محبت والے کا تھوک نگل لیا، جیسے شوہر، بیوی یا بچہ کا۔ مسئلہ معلوم ہو یا نہ ہو جان بوجھ کر شوہر اور بیوی کا ہمبستر ہو جانا جبکہ روزہ یاد ہو۔ کچے چاول یا گوشت، گندم کھا لینا۔ سگریٹ، حقہ، بیڑی وغیرہ پینا، یا مروجہ طریقے سے نسوار کھانا۔ ان تمام چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ (ملخص)

روزہ کے متفرق مسائل

(۳۷) روزہ دار کا روزہ رکھ کر ٹیلیویژن دیکھنا

سوال:۔ رمضان المبارک میں افطار کے قریب جو لوگ ٹیلیویژن پر مختلف پروگرام دیکھتے ہیں مثلاً انگریزی، فلم موسیقی کے پروگرام وغیرہ تو کیا اس سے روزے میں کوئی فرق نہیں آتا، جبکہ ہمارے یہاں اناؤنسرز خواتین ہوتی ہیں اور ہر پروگرام میں بھی عورتیں ضرور ہوتی ہے اس ضمن میں ایک بات یہ ہے کہ جو مولانا صاحب افطار کے قریب تقریر (ٹیلیویژن پر) فرماتے ہیں اور مسلمان بہو بیٹیاں جب انہیں دیکھتی ہیں تو کیا روزہ برقرار رہے گا اور یہ کسی طرح قابل گرفت نہیں ہوگا؟

الجواب:۔ روزہ رکھ کر گناہ کے کام کرنا روزے کے ثواب اور اس کے فوائد کو باطل کر دیتا ہے۔ ٹیلیویژن کی اصلاح تو عام لوگوں کے بس کی نہیں، جن مسلمانوں کے دل میں خدا کا خوف ہے وہ خود ہی اس گناہ سے بچیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۸) پانچ دن روزہ رکھنا حرام ہے

سوال:۔ ہمارے حلقے میں آج کل بہت چہ میگوئیاں ہو رہی ہے کہ روزے پانچ دن حرام ہیں. (سال میں)۔

(۱) عید الفطر کے پہلے دن

(۲) عید الفطر کے دوسرے دن۔

(۳) عید الاضحیٰ کے دن

(۴) عید الاضحیٰ کے تیسرے دن، حالانکہ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے کہ عید کے دوسرے دن (عید الفطر) روزہ جائز ہے اصل بات واضح کیجئے؟

الجواب:۔ عید الفطر کے دوسرے دن روزہ جائز ہے اور عید الاضحیٰ اور اس کے بعد تین دن ایام تشریق) کا روزہ جائز نہیں، گویا پانچ دن کا روزہ جائز نہیں۔ عید الفطر عید الاضحیٰ اس کے بعد تین دن ایام تشریق کے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۹) عید الفطر کی خوشیاں کیوں مناتے ہیں؟

سوال:۔ رمضان کے ختم ہوتے ہی عید کیوں مناتے ہیں؟

الجواب:۔ رمضان المبارک ایک بہت بڑی نعمت ہے اور ایک نعمت نہیں بلکہ بہت سے نعمتوں کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس مہینے میں اپنے مالک کو راضی کرنے کے لئے دن رات عبادت کرتے ہیں۔ دن کو روزہ رکھتے ہیں رات کو قیام کرتے ہیں اور تسبیح کلمہ اور درود شریف کا ورد کرتے ہیں۔ اس لئے روزہ دار کو روزہ پورا کرنے کی بہت ہی خوشی ہوتی ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہے، ایک خوشی جو اسے افطار کے وقت ہوتی ہے اور دوسری خوشی جو اسے اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔

یہی وجہ ہے جب رمضان شریف ختم ہوا تو اس سے اگلے دن کا کام عید الفطر ہوا، ہر دن تو ایک ایک روزہ کا افطار ہوتا تھا اور اس کی خوشی ہوتی تھی ،مگر عید الفطر کو پورے مہینے کا افطار ہو گیا اور پورے مہینے کے افطار ہی کی اکٹھی خوشی ہوئی۔

دوسرے قومیں اپنے تہوار کھیل کود میں فضول باتوں میں گزار دیتی ہیں مگر اہل اسلام پر تو حق تعالیٰ شانہ کا خاص انعام ہے کہ اس کی خوشی کے دن کو بھی عبادت کا دن بنا دیا ،چنانچہ رمضان شریف کے بخیر و خوبی اور بشوق عبادت گزارنے کی خوشی منانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین عبادتیں مقرر فرمائیں ۔ایک نماز عید ،دوسرے صدقہ فطر اور تیسرے حج بیت اللہ (حج اگر چہ ذوالحجہ میں ادا ہوتا ہے مگر رمضان المبارک ختم ہوتے ہی یکم شوال سے موسم حج شروع ہو جاتا ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

قضاء روزوں کا بیان

(۴۰) بلوغت کے بعد اگر روزے چھوٹ جائیں تو کیا کیا جائے؟

سوال:۔ بچپن میں مجھے والدین روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ تم پر روزے ابھی فرض نہیں ہیں۔ میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ میں بالغ تھی اور میرے خیال کے مطابق میں نے

چار پانچ سال کے بعد روزے رکھنے شروع کئے۔

الجواب:۔ بالغ ہونے کے بعد سے جتنے روزے آپ نے نہیں رکھے ان کی قضاء لازم ہے اگر بالغ ہونے کا سال ٹھیک سے یاد نہ ہو، تو اپنی عمر کے پندرھویں سال اپنے آپ کو بالغ سمجھتے ہوئے پندرھویں سال سے روزے قضاء کریں ویسے تو اعتبار ماہواری آنے سے ہے اگر اس کا کسی طرح تعین ہو جائے تو اس کے مطابق عمل کریں (مرتب)

(۴۱) کئی سالوں کے قضاء روزے کس طرح رکھیں

سوال:۔ اگر کئی سال کے روزوں کی قضاء کرنا چاہے تو کس طرح کرے؟

الجواب:۔ اگر یاد نہ ہو کہ کس رمضان کے کتنے روزے قضاء ہوئے تو اس طرح نیت کرے کہ سب سے پہلے رمضان کا پہلا روزہ جو میرے ذمہ ہے اس کی قضاء کرتا ہوں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۲) قضاء روزے ذمہ ہوں تو کیا نفل روزے رکھ سکتا ہے؟

سوال:۔ میں نے سنا ہے کہ فرض روزوں کی قضاء جب تک پوری نہ کریں تب تک نفل روزے رکھنے نہیں چاہئیں۔ کیا یہ بات درست ہے؟ مہربانی فرما کر اس کا جواب دیجئے۔

الجواب:۔ درست ہے، کیونکہ اس کے حق میں فرض کی قضاء زیادہ ضروری اور اہم ہے تاہم اگر فرض قضاء کو چھوڑ کر نفلی روزے کی نیت سے روزہ رکھا تو نفل روزہ ہوگی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

قضاء روزوں کا فدیہ

(۴۳) نہایت بیمار عورت کے روزوں کا فدیہ دینا جائز ہے

سوال:۔ میری والدہ محترمہ نے بوجہ بیماری چھ مہینے روزے چھوڑے ہیں اور اب بھی بیمار ہیں اور روزے رکھنے کے قابل نہیں، ان کا تین مرتبہ رسولی کا آپریشن ہو چکا ہے، اب ان کو یہ فکر لاحق

ہے کہ ان روزوں کو کیسے ادا کیا جائے؟ آپ سے درخواست ہے کہ اس کا حل بتا کر مشکور فرمائیں، نیز روزوں کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے کس چیز سے ادا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

الجواب:۔ آپ کی والدہ کو چونکہ روزے رکھنے کی طاقت نہیں ہے اس لئے جتنے روزے ان کے ذمے ہیں ان کا فدیہ ادا کریں ایک روزے کا فدیہ صدقہ فطر کے برابر ہے یعنی دو سیر گندم یا اس کی قیمت اس حساب سے قضاء شدہ روزہ کا فدیہ دیں اور آئندہ بھی جتنے روزے ان کی زندگی میں آئیں اسی حساب سے ان کا فدیہ دیتی رہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۴) اگر کسی کو الٹیاں آتی ہوں تو روزوں کا کیا کرے

سوال:۔ حمل کے دوران مجھ کو پورے نو مہینے تک الٹیاں ہوتی رہتی ہے اور کوشش کے باوجود کسی بھی طرح کم نہیں ہوتیں، اب میں بہت کوشش کرتی ہوں کہ خدا میرے روزے پورے کروائے اٹھ کر سحری کھاتی ہوں اگر نہ کھاؤں تو ہاتھ پیروں میں دم نہیں رہتا اور بچوں کے ساتھ کام کاج ضروری ہے مگر صبح ہوتے ہی منہ بھر کر الٹی ہو جاتی ہے اور پھر اتنی جان نہیں ہوتی کہ روزہ رکھ سکوں تو اب مولانا صاحب کیا میں یہ کر سکتی ہوں کہ ایک مسکین کا کھانا روزانہ دے دیا کروں جس سے میرے روزے کا کفارہ پورا ہو جائے؟

الجواب:۔ حمل کی حالت تو عارضی ہے اس حالت میں اگر آپ روزہ نہیں رکھ سکیں تو صحت کی حالت میں ان روزوں کا قضاء لازم ہے۔ فدیہ دینے کا حکم اس شخص کے لئے ہے جو نہ فی الحال روزہ رکھ سکتا ہو اور نہ آئندہ پوری زندگی میں یہ توقع ہو کہ وہ ان روزوں کی قضاء رکھ سکے گا۔ آپ چونکہ دوسرے وقت میں ان روزوں کو قضاء کر سکتی ہیں اس لئے آپ کی طرف سے روزوں کا فدیہ ادا کرنا صحیح نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

نفل نذر اور منت کے روزے

(۴۵) منت کے روزے کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

سوال:۔ منت کے مانے ہوئے روزے اگر نہ رکھیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟ یا جب وہ کام ہو جائے تو روزہ رکھنا چاہئے یا جب بھی رکھیں؟

الجواب:۔ منت کے روزے واجب ہوتے ہیں ان کا ادا کرنا لازم ہے اور ان کو ادا نہ کرنا گناہ ہے، اگر معین دنوں کے روزوں کی منت مانی تھی تب تو ان معین دنوں کے روزے رکھنا واجب ہے تاخیر کرنے پر گناہ گار ہوگا، اس کو تاخیر پر استغفار کرنا چاہئے مگر تاخیر کرنے سے وہ روزے معاف نہیں ہوں گے بلکہ اتنے روزے دوسرے دنوں میں رکھنا واجب ہے اور اگر دن معین نہیں کئے تھے مطلقاً یوں کہا تھا کہ اتنے دن کے روزے رکھوں گا تو جب بھی ادا کر لے ادا ہو جائیں گے لیکن جتنی جلد ادا کر لے بہتر ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۶) کیا جمعۃ الوداع کا روزہ رکھنے سے پچھلے روزے معاف ہو جاتے ہیں؟

سوال:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعۃ الوداع کا روزہ رکھنے سے پہلے تمام روزے معاف ہو جاتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ بالکل غلط اور جھوٹ ہے، پورے رمضان کے روزے رکھنے سے بھی پچھلے روزے معاف نہیں ہوتے بلکہ ان کی قضاء واجب ہے۔ شیطان نے اس قسم کے خیالات لوگوں کے دلوں میں اس لئے پیدا کئے ہے تاکہ وہ فرائض بجالانے میں کوتاہی کریں ان لوگوں کو اتنا تو سوچنا چاہئے کہ اگر صرف جمعۃ الوداع کا ایک روزہ رکھ لینے سے ساری عمر کے روزے معاف ہو جائیں تو ہر سال رمضان کے روزوں کی فرضیت تو نعوذ باللہ ایک فضول بات ہوتی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

اعتکاف کے مسائل

(۴۷) کس عمر کے لوگوں کو اعتکاف کرنا چاہیے؟

سوال:۔ عام تاثر یہ ہے کہ اعتکاف میں صرف بوڑھے اور عمر رسیدہ افراد کو ہی بیٹھنا چاہیے اس خیال میں کہاں تک صداقت ہے؟

الجواب:۔ اعتکاف میں نوجوان اور بوڑھے سب بیٹھ سکتے ہیں، چونکہ بوڑھوں کو عبادت کی زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے اس لئے عمر رسیدہ لوگ زیادہ اہتمام کرتے ہیں اور کرنا چاہیے؟

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۸) عورتوں کا اعتکاف بھی جائز ہے

سوال:۔ میں صدق دل سے یہ چاہتی ہوں کہ اس رمضان میں اعتکاف بیٹھوں برائے مہربانی عورتوں کے اعتکاف کی شرائط اور طریقے سے آگاہ کریں؟

الجواب:۔ عورت بھی اعتکاف کر سکتی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ گھر میں جس جگہ نماز پڑھتی ہے اس جگہ یا کوئی اور جگہ مناسب ہو تو اس کو مخصوص کر کے وہیں دس دن سنت اعتکاف کی نیت کر کے عبادت میں مصروف ہو جائے، سوائے حاجات شرعیہ کے اس جگہ سے نہ اٹھے، اگر اعتکاف کے دوران عورت کے خاص ایام شروع ہو جائیں تو اعتکاف ختم ہو جائے گا، کیونکہ اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۹) عورتوں کا اعتکاف اور اس کی ضروری ہدایات

سوال:۔ کیا عورت رمضان میں اپنے گھر میں یا مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہے؟ اگر کر سکتی ہے تو اسے کس طرح اعتکاف کرنا چاہیے اور اعتکاف کے آداب کو بجالانا چاہیے؟

الجواب:۔ سب سے پہلے تو یہ جاننا چاہیے کہ عورت اعتکاف کر سکتی ہے لیکن اپنے گھر میں اس کا اعتکاف ہوگا، مسجد میں نہیں کر سکتی، اس لئے عورت جب رمضان المبارک کے آخری عشرہ

میں مسنون اعتکاف کرنا چاہے تو رمضان کی بیسویں تاریخ کو سورج غرب ہونے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے اس جگہ پر آجائے جہاں وہ ہمیشہ نماز پڑھا کرتی ہے اور عید کا چاند ثابت ہونے کے بعد اس جگہ سے باہر آئے۔

اعتکاف کی حالت میں دن رات اسی اعتکاف کے مقرر جگہ میں رہے وہیں کھائے پیئے، وہیں سوئے، صرف وضو کرنے اور پیشاب، پاخانے کی ضروریات پوری کرنے کے لئے باہر آسکتی ہے۔ گھر میں اگر کوئی جگہ پہلے سے نماز کے لئے مقرر ہے مثلاً وہاں نماز کے لئے چوکی، تختہ چٹائی، جائے نماز وغیرہ ڈالی ہوئی ہوں اگر چہ ہر وقت نہ بچھی رہیں مگر نماز وہیں پڑھی جاتی ہو یہ نماز کی جگہ عورت کے لئے مسجد کی طرح ہے۔

اور اگر کوئی جگہ پہلے سے مقرر نہیں ہے تو اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے کوئی جگہ آئندہ نماز کے لئے مقرر کرنی ضروری ہے، اس کے بعد اس جگہ اعتکاف کرے تو یہ جگہ عورت کے لئے اس طرح ہے جیسے مردوں کی مسجد، جس طرح بلا عذر مسجد سے باہر آنے سے مرد کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح عورت کا بھی ٹوٹ جائے گا۔

اعتکاف کی جگہ کو تبدیل کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا چاہے، دوسری جگہ بھی اسی مکان میں ہو۔ اور اگر نماز کی جگہ متعین کرنے سے پہلے ہی جہاں دل چاہا بیٹھ گئی تو یہ اعتکاف صحیح نہ ہوگا۔ عورت کو اپنی نماز کی جگہ تبدیل کرنے کا اختیار ہے۔ مثلاً اعتکاف سے پہلے کسی اور جگہ نماز پڑھتی تھی مگر اعتکاف دوسری جگہ کیا اور اس سے پہلے یہ نیت کر لی کہ آئندہ اسی جگہ نماز پڑھوں گی تو صحیح ہے، بڑا کمرہ اعتکاف گاہ نہیں ہوسکتا چھوٹا کمرہ ہوسکتا ہے البتہ بڑے کمرے میں اتنی جگہ مخصوص کی جاسکتی ہے جس میں وہ آرام سے اٹھ بیٹھ اور سو سکے۔ (ملخص)

(۵۰) اعتکاف کے لئے خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے

سوال:۔ کیا عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اعتکاف کر سکتی ہے؟

الجواب:۔ مرد کو اپنی بیوی سے استمتاع کا پورا حق حاصل ہے اس لئے خاوند اپنی بیوی کو اعتکاف سے روک سکتا ہے، اس لئے چونکہ مرد کا حق لاحق ہے اس وجہ سے مرد سے اجازت لینی ضروری ہے۔ (کمافی البدائع)

(۵۱) اعتکاف کے دوران شوہر نے ہمبستری کر لی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا

سوال:۔ اگر عورت کا خاوند اس سے زبردستی ہی ہی ہمبستری کرلے تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگر خاوند نے حالت اعتکاف میں بیٹھی بیوی سے ہمبستری کر لی تو بیوی کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور خاوند گناہ گار ہوگا۔ (فتاویٰ شامی)

(۵۲) اعتکاف کے دران ایام آجائیں تو کیا کرے؟

سوال:۔ اگر عورت کو دوران اعتکاف ایام شروع ہو جائیں تو کیا کرے؟

الجواب:۔ اگر دوران اعتکاف ایام آجائیں تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، جتنا اعتکاف کرلیا ہے وہ ہوگیا بقیہ اعتکاف کرنا واجب نہیں ہے، البتہ پاک ہونے کے بعد خاص اسی ایک دن کی قضا ضروری ہے جس دن ایام شروع ہوئے۔ اور اگر حیض سے پاک ہونے کے بعد ابھی ماہ رمضان ختم نہ ہوا ہو تو رمضان المبارک میں ہی ایک دن کا اعتکاف کر کے قضا کر لے اگر نہ کی تو رمضان المبارک کے بعد جب روزوں کی قضاء کرے گی تو ایک دن کا اعتکاف کر لے۔ اگر اس وقت بھی نہ کیا تو الگ سے ایک روزہ نفلی رکھ کر اعتکاف کرنا ہوگا۔ (یہ ساری تفصیل بدائع الصنائع اور شامیہ وغیرہ میں ہے۔) (مفتی عاشق الٰہیؒ۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۵۳) اعتکاف کے دوران عورت گھر کے کام کاج کرواسکتی ہے

سوال:۔ کیا دوران اعتکاف عورت گھر کے کام کاج کرواسکتی ہے اور اس کے متعلق باتیں کرسکتی ہے یا نہیں؟ مثلاً کسی سے کچھ منگوانا ہو یا گھریلو کوئی ہدایت دینی ہو یا اگر اکیلی ہو تو کھانا پکانا اور دروازہ کھولنے کے لئے جانا آنا کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مذکورہ تمام امور کی اجازت ہے، لیکن اکیلے ہونے کی صورت میں کچھ انتظام کر لینا بہتر ہے، تاکہ یکسوئی سے اعتکاف میں بیٹھے۔ اگر انتظام نہ ہو تو کھانا وغیرہ پکاسکتی ہے، صفائی کرسکتی ہے اور جملہ ضرورت کے کام بھی کرسکتی ہے۔ (ملخص)

(۵۴) عورت اعتکاف کی جگہ متعین کر کے بدل نہیں سکتی

سوال:۔ (۱) کیا ہر گھر میں عورت کو اعتکاف میں بیٹھنا چاہئے یا محلّہ میں ایک عورت بیٹھ جائے؟

(۲) عورت گھر میں جگہ کا تعین کیسے کرے، اگر اندر کرے تو رات کے وقت حبس اور گرمی ہوتی ہے اور باہر کرے تو دھوپ ہوتی ہے؟

(۳) کیا عورتوں کے لئے بھی مردوں کی طرح اعتکاف کی تاکید آئی ہے نہ بیٹھیں تو گناہ گار ہوں گی؟

الجواب:۔ (۱) بہتر یہی ہے کہ ایسی مسجد (گھر میں مقرر شدہ) میں اعتکاف کیا جائے جس میں نماز پنجگانہ ہو، اگر ایسی مسجد نہیں ہے تو پھر جس جگہ میں بیٹھا جائے اسی میں کوشش کی جائے کہ نماز پنجگانہ ادا ہو۔

(۲) اعتکاف کے لئے جگہ متعین کرنے کے بعد تغیر و تبدیل جائز ہیں، اندر ہو یا باہر بہتر یہ ہے کہ برآمدہ وغیرہ کا تعین کیا جائے یا پنکھے وغیرہ کا انتظام کر لیا جائے۔ اگر زیادہ تکلیف ہو تو ترک کی بھی گنجائش ہے، سرے سے اعتکاف ہی نہ بیٹھے۔

(۳) عورتوں کے لئے بھی مسنون ہے اور اگر بستی میں کوئی اور معتکف ہو تو گناہ نہیں۔

(فقیر محمد انور۔ الجواب صحیح، بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ۔

(۵۵) خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف بیٹھنا

سوال:۔ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف رمضان المبارک میں بیٹھ سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف میں نہ بیٹھے۔ شامیہ میں سراج سے نقل ہے:

ولا ینبغی لھا الا عتکاف.................. الخ (صفحہ ۱۲، ج ۲)

(بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح۔ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ)

كتاب الحج

حج سے متعلق
مسائل کا بیان

باب الحج

(۱) حج مقبول کی پہچان

سوال:۔ اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم نے حج تو کر لیا ہے مگر معلوم نہیں خدا نے قبول کیا کہ نہیں میں نے سنا ہے کہ اگر کوئی مسلمان حج کر کے واپس آئے اور واپس آنے کے بعد پھر سے برائی کی طرف مائل ہو جائے یعنی جھوٹ، چوری، غیبت، دل دکھانا وغیرہ شروع کر دے تو یہ ان لوگوں کی نشانی ہوتی ہے جن کی عبادت خدا نے قبول نہیں کی ہوتی کیونکہ انسان جب حج کر کے آتا ہے تو خدا اس کا دل موم کی طرح نرم کرتا ہے سوائے نیکی کے وہ کوئی کام نہیں کرتا، یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب:۔ حج مقبول وہی ہے جس سے زندگی کی لائن بدل جائے آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہو اور طاعات کی پابندی کی جائے، حج کے بعد جس شخص کی زندگی میں خوشگوار انقلاب نہیں آتا اس کا معاملہ مشکوک ہے۔

(۲) صرف امیر آدمی ہی حج کر کے جنت کا مستحق نہیں بلکہ غریب بھی نیک اعمال کر کے اس کا مستحق ہو سکتا ہے

سوال:۔ حج کر کے صرف امیر آدمی ہی جنت خرید سکتا ہے کہ اس کے پاس حج پر جانے کے لئے مناسب رقم ہے اور وہ ہزاروں لاکھوں نمازوں کا ثواب حاصل کر سکتا ہے جبکہ غریب محروم ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل صرف امیروں پر ہے آج کے زمانے میں کسی کا حج بھی قبول نہیں ہو رہا کیونکہ

میدان عرفات میں لاکھوں فرزندان توحید اعدائے اسلام (خاص طور پر اسرائیل، امریکہ، روس) کے نابود ہونے کی دعا بڑے خشوع وخضوع سے کرتے ہیں اور ان کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا، دنیا سے برائی ختم ہونے کی دعا کرتے ہیں، لیکن برائیاں بڑھ رہی ہیں گویا یہ ان دعاؤں کے نامقبول ہونے کی علامت ہیں؟

الجواب:۔ حج صرف صاحب استطاعت لوگوں پر فرض ہے، مگر جنت صرف حج کرنے پر نہیں ملتی، بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ غریب آدمی ان کے ذریعہ جنت کما سکتا ہے۔ حدیث میں تو یہ آتا ہے کہ فقراء ومہاجرین امراء سے آدھا دن پہلے جنت میں جائیں گے۔ حج کس کا قبول ہو رہا ہے اور کس کا نہیں؟ یہ فیصلہ تو قبول کرنے والا ہی کر سکتا ہے، یہ کام میرے آپ کے کرنے کا نہیں۔ نہ ہم کسی کے بارے میں یہ کہنے کے مجاز ہیں کہ اس کی فلاں عبادت قبول ہوئی یا نہیں، البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس نے شرائط کی پابندی کے ساتھ حج کے ارکان صحیح طور پر ادا کئے اس کا حج ہوگیا۔ رہا دعاؤں کا قبول ہونا یا نہ ہونا، یہ علامات حج کے قبول ہونے یا نہ ہونے کی نہیں۔ بعض اوقات نیک آدمی کی دعا بظاہر قبول نہیں ہوتی اور برے آدمی کی دعا ظاہر میں قبول ہو جاتی ہے، اس کی حکمتیں اور مصلحتیں بھی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ برائی اور شر کے غلبہ کی وجہ سے نیک لوگوں کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں، حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ نیک آدمی عام لوگوں کے لئے دعا کرے گا حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے کہ تو اپنے لئے جو کچھ مانگنا چاہتا ہے مانگ میں تجھ کو عطا کروں گا، لیکن عام لوگوں کے لئے نہیں کیونکہ انہوں نے مجھے ناراض کرلیا ہے۔ (کتاب الرقائق، صفحہ ۱۵۵، ۳۸۴)

اور یہ مضمون بھی احادیث میں آتا ہے کہ تم لوگ نیکی کا حکم کرو اور برائی کو روکو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو عذاب عام کی لپیٹ میں لے لیں گے، پھر تم دعائیں کرو تو تمہاری دعائیں بھی سنی نہ جائیں۔ (ترمذی، صفحہ ۳۹، جلد نمبر ۲)

اس وقت امت میں گناہوں کی کھلے بندوں اشاعت ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بہت کم بندے رہ گئے ہیں جو گناہوں پر روک ٹوک کرتے ہوں، اس لئے اگر اس زمانے میں نیک لوگوں کی دعائیں بھی امت کے حق میں قبول نہ ہوں تو اس میں قصور ان نیک لوگوں کا یا ان کی دعاؤں کا نہیں بلکہ ہماری شامت اعمال کا قصور ہے اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائیں۔

(۳) کیا صاحب نصاب پر حج فرض ہو جاتا ہے

سوال:۔ایک مولانا صاحب کہتے ہیں جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ۵۲ تولہ چاندی ہو وہ صاحب مال ہے اور اس پر حج فرض ہو جاتا ہے یعنی جو صاحب زکوٰۃ ہے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے اسلام کی روشنی میں جواب دیں؟

الجواب:۔اس سے حج فرض نہیں ہوتا بلکہ حج اس پر فرض ہے جس کے پاس حج کا سفر خرچ بھی ہو اور غیر حاضری میں اہل وعیال کا خرچ بھی ہو۔مزید تفصیل معلم الحجاج میں دیکھ لی جائے۔

(۴) پہلے حج یا بیٹی کی شادی

سوال:۔ایک شخص کے پاس اتنی رقم ہے کہ یا تو وہ حج کر سکتا ہے یا اپنی جوان بیٹی کی شادی کر سکتا ہے، براہ کرم مطلع فرمائیں کہ وہ پہلے حج کرے یا پہلے اپنی بیٹی کی شادی کرے اگر اس نے اپنی بیٹی کی شادی کر دی تو پھر وہ حج نہیں کر سکے گا؟

الجواب:۔اس پر حج فرض ہے، اگر نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

(۵) محدود آمدنی میں لڑکیوں کی شادی سے قبل حج

سوال:۔ایک شخص صاحب استطاعت ہے اور حج اس پر فرض ہے لیکن موصوف کی اولاد ہے کہ غیر شادی شدہ ہے جن میں دو لڑکیاں جوان ہیں رقم اتنی ہے کہ اگر حج ادا کرے تو کسی ایک لڑکی کی شادی بھی ممکن نظر نہیں آتی کیونکہ آج کل شادی بیاہ پر کم از کم تیس چالیس ہزار کا خرچہ ہوتا ہے، ایسی صورت میں کوئی شخص جس کے یہ حالات ہوں، کیا فرض ہوتا ہے حج یا شادی؟

الجواب:۔فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس اتنی رقم ہو کہ یا وہ اپنی شادی کر سکتا ہے یا حج کر سکتا ہے تو اگر حج کے ایام ہوں تو اس کے ذمہ حج فرض ہے اسی سے اپنے مسئلہ کا جواب سمجھ لیجئے اس سلسلہ میں دیگر علماء کرام سے بھی رجوع کر لیجئے۔

(۶) فریضہ حج اور بیوی کا مہر

سوال:۔ ایک دوست ہیں وہ اس سال حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، انہوں نے والدین سے اجازت لی ہے مگر ان کے ذمہ بیوی کا مہر ۵۰۰۰۰ کا قرضہ ہے، کیا وہ بیوی سے اجازت لیں گے یا معاف کرائیں گے کیونکہ ان کی بیوی پاکستان میں ہے اور وہ دبئی میں ہیں اب ان کا مہر کیسے معاف ہوگا؟

الجواب:۔ آپ کا دوست حج ضرور کرلے بیوی سے مہر معاف کرانا حج کے لئے کوئی شرط نہیں۔

(۷) عورت پر حج کی فرضیت

سوال:۔ حج کیا صرف مردوں پر فرض ہے یا عورتوں پر بھی؟

الجواب:۔ عورت پر بھی فرض ہے، جب کہ کوئی محرم میسر ہو اور اگر محرم میسر نہ ہو تو مرنے سے پہلے حج بدل کی وصیت کردے۔

(۸) منگنی شدہ لڑکی کا حج کو جانا

سوال:۔ اگر حج کی تیاری مکمل ہو اور لڑکی کی منگنی ہو جائے تو کیا وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حج نہیں کرسکتی؟

الجواب:۔ ضرور جاسکتی ہے۔

(۹) بیوہ حج کیسے کرے؟

سوال:۔ خاوند کا انتقال اگر ایسے وقت ہو کہ حج کے وقت تک اس کی عدت پوری نہ ہوتی ہو تو وہ حج کی بابت کیا کرے؟

الجواب:۔ عدت پوری ہونے سے پہلے حج کا سفر نہ کرے۔

(۱۰) بیٹی کی کمائی سے حج

سوال:۔ اگر بیٹی اپنی کمائی سے اپنی ماں کو حج کرانا چاہے تو کیا یہ جائز ہے جب کہ اس کے بیٹے قابل نہیں؟

الجواب:۔ بلاشبہ جائز ہے، لیکن عورت کا محرم کے بغیر حج جائز نہیں حرام ہے۔

(۱۱) حاملہ عورت کا حج

سوال:۔ کیا حاملہ عورت حج کرسکتی ہے؟ اگر وہ حج کرسکتی ہے تو کیا وہ بچہ یا بچی جو کہ اس کے بطن میں ہے اس کا بھی حج ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ حاملہ عورت حج کرسکتی ہے پیٹ کے بچے کا حج نہیں ہوتا۔

(۱۲) غیر شادی شدہ شخص کا والدین کی اجازت کے بغیر حج کرنا

سوال:۔ (۱) جو شخص غیر شادی شدہ ہو اور اس کے والدین زندہ ہوں اور والدین نے حج نہیں کیا ہو اور یہ شخص حج کرنا چاہے تو کیا اس کا حج ہوسکتا ہے؟

(۲) اگر والدین اس کو حج پر جانے کی اجازت دیں تو کیا وہ حج کرسکتا ہے؟

الجواب:۔ اگر یہ شخص صاحب استطاعت ہو تو خواہ اس کے والدین نے حج نہ کیا ہو اس کے ذمہ حج فرض ہے اور حج فرض کے لئے والدین کی اجازت شرط نہیں۔

ناجائز ذرائع سے حج کرنا

(۱۳) خود کو کسی دوسرے کی بیوی ظاہر کرکے حج کرنا

سوال:۔ میرا مسئلہ کچھ یوں ہے کہ میرا نام محمد اکرم ہے، میرا ایک دوست جس کا نام محمد اشرف

ہے۔اب میرے دوست یعنی محمد اشرف کا کچھ تھوڑا سا جھگڑا اپنے کفیل کے ساتھ تھا لہذا اس نے اپنی بیوی کو یہاں حج پر بلانا تھا سو اس نے میرے نام پر اپنی بیوی کو حج پر بلایا یعنی اس نے نکاح نامہ پر بھی میرا نام لکھوایا اور کاغذی کارروائی میں وہ میری ہی بیوی بن کر یہاں آئی اب میں ہی اسے لینے ایئرپورٹ پر گیا ایئرپورٹ سیکورٹی والوں نے میرا اقامہ دیکھ کر میری بیوی جان کر اس کو باہر آنے دیا (ایئرپورٹ سے) اب عورت اپنے اصل خاوند کے پاس ہی ہے اور اس نے حج بھی کیا ہے اب آپ یہ بتائیں کہ یہ حج صحیح ہے یا نہیں؟ اور کیا اگر یہ غلط ہے اور گناہ ہے تو میں کس حد تک مجرم ہوں؟

الجواب:۔ فریضہ حج تو اس محترمہ کا ادا ہو گیا مگر جعل سازی کے گناہ میں تینوں شریک ہیں، وہ دونوں میاں بیوی بھی اور آپ بھی۔

عمرہ

(۱۴) عمرہ کا بدل نہیں ہے

سوال:۔ اسلام کا پانچواں رکن (صاحب استطاعت کے لئے) فریضہ حج کی ادائیگی کرنا فرض ہے مگر اکثر بزنس پیشہ حضرات جب وہ اپنا بزنس ٹرپ یورپ یا امریکہ وغیرہ کا کرتے ہیں تو وہ لوگ واپس میں جاتے ہوئے مکۃ المکرّمہ جا کر عمرہ ادا کرتے ہیں اور یہی حال پاکستان کے اعلیٰ افسران کا ہے جو حکومت کے خرچ پر یورپ وغیرہ برائے ٹریننگ یا حکومت کے کسی کام سے جاتے ہیں تو وہ حضرات بھی واپسی میں عمرہ ادا کر کے آتے ہیں، مگر فریضہ حج ادا کرنے کی کوشش نہیں کرتے غالباً ان کا خیال ہے کہ عمرہ ادا کرنا حج کا نعم البدل ہے۔عرض کرنے کا مقصد ہے کہ عمرہ ادا کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا عمرہ ادا کرنا حج کا نعم البدل ہے؟

الجواب:۔ یورپ وامریکہ آتے جاتے ہوئے اگر عمرہ کی سعادت نصیب ہو جائے تو عمرہ تو کر لینا چاہئے لیکن عمرہ حج کا بدل نہیں ہے، جس شخص پر حج فرض ہو اس کا حج کرنا ضروری ہے محض عمرہ ادا کرنے سے فرض ادا نہیں ہوگا۔

(۱۵) عمرہ اور قربانی کے لئے عقیقہ شرط نہیں

سوال:۔ کیا وہ شخص عمرہ کر سکتا ہے جس کا عقیقہ نہیں ہوا ہو؟ اور کیا اس طرح وہ شخص قربانی کر سکتا ہے جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو؟ کیونکہ ہم گذشتہ چار سالوں سے اللہ کے فضل و کرم سے قربانی کر رہے ہیں جبکہ ہم میں سے کسی کا بھی عقیقہ نہیں ہوا اور میرے بڑے بھائی پچھلے سال سعودی عرب نوکری پر گئے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور خانہ کعبہ کی زیارت سے عمرہ کا اس عید الفطر پر شرف فرمایا۔

الجواب:۔ عقیقہ کا ہونا قربانی اور عمرہ کے لئے کوئی شرط نہیں، اس لئے جس کا عقیقہ نہیں ہوا اس کی قربانی اور عمرہ صحیح ہے۔

(۱۶) احرام باندھنے کے بعد اگر بیماری کی وجہ سے عمرہ نہ کر سکے تو اس کے ذمہ عمرہ کی قضاء اور دم واجب ہے

سوال:۔ عمرے کے لئے میں نے ۲۷ رمضان المبارک کو جدہ سے احرام باندھا لیکن میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی تھی میں بالکل چل نہیں سکتا تھا اور مجھے زندگی بھر افسوس رہے گا کہ میں ۲۷ رمضان المبارک کو عمرہ ادا نہ کر سکا اور میں نے وہ احرام عمرہ ادا کرنے کے بغیر کھول دیا میں نے مجبوری سے عمرہ ادا نہیں کیا۔ اس گناہ کی بخشش کس طرح ہو سکتی ہے؟

الجواب:۔ آپ کے ذمہ احرام توڑ دینے کی وجہ سے دم بھی واجب ہے اور عمرہ کی قضاء بھی لازم ہے۔

(۱۷) والدہ مرحومہ کو عمرہ کا ثواب کس طرح پہنچایا جائے؟

سوال:۔ شوال کے مہینے میں ایک عمرہ اپنی والدہ کی طرف سے کرنے کا ارادہ ہے، میں عمرہ اپنی طرف سے کر کے ثواب ان کو بخش دوں یا عمرہ ان کی طرف سے کر دوں؟ اس کا کیا طریقہ کار ہوگا اور نیت کس طرح کی جائے گی؟

الجواب:۔ دونوں صورتیں صحیح ہیں، آپ کے لئے آسان یہ ہے کہ عمرہ اپنی طرف سے کر

کے ثواب ان کو بخش دیں اور اگر ان کی طرف سے عمرہ کرنا ہو تو احرام باندھتے وقت یہ نیت کریں کہ اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے عمرہ کا احرام باندھتا ہوں یا اللہ عمرہ میرے لئے آسان فرما اور میری والدہ کی طرف سے اس کو قبول فرما۔

(۱۸) حج وعمرہ کی اصطلاحات

حج کے مسائل میں بعض عربی الفاظ استعمال ہوتے ہیں بعض احباب کا تقاضا ہے کہ شروع میں ان کے معنی لکھ دیئے جائیں اس لئے معلم الحجاج سے نقل کر کے چند الفاظ کے معنی لکھے جاتے ہیں:

استلام:۔ حجر اسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا یا حجر اسود اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگانا۔

اضطباع:۔ احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔

آفاقی:۔ وہ شخص ہے جو میقات کے حدود سے باہر رہتا ہو، جیسے ہندوستانی، پاکستانی، مصری، شامی، عراقی اور ایرانی وغیرہ۔

ایام تشریق:۔ ذوالحجہ کی گیارہویں، بارہویں، اور تیرھویں تاریخیں ''ایام تشریق'' کہلاتی ہیں کیونکہ ان میں بھی (نویں اور دسویں ذوالحجہ کی طرح) ہر نماز فرض کے بعد ''تکبیر تشریق'' پڑھی جاتی ہے۔

یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

ایام نحر:۔ دس ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ تک۔

افراد:۔ صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج کے افعال کرنا۔

بیت اللہ:۔ خانہ کعبہ کو کہتے ہیں۔ بطن عرنہ۔ عرفات کے قریب جنگل جہاں وقوف درست نہیں۔

تسبیح:۔ سبحان اللہ کہنا۔

باب السلام:۔ مسجد حرام میں ایک دروازہ جس سے پہلے پہل جانا افضل ہے۔

باب جبریل:۔ مسجد نبوی کا ایک دروازہ جہاں سے سیدنا جبریل علیہ السلام خدمت

نبوی ﷺ میں آتے تھے۔

تمتع:۔ حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرنا پھر اسی سال میں حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

تلبیہ:۔ لبیک پوری پڑھنا۔

تہلیل:۔ مکہ سے تین میل دور لا الہ الا اللہ پڑھنا۔

تنعیم:۔ ایک مقام کا نام ہے۔ مکہ مکرمہ کے قیام میں احرام یہاں سے باندھتے ہیں۔

جمرات یا جمار:۔ منیٰ میں تین مقام ہیں جن پر قد آدم ستون بنے ہوئے ہیں یہاں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں ان میں سے جو مسجد خیف، کے قریب مشرق کی طرف ہے اس کو جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں اور اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف بیچ والے کو جمرۃ الوسطی اور اس کے بعد والے کو جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ العقبہ اور جمرۃ الاخریٰ کہتے ہیں۔

جنایت:۔ ممنوعات احرام اور دیگر احکام حج کی خلاف ورزی کو جنایت کہتے ہیں۔

رمل:۔ طواف کے پہلے تین پھیروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا۔

رمی:۔ کنکریاں پھینکنا۔

زمزم:۔ مسجد حرام میں بیت اللہ کے قریب ایک مشہور چشمہ ہے جو اب کنوئیں کی شکل میں ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اپنے نبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کے لئے جاری کیا تھا۔

سعی:۔ صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریق سے سات چکر لگانا۔

شوط:۔ ایک چکر بیت اللہ کے چاروں طرف لگانا۔

صفا:۔ بیت اللہ کے قریب جنوبی طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس سے سعی شروع کی جاتی ہے۔

طواف:۔ بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر مخصوص طریقہ سے لگانا۔

عمرہ:۔ حل یا میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنا۔

عرفات یا عرفہ:۔ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹ میل مشرق کی طرف ایک میدان ہے جہاں پر حاجی لوگ نویں ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں۔

قران:۔ حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ کر پہلے عمرہ کرنا پھر حج کرنا۔

قارن:۔ قران کرنے والا۔

قرن:۔ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۲ میل پر ایک پہاڑ ہے نجد یمن اور نجد حجاز اور نجد تہامہ سے آنے والوں کی میقات ہے۔

قصر:۔ بال کتروانا۔

محرم:۔ احرام باندھنے والا۔

مفرِد:۔ حج کرنے والا۔ جس نے میقات سے اکیلے حج کا احرام باندھا ہو۔

میقات:۔ وہ مقام جہاں سے مکہ مکرمہ جانے والے کے لئے احرام باندھنا واجب ہے۔

جحفہ:۔ رابغ کے قریب مکہ مکرمہ سے تین منزل پر ایک مقام ہے، شام سے آنے والوں کی میقات ہے۔

جنت المعلےٰ:۔ مکہ مکرمہ کا قبرستان۔

جبل رحمت:۔ عرفات میں ایک پہاڑ ہے۔

حجر اسود (سیاہ پتھر):۔ یہ جنت کا پتھر ہے۔ جنت سے آنے کے وقت دودھ کی مانند سفید تھا، لیکن بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔ یہ بیت اللہ کے مشرقی جنوبی گوشہ میں قد آدم کے قریب اونچائی پر بیت اللہ کی دیوار میں گڑا ہوا ہے اس کے چاروں طرف چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے۔

حرم:۔ مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور تک زمین حرم کہلاتی ہے، اس کے حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں اس میں شکار کھیلنا، درخت کاٹنا، گھاس جانور کو چرانا حرام ہے۔

حل:۔ حرم کے چاروں طرف میقات تک جو زمین ہے اس کو حل کہتے کیونکہ اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام تھیں۔

حلق:۔ سر کے بال منڈانا۔

حطیم:۔ بیت اللہ کی شمالی جانب بیت اللہ سے متصل قد آدم دیوار سے کچھ حصہ زمین کا گھرا ہوا ہے، اس کو حطیم اور حطیرہ بھی کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملنے سے ذرا پہلے جب خانہ کعبہ کو قریش نے تعمیر کرنا چاہا، تو سب نے یہ اتفاق کیا کہ حلال کمائی کا مال اس میں صرف کیا جائے، لیکن سرمایہ کم تھا اس وجہ سے شمال کی جانب اصل قدیم بیت اللہ میں سے تقریباً چھ گز شرعی جگہ چھوڑ دی اس چھٹی ہوئی جگہ کو حطیم کہتے ہیں۔ اصل حطیم چھ گز شرعی کے قریب ہے اب

کچھ احاطہ زائد بنا ہوا ہے۔

دم:۔ احرام کی حالت میں بعض ممنوع افعال کرنے سے بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہوتی ہے، اس کو دم کہتے ہیں۔

ذوالحلیفہ:۔ یہ ایک جگہ کا نام ہے، مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل پر واقع ہے مدینہ منورہ کی طرف سے مکہ مکرمہ آنے والوں کے لئے میقات ہے، اسے آج کل بیر علی کہتے ہیں۔

ذات عرق:۔ ایک مقام کا نام ہے جو آج کل ویران ہو گیا۔ مکہ مکرمہ سے تقریباً تین روز کی مسافت پر ہے۔ عراق سے مکہ مکرمہ آنے والوں کی میقات ہے۔

رکن یمانی:۔ بیت اللہ کے جنوبی مغربی گوشہ کو کہتے ہیں، چونکہ یہ یمن کی جانب ہے۔

مطاف:۔ طواف کرنے کی جگہ جو بیت اللہ کے چاروں طرف ہے اور اس میں سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔

مقام ابراہیم:۔ جنتی پتھر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کو بنایا تھا۔ مطاف کے مشرقی کنارے پر منبر اور زمزم کے درمیان ایک جالی دار قبہ میں رکھا ہوا ہے۔

ملتزم:۔ حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی دیوار، جس پر لپٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے۔

مسجد خیف:۔ منیٰ کی بڑی مسجد کا نام ہے جو منیٰ کی شمالی جانب میں پہاڑ سے متصل ہے۔

مسجد نمرہ:۔ عرفات کے کنارے پر ایک مسجد ہے۔

مدعیٰ:۔ دعا مانگنے کی جگہ، مراد اس سے مسجد حرام اور مکہ مکرمہ کے قبرستان کے درمیان ایک جگہ ہے جہاں دعا مانگنی مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت مستحب ہے۔

مزدلفہ:۔ منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک میدان ہے جو منیٰ سے تین میل مشرق کی طرف ہے۔

محسر:۔ مزدلفہ سے ملا ہوا ایک میدان ہے جہاں سے گزرتے وقت دوڑ کر نکلتے ہیں، اس جگہ اصحاب فیل پر جنھوں نے بیت اللہ پر چڑھائی کی تھی عذاب نازل ہوا تھا۔

مروہ:۔ بیت اللہ کے شمالی مشرقی گوشہ کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس پر سعی ختم ہوتی ہے۔

میلین اخضرین:۔ صفا اور مروہ کے درمیان مسجد حرام کی دیوار مین دو سبز میل لگے ہوئے ہیں، جن کے درمیان سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں۔

موقف:۔ ٹھہرنے کی جگہ، حج کے افعال میں اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہرنے کی جگہ ہوتی ہے۔

میقاتی:۔ میقات کا رہنے والا۔

وقوف:۔ وقوف کے معنی ٹھہرنا، اور احکام حج میں اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں خاص وقت میں ٹھہرنا۔

ہدی:۔ جو جانور حاجی حرم میں قربانی کرنے کو ساتھ لے جاتا ہے۔

یوم عرفہ:۔ نویں ذی الحجہ جس روز حج ہوتا ہے اور حاجی لوگ عرفات میں وقوف کرتے ہیں۔

یلملم:۔ مکہ مکرمہ سے جنوب کی طرف دو منزل پر ایک پہاڑ ہے اس کو آجکل سعدیہ بھی کہتے ہیں، یہ یمن، ہندوستان اور پاکستان سے آنے والوں کی میقات ہے۔

حدیبیہ:۔ جدہ سے مکہ جانے والے راستہ پر حدود حرم سے پہلے ایک جگہ کا نام ہے آج کل یہ شمیسیہ کے نام سے معروف ہے۔ اسی جگہ ایک مسجد ہے جہاں نبی کریم اللہ ﷺ نے حدیبیہ کا مشہور معاہدہ کیا اور بیعت رضوان لی۔

حطیم:۔ بیت اللہ کی شمالی جانب بیت اللہ سے متصل قد آدم دیوار سے کچھ حصہ زمین کا گھرا ہوا ہے اس کو حطیم، حجر، حظیرہ کہتے ہیں۔ طواف میں اس جگہ کو شامل کرنا ضروری ہے یہ کعبہ کا حصہ ہے۔ (مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ۔ ومفتی یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ)

(۱۹) حج کرنے والوں کے لئے ہدایات

سوال:۔ اسلام کے ارکان میں حج کی کیا اہمیت ہے؟ لاکھوں مسلمان ہر سال حج کرتے ہیں پھر بھی ان کی زندگیوں میں ذہنی انقلاب نہیں آتا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس موضوع پر روشنی ڈالئے۔

الجواب:۔ حج اسلام کا عظیم الشان رکن ہے اسلام کی تکمیل کا اعلان حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا اور حج ہی سے ارکان اسلام کی تکمیل ہوتی ہے۔ احادیث طیبہ میں حج وعمرہ کے فضائل بہت

کثرت سے ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ''جس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج کیا پھر اس میں نہ کوئی فحش بات کی اور نہ نافرمانی کی وہ ایسا پاک صاف ہو کر آتا ہے جیسا ولادت کے دن تھا۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا، عرض کیا گیا اس کے بعد فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، عرض کیا گیا اس کے بعد فرمایا حج مبرور۔'' (مقبول حج)

''ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ درمیانی عرصہ کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتی۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''پے در پے حج وعمرے کیا کرو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں سے اس طرح صاف کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو صاف کر دیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔''

حج عشق الٰہی کا مظہر ہے اور بیت اللہ شریف مرکز تجلیات الٰہی ہے، اس لئے بیت اللہ شریف کی زیارت اور آنحضرت ﷺ کی بارگاہ عالی میں حاضری ہر مومن کی جان تمنا ہے۔ اگر کسی کے دل میں یہ آرزو چٹکیاں نہیں لیتی تو سمجھنا چاہئے کہ اس کے ایمان کی جڑیں خشک ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کے لئے زاد وراحلہ رکھتا تھا اس کے باوجود اس نے حج نہیں کیا تو اس کے حق میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''جس شخص کو حج کرنے سے نہ کوئی ظاہری حاجت مانع تھی نہ سلطان جائر اور نہ بیماری کا عذر تھا تو اسے اختیار ہے کہ خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔''

ذرائع مواصلات کی سہولت اور مال کی فروانی کی وجہ سے سال بہ سال حجاج کرام کی مردم شماری میں اضافہ ہو رہا ہے، لیکن بہت ہی رنج وصدمہ کی بات ہے کہ حج کے انوار وبرکات مدہم ہوتے جارہے ہیں اور جو فوائد وثمرات حج پر مرتب ہونے چاہئیں ان سے امت محروم ہوتی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت تھوڑے بندے ایسے رہ گئے ہیں جو فریضہ حج کو اس کے شرائط کی رعایت کرتے ہوئے ٹھیک ٹھیک بجالاتے ہوں، ورنہ اکثر حاجی صاحبان اپنا حج غارت کر کے ''نیکی برباد گناہ لازم'' کا مصداق بن کر آتے ہیں نہ حج کا صحیح مقصد ان کا مطمع نظر ہوتا ہے نہ حج کے

مسائل واحکام سے انہیں واقفیت ہوتی ہے، نہ یہ سیکھتے ہیں کہ حج کیسے کیا جاتا ہے؟ اور نہ ان پاک مقامات کی عظمت وحرمت کا پورا لحاظ کرتے ہیں بلکہ اب تو ایسے مناظر دیکھنے میں آرہے ہیں کہ حج کے دوران محرمات کا ارتکاب ایک فیشن بن گیا ہے اور یہ امت گناہ کو گناہ ماننے کے لئے بھی تیار نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ظاہر ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کے احکامات سے بغاوت کرتے ہوئے جو حج کیا جائے وہ انوار و برکات کا کس طرح حامل ہوسکتا ہے؟ اور رحمت خداوندی کو کس طرح متوجہ کرسکتا ہے؟ سب سے پہلے تو حکومت کی طرف سے درخواست حج پر فوٹو چسپاں کرنے کی پخ لگادی گئی ہے اور غضب پر غضب اور ستم بالائے ستم یہ کہ پہلے پردہ فیشن مستورات اس قید سے آزاد تھیں لیکن ''نفاذ اسلام'' کے جذبہ نے اب ان پر بھی فوٹوؤں کی پابندی عائد کردی ہے۔ پھر حجاج کرام کی تربیت کے لئے حج فلمیں دکھائی جاتی ہیں جس عبادت کا آغاز فوٹو اور فلم کی لعنت سے ہو اس کا انجام کیا کچھ ہوسکتا ہے یا کیا ہوگا؟

اور چونکہ حاجی صاحبان بزعم خود حج فلمیں دیکھ کر حج کرنا سیکھ جاتے ہیں اس لئے نہ انہیں مسائل حج کی کسی کتاب کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے اور نہ کسی عالم سے مسائل سمجھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ جس کے جی میں جو آتا ہے کرتا ہے حاجی صاحبان کے قافلے گھر سے رخصت ہوتے ہیں تو پھولوں کے ہار پہننا پہنانا گویا حج کا لازمہ ہے کہ اس کے بغیر حاجی کا جانا ہی معیوب ہے، چلتے وقت جو خشیت وتقویٰ حقوق کی ادائیگی معاملات کی صفائی اور سفر شروع کرنے کے آداب کا اہتمام ہونا چاہئے اس کا دور دور تک کہیں نشان نظر نہیں آتا۔

گویا سفر مبارک کا آغاز ہی آداب کے بغیر محض نمود ونمائش اور ریاکاری کے ماحول میں ہوتا ہے۔ اب ایک عرصہ سے صدر مملکت، گورنر یا اعلیٰ حکام کی طرف سے حاجی صاحبان کو الوداع کہنے کی رسم شروع ہوئی ہے، اس موقع پر بینڈ باجے، فوٹو گرافی اور نعرہ بازی کا سرکاری طور پر اہتمام ہوتا ہے۔ غور فرمایا جائے کہ یہ کتنے محرمات کا مجموعہ ہے۔

سفر حج کے دوران ہزاروں میں کوئی ایک آدھ حاجی ایسا ہوتا ہوگا جس کو اس کا پورا پورا احساس ہوتا ہو کہ اس مقدس سفر کے دوران کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے، ورنہ حجاج کرام تو نمازیں گھر سے معاف کرا کر چلتے ہیں اور بہت سے وقت بے وقت جیسے بن پڑے پڑھ لیتے ہیں مگر نمازوں کا اہتمام ان کے نزدیک کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا، بلکہ بعض حرمین شریفین پہنچ کر بھی

نمازوں کے اوقات میں بازاروں کی رونق دوبالا کرتے ہیں قرآن کریم میں حج کے سلسلہ میں اہم ہدایات دی گئی ہے وہ یہ ہے:

حج کے دوران فحش کلامی نہ ہو، نہ حکم عدولی اور نہ لڑائی جھگڑا۔

اور احادیث طیبہ میں بھی حج مقبول کی یہ بھی علامت بتائی گئی ہے کہ وہ فحش کلامی اور نافرمانی سے پاک ہو، لیکن حاجی صاحبان میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ان ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوں اور اپنے حج کو غارت ہونے سے بچاتے ہوں، گانا بجانا اور داڑھی منڈانا بغیر کسی اختلاف کے حرام اور گناہ کبیرہ ہیں لیکن حاجی صاحبان نے ان کو گویا گناہوں کی فہرست ہی سے خارج کر دیا ہے۔ حج کا سفر ہو رہا ہے اور بڑے اہتمام سے داڑھیاں صاف کی جارہی ہیں اور ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ سے نغمے سنے جارہے ہیں۔ ''اناللہ وانا الیہ راجعون''۔

اس نوعیت کے بیسیوں گناہ کبیرہ اور ہیں جن کے حاجی صاحبان عادی ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے ہوتے بھی ان کو نہیں چھوڑتے، حاجی صاحبان کی یہ حالت دیکھ کر ایسی اذیت ہوتی ہے جس کے اظہار کے لئے موزوں الفاظ نہیں ملتے۔

اسی طرح سفر حج کے دوران عورتوں کی بے حجابی بھی عام ہے۔ بہت سے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی دوران سفر برہنہ نظر آتی ہیں اور غضب یہ کہ بہت سی عورتیں شرعی محرم کے بغیر سفر حج پر جاتی ہیں اور جھوٹ موٹ کسی کو محرم لکھوادیتی ہیں اس سے جو گندگی پھیلتی ہے وہ ''اگر گریم زبان سوز'' کی مصداق ہے۔

جہاں تک اس ارشاد کا تعلق ہے کہ حج کے دوران لڑائی جھگڑا نہیں ہونا چاہئے اس کا منشاء یہ ہے کہ اس سفر میں چونکہ ہجوم بہت ہوتا ہے اور سفر بھی طویل ہوتا ہے اس لئے دوران سفر ایک دوسرے سے ناگواریوں کا پیش آنا اور آپس کے جذبات میں تصادم کا ہونا یقینی ہے اور سفر کی ناگواریوں کو برداشت کرنا اور لوگوں کی پر برافروختہ نہ ہونا بلکہ تحمل سے کام لینا یہ ہی اس سفر کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ اس کا حل بھی ہوسکتا ہے کہ ہر حاجی دوسروں کے جذبات کا احترام کرے اور دوسروں کی طرف سے اپنے آئینہ دل کو صاف و شفاف رکھے اور اس راستے میں جو ناگواری بھی پیش آئے اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرے، خود اس کا پورا اہتمام کرلے کہ اس کی طرف سے کسی کو ذرا بھی اذیت نہ پہنچے اور دوسروں سے جو اذیت اس کو پہنچے اس پر کسی ردعمل کا اظہار نہ کرے۔

دوسروں کے لئے اپنے جذبات کی قربانی دینا اس سفر مبارک کی سب سے بڑی سوغات ہے اور اس دولت کے حصول کے لئے بڑے مجاہدہ وریاضت اور بلند حوصلہ کی ضرورت ہے اور یہ چیز اللہ کی محبت کے بغیر نصیب نہیں ہوتی۔

عازمین حج کی خدمت میں بڑی خیر خواہی اور نہایت دل سوزی سے گزارش ہے کہ اپنے اس مبارک سفر کو زیادہ سے زیادہ برکت وسعادت کا ذریعہ بنانے کے لئے مندرجہ ذیل معروضات کو پیش نظر رکھیں۔

چونکہ آپ محبوب حقیقی کے راستہ میں نکلے ہوئے ہیں اس لئے آپ کے اس مقدس سفر کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور شیطان آپ کے اوقات ضائع کرنے کی کوشش کرے گا۔ جس طرح سفر حج کے لئے ساز وسامان اور ضرورت سفر مہیا کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر حج کے احکام ومسائل سیکھنے کا اہتمام ہونا چاہئے اور اگر سفر سے پہلے اس کا موقعہ نہ ملا تو کم از کم سفر کے دوران اس کا اہتمام کرلیا جائے کہ کسی عالم سے ہر موقع کے مسائل پوچھ پوچھ کر ان پر عمل کیا جائے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل کتابیں ساتھ رہنی چاہیں اور ان کا بار بار مطالعہ کرنا چاہئے۔ خصوصاً ہر موقع پر اس سے متعلقہ حصہ کا مطالعہ خوب غور سے کرتے رہنا چاہئے کتابیں یہ ہے۔

(۱) ''فضائل حج'' از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ۔

(۲) ''آپ حج کیسے کریں؟'' از مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ۔

(۳) ''معلم الحجاج'' از مولانا مفتی سعید احمد مرحوم

اس مبارک سفر کے دوران تمام گناہوں سے پرہیز کریں اور عمر بھر کے لئے گناہوں سے بچنے کا عزم کریں اور اس کے لئے حق تعالیٰ شانہ سے خصوصی دعائیں بھی مانگیں، یہ بات خوب اچھی طرح ذہن میں رہنی چاہئے کہ حج مقبول کی علامات یہی ہے کہ حج کے بعد آدمی کی زندگی میں دینی انقلاب آجائے، جو شخص حج کے بعد بھی بدستور فرائض کا تارک اور ناجائز کاموں کا مرتکب ہے اس کا حج مقبول نہیں۔

آپ کا زیادہ سے زیادہ وقت حرم شریف میں گذرنا چاہئے اور سوائے اشد ضرورت کے بازاروں کا گشت قطعاً نہیں ہونا چاہئے۔ دنیا کا ساز وسامان آپ کو مہنگا سستا اچھا برا اپنے وطن میں بھی مل سکتا ہے لیکن حرم شریف سے میسر آنے والی سعادتیں آپ کو کسی دوسری جگہ میسر نہیں آئیں گی، وہاں خریداری کا اہتمام نہ کریں۔ خصوصاً وہاں سے ریڈیو، ٹیلیویژن ایسی چیزیں لانا

بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ کسی زمانے میں حج وعمرہ میں کھجور اور آب زم زم حرمین شریفین کی سوغات تھیں اور اب ریڈیو، ٹیلیویژن ایسی ناپاک اور گندی چیزیں حرمین شریفین سے بطور تحفہ لائی جاتی ہیں۔

چونکہ حج کے موقع پر اطراف واکناف سے مختلف مسلک کے لوگ جمع ہوتے ہیں اس لئے کسی کو کوئی عمل کرتا ہوا دیکھ کر وہ عمل شروع نہ کر دیں بلکہ یہ تحقیق کرلیں کہ آیا یہ عمل آپ کے حنفی مسلک کے مطابق صحیح بھی ہے یا نہیں؟ یہاں بطور (مثال دو مسئلے ذکر کرتا ہوں۔)

ا۔نماز فجر سے بعد اشراق تک اور نماز عصر کے بعد مغرب آفتاب تک دوگانہ طواف پڑھنے کی اجازت نہیں اسی طرح مکروہ اوقات میں بھی اس کی اجازت نہیں لیکن بہت سے لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی پڑھتے رہتے ہیں۔

۲۔احرام کھولنے کے بعد سر کا منڈوانا افضل ہے اور ایسے لوگوں کے لئے آنحضرت ﷺ نے تین بار دعا فرمائی ہے اور قینچی یا مشین سے بال اتروالینا بھی جائز ہے۔احرام کھولنے کے لئے کم از کم چوتھائی سر کا صاف کرانا یا کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر احرام نہیں کھلتا۔لیکن بے شمار لوگ جن کو مسئلہ کا صحیح پتہ نہیں وہ دوسروں کی دیکھا دیکھی کانوں کے اوپر سے چند بال کٹوا لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے احرام کھول لیا، حالانکہ اس سے ان کا احرام نہیں کھلتا اور کپڑے پہننے اور احرام کے منافی کام کرنے سے ان کے ذمہ دم واجب ہو جاتا ہے۔الغرض صرف لوگوں کی دیکھا دیکھی کوئی کام نہ کریں بلکہ اہل علم سے مسائل کی خوب تحقیق کرلیا کریں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

حج کے اقسام کی تفصیل اور اسہل (آسان ترین) حج

سوال:۔ میں نے کسی مولانا سے سنا ہے کہ حج کی اقسام تین ہیں۔نمبرا۔قران، نمبر۲۔تمتع، نمبر۳۔افراد۔پوچھنا یہ ہے کہ ان تینوں کی تعریف کیا ہے؟ یہ کس قسم کے حج ہوتے ہیں اور ان میں افضل واسہل حج کونسا ہے؟ جس پر حج فرض ہے وہ کونسا ادا کرے؟ براہ مہربانی تفصیل سے تینوں کے احکام بھی واضح فرمائیں۔

الجواب:۔ حج قران یہ ہے کہ میقات سے گزرتے وقت حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھا احرام

باندھا جائے، پہلے عمرہ کے افعال ادا کئے جائیں پھر حج کے ارکان ادا کئے جائیں اور ۱۰ ذی الحجہ کو رمی اور قربانی کے بعد دونوں کا احرام اکٹھا کھولا جائے۔

حج تمتع یہ ہے کہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھا جائے اور عمرہ کے افعال ادا کر کے احرام کھول دیا جائے اور آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھا جائے اور ۱۰ ذی الحجہ کو رمی اور قربانی کے بعد احرام کھول دیا جائے۔

حج افراد یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھا جائے اور ۱۰ ذی الحجہ کو رمی کے بعد احرام کھول دیا جائے (اس صورت میں قربانی واجب نہیں) پہلی صورت افضل ہے اور دوسری اسہل ہے اور دوسری صورت تیسری سے افضل بھی ہے اور اسہل بھی جس شخص پر حج فرض ہو اس کے لئے بھی یہی ترتیب ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

حج کے اعمال

(۱۹) حج کے دوران عورتوں کے لئے احکام

سوال:۔ میرا اسی سال حج کا ارادہ ہے مگر میں اس بات سے بہت پریشان ہوں کہ اگر حج کے دوران عورتوں کے خاص ایام شروع ہو جائیں تو کیا کرنا چاہئے اور مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کا حکم ہے اس دوران اگر ایام شروع ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟

الجواب:۔ آپ کی پریشانی مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ حج کے افعال میں سوائے بیت اللہ شریف کے طواف کے کوئی چیز ایسی نہیں جس میں عورتوں کے خاص ایام رکاوٹ ہوں اگر حج یا عمرہ کا احرام بندھنے سے پہلے ایام شروع ہو جائیں تو عورت غسل یا وضو کر کے حج کا احرام باندھ لے، احرام سے پہلے دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں وہ نہ پڑھے، حاجی کے لئے مکہ مکرمہ پہنچ کر پہلا طواف (جسے طواف قدوم کہا جاتا ہے) سنت ہے۔ اگر عورت خاص ایام میں ہو تو یہ طواف چھوڑ دے منیٰ جانے سے پہلے پاک ہو گئی تو طواف کر لے ورنہ ضرورت نہیں اور نہ اس پر اس کا کفارہ ہی لازم ہے۔

دوسرا طواف دس تاریخ کو کیا جاتا ہے جسے طواف زیارت کہتے ہیں یہ حج کا فرض ہے۔ اگر عورت اس دوران خاص ایام میں ہو تو طواف میں تاخیر کرے پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

تیسرا طواف مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کے وقت کیا جاتا ہے، یہ واجب ہے لیکن اس دوران عورت خاص ایام میں ہو تو اس طواف کو بھی چھوڑ دے اس سے یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے باقی منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں جو مناسک ادا کئے جاتے ہیں ان کے لئے عورت کا پاک ہونا کوئی شرط نہیں۔

اور اگر عورت نے عمرہ کا احرام باندھا تھا تو پاک ہونے تک عمرہ کا طواف اور سعی نہ کرے اور اگر اس صورت میں اس کو عمرہ کے افعال ادا کرنے کا موقع نہیں ملا کہ منیٰ کی روانگی کا وقت آ گیا تو عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھ لے اور یہ عمرہ جو توڑ دیا تھا اس کی جگہ بعد میں عمرہ کرے۔

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنا مردوں کے لئے مستحب ہے، عورتوں کے لئے نہیں۔ عورتوں کے لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی مسجد کے بجائے اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے اور ان کو مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

(۲۰) عورت کا باریک دوپٹہ پہن کر حرمین شریفین آنا

سوال:۔ بعض ہماری بہنوں کو دیکھا گیا ہے کہ حرم میں نماز کے لئے اس حالت میں آتی ہیں کہ باریک دوپٹہ پہن کر اور بغیر پردے کے آتی ہیں، اسی حالت میں نماز وطواف وغیرہ کرتی ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ منع ہے تو کہتی ہیں کہ یہاں کوئی منع نہیں، اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے تو پوچھنا یہ ہے کہ وہاں کیا پردہ نہیں ہوتا، کیا وہاں اس طرح نماز وطواف ادا ہو جاتا ہے جس میں بال تک نظر آتے ہیں؟

الجواب:۔ آپ کے سوال کے جواب میں چند مسائل کا معلوم ہونا ضروری ہے۔

اول۔ عورت کا ایسا کپڑا پہن کر باہر نکلنا حرام ہے جس سے بدن نظر آتا ہو یا سر کے بال نظر آتے ہوں۔

دوم۔ ایسے باریک دوپٹہ میں نماز بھی نہیں ہوتی جس سے بال نظر آتے ہوں۔

سوم۔ مکہ و مدینہ جا کر عام عورتیں مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی ہیں اور مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پوری کرنا ضروری سمجھتی ہیں، یہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ حرمین شریفین میں نماز با جماعت کی فضیلت صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کو وہاں جا کر بھی اپنے گھر نماز پڑھنے کا حکم ہے اور گھر میں نماز پڑھنا مسجد کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ ذرا غور فرمایئے کہ آنحضرت ﷺ جب خود بنفس نفیس نماز پڑھا رہے تھے اس وقت یہ فرمارہے تھے کہ عورت کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ جس نماز میں آنحضرت ﷺ امام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مقتدی ہوں جب اس جماعت کے بجائے عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہو تو آج کی جماعت عورت کے لئے کیسے افضل ہو سکتی ہے؟

حاصل یہ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جا کر عورتوں کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنی چاہئے اور یہ گھر کی نماز ان کے لئے حرم کی نماز سے افضل ہے حرم شریف میں ان کو طواف کے لئے آنا چاہئے۔ (ملخص)

(۲۱) حج وعمرہ کے دوران ایام حیض کو دوا سے بند کرنا

سوال:۔ کیا شرعاً یہ جائز ہے کہ عمرہ یا حج کے دوران خواتین کوئی ایسی دوا استعمال کریں کہ جس سے ایام نہ آئیں اور وہ اپنا عمرہ یا حج صحیح طور پر ادا کر لیں؟

الجواب:۔ جائز ہے، لیکن جبکہ "ایام" حج وعمرہ سے مانع نہیں تو انہیں بند کرنے کا اہتمام کیوں کیا جائے؟ ایام کی حالت میں صرف طواف جائز نہیں باقی تمام افعال جائز ہیں۔ (ملخص)

رمی (شیطان کو کنکریاں مارنا)

(۲۲) کیا ہجوم کے وقت خواتین کی کنکریاں دوسرا مار سکتا ہے

سوال:۔ خواتین کو کنکریاں خود مارنی چاہئیں۔ دن کو رش ہو تو رات کو مارنی چاہئیں کیا خواتین

خود مارنے کے بجائے دوسروں سے کنکریاں مرواسکتی ہیں؟

الجواب:۔ رات کے وقت رش نہیں ہوتا، عورتوں کو اس وقت (رمی کرنی چاہئے) خواتین کی جگہ کسی دوسرے کا رمی کرنا صحیح نہیں۔ البتہ کوئی ایسا مریض ہو کہ رمی کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی جگہ رمی کرنا جائز ہے۔

(۲۳) عورتوں اور ضعفاء کا بارہویں اور تیرہویں کی درمیانی شب میں رمی کرنا

سوال:۔ عورتوں اور ضعفاء کے لئے تو رات کو کنکریاں مارنا جائز ہے، لیکن بارہویں ذوالحجہ کو اگر وہ غروب آفتاب کے بعد ٹھہریں اور رات کو رمی کریں تو کیا ان پر تیرہویں کی رمی بھی لازم ہوتی ہے؟ صحیح مسئلہ کیا ہے؟

الجواب:۔ بارہویں تاریخ کو بھی عورتیں و دیگر ضعفاء و کمزور حضرات رات کو رمی کر سکتے ہیں۔ بارہویں تاریخ کو منیٰ سے غروب آفتاب کے بعد بھی تیرہویں کی فجر سے پہلے کراہت کے ساتھ جائز ہے، اس لئے تیرہویں تاریخ کی صبح صادق ہونے سے پہلے منیٰ سے نکل جائیں تو تیرہویں تاریخ کی رمی لازم نہیں ہوگی اور اس کے چھوڑنے پر دم واجب نہیں آئے گا۔ ہاں اگر تیرہویں کی فجر بھی منیٰ میں ہوگئی تو پھر تیرہویں کی رمی بھی واجب ہو جاتی ہے اس کے چھوڑنے سے دم لازم آئے گا۔

حلق (بال منڈوانا)

(۲۴) شوہر یا باپ کا اپنی بیوی یا بیٹی کے بال کاٹنا

سوال:۔ کیا شوہر یا باپ اپنی بیوی یا بیٹی کے بال کاٹ سکتا ہے؟

الجواب:۔ احرام کھولنے کے لئے شوہر اپنی بیوی کے اور باپ اپنی بیٹی کے بال کاٹ سکتا ہے عورتیں یہ کام خود بھی کرلیا کرتی ہیں۔

طواف زیارت وطواف وداع

(۲۵) کیا ضعیف مرد یا عورت ۷ یا ۸ ذوالحجہ کو طواف زیارت کر سکتے ہیں؟

سوال:۔ کوئی مرد یا عورت جو نہایت کمزوری کی حالت میں ہوں اور ۱۰۔۱۱۔ ذوالحجہ یا ۱۱۔ ذوالحجہ کو حرم شریف میں بہت رش ہوتا ہے تو کیا ایسا شخص سات یا آٹھ ذوالحجہ کو طواف زیارت کر سکتا ہے یا نہیں، تاکہ آنے جانے کے سفر سے بچ جائے۔ نیز اگر کوئی تیرہ یا چودہ تاریخ کو طواف زیارت کرلے تو کیا فرض ادا ہو جائے گا؟

الجواب:۔ طواف زیارت کا وقت ذوالحجہ کی دسویں تاریخ (یوم النحر) کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے طواف زیارت جائز نہیں اور اس کو بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے سے پہلے ادا کرلینا واجب ہے۔ پس اگر بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہوگیا اور اس نے طواف زیارت نہیں کیا تو اس کے ذمے دم لازم آئے گا۔

(۲۶) خواتین کو طواف زیارت ترک نہیں کرنا چاہئے

سوال:۔ بعض خواتین طواف زیارت خصوصی ایام کے باعث وقت مقررہ پر نہیں کر سکتیں اور ان کی فلائٹ بھی پہلے ہوتی ہے، کیا ایسی خواتین کو فلائٹ چھوڑ دینی چاہئے یا طواف زیارت چھوڑ دینا چاہئے؟

الجواب:۔ طواف زیارت حج کا رکن عظیم ہے جب تک طواف زیارت نہ کیا جائے میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں ہوتے، بلکہ اس معاملہ میں احرام بدستور باقی رہتا ہے اس لئے خواتین کو ہرگز طواف زیارت ترک نہیں کرنا چاہئے، بلکہ پرواز چھوڑ دینی چاہئے۔

(۲۷) عورت کا ایام خاص کی وجہ سے بغیر طواف زیارت کے آنا

سوال:۔ اگر کسی عورت کی بارہ ذوالحجہ کی فلائٹ ہے اور وہ اپنے خاص ایام میں ہے تو کیا طواف زیارت ترک کرکے وطن آجائے اور دم دے دے یا کوئی مانع چیز (دوائی وغیرہ) استعمال

کر کے طواف ادا کرے، براہ مہربانی واضح فرمائیں کہ ایسی صورت میں کیا کرے؟

الجواب:۔ بڑا طواف حج کا فرض ہے، وہ جب تک ادا نہ کیا جائے میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں ہوتے اور احرام ختم نہیں ہوتا، اگر کوئی شخص اس طواف کے بغیر آ جائے تو اس پر لازم ہے کہ نیا احرام باندھے بغیر واپس آ جائے اور جا کر طواف کرے جب تک نہیں کرے گا میاں بیوی کے تعلق کے حق میں احرام میں رہے گا، اور اس کا حج بھی نہیں ہوتا اس کا کوئی بدل بھی نہیں دم دینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ واپس جا کر طواف کرنا ضروری ہوگا۔

جو خواتین ان دنوں میں ناپاک ہوں ان کو چاہئے کہ اپنا سفر ملتوی کر دیں اور جب تک پاک ہو کر طواف نہیں کر لیں مکہ مکرمہ سے واپس نہ جائیں اگر کوئی تدبیر ایام کے روکنے کی ہو سکتی ہے تو پہلے سے اس کا اختیار کر لینا جائز ہے۔

حج بدل (دوسرے کی جگہ حج کرنا)

(۲۸) حج بدل کی شرائط

سوال:۔ حج بدل کی کیا شرائط ہیں؟ کیا سعودی عرب میں ملازم شخص کسی پاکستانی کی طرف سے حج کر سکتا ہے یا کہ نہیں؟

الجواب:۔ جس شخص پر حج فرض ہو اور اس نے ادائیگی حج کے لئے وصیت بھی کی تھی تو اس کا حج بدل اس کے وطن سے ہو سکتا ہے، سعودی عرب سے جائز نہیں ہے، البتہ اگر بغیر وصیت کے یا بغیر فرضیت کے کوئی شخص اپنے عزیز کی جانب سے حج بدل کرتا ہے تو وہ حج نفل برائے ایصال ثواب ہے وہ ہر جگہ سے صحیح ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) حج بدل کون کر سکتا ہے؟

سوال:۔ حج بدل کون شخص ادا کر سکتا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حج بدل صرف وہ آدمی کر سکتا ہے جس نے اپنا حج ادا کر لیا ہو اگر کسی کے ذمہ حج فرض نہیں تو کیا وہ شخص حج بدل ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ حنفی مسلک کے مطابق جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس کا کسی کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے، مگر مکروہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) حج بدل کس کی طرف سے کرانا ضروری ہے؟

سوال:۔ حج بدل جس کے لئے کرنا ہے آیا اس پر یعنی مرحوم پر حج فرض ہو، تب حج بدل کیا جائے یا جس مرحوم پر حج فرض نہ ہو اس کی طرف سے بھی کرنا ہوتا ہے؟

الجواب:۔ جس شخص پر حج فرض ہو اور اس نے اتنا مال چھوڑا ہو کہ اس کے تہائی حصہ سے حج کرایا جا سکتا ہے اور اس نے حج بدل کرانے کی وصیت بھی کی ہو تو اس کی طرف سے حج بدل کرانا اس کے وارثوں پر فرض ہے۔

جس شخص کے ذمہ حج فرض تھا مگر اس نے اتنا مال نہیں چھوڑا یا اس نے حج بدل کرانے کی وصیت نہیں کی، اس کی طرف سے حج بدل کرانا وارثوں پر لازم نہیں، لیکن اگر وارث اس کی طرف سے خود حج بدل کرے یا کسی دوسرے کو حج بدل کے لئے بھیج دے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید کی جاتی ہے کہ مرحوم کا حج فرض ادا ہو جائے گا اور جس شخص کے ذمہ حج فرض نہیں اگر وارث اس کی طرف سے حج بدل کریں یا کرائیں تو یہ نفلی حج ہوگا اور مرحوم کو اس کا ثواب انشاء اللہ ضرور پہنچے گا۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۱) بغیر وصیت کے حج بدل کرنا

سوال:۔ حج بدل میں کسی کی وصیت نہیں ہے، کوئی آدمی اپنی مرضی سے مرحوم ماں باپ، پیر، استاد یعنی کسی کی طرف سے حج بدل کرتا ہے، استطاعت بھی ہے آیا وہ مرد حج ادا کر سکتا ہے؟ اور وہ قربانی بھی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب:۔ اگر وصیت نہ ہو تو جیسا حج چاہے کر سکتا ہے وہ حج بدل نہیں ہوگا بلکہ برائے ایصال ثواب ہوگا، جس کا ثواب اللہ تعالیٰ اس کو پہنچا دے گا جس کی طرف سے وہ کیا گیا ہے، قربانی بھی اسی طرح برائے ایصال ثواب کی جا سکتی ہے۔

(۳۲) میت کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں

سوال:۔ ایک متوفی پر حج فرض تھا مگر وہ حج ادا نہ کر سکا اب اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص حج ادا کر سکتا ہے؟

الجواب:۔ میت کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں، اگر اس نے وصیت کی تھی تو اس کے تہائی ترکہ سے اس کا حج بدل ادا کیا جائے گا اور اگر تہائی سے ممکن نہ ہو تو پھر اگر سب ورثاء بالغ اور حاضر ہوں اور کل مال سے حج بدل کی اجازت دے دیں تو کل مال سے بھی اسی صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے اور اگر اس نے وصیت نہیں کی تھی تو پھر ورثاء کی صوابدید اور رضا پر ہے بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس صورت میں بھی اس کا حج قبول فرما کر اس کے گناہوں کو معاف فرمائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۳) والدہ کا حج بدل

سوال:۔ میری والدہ محترمہ کا انتقال گذشتہ سال ہو گیا، کیا میں ان کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہوں؟ جبکہ میں نے اس سے قبل حج نہیں کیا ہے، کیا مجھے پہلے اپنا حج اور پھر والدہ کی طرف سے حج کرنا پڑے گا یا پہلے صرف والدہ کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟

الجواب:۔ بہتر یہ ہے کہ حج بدل ایسا شخص کرے جس نے اپنا حج کیا ہو، جس نے اپنا حج نہ کیا اس کا حج بدل پر جانا مکروہ ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی)

(۳۴) بیوی کی طرف سے حج بدل

سوال:۔ میری امی کو حج کا بڑا ارمان تھا (اللہ انہیں جنت نصیب کرے۔) اب اس سال میرا ارادہ حج کرنے کا ہے انشاء اللہ۔ تو کیا میں یہ نیت کر لوں کہ اس کا ثواب میرے ساتھ ساتھ میری امی کو بھی پہنچے گا؟ اس کے لئے کیا نیت کروں؟ نیز میرے ساتھ ابو جائیں گے جنہوں نے پہلے ہی سے حج کیا ہوا ہے تو کیا وہ حج بدل کی نیت (امی کے لئے) کر سکتے ہیں؟

الجواب:۔ آپ اپنی طرف سے حج کریں اور ان کی طرف سے عمرہ کریں، آپ کے والد

صاحب ان کی طرف سے حج بدل کردیں تو ان کی طرف سے حج ہو جائے گا۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۵) ایسی عورت کا حج بدل جس پر حج فرض نہیں تھا

سوال:۔ میری پھوپھی مرحومہ (جنہوں نے مجھے ماں بن کر پالا تھا اور ان کا کوئی حق میں ادا نہ کرسکا (کیونکہ جب اس قابل ہوا تو وہ اللہ کو پیاری ہوگئیں) مالی حالات اور دیگر حالات کی بنا پر ان پر حج فرض نہیں تھا، کیا میں ان کے ایصال ثواب کے لئے ان کی طرف سے کسی خاتون کو ہی حج بدل کروا سکتا ہوں؟ کیا یہ حج کوئی مرد بھی کرسکتا ہے؟

الجواب:۔ آپ مرحومہ کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں مگر چونکہ آپ کی پھوپھی پر حج فرض نہیں تھا نہ ان کی طرف سے وصیت تھی اس لئے ان کی طرف سے آپ جو حج کرائیں گے وہ نفل ہوگا۔

کسی خاتون کی طرف سے حج بدل کرانا ہو تو ضروری نہیں کہ کوئی خاتون ہی حج بدل کرے عورت کی طرف سے مرد بھی حج بدل کرسکتا ہے اور مرد کی طرف سے عورت بھی کرسکتی ہے۔

(۳۶) حج بدل کوئی بھی کرسکتا ہے غریب ہو یا امیر

سوال:۔ حج بدل کا کیا طریقہ ہے؟ کون شخص حج بدل کے لئے جا سکتا ہے؟ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس کو حج بدل پر نہیں بھیجنا چاہئے کیونکہ غریب آدمی پر حج فرض ہی نہیں ہوتا تو حج بدل کے لئے بھی نہیں جا سکتا۔ امیر کا بھیجنا بہتر ہے یا غریب کا؟

الجواب:۔ جس شخص نے اپنا حج نہیں کیا ہے اس کو حج بدل کے لئے بھیجنے سے حج بدل ادا ہو جاتا ہے، لیکن ایسے شخص کو حج پر بھیجنا مکروہ ہے، لہذا ایسے شخص کو بھیجا جائے جو پہلے حج کر چکا ہو خواہ وہ غریب ہو یا امیر۔ غریب یا امیر کی ابحاث اس مسئلہ میں نہیں ہے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہید)

بغیر محرم کے حج

(۲۷) محرم کسے کہتے ہیں؟

سوال:۔ ایک میاں بیوی اکٹھے حج کے لئے جا رہے ہیں میاں مرد صالح پرہیزگار ہے بیوی کے ایک رشتہ دار عورت ان میاں بیوی کے ہمراہ حج پر جانا چاہتی ہے اور وہ رشتہ دار عورت ایسی ہے جس کا نکاح بیوی کی زندگی یا دوران نکاح اس کے میاں سے نہیں ہوسکتا۔ مثلاً بیوی کی بھتیجی، بیوی کی بھانجی، بیوی کی سگی بہن۔

الجواب:۔ محرم وہ ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح نہ ہوسکے۔ بیوی کی بہن، بھانجی اور بھتیجی شوہر کے لئے نامحرم ہیں ان کے ساتھ جانا جائز نہیں۔ (ملخص)

(۲۸) کراچی سے جدہ تک بغیر محرم کے سفر

سوال:۔ اگر کوئی عورت حج کے لئے مکہ مکرمہ کا ارادہ رکھتی ہو جبکہ اس کا محرم ساتھ نہیں آسکتا مگر یہ کہ کراچی سے سوار کرا سکتا ہے جبکہ اس عورت کا بھائی جدہ ایئر پورٹ پر موجود ہے ایسی عورت کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ کراچی سے جدہ تک بغیر محرم کے سفر کرنے کا گناہ اس کے ذمہ بھی ہوگا۔

(۲۹) بہنوئی یا کسی اور غیر محرم کے ساتھ حج یا سفر کرنا

سوال:۔ اگر بہنوئی کے ساتھ حج یا کسی اور ایسے سفر پر جہاں محرم کے ساتھ جانا ہوتا ہے جا سکتے ہیں یا نہیں، جبکہ بہن بھی ساتھ جا رہی ہو؟

الجواب:۔ بہنوئی یا کسی اور غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا شرعاً درست نہیں۔

(کمافی الھدایہ۔ فتح القدیر کتاب الحج)

سوال:۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر میاں بیوی حج کو جانا چاہتے ہوں تو ان کے ہمراہ بیوی کی بہن بھی بطور محرم جا سکتی ہے؟ شرعی طور پر ایک بیوی کی موجودگی میں اس کی ہمشیرہ سے نکاح جائز نہیں اس

لحاظ سے تو سالی محرم ہی ہوئی، بہر حال اگر حکومت پاکستان اس مسئلہ کی وضاحت اخباروں میں شائع کرادے تو بہت سے لوگ ذہنی پریشانی سے بچ جائیں گے۔

الجواب:۔ محرم وہ ہے جس سے نکاح کسی حال میں بھی جائز نہ ہو، سالی محرم نہیں۔ چنانچہ شوہر اگر بیوی کو طلاق دے یا بیوی کا انتقال ہو جائے تو سالی کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے اور نامحرم کو ساتھ لے جانے سے حاجی مجرم بن جاتا ہے۔ (ملخص)

(۴۰) عورت کا ایسی عورت کے ساتھ سفر حج کرنا جسکا شوہر ساتھ ہو

سوال:۔ ایک خاتون بالفرض حج پر جانا چاہتی ہیں، شوہر کا انتقال ہو گیا۔ کسی اور محرم کا انتظام نہیں ہو پاتا۔ کیا یہ خاتون کسی ایسے مرد کے ساتھ جا سکتی ہیں جس کے ساتھ اس کی بیوی ہو، یا کسی ایسی خاتون کے ساتھ جا سکتی ہیں جن کے ساتھ ان کا محرم ہو؟

الجواب:۔ عورت کے لئے محرم کے بغیر حج پر جانا جائز نہیں ہے، اور نہ مذکورہ صورت کے تحت جانا جائز ہے۔ جیسا کہ ھدایہ وغیرہ میں ہے کہ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے اور بغیر محرم ممانعت کی صراحت موجود ہے۔ (فتح القدیر کتاب الحج) (ملخص۔ مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۱) اگر عورت کو مرنے تک محرم حج کیلئے نہ ملے تو حج کی وصیت کرے

سوال:۔ ہماری والدہ صاحب پر حج فرض ہو چکا ہے جبکہ ان کے ساتھ حج پر جانے کے لئے کوئی محرم نہیں ملتا تو کیا اس صورت میں وہ کسی غیر محرم کے ساتھ حج کے لئے جا سکتی ہیں؟ نیز ان کی عمر تقریباً ۶۳ سال ہے۔

الجواب:۔ عورت بغیر محرم کے حج کے لئے نہیں جا سکتی، اس عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ اگر محرم میسر نہ ہو تو اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے۔ لہذا اس صورت میں نامحرم کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے، اگر چلی گئی تو حج تو ادا ہو جائے گا البتہ گناہ گار ہو گی، اگر آخر حیات تک اسے جانے کے لئے محرم میسر نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج بدل کرایا جائے۔

احرام باندھنے کے مسائل

(۴۲) عورتوں کا احرام میں چہرے کو کھلا رکھنا

سوال:۔ میں نے سنا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ عورت کا احرام چہرے میں ہے. جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ کھلا رکھنا چاہئے، حالانکہ قرآن وحدیث میں عورت کو چہرہ کھولنے سے سختی سے منع فرمایا ہے، لہذا ایسی صورت کیا ہوگی جس سے اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے اور چہرہ بھی ڈھکا رہے، کیونکہ مجھے امید ہے کہ اس کی کوئی صورت شریعت مطہرہ میں ضرور بتائی گئی ہوگی۔

الجواب:۔ یہ صحیح ہے کہ احرام کی حالت میں چہرے کو ڈھکنا جائز نہیں، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ احرام کی حالت میں عورت کو پردے کی چھوٹ ہوگئی۔ نہیں، بلکہ جہاں تک ضروری ہو پردہ ضروری ہے یا تو سر پر کوئی چھجا سا لگایا جائے اور اس کے اوپر سے کپڑا اس طرح ڈالا جائے کہ پردہ ہو جائے، مگر کپڑا چہرے کو نہ لگے یا عورت ہاتھ میں پنکھا وغیرہ رکھے اور اسے چہرے کے آگے کرلیا کرے اس میں شبہ نہیں کہ حج کے طویل اور پرہجوم سفر میں عورت کے لئے پردہ کی پابندی بڑی مشکل ہے لیکن جہاں تک ہوسکے پردہ کا اہتمام کرنا ضروری ہے اور جو اپنے بس سے باہر ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔

(۴۳) عورت کے احرام کی کیا نوعیت ہے اور وہ احرام کہاں سے باندھے؟

سوال:۔ مردوں کے لئے احرام دو چادروں کی شکل میں ہوتا ہے، عورتوں کے لئے احرام کی کیا شکل ہوگی؟ اور کیا احرام مجھے اور میرے بچوں کو گھر سے باندھنا ہوگا، جبکہ میں برقعہ کی حالت میں ہوں؟

الجواب:۔ مردوں کو احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے ممنوع ہیں اس لئے وہ احرام باندھنے سے پہلے دو چادریں پہن لیتے ہیں، عورتوں کو احرام باندھنے کے لئے کسی خاص قسم کا لباس پہننا لازم نہیں اس لئے وہ معمول کے کپڑوں میں احرام باندھتی ہیں، البتہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہوتا ہے اس لئے احرام کی حالت میں وہ چہرے کو اس طرح نہ ڈھکیں کہ کپڑا

ان کے چہرے کو لگے مگر نامحرموں سے چہرے کو چھپانا بھی لازم ہے اس لئے ان کو چاہئے کہ سر پر کوئی ایسی چیز باندھ لیں جو چھجے کی طرح آگے کو بڑھی ہوئی ہو، اس پر نقاب ڈال لیں تا کہ نقاب کا کپڑا چہرے کو نہ لگے اور پردہ بھی ہو جائے۔ حج کا احرام میقات سے پہلے باندھنا ضروری ہے گھر سے باندھنا ضروری نہیں۔

(۴۴) عورت کا احرام کے اوپر سے سر کا مسح کرنا غلط ہے

سوال:۔ آج کل دیکھا گیا ہے کہ عورتیں جو احرام باندھتی ہیں تو بال بالکل ڈھک جاتے ہیں، اور اس کا سر سے بار بار اتارنا عورتوں کے لئے مشکل ہوتا ہے تو آیا سر کا مسح اسی کپڑے کے اوپر ٹھیک ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورتیں جو سر پر رومال باندھتی ہیں شرعاً اس کا احرام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ رومال صرف اس لئے باندھی جاتی ہے کہ بال بکھریں اور ٹوٹیں نہیں، عورتوں کو اس رومال پر مسح کرنا صحیح نہیں، بلکہ رومال اتار کر سر پر مسح کرنا لازم ہے۔ اگر رومال پر مسح کیا اور سر پر مسح نہیں کیا تو نہ وضو ہوگا، نہ نماز ہوگی، نہ طواف ہوگا، نہ حج ہوگا، نہ عمرہ۔ کیونکہ یہ افعال بغیر وضو جائز نہیں اور سر پر مسح کرنا فرض ہے، بغیر مسح کے وضو نہیں ہوتا ہے۔

(۴۵) عورت کا ماہواری کی حالت میں احرام باندھنا

سوال:۔ جدہ روانگی سے قبل ماہواری کی حالت میں احرام باندھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ حیض کی حالت میں عورت احرام باندھ سکتی ہے، بغیر دوگانہ پڑھے حج یا عمرہ کی نیت کرلے اور تلبیہ پڑھ کر احرام باندھ لے۔

(۴۶) حج میں پردہ

سوال:۔ آج کل لوگ حج پر جاتے ہیں عورتوں کے ساتھ۔ کوئی پردہ نہیں کرتا ہے۔ حالت احرام میں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اگر پردہ کرایا جائے تو منہ کے اوپر کپڑا لگے گا تو اس کے لئے کیا

کیا جائے۔

الجواب:۔ پردہ کا اہتمام تو حج کے موقع پر بھی ہونا چاہئے، احرام کی حالت میں عورت پیشانی سے اوپر کوئی چھجا سا لگائے تاکہ پردہ بھی ہو جائے اور کپڑا چہرے کو لگے بھی نہیں۔

(۴۷) شوہر کے پاس جدہ جانے والی عورت پر احرام باندھنا لازم نہیں

سوال:۔ میں کئی سال سے جدہ سعودیہ میں مقیم ہوں، میں نے اپنی بیوی کے لئے ویزا ارسال کیا تھا، جس کا مقصد وزٹ اور حج تھا۔ میں انہیں لینے پاکستان گیا اور واپس آیا۔ ذہن تھا کہ وہ گھومنے پھرنے کے ساتھ حج کر لیں گی اور میں توسیع کرالوں گا اس لئے کراچی سے احرام نہیں باندھا اور پھر ہم جدہ پہنچے، دو دن وہاں رہے۔ تیسرے دن عمرہ کیا۔ اور بعد میں حج بھی کیا پھر وہ لوگ واپس چلے گئے میرا خیال تھا کہ بیوی وزٹ ویزے پر آ رہی اس لئے احرام کی ضرورت نہیں، حالانکہ ہمارے دونوں مقصد تھے اور بیوی کا مقصد مجھ سے ملنے کے ساتھ حج زیادہ مقصد تھا۔ بہرحال اب بتائیں کہ احرام جدہ سے پہلے نہ باندھنے کی وجہ سے دم تو واجب نہیں ہوا؟

الجواب:۔ مندرجہ بالا صورت میں چونکہ آپ کا قیام جدہ میں ہے اور آپ کی اہلیہ آپ کے پاس اصلاحاً جدہ گئی تھی اور ویزے کا مدعا بھی یہی تھا، گو اصل مقصود حج کرنا ہی تھا اس لئے میرے خیال میں اس کو میقات سے احرام باندھنا لازم نہیں تھا اور نہ اس پر دم لازم ہوا۔

(۴۸) احرام والے کے لئے بیوی کب حلال ہوتی ہے

سوال:۔ کیا یہ صحیح ہے کہ طواف زیارت کرنے والے پر اس کی بیوی حرام ہو جاتی ہے؟ بحوالہ تحریر فرمائیں اور کیا قربانی سے پہلے طواف زیارت کیا جا سکتا ہے؟

الجواب:۔ جب تک طواف زیارت نہ کرے بیوی حلال نہیں ہوتی، گویا بیوی کے حق میں احرام باقی رہتا ہے۔ قربانی سے پہلے طواف زیارت جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ بعد میں کرے۔

طواف

(۴۹) عمرہ کے طواف کے دوران بالغ ہونے والی لڑکی کیا کرے؟

سوال:۔ ایک بچی اپنے والدین کے ہمراہ عمرہ اور زیارت مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئی روانہ ہونے کے وقت بچی بلوغت کو نہیں پہنچی تھی، اس کی عمر تقریباً ۱۲ برس تھی۔ مکہ مکرمہ پہنچنے پر عمرہ کا طواف کیا اور پھر سعی کی اور سعی کے بعد بچی نے اپنی والدہ کو حیض کے آنے کی اطلاع دی۔ ناواقفیت کی وجہ سے بڑی گھبراہٹ کے عالم میں اس کی ماں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کب سے شروع ہوا؟ تو اس نے بتلایا کہ طواف کے دوران شروع ہوا۔ گویا اسی حالت حیض میں اس نے پورا یا طواف کا بیشتر حصہ ادا کیا اور پھر اسی حالت میں سعی بھی کی ایسی صورت میں اس بچی کے اس فعل پر جو ناواقفیت کے عالم میں ہوا کوئی چیز واجب ہوگی؟ اگر ہوگی تو کیا چیز ادا کرنی ہوگی؟

الجواب:۔ اس کو چاہئے تھا کہ عمرہ کا احرام نہ کھولتی بلکہ پاک ہونے کے بعد دوبارہ طواف اور سعی کرتی، بہر حال اس نے چونکہ احرام نابالغی کی حالت میں باندھا تھا اس لئے اس پر دم جنایت نہیں۔ مناسک ملا علی قاری میں ہے:۔

''اور اگر بچے نے ممنوعات احرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں، خواہ یہ ارتکاب بلوغ کے بعد ہو کیونکہ وہ اس سے پہلے مکلف نہیں تھا۔''

(۵۰) حج مبرور اور اس کی علامت

سوال:۔ حج مبرور کس کو کہتے ہیں اور اس کی کیا علامت ہے؟

الجواب:۔ حج مبرور یعنی مقبول حج وہ حج ہے کہ حاجی گناہوں سے توبہ واستغفار کرے اور کامل ارکان فرائض واجبات سنن اور مستحبات کے ساتھ ادا کرے، بحالت احرام ممنوعات سے اجتناب کرتی رہے۔ ریا ونمود اور مال حرام سے بچے اور جملہ اخراجات (کھانا پینا پہننا وغیرہ) حلال مال سے ہو، پھر حج کے بعد دینی حالت بہتر ہو تو سمجھے کہ حج مقبول اور مبرور ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۱) عورت کا حج بدل کون کرے؟

سوال:۔ کیا عورت حج بدل میں عورت کو بھیجے یا کسی مرد کو بھی بھیج سکتی ہے؟ نیز کیا حج بدل میں کسی حاجی کو بھیجے یا اسے جس نے ابھی حج نہ کیا ہو؟ کسے بھیجنا ضروری ہے؟ حج بدل پر جانے والا اگر آتے جاتے راستہ میں انتقال کر جائے یا حج کرنے کے بعد واپس اپنے مقام پر نہ لوٹے، یہ حج قبول ہوتا ہے یا نہیں۔ سنا ہے کہ مکہ اور مدینہ کے رہائشی بھی حج بدل کرتے ہیں کیا اس طرح حج بدل صحیح ہے؟

الجواب:۔ عورت کا حج بدل عورت کرسکتی ہے، مگر حج بدل مرد کرے تو افضل ہے اور جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس سے حج بدل کرانا مکروہ ہے۔ اس لئے اولیٰ یہی ہے کہ حج بدل میں اس کو بھیجا جائے جس نے اپنا حج کرلیا ہو، اگر حج بدل کرنے والا حج کی ادائیگی سے پہلے مر جائے تو حج ادا نہیں ہوا۔ لیکن حج کرنے کے بعد وہاں یا راستہ میں انتقال کر جائے تو حج ادا ہو گیا۔ اگر اتنی رقم ہو کہ مکہ یا مدینہ سے حج کرایا جاسکتا ہو تو وہاں سے ہی کرادیا جائے یا کوئی بلاوصیت اپنی طرف سے شرعاً حج کرائے تو جہاں سے چاہے کرا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۲) لڑکی اپنے والد کے ماموں کے ساتھ حج کرے تو کیا حکم ہے

سوال:۔ والد کے ماموں کے ساتھ لڑکی حج پر جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور اس سے اس کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ والد کا ماموں محرم ہے، اس سے نکاح حرام ہے البتہ اس کے ساتھ حج اور سفر درست ہے۔ لیکن محرم کے ساتھ سفر کرنے میں یہ بھی شرط ہے کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، محرم دین دار پابند، شریف ہو، فاسق نہ ہو، لا ابالی اور بے پرواہ محرم کے ساتھ سفر کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ فتاویٰ شامی میں جہاں فاسق کے ساتھ سفر کا ذکر کیا ہے وہاں اس بات کو عام رکھا ہے کہ وہ فاسق چاہے شوہر ہو یا محرم ہو۔

شرح لباب میں ہے کہ اگر وہ ایسا بے پرواہ ہو کہ اس کو فکر نہ ہو، ان لوگوں سے حفاظت نہیں ہوسکتی اور جس میں مردانگی غیرت نہ ہو اس کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں چاہے وہ شوہر ہی

کیوں نہ ہو۔ (شامی، صفحہ ۲/۱۹۹)		(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۳) ہوائی جہاز کے چند گھنٹوں کے سفر میں بھی عورت کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے

سوال:۔ سفرِ حج میں عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے (اگرچہ خلاف بھی ہورہا ہے) لیکن دوبئی، افریقہ، انگلینڈ اور امریکہ وغیرہ دور دراز کے سفر اکثری حالت میں بلا محرم کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ چند گھنٹوں یا زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو روز کا سفر ہے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ سفر شرعی یعنی اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ دور جانے کے ارادے سے نکلا جائے تو سفر کے احکام جاری ہوجاتے ہیں مثلاً نماز میں قصر، عورت کے لئے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا خواہ سفر چند گھنٹوں میں طے ہوجاتا ہو اور سفر خواہ حج کا ہو یا تجارت یا سیر و تفریح کے لئے ہو ان سب کا حکم یہی ہے۔ کیونکہ حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر (یہ پیدل چلنے سے مسافت کی مدت ہے) نہ کرے سوائے یہ کہ اس کے ساتھ باپ، بیٹا، شوہر، بھائی یا قریبی محرم ہو۔ واللہ اعلم۔ (مسلم شریف)

(۵۴) عدت کی حالت میں حج پر جانا درست ہے یا نہیں؟

سوال:۔ میاں بیوی دونوں اس سال حج پر جانے والے تھے کہ شوہر کا انتقال ۲۹ رمضان المبارک کو ہوگیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) اب اس کی بیوہ حج پر جاسکتی ہے یا نہیں، عورت کے ساتھ اس کے والد حج پر جانے کے لئے تیار ہیں وہ اپنے مرحوم داماد کی طرف سے حج بدل کے لئے جائیں گے اور وہ اپنا فرض حج ادا کرچکے ہیں۔ ایک بات واضح رہے کہ اگر عورت اس سال حج کے لئے جانہ سکے گی تو آئندہ سال دو دشواریاں ہیں کہ اول منظوری ملے یا نہ ملے دوم یہ کہ محرم ملے یا نہیں ملے کیونکہ اس کے والد بہت عمر رسیدہ ہیں ان امور کو پیش نظر رکھ کر جواب رحمت فرمائیں۔

الجواب:۔ عدت کی حالت میں عورت کو حج کے لئے سفر کرنے کی شرعاً اجازت نہیں، اگر جائے گی تو گناہ گار ہوگی، آئندہ سال یا جب منظوری مل جائے تو محرم کے ہمراہ حج کے لئے جائے اگر خدانخواستہ آخر تک اجازت نہ ملی یا محرم نہ مل سکا تو حج بدل کی وصیت کرجائے۔ شامی وغیرہ

میں ہے کہ عورت کیسی بھی ہو، عدت میں حج پر نہیں جا سکتی۔

معلم الحجاج میں ہے کہ عورت کے لئے حج پر جانا اس وقت واجب ہے جب عدت میں نہ ہو اگر عدت میں ہو تو جانا واجب نہیں۔ عدت چاہے موت کی ہو یا فسخ نکاح کی طلاق رجعی ہو یا طلاق بائن کی، سب کا حکم ایک ہے۔ (معلم الحجاج، صفحہ ۹۸)

بہشتی زیور میں ہے کہ، اگر عورت عدت میں ہو تو عدت چھوڑ کر حج کو جانا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۵) حالت احرام میں بام، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال

سوال:۔ وکس اور بام جو درد سر یا سردی کی وجہ سے لگایا جاتا ہے اور اسی طرح دوسرے بام یا دوائیں جن میں ایک خاص قسم کی خوشبو ہوتی ہے، مرض یا درد کی وجہ سے احرام کی حالت میں لگانا کیسا ہے؟ لگانے پر جزاء ہے یا نہیں؟ اسی طرح منجن یا ٹوتھ پیسٹ جس میں لونگ، کافور یا الائچی وغیرہ یا خوشبودار دوا ڈالی جاتی ہے، ایسے ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ وکس بام خوشبودار چیز ہے اور اس کی خوشبو تیز ہے اگر پوری پیشانی پر لگایا تو دم لازم ہوگا، فقہاء نے ہتھیلی کو بڑا عضو شمار کیا ہے ہاتھ کے تابع نہیں کیا ہے۔ (دیکھئے معلم الحجاج ص ۲۴۴) اس لئے پیشانی بھی بڑا عضو ہونا چاہئے، غنیۃ الناسک میں ہے کہ خوشبودار دوا لگائی یا خوشبو بطور دوا لگالی اور وہ پکی ہوئی نہ تھی اور زخم پر لگائی تو صدقہ واجب ہے، جب کہ زخم پورے یا اکثر عضو پر نہ ہو مگر اس نے اس پر بار بار لگایا تو دم واجب ہوگا۔ الخ۔ معلم الحجاج میں ہے کہ اگر زخم بڑے عضو کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو دم واجب ہے ورنہ صدقہ واجب ہے

اور درد کی وجہ سے بام لگایا تب بھی یہی حکم رہے گا۔ معلم الحجاج میں ہے کہ جنایت قصداً کی یا بھول کر یا خطأً کی، جانتے بوجھتے کی یا لاعلمی میں، خوشی سے کی یا زبردستی کروائی گئی، سوتے کی یا جاگتے، نشہ میں ہو یا بے ہوش ہو، مالدار ہو یا غریب، معذور ہو یا غیر معذور سب صورتوں میں جزاء واجب ہے۔ الخ (صفحہ ۲۴۲)

اور منجن ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں لونگ، کافور، الائچی یا خوشبودار چیز مغلوب ہو یعنی کم ہو تو ایسا منجن احرام کی حالت میں استعمال کرنا مکروہ ہوگا، مگر صدقہ واجب نہ ہوگا اور اگر منجن یا ٹوتھ پیسٹ

میں خوشبو دار چیز غالب ہوتو چونکہ منجن یا ٹوتھ پیسٹ پورے منہ کے اندر لگ جائے گا لہذا دم واجب ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ احرام کی حالت میں مسواک ہی استعمال کر لے، منجن یا ٹوتھ پیسٹ استعمال نہ کریں اس سے سنت بھی ادا نہ ہوگی لہذا مسواک ہی کو اختیار کرنا چاہئے۔

ولو اکل طیبا کثیرا و ھوان یلتصق با کثر منہ یجب الدم وان کا ن قلیلا بان لم یلتصق با کثر فمہ فعلیہ الصدقۃ الخ۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

حج کے متفرق مسائل

(۴۶) حج کے بعد اعمال میں سستی آئے تو کیا کریں؟

سوال:۔ حج کرنے کے بعد زیادہ عبادات میں سستی، کاہلی یعنی ذکراذکار صبح کے وقت نماز دیر سے پڑھنا اور دل میں وساوس یعنی حج سے پہلے دینی کاموں، تبلیغ اور نیک کاموں میں دلچسپی لیتا تھا، لیکن اب اس کے برعکس ہے آپ سے معلوم کرنا ہے کہ حج کرنے میں کوئی فرق تو نہیں ہے، کیا دوبارہ حج کے لئے جانا ضروری ہوگا؟

الجواب:۔ اگر پہلا حج صحیح ہوگیا تو دوبارہ کرنا ضروری نہیں۔ حج کے بعد اعمال پر سستی نہیں بلکہ چستی ہونی چاہئے۔

(۵۷) جمعہ کے دن حج اور عید کا ہونا سعادت ہے

سوال:۔ اکثر ہمارے مسلمان بھائی پڑھے لکھے اور ان پڑھ پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن کا حج (حج اکبر ہوتا ہے) اور اس کا ثواب سات حجوں کے برابر ملتا ہے اور حکومتیں جمعہ کے دن کو حج نہیں ہونے دیتی کیونکہ دو خطبے اکٹھے کرنے سے حکومت پر زوال آجاتا ہے اور یہ ہی عقیدہ و یقین وہ عیدین کے بارے میں رکھتے ہیں، اس کی شرعی تشریح فرمادیں۔

الجواب:۔ جمعہ کے حج کو "حج اکبر" کہنا تو عوام کی اصطلاح ہے، البتہ معلم الحجاج میں طبرانی کی روایت نقل کی ہے کہ جمعہ کے دن کا حج ستر حجوں کی فضیلت رکھتا ہے مجھے اس کی سند کی تحقیق

نہیں اور یہ غلط ہے کہ حکومتیں جمعہ کے دن حج یا عید نہیں ہونے دیتیں۔ متعدد بار جمعہ کا حج ہوا ہے جس کی سعادت بے شمار لوگوں کو حاصل ہوئی ہے اور جمعہ کو عیدین بھی ہوئی ہیں۔ ملخص۔
(مفتی عزیز الرحمٰن۔ مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۸) کیا لڑکی کا رخصتی سے پہلے حج ہو جائے گا؟

سوال:۔ ایک لڑکی کا نکاح ایک لڑکے کے ساتھ ہو گیا ہے لیکن رخصتی نہیں ہوئی اور نہ ہی دونوں فریقوں کا دو سال تک مزید رخصتی کا ارادہ نہیں ہے لڑکا ملازمت کے سلسلے میں سعودی عرب میں مقیم ہے، لڑکا چاہتا ہے کہ وہ اپنے سعودی عرب کے قیام کے دوران اور رخصتی سے پہلے لڑکی کو اپنے ساتھ حج کروائے تو کیا بغیر رخصتی کے لڑکی کو اس لڑکے کے ساتھ حج پر بھیجنا جائز ہے؟

الجواب:۔ حج کر لیں، دونوں کام ہو جائیں گے۔ حج بھی رخصتی بھی اور جب نکاح ہو گیا تو دونوں میاں بیوی ہیں، رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

کتاب الحج

(۶۳) بوقت احرام بیوی ساتھ ہو تو صحبت کرنا اور پھر غسل کرنا مسنون ہے

سوال: ۔ گذشتہ سال میں حج کو گیا تھا اس وقت جہاز میں مولانا نے مجھے بتایا کہ یلملم پہاڑ آنے کے وقت ایک سیٹی بجائی جائے گی کہ احرام باندھ لو تب اگر اپنے ساتھ بیوی ہو اور سونے بیٹھنے کا علیحدہ انتظام ہو تو پہلے اپنی بیوی سے صحبت کرے اس کے بعد غسل کرے پھر احرام باندھے ،سوال یہ ہے کہ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: ۔ ہاں اگر احرام کے وقت بیوی ساتھ ہو اور کوئی عذر اور کوئی مانع نہ ہو تو صحبت کرنا مسنون اور مستحب ہے۔فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ:

ومن المستحب عندارادة الاحرام جماع زوجته اوجا اريته ان كا نت معه ولا مانع عن الجماع فانه من السنه هكذافي البحر الرائق (ج۱،صفحہ۲۲۴) فقط واللہ اعلم بالصواب (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶۴) حجاج کرام کی دعوت، ہدیہ کالین دین، ان کو رخصت کرنے اور استقبال کرنے کے سلسلہ میں ہونے والے رسم و رواج اور بے احتیاطیوں کا تذکرہ اور ان کا حکم

سوال: ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل میں جو لوگ حج جانے والے ہیں ان سے ملنے کے لئے ان کے گھر جانا، کئی دن پہلے سے طرفین کا دعوتوں کا اہتمام کرنا، آنے والی عورتوں کا

ہونے والی جیانی کو دوپٹے (اوڑھنے دینا) مہمانوں کا مٹھائی لے کر پھول اور سوغاتیں لے کر آنا اور رات دیر تک مجلسوں کا ہونا، حج کے لئے جانے والوں کا سب کو دعوت دینا، کیا اتنا ضروری ہے کہ اگر دعوت نہ دے یا نہ لے تو اسے برا سمجھا جائے۔ اسٹیشن پر غیر محرم مرد عورتوں کا ہجوم اور بے پردگی وغیرہ رسمی چیزوں کا کیا حکم ہے؟ تفصیل سے تحریر فرمائیں تاکہ لوگوں کو حقیقت کا علم ہو اور یہ اہم رکن اسلام صحت کے ساتھ ادا ہو سکے۔ بینوا تو جروا۔

الجواب۔ حجاج کرام کی مشایعت یعنی بقدر ضرورت وتعاون وقرب ان کو رخصت کرنے کے لئے اپنے اخراجات سے جانا اور ان کا استقبال کرنا کار ثواب ہے حدیث سے اس کا ثبوت ہے۔

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جب تم حاجی سے ملو تو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اور اپنے لئے دعائے مغفرت کراؤ اس سے پہلے کہ وہ گھر پہنچ جائے، بے شک وہ بخشے ہوئے ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۲۳، کتاب المناسک)

اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حاجی حج کے لئے روانہ ہوں تو ان کو الوداع (چھوڑنے) کے لئے جاؤ اور دعائے خیر کے لئے ان سے تلقین (درخواست) کرو اور جب حج سے آئیں تو ان سے ملو اور مصافحہ کرو، قبل اس کے کہ دنیاوی کاروبار میں لگ کر وہ گناہ میں مبتلا ہو جائیں، بے شک ان کے ہاتھ میں برکت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی **اللهم اغفر للحاج ولمن استغفر له الحاج**۔ اے اللہ حاجی کی مغفرت فرما اور اس کی بھی جس کے حق میں حاجی دعائے مغفرت کرے۔ (احیاء العلوم، صفحہ ۲۴۱، مجالس الابرار، صفحہ ۱۲۴، مجلس نمبر ۲۰، فتاویٰ رحیمیہ، صفحہ ۴۶، ج ۲)

فضائل حج میں ہے سلف کا معمول تھا کہ وہ حجاج کے مشایعت بھی کرتے تھے اور ان کا استقبال بھی کرتے تھے اور ان سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ اتحاف (فضائل حج، صفحہ ۲۲ حدیث نمبر ۱ کے تحت)

لیکن عورتوں کا گاؤں اور آبادی سے باہر نکلنا یا اسٹیشن جانا اور وہاں غیر محرم مرد اور عورتوں کا اختلاط اور ہجوم اور بے پردگی ہونا مذموم معیوب اور گناہ کا کام ہے، اس پر سخت وعید ہے۔

مجالس الابرار میں ہے:

(ترجمہ) حج کے منکرات (رسومات وبدعات) میں سے ایک حجاج کرام کے جانے اور

لوٹنے کے وقت ان کو رخصت کرنے اور ان کا استقبال کرنے کے لئے عورتوں کا نکلنا ہے۔ ان کو تو گھروں میں ہی ٹھہرے رہنا اور باہر نہ نکلنا ضروری ہے اور شوہر پر ان کو باہر جانے سے روکنا لازم ہے اور اگر اس نے اجازت دی اور وہ نکلی تو دونوں گناہ گار ہوں گے اور بعض اوقات خاموشی بھی اجازت سمجھی جاتی ہے اس لئے کہ برے کام سے روکنا فرض ہے اور اگر وہ شوہر کی اجازت کے بغیر نکلے گی تو آسمان کے کل فرشتے اور جن جن چیزوں پر اس کا گزر ہوتا ہے انسان اور جن کے سوا سب اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

اور حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے بعد عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ کی چیز نہیں چھوڑی۔

پس اس زمانہ میں عورتوں کا اپنے گھروں سے نکلنا سب فتنوں سے زیادہ ہے۔ خصوصاً حرام طریق سے نکلنا، مثلاً جنازہ کے پیچھے جانا یا قبروں کی زیارت کی غرض سے اور حاجیوں کے آتے اور جاتے وقت نکلنا، ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں اور گھروں سے نہ نکلیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی بہترین عورتوں کو اور وہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات ہیں ان کو گھر سے نہ نکلنے کا حکم فرمایا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وقرن .... تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔

یہ آیت کریمہ اگرچہ ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر اس آیت مبارکہ کا حکم سب کو شامل ہے، اس لئے کہ یہ قاعدہ ہے کہ قرآن مجید کے خطابات ان کو بھی شامل ہوتے ہیں جو قرآن کے نزول کے وقت موجود ہوں اور ان تمام لوگوں کو جو قیامت تک آنے والے ہیں۔ (مجالس الابرار، صفحہ ۱۲۵، مجلس نمبر ۲۰)

اس عبارت کو غور سے پڑھے، جب دنیا کی سب سے پاکباز عورتیں ازواج مطہرات کو یہ حکم ہے کہ وہ ضرورت شرعی کے بغیر گھر سے نہ نکلیں تو عام عورتوں کے لئے کیا حکم ہوگا وہ بخوبی سمجھا جا سکتا ہے، لہٰذا عورتوں کو شرعی ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلنا چاہئے اسی میں ان کے دین کی حفاظت ہے۔

اس سلسلہ میں حضور اقدس ﷺ کا عجیب وغریب فیصلہ ملاحظہ فرمایئے۔ الترغیب والترہیب میں حدیث ہے:

(ترجمہ) حضرت ام حمید ساعدی رضی اللہ عنہما نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر عرض

کیا، مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا شوق بہت اچھا ہے (اور دینی جذبہ ہے) مگر تمہاری نماز اندرونی کوٹھری میں کمرہ کی نماز سے بہتر ہے اور کمرہ کی نماز گھر کے احاطہ کی نماز سے بہتر ہے، اور گھر کے احاطہ کی نماز محلّہ کی مسجد کی نماز سے بہتر ہے اور محلّہ کی مسجد کی نماز (یعنی مسجد نبوی کی نماز) سے بہتر ہے۔

چنانچہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہما نے فرمائش کر کے اپنے کمرے کی کوٹھری کے آخری کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا (مسجد نماز پڑھنے کی جگہ) بنوائی وہیں نماز پڑھا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا اور اپنے خدا کے حضور حاضر ہوئیں۔ (الترغیب و الترھیب، صفحہ ۱۸۷، ج ۱) میں حدیث میں غور کیجئے۔

حضرت ام حمید ساعدیؓ نے حضور پاک ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کا شوق ظاہر کیا تو حضور ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ تم اپنے گھر میں نماز ادا کرو یہ تمہارے لئے میری مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، جب نماز کے لئے نکلنے کو حضور ﷺ نے پسند نہ فرمایا تو بے پردہ حسن کا مظاہرہ کرتے ہوئے بناؤ سنگھار کر کے باہر نکلنے اور اسٹیشن پر جانے کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے، حالانکہ وہ خیر القرون کا زمانہ تھا اور آج شرارتوں کا زمانہ ہے۔

عورتوں کے لئے غیر محرم مردوں سے پردہ کس قدر ضروری ہے، اس کا اندازہ اس حدیث سے لگائے:

ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ آپ کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ہمیں پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو نابینا ہیں، ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں تو نابینا نہیں ہو تم تو دیکھ سکتی ہو۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۶۹، باب النظر الی المخطوبت)

نیز حدیث میں ہے، حضرت حسن سے مرسلاً روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے نامحرم عورت کو دیکھنے والے پر اور اس عورت پر بھی جس کو دیکھا جائے (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۰۷)

عورت بے پردہ گھر سے نکلے گی تو خود بھی لعنت کی مستحق بنے گی اور مرد اسے دیکھے گا وہ بھی لعنت کا مستحق ہوگا، لہٰذا عورتوں کا اسٹیشن جانا اور بے پردگی کا مظاہرہ کرنا سخت گناہ کا کام ہے۔

حج کا سفر ہر اعتبار سے بہت مبارک سفر ہے، اس مبارک سفر اور حج مبرور پر بڑے بڑے وعدے ہیں، حاجی ایسے مبارک اور مقدس مقامات پر پہنچتا ہے جہاں دعاؤں کی قبولیت کے وعدے ہیں، لہٰذا سفر حج سے پہلے اپنے رشتہ داروں اور متعلقین سے ملنا اور ایک دوسرے سے دعا کی درخواست کرنا جائز ہے، خاص کر ان رشتہ داروں اور متعلقین سے جن سے بات چیت بند ہو، آپس میں دلوں میں رنجش اور کدورت ہو، ان سے مل کر معافی مانگ لینا اور دلوں کا صاف کر لینا بہت ضروری ہے، اسی طرح اگر کسی کا حق باقی ہے، کسی پر ظلم کیا ہو، قرض لیا ہو اور ابھی تک ادا نہ کر سکا ہو تو سفر حج سے پہلے پہلے اس کا حق ادا کر دینا یا اس کا انتظام کر دینا یا اس سے مہلت لے کر اس کو اطمینان دلا دینا ضروری ہے تا کہ اس مبارک سفر کی برکتیں پوری طرح حاصل کر سکے۔ جس قدر دل کی صفائی کے ساتھ اور حقوق العباد ادا کر کے حرمین شریفین زادہما اللہ عزاً شرفاً کی حاضری ممنوعات و مکروہات سے بچتے ہوئے اور تمام آداب کی رعایت کرتے ہوئے ہوگی انشاء اللہ وہاں کی برکتیں خوب حاصل ہوں گی۔

فضائل حج میں ہے: (۷) اپنے سب پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور کسی کا مال ظلم سے لے رکھا ہو اس کو واپس کرے اور کسی اور قسم کا کسی پر ظلم کیا ہو تو اس سے معاف کرائے جن لوگوں سے اکثر سابقہ پڑتا رہتا ہو ان سے کہا سنا معاف کرائے، اگر کچھ قرضہ اپنے ذمہ ہو تو اس کو ادا کرے یا ادائیگی کا کوئی انتظام کر دے۔ الی قولہ۔

علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص پر کوئی ظلم کر رکھا ہو یا اس کا کوئی حق اپنے ذمہ ہو تو وہ بمنزلہ ایک قرض خواہ کے ہے جو اس سے یہ کہتا ہے کہ تو کہاں جا رہا ہے کیا تو اس حالت میں شہنشاہ کے دربار میں حاضری کا ارادہ کرتا ہے کہ تو اس کا مجرم ہے، اس کے حکم کو ضائع کر رہا ہے حکم عدولی کی حالت میں تو حاضر ہو رہا ہے، اس سے نہیں ڈرتا کہ وہ تجھ کو مردود کر کے واپس کر دے، اگر تو قبولیت کا خواہشمند ہے تو اس ظلم سے توبہ کر کے حاضر ہو، اس کا مطیع اور فرمان بردار بن کر پہنچ، ورنہ تیرا یہ سفر ابتداء کے اعتبار سے مشقت ہی مشقت ہے اور انتہا کے اعتبار سے مردود ہونے کے قابل ہے۔
(فضائل حج مولانا محمد زکریا صاحبؒ، صفحہ ۴۳)

نیز فضائل حج میں ہے: (۱۲) چلنے کے وقت مقامی رفقاء اعزاء و احباب سے ملاقات کر کے ان کو الوداع کہے اور ان سے اپنے لئے دعا کی درخواست کرے کہ ان کی دعائیں بھی اس کے حق میں خیر کا سبب ہوں گی۔

نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جب کوئی آدمی تم میں سفر کرے تو اپنے بھائیوں کو سلام کر کے جائے ان کی دعائیں اس کی دعا کے ساتھ مل کر خیر میں زیادتی کا سبب ہوں گی۔ الوداع کہتے وقت مسنون یہ ہے کہ یوں کہے:

استودع اللہ دینکم و امانتکم و خواتیم اعمالکم (اتحاد) (فضائل حج، صفحہ ۶۴، اجمالی آداب)

لہٰذا کوئی رشتہ دار صلہ رحمی کی نیت سے یا کوئی قریبی تعلق والا اس مبارک سفر کی نیت پر حاجی کے اعزاز میں سیدھے سادے طریقہ پر پورے اخلاص کے ساتھ اس کی دعوت کرے یا ہدیہ پیش کرے، بشرطیکہ دونوں اس کو ضروری نہ سمجھتے ہوں، دینے والا صرف رضائے الٰہی کے لئے پیش کرے، دکھاوا شہرت اور بڑائی ہرگز مقصود نہ ہو اور لینے والے کو بھی پورا اطمینان ہو کہ یہ دل سے اخلاص کے ساتھ ہدیہ پیش کر رہا ہے یا دعوت کر رہا ہے، بدلہ چکانے یا آئندہ وصول کرنے کا بالکل شائبہ نہ ہو تو یہ فی نفسہ مباح ہے اور انشاء اللہ باعث اجر ہے۔

مگر آج کل ان چیزوں پر جس انداز سے عمل ہو رہا ہے وہ عموماً رسم و رواج کے طور پر ہے، جیسا ہے کہ سوال میں نشاندہی کی گئی ہے اس لئے فی زمانہ اب تو ان چیزوں سے احتراز ہی ضروری ہے اور ان رسم رواج کے بند کرنے کا ہی حکم کیا جائے گا۔

آج کل عموماً ایسا ہوتا ہے کہ حج میں جانے والا اگر دعوت نہ کرے یا لوگ اس کی دعوت نہ کریں تو جانبین برا مانتے ہیں اور دعوتوں کو اس قدر ضروری سمجھ لیا گیا ہے کہ نہ کرنے پر شکایتیں ہوتی ہیں، طعنے سنائے جاتے ہیں اور ان دعوتوں میں فضول خرچی ہوتی ہے، خوب دھوم دھام ہوتی ہے، بے پردگی ہوتی ہے۔ غیر محرم مرد اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے نمازیں قضاء ہوتی ہیں، رات دیر تک محفلیں ہوتی ہیں اور ان کے علاوہ دیگر خرافات بھی ہوتے ہیں۔

یہی حال ہدایا اور سوغات کی لین دین کا ہے، اس کو بھی ضروری سمجھ لیا گیا ہے یہاں بھی شکایتیں ہوتی اور نیت بھی عموماً صحیح نہیں ہوتی، دینے والے عموماً دکھاوا شہرت اور بڑائی کے خیال سے دیتے ہیں کہ اگر نہیں دیں گے تو لوگ کیا کہیں گے، خالی ہاتھ ملاقات کے لئے جانا معیوب اور اپنے لئے باعث خفت سمجھتے ہیں، ہدیہ پیش کرنے میں جو اخلاص للّٰہیت اور خوش دلی ہونا چاہئے وہ عموماً نہیں ہوتی، صرف لعن طعن سے بچنے یا بدلہ چکانے یا آئندہ بدلہ وصول کرنے کا خیال ہوتا ہے اور جو ہدیہ اس خیال سے پیش کیا جائے ایسا ہدیہ تو قبول کرنا بھی جائز نہیں۔

حدیث میں ہے کسی مسلمان کا مال اس کی دل کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔ نیز حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے ان لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے جو فخر کے لئے کھانا کھلا دیں۔ (اصلاح الرسوم، صفحہ ۳۲، فصل نمبر ا۔ ان رسوم کے بیان میں جن کو عوام مباح سمجھتے ہیں۔)

حاصل کلام یہ کہ ایک چیز جو مباح کے درجہ میں تھی اسے ضروری سمجھ لیا گیا ہے اور لزوم کا درجہ دے دیا گیا ہے اور شرعی قاعدہ یہ ہے کہ اگر امر مباح کو ضرور سمجھ لیا جائے تو وہ قابل ترک ہے اور خاص کر اگر اس میں غیر شرعی امور شامل ہو جائیں تو اس کا ترک انتہائی ضروری ہو جاتا ہے۔

اصلاح الرسوم میں ہے قاعدہ دوم فعل مباح بلکہ مستحب بھی امر غیر مشروع کے مل جانے سے غیر مشروع وممنوع ہو جاتا ہے، جیسے دعوت میں جانا مستحب بلکہ سنت ہے۔ لیکن اگر وہاں کوئی امر خلاف شرع ہو اس وقت جانا ممنوع ہو جائے گا، جیسا احادیث میں آیا ہے اور ہدایہ وغیرہ میں مذکور ہے۔ الخ (اصلاح الرسوم، صفحہ ۷۹، فصل ہفتم، قاعدہ دوم)

ولیمہ کی دعوت سنت ہے اور یہ دعوت قبول کرنے کی ہدایت کی گئی ہے لیکن اگر اس میں کوئی خرابی شامل ہو جائے تو اسے شر الطعام کہا گیا ہے حدیث میں ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، بدترین کھانا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں مالداروں کو دعوت دی جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے اور جس نے دعوت قبول نہ کی تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۷۸، باب الولیمہ)

معلوم ہوا کہ کوئی چیز فی نفسہ اچھی ہوتی ہے مگر اس میں کسی خرابی کی مل جانے کی وجہ سے وہ بھی خراب ہو جاتی ہے، نیز یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ کسی پر فی نفسہ حج فرض ہوتا ہے مگر اس کے پاس ان رسومات کی ادائیگی کا انتظام نہیں ہوتا تو وہ قرض لے کر یہ رسومات کو ادا کرتا ہے اور بعد میں قرض ادا کرنے کی مستقل فکر رہتی ہے، یا پھر حج مؤخر کر دیتا ہے، آئندہ سال تک زندہ رہنے کی کیا گارنٹی ہے اور مال باقی رہے گا، اس کی کیا سند ہے ممکن ہے کہ وہ ان رسومات کی وجہ سے فریضہ حج سے محروم رہ جائے، دنیا وآخرت کا نقصان ہو۔

ایک حاجی صاحب کے متعلق معلوم ہوا کہ ان کو رسم کی پابندی کرتے ہوئے ایک بڑے قافلہ کو اپنے خرچ سے بمبئی لے جانا پڑا، ہوٹل میں ٹھہرایا، اس قافلہ کا خرچ سفر حج کے خرچ سے زیادہ ہوا، کتنا بڑا ظلم ہے۔ اگر اس قسم کے رسم ورواج جاری رہیں تو حج بجائے رحمت کے زحمت

اور بجائے نعمت کے نقمت بن جائے گا۔ برا ہو ایسے رسومات کا جو رحمت کو زحمت بنادے۔

حاجی صاحب کو پھول ہار کرتے ہیں، یہ رسم سوائے فضول خرچی کے کچھ نہیں، لہذا ان تمام رسومات کو ختم ہی کرنا چاہئے، ان کو ختم کرنے میں لوگوں کے لئے بڑی سہولتیں ہیں۔ رسمی لین دین کی فکر نہ ہوگی تو آپس میں ملنا ملانا بھی پورے اخلاص کے ساتھ ہوگا۔ ممکن ہے کہ اس رسمی لین دین کی حیثیت نہ ہونے کی وجہ سے ملنے ملانے اور دعاؤں کی درخواست کرنے سے محرومی رہے، غرض ان رسومات کی پابندی میں بڑی زحمتیں اور خلاف شریعت امور کا ارتکاب ہے، اس لئے ان کو بند ہی کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں آپس میں مل کر مشورہ کریں اور عملی طور پر ان کے بند کرنے پر پیش قدمی کریں۔

جن حضرات کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہو رہی ہے وہ علی الاعلان لوگوں اور رشتہ داروں سے کہہ دیں کہ رسمی لین دین کی پابندی نہ کریں اور اس کی بالکل فکر نہ کریں جو لوگ ایسی پیش قدمی کریں گے اور عملاً ان رسومات کو ختم کریں گے۔ انشاء اللہ اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔ آئندہ بھی جو لوگ اس پر عمل کریں گے انشاء اللہ ان کو ثواب ملے گا۔

حدیث میں ہے:

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا (مثلاً صدقہ کرنے میں یا کسی بری رسم کے مٹانے میں پیش قدمی کی) تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کا ثواب بھی اس کو ملے گا اس کے بغیر کہ ان کے ثواب میں کچھ کمی ہو۔ اور جس شخص نے اسلام میں کوئی بری رسم جاری کی تو اس کو اس کا گناہ ہوگا اور اس کے بعد جو لوگ اس بری رسم پر عمل کریں گے، ان کا گناہ اس پر ہوگا، اس کے بغیر کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی ہو۔ (رواہ مسلم)

اللہ پاک تمام لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو صراط مستقیم اور سنت طریقہ پر استقامت اور اسی پر حسن خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین۔ بحرمتہ النبی الامی ﷺ۔

(سید مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶۵) رمی جمار کے وقت پاکٹ گر گیا تو کیا اس کو اٹھا سکتے ہیں

سوال:۔ جمرات کی رمی کرتے وقت میرے گلے میں جو پاکٹ لٹکا ہوا تھا گر گیا، میں نے

اسے اٹھالیا یہ تو میں نے سنا تھا کہ کنکری گر جائے تو نہیں اٹھانی چاہئے کہ وہ مردود ہوتی ہے لیکن ایک عورت مجھ سے کہتی ہے کہ جو بھی چیز وہاں گرے مردود ہوتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ جس کنکر سے رمی کی گئی ہو اور وہ کنکری جمرہ کے قریب گری ہوئی ہو وہ کنکر وہاں سے اٹھا کر اسی سے رمی کرنا مکروہ ہے کہ وہ مردود ہے۔ معلم الحجاج میں ہے مسئلہ: مزدلفہ سے سات کنکریاں مثل کھجور کی گٹھلی یا چنے اور لوبیے کے دانے کے برابر اٹھانا جائز ہے مگر جمرے (جس جگہ پر کنکری ماری جاتی ہے) کے پاس سے نہ اٹھائے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کا حج قبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں پڑی رہ جاتی ہے، لہذا جو کنکریاں وہاں پڑی ہوتی ہیں وہ مردود ہیں ان کو نہ اٹھائے، اگر کوئی ان کو اٹھا کر مارے گا تو جائز ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔ (معلم الحجاج، صفحہ ۱۸۲)

(مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی اور کنکریاں اٹھانا) ہر گری ہوئی چیز کو مردود کہنا صحیح نہیں ہے، لہذا صورت مسئولہ میں آپ نے اپنا گرا ہوا جو پاکٹ اٹھایا ہے اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ)

(٦٦) میدان عرفات میں حائضہ عورت کا آیت کریمہ یا سورہ اخلاص کو بطور ذکر یا قرآنی ادعیہ کو بطور دعا پڑھنا

سوال:۔ ایک عورت کہتی ہے کہ عرفات میں حالت حیض میں لا الہ الا انت الخ آیت کریمہ نہیں پڑھ سکتے، تو کیا بغیر دیکھے زبانی طور پر آیت کریم اور سورہ اخلاص اور مناجات مقبول سنیچر کی منزل حالت حیض میں نہیں پڑھ سکتے؟

الجواب:۔ عورت حیض یا نفاس کی حالت میں قرآن مجید کی کوئی بھی آیت تلاوت کی نیت سے نہیں پڑھ سکتی، البتہ قرآن مجید کی وہ آیت یا سورہ جس میں دعا یا اللہ کی حمد وثناء ہو دعا اور ذکر کی نیت سے پڑھنا چاہے، تو پڑھ سکتی ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے: ویحرم قراءة آية من القرآن الا بقصد الذكر اذا اشتملت عليه لاعلى حكم اوخبر .... الخ

طحاوی میں ہے: قوله الا بقصد الذكر اى او الثناء او الدعاء ان اشتملت عليه

فلا باس به فی اصح الروایات الخ (مراقی الفلاح وطحطاوی علی مراقی الفلاح ،صفحہ ۷۷)

بہشتی زیور میں ہے۔ (مسئلہ) جوعورت حیض سے ہو یا نفاس سے ہواور جس پر نہانا واجب ہواس کو مسجد میں جانا اور کعبہ شریف کا طواف کرنا اور کلام مجید پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا درست نہیں الخ۔

نیز بہشتی زیور میں ہے۔ (مسئلہ) اگر الحمد کی پوری سورت دعا کی نیت سے پڑھے یا اور دعائیں جو قرآن میں آئی ہے ان کو دعا کی نیت سے پڑھے تلاوت کے ارادے سے نہ پڑھے تو درست ہے اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔ جیسے ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرہ حسنة وقنا عذاب النار اور یہ ربَّنا لا تُؤ آخِذنا انْ نسینا او اَخْطاْ نا آخر تک جو سورہ بقرہ کے آخر میں ہے اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہو، دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔ (بہشتی زیور، صفحہ ۷۷۔۷۸، حصہ دوم نفاس اور حیض وغیرہ کے احکام کا بیان)

لہٰذا مذکورہ صورت میں عورت حالت حیض میں میدان عرفات میں ذکر اور دعا کی نیت سے سورہ اخلاص پڑھ سکتی ہے، تلاوت کی نیت سے نہ پڑھے۔ اور عرفات میں اس وظیفہ کی بہت فضیلت بھی آئی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو مسلمان عرفہ کو زوال کے بعد موقف میں وقوف کرے اور قبلہ رخ ہو کر سو مرتبہ لاالٰه الااللّٰه وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کلی شئی قدیر پھر سو مرتبہ قل ہو اللہ پھر سو مرتبہ نماز کا درود، درود ابراہیمی پڑھے تو باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے فرشتوں کیا جزا ہے میرے اس بندے کی کہ اس نے میری تسبیح وتہلیل کی اور بڑائی وعظمت بیان کی اور ثناء کی اور میرے نبی پر درود بھیجا۔ میں نے اس کو بخش دیا اور اس کی شفاعت کو اس کے نفس کے بارے میں قبول کیا اور اگر میرا بندہ اہل موقف کی بھی شفاعت کرے گا تو قبول کروں گا اور جو دعا چاہے مانگے۔ (معلم الحجاج ،صفحہ ۱۷۵۔۱۷۶، کیفیت وقوف عرفہ اسی طرح مناجات مقبول کی سینچر کی منزل بھی دعا کی نیت سے پڑھ سکتی ہے۔)

البتہ حیض کی حالت میں قرآنی دعاؤں کو نہ چھوئے، زبانی پڑھے یا اس طرح پڑھے کہ ان دعاؤں پر ہاتھ نہ لگے۔

مراقی الفلاح میں ہے ویحرم مسهاأی الایة لقوله تعالیٰ •لایمسه الا المطهرون سواء کتب علی قرطاس اودرهم او حائط الابغلاف متجاف عن

القرآن والحائل کالخریطة فی الصحیح۔
طحطاوی میں ہے .وفیما عدا المصحف انما یحرم مس الکتابة لاالحواشی ویحرم الکل فی المصحف لان الکل تبع له کمافی الحدادی و غیره الخ
(طحطاوی علی مراقی الفلاح ،صفحہ ۷۷)فقط ۔ (وسلام ۔ مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶۷) حائضہ عورت بغیر طواف زیارت کئے وطن آ گئی وہ کیا کرے؟

سوال: ۔حیض کی وجہ سے کوئی عورت طواف زیارت نہیں کرسکی اور واپس آ گئی تو اس کا حج ہوایا نہیں ،بعد میں جا کر صرف طواف زیارت کرے یا پھر سے حج کرے؟

الجواب: ۔عورت حیض کی حالت میں ہوتو وہ طواف زیارت کے سواحج کا ہر عمل ادا کرسکتی ہے۔حیض سے پاک ہو کر طواف زیارت کر لینا چاہئے اور اگر اس عذر کی وجہ سے طواف زیارت ۱۲ ذالحجہ کے بعد کرے تو اس پر دم بھی لازم نہ ہوگا۔(معلم الحجاج ،صفحہ ۱۹۴)
جب تک طواف زیارت نہیں کرے گی ،حج مکمل نہ ہوگا اور اپنے شوہر کے لئے حلال بھی نہ ہوگی ،اس صورت میں دوبارہ حج پورا کرنا ضروری نہیں ہے ،اسے چاہئے کہ عمرہ کا احرام باندہ کر جائے اور عمرہ سے فارغ ہو کر طواف زیارت کر لے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (فتاویٰ رحیمیہ اردو ،۵/ ۲۲۷۔۲۲۸)فقط۔واللہ اعلم الصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۶۸) منیٰ میں حجاج کا اسلامی بینک کے توسط سے جانور ذبح کرنا

سوال: ۔ماہنامہ الفرقان جون وجولائی ۱۹۸۶ء مطابق شوال ذیقعدہ ۱۴۰۶ ،شمارہ ،صفحہ ۷۰۶، جلد نمبر ۵۴ میں حضرت مولانا محمد برہان الدین صاحب سنبھلی دامت برکاتہم کا مضمون بہ عنوان حضرت علماء کرام کی خدمت میں حج کی قربانی سے متعلق ایک اہم سوال چھپا تھا۔احقر کے پاس ان کا مکتوب گرامی آیا کہ اس کے متعلق اپنی رائے تحریر کروں۔مولانا کے سوال کا خلاصہ یہ ہے حج کے دنوں میں ۱۰۔۱۱۔۱۲ ذی الحجہ کو منیٰ کے اندر لاکھوں جانور قربان کئے جاتے ہیں اور چند سال پہلے تک وہاں ذبح ہونے والے جانوروں کا گوشت عموماً ضائع ہو جاتا تھا ،بلکہ اس کی بدبو سے بیماریاں پھیلنے کا خطرہ پیدا ہو جاتا تھا۔اس صورت حال سے تمام حساس لوگ فکر مند اور اس کے

آرزومند تھے کہ ایسی کوئی صورت نکلے جس سے ہر سال اتنی بڑی مقدار میں ضائع ہونے والی خداوند تعالیٰ کی نعمت صحیح مصرف میں خرچ ہو اور اس سے ان لاکھوں بھوکوں کے پیٹ بھرنے کا انتظام ہو جو ساری دنیا اور خاص کر عالم اسلام میں بھی ایک ایک بوٹی اور ایک ایک نوالہ کے لئے ترس رہے ہیں۔

انہی حساس اور دردمند دلوں کی توجہ دہانی سے بالآخر سعودی حکومت اور اس کے باشعور افراد اس کا حل تلاش کرنے پر آمادہ ہوئے اور اس میں کامیاب بھی ہوئے۔

اس غرض سے تین سال ہوئے سعودی حکومت نے ایک بہت بڑا مذبح مجزرہ المعیصم منیٰ میں بنوایا جس کے اندر لاکھوں جانور نہ صرف ذبح کئے جاسکتے ہیں بلکہ انہیں تیار کر کے ان کا گوشت محفوظ کیا جاسکتا ہے اور پیک کر کے مختلف ملکوں کے ضرورتمندوں کو بھیجا بھی جاسکتا ہے۔ چنانچہ ادھر تین سال سے (۱۴۰۳ سنہ کے حج سے) سعودی حکومت البنک الاسلامی للتنمیہ جدہ کے تعاون سے اجتماعی قربانی کا اور گوشت محفوظ کر کے مختلف ملکوں کے ضرورت مندوں میں تقسیم کرنے کا نظم کر رہی ہے۔ البنک الاسلامی (اسلامک ڈیولپمنٹ بنک) (IDB) کا طریقہ کار یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ایک مقامی کمپنی (شرکتہ الراجحی) کے توسط سے قربانی کے خواہشمند حجاج کے ہاتھوں کوپن فروخت کرتا ہے۔ کوپن پر مختلف قسم کی قربانیوں مثلاً ہدی اضحیہ صدقہ کے لئے الگ الگ علامتیں قائم کی گئی ہیں، حاجی جس قسم کی قربانی البنک الاسلامی کے ذریعہ کرانا چاہتا ہے مطلوبہ قربانی کی علامت پر نشان لگا کر یقین کر دیتا ہے، پھر اس کی جانب سے قربانی کر دی جاتی ہے۔

لیکن حاجی کو بالعموم یہ نہیں معلوم ہو پاتا کہ اس کی طرف سے جانور کب ذبح کیا گیا اس طریقہ کار سے حنفی حجاج جو حج قران تمتع کرتے ہیں کے لئے ایک اہم مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کیونکہ فقہ حنفی میں مفتی بہ قول کے مطابق قران تمتع کرنے والے پر حاجی کے لئے یہ ضروری (واجب) ہے کہ وہ ۱۰ ذی الحجہ کو مزدلفہ سے واپسی پر پہلے جمرۃ العقبہ کی رمی کرے پھر قربانی کرے۔ (دم قران یا تمتع دے) اور اس کے بعد سر کے بال اتروائے، اس ترتیب کے خلاف ورزی پر مزید ایک جانور کی قربانی بطور کفارہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

اس وجہ سے حنفی حجاج نے البنک الاسلامی سے بجا طور پر یہ مطالبہ کیا کہ انہیں یہ بتایا جائے کہ ان کی طرف سے جانور کس وقت ذبح کیا گیا تا کہ وہ بقیہ کاموں میں بھی واجب ترتیب کا لحاظ رکھ سکیں، لیکن اجتماعی نظر میں ہر حاجی کو یہ بتانا عملاً ممکن نہیں کہ اس کی طرف سے جانور کب ذبح

کیا گیا۔

اس مشکل کو حل کرنے کے لئے البنک الاسلامی جدہ کے بالغ نظر رئیس نے علماء کا اجتماع جدہ میں منعقد کیا، اجتماع میں ایک حل یہ پیش کیا گیا کہ صاحبین کے نزدیک ترتیب واجب نہیں، ایسی صورت میں جب کہ ہر سال لاکھوں مذبوحہ جانور ضائع ہونے سے بچ جاتے ہیں اس مصلحت کی وجہ سے صاحبین کے قول پر فتویٰ دینا درست ہوگا، اور جو انتظام کیا گیا ہے اس کو اختیار کرنا مناسب رہے گا۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ حکومت لاکھوں جانوروں کی قربانی کی ذمہ داری لینے کے بعد گوشت کی حفاظت کے سلسلہ میں بے حساب رقم خرچ کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ اس سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسب دستور قربانی اپنے مسلک کے مطابق کریں اور گوشت کی فراہمی اور حفاظت کے لئے زیادہ سے زیادہ مزدور اور ملازم مقرر کیے جائیں اور ایک وسیع وعریض مذبح کا انتظام کرکے وہیں قربانی کو ضروری قرار دیا جائے تو سارے مسائل حل ہوتے نظر آتے ہیں انشاء اللہ رقم وصول کر لینا اور حجاج کو وقت کا پابند بنانا تکلیف مالا یطاق ہے جو محتاط ہیں وہ شکوک وشبہات میں مبتلا رہیں گے اور قربانی ہونے کا یقینی علم نہ ہونے کی وجہ سے بڑی پریشانی میں مبتلا رہیں گے۔

چنانچہ امسال ہمارے یہاں کے ایک حاجی صاحب جن کے ہمراہ تقریباً آٹھ حجاج تھے ان سب نے اس طریقہ پر عمل کیا۔ رمی کے بعد اس بات کی تحقیق کرنا چاہی کہ ہماری قربانی ہوگئی یا باقی ہے۔ تحقیق کے لئے گئے تو متعین جگہ پر کوئی ذمہ دار نہیں ملا چار پانچ مرتبہ گئے مگر کچھ تحقیق نہ ہو سکی، ذہنی طور پر سب بہت پریشان ہوئے کہ حلق کر کے احرام اتاریں یا نہ اتاریں۔ بڑی کشمکش کے بعد کسی صاحب نے بتایا کہ آپ اطمینان رکھیں آپ کی قربانی ہوگئی ہوگی، تب جا کر حلق کر کے احرام اتارا، مگر دل میں شک تو باقی ہی رہا اس لئے جدید طریقہ اختیار کرنے کے بجائے قدیم طریقہ کو ہی قائم رکھنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ یہی قدیم طریقہ ہے، اسی پر عمل چلا آرہا ہے نیز جدید طریقہ میں یہ کیا جاتا ہے کہ فلاں وقت تک آپ رمی سے فارغ ہو جائیں، فلاں وقت آپ کی قربانی ہوگی اس پر عمل دشوار ہے، ممکن ہے کہ کوئی عذر پیش آجائے۔ مثلاً بیمار ہو گیا یا کوشش کے باوجود رمی کے لئے نہیں پہنچ سکا، ایسے وقت قربانی سے پہلے رمی سے فارغ ہو جانا اور قربانی کے بعد حلق ہونا مشکل ہے۔

ترتیب قائم رکھنا مشتبہ ہی رہے گا اور جو عبادت عمر بھر میں ایک مرتبہ ادا ہوئی ہے اور بڑی

تمناؤں اور کاوشوں کے بعد یہ سعادت نصیب ہوتی ہے بلا شک وشبہ ادا ہو جائے اسی میں اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔

اسی لئے بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مفتیٰ بہ قول پر عمل کرتے ہوئے اور قدیم طریقہ کو باقی رکھتے ہوئے حکومت گوشت فراہم کرنے اور حفاظت کرنے کا اعلیٰ پیمانہ پر انتظام کرے تو انشاء اللہ حجاج کو پریشانی اور الجھن نہ ہوگی اور حکومت کا مقصد بھی پورا ہوگا۔ ہذا ماظہر لی الآن۔

فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۷۰) حالت احرام میں انجکشن

سوال:۔ حاجی حالت احرام میں انجکشن لگوا سکتا ہے یا دوسرے کے لگا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ہاں، حاجی حالت احرام میں انجکشن خود بھی لگا سکتا ہے اور دوسرے سے بھی لگوا سکتا ہے۔

(۷۱) بچے قابل نکاح ہوں تو والدین حج کر سکتے ہیں یا نہیں

سوال:۔ لڑکا اور لڑکی قابل نکاح ہو گئے، لوگوں کا کہنا ہے کہ جب تک ان کی شادی نہ ہو جائے والدین پر حج فرض نہیں۔ یہ اعتقاد صحیح ہے؟

الجواب:۔ جب فرض گیا تو حج کے لئے جانا ضروری ہے۔ عام ازیں کہ اولاد کی شادی ہوئی ہو، نہ ہوئی ہو، نہ جانے پر گناہ گار ہوگا۔ اولاد کی شادی کرائے بغیر حج فرض نہیں ہوتا اور حج کے لئے جا نہیں سکتا یہ اعتقاد درست نہیں؟

(۷۲) حالت احرام میں پاؤں میں مہندی لگانا

سوال:۔ کسی مرد یا عورت نے پاؤں میں گرمی کے باعث چھالے پڑ جانے کی وجہ سے درد کی شدت کو کم کرنے کے لئے پاؤں میں مہندی لگائی، جب درد میں کمی ہوئی تو دوسرے اور تیسرے دن بھی مہندی لگائی۔ اور وہ اس وقت حج قران کے احرام میں ہے۔ اس صورت میں کیا کفارہ ہوگا؟

الجواب:۔ تین دن تک ایک پاؤں یا دونوں میں مہندی لگانے سے تین جنایتیں ہوئیں اور قارن کی ایک جنایت دو جنایتوں کے حکم میں ہو جاتی ہے۔اس لئے چھ جنایتیں ہوگئیں مگر چونکہ عذر کی وجہ سے ہوئیں ان جنایتوں کے کفارے میں یہ اختیار ہے کہ ہر جنایت کے عوض ایک بکرے یا مینڈھے کی قربانی حرم میں کرے یا ساتواں حصہ اونٹ یا گائے کا یا چھ مسکینوں کو ایک ایک فطرہ یعنی پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کرے۔ یا تین روزے رکھے

یہ ایک جنایت کا کفارہ ہے،اسی طرح چھ جنایتوں کے چھ کفارے ادا کرے۔(جیسا کہ الدر المختار میں لکھا ہے۔)واللہ اعلم۔ (مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ)

(۷۳) خاص روضۂ اطہر ہی کی زیارت کے لئے مدینہ کا قصد کرنا

سوال:۔ کیا مدینہ کا رخت سفر باندھنا اور غرض یہ ہو کہ صرف روضہ اطہر رسول ﷺ کی زیارت کرنی ہے،کیا اس نیت سے سفر جائز ہے؟

الجواب:۔ نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب اور بعض فقہاء نے واجب کے قریب قرار دیا ہے۔ روایات کثیرہ جو کہ صحیح اور صریح ہیں اس بابت وارد ہوئی ہیں۔ملا علی قاری نے ''مناسک'' میں اور علامہ سمہودیؒ نے وفاء الوفاء میں لکھا اور خلاصۃ الوفا میں وارد ہوا ہے کہ روایات مشہورہ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہر سال دو آدمیوں کو روضہ اطہر پر خدمت نبوی ﷺ میں ان کا سلام پہنچانے کے لئے مدینہ منورہ بھیجا کرتے تھے۔واللہ اعلم۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۷۴) جس کا کوئی محرم نہ ہو وہ کسی حج پر جانے والے کے ساتھ نکاح کرے

سوال:۔ اگر عورت حج کرنا چاہتی ہے،محرم ساتھ جانے والا کوئی نہیں ہے یا وہ کسی مرد کا خرچہ برداشت نہیں کرسکتی تو کیا وہ مستورات کی ایسی جماعت کے ساتھ حج پر جاسکتی ہے جن کے محرم مرد ساتھ ہوں،کیا کوئی صورت بغیر محرم مرد کے حج کرنے کی ہے اور اگر کوئی عورت بغیر محرم سفر حج کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ جو محرم ساتھ جائے اس کے کون کون سے اخراجات عورت برداشت کرے اور اخراجات حج کے علاوہ اگر وہ ذاتی رقم ساتھ لے جاتا ہے تو اس کی کیا صورت اور حکم ہے؟

الجواب:۔ بغیر محرم کے حج پر جانا جائز نہیں ہے اگر حج پر جانا ہی ہے تو حج پر جانے والے کسی شخص کے ساتھ نکاح کرلے پھر چلی جائے۔

(۷۵) خاوند کے روکنے کے باوجود عورت حج پر جاسکتی ہے

سوال:۔ میری بیٹی کو عرصہ سے خاوند نے لاتعلق کیا ہوا ہے، بیٹی کے اپنے بیٹے جوان ہیں وہ اپنی والدہ کو اپنے ماموں یعنی والدہ کے بھائی کے ساتھ حج پر بھیجنا چاہتے ہیں خاوند نہ طلاق دیتا ہے نہ حج کی اجازت دیتا ہے تو کیا وہ حج پر جاسکتی ہے؟

الجواب:۔ حج فرض ہونے کی صورت میں محرم میسر ہونے کی حالت میں جانا ضروری ہے۔ خاوند کے روکنے کی کوئی حیثیت نہیں۔

ولیس لزوجها منعها عن حجة الاسلام (اھ درمختار)

ای اذا کان معها محرم........... (شامیہ،صفحہ ۲۰۰،ج۔۲) (محمد انور)

(۷۶) بیوی ناراض ہوکر میکے بیٹھی ہو تو حج کرنے کا حکم

سوال:۔ میری دو بیویاں ہیں جو باہم لڑتی ہیں، ایک غیر آباد ہے اب میرا حج کو جانے کا ارادہ ہے، وہ اجازت نہیں دیتی۔ بعض لوگ کہتے ہیں پہلے گھر آباد کرو پھر حج کو جاؤ۔ کیا حج کرنا ضروری ہے یا گھر آباد کرنا ضروری ہے؟ کافی مرتبہ گھر آباد کرنے کی کوشش کی، مگر ناکام رہا آپ ہماری رہنمائی فرمائیں۔

الجواب:۔ حج اگر فرض ہے تو اس کی ادائیگی کیجئے، کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے نہ بیوی سے اور نہ کسی اور سے۔ فرض کی ادائیگی ضروری ہے اور گھریلو معاملات کی درستگی کے لئے دوست احباب اور رشتہ داروں سے مشورہ کرکے صحیح صورتحال تک پہنچنے کی سعی کرنی چاہئے۔

(بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ) (الجواب صحیح۔ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ)

(۷۷) معتدہ حج پر نہیں جاسکتی

سوال:۔ جو عورت عدت گذار رہی ہو کیا وہ حج کے لئے سفر کرسکتی ہے؟

الجواب:۔ معتدہ کو دوران عدت کوئی سفر نہیں کرنا چاہئے ،نہ حج کے لئے نہ کسی اور غرض کے لئے۔اگر روکنے کے باوجود چلی گئی تو فرض ادا ہو جائے گا ،البتہ اس معصیت پر استغفار لازم ہے۔

المعتدہ لاتسافر للحج و لا لغیرہ۔ (عالمگیری ،صفحہ ۱۳۸، ج ۲)(محمد انور عفا اللہ عنہ)

(۷۸) حالت حیض میں طواف زیارت کرلیا تو سالم اونٹ ذبح کرنا ضروری ہے

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت طواف زیارت سے قبل حائضہ ہوگئی ابھی پاک نہیں ہوئی تھی کہ اتنے میں روانگی کی تاریخ آ گئی طواف کئے بغیر ہی واپس وطن آ گئی ،اس کے حج کا کیا حکم ہے؟اس کی شرعاً کوئی تلافی ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ صورت کثیر الوقوع ہے۔مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی مستورات حج کی ادائیگی سے محروم رہ جاتی ہیں۔مصارف اور سفری صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود ان کا حج نہیں ہوتا ،طواف زیارت چونکہ فرض ہے ،جو حائضہ طواف زیارت کئے بغیر واپس آ گئی ہے اس کا حج نہیں ہوا بلکہ خاوند کے پاس نہ جانے کے بارے میں اس کا احرام بھی باقی ہے اور اس پر لازم ہے کہ اسی احرام کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرے۔

درمختار میں ہے **و بترک اکثرہ بلقی محرماً** .... (شامیہ ،صفحہ ۲۶۴، ج ۲ مطبوعہ رشیدیہ)

اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں کہ: **فان رجع الی اهله فعلیه حتما أن** .... اور حج کی سعی نہیں کر چکی تھی تو وہ سعی بھی کرے اور ایسی حائضہ عورت سے پاک ہونے کے بعد اس کے خاوند نے مجامعت بھی کی تو ایک بکری بطور کفارہ حدود حرم میں ذبح کرنا واجب ہے اور اگر یہ فعل متعدد بار کر چکا ہے تو کفارے بھی متعدد واجب ہوں گے۔ الا یہ کہ احرام توڑنے کی نیت سے مجامعت کی ہو۔

وفی الباب واعلم ان المحرم اذنویٰ رفض الاحرام فجعل یصنع ...... (شامی ،صفحہ ۲۸۴، ج ۲)

ایسی صورت میں مستورات اور ان کے وارثوں کے لئے سخت مشکلات ہیں ،اس لئے حکومت پر لازم ہے کہ ایسی معذور عورتوں کے لئے سفر مؤخر کرنے کی مناسب ہدایات متعلقہ محکمہ کو

جاری کرے اور اگر بالفرض پاک ہونے تک عورت کا ٹھہرنا کسی طور پر ممکن نہ ہو ایسی حالت ہی میں اگر یہ عورت طواف کرے گی ،اس کا طواف زیارت ادا ہو جائے گا مگر دوگانہ طواف پاک ہونے تک نہ پڑھے اور اگر حج کے لئے سعی پہلے کر چکی ہو تو اب طواف زیارت کے بعد سعی بھی کرے۔ حائضہ عورت نے چونکہ یہ طواف ناپاکی کی حالت میں کیا ہے اس لئے بطور کفارہ اس پر سالم گائے یا سالم اونٹ کا حدود حرم میں ذبح کرنا لازم ہے۔ تاکہ نقصان کی تلافی ہو سکے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ سے خوب استغفار کرے اور معافی بھی مانگے۔ شامیہ میں ہے:

نقل بعض المحشين هل تطوف......(صفحہ ۱۸۴، ج ۲)(بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ)

(۷۹)عورت کے پاس محرم کا کرایہ نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوگا

سوال: ۔کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت جس کی عمر ۷۵ سال ہے وہ حج کرنا چاہتی ہے مگر محرم کا کرایہ نہیں ہے۔ کیا اس کے حج کرنے کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ اگر ہو تو تحریر فرمائیں۔

الجواب: ۔جس عورت کے ساتھ محرم نہ ہو یا محرم ہو لیکن اس کے کرایہ کی گنجائش نہ ہو تو اس عورت پر حج فرض نہیں ہے۔

اما شرائط و جوبه فمنها الا سلام و منها العقل.........(ہندیہ، صفحہ ۲۱۸ ج ۱، کتاب الحج) (بندہ محمد صدیق غفرلہ)(بندہ محمد عبداللہ غفرلہ)

(۸۰)موجودہ دور میں بھی عورت بلا محرم سفر حج نہ کرے

سوال: ۔مکرمی محترمی جناب حضرت مولانا صاحب السلام علیکم ۔امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے، جب بھی حج کا زمانہ قریب آتا ہے عورتوں کے لئے حج کا مسئلہ ضرور زیر بحث آتا ہے کہ کیا اس زمانہ میں عورت بغیر محرم کے سفر حج کر سکتی ہے، کیونکہ اس زمانہ میں بہت سی ایسی آسانیاں ہوگئی ہیں جن کا پہلے زمانہ میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

مثلاً پہلے زمانے میں سفر پیدل یا اونٹ اور گھوڑے پر ہوتے تھے جن پر بیٹھنے اور اترنے کے لئے عورت کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور عورت کو سہارا صرف محرم مرد ہی دے سکتا ہے، جس

کی اس زمانے میں ضرورت نہیں ہے یہ اور اس قسم کے دوسرے مسائل ہیں جس میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ جناب اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت نکال کر میری معروضات پر غور فرما کر قرآن حدیث اور فقہائے امت کے فتاویٰ کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

فقہائے امت نے حج کے لئے دو قسم کی شرائط متعین فرمائی ہیں۔

پہلی قسم کی شرائط کا تعلق حج کے واجب ہونے سے ہے دوسری قسم کی شرائط کا تعلق ادائے ارکان حج سے ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت جس پر بھی یہ شرائط پوری ہو جائیں گی اس پر حج فرض ہو جائے گا۔ ان شرائط پر تمام فقہائے امت متفق ہیں۔ یہ سات شرطیں ہیں۔

(۱) مسلمان ہونا، (۲) بالغ ہونا، (۳) عاقل ہونا، (۴) آزاد ہونا، (۵) استطاعت اور قدرت ہونا، (۶) وقت کا ہونا، (۷) دارالحرب میں رہنے والے مسلمان کو حج کی فرضیت کا علم ہونا۔

ان شرائط میں عورت کے لئے علیحدہ کوئی شرط نہیں ہے۔ جو بھی شرائط پر پورا اترے گا، مرد ہو یا عورت اس پر حج فرض ہو جائے گا۔

اب یہ کہ عورت سفر فرض حج محرم کے ساتھ کرے یا بغیر محرم کے۔ اکثر محدثین کرام نے فرض حج کے سفر میں عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنیکی اجازت دی ہے، ان محدثین کرام میں امام مالکؒ، امام ترمذیؒ، امام بخاریؒ، امام احمدؒ وغیرہ شامل ہیں۔

ان محدثین کرام نے فرمایا ہے کہ فرض حج ادا کرنے کے لئے عورت بغیر محرم کے سفر کر سکتی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ عورت تنہا سفر نہ کرے بلکہ اس قافلہ کے ساتھ سفر کرے جس میں ثقہ مرد اور عورتیں شامل ہوں، اس لئے کہ جان بوجھ کر فرض حج ترک کرنے میں گناہ عظیم ہے

دوسری قسم کی شرائط کا تعلق حج کے واجبات ادا کرنے سے ہے اور یہ پانچ شرطیں ہیں:

(۱) تندرست ہونا، (۲) راستہ کا پرامن ہونا، (۳) قید نہ ہونا یا حکومت وقت کی طرف سے پابندی نہ ہونا، (۴) عورت کا عدت میں نہ ہونا، (۵) ادائے واجبات حج کے وقت عورت کے ساتھ محرم کا ہونا۔ ان پانچ شرائط میں فقہاء کا سب سے زیادہ اختلاف عورت کے لئے محرم کے بارے میں ہے۔

کچھ فقہاء کہتے ہیں کہ عورت کے ساتھ محرم کا ہونا وجوب حج کی شرط ہے، لیکن قاضی خان

نے تصریح کی ہے کہ یہ وجوب ادا کی شرط ہے۔ محقق ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں اسی کو ترجیح دی ہے کہ یہ وجوب ادائے حج کی شرط ہے اور اکثر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ بزارؒ نے اپنی سند میں ایک حدیث نقل کی ہے، جس کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ معبد جہنیؓ نے جب رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا کہ کوئی عورت اس وقت تک حج نہ کرے جب تک اس کے ساتھ اس کا خاوند یا محرم نہ ہو تو معبد جہنیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری عورت تو حج کے لئے گئی ہے اور میں یہاں جہاد میں آپ کے ساتھ ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ساتھ چھوڑ دو اور اپنی عورت کو جا کر حج کراؤ۔

اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوا کہ ادائے واجبات حج میں محرم کا ہونا ضروری ہے نہ کہ سفر حج میں، ورنہ آپ ﷺ معبد جہنی سے یہ فرماتے کہ تم نے بغیر محرم کی اس کو حج کے سفر میں بھیج کر غلطی کی اب اس کو جا کر حج کراؤ بلکہ یہ فرمایا کہ تم جہاد چھوڑ دو اور جا کر واجبات حج اپنے ساتھ ادا کراؤ۔

اس حدیث کی روشنی میں اور شرائط و واجبات ادائے حج کی روشنی سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورت کا محرم اگر پہلے سے وہاں موجود ہے یا کسی اور جگہ سے وہاں آ کر اس عورت کے ساتھ حج کرے گا تو یہ عورت بغیر محرم کے فرض حج کے لئے سفر کر سکتی ہے مگر شرط کے ساتھ کہ قافلہ میں ثقہ مرد اور عورتیں شامل ہوں، تنہا مرد کے ساتھ یا ایسے قافلے کے ساتھ جس میں عورتیں شامل نہ ہوں سفر نہیں کر سکتی، اگر چہ ایک حدیث یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ سے حضرت زینت رضی اللہ عنہ کے شوہر حضرت ابوالعاصؓ کو مکہ معظمہ بھیجا کہ تم کسی کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دو اور حضرت ابوالعاصؓ نے غیر محرم کے ساتھ حضرت زینبؓ کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔

اس حدیث میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ پہلی بات یہ کہ وہ زمانہ ایسا شر و فساد کا نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی تھیں جن کا احترام و اکرام تمام امت کرتی تھی، ان معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) عورت فرض حج کے لئے بغیر محرم کے اس قافلہ میں سفر کر سکتی ہے کہ جس قافلہ میں ثقہ عورتیں اور مرد شامل ہوں، تنہا سفر نہیں کر سکتی یا اس قافلہ میں شرکت نہیں کر سکتی جس میں ثقہ عورتیں شامل نہ ہوں۔

(۲) دوسرے یہ کہ عورت بغیر محرم کے واجبات حج ادا نہیں کر سکتی، چاہے محرم وہاں پہلے سے موجود ہو یا کہیں اور جگہ سے وہاں پہنچ جائے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر حج فرض ہے تو سفر حج بغیر محرم کے ہو سکتا ہے مگر واجبات حج بغیر محرم کے ادا نہیں ہو سکتے مجھے امید ہے کہ آنجناب قرآن وسنت اور فقہائے امت کے فتاویٰ کی روشنی میں میری رہنمائی فرمائیں گے۔

الجواب:۔ مذہب حنفی کے مطابق عورت خاوند یا محرم کے بغیر سفر حج نہیں کر سکتی، بلکہ مسافت شرعی سے کم سفر بھی اس فتنہ وفساد کے دور میں حضرات شیخین کے فرمان کے مطابق درست ہیں۔

ولذاقال ابو حنیفه وابو یوسف مرة بکراهة خروجها...... (املاء، صفحہ ۸، ج ۱)

اس قول کی تائید بخاری ومسلم کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

لایحل لامراة تو من باللہ والیوم الاخر ...... (اعلاء، صفحہ ۸، ج ۱۰)

ایسے ہی دو یوم کے سفر میں ممانعت وارد ہے۔ **کما رواه الشیخان عن ابی سعید الحدری**۔ لیکن اصل مذہب تین دن کے سفر کے بارے میں ہے، کیونکہ اکثر روایات میں تین دنوں کا ذکر ہے، جب عام سفر شرعی محرم وخاوند کے بغیر درست نہیں تو اس سے سفر حج کو مستثنیٰ قرار دینے کی بظاہر کوئی وجہ نہیں۔ خصوصاً جبکہ سفر حج کے بارے میں بالتخصیص یہ حکم مؤکد طور پر وارد ہوا ہے۔

حدیث ابن عباس بطریق ابن جریح عن عمر وبن دینار قال............ (اخرجہٗ الدار قطنی وصححہ ابوعوانہ)

اور اس حکم کے خلاف کوئی روایت موجود نہیں، ازواج مطہرات نے جو سفر حج کیا اس کا جواب امام صاحبؒ سے یہ منقول ہے کہ ازواج مطہرات چونکہ امہات المومنین ہیں، اس لئے تمام لوگ ان کے لئے بمنزلہ محارم کے تھے، کیونکہ محرم وہ ہی ہوتا ہے جس سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو۔

امام احمدؒ کا قول حنیفہ کے مطابق۔ **و تمسک احمد لعموم الحدث فقال اذا لم تجدزوجا** .... (اعلاء، صفحہ ۹۔ ج ۱)

نفلی حج میں سب حضرات محرم کو ضروری قرار دیتے ہیں، جب یہ تخصیص کسی روایت سے

ثابت نہیں تو معتبر نہیں ہونی چاہئے۔ باقی جناب نے نفس وجوب اور وجوب ادا کی بحث چھیڑی ہے، وہ یہاں چنداں مفید نہیں، کیونکہ وجوب ادا کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ سفر تو بغیر محرم کے کرے اور ارکان حج کی ادائیگی کے وقت محرم یا شوہر ساتھ ہو جائے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت پر زادوراحلہ قدرت کے بعد نفس فرضیت ایک قول کے مطابق ہو جائے گی، لیکن گھر سے حج کی ادائیگی کے لئے روانگی کا وجوب محرم یا زوج مہیا ہونے کے بعد ہوگا، جبکہ دوسرے حضرات کا فرمان یہ ہے کہ زادوراحلہ پر قدرت کے باوجود محرم کے بغیر حج فرض ہی نہیں۔

جس حدیث ابن عباسؓ سے آپ نے استدلال کیا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس کے الفاظ درج ذیل نقل کئے ہیں۔

لاتسافر المراۃ الامع ذی محرم.......... (اعلاء، صفحہ ۱۰، ج ا فتح، صفحہ ۴۴، ج ۴)

حدیث پاک کے ان الفاظ سے اس امر کی وضاحت ہوگئی کہ یہ صاحب ابھی جہاد میں شریک نہ تھے اور ان کی بیوی کا بھی سفر شروع نہ ہوا تھا صرف پروگرام تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا **اخرج معھا** بظاہر ایک واقعہ ہی ہے۔ حدیث پاک کے الفاظ اس کے قریب ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہ نے سفر ہجرت کنانہ بن ربیع کے ساتھ کیا۔ مقام بطن یاجج سے حضرت زید بن حارثہؓ اور ایک انصاریؓ کے ساتھ کیا، ان دونوں حضرات کو حضور علیہ السلام نے مقام بطن سے وصولی کے لئے بھیجا تھا۔ مسئلہ ہجرت سے اس پر استدلال محل نظر ہے، اولاً اس لئے کہ بغیر محرم کے سفر کا ممنوع ہونا سابقاً ثابت نہیں۔ ثانیاً یہ سب کارروائی آپ ﷺ کے حکم سے ہوئی۔ آپ کا حکم خود شریعت ہے۔ ثالثاً حضرات نے حج اور ہجرت میں فرق بیان کیا ہے۔ حاشیہ ابی داؤد میں ہے:

والفرق بینھما ان اقا متھا فی دار الکفر حرام اذ الم تستطع.......... علی اللہ اخی (صفحہ ۲۴۲، ج ا)

حضرات فقہاء ومحدثین کی ایک جماعت نے محرم کو استطاعت سبیل میں شمار کیا ہے۔

ذھب الحسن والنخفی وابو حنیفہ واصحابہ واحمد واسحق.......... الخ (اعلا، صفحہ ۱۰، ج ا)

علامہ ابن منذرؒ فرماتے ہیں، امام مالک اور امام شافعیؒ وغیرہ حضرات نے جو شرائط ثقہ عورتوں وغیرہ کی لگائی ہیں اس سلسلہ میں ان حضرات کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

قال ابن المنذر و ظاهر الحدیث ..... (اعلاء، صفحہ ۱۰، ج ۱۰)

امام ابوبکر رازی فرماتے ہیں۔

اسقط الشافعی اشتراط المحرم ..... الخ (اعلاء، صفحہ ۱۱، ج ۱۰)

علامہ ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں

لوجاز لها ذلک لقال علیه السلام امض ..... الخ (اعلاء، ص ۱۱، ج ۱۰)

محرم کی شرط میں جو اتارنے اور سوار کرنے میں جو سہارے کا تذکرہ کیا جاتا ہے یہ اس حکم کی حکمت تو ہو سکتی ہے، اسے علت قرار نہیں دیا جا سکتا، لہٰذا اس پر حکم کا مدار نہیں، اصل علت تو فرمان نبوی ہے۔ نفس سفر میں اگرچہ بہت سہولتیں میسر ہیں، تاہم اس دور میں خطرات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ جہاز کا اغواء، بم دھماکوں کا سلسلہ، نیز بیماری کا عذر بھی پیش آ سکتا ہے۔

(بندہ محمد عبداللہ غفار اللہ عنہ)

(الجواب صحیح۔ بندہ عبدالستار غفر لہ)

(۸۱) عورت کو حج بدل پر بھیجنا خلاف اولیٰ ہے

سوال:۔ زید پر حج فرض تھا، مگر اس نے غفلت کی وجہ سے حج ادا نہیں کیا اب وہ ایسا بیمار ہو گیا ہے کہ گھر سے مسجد تک آنا بھی اس کے لئے مشکل ہے، اس کے رشتہ داروں میں اس کی پھوپھی ہے جو بہت نیک ہے اور قرآن پاک پڑھاتی ہے۔ زید اس کو حج بدل پر بھیجنا چاہتا ہے کیا اسے بھیجنا درست ہے؟

الجواب:۔ افضل و بہتر تو یہ ہے کہ کسی ایسے مرد کو حج بدل کے لئے بھیجیں جو نیک ہو، خوف خدا رکھتا ہو، حج کے مسائل کو خوب جانتا ہو اور اپنا حج ادا کر چکا ہو۔ مذکورہ عورت کو بھیجنے سے بھی فرض ادا ہو جائے گا۔

(فجاز حج الصرورن) بمهملة من له ..... الخ (صفحہ ۲۶۱_۲۶۲، شامی ج ۲) (محمد انور)

(۸۲) بیویوں کے تنہا رہ جانے کی بناء پر کسی کو حج پر بھیجنا

سوال:۔ ایک شخص کی دو عورتیں ہیں، اولاد نہیں ہے۔ ماں باپ فوت ہو چکے ہیں اور حقیقی

بھائی بھی نہیں ہیں اور وہ شخص زمانہ کی رفتار کو دیکھ کر زوجین کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتا اور دنیا کا کاروبار نہ سنبھلنے کی وجہ سے کسی اور کو روانہ کرے تو فریضہ حج ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں شخص مذکور کے لئے اپنی جگہ حج پر دوسرا آدمی بھیجنا جائز نہیں ہے، خلیفہ بنانا حج میں اس وقت جائز ہوتا ہے جب خود جانے سے عاجز ہو اور صورت مسئولہ میں عجز نہیں ہے، کیونکہ دنیاوی کاروبار کے لئے ملازم رکھ سکتا ہے اور اپنی عورت کو ان کے والدین کے ہاں چھوڑ جائے۔ اگر توفیق ہو تو ان کو بھی ساتھ لے جائے۔

(خیر محمد عفا اللہ عنہ۔ مہتمم خیر المدارس ملتان)

(۸۳) بغیر محرم کے ہم عمر بوڑھی عورتوں کے ساتھ سفر حج پر جانا

سوال:۔ زینب حج بیت اللہ کا ارادہ رکھتی ہے، مگر اس کا خاوند زید ساتھ جانے سے انکاری ہے۔ رضا و رغبت سے زینب کو حج بیت اللہ کی اجازت دیتا ہے، زینب کی عمر پچپن سال کی ہے، ہم عمر عورتیں اور بھی اس کے ساتھ تیار ہیں، مگر کوئی محرم ساتھ نہیں تو زینب بغیر محرم کے حج کر سکتی ہے؟

الجواب:۔ اگر زید ساتھ جانے سے انکاری ہے تو زینب کسی دوسرے محرم کو ساتھ لے کر فریضہ حج ادا کر سکتی ہے۔ محرم کا خرچ بھی زینب کے ذمہ ہوگا، اگر کوئی محرم بھی نہیں جاتا اور زید بھی ساتھ جانے کے لئے تیار نہیں تو ایسی صورت میں زینب کو سفر حج کرنے کی شرعاً اجازت نہیں۔

قال فی البحر بعد نقل الا حادیث ....الخ

قال فی البدائع فی شرائط ....الخ (اھ، صفحہ ۳۳۸، ج ۲)

وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا لاتحجن امراة ....الخ (صفحہ ۷۹، ج ۲)

وفی الدر المختار (صفحہ ۱۴۵، ج ۲) ومع زوج اور محرم ....الخ

محرم سے مراد وہ رشتہ دار ہے جس سے عمر بھر نکاح جائز نہیں، جیسے باپ بھائی بلڑکا وغیرہ

(بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ۔ خادم الافتاء، خیر المدارس، ملتان) (الجواب صحیح۔ بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ)

(۸۴) حائضہ حج کیسے کرے؟

سوال:۔ ایک عورت اپنے محرم کے ساتھ حج کو جارہی ہے، عمرہ کا احرام باندھنے لگی تو اس کو

حیض آ گیا اب وہ احرام باندھے یا نہ؟

کیا وہ حضرت عائشہؓ کی حدیث کے تحت مکہ میں احرام کھول سکتی ہے، اگر کھول دے تو کب اس کا احرام باندھے اور کہاں سے؟

اگر وہ حضرت عائشہؓ کی حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے بغیر احرام عمرہ مکہ میں داخل ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ اگر بغیر احرام داخل ہونے پر دم واجب ہے تو اس دم سے بری ہو، نیکی کیا صورت ہے؟ اگر وہ مکہ سے مدینہ چلی جائے اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آ جائے تو دم ساقط ہو جائے گا؟

الجواب:۔ حائضہ احرام باندھے گی اور حالت احرام ہی میں رہے گی اگر پاک ہونے سے پہلے ایام حج شروع ہو گئے تو اب عمرے کا احرام کھول دے اور حج کا احرام باندھ کر منیٰ کو چلی جائے اور افعال حج کو بجالائے، بعد از فراغت عن الحج عمرہ کر سکتی ہے۔ احرام خواہ تنعیم سے باندھے یا دوسرے میقات عمرہ سے البتہ پہلے عمرے کا احرام توڑنے کی وجہ سے اس پر دم لازم ہو گا، حضرت عائشہؓ احرام عمرہ باندھ کر مکہ میں داخل ہوئی تھیں بغیر احرام نہیں۔ پس یہ حائضہ بھی احرام باندھ کر داخل ہو ورنہ دم واجب ہو گا اور اگر پاک ہونے کے بعد کسی میقات پر اگر دوبارہ احرام باندھ لے اور تلبیہ پڑھ لے تو دم ساقط ہو جائے گا، بشرطیکہ مکہ مکرمہ میں قبل ازیں عمرہ یا حج نہ کیا ہو

(الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر مفتی خیر المدارس ملتان۔ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ)

(۷۵) بوڑھی عورت بھی بغیر محرم کے عمرہ کا سفر نہ کرے

سوال:۔ ایک عورت بیوہ جس کی عمر ۵۰ سال ہے وہ حجاز مقدس کا سفر برائے عمرہ بغیر محرم کے صرف قریبی ہمسایوں کے ساتھ کرنا چاہتی ہے، کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورت مذکورہ کے لئے یہ سفر جائز نہیں۔

لمافی الصحیحین لاتسافر امراۃ ثلاثًا الا و لھا محرم (بحر کتاب الحج، ج ۲)

محمد انور عفا اللہ عنہ

(الجواب صحیح بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ)

(۸۶) کیا بچے پر بیت اللہ دیکھنے سے حج فرض ہو جاتا ہے

سوال:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بچہ کو حج پر لے جانا مناسب نہیں ہے، کیونکہ اس پر بیت اللہ شریف دیکھنے سے حج فرض ہو جائے گا اور اگر بڑا ہو کر مالدار نہ ہوا اور مر گیا تو گناہگار ہوگا؟ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ بچہ اگر حج کر کے چلا آئے تو محض بیت اللہ دیکھنے کی وجہ سے اس پر بالغ ہونے کے بعد میں اس پر حج فرض نہیں ہوگا، ہاں اگر بلوغ کے بعد مالدار بھی ہو جائے تو فرض ہو جاہوے گا، اور اس کا سبب مالدار ہونا ہوگا نہ کہ بچپن میں بیت اللہ دیکھنا۔ واللہ اعلم۔

(مفتی عبدالکریم گمتھلویؒ)

(۸۷) بحالت احرام عورت کو مردانہ جوتا پہننا کیسا ہے؟

سوال:۔ حج کے سفر میں عورت کو جہاز میں چڑھنے اترنے کی حالت میں اس اندیشہ سے کہ زنانہ جوتا بھیڑ میں کسی کے پیر سے دب گیا تو عورت گر جائے گی مردانہ جوتا پہننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ اندیشہ محض وہم ہے، ہزاروں عورتیں زنانہ جوتا پہن کر حج کر چکی ہیں کوئی بھی نہیں گری۔

(علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۸۸) بحالت احرام چشمہ پہن سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال:۔ محرم نظر کی عینک لگا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ لگا سکتا ہے۔

(علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

خواتین کے مسائل اور ان کا حل

یعنی

مجموعہ فتاویٰ برائے خواتین

افادات از اکابرین

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہیؒ
حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ
مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ
مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ
حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم لاجپوریؒ
حضرت مولانا مفتی مختار الدین کربوغہ شریف مدظلہ
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ

مرتب وتحقیق
مولانا مفتی ثناء اللہ محمود صاحب

دار الاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

فہرست عنوانات (جلد دوم)

کتاب النکاح

کفو وغیر کفو (ہم پلہ وغیر ہم پلہ سے نکاح کا بیان)

نکاح کا وکیل

کونسا نکاح جائز ہے کونسا نہیں؟

جن عورتوں سے نکاح جائز نہیں

متفرق مسائل

زوجیت کے حقوق

جن چیزوں سے نکاح ٹوٹتا ہے اور جن چیزوں سے نکاح نہیں ٹوٹتا

شادی کے متفرق مسائل

بیویوں کے درمیان عدل

حق مہر

حرمت مصاہرت (دامادی رشتہ کی حرمت)

(رضاعت) دودھ پلانے کا بیان

طلاق واقع ہونے اور اسکے موزوں وقت کا بیان

باب الکنایات (اشاروں، کنایوں میں طلاق دینا)

طلاق معلق (طلاق کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنا)

تفویض طلاق

خلع کا بیان

ظہار کا بیان

ایلاء

تنسیخ نکاح

طلاق پر گواہی کا بیان

طلاق سے مکر جانے کا بیان

باب العدۃ

باب ثبوت النسب

نسب کے ثابت ہونے کا بیان

پرورش کے حق کا بیان

باب النفقات

نفقہ اور خرچ کا بیان

کتاب الایمان

قسم کھانے اور توڑنے کا بیان

کن الفاظ سے قسم نہیں ہوتی

باب النذور

منّت (نذر) اور صدقہ کا بیان

ایصال ثواب

کتاب البیوع والربوٰ

سود اور خرید وفروخت کا بیان

کتاب الشرکۃ

سود کے بقیہ مسائل

کتاب اللقیط واللقطہ

کتاب الوصیۃ والفرائض

وراثت کا بیان

کتاب الھبۃ

تحفہ دینے کا بیان

جہاد اور شہید کے احکام

قربانی اور ذبح کے مسائل

قربانی کا گوشت

قربانی کی کھال کا مصرف

قربانی کے متفرق مسائل

عقیقہ کے مسائل

خشکی کے جانوروں اور متعلقات کا حکم

دریائی جانوروں کا حکم

پرندے اور ان کے انڈے

متفرق مسائل

کھانے پینے کے مسائل

باب اللعب والغنا والتصاویر
(کھیل کود، گانا بجانا اور تصویروں کا حکم)

کھیل کود

موسیقی اور ڈانس

کتاب الحظر والاباحۃ

جائز ناجائز کے مسائل

عورت کے بناؤ سنگھار کے مسائل

لباس

متفرق مسائل

خاندانی منصوبہ بندی اور اس کے متعلقات

گھریلو رسومات

جائز ناجائز کے مسائل

ناموں سے متعلق

خواتین کے مسائل اور ان کا حل

یعنی

مجموعہ فتاویٰ برائے خواتین

جلد دوم

مرتب و تحقیق
مولانا مفتی ثناء اللہ محمود صاحب

افادات از اکابرین

حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہیؒ	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ
مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ	مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ
حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم لاجپوریؒ	حضرت مولانا مفتی مختار الدین کربوغہ شریف مدظلہ

حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : اکتوبر ۲۰۰۲ء علمی گرافکس پرنٹنگ پریس، کراچی۔
ضخامت : 648 صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

کتاب النکاح

نکاح، مہر، نکاح کی عمر

نکاح کے محارم اور جائز وناجائز نکاح

کے متعلق مسائل کا بیان

کتاب النکاح

(۱) مرد اور عورت کے لئے شادی کی عمر کیا ہے؟

سوال:۔ مسلمان مرد اور عورت پر کتنی عمر میں شادی کرنی واجب ہے؟ میں نے سنا ہے کہ لڑکی کی عمر ۱۹ سال ہو اور لڑکے کی عمر ۲۵ سال تو اس وقت ان کی شادی کرنی چاہئے؟

الجواب:۔ شرعاً شادی کی کوئی عمر مقرر نہیں، والدین بچے کا نکاح نابالغی میں بھی کر سکتے ہیں۔ اور بالغ ہو جانے کے بعد اگر شادی کے بغیر گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو شادی کرنا واجب ہے ورنہ کسی وقت بھی واجب نہیں، البتہ ماحول کی گندگی سے پاک دامن رہنے کے لئے شادی کرنا افضل ہے۔

درمختار وغیرہ میں لکھا ہے کہ اگر نکاح کے بغیر گناہ میں مبتلا ہونے کا یقین ہو تو نکاح فرض ہے، اگر غالب گمان ہو تو نکاح واجب ہے (بشرطیکہ مہر اور نان ونفقہ پر قادر ہو۔) اگر یقین ہو کہ نکاح کر کے ظلم و ناانصافی کرے گا تو نکاح کرنا حرام ہے اور اگر ظلم و ناانصافی کا غالب گمان ہو تو نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے اور معتدل حالات میں سنت موکدہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۲) بیوہ اور رنڈوا کب تک شادی کر سکتے ہیں؟

سوال:۔ بیوہ عورت اور رنڈوا مرد کس عمر تک دوسرا یا تیسرا نکاح کر سکتے ہیں؟

الجواب:۔ جب تک اس کی ضرورت ہو اور جب تک میاں بیوی کے حقوق ادا کرنے کی صلاحیت ہو، بہر حال شریعت میں دوسرے اور تیسرے نکاح کا حکم وہی ہے جو پہلے نکاح کا ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۳) شادی کے معاملے میں والدین کا حکم ماننا

سوال:۔ بعض گھرانوں میں جبکہ اولاد بالغ، سمجھ دار اور پڑھ لکھ جاتی ہے لیکن والدین اپنی خاندانی روایات کو نبھانے کی خاطر یا پھر دولت جائیداد کی خاطر اولاد کو جہنم میں جھونک دیتے ہیں بغیر ان کے رائے جانے ان کی زندگی کے فیصلے کر دیتے ہیں، بے شک اولاد کا فرض ہے کہ ماں باپ کی فرمانبرداری و اطاعت کرے، لیکن کیا خدا نے اولاد کو اس قدر بے بس بنا دیا ہے کہ وہ والدین کے غیر اسلامی فیصلہ جو کہ ان کے زندگی کے متعلق کئے جاتے ہیں ان پر بھی خاموش تماشائی بن کر زندگی ان کے حوالے کر دیں، کیا اولاد کو یہ حق نہیں کہ وہ یہ اہم فیصلہ خود کر سکیں؟

الجواب:۔ شریعت جس طرح اولاد کے ذمہ والدین کے حقوق رکھے ہیں، اس طرح والدین کے ذمہ اولاد کے حقوق رکھے ہیں اور جو بھی ان حقوق کو نظر انداز کرے گا اس کا خمیازہ اسے بھگتنا ہوگا۔ مثلاً شادی کے معاملے میں اولاد کی رضامندی لازم ہے، اگر والدین کسی غیر مناسب جگہ رشتہ تجویز کرے تو اولاد کو انکار کا حق ہے اور اگر وہ اپنی ناگواری کے باوجود محض والدین کی رضا جوئی اور ان کے احترام کی بناء پر اس کو ہنسی خوشی قبول کریں اور پھر نبھا کر دکھادے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم اجر کا مستحق ہے۔ لیکن اگر وہ قبول نہ کرے تو والدین کو اس پر جبر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۴) والدین اگر شادی پر تعلیم کو ترجیح دیں تو اولاد کیا کرے؟

سوال:۔ میرے والدین اگر چہ ہم سب کو بڑی محنت اور توجہ سے تعلیم دلوا رہے ہیں لیکن انہوں نے سوچ رکھا ہے کہ سب کچھ تعلیم ہی ہے۔ میں اگر چہ بہت چھوٹا ہوں لیکن میری بڑی بہنیں ہیں، جنہیں اعلیٰ تعلیم دلوائی جارہی ہے، لیکن میرے والدین کو ذرا بھی ان کی شادی کی فکر نہیں، جبکہ وہ خود بوڑھے ہورہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آج کل کا زمانہ کتنا خراب ہے اور میں بھی بہت چھوٹا ہوں اور جب میں بڑا ہوں گا تو اس وقت تک میری بہنیں ادھیڑ عمر کی ہو چکی ہوں گی پھر تو رشتہ ملنا ہی بہت مشکل ہوگا، جبکہ اس وقت رشتے آرہے ہیں۔ لیکن میرے والد صاحب سب سے ٹال مٹول کرتے رہتے ہیں، جبکہ میں جانتا ہوں میری بہنیں ان رشتوں پر خوش ہیں، اگر

والدین کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں ہے تو کیا اولاد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سول میرج کرلیں؟ جبکہ دونوں ہی مسلمان ہیں اور اسلام میں یہ بات جائز بھی ہے

الجواب: ۔آج کل اعلیٰ تعلیم کے شوق نے والدین کو اپنے اسی فریضہ سے غافل کر رکھا ہے، لڑکوں اور لڑکیوں کی عمر کالج اور یونیورسٹیوں کے چکر میں ڈھل جاتی ہے اور جب وقت گزر جاتا ہے تو ماں باپ کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ مجھے اس طرح کے سینکڑوں خطوط موصول ہو چکے ہیں کہ لڑکی کی عمر ۳۰۔۳۵ برس کی ہوگئی، کوئی رشتہ نہیں آتا اور جو آتا ہے وہ بھی دیکھ کر چپ سادھ لیتا ہے کوئی تعویز وظیفہ اور عمل بتاؤ کہ بچیوں کی شادی ہو جائے، لڑکی پڑھی لکھی قبول صورت اور سگھڑ ہے مگر رشتہ نہیں ہو پاتا وغیرہ۔

خدا جانے کتنے خاندان اس سیلاب میں ڈوب چلے ہیں اور کتنے لڑکے لڑکیاں غلط راستے پر چل نکلی ہیں اس لئے آپ نے جو لکھا ہے وہ ایک دل خراش حقیقت ہے حدیث میں ہے کہ:

(ترجمہ) جب اولاد بالغ ہو جائے اور والدین ان کا نکاح سے آنکھیں بند کئے رکھیں اس صورت میں اگر اولاد کسی غلطی کی مرتکب ہو تو والدین اس جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷۱)

باقی رہا یہ سوال کہ اگر والدین غفلت برتیں تو کیا لڑکا لڑکی خود اپنا نکاح بذریعہ عدالت کر سکتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر دونوں ہر حیثیت سے برابر ہوں تو یہ نکاح صحیح ہوگا، ورنہ نہیں۔ البتہ لڑکے کا کسی جگہ خود شادی کر لینا تو کوئی مسئلہ نہیں، لیکن لڑکی کے لئے مشکل ہے۔ بہر حال اگر لڑکی خود شادی کرنا چاہے تو اس کو یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا کہ جس لڑکے سے وہ عقد کرنا چاہتی ہے وہ ہر حیثیت سے لڑکی کے جوڑ کا ہو۔ اس کو فقہ کی زبان میں کفو کہتے ہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) شادی میں والدہ کی خلاف شرع خواہشات کا لحاظ نہ کیا جائے

سوال: ۔میرے چھوٹے بھائی کی شادی ہونے والی ہے، وہ کہتا ہے کہ براہ راست نکاح پڑھا دیا جائے، لیکن والدہ بضد ہیں کہ پہلے چھوٹی منگنی اور اس کے بعد نکاح مع رسوم کے ہوگا۔ گھر کی

عمارت کو سجاوٹ اور چراغاں بھی کرنا چاہتی ہیں، کیونکہ پھر ان کا کوئی بیٹا نہیں۔ بتایئے والدہ کی جھوٹی خواہشات کا احترام کیا بائے یا سنت محمد ﷺ کی اطاعت کی جائے؟

الجواب:۔ سنت کی پیروی لازم ہے اور والدہ کی خلاف شریعت خواہشات کا پورا کرنا ناجائز ہے مگر والدہ کی بے ادبی نہ کی جائے ان کو مؤدبانہ لہجے میں مسئلہ سمجھایا جائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہید)

(۶) لڑکی اور لڑکے کی کن صفات کو ترجیح دینا چاہئے

سوال:۔ جس وقت رشتوں کا سلسلہ ہوتا ہے یہ بات مشاہدے میں ہے کہ لڑکیوں کو اس موقع پر دیکھا جاتا ہے، کیا یہ صحیح طریقہ ہے؟ دوسری بات یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ چاہئے لڑکی ہو یا لڑکا اس سلسلے میں معاملہ تجارتی بنیادوں پر بھی ہوتا ہے، مثلاً لڑکا کتنا امیر ہے؟ (چاہے حرام ہی کماتا ہو) لڑکی کتنا جہیز لائے گی؟ (چاہے حرام آمدنی کا کیوں نہ ہو) اس سلسلہ میں احکام کیا ہوں گے؟

الجواب:۔ اسلام کا حکم یہ ہے کہ رشتہ کرتے وقت لڑکے اور لڑکی دونوں کی دینداری اور شرافت و امانت کو ترجیح دی جائے جو لڑکا حرام کماتا ہو اس سے وہ لڑکا اچھا ہے جو رزق حلال کماتا ہے خواہ مالی حیثیت سے کمزور ہو اور جو لڑکی دیندار ہو، عفیفہ ہو، شوہر کی فرماں بردار ہو، وہ بہتر ہے خواہ جہیز نہ لائے یا کم لائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷) لڑکیوں کی وجہ سے لڑکوں کی شادی میں دیر کرنا

سوال:۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جہاں بیٹیاں ہوتی ہیں ان کی شادی وغیرہ کے سلسلے میں ان کے بھائیوں کو طویل فہرست انتظار میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ جس کے باعث ان کی عمریں نکل جاتی ہیں یا کافی دیر ہو جاتی ہے۔ کیا از روئے اسلام یہ طریقہ جائز تصور ہوگا اور یہ کہ اس دوران اگر خدانخواستہ وہ فرد گناہ کی طرف راغب ہوگیا تو اس کا وبال کس پر ہوگا؟

الجواب:۔ شرعی حکم یہ ہے کہ مناسب رشتہ ملنے پر عقد جلدی کر دیا جائے تاکہ نوجوان نسل کے جذبات کا بہاؤ غلط رخ کی طرف نہ ہو جائے، ورنہ والدین بھی گناہ میں شریک ہوں گے۔ رشتہ ہی نہ ملتا ہو تو والدین پر گناہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(8) اگر والدین 25 سال سے زیادہ عمر والی اولاد کی شادی نہ کریں؟

سوال:۔ اگر والدین اولاد کی شادی نہ کریں اور ان کی عمریں 25 سال سے بھی تجاوز کر گئی ہوں تو کیا وہ اپنی مرضی سے شادی کر سکتے ہیں؟ اس طرح کہیں والدین کی نافرمانی تو نہیں ہو جائے گی؟

الجواب:۔ ایسی صورت میں اولاد کو چاہئے کہ کسی ذریعہ سے والدین کو احساس دلائیں اور ان کو اولاد کی شادی کرنے پر رضامند کریں، لیکن اگر والدین اس کی پروانہ کریں تو اولاد اپنی شادی خود کرنے میں حق بجانب ہے۔ لڑکے کا کسی جگہ خود شادی کر لینا تو کوئی مسئلہ نہیں لیکن لڑکی کے لئے مشکل ہے۔ بہر حال اگر لڑکی بطور خود شادی کرنا چاہے تو اس کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا کہ جس لڑکے سے وہ عقد کرنا چاہتی ہے وہ ہر حیثیت سے لڑکی کے جوڑ کا ہو اس کو فقہ کی زبان میں کفو کہتے ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(9) شادی کے لئے قرض لینا

سوال:۔ لڑکی اور لڑکا بالغ ہو گئے ہوں اور شادی کے قابل نہ ہوں مگر شادی کرنے کی حیثیت باپ کی نہیں تو قرض لے سکتا ہے یا نہیں؟ یا حیثیت ہونے تک شادی مؤخر کر دے؟

الجواب:۔ اپنی یا بچوں کی شادی مؤخر کرنے میں معصیت کا ارتکاب ہونے کا اندیشہ ہو تو تاخیر نہ کی جائے، بقدر ضرورت (جو مسنون طریقہ سے شادی کرنے کے لئے کافی ہوا تنا) قرض لینے کی شرعاً اجازت ہے۔ جیسا کہ حدیث میں نکاح کر کے عفت کی زندگی گذارنے والے کے لئے اللہ پر حق بیان کیا گیا ہے۔ (نسائی، ابن ماجہ، ترمذی)

اسی حدیث پر شامی میں ہے کہ قرض لینا اس شخص کے لئے جائز ہے، کیونکہ اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود پر لی ہے۔ (صفحہ 2/360) واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(10) ٹیلیفون پر نکاح کی جائز صورت

سوال:۔ کیا ٹیلیفون پر نکاح کرنا جائز ہے؟

الجواب:۔ ٹیلیفون پر نکاح کئی وجوہات کی بناء پر جائز نہیں ہے البتہ ایک صورت ایسی ہے کہ ٹیلیفون کے ذریعے نکاح کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ ٹیلیفون پر نکاح کرنے والا (دولھا) اپنے کسی جاننے والے کو جو اس کی آواز پہچانتا ہو اپنی طرف سے نکاح کا وکیل بنادے اور وکیل اس کی طرف سے ایجاب وقبول کرلے تو یہ نکاح بالکل صحیح اور درست ہو جائے گا۔ جیسا کہ عالمگیری اور شامی میں غائب کے نکاح میں، نکاح بالکتابت اور توکیل کی صورتیں لکھی ہیں، ان کے مطابق اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (ملخص)

(۱۱) غیر مقلد لڑکے سے سنی لڑکی کا نکاح کرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ فرقہ غیر مقلدین کے لڑکوں کے ساتھ اہل سنت والجماعت کی لڑکیوں کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ ہمارے ہاں بعض لوگ نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے بارے میں شرعی فتویٰ صادر فرمائیں۔

الجواب:۔ مقلدین اور غیر مقلدین میں بہت سے اصولی وفروعی اختلافات ہیں یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کو معیار حق نہیں مانتے، ائمہ اربعہ پر سب وشتم کرتے ہیں اور ان کی تقلید کو جس کے وجوب پر علماء امت کا اجماع ہو چکا ہے ناجائز اور بدعت بلکہ بعض تو شرک تک کہہ دیتے ہیں۔ بہت سے اجماعی مسائل کے منکر ہیں، صحابہ کا اجماع ہے کہ بیس رکعت تراویح سنت ہیں یہ لوگ اسے حضرت عمرؓ کی بدعت کہتے ہیں۔ جمعہ کی پہلی اذان کو حضرت عثمانؓ کی بدعت کہتے ہیں۔ ایک مجلس میں تین طلاق کا وقوع جس پر جمہور صحابہ وجمہور علماء کا اجماع ہے انکار کرتے ہیں اور ایک طلاق کا فتویٰ دے کر زناکاری وبدکاری میں مبتلا کرتے ہیں۔

صحابہ نے عورتوں کو نماز کے لئے مسجد میں آنے سے روکا ہے اور اس پر صحابہؓ کا اتفاق ہے، یہ لوگ اسے ٹھکرادیتے ہیں، بعض چار سے زائد شادیاں بیک وقت کرنے کو جائز کہتے ہیں اور یہ لوگ خود ہر معاملے میں ہم سے الگ رہتے ہیں، ان کے علماء ہمارے علمی مجلسوں میں شرکت کرنا گوارا نہیں کرتے ان کی مسجدیں الگ ان کی عیدگاہ الگ ہوتی ہیں اور بعض جگہوں پر جمہور مسلمانوں سے ہٹ کر دوسرے دن عید کرتے ہیں۔

ان چیزوں کے علاوہ (ائمہ اربعہ کی خصوصاً امام ابوحنیفہ اور بعض صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ بن

مسعودؓ) کے بارے میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور اکابرین اہلسنت اور بزرگان دین کی گستاخی کرتے ہیں، ان تمام باتوں کے ساتھ ان سے نکاحی تعلق رکھنا کیسے گوارہ ہوسکتا ہے یہ فتنہ وفساد کا باعث ہے، لڑکی مرد کے ماتحت ہوتی ہے اس لئے اس کے عقائد واعمال یقیناً خراب ہوں گے، لہذا مصلحتاً اس کا دروازہ ہرگز نہ کھولا جائے۔

کتابی عورتوں سے نکاح درست تھا مگر حضرت عمرؓ نے اس سے سختی سے منع فرمایا اور فرمایا کہ میں اسے حرام نہیں قرار دیتا، مگر مسلمانوں کی عمومی مصلحت ہے کہ ان سے نکاح نہ کیا جائے کیونکہ یہ بدعقیدگی اور بداخلاقی و بداعمالی کا موجب ہے۔ مفتی اعظم، مفتی عزیز الرحمٰن فرماتے ہیں کہ ان سے اگر نکاح کیا جائے تو نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن ایسے فرقوں اور متعصب لوگوں سے رسول اللہ ﷺ نے مناکحت و مشاربت وغیرہ کو منع فرمایا ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ ان لوگوں سے بیاہ شادی کے تعلقات قائم نہ کئے جائیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم، صفحہ ۱۷۵/۷) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۲) نابالغ بچوں کے نکاح کا مسئلہ

سوال:۔ نابالغ اور نابالغہ سے ایجاب وقبول کس طرح کرایا جائے؟ اگر کسی نے درج ذیل طریقے سے ایجاب وقبول کرایا تو درست ہے یا نہیں؟ مجلس نکاح میں نکاح خواں دو گواہوں کے سامنے اور حاضرین مجلس کے روبرو نابالغہ لڑکی کے باپ کو خطاب کر کے یوں کہتا ہے کہ آپ نے اپنی لڑکی کو بعوض مہر اتنے میں فلاں صاحب کے لڑکے کے نکاح میں بیوی بنا کر دی، نابالغہ کے باپ نے کہا ہاں دی، پھر نکاح خواں نے لڑکے کے باپ سے کہا کہ آپ نے فلاں صاحب کی لڑکی کو اپنے لڑکے کے نکاح میں بیوی بنا کر قبول کی، تو نابالغ کے باپ نے کہا قبول کی۔ اس طریقہ سے ایجاب قبول کرایا ہوا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ کیا اس میں دونوں سے ''نکاح کیا اور قبول کیا'' کے الفاظ کہلائے جائیں یا نہیں؟ نابالغہ سے اجازت لیں یا نہیں؟ اور دستخط کون کرے؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں نکاح منعقد ہو گیا، ایجاب وقبول کا مذکورہ طریقہ درست ہے، لڑکے اور لڑکی کے والد وکیل نہیں بلکہ ولی ہیں اور ان دونوں (نابالغ اور نابالغہ) سے قبول کیا نکاح کی کہلوانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی نابالغہ سے رسمی اجازت کی ضرورت ہے کیونکہ اس کی اجازت معتبر ہی نہیں ہے۔ اور دستخط والد کریں بقلم ولی لکھ دیں اور اوپر نام بچوں کے لکھ دیں۔

واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۳) مرض الموت میں بیوی سے مہر معاف کرانا

سوال:۔ ہندہ بیمار تھی اس کے مرنے سے پہلے اس کے خاوند نے اس سے کہا کہ میرا کہا سنا معاف کردو اور جو تمہارا مہر ہے وہ بھی معاف کردو۔ اس نے کہا میں معاف کرتی ہوں۔ اس کے چند لمحات کے بعد وہ انتقال کرگئی۔ کیا اس کے اس وقت معاف کرنے سے مہر معاف ہوجائے گا؟

الجواب:۔ مرض الوفات میں معاف کرنا وصیت کے حکم میں ہے اور وارث کے لئے وصیت بغیر ورثاء کی رضامندی کے درست نہیں۔ لہٰذا اگر سارے ورثاء اس معافی پر رضامند ہوں تو خاوند کو مہر کی ادائیگی لازم ہے اور یہ اس متوفیہ کا ترکہ شمار ہوگا، جس میں بحیثیت وارث خاوند کو بھی حصہ ملے گا۔

(مفتی محمد انور)

(لیکن اگر یہ عورت حالت صحت میں معاف کردیتی تو پھر یہ حکم نہ ہوتا، شوہر کے لئے مہر معاف ہوجاتا۔)

(۱۴) سوا بتیس روپے مہر رکھنے کا مسئلہ

سوال:۔ عام مشہور ہے کہ مہر سوا بتیس روپے ہے اور یہی مقرر کرتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

الجواب:۔ سوا بتیس روپے مہر کی کوئی شرعی حیثیت یا اصل نہیں ہے۔ مہر کی کم از کم مقدار میں اصل اعتبار وزن کا ہے اور وہ دس درہم ہے۔ دس درہم کی چاندی ہمارے مروجہ وزن کے اعتبار سے دو تولے ساڑھے سات ماشے بنتی ہے، اتنی مقدار چاندی یا اس کے برابر کوئی بھی مالیت مہر شرعی کی کم از کم مقدار ہے اس سے مزید کم کرنا درست نہیں۔ قیمتوں کی اتار چڑھاؤ سے اتنی چاندی کی قیمت سوا بتیس روپے بن جائے تو پھر اسے مہر شرعی کہا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (جیسا کہ ابن ابی حاتم اور بیہقی کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔) حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ ابن ابی حاتم کی روایت حسن ہے۔

(مفتی محمد انور)

(۱۵) نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنے کا حکم

سوال:۔ کیا دولھا دلہن نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں؟ یعنی منگنی سے پہلے یا بعد میں؟

الجواب:۔ جس عورت کی طرف پیغام نکاح بھیجنے کا ارادہ ہے اسے ایک نظر دیکھ لینا چاہئے اور دیکھنے کا معاملہ چوری چھپے ہونا چاہئے، باقاعدہ زیب وزینت کے ساتھ پیش کرنا اور دیگر خرافات غیرت وشرافت کے منافی ہیں، اس سے احتراز واجب ہے۔ یا پھر بالواسطہ معلوم کرلیا جائے۔ دیکھنے کے متعلق فرمان نبوی ﷺ کے ناقل حضرت جابرؓ کا اپنا عمل ابوداؤد شریف میں مروی ہے کہ انہوں نے ایک لڑکی کے متعلق نکاح کا پیغام بھیجا اور چھپ کر اسے دیکھ لیا پھر اس سے نکاح کرلیا۔ مرد کے لئے دیکھنے کی اجازت متعدد روایات میں منقول ہے، عورت دیکھ سکتی ہے یا نہیں؟ اس کی تصریح نہیں۔ البتہ ایک حدیث میں دیکھنے کی جو علت آپ ﷺ نے بیان فرمائی ہے وہ بظاہر عورت کو بھی شامل ہے۔ الحاصل دیکھنے کی گنجائش ہے، لیکن حیا اور شرافت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ (مفتی محمد عبداللہ۔ مفتی عبدالستار)

(۱۶) خون دینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال:۔ عورت بیمار ہوگئی، خاوند نے اپنی بیوی کو خون دیا تو کیا نکاح میں کوئی خرابی نہیں ہوئی؟ یا خون دینے سے محرم تو نہیں ہو جاتے؟

الجواب:۔ بیوی کو خون دینے کی وجہ سے نکاح میں کوئی نقص نہیں آتا اور جسے خون دیا ہو اس سے بعد میں نکاح بھی ہوسکتا ہے، اس سے محرمیت کا رشتہ پیدا نہیں ہوتا۔ (مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(۱۷) عورت نکاح کے معاملے میں کس قدر آزاد ہے؟

سوال:۔ عورت کو نکاح کے معاملے میں شریعت نے کہاں تک چھوٹ دی ہے؟

الجواب:۔ اس میں شک نہیں کہ یہ رحمت کائنات ﷺ کا لایا ہو دین ہے جس نے انسان کو انسان کی قدر کرنا سکھایا، عدل وانصاف کا قانون جاری کیا، عورت کو آزاد وخود مختار بنایا اور اس کو

اپنی جان و مال کا ایسا ہی مالک قرار دیا جیسے کہ مرد اپنی جان و مال کا مالک ہے۔ کوئی شخص خواہ وہ باپ دادا ہی کیوں نہ ہو عورت کو زبردستی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا۔ اگر وہ زبردستی نکاح کر دے تو وہ اس کی اجازت پر موقوف ہوگا لیکن جیسے عورت کو اس کے حقوق مناسبہ نہ دینا ظلم اور شقاوت ہے اسی طرح اس کو بالکل کھلی چھٹی دے دینا اور مردوں کی نگرانی و سیادت سے آزاد کر دینا بھی بہت سے فتنوں اور فسادات کا ذریعہ ہے۔ عورت کو مردوں کی سیادت اور نگرانی سے آزاد کر دیا جائے تو یہ پورے انسانی معاشرے کے لئے خطرہ عظیم ہے۔ جس سے فساد و خون ریزی اور طرح طرح کے فتنوں کا پیدا ہونا لازمی ہے جیسا کہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے اس لئے قرآن حکیم نے عورتوں کے حقوق واجبہ کے ساتھ یہ بیان بھی فرمادیا کہ مردان کے نگران اور ذمہ دار ہیں، عورتیں جب مردوں کی سیادت و نگرانی سے آزاد ہو جاتی ہیں تو ایسے ایسے بدنتائج سامنے آتے ہیں کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے، نکاح و شادی کے سلسلے میں شریعت کا منشا یہ ہے کہ یہ امور عورت کے اولیاء اور سرپرست انجام دیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

جو عورتیں بے نکاح ہو تو ان کے نکاح کر دیا کرو۔ الایۃ (سورۃ نور، آیت ۳۲)

آیت مذکورہ کے طرز خطاب سے باتفاق ائمہ وفقہاء سے یہ بات ثابت ہے کہ خود اپنا نکاح کرنے کے لئے کوئی مرد یا عورت بلاواسطہ اقدام کرنے کے بجائے اپنے اولیاء اور سرپرستوں کے واسطے سے یہ کام سرانجام دے۔ اس میں دین و دنیا کے بہت سے مصالح وفوائد ہیں، بالخصوص لڑکیوں کے معاملہ میں کہ لڑکیاں اپنے نکاح کا معاملہ خود طے نہ کریں یہ ایک قسم کی بے حیائی بھی ہے اور اس میں فواحش کا راستہ کھل جانے کا بھی خطرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں عورتوں کو خود اپنا نکاح بلاواسطہ ولی کے کرنے سے روکا گیا ہے۔

آیت کریمہ فلا تعضلوھن ان ینکحن کی تفسیر میں امام شافعیؒ لکھتے ہیں یہ آیت واضح ترین ہے جو یہ بتاتی ہے کہ نکاح ولی کے بغیر جائز نہیں ہے۔ (مبسوط سرخسی صفحہ ۵/۱۱)

ترمذی و ابوداؤد وغیرہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ ایسے ہی حضرت عائشہ سے مروی حدیث ہے کہ جو عورت ولی و سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح کرے گی وہ نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے۔

سنن ابن ماجہ میں اس سے زیادہ واضح لفظوں میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ کوئی عورت اپنا نکاح خود کرے۔

البتہ ان احادیث کا مطلب یہ نہیں کہ بالغہ کفو میں نکاح کرلے تو منعقد ہی نہیں ہوگا بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان کے ایسے نکاح مآلاً[1] باطل ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (مفتی محمد انور)

(۱۸) بیوہ کے نکاح کا حکم

سوال: ۔ بیوہ کا نکاح کرنا افضل ہے یا جوانی کی حالت میں یونہی بیٹھی رہے؟

الجواب: ۔ اگر بیوہ صاحب اولاد نہ ہو تو اس کو نکاح کر لینا افضل ہے اور دوسرے نکاح کو عیب سمجھنا تو سخت گناہ ہے اور اگر صاحب اولاد ہو اور دوسرے نکاح سے ان بچوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے کہ شوہر ثانی کی خدمت وغیرہ کی وجہ سے ان بچوں کی پرورش بخوبی نہیں کر سکے گی تو نکاح نہ کرنا بہتر ہے اور اگر بچوں کی پرورش پر نکاح ثانی سے کوئی اثر نہ پڑتا ہو (یعنی کسی قریبی رشتہ دار سے شادی کر لی جائے) تو اس صورت میں بھی نکاح کر لینا افضل ہے اور یہ افضل اور غیر افضل ہونے کا مسئلہ اس وقت ہے جبکہ بیوہ کو نکاح نہ کرنے کی صورت میں اپنے نفس پر پورا قابو ہو اور گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو ورنہ بہر صورت نکاح کر لینا لازم ہے۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۱۹) زنا سے حاملہ عورت کا حمل گرانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: ۔ ایک مسلمان کنواری عورت کو ناجائز حمل ٹھہر گیا، چھ سات مہینہ کے بعد ایک شخص نے باوجود حمل کا علم ہونے کے اس سے نکاح کر لیا اور رسوائی کے خوف سے اس کا حمل ضائع کرا دیا۔

کیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اور حمل ساقط کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اس کے لئے کونسی تعزیر ہے؟

الجواب: ۔ ناجائز طور پر حاملہ ہونے والی کا نکاح درست ہے چاہے زانی سے ہی نکاح ہو یا کسی اور سے، اگر زانی سے ہو تو اس سے مباشرت کرنا بھی اس کے لئے حلال ہے غیر زانی کو حلال نہیں لہذا موجودہ صورت میں نکاح درست ہو گیا، دوسرے نکاح کی ضرورت نہیں لیکن چھ سات ماہ کا ساقط حمل گرانا ایک روایت کے بموجب گناہ ہے جس کا کفارہ توبہ استغفار ہے۔ اور ایک روایت کے مطابق گناہ نہیں ہوا۔ جیسا کہ عالمگیری میں تفصیل ہے۔ جس کے آخر میں ہے کہ ہمارے زمانے میں ہر حال میں ناجائز حمل کو ساقط کرنا جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ الخ۔

(علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

[1] انجام کے اعتبار سے

(۲۰) کم عمر بیوی کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کا حکم

سوال:۔ (۱) شوہر کو اپنی نابالغہ منکوحہ کے ساتھ جسے مباشرت سے تکلیف ہوتی ہو صحبت کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کسی کی منکوحہ اس قدر کم سن ہو کہ صحبت سے کوئی سخت تکلیف ہو جانے یا جان جانے کا اندیشہ ہو تو خاوند کا اس سے صحبت کرنا جرم ہے یا نہیں؟ اور اگر جرم ہے تو شرعاً اس کے لئے کیا سزا ہے؟ اور ایسی صورت میں نابالغہ خود یا اس کا ولی شوہر کو صحبت سے منع کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر شوہر اس صورت میں جبراً ہم بستر ہو جائے اور وہ لڑکی مر جائے یا کسی لا علاج بیماری میں مبتلا ہو جائے تو شرعاً اس کے شوہر کو کیا سزا دی جائے گی؟

الجواب:۔ الدر المختار، فتاویٰ حامدیہ، خیر الرملی، ذخیرہ اور عالمگیری وغیرہ میں اس بارے میں جو عبارت منقول ہیں، ان کی روشنی میں یہ جوابات معروض ہیں کہ نابالغہ اگر بدن اور اٹھان کی اچھی ہو کہ اس کو جماع سے نا قابل برداشت تکلیف نہ ہو تو اس سے جماع کرنا جائز ہے اور اگر نا قابل برداشت تکلیف ہوتی ہو تو جائز نہیں۔ اور ایسی صورت میں صحبت کرنا جرم ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ اگر وہ نابالغہ اس وجہ سے مر جائے تو اس کے شوہر کے خاندان پر دیت لازم ہوگی جو ایک ہزار دینار ہے اور شوہر کے ذمہ مہر لازم ہے اور اگر عورت کو سخت تکلیف پہنچی ہو اور وہ مری نہیں تو شوہر کے ذمہ اس کا علاج اور معالجہ لازم ہے اور یہ سب اس صورت میں ہے جب بیوی اتنی کمسن و کمزور ہو کہ جماع برداشت کرنے کی اہل نہ ہو۔ لیکن اگر اٹھان ایسی ہو کہ جماع کو برداشت کر سکے تو شوہر پر کچھ ضمان نہیں، نہ دیت نہ کچھ تعزیر وغیرہ۔

اور اس صورت میں لڑکی کے اولیاء یا وہ خود اسے صحبت سے منع کر سکتے ہیں لیکن اگر شوہر یہ دعویٰ کرے کہ منکوحہ جماع برداشت کرنے کی اہل ہے اور نابالغہ کا ولی یہ دعویٰ کرے کہ وہ ایسی نہیں ہے تو اس اختلاف کا فیصلہ شرعی حاکم کرے گا۔ وہ معتبر عورتوں سے کہے کہ اس لڑکی کو دیکھ کر بتائیں کہ وہ جماع برداشت کر سکتی ہے یا نہیں۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۲۱) رخصتی کتنے سال میں ہونی چاہیئے

سوال:۔ لڑکی کی رخصتی کر دی جاتی ہے جبکہ لڑکے کی عمر صرف ۱۶ سال لڑکی کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال

ہوتی ہے اس عمر میں رخصتی کے انتہائی تباہ کن نتائج دیکھنے میں آئے ہیں، جن کی تفصیل یہاں ممکن نہیں آپ مہربانی فرما کر یہ بتایئے کہ کیا اتنی کم عمر میں رخصتی جائز ہے؟

الجواب:۔ شرعاً جائز ہے اور اگر کوئی خاص رکاوٹ نہ ہو تو لڑکے لڑکی کے جوان ہو جانے کے بعد۔ اسی میں مصلحت بھی ہے، ورنہ بگڑے ہوئے معاشرہ میں غلط کاریوں کے نتائج اور بھی تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔ حلال کے لیے تباہ کن نتائج (جو محض فرضی ہیں) پر نظر کرنا اور حرام کے لئے تباہ کن نتائج (جو واقعی اور حقیقی ہیں) پر نظر نہ کرنا نظر و فکر کی غلطی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۲۲) بغیر ولی کی اجازت کے نکاح

سوال:۔ ایک لڑکی کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی اس نے عدت کے بعد تایازاد بہن کے لڑکے سے نکاح کیا اس نے بھی طلاق دے دی اور عدت گزرنے کے بعد اس نے پہلے شوہر سے نکاح کر لیا، دوبارہ نکاح میں لڑکی کے رشتہ دار شامل نہ ہو سکے کیونکہ صرف ماں راضی تھی گو بھائی شامل نہ ہوا اور گواہ میں کوئی دوسرے شامل نہ ہوں تو نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جو صورت آپ نے لکھی ہے اس کے مطابق پہلے شوہر سے نکاح صحیح ہے خواہ بھائی یا رشتہ دار اس نکاح میں شامل نہ ہوئے ہوں، تب بھی یہ نکاح صحیح ہے۔ اولیاء کی رضامندی پہلی بار نکاح کے لئے ضروری ہے۔ اسی شوہر سے دوبارہ نکاح کے لئے ضروری نہیں کیونکہ وہ ایک بار اس شوہر سے نکاح پر رضامندی کا اظہار کر چکے ہیں بلکہ اگر لڑکی پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو اولیاء کو اس سے روکنے کی قرآن کریم میں ممانعت آئی ہے۔ اس لئے اگر بھائی راضی نہیں تو وہ گناہ گار ہیں۔ لڑکی کا نکاح پہلے شوہر سے صحیح ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۲۳) ولی کی اجازت کے بغیر لڑکی کی شادی کی نوعیت

سوال:۔ محترم کیا دین اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ایک بالغ لڑکی اپنی پسند کے مطابق کسی لڑکے سے شادی کر سکے، جبکہ والدین جبراً کسی دوسری جگہ چاہتے ہوں جہاں لڑکی تصور ہی نہ کر سکے اور مرنا پسند کرے؟

الجواب:۔ لڑکی کا والدین سے بالا بالا نکاح کر لینا شرافت و حیاء کے خلاف ہے، تاہم اگر اس

نے نکاح کرلیا تو اس کی دو صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ لڑکا اس کی برادری کا تھا اور تعلیم، اخلاق، مال وغیرہ میں بھی اس کے جوڑ کا تھا، تب تو نکاح صحیح ہوگیا۔ والدین کو بھی اس پر راضی ہونا چاہئے، کیونکہ ان کے لئے یہ نکاح کسی عار کا موجب نہیں اس لئے انہیں خود ہی لڑکی کی چاہت کو پورا کرنا چاہئے، دوسری صورت یہ ہے کہ وہ لڑکا خاندانی لحاظ سے لڑکی کے برابر کا نہیں اس میں بھی کچھ تفصیل ہے۔ یا تو اس کی برادری کا، مگر عقل و شکل، مال و دولت، تعلیم اور اخلاق و مذہب کے لحاظ سے لڑکی سے گھٹیا ہے تو اس صورت میں لڑکی کا اپنے طور پر نکاح کرنا شرعاً لغو اور باطل ہوگا جب تک والدین اس کی اجازت نہ دیں۔ آج کل جو لڑکیاں اپنی پسند کی شادی کرتی ہیں آپ دیکھ لیجئے کہ وہ اس شرعی مسئلہ کی رعایت کہاں تک کرتی ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

فصل: نابالغ اولاد کا نکاح

(۶۴) بالغ ہوتے ہی نکاح فوراً مسترد کرنے کا اختیار

سوال:۔ کیا نابالغ لڑکی کا نکاح نابالغ لڑکے سے ہو جاتا ہے، جبکہ وہ دونوں اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ اپنی والدہ کا دودھ پی رہے ہوتے ہیں۔ بعض خاندانوں میں ایسے نکاح کا رواج عام ہے اور اس نکاح کے تمام فرائض لڑکی کی ماں اور لڑکے کا باپ انجام دیتے ہے۔ کیا یہ نکاح شریعت کی رو سے جائز ہے؟

الجواب:۔ نابالغی میں بچوں کا نکاح نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ان کے بالغ ہونے کے بعد ان کے رجحان کا لحاظ کرتے ہوئے کرنا چاہئے۔ تاہم بعض اوقات والدین از راہ شفقت اسی میں بھلائی دیکھتے ہیں کہ نابالغی میں بچے کا عقد کر دیا جائے۔ اس لئے شریعت نے نابالغی کے نکاح کو بھی جائز رکھا ہے پھر اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر نکاح باپ نے یا دادا نے کیا ہو تو بچوں کو بالغ ہونے کے بعد اختیار نہیں بلکہ لڑکا اگر اس رشتہ کو پسند نہیں کرتا تو طلاق دے سکتا ہے اور اگر لڑکی پسند نہیں کرتی تو خلع لے سکتی ہے اور باپ یا دادا کے علاوہ کسی اور نے نابالغ کا نکاح کر دیا تو بالغ ہونے کے بعد ان کو اس نکاح کے رکھنے یا مسترد کرنے کا اختیار ہے، مگر اس کے لئے یہ ضروری شرط ہے کہ جس مجلس میں وہ بالغ ہوئے ہوں اسی مجلس میں بالغ ہوتے ہی اس کو مسترد کر دیں اور اگر بالغ ہونے کے بعد فوراً اسی مجلس میں نکاح کو مسترد نہیں کیا بلکہ مجلس کے برخاست ہونے تک خاموش رہے تو نکاح پکا ہو جائے گا بعد میں اسی کو مسترد نہیں کر سکتے۔

(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۶۵) نابالغ کا نکاح اور بلوغت کے بعد اختیار

سوال:۔ ہمارے گاؤں میں نکاح کا ایک طریقہ رائج ہے جو کہ کم وبیش ہی پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی ابھی چھوٹی عمر کے ہی ہوتے ہیں یعنی بالکل نابالغ بچے ہوتے ہیں کہ ان کے والدین ان نابالغ بچوں کے نکاح کا آپس میں ایک معاہدہ کر لیتے ہیں۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ کیا یہ نکاح اسلام میں جائز ہے، ہماری مقامی زبان میں اسے جابہ قبولہ کہتے ہیں کیونکہ میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ نکاح میں لڑکے اور لڑکی رضامند ہونا نہایت ہی ضروری ہے ورنہ جبراً نکاح نہیں ہوتا اگر یہ جابہ قبولہ جائز ہے تو اس کی شرائط کیا ہیں اور یہ معاہدہ کون کر سکتا ہے؟ نیز بالغ ہونے پر لڑکے اور لڑکی کی رضامندی نہ ہو تو ان کے لئے کیا حکم ہے اور اس معاہدہ یعنی جابہ قبولہ کا شریعت کی رو سے نام کیا ہے؟

الجواب:۔ نابالغی کا نکاح جائز ہے، پھر اگر باپ اور دادا کے علاوہ کسی اور نے کرادیا تھا تو بالغ ہونے کے بعد لڑکی کو اختیار ہوگا کہ وہ اسے رکھے یا مسترد کر دے، مگر شرط یہ ہے جس مجلس میں لڑکی بالغ ہو اسی مجلس میں اعلان کر دے ورنہ نکاح لازم ہو جائے گا اور بعد میں مسترد کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور باپ دادا کے کئے ہوئے نکاح کو مسترد کرنے کا اختیار نہیں، الا یہ کہ واضح طور پر یہ نکاح اولاد کی رعایت وشفقت کی بناء پر نہیں بلکہ کسی لالچ کی بناء پر کیا ہو۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

باب کفو وغیر کفو

(۲۶) کفو کا کیا مفہوم ہے؟

سوال:۔ کیا لڑکا اور لڑکی سول میرج کر سکتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا تھا کہ اگر دونوں ہر حیثیت سے برابر ہوں تو نکاح صحیح ہے، ورنہ نہیں آپ ہر حیثیت سے برابر کی وضاحت کریں؟

الجواب:۔ لڑکا ہر حیثیت سے لڑکی کے برابر ہو، اس سے مراد یہ ہے کہ دین، دیانت، مال و نسب، پیشہ اور تعلیم میں لڑکا لڑکی سے کم نہ ہو۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۷) فلسفہ کفو وغیر کفو کی تفصیل

سوال:۔ دو ایک سوال کے جواب میں نکاح کی بابت آپ نے کچھ فرمایا، جس کا نچوڑ یہ ہے کہ بالغ لڑکا اور لڑکی کا نکاح ان کے والدین کی مرضی کے خلاف ان کے عدم موجودگی میں صرف اسی صورت جائز ہوگا جب دونوں لڑکا اور لڑکی۔ برادری، تعلیم اخلاق، مال، عقل وشکل میں (آپ کے الفاظ میں) ہم پلہ ہوں۔ قبلہ جہاں تک اخلاق کی بات ہے وہ قابل فہم ہے، باقی باتیں میری ناقص عقل میں نہیں آتیں۔ میں نے اب تک تو یہی پڑھا اور سنا ہے کہ مذہب اسلام میں کسی عربی کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر فوقیت حاصل نہیں اور مسلمان کی حیثیت ومرتبہ کا تعین صرف تقویٰ، ایمان واخلاق اور نیک اعمال سے ہوگا نسل، برادری وجاہت ودولت سے نہیں اور جب یہ بات ہے تو بالغ مرد وعورت کے نکاح کے لئے مذکورہ بالا شرائط مثلاً عقل وشکل، مال وبرادری وغیرہ کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ (خواہ یہ نکاح والدین کی مرضی کے مطابق نہ ہو) حضور والا اگر کچھ

اس پر روشنی ڈالیں تو مجھ کم علم کی الجھن دور ہو جائے؟

الجواب:۔ جناب نے اسلامی مساوات کے بارے میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بالکل درست اور بجا ہے اسلام کسی کو کسی پر فخر کی اجازت نہیں دیتا، نہ رنگ و نسل، عقل و شکل اور برادری یا مال کو معیار فضیلت قرار دیتا ہے، لیکن اس پر بھی غور فرمایئے کہ نکاح اس مقدس رشتہ کا نام ہے جو نہ صرف زوجین کو بلکہ ان کے تمام متعلقین کو بھی بہت سے حقوق و فرائض کا پابند کرتا ہے اور ان تمام حقوق و فرائض کی ادائیگی نہ صرف میاں بیوی کی مکمل یکجہتی اور ہم آہنگی پر موقوف ہے بلکہ دونوں طرف کے اہل تعلق کے درمیان باہمی انس واحترام کو بھی چاہتی ہے۔

ادھر انسانی نفسیات کی کمزوری کا یہ عالم ہے کہ بہت ہی کم اور شاذ ونادر ایسے حضرات ہوں گے جو صرف (اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ) کے اصول پر رشتہ ازدواج میں کافی سمجھیں اور ان کی نظر نہ لڑکے لڑکی کی عقل و شکل پر جائے نہ تعلیم و تہذیب پر، نہ رنگ و نسب پر، نہ جاہ و مال پر، رشتہ ازدواج چونکہ محض ایک نظریاتی چیز نہیں بلکہ زندگی کی امتحان گاہ میں ہر لمحہ اسے عملی تجربوں سے گزرنا ہوتا ہے اور اس رشتہ سے بڑھ کر (اپنے عملی آثار و نتائج کے اعتبار سے) کوئی رشتہ اتنا نازک، اتنا طویل اور ایسے وسیع تعلقات اور ذمہ داریوں کا حامل نہیں، اس لئے اسلام نے جو صحیح معنوں میں دین فطرت ہے انسانی فطرت کی ان کمزوریوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور نہ وہ ایسا کرسکتا تھا اس لئے اس نے اپنے اصول مساوات کے مطابق جہاں یہ فتویٰ دیا کہ ایک مسلمان خاتون کا نکاح بلاتمیز رنگ و نسل، عقل و شکل اور مال و وجاہت ہر مسلمان کے ساتھ جائز ہے وہاں اس نے انسانی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ پابندی بھی عائد کی ہے کہ اس عقد سے متاثر ہونے والے اہم ترین افراد کی رضامندی کے بغیر بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے۔ یہ حاصل ہے اسلام میں مسئلہ کفو کی اہمیت کا۔

اس مختصر سی وضاحت کے بعد اب میں مسئلہ لکھتا ہوں ایک اعلیٰ ترین خاندان کا فرد اپنی فرشتہ سیرت اور حور شمائل صاحب زادی کا عقد اس کی رضامندی سے کسی نومسلم حبشی کے ساتھ کردیتا ہے تو اسلام نہ صرف اس کو جائز رکھتا ہے بلکہ اسے داد تحسین دیتا ہے۔ یہ تو ہوا اسلام کا اصول مساوات۔

اب لیجئے دوسری صورت کہ ایک شریف اور اعلیٰ خاندان کی لڑکی صرف اپنے جوش عشق میں کسی ایسے لڑکے سے نکاح کرلیتی ہے جو حسب و نسب عزو شرف، دین وتقویٰ، علم و فضل، مال وجاہ

کے لحاظ سے کسی طرح بھی اس کے جوڑ کا نہیں اور یہ عقد والدین اور اقربا کی رائے کے علی الرغم (الخ) ہوتا ہے، تو چونکہ رشتہ ازدواج میاں بیوی کو دو بکریوں کی طرح باندھ دینے کا نام نہیں بلکہ اس کے کچھ حقوق و فرائض بھی ہیں اور اسلام یہ دیکھتا ہے کہ ان حالات میں اس مقدس رشتہ کے نازک ترین حقوق اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ ادا نہیں ہوسکیں گے، اس لئے والدین اور اولیاء کی رضامندی کے بغیر اسلام اس بے جوڑ عقد کو ناروا قرار دے کر ان تمام فتنوں اور لڑائی جھگڑوں کا دروازہ بند کردینا چاہتا ہے، جو اس بے جوڑ عقد کے نتیجے میں پیدا ہوسکتے ہیں۔ اگر جناب ان معروضات پر توجہ فرمائیں گے تو مجھے توقع ہے کہ اسلام کا دین فطرت ہونا بھی آپ پر کھل جائے گا۔
(مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۲۸) غیر کفو میں نکاح باطل ہے

سوال:۔ اگر ایک لڑکا اور ایک لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور لڑکی والوں کا یہ قانون یا رواج ہے کہ وہ خاندان سے یا برادری سے باہر لڑکی نہیں دیتے اور جس لڑکے کو لڑکی پسند کرتی ہے وہ غیر برادری کا ہے اور تعلیم، اخلاق اور مالی حیثیت میں لڑکی سے کم نہیں ہے اور وہ دونوں گھر والوں سے چھپ کر شادی کر لیتے ہیں تو کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر لڑکا ہر طرح لڑکی کی حیثیت کے برابر کا ہے کہ لڑکی کے وارثوں کو اس نکاح سے کوئی عار نہیں لاحق ہوتی تو نکاح صحیح ہے۔

سوال:۔ اگر باپ دادا اور بھائی کی غیر موجودگی میں نکاح باطل ہے تو شریعت کے مطابق اس نکاح کی اہمیت کیا ہے، جو والدین سے چھپ کر کرتے ہیں یعنی کورٹ میرج؟

الجواب:۔ اگر کفو میں ہو تو جائز ہے، اور اگر غیر کفو میں ہو تو باطل۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) غیر برادری میں شادی کرنا شرعاً منع نہیں

سوال:۔ بعض مسلمان برادریاں اپنے سوا دوسری مسلمان برادریوں میں شادی بیاہ کرنا بہ منزلہ حرام کے سمجھتی ہیں۔ برائے مہربانی تحریر فرمایئے کہ ان کا یہ فعل شرعی لحاظ سے کیسا ہے؟ اس قسم کے ایک نکاح کی ایک ایسے صاحب شدید مخالفت کررہے ہیں جن کے والد کے نکاح میں غیر

برادری کی دو خواتین تھیں اور بیٹے کے گھر میں بھی غیر برادری کی خاتون ہے، ان صاحب کی اس مخالفت کی شرعی کیا حیثیت ہے؟

الجواب:۔ برادری کے محدود دائرے میں شادی بیاہ کرنے پر بعض برادریوں کی طرف سے جو زور دیا جاتا ہے اور بعض دفعہ اس پر ہرجانہ یا بائیکاٹ تک کی سزا دی جاتی ہے یہ تو شرعاً بالکل غلط ہے اور حرام ہے۔ لڑکی اور اس کے والدین کی رضامندی سے دوسری اسلامی برادریوں میں بھی نکاح ہو سکتا ہے اور اس میں شرعاً کوئی عیب کی بات نہیں اور اگر دوسری برادری کا لڑکا نیک ہو اور اپنی برادری میں ایسا رشتہ نہ ہو تو غیر برادری کے ایسے نیک رشتے کو ترجیح دینی چاہئے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) لڑکی کا غیر کفو خاندان میں بغیر اجازت کے نکاح منعقد نہیں ہوا

سوال:۔ ایک لڑکی نے والدین کی رضامندی کے بغیر کورٹ سے مختار نامہ لے کر اپنے سابقہ ڈرائیور سے شادی کر لی، ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ نکاح صحیح ہے یا والد کو فسخ کرنے کا حق ہے؟ جبکہ لڑکی میمن خاندان کی ہے، لڑکا پٹھان ہے، عادات و اخلاق کے اعتبار سے لڑکی والے اور لڑکا والوں میں بڑا فرق ہے، مالی اعتبار سے بھی لڑکے کی کچھ حیثیت نہیں ہے، لڑکی کو اپنی حیثیت کے مطابق خرچہ بھی نہیں دے سکتا والدین کا خیال ہے کہ موجودہ نکاح غیر قانونی اور غیر شرعی ہے۔ لڑکی والوں کے خاندان پر بدنما داغ ہے جبکہ لڑکے کی ایک بیوی پہلے سے موجود بھی ہے اب کیا صورت ہوگی؟

الجواب:۔ اگر لڑکا اور لڑکی کے درمیان نسب کے اعتبار سے مال کے اعتبار سے دین کے اعتبار سے یا پیشے کے اعتبار سے جوڑ نہ ہو تو والدین کی رضامندی کے بغیر کیا گیا نکاح شرعاً صحیح نہیں ہے، اور ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دینا واجب ہے۔ مذکورہ سوال میں چونکہ پیشہ اور مال کے اعتبار سے لڑکا لڑکی کی ہم پلہ نہیں ہے، اس لئے نکاح منعقد نہیں ہوا دونوں کے درمیان علیحدگی ضروری ہے۔ لڑکی اور لڑکا اگر علیحدگی پر رضامند نہیں تو لڑکی کے والدین کو شرعاً قانونی و عدالتی کاروائی کرنے کا حق ہے۔ بہر حال لڑکی کی رضامندی پر والدین کی مرضی کے خلاف، غیر خاندان میں جو نکاح ہوا وہ صحیح نہ ہوا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۱) بالغہ لڑکی اولیاء کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرے تو نکاح باطل ہے

سوال:۔ کیا کوئی عورت بالغہ اپنی مرضی سے اور اپنے اولیاء کی رضامندی کے بغیر غیر کفو میں شادی کرلے تو نکاح ہوگا یا نہیں؟ اور اس کے اولیاء کو حق فسخ حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورت کے اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوگا، یعنی اگر کوئی شریف سید، شیخ، مغل یا پٹھان عورت اپنے اولیاء کی اجازت کے بغیر جولاہے سے نکاح کرلے تو یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا، بلکہ ابتداء ہی سے باطل ہے۔ فسخ کی بھی ضرورت نہیں۔

یہ تو اس سوال کا جواب ہوا۔ مگر یہ بات واضح رہے کہ اس مسئلہ کی بناء اس پر نہیں کہ یہ قوم شرعاً رذیل ہے (کیونکہ بنص قرآنی افضلیت اقوام کا معیار تقویٰ ہے، بلکہ اس کی بناء اس بات پر ہے کہ نکاح کے مصالح عادتاً ہم کفو اقوام ہی میں حاصل ہوتے ہیں اور یہ مشاہدہ ہے، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے شریعت نے نکاح میں کفائت کا لحاظ کیا ہے، تاکہ نکاح کے مصالح بخوبی حاصل ہوں۔ البتہ اگر عورت کے اولیاء راضی ہوکر غیر کفو سے کردیں تو ان کا راضی ہونا اس کی علامت ہوگی کہ اس غیر کفو سے بھی مصالح نکاح حاصل ہونے کی امید ہے تو اس صورت میں غیر کفو سے بھی عورت کا نکاح درست ہے۔

اور پھر مصالح نکاح صرف میاں بیوی کی رضامندی میں منحصر نہیں بلکہ اس کے ساتھ زوج و زوجہ کی قرابت (رشتہ داروں) میں رابطہ، اتحاد ومحبت، ہم آہنگی اور ایک دوسرے کی مدد وتعاون کا پیدا ہونا بھی ملحوظ ہے اور یہ بات غیر کفو کے نکاح میں مفقود ہے، الا ماشاء اللہ کوئی ایک نادر مثال ہوسکتی ہے چونکہ نادر معدوم کی طرح ہے اس لئے احکام میں اس کا اعتبار نہیں ہے۔

اور اگر غیر کفو میں نکاح کی صورت میں عورت کا خاوند اگر جلدی مرگیا لاولد ہو یا چھوٹے بچے چھوڑ کر، تو لڑکی کا خاندان تو ناراضگی کی وجہ سے مدد نہیں کرے گا، اس سے بہت تکلیف ہوگی، اس لئے اور دوسری وجوہات ومصالح کی وجہ سے کفائت (برابری کا نکاح میں لحاظ ہے۔ اور اگر عدم کفائت میں مرد کا پلہ بھاری اور عورت کا پلہ ادنیٰ ہو تو نکاح درست ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ مصالح فوت نہیں ہوتے۔ واللہ اعلم۔

(علامہ ظفر احمد عثمانی)

(۳۲) اولیاء نے دھوکہ میں آ کر لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کر دیا

سوال:۔ ایک بالغہ لڑکی کا نکاح اس کے سوتیلے باپ نے زید کے ساتھ کیا جس نے اپنے کو شیخ انصاری بتایا، نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ زید جولاہا ہے، چونکہ یہ نکاح لاعلمی میں غیر کفو میں ہو گیا تھا کیا شرعاً درست اور جائز ہے؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں نکاح تو منعقد ہو گیا لیکن چونکہ زید نے ہندہ اور اس کے اولیاء کو دھوکہ دیا اور اپنے کو انصاری ظاہر کیا اور وہ لوگ یہی سمجھ کر نکاح پر راضی ہوئے اس لئے ہندہ اور اس کے اولیاء کو نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل ہے، وہ عدالت میں دعویٰ کر کے نکاح کو فسخ کرا سکتے ہیں۔ عدالت اس نکاح کو فسخ کر دے گی تو شرعاً نکاح فسخ ہو جائے گا، جس کے بعد ہندہ دوسری جگہ اپنا نکاح کفو میں کر سکے گی۔ تفصیل کے لئے رسالہ ''الحیلۃ الناجزہ'' مطالعہ کریں۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۳۳) نابالغہ کا ولی معاف کر دے تو معاف نہ ہو گا

سوال:۔ ایک نابالغہ یتیم لڑکی کا نکاح زید سے ہوا، رخصتی ہوئی مگر نابالغ ہونے کی بناء پر خلوت وغیرہ نہ ہوئی اور ہندہ کسی کے بہکانے سے دن کے وقت بلا اجازت اپنے شوہر کے والدہ کے گھر چلی گئی اور بعد میں آپس میں پنچائت کے سامنے معاملہ ہوا تو یہ طے ہوا کہ لڑکی فارغ خطی چاہتی ہے لہذا لڑکی کے بھائی نے مہر کی معافی لکھ دی اور زید نے فارغ خطی پر دستخط کر دیئے۔ سوال یہ ہے کہ ہندہ بالغ ہو کر اگر زید پر مہر کا دعویٰ کر دے تو اسے مہر کا شرعاً استحقاق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں زید کی طلاق واقع ہو گئی لیکن ہندہ کے بھائی نے جو ہندہ کی طرف سے مہر کی معافی لکھی ہے اس سے مہر کی معافی نہیں ہوئی، ہندہ اپنے نصف مہر کی شرعاً مستحق ہے۔ جیسا کہ الدر المختار اور شامی میں ہے۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۳۴) چاہت میں خفیہ شادی کرنا غلط ہے

سوال:۔ ایک لڑکے لڑکی نے چاہت میں غیر کفو میں شادی کر لی، دونوں کے والدین کو علم نہیں ہوا بعد

ازاں لڑکی کے چچا نے پولیس کے ذریعہ لڑکی واپس منگوائی اور یہ کہہ کر اس کا دوسرا نکاح کر دیا کہ پہلا نکاح نابالغی میں ہوا تھا، اب اگر لڑکا ثبوت پیش کرے کہ جب میں نے نکاح کیا تھا تو لڑکی بالغ تھی تو ایسی صورت میں کون سا نکاح صحیح ہوا پہلا یا دوسرا؟

الجواب:۔ لڑکی اگر اپنے اولیا کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں شادی کرنا چاہے تو یہ نکاح نہیں ہوتا، والدین کے علم کے بغیر جو شادیاں کی جاتی ہیں وہ عموماً ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اس لئے صورت مسئولہ میں پہلا نکاح غلط تھا دوسرا صحیح ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

نکاح کا وکیل

(۳۵) کیا ایک ہی شخص لڑکی لڑکے دونوں کے طرف سے قبول کر سکتا ہے؟

سوال:۔ اگر کسی شادی میں لڑکی کا باپ نکاح میں کہے کہ میں لڑکی کے والد کے حیثیت سے اپنی لڑکی کا نکاح فلاں لڑکے سے کرتا ہوں، پھر کہے کہ لڑکے کے سرپرست کی حیثیت سے میں قبول کرتا ہوں، تین بار کہے، تو کیا نکاح ہو گیا یا کہ نہیں؟

الجواب:۔ جو شخص لڑکے اور لڑکی دونوں کی جانب سے وکیل یا ولی ہو اگر وہ یہ کہہ دے کہ میں نے فلاں لڑکی کا فلاں لڑکے سے نکاح کر دیا تو نکاح ہو جاتا ہے، یعنی اس بات کی بھی ضرورت نہیں کہ ایک بار یوں کہے کہ میں فلاں لڑکی کا فلاں لڑکے سے نکاح کرتا ہوں اور دوسری بار یوں کہے کہ اس لڑکے کی طرف سے قبول کرتا ہوں اور تین بار دہرانے کی بھی ضرورت نہیں صرف ایک بار گواہوں کے سامنے کہہ دینے سے نکاح ہو جائے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۶) اجنبی اور نامحرم مردوں کو لڑکی کے پاس وکیل بنا کر بھیجنا خلاف غیرت ہے

سوال:۔ ہمارے یہاں رواج ہے کہ جب کسی گھر میں لڑکی کی منگنی کی جاتی ہے تو دس بیس آدمی یا کم بیش لڑکے کے گھر والوں کی طرف سے لڑکی والے کے گھر جاتے ہیں، ساتھ ہی کافی مقدار میں مٹھائی وغیرہ اور لڑکی کے لئے کئی جوڑے کپڑا اور جوتے اور انگوٹھی لڑکی کو پہناتے ہیں

جو تھوڑی دیر کے بعد اتار دیتے ہیں اس کے بعد لڑکے والوں کی آمد رفت خلاف معمول کسی تکلف کے بغیر رہتی ہے۔

پھر شادی سے دو چار دن پہلے لڑکی کو کچھ مستورات لڑکے کے گھر سے آ کر مایوں بٹھاتی ہیں اور لڑکی کے والدین لڑکی کے لیے جہیز وغیرہ بناتے ہیں، غرض مدعا یہ ہے کہ یہ سب باتیں ہوتی ہیں اور لڑکی کو اپنے رشتے اور نسبت کا پورا پورا علم ہوتا ہے اور وہ تمام معاملے میں خاموش رہتی ہے اور ان تمام باتوں کو لڑکی منظور کرتی ہے، اس کی صاف دلیل یہ ہے کہ لڑکی کسی بات پر انکار نہیں کرتی تو بوقت نکاح بعض حضرات لڑکی کے پاس اجازت کے لئے دو گواہ بھیجتے ہیں جو کہ غیر محرم ہوتے ہیں اور غیر محرم عورتوں میں بلا جھجک جاتے اور لڑکی سے اجازت نکاح اور وکیل کا سوال کرتے ہیں، اکثر و بیشتر لڑکی خود نہیں بولتی پڑوس والی عورتوں میں سے کوئی عورت کہہ دیتی ہے کہ لڑکی نے فلاں کو وکیل مقرر کیا ہے، جب کہ لڑکی کا باپ، بھائی، چچا وغیرہ مجلس میں موجود ہوتے ہیں، بعض اوقات ایسے نام بھی وکالت کے لیے سامنے آتے ہیں جن کی ولی اقرب کی موجودگی میں وکالت جائز بھی نہیں ہوتی، کیا یہ سب کچھ جائز ہے؟

الجواب: ۔ اجنبی اور نامحرم لوگوں کا لڑکی کے پاس اجازت کے لئے جانا خلاف غیرت ہے، معلوم نہیں لوگ اس خلاف غیرت وحیا، رسم کو کیوں سینے سے چمٹائے ہیں۔ باپ لڑکی کا ولی ہے، وہی اس کی جانب سے نکاح کرنے کا وکیل اور مجاز بھی ہے، البتہ رشتہ طے کرنے اور مہر وغیرہ کے سلسلے میں لڑکی سے مشورہ ضرور ہونا چاہئے اور یہ مشورہ لڑکی کی والدہ اور دوسری مستورات کے ذریعہ ہوسکتا ہے اور آج کل تو نکاح کے فارم میں تمام امور کا اندراج ہوتا ہے، نکاح کے فارم پر دستخط کرنے سے لڑکی کی اجازت بھی معلوم ہو جاتی ہے اس لئے اجنبی نامحرم اشخاص کو دلہن کے پاس بھیجنے (اور ان کے دلہن سے بے حجابانہ ملنے) کی رسم قطعاً موقوف کر دینی چاہئے، شادی کی تیاری کے باوجود کنواری لڑکی کا اس پر خاموش رہنا اس کی طرف سے اجازت ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

فصل: کونسا نکاح جائز ہے؟

(۳۷) بھتیجے کی بیوہ سے نکاح کرنا جائز ہے

سوال:۔ ایک شخص کے بھتیجے کا انتقال ہوگیا، اس نے زوجہ بیوہ چھوڑی اب اس شخص کے لئے اپنے بھتیجے کی بیوہ سے نکاح کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر بھتیجے کی بیوہ سے اس شخص کی اور کوئی قرابت محرمہ نہ ہو، مثلاً وہ بیوہ خود اس شخص کی سگی بھتیجی یا بھانجی نہ ہوتو محض بھتیجے کی بیوی ہونے سے وہ اس پر حرام نہ ہوگی، بلکہ اس سے نکاح درست ہے، بشرطیکہ بیوہ دل سے راضی ہو، اس پر کسی قسم کا جبر نہ کیا جائے جیسا کہ بعض قوموں میں رواج ہے کہ ان کے خاندان میں کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو وہ اپنے اختیار سے خود اپنا نکاح نہیں کرسکتی بلکہ خاوند کے خاندان والے جہاں چاہیں نکاح کر دیتے ہیں۔ چاہے بیوہ راضی ہو یا نہیں، اور اگر یہ بھتیجے کی بیوہ اس شخص کے ساتھ قرابت محرمہ رکھتی ہے، یعنی اس کی سگی بھتیجی یا بھانجی ہے تو اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانی)

(۳۸) بہن کے سوتیلے بیٹے سے نکاح درست ہے

سوال:۔ لڑکا اپنی سوتیلی ماں کی بہن سے یا یوں کہہ لیں کہ عورت اپنی بہن کے سوتیلے بیٹے سے شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ سوتیلی ماں کی بہن سے لڑکے کا نکاح درست ہے اور سوتیلی ماں یعنی باپ کی وہ بیوی جو اپنی سگی ماں نہیں ہے اس لڑکے پر اس لئے حرام ہے کہ وہ باپ کی موطوءہ (باپ نے اس

سے ہمبستری کی ہے) ہے۔ لیکن اس کی بہن میں وہ علت نہیں ہے، اس لئے سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح جائز ہے واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانی)

(۳۹) سگی والدہ کی چچازاد، پھوپھی زاد اور ماموں زاد بہنوں سے نکاح درست ہے

سوال: ۔ کیا والدہ کی چچا، ماموں، اور پھوپھی زاد بہنوں سے نکاح کرنا جائز ہے؟ حالانکہ وہ بھی عرف عام میں خالہ کہلاتی ہیں، بلکہ بعض جگہ تو ان کے ساتھ سگی خالاؤں جیسا سلوک ہوتا ہے اور بہت سے لوگ ایسے نکاح کو درست نہیں کہتے۔

الجواب: ۔ سگی والدہ کی خالہ زاد یا ماموں زاد یا پھوپھی زاد بہنوں سے نکاح کرنا جائز ہے بشرطیکہ اور کوئی وجہ حرمت نہ ہو، یعنی مثلاً یہ لڑکی اس لڑکے کی پھوپھی وغیرہ یا رضاعی خالہ وغیرہ نہ ہو تو نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں اور ایسے نکاح کرنے کو معیوب جاننا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ ملخص

(۴۰) والد کے چچازاد، ماموں زاد بھائیوں سے یا بہنوں سے نکاح کرنا درست ہے

سوال: ۔ اگر کوئی شخص اپنے چچا کے بچوں سے اپنے بچوں کا نکاح کرنا چاہے تو کیسا ہے؟ کیونکہ یہ عرف میں اس کے بچوں کے چچا اور پھوپھی کہلاتے ہیں؟

الجواب: ۔ ایسے نکاح شرعاً جائز ہیں، بشرطیکہ کوئی اور وجہ حرمت (رضاعت یا نسب کی) نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ کا نکاح اپنے چچازاد بھائی حضرت علی بن ابی طالب، سے کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

(۴۱) صرف رجسٹر پر انگوٹھے لگا دینے سے نکاح نہیں ہوتا

سوال: ۔ ایک بیوہ عورت اپنے بھائی کے پاس رہتی تھی رشتہ داروں نے زبردستی اغواء کر کے نکاح کرنے کی کوشش کی مگر لڑکی نے باوجود اس کے کہ اسے ہر طرح سے زدوکوب کیا گیا اس کے کان پھاڑ دیئے گئے اسے زبردستی ایجاب وقبول پر مجبور کیا گیا مگر پھر بھی یہ انکار ہی کرتی رہی،

انہوں نے زبردستی اس کے انگوٹھے رجسٹر پر لگوائے ،آیا یہ نکاح ہو گیا ہے۔سائل سے زبانی معلوم ہوا کہ تین آدمیوں نے پکڑ کر زبردستی رجسٹر پر انگوٹھا لگوایا۔

الجواب:۔ اگر یہ درست ہے کہ عورت نے نکاح کو قبول نہیں کیا اور نہ اس کی اجازت دی تو نکاح نہیں ہوا،صرف انگوٹھا لگانا نکاح نہیں ہے۔ (بندہ،عبدالستار عفااللہ عنہ)

(الجواب صحیح محمد عبداللہ عفااللہ عنہ)

(۴۲) بیٹے کی منکوحہ باپ کے نکاح میں نہیں آسکتی

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک لڑکا پاگل ہو گیا،اس کے نکاح میں ایک لڑکی ہے، ان کی خلوت صیحہ ثابت نہیں ہوئی ،کیا یہ نکاح فسخ کرانے کے بعد یہ لڑکی اس کے والد کے نکاح میں آسکتی ہے؟واضح ہو کہ پاگل اپنے والد کو بھی اینٹیں مارتا ہے؟

الجواب:۔ مذکورہ عورت عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے جس کا طریقہ عندالضرورۃ دریافت کرلیں۔

عدالت سے فسخ کرانے کے بعد مذکورہ عورت اپنے خاوند کے والد کے عقد میں نہیں ہوسکتی۔

وزوجۃأ صلہ وفرعہ مطلقا و لو ....(درمختار علی الشامیہ،صفحہ ۳۰۲/ج ۲)

وحلائل ابناکم الذین ....(درالمختار،صفحہ ۲،ج ۲) (مفتی انور عفااللہ عنہ)

(۴۳) مجنونہ کے نکاح کا حکم

سوال:۔ مجنونہ کا نکاح ہوسکتا ہے یانہیں؟

الجواب:۔ مجنونہ کا نکاح باپ کی ولایت سے ہوسکتا ہے۔

وللولی انکاح الصغیر ....(الدرالمختار،صفحہ ۱۹۲،ج ا۔شامیہ،صفحہ ۴۱۷،ج ۲)

(الجواب صحیح۔بندہ عبدالستار عفااللہ عنہ۔محمد انور عفااللہ عنہ)

(۴۴) بیوی خاوند کو پیشاب پلادے تو نکاح کا حکم

سوال:۔ اگر ایک عورت اپنے خاوند کو اپنے تابع کرنے کے لئے اپنا پیشاب پلائے اور

تعویذ پلائے تو کیا ایسا فعل کرنے والی عورت کا نکاح رہے گا یا نہیں اور اس پر شرعی حد کیا ہوگی؟ کیا وہ عورت مسلمان رہے گی یا کافر ہو جائے گی؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں پیشاب پلانے سے نکاح تو نہیں ٹوٹا البتہ بہت بڑا گناہ کیا ہے، توبہ و استغفار بہت ضروری ہے۔ تعویذ ایسا کرنا جس سے دوسرا بے اختیار تعویذ کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہو جائے ناجائز ہے، ہاں جائز محبت و تعلق کی حد تک بیوی خاوند کے لئے ایسا کر سکتی ہے۔ (بندہ محمد انور عفا اللہ عنہ)

(۴۵) حلالہ کے لئے دوسرے خاوند کا ہمبستری کرنا شرط ہے

سوال:۔ کیا نکاح کے بعد دوسرے خاوند کا بیوی کے پاس جانا ضروری ہوتا ہے اگر دوسرے خاوند سے ہمبستری نہ کی ہو تو پہلا خاوند نکاح کر سکتا ہے؟

الجواب:۔ دوسرے خاوند کا ہمبستری کرنا شرط ہے، لہذا صورت مسئولہ میں پہلا خاوند اس عورت سے نکاح جدید نہیں کر سکتا۔

ان عائشہؓ اخبرته، ان امرأة............(الحدیث بخاری، صفحہ ۷۹۱، ج ۲)

(محمد انور عفا اللہ عنہ)

الجواب صحیح بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ)

(۴۶) لڑکے کا سوتیلی ساس سے نکاح درست ہے

سوال:۔ ہندہ زید کی بیوی کی سوتیلی والدہ ہے، نیز پہلے خاوند کی وفات کے بعد دوسری جگہ نکاح بھی کر چکی ہے، اب زید ہندہ کو بھگا کر لے گیا ہے اور نکاح کرنا چاہتا ہے کیا زید اس سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں جبکہ زید کی بیوی بھی زندہ ہے۔

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ درست نہیں کیونکہ اس ہندہ کا دوسرے شخص سے پہلے بھی نکاح ہے اور نکاح پر نکاح حرام ہے اگر یہ مانع نہ ہوتا تو ویسے سوتیلی ساس سے نکاح درست ہے۔

ویجوز بین امراۃ وبنت زوجھا .... (عالمگیری، صفحہ ۲۷۷)

(بندہ، عبدالستار عفا اللہ عنہ۔ مفتی خیر المدارس)

(۴۷) باپ کی منکوحہ کی لڑکی سے نکاح کا حکم

سوال:۔ زید کے ہاں دو بیویاں پہلے سے تھیں، پھر تیسری بیوی سے نکاح کیا، جس کی بھانجی اس کے نکاح میں موجود تھی۔ منکوحہ ثالث اس نکاح سے راضی نہ تھی، اس لئے وطی وغیرہ نہیں ہوئی، ایک مہینہ کی پوری کشمکش کے بعد جب مسئلہ کی حیثیت سے ناکح کو مجبور کیا گیا تو ناکح نکاح سے دستبردار ہو گیا اور تیسری عورت کو اپنی زوجیت سے علیحدہ کر دیا اس عورت نے دوسری جگہ نکاح کیا، دوسرے ناکح سے اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی، اب پہلے ناکح زید کا لڑکا جو اس کی دوسری بیوی یعنی اس عورت کی بھانجی کے بطن سے ہے جسے اس نے زوجیت سے علیحدہ کر دیا تھا چاہتا ہے کہ اس لڑکی سے شادی کرے کیونکہ لڑکی کی ماں سے صرف عقد ہوا تھا، وطی نہیں ہوئی تھی جس کی شہادت گھر والے بھی دیتے ہیں اور خود ناکح کا بیان بھی ہے کہ غلطی سے عقد ہوا تھا، صحبت خلوت وغیرہ نہ ہوئی تھی، جب شرعی مسئلہ معلوم ہو گیا تو اسے علیحدہ کر دیا تھا

الجواب:۔ لا بأس یتزوج الرجل .... (عالمگیری ص ۲۶) مطبوعہ کانپور

اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ منکوحۃ الاب کی اولاد سے نکاح کرنا درست ہے پس صورت مسئولہ میں زید کے لڑکے کا نکاح اس کی سابقہ منکوحہ کی لڑکی سے درست ہے۔

(بندہ عبدالستار عفی عنہ، نائب مفتی خیر المدارس۔ ملتان)
(الجواب صحیح، عبداللہ غفرلہ)

(۴۸) اجازت طلب کرنے پر چیخ چیخ کر رونا اجازت نہیں بلکہ نکاح کو رد کرنا ہے

سوال:۔ گزارش ہے کہ میرا نام مسماۃ رقیہ بی بی ہے، میں آپ حضرات سے اپنے نکاح کے بارے میں دینی لحاظ سے پوچھتی ہوں کہ میرا نکاح شریعت کی رو سے ہوا ہے یا نہیں؟ میں تقریباً عرصہ تین سال سے سن بلوغت کو پہنچی ہوئی ہوں، ہوش وحواس قائم ہیں، میرے والد اور میرے بھائی نے میرے رشتہ کی بات چیت شروع کی تو جس آدمی کو میرا رشتہ دینا چاہا تو میں نے اپنی والدہ کو بول کر کہہ دیا کہ میرا رشتہ ہرگز اس شخص کے ساتھ نہ کرنا مجھے قبول نہیں، میرے والد اور میرے بھائی کو آگاہ کر دو تو میری والدہ نے انہیں کہہ دیا تو میرے والد، چچا، بھائی وغیرہ نے مجھے منانا شروع کیا کہ ہماری عزت کا سوال ہے تو میں نے بدستور انکار کیا، لیکن والد صاحب نے اپنی مرضی پوری کی لڑکے والوں کو بلا کر میرا عقد نکاح شروع کر دیا میرے پاس خود والد صاحب اور دو حقیقی چچے اور میرا بھائی میرے باپ کا دوست بھائی اور ایک دوسرا آدمی مسمی عبدالحمید اجازت کے لئے آئے تو میری والدہ اور چند عورتیں موجود تھیں میں نے انکار کا اظہار بلند آواز سے رونے سے کیا، اتنا بلند کہ کسی دوسرے کی بات بھی سنائی نہ دے اور کمرہ سے باہر بھی سنائی دے، لیکن چاروں آدمی صبر کرنے اور بس بس کا جواب دے کر چلے گئے اور نکاح کر دیا۔ میں ابھی تک والد کے گھر ہوں، میری رخصتی نہیں ہوئی اور نہ میں رضامند ہوں، شرعاً میرا نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر واقعی عورت اجازت نکاح مانگنے پر چیخ چیخ کر روئی ہے تو یہ اجازت نہیں بلکہ رد نکاح ہے۔ لہٰذا یہ عورت آزاد ہے۔

قال فی الفتح الاوجد عدم الصحة ، وان بکت..... (عالمگیری، صفحہ ۲۸۷، ج۱)
(بندہ عبدالستار عفا اللہ۔ مفتی خیر المدارس۔ ملتان)

(۴۹) باپ نے بے بس ہو کر نابالغ بچی کا نکاح نامناسب جگہ کر دیا تو خیار بلوغ کا حکم

سوال:۔ محمد حسین نامی شخص کے بیٹے پر غلط الزام عائد کیا گیا اس نے ہر چند اپنی برأت پیش کی

مگر جھوٹا الزام لگانے والوں نے نہیں مانا، پھر برادری کے لوگوں نے اس لڑکے کے باپ کو یہ فیصلہ کر کے دیا کہ اپنی دو لڑکیوں کا نکاح اس شخص کے بیٹوں سے کرو۔ (اور وہ شخص ان لڑکیوں اور لڑکے کا ماموں ہے۔) چنانچہ محمد حسین نے اپنی مظلومیت اور بے چارگی کے باعث اپنی دو نابالغ لڑکیوں کا نکاح کر دیا، اگر ایسا نہ ہوتا تو سلسلہ قتل وقتال تک پہنچ جاتا۔ نکاح کے بعد سے لے کر آج تک مسلسل دشمنی اور ناچاقی چلی آ رہی ہے۔ ان حالات میں نابالغہ بچیوں کا نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بظاہر اس نکاح میں یقیناً شفقت کو ملحوظ نہیں رکھا گیا، بچیوں کا مستقبل بھی مخدوش ہے، لہذا صورت مسئولہ میں بچیوں کو خیار بلوغ حاصل ہوگا۔ (جیسا کہ فتاویٰ خیریہ کے حوالے سے جواہر الفقہ میں مذکور ہے۔) (مفتی محمد انور)

(۵۰) ساڑھے گیارہ برس کی لڑکی بلوغ کا دعویٰ کرسکتی ہے

سوال:۔ ایک لڑکی جس کی عمر ساڑھے گیارہ برس تھی اس کے والد نے لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا، بوقت نکاح لڑکی کا بھائی بھی موجود تھا تو نکاح کے بعد بھائی نے آ کر بہن کو بتایا کہ والد صاحب نے تیرا نکاح فلاں جگہ کر دیا ہے تو یہ سنتے ہی لڑکی نے اپنے دو بڑے بالغ بھائیوں اور والد کے سامنے کہہ دیا کہ یہ نکاح مجھے نامنظور ہے میں بالغ ہوں۔ اگر یہ لڑکی اس کے بعد نکاح دوسری جگہ کرے تو یہ نکاح شرعاً نافذ ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر لڑکی کا ظاہری حال اقرار بلوغ کی تکذیب نہ کرتا ہو تو اس کا دعویٰ بلوغ معتبر ہے اور اسی بناء پر نکاح کو رد کرنا بھی صحیح ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے۔ لڑکی بلوغ کی ادنیٰ مدت نو سال ہے۔ اگر وہ اس عمر کو پہنچ کر کہے کہ میں بالغ ہوں تو اس کا دعویٰ سچ سمجھا جائے گا، اگر ظاہری حال خلاف نہ ہو۔ (مفتی محمد انور۔ مفتی عبدالستار)

(۵۱) کیا ایام مخصوص میں نکاح جائز ہے

سوال:۔ بہت سے لوگوں سے سنا ہے کہ ایام مخصوص میں عورت کا نکاح نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی جائے تو پھر میں دوبارہ نکاح پڑھانا پڑتا ہے، آپ یہ بتائیں کہ کیا ایام مخصوص میں نکاح ہوسکتا ہے؟

الجواب:۔ نکاح ہو جاتا ہے مگر میاں بیوی کی یکجائی صحیح نہیں، رخصتی ان ایام کے ختم ہونے کے بعد کی جائے گی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۲) جیٹھ سے نکاح کب جائز ہے

سوال:۔ کیا جیٹھ سے نکاح جائز ہے؟

الجواب:۔ شوہر نے طلاق دے دی ہو یا انتقال ہو گیا ہو تو عدت کے بعد اس کے بڑے بھائی سے نکاح جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۳) دو سگے بھائیوں کی دو سگی بہنوں سے اولاد کا آپس میں رشتہ

سوال:۔ زید اور بکر دو بھائیوں کو دو سگی بہنیں بیاہی گئیں، زید کا لڑکا ہے بکر کی لڑکی ہے۔ بکر کے ذہن میں ہے کہ زید اس کی لڑکی کا رشتہ مانگے گا، زید کا کہنا ہے کہ دو سگے بھائیوں کو دو سگی بہنیں بیاہی گئیں ہوں تو ہم نے پڑھا ہے اور بزرگوں سے سنا ہے کہ انہیں اپنے بچوں کی شادیاں آپس میں نہیں کرنی چاہئیں، کیونکہ ان کی اولاد ٹھیک ٹھاک پیدا نہیں ہوتی (خدانہ کرے۔) ہمارا مذہب اس سلسلے مین کیا کہتا ہے؟

الجواب:۔ شرعی نقطہ نگاہ سے یہ بات بالکل غلط ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۴) لے پالک کی شرعی حیثیت

سوال:۔ زید کے ہاں اولاد نہیں ہے اس نے محمود سے بیٹی گود لے لی، زید کا محمود سے کوئی رشتہ نہیں ہے، اب زید کے ہاں وہ لڑکی جوان ہوتی ہے، آپ یہ بتائیں کہ وہ لڑکی زید کے لئے محرم ہے یا غیر محرم، وہ اس لڑکی سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شریعت میں لے پالک بنانے کی کوئی حیثیت نہیں، وہ لڑکی اس کے لئے نامحرم ہے اور اس سے عقد بھی جائز ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۵) خالہ زاد بھانجی سے شادی

سوال:۔ میرے گھر والے جہاں میری شادی کرنا چاہتے ہیں اس لڑکی کے والد میرے والد صاحب کے چچا زاد بھائی ہیں اور اس کی والدہ میرے سگی خالہ زاد بہن ہیں، کیا یہ شادی ہو سکتی ہے؟ اور یہ شادی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بلاشبہ جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۶) خالہ کے نواسے سے نکاح جائز ہے

سوال:۔ میری ایک سگی خالہ ہیں، ان کا سگا نواسہ ہے وہ میرا بھانجا ہوا تو کیا خالہ اور بھانجے کا نکاح جائز ہے؟

الجواب:۔ خالہ کا نواسہ رشتہ کا بھانجا کہلاتا ہے، سگا بھانجا نہیں، اس کے ساتھ نکاح جائز ہے، یا یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح خالہ کے لڑکے سے نکاح ہو سکتا ہے اسی طرح خالہ کے نواسے سے بھی ہو سکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۷) بھتیجے اور بھانجے کی بیوہ، مطلقہ سے نکاح جائز ہے

سوال:۔ جس طرح بھتیجا یا بھانجا اپنے چچا اور ماموں کی بیوہ یا مطلقہ اپنی (چچی اور ممانی) کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں اسی طرح ایک چچا یا ماموں بھی اپنے بھتیجے یا بھانجے کی بیوہ یا مطلقہ عورت کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ جی ہاں کر سکتے ہیں، بشرطیکہ کوئی اور رشتہ محرمیت کا نہ ہو۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۸) بیوی کے مرنے کے بعد سالی سے جب چاہے شادی کر سکتا ہے

سوال:۔ کیا یہ بات درست ہے کہ سالی سے شادی کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بیوی کے

انتقال کے ۳ ماہ ۲۰ دن بعد کی جائے، ورنہ حرام ہوگی؟

الجواب:۔ نہیں، شوہر پر ایسی کوئی پابندی نہیں۔ البتہ بیوی کو طلاق دینے کی صورت میں جب تک اس کی عدت نہیں گزر جاتی اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا، بیوی کے انتقال سے نکاح فوراً ختم ہو جاتا ہے، اس لئے بیوی کی وفات کے بعد جب بھی چاہے سالی سے نکاح کرسکتا ہے اس کے لئے کسی مدت کی پابندی شرط نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۹) بیٹے کا باپ کی پھوپھی زاد بہن سے نکاح جائز ہے

سوال:۔ میرے والد کی سگی پھوپھی کی لڑکی کے ساتھ میرا نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ مجھے فوراً بتائیں، مہربانی ہوگی اور میرا اس لڑکی کے ساتھ کیا رشتہ بنتا ہے؟

الجواب:۔ باپ کی پھوپھی زاد بہن سے نکاح جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۰) پھوپھی کے انتقال کے بعد پھوپھا سے نکاح جائز ہے

سوال:۔ جناب میری ہمشیرہ کا ۲ برس ہوئے انتقال ہوگیا وہ بے اولاد تھیں، کیا یہ جائز ہے کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح اپنے بہنوئی سے کروں؟

الجواب:۔ جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۱) بیوہ کا بھتیجے سے نکاح جائز ہے

سوال:۔ ایک شخص نے ایک غیر مسلم عورت کو مسلمان کر کے اس سے شادی کی، اس عورت سے اس شخص کے چار بچے ہوئے، پھر وہ شخص انتقال کر گیا اس شخص کے مرنے کے دو سال بعد بچوں کے مستقبل کی خاطر اس شخص کے سگے بھتیجے نے اس عورت سے شادی کر لی کیا اسلام کی رو سے یہ شادی جائز ہے۔

الجواب:۔ شوہر کا بھتیجا عورت کا محرم نہیں اس سے نکاح جائز ہے، بشرطیکہ کوئی اور رشتہ محرمیت کا نہ ہو۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

جن عورتوں سے نکاح جائز نہیں

(۶۲) سگی بھانجی سے نکاح کو جائز سمجھنا کفر ہے

سوال:۔ میرے ایک سگے ماموں ہیں جو کہ عمر میں مجھ سے ۱۰ سال بڑے ہیں انہوں نے مجھے ایک بزرگ کا دھوکا دیا اور کہا کہ ایک بزرگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ماموں کی سگی بھانجی سے شادی ہوسکتی ہے لہذا انہوں نے مجھ کو بے وقوف بنا کر مجھ سے شادی کر لی، میں انٹر کی طالبہ ہوں مجھے ان کی دھوکا بازیوں کا بعد میں علم ہوا، انہوں نے مجھ سے اپنا نکاح نامہ بھی لکھوالیا ہے اب میں بے حد پریشان ہوں میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اب میں کیا کروں۔ میرے گھر والے یعنی امی ابا، بہن بھائی اس بات سے بے خبر ہیں۔ میں نے کہا کہ ماموں یہ تو گناہ ہے۔ تو کہنے لگے کہ نہیں کوئی گناہ نہیں ہے، یہ جائز ہے اب مجھے ذرا یہ بھی بتادیں کہ اگر یہ ناجائز ہے، گناہ ہے تو اس کا کفارہ کیسے ادا ہوگا، آپ مجھے یہ بتادیں کہ کیا یہ شادی جائز ہے یا ناجائز ہے؟

الجواب:۔ ماموں بھانجی کا نکاح قرآن کریم کی نص قطعی سے حرام ہے، جو شخص اس کو جائز کہے جیسا کہ آپ کے بدمعاش ماموں نے کہا وہ کافر ومرتد ہے، اس کو چاہئے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے اور اس کفر سے توبہ کرے، آپ کو لازم تھا کہ آپ ان سے کہتیں کہ کسی مستند عالم کا فتویٰ لاؤ تب میں اس شادی کے لئے تیار ہوسکوں گی، بہرحال یہ نکاح نہیں ہوا نہ ہوسکتا ہے، آپ اپنے والدین کو اس کی اطلاع کردیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۳) بھانجے کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

سوال:۔ کریم بخش کی بڑی بہن کا ایک ہی لڑکا ہے جس نے غیر خاندان میں شادی کی ہے جس سے اس کی ایک لڑکی ریحانہ ہے اس طرح یہ لڑکی ریحانہ کریم بخش کے بھانجے کی لڑکی اور بڑی بہن کی پوتی ہے، مولانا صاحب کیا قانون خداوندی کے تحت لڑکی ریحانہ اور کریم بخش کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بھانجے کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں، دوسرے لفظوں میں جس طرح بہن سے نکاح حرام

ہے اسی طرح بہن کی اولاد اور اولاد کی اولاد سے بھی نکاح حرام ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۴) سوتیلی خالہ سے شادی جائز نہیں

سوال:۔ کیا زید کی شادی اس کی سوتیلی خالہ سے اور زید کی بہن کی شادی اس کے سوتیلے ماموں سے ہوسکتی ہے؟ جبکہ زید کے نانا تو سگے ہیں، لیکن نانی سوتیلی ہیں۔

الجواب:۔ سوتیلی خالہ اور سوتیلے ماموں سے بھی نکاح اسی طرح حرام ہے جس طرح حقیقی خالہ اور حقیقی ماموں سے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۵) سوتیلے والد سے نکاح جائز نہیں

سوال:۔ رضیہ کی والدہ کی شادی پچیس سال پہلے ہوئی تھی اور ایک سال بعد رضیہ نے جنم لیا، لیکن جب رضیہ کی عمر دس سال ہوئی تو اس کے والدین میں کچھ ناچاقی پیدا ہوئی جس سے رضیہ کے والد نے رضیہ کی والدہ کو طلاق دے دی اور رضیہ کو مہر کی جگہ والدہ کو لکھ کر دے دیا۔ کچھ عرصہ گزرا تو رضیہ کی والدہ نے اپنے سے پندرہ سال کم عمر لڑکے سے شادی کر لی، رضیہ بھی اپنی والدہ کے ساتھ رہتی رہی۔ لیکن خدا کو کچھ منظور نہ تھا اس لئے دوسری بھی کامیاب نہ رہی اور طلاق ہوگئی۔ اس وقت رضیہ کی عمر ۲۴ سال ہے اور اس کے سوتیلے باپ کی عمر ۳۵ سال ہے۔ رضیہ کا خیال ہے کہ وہ اس آدمی سے شادی کر لے، جبکہ پہلے رشتہ سے وہ رضیہ کا سوتیلا باپ لگتا تھا، لیکن اب کوئی رشتہ نہیں کیونکہ اس نے رضیہ کی والدہ کو طلاق دے دی ہے اور نہ یہ آدمی خاندان میں سے ہے۔ ہمیں قرآن وسنت کی روشنی بتایئے کہ کیا رضیہ کا نکاح اس آدمی سے ہوسکتا ہے؟

الجواب:۔ سوتیلا باپ ہمیشہ کے لئے باپ رہتا ہے خواہ لڑکی کی والدہ مرگئی ہو یا اسے طلاق دے دی ہو، رضیہ کا نکاح اس کے سوتیلے باپ سے نہیں ہوسکتا۔ سوتیلا باپ بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح سگا باپ حرام ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

نکاح پر نکاح کرنا

(٦٦) نکاح پر نکاح کو جائز سمجھنا کفر ہے، مفقود کا حکم

سوال:۔ ایک عورت جس کا شوہر عرصہ پندرہ سال سے انڈیا میں رہتا ہے، اس عورت نے پاکستان میں کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلیا ہے، جبکہ پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے اس میں بھی کئی اشخاص شامل تھے، جبکہ دوسری مرتبہ نکاح پڑھوایا اور ان لوگوں کو علم بھی ہے کہ پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے، اس کے متعلق بھی یہی سننا ہے کہ نکاح میں شامل ہونے والوں کا نکاح ٹوٹ گیا ہے، کیا یہ شادی درست ہے؟ کیا ان لوگوں کا نکاح فسخ ہوگیا؟ اور اگر شوہر لاپتہ ہو جائے تو کتنے عرصے کے بعد عورت نکاح کرے یا علم بھی ہو اور شوہر طلاق نہ دیتا ہو تو بھی عورت کتنے عرصے کے بعد نکاح کرسکتی ہے؟

الجواب:۔ جو عورت کسی کے نکاح میں ہو جب تک وہ اسے طلاق نہ دے اور اس کی عدت نہ گزر جائے، دوسری جگہ اس کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اس کو جائز سمجھ کر دوسرے نکاح میں شریک ہونے والے اسلام سے خارج ہوگئے، ان کو لازم ہے کہ توبہ کریں اور اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کریں۔

جس عورت کا شوہر لاپتہ ہوگیا ہو اس کو چاہئے کہ عدالت سے رجوع کرے، عدالت میں اپنے نکاح کا ثبوت اور شوہر کی گمشدگی کا ثبوت پیش کریں، اس ثبوت کے بعد عدالت اس عورت کو مزید چار سال انتظار کرنے کا حکم دے اور اس دوران اس کے لاپتہ شوہر کا پتہ چلانے کی کوشش کرے، اگر اس عرصہ میں شوہر کا سراغ نہ مل سکے تو عدالت اس کی موت کا فیصلہ کردے، اس فیصلہ کے بعد عورت اپنے شوہر کی موت کی عدت (چار مہینے دس دن) پوری کرے، عدت پوری ہونے کے بعد یہ عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، لیکن جب تک عدالت سے اس کے لاپتہ شوہر کی موت کا فیصلہ نہ کرالیا جائے عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی، جو شوہر نہ اپنے بیوی کو آباد کرتا ہو نہ اسے طلاق دیتا ہو وہ عورت عدالت سے رجوع کرے اور عدالت تحقیق و تفتیش کے بعد شوہر کو حکم دے کہ وہ یا تو دستور کے مطابق بیوی کو آباد کرے یا اسے طلاق دے دے، اگر وہ کسی

بات پر آمادہ نہ ہو تو عدالت شوہر یا اس کے وکیل کی موجودگی میں فسخ نکاح کا خود فیصلہ کردے۔ اس فیصلے کے بعد عورت عدت گزارے، عدت کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کرسکے گی۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۷) جبر و اکراہ سے نکاح

سوال:۔ زید کا نکاح ایسی جگہ کیا جارہا ہے کہ نہ تو زید اس سے رضامند ہے اور نہ ہی زید کا والد راضی ہے، صرف والدہ زید اس پر اصرار کررہی ہے۔ ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جب زید رشتہ پر راضی نہیں ہے تو اس پر جبر و اکراہ صحیح نہیں، ورنہ آج اس نے اگر نکاح کا ایجاب و قبول کر بھی لیا تو کل جب موافقت نہیں ہوگی، تو طلاق دے دے گا۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۸) کیا والدین بالغہ لڑکی کی شادی زبردستی کرسکتے ہیں؟

سوال:۔ والدین نے لڑکی کی شادی اس کی مرضی کے خلاف کردی، لڑکے نے لڑکی کو خوش رکھنے کی کوشش کی، لیکن لڑکی کے دل میں لڑکے کی جگہ نہ بن سکی تو اس سلسلے میں لڑکے کو کیا کرنا چاہئے، برائے مہربانی اس کا جواب شریعت کی رو سے ارسال فرمائیں؟

الجواب:۔ عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کرنا جائز نہیں، اگر لڑکی نے والدین کے کہنے کی وجہ سے نکاح منظور کرلیا تھا تو نکاح تو ہوگیا لیکن چونکہ دونوں میاں بیوی کے درمیان الفت پیدا نہیں ہوسکی اس لئے لڑکے کو چاہئے کہ اگر لڑکی خوش نہیں تو اسے طلاق دے کر فارغ کردے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۹) رضامند نہ ہونے والی لڑکی کا بے ہوش ہونے پر انگوٹھا لگوانا

سوال:۔ ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً ۱۹ سال ہوگی اس کی شادی ایک ۳۵ سال سے زیادہ عمر کے شخص سے ہوئی، اس شخص کی پہلی بیوی سے بھی اولاد تھی جو اس لڑکی سے بھی زیادہ عمر کی تھی،

نکاح کے وقت جب لڑکی سے اجازت نامہ پر دستخط کروانے گئے تو اس نے انکار کردیا کیونکہ لڑکی اس شادی پر تیار نہ تھی وہ مسلسل رو رو کر انکار کر رہی تھی اور روتے روتے بے ہوش ہوگئی اور بے ہوشی کی حالت میں اجازت نامہ پر انگوٹھا لگوایا گیا، یعنی گواہوں نے ہاتھ پکڑ کر لگایا آپ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا یہ نکاح ہوگیا؟ اگر نہیں تو ان کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ نکاح کے لئے لڑکی کا اجازت دینا شرط ہے، آپ نے جو واقعات لکھے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو اس لڑکی کی طرف سے نکاح کی اجازت ہی نہیں ہوئی، اس لئے نکاح نہیں ہوا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۰) غیر حافظ لڑکے کا نکاح حافظ لڑکی سے

سوال:۔ غیر حافظ لڑکے کا حافظ قرآن لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں ایک شخص کہتا ہے کہ قرآن پر کسی اور چیز کو رکھنا جائز نہیں، لہذا نکاح نہیں ہوسکتا آپ وضاحت فرمائیں؟

الجواب:۔ غیر حافظ لڑکا جب کہ دیندار مشرع ہو تو وہ حافظ لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے، عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ لڑکی کے حفظ اور اس کے دینداری کی وجہ سے اس کے مرتبہ میں اضافہ ہو جائے گا اور حفظ قرآن کی نسبت سے اس کا احترام بھی کرنا ہوگا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے نکاح جائز نہ ہو، اور عورت مرد پر حاکم ہو جائے اور **الرجال قوامون علی النساء** کا حکم بدل جائے۔

سوال میں جو دلیل ذکر کی گئی ہے وہ اس صورت میں ہے جب کہ قرآن مجید محسوس صورت میں ہو تو اس وقت قرآن مجید پر کوئی اور کتاب یا کوئی اور چیز رکھنا جائز نہ ہوگا اور صورت مسئولہ میں یہ بات نہیں ہے، ورنہ اس شخص کی دلیل کے پیش نظر اس حافظ لڑکی کا بیت الخلاء میں جانا اور استنجاء کرنا بھی جائز نہ ہونا چاہئے کہ قرآن کو بیت الخلاء میں لے جانا اور قرآن کے سامنے ستر کھولنا لازم آئے گا، حالانکہ کوئی اس کا قائل نہیں، بلا تکلف اس کے لئے یہ چیزیں جائز ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

دوسری شادی

(۷۲) دوسری شادی حتی الوسع نہ کی جائے، کرے تو عدل کرے

سوال:۔ کیا پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کرسکتا ہوں، آیا اس میں بیوی کی رضامندی ضروری ہے یا کہ شرعاً ضرورت نہیں؟ اس بارے میں جواب تفصیل سے دیں؟

الجواب:۔ دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کی رضامندی شرعاً شرط نہیں، لیکن دونوں بیویوں کے درمیان عدل و مساوات رکھنا ضروری ہے، چونکہ عورتوں کی طبیعت کمزور ہوتی ہے اور گھریلو جھگڑا فساد سے آدمی کی زندگی اجیرن ہوتی ہے اس لئے عافیت اسی میں ہے کہ دوسری شادی حتی الوسع نہ کی جائے، اور اگر کی جائے تو دونوں کو الگ الگ مکان میں رکھے اور دونوں کے حقوق برابر ادا کرتا رہے، ایک طرف جھکاؤ اور ترجیحی سلوک کا وبال بڑا ہی سخت ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان برابری نہ کرے تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ ساقط اور مفلوج ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۷۹) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۳) اسلام نے تعدد ازدواج (ایک سے زیادہ شادیاں کرنے) کی اجازت دی ہے، اس میں بہت سی مصلحت بھی ہیں

سوال:۔ اسلام نے تعدد ازواج کی اجازت کیوں دی؟

الجواب:۔ اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں۔ مثلاً:

(۱) عام طور پر عورتوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، متعدد نکاح جائز ہونے میں عورتوں کے نکاح کا مسئلہ حل ہونے میں بہت آسانی ہوسکتی ہے، خاص طور پر عورت بیوہ یا مطلقہ ہو تو اس سے جلدی کوئی نکاح نہیں کرتا، متعدد نکاح کے جواز میں ان کے نکاح کا باآسانی انتظام ہو سکے گا اور ایسی عورتیں باعفت زندگی گزار سکیں گی اور ان عورتوں کے نان نفقہ اور گذر بسر کے مسائل بھی باآسانی

حل ہوسکیں گے اور درحقیقت عورتوں اور مردوں کے لئے نکاح بہت ضروری ہے۔ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں حدیث نقل فرمائی ہے:

(ترجمہ) مسکینہ ہے مسکینہ ہے وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ عورت مالدار ہو تب بھی مسکینہ ہے؟ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا تب بھی وہ مسکینہ ہے۔

(غنیۃ الطالبین، عربی صفحہ ۹۴ ج ۱)

دوسری حدیث میں ہے:

(ترجمہ) یعنی عورت کے لئے آغوش شوہر یا گوشہ قبر سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔

(غنیۃ الطالبین، صفحہ ۹۴ ج ۱)

(۲) بعض مرتبہ بیوی ہونے کے باوجود اولاد نہیں ہوتی، وہ بانجھ ہوتی ہے یا ایسی کوئی بیماری ہوتی ہے جس کی وجہ سے اولاد ہونا بظاہر مشکل ہوتا ہے اور شوہر اولاد کا خواہش مند ہوتا ہے، تعدد ازدواج کے جواز میں اس مسئلہ کا بھی حل نکل سکتا ہے۔

(۳) بعض مردوں میں قوت باہ زیادہ ہوتی ہے، ایک عورت سے اسے شکم سیری نہیں ہوتی اگر اسے دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہ دی جائے تو وہ زناکاری اور بے نکاحی داشتاؤں کے چکر میں پھنس کر حرام کاری میں مبتلا ہوسکتا ہے، زناکاری کے انسداد کا بہترین علاج تعدد ازدواج ہے۔

معارف القرآن میں حضرت مفتی شفیع محمد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں ایک مرد کے لئے متعدد بیبیاں رکھنا اسلام سے پہلے بھی تقریباً دنیا کے تمام مذاہب میں جائز سمجھا جاتا تھا۔ عرب، ہندوستان، ایران، مصر، بابل وغیرہ ممالک کی ہر قوم میں کثرت ازدواج کی رسم جاری تھی اور اس کی فطری ضرورتوں سے آج بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا، دور حاضر میں یورپ نے اپنے متقدمین کے خلاف تعدد ازدواج کو ناجائز کرنے کی کوشش کی تو اس کا نتیجہ بے نکاحی داشتاؤں کی صورت میں برآمد ہوا۔ بالآخر فطری قانون غالب آیا اور اب وہاں کے اہل بصیرت حکماء خود اس کو رواج دینے کے حق میں ہے۔

• مسٹر ڈیون پورٹ جو ایک مشہور عیسائی فاضل ہے، تعدد ازدواج کے حمایت میں انجیل کی بہت سی آیتیں نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے:

ان آیتوں سے یہ پایا جاتا ہے کہ تعدد ازدواج صرف پسندیدہ ہی نہیں بلکہ خدا نے اس میں خاصی برکت دی ہے۔

اسی طرح پادری نکس اور جان ملٹن اوراپزک ٹیلر نے پرزور الفاظ میں اس کی تائید کی ہے، اسی طرح ویدک تعلیم غیر محدود تعدد ازدواج کو جائز رکھتی ہے اور اس سے دس دس، تیرہ تیرہ، ستائیس ستائیس بیویوں کو ایک وقت میں جمع رکھنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

کرشن جو ہندوؤں میں واجب التعظیم اوتار مانے جاتے ہیں ان کی سینکڑوں بیبیاں تھیں۔

جو مذہب اور قانون عفت وعصمت کو قائم رکھنا چاہتا ہو اور زنا کاری کا انسداد ضروری جانتا ہو اس کے لئے کوئی چارہ نہیں کہ تعدد ازدواج کی اجازت نہ دے، اس سے زنا کاری کا بھی انسداد ہے اور مردوں کی بہ نسبت عورتوں کی کثرت بہت سے علاقوں میں پائی جاتی ہے اس کا بھی علاج ہے، اگر اس کی اجازت نہ دی جائے تو داشتہ اور پیشہ ور عورتوں کی افراط ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جن قوموں میں تعدد ازدواج کی اجازت نہیں ان میں زنا کاری کی کثرت ہے۔

یورپین اقوام کو دیکھئے ان کے یہاں تعدد ازدواج پر تو پابندی ہے مگر بطور دوستانہ جتنی بھی عورتوں سے مرد زنا کرتا ہے اس کی پوری اجازت ہے۔ کیا تماشہ ہے کہ نکاح ممنوع اور زنا جائز۔

غرض اسلام سے پہلے کثرت ازدواج کی رسم بغیر کسی تحدید کے رائج تھی، ممالک اور مذاہب کی تاریخ سے جہاں تک معلوم ہوتا ہے کسی مذہب اور کسی قانون نے اس پر حد نہ لگائی تھی، نہ یہود ونصاریٰ نے، نہ ہندوؤں اور آریوں نے اور نہ پارسیوں نے۔

اسلام کے ابتدائی زمانے میں بھی یہ رسم بغیر کسی تحدید کے جاری رہی، لیکن اس غیر محدود کثرت ازدواج کا نتیجہ یہ تھا کہ لوگ اول اول تو حرص میں بہت سے نکاح کر لیتے تھے، مگر پھر ان کے حقوق ادا نہ کر سکتے تھے اور یہ عورتیں ان کے نکاح میں ایک قیدی کی حیثیت سے زندگی گذارتی تھیں۔

پھر جو عورتیں ایک شخص کے نکاح میں ہوتیں ان میں عدل ومساوات کا کہیں نام ونشان نہ تھا، جس سے دل بستگی ہوئی اس کو نوازا گیا، جس سے رخ پھر گیا اس کے کسی حق کی پرواہ نہیں۔

اسلام نے تعدد ازدواج پر ضروری پابندی لگائی اور عدل ومساوات کا قانون جاری کیا

قرآن نے عام معاشرہ کے اس ظلم عظیم کو روکا، تعدد ازدواج پر پابندی لگائی اور چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام قرار دیا اور جو عورتیں ایک ہی وقت میں نکاح کے اندر ہیں

ان میں مساوات حقوق کا نہایت مؤکد حکم اور اس کی خلاف ورزی پر وعید سنائی۔الی قولہ چار بیویوں تک کی اجازت دے کر فرمایا:

فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ ۔یعنی اگر تم کو اس کا خوف ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی بیوی پر بس کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا اسی صورت میں جائز اور مناسب ہے جب کہ شریعت کے مطابق سب بیویوں میں برابری کر سکے،اور سب کے حقوق کا لحاظ رکھ سکے اگر اس پر قدرت نہ ہو تو ایک ہی بیوی رکھی جائے۔الی قولہ

حاصل یہ ہے کہ اگر چہ قرآن کریم نے چار عورتیں تک نکاح میں رکھنے کی اجازت دے دی ہے،اگر اس کے حد کے اندر جو نکاح کئے جائیں گے وہ صحیح اور جائز ہوں گے،لیکن متعدد بیویاں ہونے کی صورت میں ان میں عدل ومساوات قائم رکھنا واجب ہے اور اس کے خلاف کرنا گناہ عظیم ہے،اس لئے جب ایک سے زیادہ نکاح کا ارادہ کرو تو پہلے اپنے حالات کا جائزہ لو کہ سب کے حقوق عدل ومساوات کے ساتھ پورا کرنے کی قدرت بھی ہے یا نہیں،اگر یہ احتمال غالب ہو کہ عدل ومساوات قائم نہ رکھ سکو گے تو ایک سے زائد نکاح پر اقدام کرنا اپنے آپ کو ایک گناہ عظیم میں مبتلا کرنے پر اقدام ہے۔اس سے باز رہنا چاہئے،اور اس حالت میں صرف ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرنا چاہئے۔الی قولہ۔

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے نکاح میں دو عورتیں ہوں اور وہ ان کے حقوق میں برابری اور انصاف نہ کر سکے تو وہ قیامت میں اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔(مشکوٰۃ،صفحہ ۲۷۸)

البتہ یہ مساوات ان امور میں ضروری ہے جو انسان کے اختیار میں ہیں۔مثلاً نفقہ میں برابری،شب باشی میں برابری کرنا وہ جو انسان کے اختیار میں نہیں مثلاً قلب کا میلان کسی کی طرف زیادہ ہو جائے تو یہ غیر اختیاری معاملہ میں اس پر کوئی مواخذہ نہیں،بشرطیکہ اس میلان کا اثر اختیاری معاملات پر نہ پڑے۔(معارف القرآن،صفحہ ۲۸۶۔۲۸۷۔۲۹۴۔جلد دوم)

حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ نے بھی اس مسئلہ پر بہت عمدہ مضمون تحریر فرمایا ہے،وہ مضمون بھی پیش کیا جاتا ہے۔سیرت مصطفیٰ میں ہے۔

تعدد ازدواج

(ایک سے زیادہ شادی کرنا)

تاریخ عالم کے مسلمات میں سے ہے کہ اسلام سے پہلے تمام دنیا میں یہ رواج تھا کہ ایک شخص کئی کئی عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھتا تھا اور یہ دستور تمام دنیا میں رائج تھا، حتیٰ کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس دستور سے مستثنیٰ نہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہم السلام کی دو بیویاں تھیں، حضرت اسحاق علیہ اسلام کی بھی متعدد بیویاں تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی کئی بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیسیوں بیویاں تھیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھے اور توریت وانجیل اور دیگر صحف انبیاء میں حضرت انبیاء کی متعدد ازدواج کا ذکر ہے اور کہیں بھی تعدد ازدواج کی ممانعت کا ادنیٰ اشارہ بھی نہیں پایا جاتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ اسلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام صرف یہ دو نبی ایسے گذرے ہیں کہ جنہوں نے بالکل شادی نہیں فرمائی، سو اگر ان کے فعل کو استدلال میں پیش کیا جائے تو ایک شادی بھی ممنوع ہو جائے گی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے رفع الی السماء سے پہلے اگر چہ شادی نہیں کی مگر نزول کے بعد شادی فرمائیں گے اور اولاد بھی ہوگی، جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔

غرض یہ کہ علماء یہود اور علماء نصاریٰ کو مذہبی لحاظ سے تعدد ازدواج پر اعتراض کا کوئی حق نہیں، اسلام آیا اور اس نے تعدد ازدواج کو جائز قرار دیا، مگر اس کی حد مقرر کر دی کہ چار سے تجاوز نہ کیا جائے، اس لئے کہ نکاح سے مقصود عفت اور تحصین فرج ہے، یعنی پاک دامنی اور شرمگاہ کی زنا سے حفاظت مقصود ہے۔ چار عورتوں میں جب ہر تین شب کے بعد عورت کی طرف رجوع کرے گا تو اس کے حقوق زوجیت پر کوئی اثر نہ پڑے گا، شریعت اسلامیہ نے غایت درجہ اعتدال اور توسط کو ملحوظ رکھا، نہ تو جاہلیت کی طرح غیر محدود کثرت کی اجازت دی کہ جس سے شہوت رانی کا دروازہ کھل جائے اور نہ اتنی تنگی کی کہ ایک سے زائد کی اجازت ہی نہ دی جائے، بلکہ بین بین حالت کو برقرار رکھا کہ چار تک اجازت دی تا کہ:

(۱) نکاح کی غرض وغایت، یعنی عفت اور حفاظت نظر اور تحصین فرج اور تناسل اور اولاد بسہولت حاصل ہو سکے اور زنا سے بالکل محفوظ ہو جائے۔

اس لئے کہ قدرت نے بعض لوگوں کو ایسا قوی اور تندرست اور فارغ البال اور خوش حال بنایا ہے کہ ان کے لئے ایک عورت کافی نہیں ہو سکتی اور بوجہ قوت اور توانائی اور پھر خوش حالی اور تونگری کی وجہ سے چار بیویوں کے بلا تکلف حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کو دوسرے نکاح سے روکنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان سے تقویٰ اور پرہیز گاری اور پاکدامنی تو رخصت ہو جائے گی اور بدکاری میں مبتلا ہو جائیں گے۔

بلکہ اگر ایسے قوی اور توانا جن کے پاس لاکھوں کروڑوں کی دولت موجود ہے اگر وہ اپنے خاندان کے چار غریب عورتوں سے اس لئے نکاح کریں کہ ان کی تنگدستی مبدل بفراخی ہو جائے اور وہ غربت کے گھرانہ سے نکل کر ایک راحت اور دولت کے گھرانے میں داخل ہوں اور حق تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر کریں، تو امید ہے کہ ایسا نکاح اسلامی نقطہ نظر سے بلاشبہ عبادت اور عین عبادت ہوگا اور قومی نقطہ نظر سے اعلیٰ ترین قومی ہمدردی کا ثبوت ہوگا۔

دولت مند اور زمیندار اور سرمایہ دار کے خزانے سے ہر مہینہ دس ہزار مزدور، دس ہزار خاندان پرورش پاتے ہوں تو اگر دولت مند کے خاندان کی چار عورتیں بھی اس کے حرم سرائے میں داخل ہو جائیں اور عیش وعشرت اور عزت اور راحت کے ساتھ ان کی عزت اور ناموس بھی محفوظ ہو جائے تو عقلاً وشرعاً اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی بلکہ اگر کوئی صدر، بادشاہ یا وزیر سلطنت یا کوئی صاحب ثروت ودولت بیمار پڑ جائے اور پھر بذریعہ اخبار کے یہ اعلان کرائے کہ میں چار عورتوں سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اور ہر عورت کو ایک لاکھ روپیہ مہر دوں گا اور ایک ایک بنگلہ کا ہر ایک کو مالک بنادوں گا جو عورت مجھ سے نکاح کرنا چاہے وہ میرے پاس درخواست بھیج دے تو سب سے پہلے انہیں بیگمات کی درخواستیں پہنچیں گی جو تعدد ازدواج کے مسئلہ پر شور برپا کر رہی ہیں۔

یہی مغرب زدہ بیگمات اور ہم رنگ میمات سب سے پہلے اپنے آپ کو اور اپنی بیٹیوں کو بھتیجیوں کو لے کر امراء اور وزراء کے بنگلوں پر خود حاضر ہو جائیں گی اور عجب نہیں کہ ان بیگمات کا اتنا ہجوم ہو جائے کہ امیر ووزیر کو انتظام کے لئے پولیس بلانا پڑے، اور اگر کوئی امیر اور وزیران بیگمات کے قبول کرنے میں تامل کرے تو یہی بیگمات دلآویز طریقہ سے ان امیروں اور وزیروں کو تعدد ازدواج کے فوائد اور منافع سمجھائیں گی۔

(۲) عورت ہر وقت اس قابل نہیں رہتی کہ خاوند سے ہم بستر ہو سکے کیونکہ اول تو لازمی طور پر ہر مہینہ میں عورت پر پانچ چھ دن ایسے آتے ہیں یعنی ایام ماہواری جس میں مرد کو پرہیز کرنا

لازمی ہوتا ہے، دوسرے ایام حمل میں عورت کو مرد کی صحبت سے اس لئے پرہیز ضروری ہے کہ جنین کی صحت پر کوئی برا اثر نہ پڑے، تیسرے یہ کہ بسا اوقات ایک عورت امراض کی وجہ سے پاگل اور توالد و تناسل کی تکلیف میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتی کہ مرد اس سے منتفع ہو سکے تو ایسی صورت میں مرد کے زنا سے محفوظ رہنے کی عقلاً اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ اس کو دوسرے نکاح کی اجازت دی جائے، ورنہ مرد اپنی خواہش پورا کرنے کے لئے ناجائز ذرائع استعمال کریں گے۔

حکایت:۔ ایک بزرگ کی بیوی نابینا ہوگئی تو انہوں نے دوسرا نکاح کیا تاکہ یہ دوسری بیوی پہلی نابینا بیوی کی خدمت کر سکے اہل عمل فتویٰ دیں کہ اگر کسی کی پہلی بیوی معذور ہو جائے اور وہ دوسرا نکاح اس لئے کرے تاکہ دوسری بیوی، اگر پہلی بیوی کی خدمت کر سکے اور اس کے بچوں کی تربیت کر سکے تو کیا یہ دوسرا نکاح عین مروت اور عین انسانیت نہ ہوگا۔

(۳) نیز بسا اوقات عورت امراض کی وجہ سے یا عقیم (بانجھ) ہونے کی وجہ سے توالد و تناسل کی قابل نہیں رہتی اور مرد کو بقاء نسل کی طرف فطری رغبت ہے ایسی صورت میں عورت کو بے وجہ طلاق دی کر علیحدہ کر دینا یا اس پر کوئی الزام لگا کر اس کو طلاق دے دینا (جیسا کہ دن رات یورپ میں ہوتا رہتا ہے) بہتر ہے یا یہ صورت بہتر ہے کہ اس کی زوجیت اور حقوق زوجیت کو باقی اور محفوظ رکھ کر شوہر کو دوسرے نکاح کی اجازت دے دی جائے۔ بتلاؤ کون سی صورت بہتر ہے؟ اگر کسی قوم کو اپنی تعداد بڑھانی منظور ہو تو اس کی سب سے بہتر تدبیر یہی ہو سکتی ہے کہ ایک مرد کئی شادیاں کرے تاکہ بہت سی اولاد ہو سکے۔

زمانہ جاہلیت میں فقر اور افلاس کے ڈر سے صرف لڑکیوں کو زندہ در گور کر دیا کرتے تھے اور موجود تہذیب و تمدن کے دور میں ضبط تولید کی دوائیں ایجاد ہوگئیں، جس سے موجودہ تہذیب قدیم جاہلیت پر سبقت لے گئی۔ اپنی ذہانت سے نسل کشی اور زنا اور بدکاری کے پردہ پوشی کے عجیب و غریب طریقے جاری کر دیئے جواب تک کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہ گزرے تھے۔

(۴) نیز تجربہ اور مشاہدہ سے اور مردم شماری کے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی تعداد قدرتاً اور عادتاً ہمیشہ مردوں سے زیادہ رہتی ہے جو کہ قدرتی طور پر تعداد ازدواج کی ایک روشن دلیل ہے۔ مرد بہ نسبت عورتوں کے پیدا کم ہوتے ہیں اور مرتے زیادہ ہیں۔ لاکھوں مرد لڑائیوں میں مارے جاتے ہیں اور ہزاروں جہازوں میں ڈوب کر مر جاتے ہیں اور ہزاروں مرد

کانوں میں دب کر اور تعمیرات میں بلندیوں سے گر کر مر جاتے ہیں اور عورتیں پیدا زیادہ ہوتی ہیں اور مرتی کم ہیں۔

پس اگر ایک مرد کو کئی شادیوں کی اجازت نہ دی جائے تو یہ فاضل عورتیں بالکل معطل اور بیکار رہیں۔ کون ان کی معاش کا کفیل اور ذمہ دار بنے گا؟ اور کس طرح یہ عورتیں اپنی فطری خواہش کو دبائیں اور اپنے کو زنا سے محفوظ رکھیں؟

بس تعدد ازدواج کا حکم بے کس عورتوں کا سہارا ہے اور ان کی عصمت اور ناموس کی حفاظت کا واحد ذریعہ ہے اور ان کی جان اور آبرو کا نگہبان اور پاسبان ہے عورتوں پر اسلام کے اس احسان کا شکر واجب ہے کہ تم کو تکلیف سے بچایا اور راحت پہنچائی اور ٹھکانہ دیا اور لوگوں کی تہمت اور بدگمانی سے تم کو محفوظ کر دیا۔ دنیا میں جب کبھی عظیم الشان لڑائیاں پیش آتی ہیں تو مرد ہی زیادہ مارے جاتے ہیں اور قوم میں بے کس عورتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے تو اس وقت ہمدردان قوم کی نگاہیں اسی اسلامی اصول کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔

ابھی پچیس سال قبل کی بات ہے کہ جنگ عظیم کے بعد جرمنی اور دوسرے یورپی ممالک جن کے مذہب میں تعدد ازدواج جائز نہیں عورتوں کی اس بے کسی کو دیکھ کر اندر ہی اندر تعدد ازدواج کا فتویٰ تیار کر رہے تھے، مگر زبان سے دم بخود تھے۔ جو لوگ تعدد ازدواج کو برا سمجھتے ہیں ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ جب ملک میں عورتیں لاکھوں کی تعداد میں مردوں سے زیادہ ہوں تو ان کی فطری اور طبعی جذبات اور ان کی معاشی ضروریات کی تکمیل کے لئے آپ کے پاس کیا حل ہے؟ اور آپ نے ان بیکس اور بے سہارا عورتوں کی مصیبت دور کرنے کے لئے کیا قانون بنایا ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب قدس سرہ (المصالح العقلیہ، صفحہ ۱۷۲، ج ۱) میں تحریر فرماتے ہیں:

گذشتہ مردم شماری میں بعض محاسبین نے صرف بنگال کے مردوں اور عورتوں کی تعداد پر نظر کی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے جو کہ قدرتی طور پر تعدد ازدواج پر ایک روشن دلیل ہے، جس کو شک ہو وہ علیحدہ علیحدہ مردوں اور عورتوں کی تعداد کو سرکاری کاغذات مردم شماری ہند میں ملاحظہ کر لے کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ثابت ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی ہم اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں کہ یورپ جس کو سب ممالک سے زیادہ تر تعدد ازدواج کی ضرورت ہے، منزہ اور مبرا سمجھا جاتا ہے عورتوں کی تعداد مردوں سے کسی قدر زیادہ ہے

۔چنانچہ برطانیہ کلاں میں بوئروں کی جنگ سے پہلے بارہ لاکھ انہتر ہزار تین سو پچاس عورتیں ایسی تھیں جن کے لئے ایک بیوی والے قاعدہ سے کوئی مرد مہیا نہیں ہو سکتا، فرانس میں ۱۹۰۰ء کی مردم شماری میں عورتوں کی تعداد مردوں سے چار لاکھ تینتیس ہزار سات سو نو زیادہ تھی۔ جرمنی میں ۱۹۰۰ء کی مردم شماری میں ہر ہزار مرد کے لئے ایک ہزار تیس عورتیں موجود تھیں۔ گویا کل آبادی میں آٹھ لاکھ ستاسی ہزار چھ سو اڑتالیس عورتیں ایسی تھیں جن سے شادی کرنے والا کوئی مرد نہ تھا۔

سویڈن میں ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں ایک لاکھ بائیس ہزار آٹھ سو ستر عورتیں اور ہسپانیہ میں سنہ ۱۸۹۰ء کی مردم شماری میں چار لاکھ ستاون ہزار دو سو باسٹھ عورتیں تھیں اور آسٹریا میں سنہ ۱۸۹۰ء میں چھ لاکھ چوالیس ہزار سات سو چھیانوے عوتیں مردوں سے زائد تھیں۔

اب ہم سوال کرتے ہیں کہ اس بات پر فخر کر لینا تو آسان ہے کہ ہم تعدد ازدواج کو برا سمجھتے ہیں، مگر یہ بتایا جائے کہ ان کم از کم چالیس لاکھ عورتوں کے لئے کونسا قانون تجویز کیا جائے، کیونکہ ایک بیوی کے قاعدہ کی رو سے یورپ میں تو ان کے لئے خاوند نہیں مل سکتے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ جو قوانین انسانی ضروریات کے لئے بنائے جاتے ہیں وہ انسانی ضروریات کے مطابق بھی ہونے چاہئیں یا نہیں؟ وہ قانون جو تعدد ازدواج کی ممانعت کرتا ہے وہ ان چالیس لاکھ عورتوں کو یہ کہتا ہے کہ وہ اپنی فطرت کے خلاف چاہیں اور ان کے دلوں میں مردوں کی کبھی خواہش پیدا نہ ہو۔لیکن یہ امر تو ناممکن ہے جیسا کہ خود تجربہ اس کی شہادت دے رہا ہے۔

پس نتیجہ یہ ہوگا کہ جائز طریقہ سے روکے جانے کے باعث وہ ناجائز طریقہ اختیار کریں گے اور اس طرح انہیں زنا کی کثرت ہوگی اور یہ تعدد ازدواج کی ممانعت کا نتیجہ ہے اور یہ امر کہ اس سے زنا زیادہ پھیلے گا خیال ہی نہیں بلکہ امر واقع ہے۔جیسا کہ ہزارہا ولد الحرام بچوں کی تعداد سے ثابت ہو رہا ہے جو ہر سال پیدا ہوتے ہیں۔ (حضرت تھانوی کا کلام ختم ہوا۔)

افسوس اور صد ہزار افسوس

کہ اہل مغرب اسلام کے اس جائز سراپا مصلحت آمیز تعدد ازدواج پر تو عیش پسندی کا الزام لگائیں اور غیر محدود ناجائز تعلقات اور بلا نکاح کی لا تعداد آشنائی کو تہذیب اور تمدن سمجھیں۔ زنا جو کہ تمام انبیاء ومرسلین کی شریعتوں میں حرام اور تمام حکماء کی حکمتوں میں قبیح اور

شرمناک فعل رہا ہے، مغرب کے مدعیان تہذیب کو اس کا قبیح ہونا نظر نہیں آتا اور تعدد ازدواج کہ جو تمام انبیاء و مرسلین اور تمام حکماء عقلاء کے نزدیک جائز اور مستحسن رہا ہے ان کو قبیح نظر آتا ہے ان مہذب قوموں کے نزدیک تعدد ازدواج تو جرم ہے اور زنا بدکاری اور غیر عورتوں سے آشنائی جرم نہیں۔ ان مہذب قوموں میں تعداد ازدواج کی ممانعت کا تو قانون موجود ہے، مگر زنا کی ممانعت کا کوئی قانون نہیں۔

(۵) تعدد ازدواج کے جواز اور استحسان کا اصل سبب یہ ہے کہ تعدد ازدواج عفت اور پاک دامنی اور تقویٰ اور پرہیزگاری جیسی عظیم نعمت اور صفت کی حفاظت کا ذریعہ ہے، جولوگ تعدد ازدواج کے مخالف ہیں وہ اندرونی خواہشوں اور بیرونی افعال کا مطالعہ کریں، جو قومیں زبان سے پاک تعدد ازدواج کے منکر ہیں وہ عملی طور پر ناپاک تعدد ازدواج یعنی زنا بدکاری میں مبتلا اور گرفتار ہیں۔ ان کی خواہشوں کی وسعت اور دست درازی نے یہ ثابت کر دیا کہ فطرت میں تعدد اور تنوع کی آرزو موجود ہے ورنہ ایک عورت پر قناعت کرتے۔

پس خداوند علیم وحکیم نے اپنے قانون میں انسانوں کی وسیع خواہشوں، اندرونی میلانوں کی رعایت فرما کر ایسا قانون تجویز فرمایا کہ جو مختلف جذبات، دلی طبائع کو بھی عفت اور تقویٰ اور طہارت کے دائرہ میں محدود رکھ سکے۔ (سیرت مصطفیٰ از مولانا ادریس کاندھلوی ؒ)

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

منگنی

(۴۷) منگنی ہونے کے دو سال بعد لڑکے کا انکار

سوال:۔ میری بیٹی کا نکاح ایک لڑکے کے ساتھ طے ہوا تھا، اس بات کو آج دو سال ہو رہے ہیں۔ لیکن آج تک لڑکے والوں نے پیسوں کی تنگی کی وجہ سے عقد نہیں کیا۔ شادی سے پہلے لڑکی ایک حادثہ میں گر جانے کی وجہ ہسپتال میں داخل ہوگئی تھی ابھی الحمد اللہ تندرست ہے لیکن لڑکے والوں کے یہاں جب شادی پوچھنے کے لئے گئے تو انہوں نے نیز لڑکے نے آمادگی ظاہر نہیں کی، بلکہ انہوں نے کہا کہ تم اور ہم آج سے بے تعلق ہیں۔ تم اپنی بیٹی کی شادی اپنی مرضی کے موافق کر دو۔ ہماری برادری میں لڑکوں کی کمی ہے، ان حالات میں سوال یہ ہے کہ اب ہم از روئے شرع لڑکے والوں سے لڑکی کا علاج کرانے میں جو خرچہ ہوا ہے اس میں سے کچھ خرچہ مانگتے ہیں یا

شادی کے لئے مجبور کر سکتے ہیں یا نہیں، یا اس سلسلے میں کورٹ کا سہارا لیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ مفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب:۔ منگنی یعنی شادی کرنے کا وعدہ اور قول واقرار اس پر دونوں جماعتوں کا قائم رہنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے و اوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا ۔ یعنی اور عہد (قول وقرار) پورے کرتے رہو، بے شک عہد کے متعلق پرسش ہونے والی ہے۔

(سورہ بنی اسرائیل)

لہذا کسی شرعی سبب کے بغیر قول وقرار سے پھر جانا اور دو سال تک امید دلا کر پھر انکار کر دینا گناہ کا کام ہے، برادری کے ذمہ دار لوگوں کا فرض ہے کہ رشتہ کرانے کی پوری کوشش کریں لیکن مجبور نہ کیا جائے، کورٹ کا سہارا لینا اور خرچ مانگنا غلط ہے۔ (فقط واللہ اعلم بالصواب)

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۷۵) ایک جگہ منگنی کر کے بلاوجہ توڑ دینا گناہ ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا ناطہ گواہوں کے سامنے افضل الٰہی کے بیٹے سے کر دیا، کچھ عرصہ کے بعد اس شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا، اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اور لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کرنا جائز تھا یا ناجائز ہے؟ جو عالم ایسا نکاح کرے اس کے اور گواہوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ناطہ جس کو منگنی کہتے ہیں ایک وعدہ ہے اور وعدہ کر کے بلاوجہ پھر جانا ناجائز ہے، اور اگر شروع دن سے وعدہ پورا نہ کر سکا، ارادہ ہو تو نفاق کی علامت ہے جو سخت گناہ ہے۔ حدیث میں وعدہ خلافی کرنے کو منافق کی نشانی کہا گیا ہے۔ الغرض اگر اس شخص نے بلاوجہ وعدہ خلافی کی ہے تو سخت گناہگار ہوا اس کو توبہ کرنی چاہئے، اور اگر عذر پیش آیا تو مضائقہ نہیں، لیکن جو نکاح دوسری جگہ کیا ہے وہ بلاشبہ درست وصحیح ہے۔ اس نکاح کے پڑھنے والے اور گواہوں پر کوئی گناہ نہیں۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۷۶) منگنی کیا بغیر شرعی عذر منگنی توڑنا جائز ہے؟

سوال:۔ رشتہ یا منگنی طے ہو جانے کے بعد کسی شرعی عذر کے بغیر منسوخ یا توڑ دینا شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ منگنی وعدہ نکاح کا نام ہے اور بغیر عذر کے وعدہ پورا نہ کرنا گناہ ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو منافق کے علامتوں میں شمار فرمایا ہے، ہاں اگر اس وعدہ کے پورا کرنے میں کسی معقول مضرت کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو، تو شاید اللہ مواخذہ نہ فرمائیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۷۷) نکاح سے پہلے منگیتر سے ملنا جائز ہے؟

سوال:۔ ایک صاحب فرما رہے تھے کہ منگیتر سے ملاقات کرنا، اس سے ٹیلیفون وغیرہ پر بات کرنا اور اس کے ساتھ گھومنا پھرنا صحیح نہیں۔ میں نے ان صاحب سے عرض کیا کہ یہ تو ہمارے معاشرے میں عام ہے، اس کو تو کوئی بھی برا نہیں سمجھتا۔ پھر میرے جواب کا وہ صاحب واضح جواب نہ دے سکے جس کی وجہ سے میں الجھن میں پڑ گیا کہ کیا واقعی یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ نکاح سے پہلے منگیتر اجنبی ہے، لہذا نکاح سے پہلے منگیتر کا حکم بھی وہی ہوگا جو غیر مرد کا ہے کہ عورت کا اس کے ساتھ اختلاط جائز نہیں اور آپ کا یہ کہنا کہ یہ تو ہمارے معاشرے میں عام ہے کوئی برا نہیں سمجھتا، اول تو مسلّم نہیں (تسلیم نہیں)۔ کیونکہ شریف معاشروں میں اس کو بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں معاشرے میں کسی چیز کا رواج ہو جانا کوئی دلیل نہیں، ایسا غلط رواج جو شریعت کے خلاف ہو، خود لائق اصلاح ہے۔ ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لڑکیاں غیر لڑکوں کے ساتھ آزادانہ گھومتی پھرتی ہیں، کیا اس کو جائز کہا جائے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۸) لڑکا دیندار نہ ہو تو کیا منگنی توڑ سکتے ہیں؟

سوال:۔ (۱) ہماری ایک بیٹی ہے، ہمارے گھرانہ کو الحمد للہ دیندار کہہ سکتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے

کہ ہم نے اپنی بیٹی کی منگنی دیندار لڑکے کے بجائے ایک دنیادار لڑکے سے کی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ایک دیندار لڑکے سے کرتے تو ان کی اولاد انشاء اللہ حافظ قرآن اور با عمل عالم ہوتی اس کے برعکس ان کے گھر میں ٹی وی، وی سی آر اور ہر طرح کے لغویات ہیں جس کی وجہ سے ہماری بیٹی کے اعمال بھی خراب ہوں گے مجھے یہ خوف دامن گیر ہے، اس رشتہ کے ذمہ دار ہم ہیں تو کیا آخرت میں ہماری بیٹی کے متوقع گناہوں کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی، کیونکہ ایک باشرع رشتہ کے موجود ہوتے ہوئے دوسری جگہ کا انتخاب کیا جارہا ہے، کیا اس بارے میں قرآنی آیات یا احادیث مبارک ہے۔ اگر ہے تو ازراہ کرم مجھ کو مطلع فرمائیں۔

(۲) اور شرعی لحاظ سے رشتہ کے سلسلے میں کیا چیزیں دیکھنا ضروری ہیں کہ جن کا خیال رکھا جائے۔

(۳) کیا منگنی وعدہ کے ضمن میں ہے، اگر نہیں تو کیا اس کو ختم کر سکتے ہیں اور اگر میں ختم کروں تو گناہ گار تو نہ ہوں گی؟

الجواب:۔ (۱) یہ تو ظاہر ہے کہ جب آپ اپنے بیٹی کا رشتہ ایک ایسے لڑکے سے کریں گی جو دین سے بے بہرہ ہے تو متوقع گناہوں کا وبال آپ پر بھی پڑے گا اور قیامت کے دن ان گناہوں کا خمیازہ آپ کو بھی بھگتنا ہوگا۔ قرآن کریم اور احادیث میں یہ مضمون بہت کثرت سے آیا ہے جو شخص کسی نیکی کا ذریعہ بنے اس کو اس نیکی میں برابر کا حصہ ملے گا اور نیکی کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو شخص کسی گناہ اور برائی کا ذریعہ بنے گا اس کو اس میں بھی برابر کا حصہ ملے گا اور گناہ کرنے والوں کے بوجھ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(۲) رشتہ تجویز کرتے ہوئے والدین خود ہی بہت سی چیزوں کو ملحوظ رکھتے ہیں حسب و نسب، مال و متاع اور ذریعہ معاش کے علاوہ اخلاق و کردار کو بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے، شریعت نے اس بات پر زور دیا ہے کہ لڑکے اور لڑکی کی دینداری کو بطور خاص ملحوظ رکھا جائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عورت سے اس کے حسب نسب، اس کے حسن و جمال، مال و متاع اور دین کی خاطر نکاح کیا جاتا ہے تم دین دار کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

(۳) منگنی وعدہ ہے اور اگر لڑکا دیندار نہ ہو تو اس رشتہ کو ختم کرنا جائز بلکہ ضروری ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۹) قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر بیوی ماننے سے بیوی نہیں بنتی

سوال:۔ میں ایک لڑکی سے محبت کرتا ہوں اتنی محبت کہ میں نے روحانی طور پر اسے اپنی بیوی مان لیا ہے اور کچھ عرصہ پہلے با قاعدہ قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی بیوی مانا ہے۔ آپ بتائیے کہ کیا وہ لڑکی ایسا کرنے سے میری بیوی ہوگئی اگر نہیں تو کیا کہیں اور شادی کرتے وقت مجھے اسے طلاق دینا ہوگی یا اس کی کوئی عدت وغیرہ کرنی ہوگی۔

الجواب:۔ قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر بیوی ماننے سے بیوی نہیں ہو جاتی چونکہ قرآن کریم پر ہاتھ رکھنے سے دونوں کا نکاح نہیں ہوا اس لئے اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے اور آپ بھی والدین کی خواہش کے مطابق شادی کر سکتے ہیں۔ البتہ قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر آپ نے جو قسم کھائی تھی وہ ٹوٹ جائے گی، لہذا نکاح کے بعد دونوں اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

جہیز

(۸۰) موجودہ دور میں جہیز کی لعنت

سوال:۔ ٹی وی پروگرام تفہیم دین میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مقرر نے غیر مشروط طور پر جہیز کو کافرانہ رسم اور رسم بد قرار دیا ہے

(۱) کیا قرآن وسنت کی رو سے جہیز کو کافرانہ رسم اور رسم بد کہنا صحیح ہے؟

(۲) کیا حضور ﷺ نے اپنی بیٹیوں کو جہیز دیا تھا؟

الجواب:۔ جہیز ان تحائف اور سامان کا نام ہے جو والدین اپنی بچی کو رخصت کرتے ہوئے دیتے ہیں۔ یہ رحمت ومحبت کی علامت تھی، بشرطیکہ نمود ونمائش سے پاک ہو اور والدین کے لئے کسی پریشانی واذیت کا باعث نہ بنتا ہو، لیکن مسلمانوں کی شامت اعمال نے اس رحمت کو زحمت بنا دیا ہے۔ اب لڑکے والے بڑی ڈھٹائی سے یہ دیکھتے ہی نہیں بلکہ پوچھتے بھی ہیں کہ جہیز کتنا ملے گا ورنہ ہم رشتہ نہیں لیں گے۔ اسی معاشرتی بگاڑ کا نتیجہ ہے کہ غریب والدین کے لئے بچیوں کا عقد کرنا وبال جان بن گیا ہے۔ فرمائیے کیا اس جہیز کی لعنت کو کافرانہ رسم اور رسم بد سے بھی زیادہ سخت الفاظ کے ساتھ یاد نہ کیا جائے؟

آپ نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں دریافت فرمایا ہے کہ کیا آپ نے اپنی صاحب زادیوں کو جہیز دیا تھا۔ جی ہاں دیا تھا لیکن کسی سیرت کی کتاب میں یہ پڑھ لیجئے کہ آپ نے اپنی چہیتی بیٹی خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرہؓ کو کیا جہیز دیا تھا۔ دو چلیاں ،پانی کے لئے دو مشکیزے، چمڑے کا گدا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی اور ایک چادر۔ کیا آپ کے یہاں بھی بیٹیوں کو یہی جہیز دیا جاتا ہے۔ کاش ہم سیرت نبوی ﷺ کے آئینہ میں اپنی سیرت کا چہرہ سنوارنے کی کوشش کریں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۱) جہیز کی نمائش کرنا جاہلانہ رسم ہے

سوال:۔ ہمارے قبیلے کا یہ رواج ہے کہ ماں باپ لڑکی کو جو جہیز دیتے ہے اسے سرعام دکھاتے ہیں ،جس میں عورت کے کپڑے بھی دکھائے جاتے ہیں اور یہاں بہت سے مرد بھی جہیز دیکھنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔کیا عورت کے کپڑے اور زیور نامحرموں کو سرعام دکھلانا دین اسلام میں جائز ہے؟

الجواب:۔ لڑکی کو دیئے جانے والے جہیز کا سرعام دکھانا جاہلی رسم ہے۔جس کا منشاء محض نمود ونمائش ہے اور مستورات کے زیور اور کپڑے غیر مردوں کو دکھانا بھی بری رسم ہے۔شرفا کو اس سے غیرت آتی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۲) عورت شوہر کے انتقال پر کس سامان کی حقدار ہے

سوال:۔ میرا ایک لڑکا تھا جس کی شادی ہوئی اور وہ اب انتقال کر گیا۔بہو اپنی مرضی سے میکے چلی گئی اور جو سامان ساتھ لائی وہ بھی لے گئی اب وہ اس سامان کا مطالبہ کر رہی ہے جو ہم نے دیا تھا،جبکہ وہ سامان ہم نے اس لئے رکھا ہوا ہے کہ میری ایک پوتی بھی ہے جو میرے پاس ہی ہے بعد میں وہ اس کے کام آجائے گا۔علاوہ ازیں جہاں میں نے لڑکے کی شادی کی تھی وہاں بدلے میں اپنی ایک لڑکی بھی دی تھی اب آپ بتائیں کہ اس سامان کے بارے میں علماء کرام کا کیا فتویٰ ہے اس کے علاوہ میرے پاس زمین اور مکان بھی ہے۔اسے میں کس طرح تقسیم کروں؟ نیز میری پوتی کی عمر سات سال ہے اس کو ہم اپنے پاس رکھ سکتے ہیں یا والدہ کے حوالے کر دیں؟ جواب سے نوازیں۔

الجواب:۔ جو سامان آپ نے شادی کے موقع پر بہو کو دیا تھا اگر اس کی ملکیت کر دیا تھا تو وہ سامان اسی کا ہے اور آپ کو اس کا رکھنا جائز نہیں اور اگر اس کی ملکیت نہیں کیا تھا بلکہ اس کو صرف استعمال کی اجازت دی تھی تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ سامان آپ کے مرحوم بیٹے کی ملکیت تھا اس صورت میں اس کا آٹھواں حصہ اس کی بیوہ کا ہے، نصف اس کی بیٹی کا اور باقی آپ کا اور اگر مرحوم کی والدہ بھی زندہ ہے تو چھٹا حصہ اس کا۔ گویا کہ کل ۲۴ حصے کئے جائیں گے ان میں تین بیوہ کے، ۱۲ لڑکی کے، ۴ ماں کے اور ۵ والد کے۔

اور اگر سامان خود آپ کی اپنی ملکیت ہے، آپ کا بیٹا بھی اس کا مالک نہیں تھا تو بیوہ کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ آپ اس کا جو چاہیں کریں، آپ کی جائیداد آپ کے انتقال کے بعد دو تہائی آپ کی تینوں لڑکیوں کو ملے گی۔ (آپ کی اہلیہ زندہ ہے تو آٹھواں حصہ ان کو ملے گا) اور باقی آپ کے جدی وارثوں کو دی جائے گی۔ آپ کی پوتی کو کچھ نہیں ملے گا۔ گر آپ پوتی کو بھی کچھ دینا چاہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ آپ اپنی زندگی میں مناسب حصہ اس کے نام کر دیں۔ دوسری یہ کہ آپ وصیت کر جائیں کہ آپ کی پوتی کو اتنا حصہ دیا جائے۔ (تہائی مال کے اندر اندر وصیت کر سکتے ہیں) اور اس پر گواہ بھی مقرر کر لیں اگر آپ نے ایسی وصیت کر دی تو جائیداد کی تقسیم سے پہلے آپ کی پوتی کو وہ حصہ دیا جائے گا وارثوں کو بعد میں دیا جائے گا۔ بچی کے لئے حکم تو یہ ہے کہ بالغ ہونے[1] تک اپنی والدہ کے پاس رہے لیکن اگر والدہ کا مطالبہ نہ ہو یا اس نے کسی غیر جگہ نکاح کر لیا ہو تو آپ رکھ سکتے ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

---

[1] بالغ ہونے کی کم از کم عمر نو سال ہے اس لئے فتویٰ اسی پر ہے کہ لڑکی نو سال کی عمر تک ماں کے پاس رہے گی۔ (مرتب)

فصل: زوجیت کے حقوق

(۸۳) بغیر عذر عورت کا بچے کو دودھ نہ پلانا ناجائز ہے

سوال:۔ خداوند کریم رازق العباد ہے، اس نے بچے کا رزق (دودھ) اس کی ماں کے سینے میں اتارا، اگر اس کی ماں بلا کسی شرعی عذر کے جبکہ ڈاکٹر نے بھی منع نہ کیا ہو بلکہ صرف اس عذر پر کہ وہ ملازمت کرتی ہے، بچے کو دودھ پلانے سے کمزوری واقع ہوگی، یا حسن میں بگاڑ پیدا ہوگا، بچے کو اپنا دودھ نہ پلائے تو کیا ایسی ماں کا شمار عاصیوں میں نہ ہوگا، اور کیا وہ سزاوار نہ ہوگی۔ آپ ازروئے شرع فرمائیے کہ ایسی عورت کو کیا سزا ملے گی؟

الجواب:۔ بچے کو دودھ پلانا دیانتاً ماں کے ذمہ واجب ہے، بغیر کسی صحیح عذر کے اس کا انکار کرنا جائز نہیں اور چونکہ اس کے اخراجات شوہر کے ذمہ ہیں اس لئے ملازمت کا عذر معقول نہیں، اسی طرح حسن میں بگاڑ کا عذر بھی صحیح نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۴) شوہر سے انداز گفتگو

سوال:۔ اگر بیوی شوہر کو ناحق بات پر ٹوکے اور وہ بات صحیح ہو لیکن شوہر برا مان جائے تو کیا یہ گناہ ہے اور وہ بات بے دھڑک اسی وقت کہہ دیں یا بعد میں آرام سے کہیں؟

الجواب:۔ شوہر اگر غلط کام کرے تو اس کو ضرور ٹوکا جائے مگر لب ولہجہ نہ تو گستاخانہ ہو، نہ تحکمانہ۔ اور نہ طعن وتشنیع کا انداز ہو بلکہ انداز گفتگو بے حد پیار ومحبت کا اور دانشمندانہ ہونا چاہئے، پھر ممکن نہیں کہ اس کی اصلاح نہ ہو جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۵) بیوی سے ماں کی خدمت لینا

سوال:۔ باپ کی خدمت تو اس کے کام میں ہاتھ بٹا کر اور اس کا حکم مان کر کی جاسکتی ہے، اگر ماں بوڑھی ہو اور گھر کا پورا کام کاج نہ کر سکتی ہو تو کیا بیوی سے یہ نہ کہا جائے کہ وہ ماں کے کام میں ہاتھ بٹائے، اس طرح ماں کی خدمت ہو سکتی ہے۔ لیکن آپ پہلے فرما چکے ہیں کہ اگر بیوی ساس سے خوش نہ ہو تو اس کو الگ گھر میں لے جاؤ، اس طرح تو خدمت کرنے کا ذریعہ ختم ہو جائے گا، تو کیا اس صورت میں بیوی سے یہ نہ کہا جائے کہ وہ ماں کی خدمت کرے یا اس صورت میں بھی اس کو الگ گھر میں لے جایا جائے، اگر ایسا ہو تو پھر ماں کی خدمت کیسے ہوگی، کیونکہ صرف حکم ماننے سے تو ماں کی خدمت نہ ہوگی؟

الجواب:۔ بیوی اگر اپنی خوشی سے شوہر کے والدین کی خدمت کرتی ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے اور بیوی کے لئے موجب سعادت ہے۔ لیکن یہ اخلاقی چیز ہے، قانونی نہیں۔ اگر بیوی شوہر کے والدین سے الگ رہنا چاہے تو شوہر شرعی قانون کی رو سے بیوی کو اپنے والدین کی خدمت پر مجبور نہیں کر سکتا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۶) میاں بیوی کے درمیان تفریق کرانا گناہ کبیرہ ہے

سوال:۔ شوہر کو اس کی بیوی سے بدظن کرنا کیسا فعل ہے؟

الجواب:۔ حدیث میں ہے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکائے۔ (ابوداؤد، صفحہ ۲۹۴، ج ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے درمیان منافرت پھیلانا اور ایک دوسرے سے بدظن کرنا گناہ کبیرہ ہے، اور ایسا کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں شامل نہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا یہ فعل مسلمانوں کا نہیں اور قرآن کریم میں میاں بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرنے کو یہودی جادوگروں کا فعل بتایا ہے۔ (فتاویٰ شامیہ میں ہے کہ ایسے شخص کی سزا عمر قید ہے۔ (مؤلف)

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۷) بے نمازی بیوی کا گناہ کس پر ہوگا؟

سوال:۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے اہل وعیال کو نماز کی تاکید کرو اور خود بھی اس کی پابندی کرو۔ اگر کوئی شخص خود پابندی سے نماز پڑھتا ہو اور اپنی بیوی کو نماز کی تاکید کرے اس کے باوجود بیوی نماز نہ پڑھے تو اس کا گناہ کس کو ملے گا، بیوی کو یا شوہر کو؟ مہربانی فرما کر میرے سوال کا جواب تفصیل سے دیں۔

الجواب:۔ شوہر کی تاکید کے باوجود اگر بیوی نماز نہ پڑھے تو وہ اپنے عمل کی خود ذمہ دار ہے، شوہر گناہ گار نہیں، مگر ایسی نالائق عورت کو گھر میں رکھا ہی کیوں جائے؟

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۸) کیا شوہر مجازی خدا ہوتا ہے؟

سوال:۔ ایک ہفت روزہ میں مسائل کے کالم میں ایک عورت نے لکھا ہے کہ اس کا شوہر بدصورت ہونے کی وجہ سے اسے ناپسند ہے، لہٰذا اس شخص کے ساتھ رہنے میں لغزش ہو سکتی ہے اور وہ خلع چاہتی ہے جبکہ اس عورت کے والدین کہتے ہیں کہ شوہر کو بدصورت کہنا گناہ ہوتا ہے تو اسے جواباً بتایا گیا کہ شوہر کو خدا سمجھ لینے کا تصور ہندو عورتوں کا ہے، ورنہ اسلام میں نکاح طرفین کی خوشی سے ہوتا ہے اور اگر وہ عورت چاہے تو لغزش سے بچنے کے لئے خلع لے سکتی ہے کیونکہ نکاح کا مقصد ہی معاشرتی برائی سے بچنا ہے آگے اب سوال یہ ہے کہ کیا واقعی شوہر کو مجازی خدا سمجھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں نے اب تک اپنی اطاعت گزار بیوی پر خود کو مجازی خدا اور باحیثیت مرد حاکم سمجھ کر جو ظلم کئے ہیں کیا میں گناہگار رہا ہوں یا اپنی لاعلمی کی وجہ سے بے قصور ہوں یا مجھے اپنی بیوی سے معافی مانگنی ہوگی کہ خدا مجھ کو معاف کردے، یا میں حق پر ہوں اور یہ بات غلط ہے کہ شوہر کو مجازی خدا سمجھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے۔

الجواب:۔ اللہ نے مرد کو عورت پر حاکم بنایا ہے، مگر نہ وہ حقیقی خدا ہے اور نہ وہ مجازی خدا۔ حاکم کی حیثیت سے اسے بیوی پر ظلم وستم توڑنے کی اجازت نہیں، نہ ہی اس کی تحقیر وتذلیل ہی روا ہے۔ جو شوہر اپنی بیویوں پر زیادتی کرتے ہیں وہ بدترین قسم کے ظالم ہیں۔ آپ کو اپنی بیوی سے

حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہئے اور جو ظلم و زیادتی کر چکے ہیں اس کی تلافی کرنی چاہئے۔ شوہر کو خدائی منصب پر فائز سمجھنا ہندوؤں کا طریقہ ہو تو ہو، اسلام کا طریقہ بہر حال نہیں۔ البتہ عورت کو شوہر کی عزت و احترام کا یہاں تک حکم ہے کہ اس کا نام لے کر بھی نہ پکارے اور اس کے کسی بھی جائز حکم کو مسترد نہ کرے اور اگر شوہر سے عورت کا دل نہ ملتا ہو خواہ شوہر کی بدصورتی کی وجہ سے، خواہ اس کی بد خلقی کی وجہ سے، خواہ اس کی بد دینی کی وجہ سے، خواہ کسی اور وجہ سے تو اس کو خلع لینے کی اجازت ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(٨٩) کیا مرد اپنی بیوی کو زبردستی اپنے پاس رکھ سکتا ہے

سوال:۔ کیا شوہر اپنی بیوی کو زبردستی اپنے پاس رکھ سکتا ہے جب کہ بیوی رہنے کو تیار نہ ہو یہ جانتے ہوئے بھی کہ بیوی اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی شوہر اسے جبراً رکھے ہوئے ہے ایسے مردوں کے لئے اسلام میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ نکاح سے مقصود ہی یہ ہے کہ میاں بیوی ساتھ رہیں اس لئے شوہر کا بیوی کو اپنے پاس رکھنا تقاضائے عقل و فطرت ہے اگر بیوی اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اس سے علیٰحدگی کرالے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

کن چیزوں سے نکاح نہیں ٹوٹتا

(٩٠) اولاد سے گفتگو میں بیوی کو امی کہنا

سوال:۔ اکثر لوگوں کی یہ عادت دیکھنے میں آتی ہے جب بچہ اپنے باپ سے کسی چیز کا تقاضا کرتا ہے تو باپ بچے سے کہتا ہے جاؤ بیٹا امی سے لے لو یا یوں بھی کہا جاتا ہے کہ بیٹے اپنی امی کے پاس جاؤ بیٹے امی کہاں ہے جب کہ بیوی کو ماں کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے تو کیا اس قسم کے الفاظ بولنا درست ہے؟

الجواب:۔ اس سے بچے کی امی مراد ہوتی ہے اپنی نہیں اور بیوی کو امی کہنا جائز نہیں لیکن ایسا

کہنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۱) اپنے کو بیوی کا والد ظاہر کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹا

سوال:۔ زید نے سرکاری پلاٹ حاصل کرنے کی نیت سے اپنی بیوی کو اس کے حقیقی ماموں کی بیوہ ظاہر کیا اور خود کو اپنی بیوی کا والد کیونکہ زید کی عمر اپنی بیوی کی والد جتنی ہے اسی طرح زید نے حکومت سے پلاٹ حاصل کر کے اس کو فروخت کر دیا۔

اب مندرجہ ذیل امور کی وضاحت مطلوب ہے۔

الف۔ کیا ان حالات میں زید کا اپنی بیوی سے نکاح برقرار ہے؟

ب۔ کیا تجدید نکاح کی ضرورت ہے؟

ج۔ اس ناپسندیدہ طریقے سے حاصل کردہ رقم جائز ہے یا ناجائز؟

د۔ شرعی اور فقہی نقطہ نگاہ سے زید کا یہ فعل کیسا ہے جب کہ زید حاجی اور بظاہر مذہبی بھی ہے۔

الجواب:۔ یہ تو ظاہر ہے کہ زید جھوٹ اور جعل سازی کا مرتکب ہوا اور ایسے غلط طریقہ سے حاصل کردہ رقم جائز نہیں ہوگی لیکن اس کے اس فعل سے نکاح نہیں ٹوٹا اس لئے تجدید نکاح کی ضروت نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۲) کیا داڑھی کا مذاق اڑانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

سوال:۔ کیا داڑھی کا مذاق اڑانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب:۔ جی ہاں داڑھی اسلام کا شعار اور آنحضرت ﷺ کی سنت واجبہ ہے اور آنحضرت ﷺ کی کسی سنت اور اسلام کے کسی شعار کا مذاق اڑانا کفر ہے اس لئے میاں بیوی میں سے جس نے بھی داڑھی کا مذاق اڑایا ہے اور ایمان سے خارج ہو گیا اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا اس کو لازم ہے کہ اس سے توبہ کرے اپنے ایمان کی تجدید کریں اور نکاح دوبارہ کرے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۳) ''میں کافر ہوں'' کہنے سے نکاح پر کیا اثر ہوگا

سوال:۔ عشاء کی نماز سے واپس لوٹا تو دیکھا کہ بیوی بستر پر لیٹی ہوئی ہے میں نے اس خیال سے کہ بیوی بغیر عشاء کی نماز کے سوگئی ہے ذرا غصہ کے اندر میں نے کہا کہ تم نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی چونکہ پہلے وہ ہی کسی بات پر ناراض ہوکر لیٹی تھی اس لئے اس نے غصے میں جواب دیا کہ میں کافر ہوں جس کا مطلب اس کے لہجے کے انداز سے یہ نکلتا تھا میں تو کافر نہیں بہر حال اس وقت اس نے نماز ادا نہیں کی صبح اٹھ کر اس نے خود بخود صبح کی نماز ادا کی اور کہا کہ سختی کے انداز میں نماز کی دعوت کیوں دیتے ہو سوال یہ ہے کہ وہ اس جملہ سے کافر تو نہیں ہوگئی اور تجدید نکاح کی ضرورت تو نہیں؟

الجواب:۔ ''میں کافر ہوں'' کا فقرہ اگر بطور سوال کے تھا جیسا کہ آپ نے تشریح کی ہے یعنی کیا میں کافر ہوں مطلب یہ کہ ہرگز نہیں تو اس صورت میں ایمان میں فرق نہیں آیا نہ تجدید نکاح کی ضرورت ہے لیکن اگر غصے میں یہ مطلب تھا کہ میں کافر ہوں اور تم مجھے نماز کے لئے نہ کہو تو ایمان جاتا رہا اور نکاح دوبارہ کرنا ہوگا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۴) ایک دوسرے کا جھوٹا پینے سے نہ بہن بھائی بن سکتے ہیں اور نہ نکاح ٹوٹتا ہے

سوال:۔ ایک ہی ماں کا دودھ پینے والوں کو تو دودھ شریک کہتے ہیں لیکن یہاں کچھ لوگوں کو یوں بھی کہتے سنا ہے کہ میاں بیوی ایک ہی پیالہ میں ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ پی لیں تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے کیا لڑکا لڑکی دودھ شریک بہن بھائی بن جاتے ہیں۔

الجواب:۔ جس دودھ کے پینے سے نکاح حرام ہوتا ہے وہ جو بچے کو مدت رضاعی یعنی دو سال کی عمر کے دوران کوئی عورت پلائے۔ عوام کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کا جھوٹا کھانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۵) اپنے شوہر کو قصداً بھائی کہنے سے نکاح پر کچھ اثر نہیں ہوتا

سوال: ۔ کوئی شادی شدہ لڑکی جس کے دو بچے بھی ہیں اپنے شوہر کو سب کچھ جانتے ہوئے بھی اگر بھائی کہے اور یہ کہے کہ میں طلاق چاہتی ہوں اس سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہے تو کیا نکاح باقی رہے گا جب کہ لڑکی کسی بھی صورت میں اپنے سسرال جانے کو تیار نہیں ہے؟

الجواب: ۔ لڑکی کے ان الفاظ سے تو طلاق نہیں ہوگی جب تک کہ شوہر اس کو طلاق نہ دے اگر وہ اپنے شوہر کے یہاں نہیں جانا چاہتی تو خلع لے سکتی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۶) بیوی اگر شوہر کو کہے تو مجھے کتے سے برا لگتا ہے تو نکاح پر کیا اثر ہوگا؟

سوال: ۔ بیوی اگر شوہر کو کہے کہ تو مجھے کتے سے برا لگتا ہے تو نکاح میں کچھ فرق آتا ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ بیوی کے ایسے الفاظ بکنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا لیکن وہ گنہگار ہوئی ایسے الفاظ سے توبہ کرنی چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۷) جس عورت کے بیس بچے ہو جائیں کیا واقعی اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے

سوال: ۔ ہمارے یہاں کچھ عورتوں کا کہنا ہے کہ اگر کسی عورت کے بیس بچے ہو جائیں تو اس کا اپنے شوہر سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے کیا واقعی یہ شرعی مسئلہ ہے یا عورتوں کی من گھڑت باتیں ہیں میں اکثر سن تو لیتی ہوں لیکن شرعی مسائل کی عدم واقفیت کی وجہ سے زیادہ بحث نہیں کرتی؟

الجواب: ۔ عورتوں کا یہ ڈھکوسلا قطعاً غلط ہے اور بیہودہ ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

شادی کے متفرق مسائل

(۹۸) دلہن کی رخصتی قرآن کے سائے میں کرنا

سوال:۔ آج کل اس اسلامی معاشرہ میں چند نہایت ہی غلط اور ہندوانہ رسمیں موجود ہیں افسوس اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب کسی رسم کو اجر و ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے مثلاً لڑکی کی رخصتی کے وقت اس کے سر پر قرآن کا سایہ کیا جاتا ہے حالانکہ اس قرآن کے نیچے ہی لڑکی (دلہن) ایسی حالت میں ہوتی جو قرانی آیات کی کھلم کھلا خلاف ورزی اور پا کرتی ہے یعنی بناؤ سنگھار کر کے غیر محرم کی نظر کی زینت بن کر کیمرہ کی تصویر بن رہی ہوتی ہے اگر لڑکی کہتی ہے کہ یوں درست نہیں بلکہ باپردہ ہونا لازم ہے جو کہ اسی قرآن میں تحریر ہے جس کا سایہ کیا جاستا ہے تو اسے قدامت پسند کہا جاتا ہے اور اگر کہا جاتا ہے کہ پھر قرآن کا سایہ نہ کرو تو اسے گمراہ کہا جاتا ہے آپ قرآن وسنت کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ دلہنوں کا یوں قرآن کے سایہ میں رخصت ہونا غیر محرموں کے سامنے کیسا ہے؟ قرآن کیا اسی لئے صرف نازل ہوا تھا کہ اس کا سایہ کریں چاہے اپنے اعمال سے ان آیات کو اپنے قدموں تلے روندیں۔

الجواب:۔ دلہن پر قرآن کریم کا سایہ کرنا محض ایک رسم ہے اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں اور دلہن کو سجا کر نامحرموں کو دکھانا حرام ہے اور نامحرموں کی محفل میں اس پر قرآن کریم کا سایہ کرنا قرآن کریم کے احکام کو پامال کرنا ہے جیسا کہ آپ نے لکھا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹۹) کیا کسی مجبوری کی وجہ سے حمل کو ضائع کرنا جائز ہے

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک شادی شدہ عورت جب کہ اس کے بچے زیادہ ہو جاتے ہیں اور بچوں کی پرورش عورت کے لئے مسئلہ بن جاتا ہے کیا ایسی عورت آپریشن کے ذریعے یا کسی دواء کے ذریعے حمل کو ضائع کر سکتی ہے یا عورت مسلسل بیمار ہو یا کمزور ہو یا بوڑھی ہو جائے کیا اس صورتوں میں حمل کو ضائع کر سکتی ہے قرآن و سنت کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

الجواب:۔ حمل جب چار مہینے کا ہو جائے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے اس کے بعد حمل کا ساقط کرنا حرام ہے. جس کی وجہ سے قتل کا گناہ ہوتا ہے اس سے پہلے اگر کسی مجبوری کے تحت کیا جائے تو اگرچہ جائز ہے لیکن بغیر کسی شدید مجبوری کے مکروہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰۰) دولہا کا دلہن کے آنچل پر نماز پڑھنا اور ایک دوسرے کا جھوٹا کھانا

سوال:۔ میری شادی کو تقریباً تین سال ہونے کو ہیں شادی کی پہلی رات مجھ سے دو ایسی غلطیاں سرزد ہوئیں جس کی چبھن میں آج تک دل میں محسوس کرتا ہوں۔

پہلی غلطی یہ ہوئی کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ دو رکعت نماز شکرانہ جو کہ بیوی کا آنچل بچھا کر ادا کی جاتی ہے نہ پڑھ سکا یہ ہماری لاعلمی تھی اور نہ ہی میرے دوستوں اور عزیزوں نے بتایا تھا بہر حال تقریباً شادی کے دو سال بعد مجھے اس بات کا علم ہوا تو ہم دونوں میاں بیوی نے اس نماز کی ادائیگی بالکل اسی طرح سے کی نماز کے بعد اپنے رب العزت سے خوب گڑگڑا کر معافی مانگی مگر دل کی خلش دور نہ ہو سکی۔

دوسری غلطی بھی لاعلمی کے باعث ہوئی ہماری دور کی ممانی ہیں جنہوں نے ہمیں اس کا مشورہ دیا تھا کہ تم دونوں ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ ضرور پینا ہم (میاں بیوی) نے ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ بھی پیا مگر جب میں نے اپنے ایک دوست سے اس بات کا ذکر کیا تو پتا چلا کہ جو لوگ ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ پیتے ہیں بھائی بھائی یا بھائی بہن کہلاتے ہیں۔

جب سے یہ بات معلوم ہوئی ہے دل میں عجیب عجیب خیالات آتے ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیے کہ ہمارے ان افعال کا کفارہ کس طرح ادا ہو سکے گا۔ جناب کی مہربانی ہوگی۔

الجواب:۔ آپ سے دو غلطیاں نہیں ہوئیں بلکہ آپ کو دو غلط فہمیاں ہوئی ہے پہلی رات بیوی کی آنچل بچھا کر نماز پڑھنا نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب یہ محض لوگوں کی اپنی بنائی ہوئی بات ہے لہذا آپ کی پریشانی بے وجہ ہے آپ کے دوست کا یہ کہنا غلط فہمی بلکہ جہالت ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کا جھوٹا کھا پی لینے سے بھائی بہن بن جاتے ہیں یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں لہذا آپ پر کوئی کفارہ نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(١٠١) شوہر کی موت کے بعد لڑکی پر سسرال والوں کا کوئی حق نہیں

سوال:۔ ہمارے ہاں یہ رواج چلا آ رہا ہے کہ عموماً شادی سے ایک دو سال پہلے نکاح پڑھ لیتے ہیں اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس عرصے کے دوران شوہر کا انتقال ہو جائے تو اب لڑکی آزاد ہو جائے گی اور جس جگہ بھی چاہے شادی کر سکتی ہے حالانکہ لڑکے کے والدین اس کو پسند نہیں کرتے بلکہ ان کے ہاں دوسرا بیٹا بھی ہے ان کے والدین چاہتے ہیں کہ لڑکی کی شادی دوسرے بیٹے سے کرائی جائے کیا شوہر کے مرنے کے بعد لڑکی پر کچھ پابندیاں عائد ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شوہر کے انتقال کے بعد لڑکی کے ذمہ شوہر کی موت کی عدت ہے (ایک سو تیس دن بشرطیکہ شوہر کا انتقال مہینہ کے درمیان ہوا ہو اور چار مہینہ دس دن عدت ہے۔ اگر شوہر کا انتقال چاند رات کو ہوا ہو) واجب ہے عدت کے بعد لڑکی خود مختار ہے کہ وہ عدت کے بعد جہاں چاہے اپنا عقد کرلے سسرال والوں کا اس پر کوئی حق نہیں اگر وہ خود دوسرے بھائی سے شادی پر راضی ہو تو اس کا نکاح ہوسکتا ہے مگر سسرال والے مجبور نہیں کر سکتے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(١٠٢) ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ پینے سے بہن بھائی نہیں بنتے

سوال:۔ میرے ایک دوست نے ایک لڑکی کو بہن بنایا اور اس نے قرآن اٹھا کر کہا کہ یہ میری بہن ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کے منہ والا دودھ بھی پیا میں نے جہاں تک سنا ہے دودھ پینے سے بہن بھائی بن جاتے ہیں اب ان دونوں کی شادی ہوگئی ہے آپ بتائیں کہ یہ شادی جائز ہے؟

الجواب:۔ جھوٹی بات پر محض قرآن اٹھانے اور ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ پینے سے بہن بھائی نہیں بنا کرتے اس لئے ان کی شادی صحیح ہے جھوٹی بات پر قرآن اٹھانا گناہ کبیرہ ہے اور یہ ایسی قسم ہے جو آدمی کے دین دنیا کو تباہ کر دیتی ہے مسلمانوں کو ایسی جرأت نہیں کرنی چاہئے۔

(نوٹ) بہن بھائی کا مفہوم واضح ہے یعنی جن کا باپ ایک ہو یا ماں ایک ہو یا والدین ایک ہوں یہ نسبی بہن بھائی کہلاتے ہیں اور جس لڑکے اور لڑکی نے اپنی شیر خوارگی کے زمانے میں ایک عورت کا دودھ پیا ہو وہ رضاعی بہن بھائی کہلاتے ہیں یہ دونوں قسم کے بہن بھائی ایک دوسرے کے لئے حرام ہیں ان کے علاوہ جو لوگ منہ بولے بھائی بہن بن جاتے ہیں یہ شرعاً

جھوٹ ہے اور ایسے نام نہاد بھائی بہن ایک دوسرے پر حرام نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰۳) دن میں بیویوں کے درمیان عدل کرنا واجب نہیں

سوال:۔ بہشتی زیور سے معلوم ہوتا ہے کہ بیویوں کے درمیان رات میں برابری کرنی چاہئے، دن میں برابری نہیں ہے تو اگر کسی بی بی کی باری میں اس کے یہاں دن کو کھانا کھا کر دوسری بی بی کے گھر پر جس کے یہاں باری نہیں ہے دن کو علیحدہ چار پائی پر جا کر سو جائے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ صورت درست ہے..... واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۱۰۴) کیا عورت کا مرد پر حق ہے کہ وہ رات کو اپنے بستر پر سلائے

سوال:۔ کیا مرد پر عورت کا حق بنتا ہے کہ رات کو وہ عورت کو اپنے بستر پر ہی سلائے یا فقط ایک گھر میں اس کے ساتھ ہونا کافی ہے۔ اور حق مباشرت کے ایفاء کے لئے کبھی کبھار اپنے پاس لانے سے ادائے حق سے سبکدوش ہو جائے گی، غرض رات کو سونے میں عورت کا حق کہاں پر سونا ہے؟

الجواب:۔ مرد کے ذمے عورت کو اپنے بستر پر لٹانا واجب نہیں، بلکہ یہ واجب ہے کہ رات کو اسی گھر میں سوئے جہاں عورت سوتی ہے بلکہ دیانۃً یہ واجب ہے کہ عورت کے پاس جانے میں اتنی دیر نہ کرے جس سے عورت کے فساد خیال کا اندیشہ ہو، البتہ جس کے دو بیویاں ہوں اور وہ ایک گھر میں سوتا ہو تو اس پر دوسری کے گھر میں سونا بھی واجب ہے، تاکہ بیتوتت[1] میں برابری وعدل ہو اور یہ اس وقت ہے جب کہ عورت کو خاوند کے باہر لیٹنے سے وحشت نہ ہوتی ہو..... واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۱۰۵) عورت کو خیار بلوغ حاصل تھا مگر اسے علم نہ تھا کہ خیار ہوتا ہے تو خیار ساقط ہو گیا

سوال:۔ مسماۃ بہاراں کا عقد نکاح تقریباً پانچ سال کی عمر میں اس کے چچا نے مسمی احمد سے کر دیا تھا، مسماۃ بہاراں نے بالغ ہونے کے ایک ماہ بعد چھ آدمیوں اور اپنی والدہ کے سامنے کہا

---

[1] ۔ رات گزارنا

کہ مجھے اپنے چچا کا کیا ہوا عقد منظور نہیں ہے چونکہ عورت دیہات میں رہنے والی ہے اس لئے مسائل سے واقف نہیں ،اس لئے بعد از بلوغ فوراً ارد نہیں کرسکتی اب کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگر بالغ ہونے کے وقت مسماۃ بہاراں کو عقد نکاح کا علم تھا، پھر وہ جہالت کی بناء پر خاموش رہی تو خیار بلوغ باطل ہو گیا اب اس کا نکاح کو رد کرنا معتبر نہ ہوگا، اور یہ دوسری جگہ شادی نہیں کرسکتی۔ (جیسا کہ ہندیہ میں صراحت سے لکھا ہے) اور اگر بوقت بلوغ نکاح کا علم نہ تھا تو خیار باطل نہ ہوگا جب تک نکاح کا علم نہ ہو خیار باقی رہے گا الخ (کما فی الهندیه) واللہ اعلم۔ (مفتی محمد انور۔ مفتی عبدالستار)

(۱۰۶) باپ۔نے اگر غیر کفو میں نکاح کر دیا تو وہ لازم ہوگا

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح جان بوجھ کر غیر کفو میں کر دیا ہے اور اب یہ لڑکی بالغ ہوگئی ہے اور اپنے باپ کے کئے نکاح کو منظور نہیں کرتی اور کہتی ہے کہ میرا نکاح میرے خاندان میں کیوں نہیں کیا گیا ،وہ لڑکی نہیں مانتی اور غیر کفو میں انکاری ہے اب اس کی کوئی صورت ہوسکتی ہے؟

الجواب:۔ یہ نکاح صحیح اور لازم ہو گیا۔لڑکی کا انکار غیر معتبر ہے۔ درمختار وغیرہ کتب فقہ میں ہے کہ باپ یا دادا اگر غیر کفو میں یا غبن فاحش کے ساتھ نکاح کر دیں تب بھی نکاح لازم ہو جائے گا۔الخ۔ (مفتی محمد عبداللہ)

(۱۰۷) ''زوجہ کے اپنے والدین اور دیگر اقارب سے ملنے کی مدت''

سوال:۔ عورت اپنے خویش واقارب خصوصاً اپنی خالہ،اور حقیقی بھائی کے یہاں ملنے جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور مذکورہ لوگ اس کے ہاں آمدورفت یا خط وکتابت کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کرسکتے ہیں تو کتنے عرصہ میں آمدورفت کرسکتے ہیں،سال بھر، ہفتہ یا مہینہ وغیرہ؟ امید ہے شافی جواب سے مطلع فرمائیں گے۔

الجواب:۔ عورت کو اپنے والدین سے ایک ہی شہر میں ہوں تو ہفتہ میں ایک بار اور شہر سے باہر ہر مہینہ میں ایک بار ملنے کا حق ہے اگر والدین نہ آسکیں تو وہ خود جاسکتی ہے اور اگر والدین

آ ئیں تو ہر ہفتہ خود وہیں آ کر مل جا ئیں ہاں سال میں دو چار دفعہ جس طرح عرف و دستور ہے خود بھی جا سکتی ہے، اور والدین کے سوا دیگر محارم سے شہر کے اندر اور شہر سے باہر سال بھر میں ایک بار ملنے کا عورت کو حق ہے اور محارم کو خط و کتابت کا بھی حق ہے۔ اور وہ عورت کے پاس خود بھی آ سکتے ہیں، البتہ شوہر کو یہ حق ہے کہ وہ انہیں اپنے گھر کے اندر رہنے سے روک دے، پس اگر وہ اس سے مل لیں اور بات چیت کر لیں اور کچھ دیر بات کر کے واپس چلے جا ئیں، اگر رات کو بھی رہنا چاہیں تو زوج سے اجازت لینے کی ضرورت ہے۔

جیسا کہ الدر المختار اور شامی وغیرہ کی عبارات سے واضح ہوتا ہے لیکن اگر عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر ان سے ملنے جائے گی تو ظاہر یہ ہے کہ نفقہ کی مستحق نہ ہوگی اگر چہ وہ جانے کا حق رکھتی ہے۔

اور اگر شوہر کی اجازت سے جائے گی تو مستحق نفقہ ہے الا یہ کہ شوہر جانے پر شرط رکھ دے کہ خرچہ نہیں دوں گا۔ واللہ اعلم (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۱۰۸) بیوی اور شوہر کے والدین کی نا اتفاقی اور الگ ہونے کا مسئلہ

سوال:۔ شوہر کے والدین اور بیوی کے درمیان نا اتفاقی کی صورت میں شوہر والدین سے علیحدہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر بیوی مالدار اور معزز گھرانے کی ہے اور وہ ساس سسر کے ساتھ رہنا پسند نہ کرتی ہو تو شوہر کے ذمہ واجب ہے کہ اسے الگ مکان میں رکھے، اگر زوجہ متوسط الحال ہے تو شوہر کو اسے الگ مکان دینا واجب نہیں، لیکن وہ خود اگر اپنی راحت کے لئے چاہے تو جائز ہے بلکہ اگر والدین کے حقوق تعظیم ضائع ہونے کا اندیشہ ہو یا نزاعات کی وجہ سے قطع رحم کا خوف ہو تو الگ ہو جانا ضروری ہے۔ (علامہ ظفر احمد عثمانی)

(۱۰۹) میاں بیوی کے تعلقات کا ایک اہم مسئلہ

سوال:۔ مرد و عورت جب پاک ہوں تو ان کی شرم گاہ کا ظاہری حصہ پاک ہوتا ہے یا ناپاک؟ اگر بوقت ہم بستری عورت مرد کی شرم گاہ کو منہ میں لے یا مرد اس کے منہ میں دے دے، یا عورت

کے ظاہری حصۂ شرم گاہ پر زبان لگائے یا چومے تو ایسی حرکتوں میں قباحت ہے یا نہیں گناہ ہوگا یا نہیں؟ ایسے مسائل کے دریافت کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے مگر ضرورتاً دریافت کیا ہے معاف فرمائیں۔

الجواب:۔ دین کے مسائل واحکام دریافت کرنے میں شرم وحیا کو آڑ نہیں بنانا چاہئے، اگر شرم وحیا کا لحاظ کر کے دینی احکام معلوم نہ کئے جائیں تو شرعی احکام کا علم کیسے ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اللہ حق بات کہنے میں کسی کا لحاظ نہیں رکھتا'' لہذا مسائل کے دریافت کرنے میں شرم وحیاء کو حجاب نہ بنانا چاہئے۔ بے شک شرم گاہ کا ظاہری حصہ پاک ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر پاک چیز کو منہ لگایا جائے اور منہ میں لیا جائے، اسے چوما جائے اور چاٹا جائے۔

ناک کی رطوبت پاک ہے تو کیا ناک کے اندرونی حصہ کو زبان لگانا اس کی رطوبت کو منہ میں لینا پسندیدہ خصلت ہوسکتی ہے؟ کیا اس کی اجازت ہوسکتی ہے؟ مقعد (پاخانہ کا مقام) کا ظاہری حصہ بھی ناپاک نہیں، پاک ہے تو کیا اس کو چومنے کی اجازت ہوگی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اسی طرح عورت کی شرم گاہ کو چومنے اور زبان لگانے کی اجازت نہیں سخت مکروہ اور گناہ ہے۔ کتوں بکروں وغیرہ حیوانات کی خصلت کے مشابہہ ہے۔ اگر شہوت کا غلبہ ہو تو مرد کو چاہئے کہ صحبت کر کے ختم کر لے البتہ عورت فاعل نہیں مفعول ہوتی ہے اس لئے صحبت اس کے اختیار کی بات نہیں اس لئے اگر وہ صحبت کی درخواست کرنے میں شرم محسوس کرے اور شہوت سے مغلوب ہو کر مرد کا عضو مخصوص منہ میں لے لے تو معذوری ہے لیکن اس کی عادت کر لینا مکروہ ہے۔

عالمگیری کتاب الکراھیۃ میں، مرد کا عضو مخصوص عورت کے منہ میں دینا مکروہ لکھا ہے اور ایک قول اس کے خلاف بھی ہے۔

غور کیجئے۔ جس منہ سے پاک کلمہ پڑھا جائے تلاوت کی جائے درود پڑھا جائے اس کو ایسے کام میں استعمال کرنا دل کیسے گوارا کرسکتا ہے۔ ایک شاعر نے کہا جس کا ترجمہ ہے۔ میں ہزار مرتبہ مشک وگلاب سے منہ دھوؤں تب بھی تیرا پاک نام لینا بے ادبی سی ہے۔ فقط

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

فصل۔حق مہر

(۱۱۰)مہر فاطمی کی وضاحت اور ادائیگی مہر میں کوتاہیاں

سوال:۔ اگر کوئی اعتدال کے ساتھ مہر کی رقم مقرر کرنا چاہے تو آپ کی رائے میں کتنی رقم ہونی چاہئے بعض لوگ مہر فاطمی یا مہر محمدی رکھتے ہیں ان کی کیا تعریف ہے اکثر گھروں میں دیکھا گیا ہے کہ بیوی زندہ ہو یا مرجائے اس کے مہر کی ادائیگی کا کوئی تذکرہ نہیں ہوتا ہے اس کوتاہی کا ذمہ دار کون ہے؟

الجواب:۔ مہر کے متعلق نبی کریم ﷺ کی احادیث طیبہ واضح ہیں مثلاً حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ کا مہر (اپنی ازواج مطہرات کے لئے) کتنا تھا؟ فرمایا ساڑھے بارہ اوقیہ اور یہ پانچ سو درہم ہوتے ہیں۔ (صحیح مسلم مشکوٰۃ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا دیکھو عورتوں کے مہر زیادہ نہ بڑھایا کرو کیونکہ یہ اگر دنیا میں عزت کا موجب اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کی چیز ہوتی تو نبی کریم ﷺ تم سے زیادہ اس کے مستحق تھے مجھے علم نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی سے بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر پر نکاح کیا ہو؟ (مشکوٰۃ شریف)

بیویوں کے حقوق میں سب سے پہلا حق مہر ہے جو شہر کے ذمہ لازم ہوتا ہے ہمارے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مہر کم سے کم دس درہم (تقریباً دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی) ہے اور زیادہ مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں حسب حیثیت جتنا مہر چاہیں رکھ سکتے ہیں یوں تو کوئی نکاح مہر

کے بغیر نہیں ہوتا لیکن اس بارے میں بہت سی کوتاہیاں اور بے احتیاطیاں سرزد ہوتی ہیں۔

(۱) ایک کوتاہی لڑکی کے والدین اور اس کے عزیز واقارب کی جانب سے ہوتی ہے کہ مہر مقرر کرتے وقت لڑکے کی حیثیت کا لحاظ نہیں رکھتے بلکہ زیادہ سے زیادہ مقدار مقرر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بسا اوقات اس میں تنازع اور جھگڑے کی شکل بھی پیدا ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر بعض موقعوں پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اسی جھگڑے میں شادی رک جاتی ہے لوگ زیادہ مہر مقرر کرنے کو فخر کی چیز سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ جاہلیت کا فخر ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے ورنہ اگر مہر کا زیادہ ہونا شرف وسیادت کی بات ہوتی تو آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات اور آپ ﷺ کی صاحب زادیوں کا مہر زیادہ ہوتا حالانکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی کسی بیوی کو اور کسی صاحب زادی کا مہر پانچ سو درہم سے زیادہ مقرر نہیں کیا پانچ سو درہم کی ایک سو اکتیس تولے تین ماشے (۱۳۱ـ۱/۴) چاندی بنتی ہے اگر چاندی کا بھاؤ پچاس روپے تولہ ہو تو پانچ سو درہم یعنی ۱۳۱ـ۱/۴ تولہ چاندی کے چھ ہزار پانچ سو ترسٹھ (۶۵۶۳) روپے بنتے ہیں (بھاؤ کی کمی بیشی کے مطابق اس مقدار میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ بہر حال ۱۳۱ـ۱/۴ تولہ چاندی کا حساب رکھنا چاہئے) اسی کو مہر فاطمی کہا جاتا ہے۔

بعض اکابر کا معمول رہا ہے کہ اگر ان سے نکاح پڑھانے کی فرمائش کی جاتی تو فرماتے کہ اگر مہر فاطمی رکھو گے تو نکاح پڑھائیں گے ورنہ کسی اور سے پڑھوا لو الغرض مسلمانوں کے لئے آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ ہی لائق فخر ہونا چاہئے اور مہر کی مقدار اتنی رکھنی چاہئے جتنی آنحضرت ﷺ نے اپنی مقدس ازواج اور پیاری صاحب زادیوں کے لئے رکھی آپ ﷺ سے بڑھ کر کس کی عزت ہے گو اس سے زیادہ مہر رکھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں لیکن زیادتی کو فخر کی چیز سمجھنا اس پر جھگڑے کھڑے کرنا اور باہمی رنجش کی بنیاد بنا لینا جاہلیت کے جراثیم ہیں جن سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے؟

(۲) ایک کوتاہی بعض دیہاتی حلقوں میں ہوتی ہے کہ سوا بتیس روپے مہر کو شرح محمدی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ مقدار آج کل مہر کی کم سے کم بھی نہیں بنتی مگر لوگ اسی مقدار کو شرح محمدی سمجھتے ہیں جو بالکل غلط ہے خدا جانے یہ غلطی کہاں سے چلی ہے لیکن افسوس ہے کہ میاں جی صاحبان بھی لوگوں کو مسئلہ سے آگاہ نہیں کرتے جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم بعض ۲ تولے ۲/۱ـ۷ ماشے چاندی ہے جس کے آج کے حساب سے تقریباً ایک سو

اکتیس (۱۳۱) روپے بنتے ہیں اس سے کم مہر مقرر کرنا صحیح نہیں اور اگر کسی نے اس سے کم مقرر کرلیا تو دس درہم کی مالیت مہر واجب ہوگا؟

(۳) ایک زبردست کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ مہر ادا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی بلکہ رواج یہی بن گیا ہے کہ بیویاں حق مہر معاف کردیا کرتی ہیں یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ بیوی کا مہر بھی شوہر کے ذمہ اسی طرح کا ایک قرض ہے جس طرح دوسری قرض واجب الادا ہوتے ہیں یوں تو اگر بیوی کل مہر یا اس کا کچھ حصہ شوہر کو معاف کردے تو صحیح ہے لیکن شروع ہی سے اس کو واجب الادا نہ سمجھنا بڑی غلطی ہے ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص نکاح کرے اور مہر ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو وہ زانی ہے؟

(۴) ہماری معاشرے میں جو اور بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورتوں کے لئے مہر لینا بھی عیب سمجھا جاتا ہے اور میراث کا حصہ لینا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے اس لئے وہ چارو ناچار معاف کردینا ضروری سمجھتی ہیں اگر نہ کریں تو معاشرے میں نکو سمجھی جاتی ہے دیندار طبقہ کا فرض ہے کہ اس معاشرتی برائی کو مٹائیں اور لڑکیوں کو مہر بھی دلوائیں اور میراث کا حصہ بھی دلوائیں اگر وہ معاف کرنا چاہیں تو ان سے کہہ دیا جائے کہ وہ اپنا حق وصول کرلیں اور کچھ عرصہ تک اپنے تصرف میں رکھنے کے بعد اگر چاہیں تو واپس لوٹا دیں اس سلسلے میں ان پر قطعاً جبر نہ کیا جائے؟

(۵) مہر کے بارے میں ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ اگر بیوی مر جائے اور اس کا مہر ادا نہ کیا ہو تو اس کو ہضم کر جاتے ہیں حالانکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر خانہ آبادی سے اور میاں بیوی کی یکجائی سے پہلے بیوی کا انتقال ہو جائے تو نصف مہر واجب الادا ہوگا اور اگر میاں بیوی کی خلوت صحیحہ (میاں بیوی کا بالکل اکیلے کمرے میں جمع ہونا) کے بعد اس کا انتقال ہوا ہوں تو پورا مہر ادا کرنا واجب ہوگا اور یہ مہر بھی اس کے ترکہ میں شامل ہوکر اس کے جائز ورثاء پر تقسیم ہوگا اس کا مسئلہ علماء سے دریافت کرلینا چاہئے؟

ہمارے یہاں یہ ہوتا ہے کہ اگر لڑکی کا انتقال سسرال میں ہوا تو اس کا سارا اثاثہ ان کے قبضہ میں آجاتا ہے اور وہ لڑکی کے وارثوں کو کچھ نہیں دیتے اور اگر اس کا انتقال میکے میں ہو تو وہ قابض ہوکر بیٹھ جاتے ہیں اور شوہر کا حق دینے کی ضرورت نہیں سمجھتے حالانکہ مردے کے مال پر ناجائز قبضہ جما لینا بڑی گری ہوئی بات بھی ہے اور ناجائز مال ہمیشہ نحوست اور بے برکتی کا سبب بنتا

ہے بلکہ بعض اوقات دوسرے مال کو بھی ساتھ لے ڈوبتا ہے اللہ تعالیٰ عقل وایمان نصیب فرمائے اور جاہلیت کے غلط رسوم ورواج سے محفوظ رکھے؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۱) مہر کی رقم ادا کرنے کا طریقہ

سوال:۔ مہر کی رقم ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب:۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ بلاکم وکاست مہر زوجہ کو ادا کر دیا جائے اور مہر شب زفاف کے بعد لازم ہو جاتا ہے یا دونوں میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۲) مہر کی ادائیگی بوقت نکاح ضروری نہیں

سوال:۔ حق مہر کی بوقت نکاح نقد ادائیگی ضروری ہے یا کہ نکاح نامہ پر ایک معاہدہ کی صورت میں اس قسم کا اندراج ہی کافی ہوتا ہے یعنی بعوض اتنی رقم بطور حق مہر فلاں ولد فلاں کا نکاح فلاں بنت فلاں سے قرار پایا وغیرہ وغیرہ؟

الجواب:۔ مہر کی ادائیگی بوقت نکاح ضروری نہیں بعد میں عورت کے مطالبہ پر ادا کیا جا سکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۳) مہر مرد کے ذمہ بیوی کا قرض ہوتا ہے

سوال:۔ اگر حق مہر طے ہوا ہو اور وہ شوہر نے ادا نہ کیا ہو اور نہ بخشایا ہو تو اس کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے کیونکہ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے شادی کئے ہوئے بھی سوا سال ہو گئے ہیں اور میں نے حق مہر کے بارے میں کبھی خیال بھی نہیں کیا ہے؟

الجواب:۔ عورت کا مہر شوہر کے ذمہ قرض ہے خواہ شادی کو کتنے ہی سال ہو گئے ہوں وہ واجب الادا رہتا ہے اور اگر شوہر کا انتقال ہو جائے اور اس نے مہر نہ ادا کیا تو اس کے ترکہ میں سے پہلے مہر ادا کیا جائے گا پھر ترکہ تقسیم ہو گا؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۴) شوہر اگر مر جائے تو مہر وارثوں کے ذمہ ادا کرنا لازم نہیں

سوال:۔ زید اپنی اہلیہ کی مہر کی رقم ادا کئے بغیر فوت ہو گیا اب زید کی اہلیہ اپنی بڑے بچے سے مہر کی رقم جو زید کے ذمہ واجب الادا تھی یہ کہہ کر وصول کرنا چاہتی ہیں کہ اپنے باپ کے قرض کی ادائیگی تم پر واجب الادا ہے لہذا مذکورہ بالا صورت کی پیش نظر زید کے بچے پر ماں کی مہر کی رقم کی ادائیگی منجانب زید مرحوم کے لازم ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورت کا مہر شوہر کے ذمہ قرض ہے پس اگر وہ کوئی چیز چھوڑ کر مرے (خواہ گھر کا سامان کپڑے مکان وغیرہ ہو) اس سے یہ قرضہ ادا کیا جائے گا اور اگر وہ کوئی چیز چھوڑ کر نہیں مرا تو اس کے وارثوں کے ذمہ ادا کرنا لازم نہیں بلکہ وہ گنہگار رہے گا اور قیامت کے دن اس کو ادائیگی کرنا ہوگی؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۵) کیا خلع والی عورت مہر کی حق دار ہے

سوال:۔ مذہب اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے سوال یہ ہے کہ خلع لینے کی صورت میں عورت مقررہ مہر کی حق دار رہتی ہے یا نہیں یعنی شوہر کے لئے بیوی کا مہر ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ خلع میں جو شرائط طے ہو جائے فریقین کو اس کی پابندی لازم ہوگی اگر مہر چھوڑنے کی شرط پر خلع ہوا ہے تو عورت مہر کی حق دار نہیں اور اگر مہر کا تذکرہ نہیں آیا کہ وہ چھوڑا جائے گا یا نہیں تب بھی مہر معاف ہو گیا البتہ اگر مہر ادا کرنے کی شرط تھی تو مہر واجب الادا رہے گا۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۶) بیوی اگر مہر معاف کر دے تو شوہر کے ذمہ دینا ضروری نہیں

سوال:۔ میرے نکاح کا حق مہر مبلغ = /۱۵۰۰ روپے مقرر کیا گیا ہے جس میں سے آدھا معجّل اور آدھا غیر مؤجل طے پایا ہے جس کو میں فوری طور پر ادا نہیں کر سکتا تھا شادی کی رات جب میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور سلام وکلام کے بعد میں نے یہ صورت حال اپنی بیوی کے سامنے رکھی تو

اس نے اسی وقت اپنا تمام حق مہر مجھ پر معاف کر دیا براہ کرم مجھے قانون شریعت کے مطابق بتائیں کہ اس کے بعد میری بیوی مجھ پر جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر آپ کا بیان اور بیوی کا اقرار نامہ درست ہے تو آپ کی بیوی کی طرف سے آپ کو مہر معاف ہو گیا اور اب آپ پر مہر کی ادائیگی ضروری نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱۷) جھگڑے میں بیوی نے کہا آپ کو مہر معاف ہے تو کیا ہوگا؟

سوال:۔ میری بیوی نے تین یا چار مواقع پر لڑائی جھگڑے کے دوران کچھ ایسے جملے ادا کئے آپ کو مہر معاف ہے اور ایسے ہی ملتے جلتے جملے کیا ان جملوں سے مہر معاف ہو گیا یا نہیں؟

الجواب:۔ لڑائی جھگڑے میں آپ کو مہر معاف ہے کہ الفاظ کا استعمال یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ مجھے طلاق دے دیں اس کے بدلے میں مہر معاف ہے پس اگر آپ نے اس کی پیش کش کو قبول کر لیا تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور مہر معاف ہو جائے گا اور اگر قبول نہیں کیا تو مہر کی معافی بھی نہیں ہوئی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

حرمت مصاہرت

(۱۱۸) شرم گاہ کے اندرونی حصہ دیکھنے سے حرمت مصاہرت کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے ایک عورت کی اندام نہانی کو عمداً دیکھا، بلکہ دیکھنے میں ڈاکٹر کی طرح معائنہ کیا، لیکن زنا نہیں کیا تو کیا یہ اس عورت کی بیٹی سے شادی کرسکتا ہے؟

الجواب:۔ اگر شرم گاہ کا اندرونی حصہ شہوت سے دیکھا یا شہوت سے بلا حائل جسم کو چھوا ہے جیسا کہ اس صورت میں ظاہر ہے ہوا ہوگا تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی، مذکورہ عورت کی بچی سے نکاح درست نہیں ہے۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ کتب فقہ میں ہے۔ (مفتی محمد انور)

(۱۱۹) عورت مرد کے یا مرد عورت کے جسم کے کسی حصے کو شہوت سے چھو لے تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی

سوال:۔ کیا محض دل لگی کے خیال سے یعنی لذت کے خیال سے یا جسم چھونے کی خواہش سے یا بری نیت سے عورت مرد کے جسم کو یا مرد عورت کے جسم کو چھو لے تو کیا حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔

الجواب:۔ شہوت جس میں مرد کا عورت کی طرف یا عورت کا مرد کی طرف میلان ہوتا ہے اور وہ خواہش یا لذت کے لئے جسم کو چھو لیں اور خواہش بڑھتی ہوئی محسوس ہو تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ یعنی اب یہ مرد اس کے عورت کی ماں یا بیٹی سے اور یہ عورت اس مرد کے باپ یا بیٹے سے شادی نہیں کرسکتی۔ یہ ایک بہت نازک مسئلہ ہے جس میں بہت احتیاط کی جانی چاہئے۔ خصوصاً

اولاد والوں کو اپنی بھانجیوں، بھتیجیوں یا بیوی کے بھانجیوں، بھتیجیوں اور عورت کو مرد کے ان رشتوں اور دیگر رشتوں سے بہت احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس پورے معاملے میں شرط یہ ہے کہ عورت مشتہاۃ ہو یعنی بالغ ہو یا قریب البلوغ ہو۔ ھٰکذا فی کتب الفقہ۔ ملخص

(۱۲۰) کسی نے بیٹی سے بدکاری کی تو بیوی حرام ہو جائے گی

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیٹی سے بدکاری کا گناہ کرلیا ہے اور اس کی بیوی اب تک اس کے پاس ہے، وہ کہتا ہے کہ میں اس گناہ کا اقرار کرتا ہوں اور اس کی جو سزا میرے لئے ہو میں بھگتنے کو تیار ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ اگر علیٰحدگی ضروری ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ اس کی بیوی اسی گھر میں بچوں کی پرورش کرتی رہے اور یہ اس سے لاتعلق ہو کر رہے اور گھر کا خرچ دیتا رہے۔ اور کیا اس صورت میں بیوی اس سے پردہ کرے گی؟

الجواب:۔ بیٹی کے ساتھ بدکاری کرنے سے اس کی ماں شوہر پر حرام ہوگئی اب اس سے ازواجی تعلقات قائم کرنا جائز نہیں ہے۔ باقی نکاح بغیر قاضی کے فسخ کئے یا میاں بیوی میں سے کسی ایک کے متارکت کرنے کے بغیر نہیں ٹوٹتا۔ (متارکت یہ ہے کہ میاں بیوی میں سے کوئی ایک کہہ دے کہ میں تجھ سے تعلق رکھنا نہیں چاہتا۔) لہذا جب تک قاضی سے تفریق نہ ہو یا متارکت کا تحقق نہ ہو نکاح نہیں ٹوٹتا، لہذا یہ شخص اپنی بیوی کو اس طرح گھر میں رکھ سکتا ہے کہ اس کے پاس نہ جائے اور نان نفقہ دیتا رہے، بشرطیکہ اس بات کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی وقت بیوی کے ساتھ تعلقات قائم ہو جائیں اور بیوی سے ترک تعلقات کر کے دوسرے نکاح کے بغیر اس کی عفت پر بھی اندیشہ نہ ہو اور نہ ہی بیوی کی عفت پر کوئی اندیشہ ہو۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۱۲۱) حدیث سے حرمت مصاہرت بالزنا کا ثبوت

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بہو سے زبردستی بدکاری کی تو کیا وہ اس کے بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے؟ اب بیٹے کو اپنی بیوی سے تعلقات قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس کے بعد کوئی صورت ہے کہ عورت اپنے خاوند کے گھر رہ سکے؟ اگر نہیں ہے تو اس کا نکاح فسخ سمجھا جائے گا یا طلاق کی ضرورت رہے گی؟

الجواب:۔ حنفیہ کے نزدیک زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے اس لئے صورت مسئولہ میں بیٹے کی بیوی بیٹے پر حرام ہوگئی، اور اس کو اس سے جماع ومقدمات جماع (بوسہ، چھونا وغیرہ) سب حرام ہوگئے، لیکن نکاح فسخ نہیں ہوا، بلکہ فاسد ہوگیا اور اب طلاق دینا یا متارکت سے نکاح قطع کردینا واجب ہے جب کہ اس کی بیوی کہیں اور نکاح کرنا چاہے۔ لیکن اگر وہ اسی کے ساتھ رہنا چاہے تو اس میں شرط یہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ رہنے پر قادر ہوں اور کسی قسم کی بے احتیاطی یا بے پردگی کا خطرہ نہ ہو اور گھر میں رکھنے کی سخت ضرورت ہو مثلاً اولاد کی وجہ سے۔ اس طرح عورت رہ سکتی ہے (اور اگر ضروت نہ ہو تو رہنے کی ضرورت نہیں) (اور ضرورت کے وقت) بے اطمینانی ہو تو کسی معتبر عورت کو ہمیشہ ساتھ رکھے اور جن لوگوں کو واقعہ زنا کی اطلاع ہے انہیں بھی اطلاع کردی جائے کہ عورت کو اس صورت سے گھر میں رکھا جارہا ہے بیوی بناکر نہیں رکھا گیا۔

والاصل فی ثبوت حرمة المصاهرة بالزنا، قوله صلی اللّٰہ علیه وسلم لسودة فی ولد جارية زمعة "واحتجبی منه يا سودة (الحديث) لانه صلی اللّٰہ علیه وسلم لما رأى الشبه بعتبة علم انه من ماء ه فاجراه فی الا حتياط مجری النسب. قال ابن حزم وهو قول الثوری، وفی المعالم للخطابی وهو مذهب اصحاب الرأى والاوزاعی واحمد، قال وفی قوله صلی اللّٰہ علیه وسلم، احتجبی منه ياسودة" حجة لهم. كذافی الجوهر النقی (ص ۲/۸۵)

(**ترجمہ**) اور زنا سے حرمت مصاہرت کے ثبوت میں اصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب زمعہ کی لونڈی (کو عتبہ کے زنا سے حمل اور اس کے بچے کے بارے میں جھگڑا ہو اور اس بچے میں عتبہ کی مشابہت دیکھی تو اس) کے بچے کے بارے میں فرمایا کہ اے سودہ اس لڑکے سے پردہ کرنا۔ (حالانکہ یہ بچہ نسبی رشتہ میں ان کا بھائی بنتا تھا) چونکہ نبی کریم ﷺ نے اس میں عتبہ کی مشابہت دیکھ لی اس لئے پہچان لیا کہ یہ عتبہ کے نطفے سے ہے اس لئے نسب کی جگہ اسے قرار دیا۔

ابن حزم کہتے ہیں کہ یہ ہی ثوری کا قول ہے۔ معالم خطابی میں ہے کہ یہ ہی اصحاب رائے۔ امام اوزاعی اور امام احمد کا قول ہے اور آپ ﷺ کے اس ارشاد میں ان قائلین کے لئے دلیل موجود ہے۔ (جوہر نقی)

اسی جوہرنقی میں ہے کہ ابن حزم کہتے ہیں کہ ہمیں ابن عباس سے روایت بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص اور اس کی عورت کے مابین تفریق کی جس کے اس عورت سے سات لڑکے پیدا ہوئے اور ہر لڑکا ہتھیار اٹھانے والا مرد تھا۔ اس لئے کہ اس شخص نے اپنی ساس سے ناجائز کام کیا تھا۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے ''کہ حضرت عمرانؓ بن حصین سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جس نے اپنی ساس سے زنا کیا ہو'' کہ وہ دونوں اس پر حرام ہوجائیں گی۔ (اور اس کی اسناد حسن ہیں)

ان دو صحابہ نے اس بات کی صراحت کی ہے جس پر حدیث مرفوع دلالت کرتی ہے۔ اور ہمارے نزدیک صحابہ کے اقوال حجت ہیں۔ اور ابن حزم نے یہی مسئلہ سعید بن مسیب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور عروہ بن زبیر سے بھی روایت کیا ہے اور یہ بڑے تابعین ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے بھی صحیح سند سے ابن مسیب، حسن بصری سے عبدالرزاق نے عطاء، طاؤس سے اور ابن ابی شیبہ نے قتادہ، اور ابوھاشم سے اس شخص کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جو اپنی ساس یا بیٹی کو شہوت سے بوسہ دے تو ان حضرات نے جواب دیا کہ اس پر دونوں صورتوں میں بیوی ہوجائے گی (یعنی بیٹی اور ساس کی وجہ سے بیوی حرام ہوجائے گی) عبداللہ بن مغفل (صحابی) اور عکرمہ سے بھی یہی مروی ہے۔ اس طرح جوہرنقی میں ہے جیسا کہ ہم نے اعلاء السنن میں علامہ ابن حجر سے فتح الباری اور تلخیص الجبیر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۱۲۲) باپ اگر بیٹے کی بیوی کو شہوت سے چھوئے تو کیا حکم ہے

سوال:۔ ایک لڑکی کو اس کے سسر نے کئی بار شہوت سے چھوا، بوسہ لیا اور گلے لگایا اور سینے پر ہاتھ لگایا۔ کیا یہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی؟ یا اس کی ساس حرام ہوئی۔

الجواب:۔ اگر فی الواقع لڑکی کا بیان درست ہے تو یہ لڑکی اپنے خاوند پر حرام ہوگئی، اس کی ساس اس کے سسر پر حرام نہیں ہوئی۔ لیکن یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح اس وقت تک نہیں کرسکتی جب تک کہ خاوند اس کو چھوڑ نہ دے۔ یعنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور اگر وہ چھوڑنے پر راضی نہ ہو (حالانکہ اپنی بیوی کے بیان کی تصدیق کرتا ہو) تو لڑکی کو اختیار ہے کہ

عدالت کے ذریعے سے یا پنچائت وغیرہ کے ذریعے سے اس کو چھوڑنے پر مجبور کرے اور اگر لڑکی کا شوہر اس کے بیان کی تصدیق نہیں کرتا تو پھر حاکم اسے چھوڑنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔ (جیسا کہ شامیہ میں یہ مسئلہ تفصیل سے مرقوم ہے) واللہ اعلم۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۱۲۳) نابالغ بچے کے ساتھ بالغہ نے صحبت کرلی تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک آٹھ نو سالہ بچے کا بیان ہے کہ فلاں عورت اسے ورغلا کر لے گئی اور اس کے ساتھ غلط حرکت کی اور باقاعدہ صحبت کی، دخول کرالیا تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی؟ کیا جوان ہونے پر اس عورت کی بیٹی سے اس لڑکے کا نکاح ہوسکتا ہے؟

الجواب:۔ الدر المختار، خانیہ وغیرہ میں جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے اتنی عمر کا بچہ مراہق نہیں ہے اگر بالغہ عورت اس کے ساتھ صحبت کرلے اور دخول ہوجائے تو حرمت مصاحرت ثابت نہ ہوگی لہذا نکاح اس لڑکے کا اس عورت کی بیٹی سے درست ہوجائے گا۔ لیکن احتیاط یہ ہے کہ یہ نکاح نہ کیا جائے۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۱۲۴) حرمت مصاہرت کیا ہے؟

سوال:۔ حرمت مصاہرت کیا ہے؟ اور اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب:۔ حرمت سے یہاں مراد وہ رشتہ ہے جس سے نکاح کرنا حرام ہے ایک حرمت نسبی ہوتی ہے جو خون اور رشتوں کی بنا پر ہوتی ہے جیسے ماں، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی وغیرہ دوسری حرمت رضاعی ہوتی ہے کہ کسی عوت کا دودھ پینے والی بچی یا بچہ اس عورت کے رضاعی بچے بن جاتے ہیں اور اس کے تمام نسبی رشتے ان بچوں کے لئے حرام ہوجاتے ہیں۔ تیسری حرمت مصاہرت ہے۔ یہ وہ حرمت ہے جو کسی بھی شخص یا عورت کے آپس میں ازدواجی تعلقات کی بناء پر بنتی ہے۔ اور اس میں، مباشرت، شہوت سے چھونا شہوت سے عورت کی شرم گاہ کا اندرونی حصہ دیکھنا بھی شامل ہے۔ ان افعال کے مرتکب مرد اور پہلے دو افعال کی مرتکب عورت پر حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے۔ یعنی اب عورت اس مرد کے باپ اور بیٹے سے شادی نہیں کرسکتی

اور نہ ہی یہ مرد اس عورت کی ماں یا بیٹی سے شادی کر سکتا ہے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ مرد اور عورت بالغ ہوں یا کم از کم ایک بالغ دوسرا قریب البلوغ ہو[1]

اور یہ حرمت مصاہرت باضابطہ نکاح سے بھی وجود میں آتی ہے اور ناجائز طور پر، یا شبہ کی طور پر بھی ان افعال کی صورت میں جود میں آتی ہے۔

اس میں شرط یہ ہے کہ چھوتے وقت شہوت ہو یا شرم گاہ دیکھتے وقت شہوت ہو اور شہوت میں زیادتی محسوس ہو یعنی لذت کی نیت سے چھونے، چومنے یا مباشرت کرنے کی طرف دل مائل ہو۔ اور مرد کے لئے عضو مخصوص کے انتشار سے اس کا اندازہ لگانا آسان ہے۔

بہر حال یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے جس کے بارے میں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ واللہ اعلم۔ (ملخص)

[1] اور یہ کہ جسم کو بغیر کپڑے کے چھوا ہو۔

کتاب الرضاع

رضاعت یعنی بچوں کو دودھ پلانا

(۱۲۵) عورت کے دودھ کی حرمت کا حکم کب ہوتا ہے؟

سوال:۔ ایک میاں بیوی جو خوشگوار ازدواجی زندگی گذار رہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے تین بچوں سے نوازا ہے سب سے چھوٹی شیر خوار بچی جس کی عمر تقریباً ڈیڑھ سال ہے اور ماں کا دودھ پیتی ہے ایک روز رات کے وقت بچی نے دودھ نہیں پیا جس کی وجہ سے اس عورت کا دودھ بہت چڑھ آیا تکلیف کی وجہ سے مجبوراً اس عورت کو اپنا دودھ خود نکالنا پڑا اس نے اپنا دودھ نکال کر کسی برتن میں اس غرض سے رکھا کہ بعد میں کسی صاف جگہ پر دودھ ڈال دیں گی یا ڈلوادیں گی کیونکہ اس عورت نے کسی سے سن رکھا تھا کہ ویسے ہی عام جگہ یا گندی جگہ پر اس قسم کا دودھ پھینکنا گناہ ہے حسب معمول وہ صبح کی چائے کے لئے بھی رات ہی کو دودھ منگوا کر رکھ لیا کرتے تھے یعنی اس کا شوہر چائے کے لئے دودھ لا کر رکھ دیا کرتا تھا صبح اس کے شوہر نے اٹھ کر چائے بنائی اور غلطی سے چائے والا دودھ چائے میں ڈالنے کے بجائے اپنی بیوی کا وہ نکالا ہوا دودھ چائے میں ڈال کر چائے بنائی اور وہ چائے دونوں میاں بیوی اور بچوں نے پی لی۔ چائے پینے کے کچھ دیر بعد جب اس کی بیوی نے وہ اپنا نکالا ہوا دودھ کسی صاف جگہ ڈلوانے کے لئے اپنے شوہر کو دینا چاہا تو دیکھا کہ اس برتن میں دودھ نہیں اس بارے میں اس نے اپنے شوہر سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس برتن والا دودھ تو میں چائے میں ڈال چکا ہوں اور جب اس نے دیکھا تو چائے والا دودھ ویسے کا

ویسا ہی پڑا تھا، بیوی یہ دیکھ کر حیران اور پریشان ہوئی تو شوہر نے پریشانی کی وجہ پوچھی تو بیوی نے بتایا کہ اس برتن میں تو میں نے اپنا دودھ رات کے وقت تمہارے سامنے نکال کر رکھا تھا جو تم نے چائے میں ڈال دیا اور وہ چائے ہم سب نے پی لی ہے اب دونوں میاں بیوی سخت پریشان ہوئے تو انہوں نے ایک عالم صاحب سے اس مسئلے کے بارے میں پوچھا تمام واقعات سننے کے بعد عالم صاحب نے بتایا کہ تم دنوں میاں بیوی کا نکاح ٹوٹ چکا ہے اور اب تم دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے کسی صورت میں بھی نہیں رہ سکتے کیونکہ تمہاری بیوی اب تمہاری رضاعی ماں بن چکی ہے اب یہ بیوی تم پر حرام ہے۔

لہذا اب آپ اس مسئلہ پر قرآن وسنت کے مطابق روشنی ڈالیں کہ کیا واقعی ان دونوں میاں بیوی کا نکاح ٹوٹ گیا کیا ان دونوں میاں بیوی کے مابین طلاق ہوگئی کیا اب یہ عورت اپنے میاں پر حرام ہے کیا رجوع کرنے سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے کیا حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے؟

الجواب:۔ عورت کے دودھ سے حرمت جب ثابت ہوتی ہے جب کہ بچے نے دو سال کی عمر کے اندر اس کا دودھ پیا ہو بڑی عمر کے آدمی کے لئے دودھ سے حرمت ثابت نہیں ہوتی نہ عورت رضاعی ماں بنتی ہے لہذا ان دونوں میاں بیوی کا نکاح قائم ہے اس عالم صاحب نے مسئلہ قطعاً غلط بتایا ان دونوں کا نکاح نہیں ٹوٹا اس لئے نہ حلالہ کی ضرورت ہے نہ دوبارہ نکاح کرنے کی اور نہ کسی کفارے کی اطمینان رکھیں؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲۶) رضاعت کے بارے میں عورت کا قبول نا قابل اعتبار ہے

سوال:۔ میرے چچازاد دو بھائیوں کے لڑکا اور لڑکی (جو آپس میں رضاعی بہن بھائی بتائے جاتے ہیں) نے نکاح کیا جس مولوی صاحب نے نکاح پڑھوایا۔ اس کو بعد میں بتایا گیا کہ معاملہ تو ایسا ہے مولوی صاحب نے جواباً کہا کہ تین آدمیوں کی شہادت پیش کرو کہ یہ دودھ پیا گیا ہے لڑکا اور لڑکی کے والدین کا کہنا ہے کہ یہ بات جھوٹ ہے لڑکے نے لڑکی کی سوتیلی ماں کا دودھ نہیں پیا ہے میں اور خاندان کے چند اور بھائیوں نے اسی دوران اس بات پر لڑکا اور لڑکی کے والدین کے ساتھ فتویٰ لے کر قطع تعلق کیا چونکہ تین شہادتیں ہمارے پاس نہیں تھیں البتہ جس عورت کا

دودھ پیا گیا تھا چونکہ لڑکی کے والدین نے دوسری شادی کی اور پہلی عورت سے ناچاقی ہوگئی ہے اس لئے وہ اپنے والدین کے ہاں رہائش پذیر ہے ہم تین آدمی اس عورت کے پاس چلے گئے اور اس کے حالات معلوم کئے تو اس عورت نے کلمہ پڑھا اور کہا کہ میں نے اس لڑکے کو دودھ پلایا ہے اور اس کے خاوند کا کہنا ہے کہ چونکہ میرا اس عورت کے ساتھ تعلقات دوسری شادی کی وجہ سے اچھے نہیں اس لئے وہ مجھ سے انتقام لینا چاہتی ہے اور جھوٹ الزام لگاتی ہے۔

اب چونکہ یہ بات مشکوک ہوگئی ہے کہ عورت سچ بولتی ہے یا جھوٹ اور تین گواہ بھی ہمارے پاس نہیں ہے اس لئے گذارش یہ کہ ہمیں اس بات کا فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ آیا میں نے جو قطع تعلق کیا ہے یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:۔ رضاعت کے ثبوت کے لئے دو گواہوں کی چشم دید شہادت ضروری ہے صرف دودھ پلانے والی کا یہ کہنا کہ میں نے دودھ پلایا کافی نہیں اس لئے صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہے اور اس عورت کا قول ناقابل اعتبار ہے؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲۷) اگر دوائی میں دودھ ڈال کر پلایا تو اس کا حکم

سوال:۔ ایک عورت نے ایک بچہ کو دوائی میں اپنا دودھ ڈال کر پلا دیا اب اس کا رشتہ اس عورت کی اولاد کی ساتھ جائز ہے یا نہیں اس صورت میں کہ دودھ غالب ہو؟

الجواب:۔ جائز نہیں۔

سوال:۔ اس صورت میں کہ دودھ اور دوائی دونوں برابر ہوں؟

الجواب:۔ جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲۸) بچہ کو دو سال سے زائد دودھ پلانا

سوال:۔ میری بچی کی عمر تین سال ہے مگر اسے میری بیوی اپنا دودھ پلاتی ہے میرا خیال یہ ہے کہ دو سال کے بعد دودھ چھڑا دینا چاہئے۔ آپ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب:۔ احادیث کے مطابق مدت رضاعت دو سال ہے اس سے زائد عمر تک بچے کو بلا عذر دودھ پلانا گناہ ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ (کمافی کتب الفقہ)

(۱۲۹) شادی کے بعد ساس کا دودھ پلانے کا دعویٰ

سوال:۔ میرے شوہر نے میری ماں کا دودھ پیا تھا اور میری شادی کو تقریباً ۱۴ سال ہو رہے ہیں اور ۱۴ سال سے یہ مسئلہ میرے لئے عذاب بنا ہوا ہے میری ماں کہتی ہیں کہ تیرے شوہر نے میرا دودھ تیرے اوپر نہیں پیا تھا بلکہ بڑے بھائی کے ساتھ پیا تھا اور کبھی کہتی ہیں کہ دودھ نہیں پیا تھا بلکہ اس کو بہلانے کے لئے دے دیا کرتی تھی دودھ نہیں ہوتا تھا یاد رہے کہ جب میری ماں نے میرے شوہر کو دودھ پلایا تھا اس وقت ان کی گود میں بھی بچہ تھا جو کہ دودھ پیتا تھا اور وہ میرے بڑے بھائی تھے۔

الجواب:۔ صرف آپ کی والدہ کا دعویٰ تو قابل قبول نہیں بلکہ رضاعت کا ثبوت دو ثقہ مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت سے ہوتا ہے پس اگر دودھ پلانے کے گواہ موجود ہیں تو آپ دونوں میاں بیوی نہیں بہن بھائی ہیں اور اگر گواہ نہیں تو دودھ پلانے کا دعویٰ غلط ہے اور نکاح صحیح ہے؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳۰) رضاعی باپ کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

سوال:۔ سعودی عرب میں پیش آنے والا ایک واقعہ (۲۱ برس تک بہن بیوی رہی سعودی علماء نے اس شادی کو ناجائز قرار دیا) اس بیان کے مطابق زید نے اپنی چچی کا دودھ پیا اور اس کی وہ چچی وفات پا گئی اس کے چچا نے دوسری شادی کی دوسری چچی کی لڑکی سے زید نے شادی کی چونکہ سعودی علماء نے اس شادی کو ناجائز قرار دیا حنفیہ عقیدے میں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ یہ دوسری لڑکی بھی اس کے چچا سے تھی اس کا چچا رضاعی باپ تھا اور باپ کی اولاد بھائی بہن ہوتے ہیں اس لئے یہ لڑکی اس کی رضاعی بہن تھی سعودی علماء نے جو فتویٰ دیا ہے وہ صحیح ہے اور چاروں مذاہب کے علماء اس پر متفق ہیں؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳۱) رضاعی بہن سے شادی

سوال:۔ میری اہلیہ کے بھائی کے گھر ایک بچی کی ولادت ہوئی بچی کی ولادت کے چند ہفتے

بعد میری اہلیہ نے اس بچی کو اپنا دودھ پلایا بچی نے مشکل سے ایک یا دو قطرے دودھ پیا ہوگا اور صرف ایک دفعہ ہی ایسا ہوا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنے بڑے بیٹے کی شادی اپنی اہلیہ کے بھائی کی لڑکی سے کرنا چاہتا ہوں آپ حدیث اور شریعت کی رو کے مطابق بتا ئیں کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ آپ کی اہلیہ نے اپنے بھائی کی جس بچی کو دودھ پلایا ہے وہ اس بچی کی رضاعی والدہ بن گئیں اور یہ لڑکی آپ کے لڑکے کی رضاعی بہن ہے اور رضاعی بہن بھائی کا نکاح آپس میں جائز نہیں ہے لہذا آپ اپنے لڑکے کی شادی اس لڑکی سے نہیں کر سکتے؟

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

خون دینے سے حرمت کا مسئلہ

(۱۳۲) جس عورت کو خون دیا ہواس کے لڑکے سے نکاح جائز ہے

سوال:۔ ایک لڑکی نے ایک بوڑھی عورت کو خون دیا ہے اب اس عورت کالڑکا اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے شادی ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ہوسکتی ہے خودن دینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳۳) بیوی کا دودھ پینا جائز نہیں

سوال:۔ بوقت اختلاط و جماع اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کے پستان چوسے یہ جانتے ہوئے کہ ان میں دودھ نہیں ہے تو شرعاً جائز ہے اگر نا جائز ہے تو نکاح قائم رہتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جب دودھ نہ ہونا یقینی ہو تو جائز ہے اور نکاح میں بہر حال کوئی خلل نہیں آتا، البتہ اگر خاوند صغیر السن اور عمر رضاعت کے اندر ہو اور زوجہ دودھ پلا دے تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ (جیسا کہ الدر المختار اور دوسری کتب فقہ میں ہے) اور اگر دودھ ہونا یقینی ہو اور منہ میں دودھ آجائے تو اسے تھوک دے اس کا نگل لینا حرام ہے البتہ عمر رضاعت کے بعد نکاح میں کوئی فرق

نہیں آتا۔ (م)

(۱۳۴) مسلمان بچہ کو کافرہ کا دودھ پلوانا

سوال: ۔ ایک مسلمان کی بیوی فوت ہوگئی اس کی بچی دو ماہ کی ہے اس شخص نے وہ لڑکی پرورش کے لئے ایک عیسائی عورت کے حوالے کر دی ہے۔ کیا بچی بڑی ہو کر اگر عقائد و اعمال بگاڑ لے تو کیا باپ پر اس کا گناہ نہ ہوگا۔

الجواب: ۔ شیر خوار بچے کو تربیت و رضاعت کے لئے بلاضرورت کافر عورت کے سپرد کرنا مناسب نہیں ہے لیکن جائز ہے اور یہ ضروری ہے کہ جب بچہ کچھ دین و مذہب سمجھنے لگے تو اس سے بچے کو علیحدہ کر دیا جائے۔ نیز اگر یہ اندیشہ ہو کہ اس عورت کے پاس رہنے سے اس کے مزاج و طبیعت میں کفر کی محبت پیدا ہو جائے گی تو تب بھی اس عورت سے علیحدہ کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ الدر المختار وغیرہ میں ہے کہ بچہ جب دین کو سمجھنے لگے تو اس کی غیر مسلمہ آیا حاضنہ سے اس کو الگ کر دیا جائے، لیکن اگر ڈر ہو کہ وہ کفر سے محبت کرنے لگے گا تو پہلے ہی ہٹا لیا جائے اگرچہ وہ دین نہ سمجھتا ہو۔ الخ۔ جو شخص اس کے خلاف کرے گا وہ گناہگار ہوگا مگر مسلمان رہے گا۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۱۳۵) آٹا گوندھتے وقت عورت کا دودھ گر کر آٹے میں مل گیا تو اس کی روٹی کھانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: ۔ ایک عورت آٹا گوندھ رہی تھی اور اس کے پستان سے دودھ نکل کر آٹے میں گر کر مل گیا، اب وہ اس گھر کا آٹا کھا سکتی ہے یا نہیں؟ اور کون کون کھا سکتا ہے، سنا ہے کہ خاوند کو حرام ہے، اور عورت کو مکروہ ہے اور بچوں کے لئے جائز ہے۔ شرعی مسئلہ کیا ہے؟

الجواب: ۔ آٹے میں دودھ گرنے سے اس آٹے کا کھانا موجب حرمت نکاح نہ ہوگا، کیونکہ یہ رضاع کے معنی میں نہیں اور خصوصاً جب کہ وہ روٹی میں مل گیا ہے۔ اور نہ اس سے رضاعت ثابت ہوگی۔ البتہ دودھ انسانی جزو ہے۔ جس کا استعمال قصداً جائز نہیں چاہے کھانے ہی میں ہو لہذا اس سے احتراز اولیٰ ہے، لیکن چونکہ وہ پکتے میں جل جائے گا اور تھوڑا سا ہے اس لئے احتراز واجب نہیں، اس کی روٹی کھانا سب کو جائز ہے۔ کیونکہ اس طرح کی پابندی میں حرج

واقع ہے اور حرج امت سے اٹھایا جاچکا ہے۔ واللہ اعلم۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۱۳۶) بھائی کی رضاعی بہن اور رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح صحیح ہے

سوال: ۔ ایک لڑکے نے اپنی چچی کا دودھ پیا ہے اب اس لڑکے کا بھائی اس چچی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ یہ نکاح حلال ہے یا حرام؟

الجواب: ۔ جب دودھ پینے والے لڑکے کے بھائی نے اس چچی کا دودھ نہیں پیا تو اس کا نکاح اس چچی کی لڑکی سے صحیح ہے بھائی کی رضاعی بہن کے ساتھ نکاح حلال ہے حرام نہیں اسی طرح رضاعی بھائی کی حقیقی بہن کے ساتھ نکاح جائز ہے اور اسی طرح رضاعی بھائی کی رضاعی بہن ساتھ بھی نکاح درست ہے؟ (وتحل اخت اخیه رضاعاً كما تحل نسباً الخ)
(فتاویٰ عالمگیری ج۱ص۳۴۳)

(۱۳۷) دو سال سے کم عمر بچے کے ایک مرتبہ پینے یا ایک مرتبہ پستان چوسنے سے حرمت ثابت ہو جائے گی

سوال: ۔ رضاعت کی حرمت ثابت ہونے کے لئے کتنی عمر ضروری ہے اور کتنی مرتبہ پینا ضروری ہے؟ کہ جس سے رضاعت کی حرمت ثابت ہوجائے؟

الجواب: ۔ فقہائے حنفیہ کے نزدیک دو سال یا اس سے کم عمر بچہ اگر کسی عورت کا دودھ ایک مرتبہ پی لے یا ایک مرتبہ پستان چوس لے جس سے دودھ اس کے حلق میں اتر جائے تو حرمت ثابت ہوجائے گی جیسا کہ کئی احادیث وآثار سے ثابت ہے دو سال سے زائد عمر کے بچے کے پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ (ملخص) تفصیل کے لئے درس ترمذی ج۳ صفحہ۴۴۲) ملاحظہ کریں۔

کتاب الطّلاق

طلاق، اس کی اقسام، صریح، کنایہ،
عدت، ظہار، ایلاء تنسیخ نکاح
کے متعلق احکام

طلاق واقع ہونے اور اس کے موزوں وقت کا بیان

(۱) طلاق دینے کا اختیار کس کو ہے اور کتنا ہے؟

سوال:۔ طلاق دینے کا اختیار مرد کو ہے یا عورت کو؟ اور کتنی طلاقیں دی جاسکتی ہیں؟

الجواب:۔ طلاق دینے کا اختیار فقط مرد کو ہے۔ جب مرد نے طلاق دے دی تو طلاق پڑ گئی عورت کا اس میں کچھ بس نہیں ہے کہ منظور کرے چاہے نہ کرے ہر طرح طلاق ہو جاتی ہے اور عورت اپنے شوہر کو طلاق نہیں دے سکتی۔ پھر مرد کو بھی فقط تین طلاقوں کا اختیار ہے اس سے زیادہ کا نہیں اگر چار، پانچ یا اور زیادہ دے دے تب بھی تین ہی طلاقیں ہوں گی۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۲) طلاق دینے کا شرعی طریقہ

سوال:۔ اسلام میں طلاق دینے کا شرعی صحیح طریقہ کیا ہے؟ یعنی طلاق کس طرح دی جاتی ہے؟ عائلی قوانین میں یہ ہے کہ اپنی بیوی کو جب تین مرتبہ طلاق نہ دے اس وقت تک طلاق کو مؤثر نہیں سمجھا جاتا۔ کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ طلاق دینے کے تین طریقے ہیں۔

(۱) سب سے افضل طریقہ یہ ہے کہ جب بیوی ماہواری سے پاک ہو تو اس سے جنسی تعلق قائم کئے بغیر ایک رجعی طلاق دے دے۔ (رجعی طلاق کا بیان آگے آرہا ہے) پھر اس سے رجوع نہ کرے یہاں تک کہ اس کی عدت گذر جائے۔ اس صورت میں عدت کے اندر بھی رجوع کی گنجائش ہوگی اور عدت گذر جانے کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکے گا۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ الگ الگ تین طہروں میں تین طلاقیں دے، یہ صورت زیادہ بہتر نہیں۔اس میں بغیر حلالہ شرعی کے آئندہ نکاح نہیں ہو سکے گا۔

(۳) تیسرا طریقہ ''طلاق بدعت'' ہے جس کی کئی صورتیں ہیں۔مثلاً یہ کہ بیوی کو ماہواری کے دوران طلاق دے، یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں صحبت کر چکا ہے یا ایک ہی لفظ سے یا ایک ہی مجلس میں یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے ڈالے یہ طلاق بدعت کہلاتی ہے۔اس کا حکم یہ ہے کہ اس طریقہ سے طلاق دینے والا گنہگار ہوتا ہے مگر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔اگر ایک دی تو طلاق واقع ہوئی۔دو دیں تو دو واقع ہوئیں اور اگر تین اکٹھی طلاقیں دے دیں تو تینوں واقع ہو گئیں۔خواہ ایک لفظ میں دی ہوں یا ایک مجلس میں یا ایک طھر میں،عائلی قوانین کی اتباع میں ایک ہی مرتبہ میں تین طلاقیں دینا برا ہے اس سے میاں بیوی کا رشتہ یکسر ختم ہو جاتا ہے اور رجوع اور مصالحت کی گنجائش نہیں رہتی اور بغیر حلالہ شرعی کے دوبارہ نکاح نہیں ہوتا۔(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) واضح لفظ اور اشارے کنایوں کی طلاق

سوال:۔ کیا اشاروں کنایوں سے بھی طلاق ہو جاتی ہے۔صحیح واضح لفظ کہے یا نہ کہے اس کی کچھ وضاحت فرما دیں۔

الجواب:۔ طلاق دینے کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی یا یوں کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔غرض یہ کہ ایسی صاف واضح بات کہہ دی جس میں طلاق دینے کے سوا کوئی اور معنی نہیں نکل سکتے ایسی طلاق کو ''طلاق صریح'' کہتے ہیں۔

دوسری قسم یہ ہے کہ صاف صاف لفظ تو نہ کہے مگر ایسے گول مول لفظ کہے جس میں طلاق کا مطلب بھی بن سکتا ہو اور طلاق کے سوا دوسرے معنی بھی نکل سکتے ہوں۔جیسے کوئی کہے۔''میں نے تجھ کو دور کر دیا'' اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ''میں نے تجھ کو طلاق دی'' اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ طلاق تو نہیں دی مگر اب تجھ کو اپنے پاس نہیں رکھوں گا۔ہمیشہ اپنے میکے میں پڑی رہ تیری خبر نہ لوں گا۔

''یا یوں کہے کہ مجھ کو تجھ سے کوئی مطلب نہیں تو مجھ سے جدا ہو گئی'' میرا تجھ سے کوئی واسطہ

نہیں، میرے گھر سے چلی جا۔ نکل جا۔ ہٹ دور ہو۔ اپنے ماں باپ کے سر جا کے بیٹھ جا۔ اپنے گھر جا۔ میرا تیرا نباہ نہ ہوگا۔ اس طرح کے اور الفاظ جن میں دونوں مطلب نکل سکتے ہیں۔ ایسی طلاق کو ''کنایہ'' کہتے ہیں۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۴) طلاق صریح کا حکم

سوال:۔ طلاق صریح واضح لفظ سے طلاق۔ ایک دفعہ، دو دفعہ یا تین دفعہ کہنے کا کیا حکم ہے؟ کیا صرف تلفظ کرتے ہی طلاق ہو جائے گی؟ نیت کا اعتبار ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر صاف صاف لفظوں میں طلاق دی تو زبان سے نکلتے ہی طلاق پڑ گئی۔ چاہے طلاق دینے کی نیت ہو یا نہ ہو، بلکہ ہنسی مذاق میں کہہ دیئے ہوں، ہر طرح طلاق پڑ جائے گی۔ صاف لفظوں سے ایک یا دو مرتبہ کہنے سے اس قسم کی طلاق پڑے گی جس میں عدت کے آخر تک رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار باقی رہتا ہے۔ اور ایک مرتبہ کہنے سے ایک، دو مرتبہ کہنے سے دو مرتبہ طلاق پڑتی ہے اور اگر تین مرتبہ طلاق کا لفظ کہے یا یوں کہے کہ ''تین طلاقیں دیں'' تو تین طلاقیں پڑیں گی۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۵) جو شخص گونگا نہ ہو اسکے اشارے سے یا پتھر پھینکنے سے طلاق نہیں ہوئی

سوال:۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دے دو تو شوہر نے تین انگلیوں سے اشارہ کیا مگر زبان سے کوئی لفظ طلاق کا نہیں کہا، تو کیا تین طلاقیں ہو جائیں گی، خصوصاً جب کہ شوہر کی نیت بھی اشارے سے طلاق کی ہی ہو؟

الجواب:۔ اس صورت میں جب تک الفاظ زبان سے نہ کہے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی اگرچہ شوہر کی نیت بھی اس اشارے سے تین طلاق کی ہو، یہی حکم اس صورت کا ہے کہ بیوی کی طرف تین پتھر پھینک دیئے زبان سے کچھ نہ کہے جیسے پنجاب (اور سرحد) کے بعض علاقوں میں اس عمل کو طلاق سمجھا جاتا ہے۔ (کما فی فتاویٰ القرویہ)

(مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(۶) عورت طلاق کا کب مطالبہ کرسکتی ہے؟

سوال: ۔عورت کس صورت میں طلاق طلب کرسکتی ہے؟
الجواب: ۔اگر میاں بیوی کے آپس میں نا اتفاقی ہو اور کوئی صورت موافقت کی نہ ہو اور حقوق طرفین ادا نہ ہو سکتے ہوں تو عورت طلاق طلب کر سکتی ہے اور خلع کرا سکتی ہے، لیکن اس میں عورت کو اپنا خود کچھ اختیار حاصل نہیں مرد ہی کو اختیار ہے کہ وہ طلاق دے یا نہ دے اور خلع کرے یا نہ کرے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ)

(۷) میاں بیوی میں میل نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: ۔میاں بیوی میں اتفاق نہیں ہے کیا ہونا چاہئے؟
الجواب: ۔شوہر کو چاہئے کہ اتفاق کرے ورنہ طلاق دے دے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۸) عورت کی ذات یا قوم کو طلاق دینا، طلاق ہے

سوال: ۔زید نے اپنی بیوی سے غصہ کی حالت میں یہ کہا کہ تیری ذات پر طلاق ہے" جو تو آج شام کو یہاں رہے۔" اور عورت گھر میں موجود رہی۔ یہ الفاظ اس نے دو مرتبہ کہے، زید نے ذات سے مراد خاندان اور قوم سمجھی ہوئی ہے اور چار پانچ سال میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہے چونکہ زید کا خیال ان لفظوں سے اسے غیرت اور شرم دلانے کا تھا اس لئے اس بارے میں کیا حکم ہے؟
الجواب: ۔یہ شخص چونکہ دو مرتبہ سے زائد دے چکا ہے جیسا کہ سوال میں تصریح ہے اس لئے عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں اب دوبارہ بغیر حلالہ شرعی اس کے نکاح میں کسی طرح نہیں آسکتی، طلاق کے الفاظ بولنے میں نیت پر مدار نہیں نیت جو کچھ بھی ہو طلاق ضرور پڑ جاتی ہے۔ باقی رہا یہ کہنا کہ ذات سے مراد قوم اور اس کا خاندان سمجھا ہوا ہے، تو اس (تاویل) سے بھی کام نہیں چلتا کیوں کہ قوم اور اس خاندان میں یہ عورت بھی داخل ہے اس پر بھی ضمنا طلاق پڑے گی۔ (جیسا کہ عالمگیری میں تصریح ہے) (مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(۹) جھوٹ موٹ طلاق کا اقرار کرنا

سوال:۔ زید کی بیوی خود میکہ چلی گئی دوسرے دن زید خود اس کے ہاں گیا جب واپس آیا تو علاقے میں اور تمام رشتہ داروں میں شور مچ گیا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے لوگوں نے جب اس سے پوچھا کہ تم نے طلاق دے دی ہے تو اس نے کہا جی ہاں۔ مگر ایک سال کے بعد زید نے کہا کہ میں نے تو محض جھوٹ کہا تھا، طلاق نہیں دی تھی، بتایئے طلاق پڑ گئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر واقعی اس نے جھوٹ موٹ بہکانے کی نیت سے طلاق کا اقرار کیا تھ تو دیانتاً طلاق نہیں پڑی لیکن قضاءً پڑ گئی یعنی پنچائیت یا عدالت میں معاملہ جائے گا تو وہاں اس کی نیت کی شنوائی نہیں ہوگی اور سرپنچ کے لئے ضروری ہوگا کہ اس کو طلاق قرار دے۔ اور جب حاکم یا سرپنچ اس کو طلاق دے کر تفریق کا حکم کرے گا تو پھر دیانتاً بھی عورت حرام ہو جائے گی لیکن اگر الفاظ مذکورہی کہے گئے تھے تو عورت کو طلاق رجعی ہوئی ہے اس لئے مرد کے لئے بہتر یہ ہے کہ اگر عورت کو رکھنا چاہتا ہے تو رجعت ضرور کر لے اگر عدت نہ گذری ہو تو ورنہ نکاح جدید کرے تا کہ حرمت کے خطرے سے نکل جائے (کما قال الشامی)　　(مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

یہی حکم اس وقت بھی ہے جب کوئی کسی کو جھوٹی خبر دے کہ میں نے طلاق دی ہے اور جھوٹ بولنا ہی نیت ہو۔"　　(مفتی محمد شفیعؒ)

(۱۰) بیوی کی خبر گیری نہ کر سکے تو طلاق دینا واجب ہے

سوال:۔ ایک صاحب ملکیت شخص نے اپنی عورت کو گھر سے الگ کر دیا ہے خرچ بھی کچھ نہیں دیتا اب وہ نہایت مصیبت سے زندگی کے دن کاٹ رہی ہے، اس شخص نے اپنی جائیداد بھی دوسرے کے نام کر دی ہے۔ اس لئے انگریزی عدالت کے ذریعے کچھ چارہ جوئی بھی نہیں ہو سکتی اب وہ عورت اس بے کسی کی حالت میں طلاق لینے کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یا بدستور اسی فاقہ کشی اور بے کسی میں مبتلا رہ کر اپنی جان دے دے؟

الجواب:۔ اس صورت میں بے شک شوہر کے ذمہ لازم ہے کہ وہ جب امساک بالمعروف نہیں کرتا اور اپنی بیوی کو نفقہ نہیں دیتا اس کے حقوق ادا نہیں کرتا تو اس کو طلاق دے دے اور اس

مصیبت سے اسے چھٹکارا دلائے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ پس رو کے رکھنا ہے معروف طریقے سے یا چھوڑ دینا ہے احسان کے ساتھ۔ (سورۃ البقرۃ آیت)

درمختار میں ہے'' کہ اگر امساک بالمعروف نہ رہے تو طلاق دینا واجب ہے۔'' لہذا معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں شوہر کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ طلاق دے۔ لیکن عورت بغیر طلاق لئے خود اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہو سکتی اور تفریق نہیں کرا سکتی۔ (جیسا کہ درمختار میں ہے)۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۱) اگر عورت متبع شریعت نہ ہو تو کیا شوہر طلاق دے سکتا ہے؟

سوال:۔ اگر کوئی عورت باوجود سمجھانے کے ہر طرح سے فہمائش کرنے کے اپنے اخلاق اور اعمال درست نہ کرے اور کفر و شرک کے رسوم کو نہ چھوڑے تو کیا متبع سنت شوہر عورت کو اس بنیاد پر طلاق دے سکتا ہے؟

الجواب:۔ طلاق دینا ایسی صورت میں واجب نہیں لیکن اگر طلاق دے دے تو درست ہے مگر بہتر یہ ہے کہ سمجھاتا رہے اور طلاق نہ دے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۲) بیوی شوہر کے باپ کی عزت نہ کرے۔ اس کا حکم

سوال:۔ ایک عورت اپنے سسر کی بہت بے عزتی کرتی ہے اور شوہر کو اس کا والد اس کے رویے کی بناء پر دوسری شادی کے لئے اور اس عورت کو طلاق دینے کے لئے کہتا ہے۔ اگر شوہر اسے طلاق دے دے تو والد خوش ہوگا ورنہ ناراض ہے عورت چھ ماہ سے اپنے بھائی کے ہاں ہے مگر زبان درازی سے باز نہیں آتی، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے اور طلاق دینے کی کیا ترکیب ہے؟

الجواب:۔ ایسی حالت میں طلاق دینا درست بلکہ مناسب ہے اور طلاق دینے کی اچھی صورت یہ ہے جب وہ عورت پاک ہو اس وقت اسے ایک طلاق دے دی جائے۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۳) بیوی کو شوہر سے نفرت ہو تو طلاق دینا گناہ نہیں

سوال:۔ شوہر بیوی سے جس قدر محبت کرتا ہے بیوی اسی قدر نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور بھاگتی ہے سرزنش کرنے پر دن بدن رنجش بڑھتی جاتی ہے تو اگر شوہر طلاق دے تو گناہ تو نہیں؟

الجواب:۔ جب کہ یکجائی بود و باش اور باہمی اتحاد کی کوئی صورت نہیں تو مرد طلاق دے سکتا ہے اس معاملہ میں اس پر کوئی گناہ نہیں بلکہ بہتری کی یہی شکل ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۴) وہم، خیال کے تسلط اور محض خیال سے طلاق کا حکم

سوال:۔ اگر کوئی شخص کو محض خیال دل میں پیدا ہو کہ اگر میں دوسری شادی کروں تو اس پر تین طلاق یا میں بکر سے بات کروں تو بیوی کو طلاق یا وہم ہو جائے کہ منہ سے ''طلاق دی'' کا لفظ نکل رہا ہے اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق ہو گی یا نہیں؟

الجواب:۔ مذکورہ صورتوں میں سے کسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہو گی۔ اور محض بر سبیل تذکرہ ''طلاق دی'' کہنے سے جب کہ اس کی نیت بیوی کو طلاق دینے کی نہ ہو طلاق نہ ہو گی۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۵) بیوی کو طلاق لکھنے یا لکھوانے طلاق نامہ بنوانے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کسی اور سے طلاق تحریر کرا کر دی، کہ زبان سے کچھ نہ کہا، طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ تحریر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ چاہے خود لکھے، کسی سے لکھوائے (طلاق نامہ بنوائے یا طلاق نامہ بنوانے کا کہہ دے سب صورتوں میں طلاق ہو جائے گی چاہے کاغذ بیوی کی ہاتھ میں دے یا دیئے بغیر ہی ضائع کر دے۔ (مفتی محمد شفیعؒ۔ مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶) مذاق میں طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال:۔ زید کا دوست زید سے مذاق کر رہا تھا اس نے اس کی بیوی کے بارے میں مذاق کیا تو

زید نے بھی ازراہ مذاق کہہ دیا کہ میں نے اسے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی تو ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا کہ طلاق نہیں ہوئی دوسرے مولوی صاحب نے طلاق کا فتویٰ دیا ہے۔ کون سا فتویٰ درست ہے؟

الجواب:۔ چونکہ پہلے سے ذکر زید کی بیوی کا ہی تھا تو ان الفاظ مذکورہ سے زید کی بیوی کو تین طلاقیں مغلظہ پڑ گئیں، صریح الفاظ میں نیت کی ضرورت نہیں اور اضافت صریح کی بھی ضرورت نہیں بلکہ قرائن سے واضح ہے کہ زید اپنی بیوی کے بارے میں ہی کہہ رہا تھا۔ طلاق مذاق میں بھی واقع ہو جاتی ہے کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا حقیقت بھی حقیقت اور مذاق بھی حقیقت شمار ہوتا ہے۔ طلاق، نکاح۔ عتاق۔ (الحدیث) لہذا اب بغیر حلالہ شرعیہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۷) مدہوشی میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال:۔ ایک شخص کی نسبت محلّہ والے کہتے ہیں کہ تین برس سے اس نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے کر اپنے گھر میں رکھا ہوا ہے۔ اس شخص کا کہنا ہے کہ وہ بہت بیمار تھا اور طلاق کے واقعہ کے وقت بھی اسے سخت بخار تھا دیکھنے والوں کا کہنا ہے کہ وہ طلاق دیتے وقت بخار کی شدت سے کانپ رہا تھا۔ دوسرے دن جب اس سے پوچھا گیا کہ تم نے طلاق کیوں دی؟ تو اس نے کہا کہ میں نے کیا کہا اور کیا کیا مجھے کچھ معلوم نہیں مجھے بخار کی شدت میں ہوش ہی نہ تھا میں مدہوش ہو گیا تھا۔ اب اس شخص کا قول معتبر ہے یا نہیں؟ اور تین سال تک محلّہ والوں کا اس کی طلاق کو ظاہر نہ کرنا۔ گواہی نہ دینا بلکہ اس کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا کرتے رہنا، اب طلاق کو ثابت کرتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ درمختار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کے گواہوں کا بغیر عذر کے گواہی میں تاخیر کرنا موجب فسق ہے اور ردشہادت کا موجب بھی ہے لہذا اس صورت میں ان کی گواہی معتبر نہ ہوگی۔ اور جب کہ شوہر طلاق سے انکاری ہے یا یہ کہتا ہے کہ مجھ کو یاد نہیں، تو اس صورت میں طلاق ثابت نہ ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸) بلا اجازت بیوی کے کہیں جانے پر طلاق دینا کیسا ہے؟

سوال: ۔ ایک عورت بغیر اجازت اپنے شوہر کی، اپنے بہنوئی کے ساتھ چلی گئی تو شوہر طلاق دینا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ طلاق دینا واجب نہیں، لیکن اگر دے گا تو واقع ہو جائے گی۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۹) پاگل (مجنون) کی طلاق کا حکم

سوال: ۔ مجنون طلاق دے سکتا ہے یا نہیں یا اس کی طرف سے اس کے بھائی یا والد طلاق دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: ۔ مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور اس کے اولیاء مثلاً بھائی وغیرہ بھی اس کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتے۔ البتہ امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ عورت اگر تفریق چاہے تو عدالت مجنون کو ایک سال علاج کی مہلت دے پھر بھی اگر وہ اچھا نہ ہو تو ان میں تفریق کرا دے اور تفریق کے بعد عدت گذار کے وہ دوسری شادی کر سکتی ہے۔

(۲۰) عورت نے کہا "میں نے شوہر سے تعلق قطع کر لیا ہے" اس کا حکم

سوال: ۔ مطیع اللہ خان اور ان کی زوجہ زمرد بیگم کے درمیان دس بارہ سال سے نا چاقی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی میکے رہنے لگی، مطیع اللہ خان اس کو منانے اور لینے کی غرض سے اس کے میکے گئی تو وہ آنے پر رضا مند نہیں ہوئی اور اس نے کہا کہ "آج سے ہم نے مطیع اللہ سے اپنا تعلق قطع کر لیا ہے آج سے میں ان کی بہن اور وہ میرا بھائی ہے۔" آیا اس صورت میں مرد کو یہ حق ہے کہ وہ عورت کو چھوڑ دے اور قطع تعلق کرے، اور اس صورت میں عورت مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ عورت کو یہ اختیار نہیں کہ وہ با اختیار خود اپنا زوجیت کا تعلق اپنے شوہر سے منقطع کر لے، طلاق دینے اور قطع تعلق کرنے کا اختیار شرعاً شوہر کو ہی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ لہذا عورت کا یہ قول لغو ہے اس سے قطع تعلق نہیں ہوا اور طلاق واقع نہیں ہوئی، مہر مؤجل کا مطالبہ عورت طلاق کے یا شوہر کی موت کے بعد کر سکتی ہے اور ابھی چونکہ طلاق نہیں ہوئی اور میاں

بیوی بھی زندہ ہیں اس لئے عورت مہر مؤجل کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کرسکتی۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۱) ''خدا کی قسم اس کو نہیں رکھوں گا'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی منکوحہ کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور یہ الفاظ کہے ''کہ خدا کی قسم اس کو میں کبھی نہیں رکھوں گا'' چنانچہ چار سال کا عرصہ ہوگیا کہ نان نفقہ نہیں دیا، تو کیا زید کے ان الفاظ کے ہوتے ہوئے بھی کیا اس کی نیت کے بارے میں پوچھا جائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں زید کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور نیت معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ مستقبل کے صیغہ کو اگر صریح الفاظ طلاق کے ساتھ بھی کہا جائے تب بھی اس سے طلاق نہیں پڑتی۔ (کذا فی الھندیہ)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۲) مدہوشی کے دعویٰ کے بعد طلاق کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں طلاق دی، دو گواہ بھی ہیں لیکن وہ مدہوش ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر ظاہری علامتوں سے اس کا مدہوش ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ اس حالت میں گواہوں کے قول کا اعتبار ہے یا مدعی کے؟ اور اگر غصہ والے کے ظاہری اقوال وافعال میں مجنونیت پائی جائے تب وہ مدہوش کہلا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جب ظاہری علامت سے اس کا مدہوش ہونا معلوم نہیں ہوتا تو قاضی اس کے فیصلے کا اعتبار نہیں کرے گا لیکن اگر وہ خود (ایمان داری سے) یہ سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ میں مدہوش تھا اور کچھ خبر (طلاق دینے کی) نہ تھی تو دیانتاً طلاق واقع نہ ہوگی (یعنی قاضی کے پاس معاملہ نہ جائے تو یہ بیوی کو رکھ سکتا ہے ورنہ قاضی مذکورہ صورت میں طلاق ہی کا فیصلہ دے گا اور وہ نافذ ہوجائے گا..) اور اگر اس شخص کے ظاہری اقوال وافعال سے مدہوش ومجنون ہونا معلوم ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کی طلاق واقع ہونے کا حکم نہیں ہوگا۔ (کذا فی الشامی)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۳) تیرہ چودہ سالہ لڑکے کی طلاق کا مسئلہ

سوال:۔ ایک لڑکے کا نکاح آٹھ نو سال پہلے ایک لڑکی سے ہوا تھا لڑکے کی عمر اندازاً تیرہ چودہ سال ہی ہے مگر لڑکی بڑی ہے کوئی چوبیس پچیس سال کی ہوگی، جوان لڑکی ہے اس لئے برائی کے خدشہ کے پیش نظر سب لوگ متفق ہو چکے ہیں کہ ان کی جدائی کرادی جائے اور لڑکے کا نکاح اس لڑکی کی چھوٹی بہن سے کر دیا جائے، لڑکی کو طلاق دلا کر کسی ہم عمر لڑکے سے شادی کر دی جائے یہ لڑکا شرعاً طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟ یا اس کا باپ یا دادا وغیرہ دے؟

الجواب:۔ بالغ ہونے کی عمر شرعی طور پر پندرہ سال ہے اس سے پہلے اگر کوئی علامت بلوغ مثلاً احتلام انزال وغیرہ ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال پورے ہونے پر ہی وہ لڑکا بالغ ہوگا اسی وقت کی طلاق واقع ہوگی نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (کما جاء فی الحدیث عن مرفوع القلم و کما صرح به الفقهاء) اور نابالغ کی طرف سے باپ دادا یا کوئی عصبہ بھی طلاق نہیں دے سکتا۔ لہذا جب تک لڑکا بالغ نہ ہو تو تب تک اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی اور نہ ہی اس کی منکوحہ کا نکاح کہیں اور کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ یہ مسئلہ اس وقت ہے جب کہ یہ نکاح ولی جائز نے کیا ہو، غیر ولی نے کیا تھا تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے اور اگر ولی نہیں ہے تو نکاح ہی باطل ہے طلاق کی ضرورت نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۴) بیمار کی طلاق بھی واقع ہوتی ہے

سوال:۔ ایک بیمار شخص نے کسی وجہ سے اپنی بیوی کو گواہوں کے سامنے تین طلاق دے دی۔ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ وہ دوبارہ اسے رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہو گئیں اب وہ اس عورت کو بغیر حلالہ شرعی اپنے پاس نہیں لا سکتا۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۵) غصہ میں بغیر نیت کے کہا ”تمہیں سو طلاقیں ہیں“

سوال:۔ ایک شخص نے تکرار کے دوران اپنی بیوی کو کہا میں نے تمہیں سو طلاقیں دیں۔ اب وہ

شخص کہتا ہے کہ میں نے غصہ کی حالت میں بلانیت طلاق یہ الفاظ کہے تھے تو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: ۔ یہ صریح طلاق ہے اس میں نیت کی ضرورت نہیں، بغیر نیت کے ہی واقع ہو جاتی ہے اور طلاق تو اکثر غصہ ہی میں دی جاتی ہے، غصہ کی طلاق بھی واقع ہوتی ہے۔ بعض کنایہ کے الفاظ کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر غصہ میں کہے ہوں تو غصہ کے قرینہ سے بغیر نیت طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (کما فی الشامیة) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۶) حالت حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال: ۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کے حیض کے دوران اسے جھگڑے میں کہا کہ تم کو ''طلاق'' ''طلاق'' ''طلاق'' اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں شوہر پھر اس کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور عدت کب سے شمار ہوگی۔

الجواب: ۔ حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے اگرچہ گناہ ہے لہذا اس صورت میں عورت کو طلاق ہوگئی اور وہ بائنہ مغلظہ ہوگئی، بغیر حلالہ شرعی کے وہ اس کے لئے حلال نہیں اور عدت طلاق دینے کے وقت سے شمار ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷) ناپسند اور نقصان دینے والی عورت کو طلاق دینا درست ہے

سوال: ۔ اگر مرد عورت کو نہ چاہتا ہو۔ اور عورت مرد پر جھوٹے الزام لگاتی ہو جس سے مرد کی شہرت کو نقصان ہوتا ہو حالانکہ مرد کی غلطی نہیں ایسی صورت میں طلاق دینا بہتر ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ طلاق دے دے تو درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ طلاق نہ دے اور اس کا قصور معاف کر دے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ) بحر الرائق میں غایۃ البیان کے حوالے سے لکھا ہے کہ تکلیف دینے والی بدزبان عورت کو طلاق دینا مستحب ہے۔ (ظفیر الدین)

(۲۸) کیا طلاق میں دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے

سوال: ۔ طلاق دیتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا تنہائی میں بھی طلاق ہو جاتی ہے؟

الجواب: ۔ گواہوں کا ہونا ضروری نہیں، طلاق تنہائی میں دینے سے بھی واقع ہو جاتی ہے

البتہ جب شوہر طلاق دے کر مکر جائے اور معاملہ عدالت میں ہو تب گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۹) ''شوہر نے کہا مہر کا معافی نامہ لکھ کر بھیجو تو میں طلاق لکھ کر بھیجتا ہوں''

سوال:۔ زید اپنی بیوی کو نو سال پہلے میکہ چھوڑ کر باہر ملک چلا گیا اور پھر نان نفقہ کی کوئی خبر نہ لی اب زید نے بذریعہ خط ہندہ کو اطلاع دی کہ اگر ہندہ بذریعہ خط اپنا مہر بخشوا کر دو گواہوں کے دستخط سے بھجوا دے تو میں طلاق لکھ کر بھیجتا ہوں۔ بیوی نے ایسا کر کے بھجوا دیا مگر اب زید کا کوئی جواب نہیں آیا۔ کیا بیوی کو طلاق ہو گئی؟

الجواب:۔ زید نے جو کچھ لکھا اس کا حاصل یہ ہے کہ عورت مہر کی معافی لکھ بھیجے گی تو میں طلاق لکھ کر بھیجوں گا۔ یہ وعدہ ہوا۔ اب زید کو چاہئے کہ وہ وعدے کے مطابق طلاق لکھ کر بھیجے، جب تک زید طلاق نہیں دے گا اس وقت تک طلاق نہیں ہو گی اور نہ مہر معاف ہو گا کیونکہ مہر کی معافی طلاق دینے پر معلق ہے۔ غرض یہ کہ زید کے طلاق دیئے بغیر طلاق نہیں ہو گی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۰) کسی کو طلاق نامہ لکھنے کے لئے کہا تب بھی طلاق واقع ہو گئی

سوال:۔ زید کو اس کے بھائی نے کہا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو، تو زید نے انکار کر دیا مگر بھائی ناراض ہوا تو اس نے کہا کہ بھائی تم طلاق نامہ کا مضمون بنا دو تو میں نقل کر لوں گا۔ چنانچہ اس نے مضمون بنا کر دیا اور زید نے نقل کر دیا اور زبان سے کچھ بھی نہیں کہا۔ کیا اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی؟ (اس نے تین طلاق لکھا تھا)

الجواب:۔ اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں کیونکہ طلاق کے صریح لفظ میں نیت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور دوسرے کو اتنا کہنا ''کہ تو طلاق نامہ لکھ دے میں اس کی نقل کر دوں گا'' اس سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ '' تین چیزیں حقیقت اور مذاق دونوں میں واقع ہو جاتی ہیں طلاق، نکاح عتاق (غلام کی آزادی) (الحدیث) اور شامی میں ہے کہ اگر کاتب کو کسی نے کہا کہ میری بیوی کو طلاق لکھ دے'' تو یہ کہنا بھی طلاق کا اقرار ہو گا اگر چہ وہ نہ لکھے الخ (تب بھی طلاق واقع ہو جائے گی)۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

لیکن اگر صرف اسٹامپ خرید ایا طلاق دینے کی نیت سے کاغذ اٹھایا تو بغیر لکھے طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۱) ''تلاک'' یا تلاخ، یا طلاح، کہنے سے بھی طلاق ہوتی ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ ''میں نے تلاخ دی، میں نے تلاخ دی، تلاخ دی'' اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں۔ (شامیہ میں تلاق، تلاک، یا لفظ طلاق میں دوسری تبدیلی کے ساتھ کہنے سے طلاق کے وقوع کا بیان ہے۔مرتب)
(شامیہ عن البحر باب الطلاق الصریح)

(۳۲) دل میں طلاق دینے سے واقع نہیں ہوتی

سوال:۔ زید کے دل میں اس قسم کے وسوسے آتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ کلام نفسی میں اگر کوئی شخص طلاق دے اور الفاظ طلاق زبان سے نہ نکلیں تو طلاق پڑ جائے گی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس طرح کچھ بھی نہیں ہوتا، یعنی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے میری امت سے دلوں کے وسوسوں کا حکم اٹھا دیا ہے جب تک وہ شخص عمل نہ کرلے یا اسے کہہ نہ لے۔ (مشکوۃ۔ ظفیر) (مفتی عزیز الرحمٰن)''

(۳۳) بیوی کو دوسرے نام سے طلاق دینا

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی، چنانچہ عورت اور اس کے باپ کا نام جو بوقت نکاح کہا گیا تھا، طلاق کے وقت وہ نام نہیں لیا گیا بلکہ اس نے بیوی کا اور اس کے باپ دونوں کے دوسرے نام سے طلاق دی۔ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

الجواب:۔ زوجہ اور اس کے والد کا جو نام لے کر طلاق دی ہے اگر اس نام سے عورت کو پکارا جاتا ہے یا اس نام سے اس کا خیال ہوتا ہے، تو اگرچہ نکاح کے وقت وہ نام نہ لیا گیا ہو، اس عورت

پر طلاق واقع ہو جائے گی۔ (اگر وہ اس نام سے پہچانی نہیں جاتی تو طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ اس طرح وہ نام بدل جانے سے اجنبیہ کے حکم میں آ گئی۔ خلاصہ یہ کہ جب طلاق بیوی کو ہی دی اور وہ اس نام سے پہچانی جاتی ہے جس نام سے طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر ایسا نہیں ہے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (کما فی الشامیة عن البحر الرائق. باب طلاق الصریح)

(مفتی ظفیر الدین)

(۳۴) زبردستی کی طلاق کا حکم

سوال:۔ زید پر سخت تشدد کیا گیا کہ وہ اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دے دے چنانچہ مجبوراً اس نے لکھ دیا کہ میں تین طلاق دیتا ہوں اور پھر یہی الفاظ اس سے زبردستی کہلوائے گئے (تلوار کی نوک پر) کیا ایسی صورت میں شرعاً طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر شوہر پر زبردستی و جبر کر کے ڈرا دھمکا کر طلاق دلوائی جائے تو واقع ہو جاتی ہے لیکن اگر جبراً طلاق لکھوائی جائے اور شوہر زبان سے کچھ نہ کہے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ کما فی الشامیة: ''اگر کسی کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق لکھ دے اور اس نے لکھ دی تو واقع نہ ہوگی'' الخ۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۵) دوسری شادی کے لئے دھوکہ دیا، بیوی کا نام بدل کر طلاق دی تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک شخص نے دوسرا نکاح کیا تو اس سے پہلے لڑکی کے خاندان والوں نے کہا کہ پہلی بیوی کو طلاق دو گے تو ہم نکاح کر دیں گے اس نے بجائے افروزہ خاتون بنت ابومیاں کو طلاق دینے کے کہا'' کہ میں نے عافیہ خاتون بنت ابومیاں کو تین طلاق دیں'' اس طرح طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ نام کی غلطی سے جس طرح نکاح منعقد نہیں ہوتا اسی طرح طلاق بھی واقع نہ ہوگی پس اس صورت میں اس کی بیوی افروزہ خاتون پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳۶) غصہ میں اگر ہوش وحواس نہ رہیں تو ایسے میں طلاق کا کیا حکم ہے؟

سوال: ۔ ایک شخص کی اپنے سالے سے خوب لڑائی ہوئی، نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ شخص غصہ میں بدحواس ہوگیا اور بیہودہ اور فحش الفاظ کہنے لگا اسی دوران اس کے منہ سے طلق کے الفاظ بھی نکل گئے اور وہ اسی بدحواسی (مدہوشی میں تھا) ایسے جنون کی حالت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب: ۔ جب غصہ اس درجہ پہنچ جائے کہ کچھ ہوش وحواس نہ رہیں تو ایسی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی ۔ جیسا کہ علامہ شامی نے تحقیق فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ "دوسری و حالت کے جس میں وہ اس انتہا کو پہنچ جائے کہ اس اپنا کہا معلوم نہ ہو اور نہ وہ یہ الفاظ کہنا چاہتا ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا اس حالت میں کوئی قول نافذ نہیں ہوگا۔" الخ۔ (متی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۷) طلاق میں بیوی کا سامنے موجود ہونا یا اسے مخاطب کیا جانا ضروری نہیں ہے

سوال: ۔ طلاق میں بیوی کو مخاطب کیا جانا اور اس کا سامنے ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ خطاب ہونا اور بیوی کا روبرو ہونا شرط نہیں ہے اگر بیوی موجود نہ ہو اور اسے خطاب نہ کیا جائے اور غائبانہ طلاق دی جائے تب بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے (کما فی ردالمختار) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۸) اگر بیوی فسق وفجور میں مبتلا ہو جائے تو اسے طلاق دینا کیسا ہے؟

سوال: ۔ ایک شخص اپنی بیوی کو پردہ میں رہنے اور نماز پڑھنے کی تاکید کرتا رہتا تھا۔ اس پر عورت ناراض ہوکر میکے چلی گئی اور وہاں فسق وفجور اور شرک وکفر کے کام کرنے لگی ۔ جھوٹی قبر سالار مدار پر غلاف مالیدہ، گھونگی وغیرہ چڑھاوا چڑھاتی ہے، ہنود کے میلوں میں جاتی ہے بے پردہ پھرتی ہے اور طلاق چاہتی ہے، اس کا شوہر اسے طلاق نہیں دیتا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ اور عورت ان باتوں کی وجہ سے مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ ایسی صورت میں طلاق دے دینا مناسب ہے اگرچہ واجب نہیں ہے۔ جیسا کہ

درمختار میں ہے کہ ''فاسق فاجر بیوی کو طلاق دینا واجب نہیں، سوائے اس کے کہ انہیں ڈر ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ جدا ہو جائیں۔''

لیکن شامی'' کی تحقیق اس بارے میں یہ ہے کہ جب امساک بالمعروف ختم ہو جائے تو طلاق دینا واجب ہے اگر یہ عورت توبہ کر لے تو پھر طلاق دینا ضروری نہیں ہے، اور اگر عورت رخصتی شدہ ہے تو پورا مہر واجب ہے اور رخصتی یا خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دے گا تو آدھا مہر دینا لازم ہوگا۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳۹) جس بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتا اس کی جان چھوڑنا ضروری ہے

سوال:۔ عرصہ دو برس سے میں نے اپنی بیوی کو چھوڑ رکھا ہے طلاق نہیں دی اور وہ طلاق چاہتی ہے کیا طلاق دینا ضروری ہے؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ جب امساک بالمعروف فوت ہو جائے یعنی بیوی کو اچھی طرح نہ رکھ سکے اور اس کے حقوق ادا نہ کرے تو اسے طلاق دینا ضروری ہے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

یعنی عورت پر ظلم نہ کرے یا تو حقوق ادا کرے یا پھر اس کی جان چھوڑ دے۔ (مرتب)

طلاق رجعی

(ایک یا دو مرتبہ صاف لفظوں میں طلاق دینا)

(۴۰) طلاق رجعی کی تعریف؟

سوال:۔ اسلام میں ''طلاق رجعی'' کی تعریف کی کیا صورت اور کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ''رجعی طلاق'' یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ایک مرتبہ یا دو مرتبہ صاف لفظوں میں طلاق دے دے اور اس کے ساتھ کوئی اور لفظ استعمال نہ کرے جس کا مفہوم یہ ہو کہ وہ فوری طور پر نکاح کو ختم کر رہا ہے!

''رجعی طلاق'' کا حکم یہ ہے کہ عدت کے پورا نہ ہونے تک بیوی بدستور شوہر کے نکاح میں رہتی ہے اور شوہر کو یہ حق رہتا ہے کہ وہ عدت کے اندر جب چاہے بیوی سے رجوع کر سکتا ہے۔ اور ''رجوع'' کا مطلب یہ ہے کہ یا تو زبان سے کہہ دے کہ میں نے طلاق واپس لے لی یا بیوی کو ہاتھ لگادے۔ دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر عدت گذر گئی اور اس نے اپنے قول یا فعل سے رجوع نہیں کیا تو اب دونوں میاں بیوی نہیں رہے عورت دوسری جگہ اپنا عقد کر سکتی ہے اور اگر ان دونوں کے درمیان مصالحت ہو جائے تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں اور ''رجوع'' کے بعد اگر چہ طلاق کا اثر ختم ہو جاتا ہے لیکن جو طلاقیں دی چکی ہے۔ وہ چونکہ اس نے استعمال کر لیں۔ لہٰذا اب اس کو صرف باقی ماندہ طلاقوں کا اختیار ہوگا۔ کیونکہ شوہر کو کل تین طلاقوں کا اختیار دیا گیا اگر اس نے ایک رجعی طلاق دے دی تو اب پیچھے دو اس کے پاس رہ گئے اور دو رجعی طلاقیں دی تھی ایک طلاق دے دے گا تو بیوی حرام ہو جائے گی اور بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں ہو سکے گا!

(مفتی محمد یوسف لدھیانویؒ)

(۴۱) ''چھوڑ دیا'' کہنے سے طلاق صریح واقع ہوگی

سوال:۔ شوہر نے غصہ میں اپنی بیوی کو ''میں نے تمہیں چھوڑ دیا'' کہہ دیا ہے اب وہ پریشان ہے کہ اس سے طلاق تو نہیں ہوگئی۔

الجواب:۔ عرف میں استعمال ہونے کی بناء پر ''چھوڑ دیا'' کہنا طلاق صریح ہے لہٰذا اس سے طلاق رجعی واقع ہوگی (کما فی الھندیہ، والشامیۃ) (مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(۴۲) ''طلاق دے چکا'' کے الفاظ سے طلاق واقع ہوگئی

سوال:۔ کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح طلاق دے کہ میں طلاق دے چکا مگر بوجہ مہر کے ظاہر نہیں کیا، بغیر گواہ کے اپنے دل سے کہہ دیا تو یہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ اور پھر وہ عورت اپنا نکاح کسی اور سے کر لے تو درست ہے یا نہیں اگر ظاہراً طلاق دے تو مہر دینا پڑتا ہے، طلاق کے گواہ نہیں ہیں۔

الجواب:۔ جب شوہر نے یہ لفظ کہا کہ ''میں طلاق دے چکا'' تو طلاق واقع ہوگئی (کما فی

الشامیة) گواہ ہوں یا نہ ہوں، اور عورت مہر وصول کر سکتی ہے۔ لیکن اگر شوہر طلاق سے انکار کرے تو بغیر دو گواہوں کے طلاق ثابت نہ ہوگی اور جب کہ شوہر کو طلاق کا اقرار ہے تو طلاق ثابت ہے۔ عدت گذارنے کے بعد عورت کو دسرا نکاح کر لینا بھی درست ہے۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۳) تجھ کو طلاق دی، "تو ماں کی طرح ہے" کون سی طلاق ہے

سوال:۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی اور تو میری ماں بہن کی طرح ہے اگر تو میرے ساتھ گھر کرے گی تو گویا اپنے باپ کے ساتھ گھر کرے گی یہ جملہ اس نے تین بار کہا۔ اس سے عورت پر کون سی طلاق واقع ہوگی؟

الجواب:۔ اس کی بیوی پر ایک طلاق صریح لفظ سے واقع ہوگی، اور مثل ماں بہن کہنے میں بھی اگر طلاق کی نیت ہے تو ایک طلاق بائنہ اس سے واقع ہو کر کل دو طلاق بائنہ ہوگئیں تیسرے جملے سے کوئی بھی طلاق واقع نہ ہوگی لہذا اس عورت کو تین طلاقیں نہ ہوئیں۔ جیسا در مختار اور شامی میں ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے "مثل ماں بہن" کہنے سے قضاءً بلا نیت طلاق بائنہ کا حکم ہوگا۔ اور چونکہ ایک بائن سے دوسری بائن ملحق نہ ہونے کا قاعدہ فقہیہ ہے اس لئے اس بائنہ کے بعد دوسری بائن طلاق واقع نہ ہوگی لہذا یہ کل دو طلاق رہیں اور دونوں بائنہ ہوگئیں۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۴) ایک یا دو طلاق کے بعد عدت میں ہم بستری سے رجعت ہو جاتی ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو بار طلاق دے دی اور پھر دونوں میاں بیوی ایک مکان میں رہتے رہے، چند دن کے بعد باز نہ آئے اور ہم بستری کر لی اب یہ فرمایئے کہ وہ ہم بستری کرنا ہی رجعت ہو گیا یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے؟

الجواب:۔ دو طلاق بھی رجعی ہیں اور دو طلاق رجعی کے بعد عدت میں رجعت صحیح ہے لہذا اس صورت میں رجعت صحیح ہوگئی، اور شوہر کا عدت میں ہم بستری کرنا یہی رجعت ہے اب دوبارہ رجعت کرنے کی ضرورت نہیں رہی عورت بدستور نکاح میں اور اس کی بیوی ہے (البتہ اب اس

شخص کے پاس صرف ایک طلاق کا اختیار رہ گیا اگر اس نے اپنی بیوی کو ایک طلاق بھی دے دی تو وہ ایک طلاق سے ہی مغلظہ ہو جائے گی اور بغیر حلالہ شرعی نکاح بھی نہ ہو سکے گا۔)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۵) ''نکاح میں رہو یا طلاق لے لو۔ بیوی نے کہا طلاق لیتی ہوں''

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ چاہو تو تم میرے نکاح میں رہو یا طلاق لے لو تم کو اختیار ہے بیوی نے کہا میں طلاق لیتی ہوں۔ اس صورت میں طلاق بائن ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں بھی طلاق رجعی واقع ہوئی۔ جیسا کہ درمختار میں ''اختاری'' کی بحث میں مذکور ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۶) ''ایک طلاق دے کر متعدد لوگوں سے کہا کہ میں نے طلاق دے دی ہے''

سوال:۔ زید نے اپنی سسرال میں ساس کو کہا کہ اپنی بیٹی کو کہہ دو میں نے اس طلاق دی، پھر سالیوں سے کہا، میں نے تمہاری بہن کو طلاق دے دی ہے، پھر باہر مردوں میں بھی کہا کہ میں نے طلاق دے دی ہے چوتھے شخص سے بھی ایسے ہی کہا کیا یہ سب جو اول مرتبہ کے بعد طلاق کا اقرار ہوا یہ بطور خبر و اطلاع تھا، طلاق کا تعدد مراد نہیں تھا۔ جو حکم ہو مطلع فرمائیے؟

الجواب:۔ اگر زید کی نیت دوسری تیسری مرتبہ سے خبر دینا تھی اسی طلاق کی۔ تو اس کی بیوی پر صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی اور حکم اس کا یہ ہے کہ عدت کے اندر رجعت بلا نکاح درست ہے اور عدت کے بعد نکاح بلا حلالہ درست ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۷) لفظ، ''چھوڑ دی'' سے طلاق صریح واقع ہو جائے گی نیت کرے یا نہ کرے

سوال:۔ ایک شخص بیٹھا تھا دوسرا آدمی جو آیا اس نے پوچھا کہ بیوی ''چھوڑ دی''؟ بیٹھے ہوئے شخص نے جواب دیا کہ ''چھوڑ دی'' اور کچھ نہیں کہا نہ کسی قسم کا دل میں خیال تھا تو بیٹھے ہوئے شخص کے لئے حکم ہے؟ اور اس کے نکاح میں کوئی فرق تو نہیں آیا۔ یہی بیٹھا ہوا شخص اس بات کے کہنے

سے جو اوپر معلوم ہوئی ۔ اس کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھا مگر بیماری کے باعث ہم بستری نہ ہوئی ۔ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ عالمگیری میں اس قسم کے الفاظ بحث کرتے ہوئے عرف کا اعتبار کرتے ہوئے اسے طلاق کے معنی میں لے کر طلاق رجعی کا وقوع لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ لفظ ''چھوڑ دی'' ہماری زبان میں ہشتم کا ترجمہ ہے اور معنی طلاق میں صریح ہے، لہذا صورت مسئولہ میں قائل کی بیوی پر طلاق رجعی واقع ہوگئی خواہ نیت ہو یا نہ ہو اگر عدت کے اندر اس نے اپنی بیوی سے قولاً رجوع کر لیا یا اس کو شہوت سے چھولیا تب تو نکاح فاسد نہیں ہوا اور نہ عدت گذرنے پر نکاح ٹوٹ گیا، دوبارہ نکاح کرسکتا ہے ۔ واللہ اعلم (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

(۴۸) شوہر نے دومرتبہ کہا ''میں نے تجھ کو آزاد کر دیا''

سوال:۔ شوہر نے اپنی بیوی کو لڑائی میں دومرتبہ یہ کہہ دیا کہ ''جا میں نے تجھ کو آزاد کر دیا تو میری بہن ہے'' غصہ دور ہونے کے بعد ہوش وحواس میں آیا تو بہت پچھتایا ۔ ایسی طلاق جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر دو طلاق رجعی پڑ گئیں جن سے نکاح نہیں ٹوٹا، پہلا نکاح بدستور باقی ہے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں (لیکن نئے سرے سے احتیاطاً نکاح پڑھالیں تو اچھا ہے گو کہ ضرورت نہیں ۔ (اس کی وجہ اس لفظ کے صریح یا کنائی ہونے کے اختلاف کے باعث ''شبہ'' ہے ظفر) اور اب تک تو نکاح نہیں ٹوٹا لیکن اگر اس کے بعد اگر کسی وقت خدا نخواستہ زید کی زبان سے ایک دفعہ طلاق کا لفظ اور نکل گیا تو اس کی بیوی پھر ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی اور جدید نکاح سے بھی حلال نہ ہوسکے گی سوائے یہ کہ وہ دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے طلاق یا اس کی موت کے بعد اس سے نکاح ہوسکے گا ۔ اس لئے زید اپنی زبان سنبھالے اور طلاق کو کھیل نہ بنائے ۔ واللہ اعلم ۔

طلاق بائن

(۴۹) طلاق بائن کی تعریف

سوال: ۔ طلاق بائن کی تعریف کیا ہے اگر تین مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ کہا جائے کہ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں یا میں نے تم کو آزاد کر دیا ہے تو کیا دوبارہ اسی عورت سے نکاح ہو سکتا ہے؟

الجواب: ۔ طلاق کی تین قسمیں ہیں طلاق رجعی طلاق بائن ۔ اور طلاق مغلظہ ۔

طلاق رجعی یہ ہے کہ صاف اور صریح لفظوں میں ایک یا دو طلاق دی جائے اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی طلاق میں عدت پوری ہونے تک نکاح باقی رہتا ہے اور شوہر کو اختیار ہے کہ عدت ختم ہونے سے پہلے بیوی سے رجوع کر لے اگر اس نے عدت کے اندر رجوع کر لیا تو نکاح بحال رہے گا اور دوبارہ نکاح کی ضرورت نہ ہوگی اور اگر اس نے عدت کے اندر رجوع نہ کیا تو طلاق مؤثر ہو جائے گی اور نکاح ختم ہو جائے گا اگر دونوں چاہیں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں (لیکن جتنی طلاقیں وہ استعمال کر چکا ہے وہ ختم ہو گئیں آئندہ اس کو تین میں سے صرف باقی ماندہ طلاقوں کا اختیار ہوگا) مثلاً اگر ایک طلاق دی تھی اور اس سے رجوع کر لیا تھا تو اب اس کے پاس صرف دو طلاقیں باقی رہ گئیں اور اگر دو طلاقیں دے کر رجوع کر لیا تھا تو اب صرف ایک باقی رہ گئی اب اگر ایک طلاق دے دی تو بیوی تین طلاق کے ساتھ حرام ہو جائے گی۔

طلاق بائن یہ ہے کہ گول مول الفاظ (یعنی کنایہ کے الفاظ) میں طلق دی ہو یا طلاق کی ساتھ کوئی صفت ایسی ذکر کی جائے جس سے اس کی سختی کا اظہار ہو مثلاً یوں کہے کہ تجھ کو سخت طلاق۔ یا لمبی چوڑی طلاق۔ طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ بیوی فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے اور شوہر کو رجوع کا حق نہیں رہتا البتہ عدت کے اندر بھی اور عدت ختم ہونے کے بعد بھی دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

طلاق مغلظہ یہ ہے کہ تین طلاق دے دے اس صورت میں بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی اور بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔

شوہر کا یہ کہنا کہ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں یہ طلاق کنایہ ہے اس سے ایک طلاقی بائن واقع ہو جائے گی اور دوسری تیسری دفعہ کہنا لغو ہوگا اور میں نے تم کو آزاد کر دیا کے الفاظ اردو محاورہ میں

صریح طلاق کے ہیں اس لئے یہ الفاظ اگر ایک یا دو بار کہے تو طلاق رجعی ہوگی اور اگر تین بار کہے تو طلاق مغلظہ ہوگی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۰) میں آزاد کرتا ہوں صریح طلاق کے الفاظ ہیں

سوال:۔ آج سے تقریباً دو سال قبل ہم میاں بیوی میں کچھ اختلاف ہوگیا تھا اور میں اپنے میکے پنڈی چلی گئی وہاں میرے شوہر نے میرے والد کے پاس ایک خط لکھا جس میں ان کے الفاظ یہ تھے میں نے سوچا ہے کہ میں آج سے آپ کی بیٹی کو آزاد کرتا ہوں اور یہ فیصلہ میں نے بہت سوچ بچار اور ہوش وحواس میں کیا ہے اس کے بعد جب میں نے ان سے ملنا چاہا تو انہوں نے کہلوادیا کہ آپ اب میرے لئے نامحرم ہیں اور ملنا نہیں چاہتا پھر خاندان کے بزرگوں نے انہیں سمجھانا چاہا تو انہوں نے انہیں کہہ دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں لیکن پھر سب لوگوں کے سمجھانے سے وہ کچھ سمجھ گئے اور ان ہی بزرگوں میں سے ایک مولوی صاحب نے میرے شوہر کو کہا کہ کیونکہ تم نے طلاق کے الفاظ استعمال نہیں کئے ہیں لہذا تم رجوع کر سکتے ہو جب سے اب تک ہم اکٹھے رہ رہے ہیں اور ہماری چند ماہ کی ایک بچی بھی ہے۔

الجواب:۔ اردو محاورہ میں آزاد کرتا ہوں کے الفاظ صریح طلاق کے الفاظ ہیں اس لئے مولوی صاحب کا یہ کہنا تو غلط ہے کہ طلاق کے الفاظ استعمال نہیں کئے البتہ چونکہ یہ لفظ صرف ایک بار استعمال کیا اس لئے ایک طلاق واقع ہوئی اور شوہر کا یہ کہنا کہ اب آپ نامحرم ہیں اس بات کا قرینہ ہے کہ اس نے طلاق بائن مراد لی تھی اس لئے نکاح دوبارہ ہونا چاہئے تھا بہر حال بے علمی میں جو غلطی ہو چکی ہے اس کی تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگئے اور فوراً دوبارہ نکاح کر لیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

طلاق مغلظہ

(۵۱) تین طلاق کے بعد رجوع کا مسئلہ

سوال:۔ ایک وقت میں تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں ہوجاتی ہیں اور پھر سوائے حلالہ کے رجوع کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی یہ حنفیہ کا مسلک ہے لیکن اہل حدیث حضرات کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ابورکانہ نے ام رکانہ کو تین طلاقیں دیں جب آپ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے ان کو رجوع کی اجازت دے دی۔

الجواب:۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ تین طلاقیں خواہ ایک لفظ میں دی گئی ہوں یا ایک مجلس میں وہ تین ہی ہوتی ہیں ابورکانہ کا جو واقعہ آپ نے نقل کیا ہے اس میں بڑا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ انہوں نے تین طلاقیں نہیں دی تھیں بلکہ طلاق البتہ (ہمیشہ کے لئے طلاق) دی تھی بہر حال جب دوسری احادیث میں وضاحت موجود ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ دین بھی اس پر متفق ہیں تو اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں رہ جاتی اہل حدیث حضرات کا فتویٰ صحیح نہیں ان کو غلط فہمی ہوئی ہے اس لئے جو شخص شریعت کے حلال وحرام کی پابندی کرنا چاہتا ہو اس کو اہل حدیث کے فتویٰ پر عمل کرنا حلال نہیں۔ (تفصیلی فتویٰ آگے آرہا ہے۔)

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۲) حلالہ شرعی کی تشریح

سوال:۔ کیا حلالہ جائز ہے یا ناجائز قرآن پاک وحدیث کی رو سے تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

میری والدہ کو میرے والد صاحب نے سوچ سمجھ کر ۳ بار لفظ طلاق دہرا کر طلاق دی اور پھر حلالہ کر کے عدت گزرنے کے بعد نکاح کروایا حلالہ کچھ اس طرح کیا کہ ایک شخص کو پوری تفصیل سے آگاہ کر کے نکاح کے بعد طلاق دینے پر آمادہ کیا اس شخص نے نکاح کے دن بغیر ہم بستری کئے اسی وقت دروازے کے قریب والدہ کے سامنے کھڑے ہو کر ۳ بار طلاق دے دی اور پھر عدت گزرے کے بعد ہمارے والد نے ہماری ماں سے دوبارہ نکاح کروالیا اور سابقہ طریقے

سے رہنے لگے۔ یہ حلالہ صحیح ہوا یا غلط اس کی روشنی میں والدہ صاحبہ سے دوبارہ نکاح جائز ہوا یا ناجائز؟

الجواب:۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ اگر شوہر بیوی کو تیسری طلاق دے دے تو وہ اس کے لئے حلال نہیں رہتی، یہاں تک کہ وہ عورت (عدت کے بعد) دوسرے شوہر سے نکاح (صحیح) کرے اور نکاح کے بعد دوسرا شوہر اس سے صحبت کرے پھر مر جائے یا از خود طلاق دے دے اور اس کی عدت گزر جائے تب یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگی اور وہ اس سے دوبارہ نکاح کر سکے گا) یہ ہے حلالہ شرعی۔

تین طلاق کے بعد عورت کا کسی سے اس شرط پر نکاح کر دینا کہ وہ صحبت کے بعد طلاق دے دے گا یہ شرط باطل ہے اور حدیث میں ایسا حلالہ کرنے والے اور کرانے والے پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ تاہم ملعون ہونے کے باوجود اگر دوسرا شوہر صحبت کے بعد طلاق دے دے تو عدت کے بعد پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی۔

اور اگر وہ صحبت کے بغیر طلاق دے دے جیسا کہ آپ نے اپنی والدہ کا قصہ لکھا ہے تو عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ اور اگر دوسرے مرد سے نکاح کرتے وقت یہ نہیں کہا گیا کہ وہ صحبت کے بعد طلاق دے دے گا، لیکن اس شخص کا اپنا خیال یہ ہو کہ وہ اس عورت کو صحبت کے بعد فارغ کر دے گا تو یہ صورت موجب لعنت نہیں، اسی طرح اگر عورت کی نیت یہ ہو کہ وہ دوسرے شوہر سے طلاق حاصل کر کے پہلے شوہر کے گھر میں آباد ہونے کے لائق ہو جائے گی تب بھی گناہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۳) ''آج سے تم مجھ پر حرام ہو'' کے الفاظ سے طلاق واقع ہو جائے گی

سوال:۔ کچھ دن ہوئے میری بیوی والدہ صاحبہ سے لڑ کر اپنے میکے چلی گئی اور اکثر وہ میری والدہ سے لڑ کر میکے چلی جاتی ہے اس دفعہ میں لینے گیا تو اس نے میری والدہ کو گالیاں دیں اس پر میں نے اس کو کہا کہ ''آج سے تم مجھ پر حرام ہو۔'' برائے کرم بتائیے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوگئی ہے تو ٹھیک ہے نہیں ہوئی تو میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں اور ایک بات اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہ حاملہ بھی ہے۔

الجواب:۔ ''آج سے میرے اوپر حرام ہے'' کے الفاظ سے ایک طلاق ہوگئی، وضع حمل سے اس کی عدت پوری ہو جائے گی، اس کے بعد وہ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اگر آپ کا غصہ اتر جائے تو آپ سے بھی دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے اور عدت کے اندر بھی اس کی رضامندی سے نکاح ہوسکتا ہے۔ (اور مہر دوبارہ نیا رکھنا ہوگا) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۴) ''میں تم کو حق زوجیت سے خارج کرتا ہوں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ میں نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ ''میں تم کو حق زوجیت سے خارج کرتا ہوں'' تین بار یہ الفاظ کہے، کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی ہے۔ کیونکہ بیوی طلاق مانگ رہی تھی اور میں دینا نہیں چاہتا تھا۔ بتایئے طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ حق زوجیت سے خارج کرتا ہوں کے الفاظ سے طلاق بائن واقع ہوگئی۔ دوبارہ نکاح کیا جاسکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۵) شوہر نے کہا، اگر میں نے وہ کام کیا ہو تو میری بیوی کو طلاق ہے، پھر یاد آیا کہ وہ کام کیا تھا

سوال:۔ ایک شخص (زید) نے قسم کھائی کہ اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو میری بیوی کو طلاق ہے، اور قسم کے وقت اسے یقین تھا کہ میں نے یہ کام نہیں کیا چنانچہ اسی یقین پر اس نے یہ قسم کھائی تھی کچھ دنوں کے بعد اسے یاد آیا کہ وہ کام قسم کھانے سے پہلے کر چکا تھا۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں زید کی بیوی کو طلاق ہوگئی۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ قسم کا وقوع (ہر حال میں) ہو جاتا ہے چاہے قسم زبردستی کھلائی گئی، غلطی سے کھالی یا بھول کر (وغیرہ) (کھالی جائے۔) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۵۶) بیوی کو خودکشی کی دھمکی کے ڈر سے طلاق دے دی

سوال:۔ ایک شخص کی بیوی کو جنون کا اثر ہے ایک دن بیوی نے خاوند سے کہا کہ مجھے طلاق لکھ کر دو میں تمہارے ہاں نہیں رہوں گی ،اور تلوار ہاتھ میں لے کر کہا کہ اگر طلاق نامہ نہیں لکھو گے تو گلا کاٹ لوں گی خودکشی کرلوں گی ۔ (یا کوئی عورت کنپٹی پر پستول رکھ کر کہے کہ گولی مارلوں گی) خاوند کا ارادہ دلی طور پر طلاق دینے کا نہیں تھا ، بیوی کے اصرار پر اس نے طلاق نامہ لکھ دیا اور تین طلاقیں لکھ کر بیوی کو سنادیں اور یہ کہا کہ اس پر گواہی کرادوں گا ،خیال یہ تھا کہ بیوی کی حالت اس وقت مجنونانہ ہے جب جنون اور غصہ کم ہوگا خود سمجھ آجائے گی تو جب بیوی کا غصہ ختم ہوا تو افسوس کرنے لگی ،اس صورت میں بیوی خاوند کے لئے حلال ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں اس شخص کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں بغیر حلالہ شرعی کے اب وہ اپنے شوہر پر حلال نہیں ہوگی ...... لقولہ علیہ السلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد (الحدیث)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۵۷) تین طلاق کے بعد ہمیشہ کے لئے تعلق ختم ہو جاتا ہے

سوال:۔ تین طلاق کے بعد کیا ہمیشہ کے لئے تعلق ختم ہو جاتا ہے یا کوئی شرعی طرح رجوع ہے کہ نہیں۔

الجواب:۔ تین طلاق کے بعد نہ رجوع کی گنجائش رہتی ہے نہ دوبارہ نکاح کی عدت کے بعد عورت دوسرے شوہر سے نکاح (صحیح) کر کے ہم بستری کرے پھر دوسرا شوہر مرجائے یا از خود طلاق دے دے اور اس کی عدت گزر جائے تب پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے اس کے بغیر نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۸) تین بار طلاق کا کوئی کفارہ نہیں

سوال:۔ ایک شخص بے پناہ غصے کی حالت میں اپنی بیوی کو یہ کہہ دے کہ تم میری ماں بہن کی جگہ ہو میں نے تمہیں طلاق دی اور یہ جملہ وہ تین سے بھی زیادہ مرتبہ دہرائے تو یقیناً طلاق ہو جائے گی ...... آپ یہ فرمائیں کہ کیا وہ دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے بغیر کسی کفارہ کے رہ

سکتے ہیں۔

الجواب:۔ تین بار طلاق دینے سے طلاق مغلظہ ہو جاتی ہے۔ اور دونوں میاں بیوی ایک دوسری پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتے ہیں اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ بغیر تحلیل شرعی کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ آپ نے جس شخص کا واقعہ لکھا ہے انہیں چاہئے کہ فوراً علیحدگی اختیار کرلیں ورنہ ساری عمر بدکاری کا وبال ہوگا۔

(۵۹۔الف) بیک وقت تین طلاق دینے سے تین ہی واقع ہوتی ہیں، ایک نہیں

سوال:۔ ایک صاحب نے اپنی بیوی کو ایک وقت میں تینوں طلاقیں دے دی ہیں، اور تمام علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ لہذا اب ان کا ساتھ رہنا جائز نہیں ہے۔ لیکن وہ غیر مقلدوں سے فتویٰ لے آئے ہیں کہ ایک طلاق ہوئی ہے اور اب وہ ساتھ رہ سکتے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ کونسا فتویٰ درست ہے؟

الجواب:۔ بیک وقت ایک لفظ سے یا الگ الگ الفاظ میں تین طلاقیں دینے سے تین واقع ہو جاتی ہیں اور اسی پر صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین اور چاروں فقہی مسالک کا اتفاق ہے۔ لہذا میاں بیوی کا ساتھ رہنا جائز نہیں ہے اور غیر مقلدوں کا فتویٰ قرآن وسنت کے ارشادات کے خلاف ہے۔

اس مسئلہ کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

"الطلاق مرتان فامساک بمعروف اوتسریح باحسان...... لی قوله ...... فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره" الآیه (البقره۲۲۹،۲۳۰)

(ترجمہ) "وہ طلاق دو مرتبہ (کی) ہے۔ پھر خواہ رکھ لینا قاعدے کے موافق، خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ، اور تمہارے لئے یہ بات حلال نہیں کہ (چھوڑنے کے وقت) کچھ بھی لو (گو) اس میں سے (سہی) جو تم نے ان کو (مہر میں) دیا تھا، مگر یہ کہ میاں بیوی دونوں کو احتمال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کو قائم نہ کرسکیں گے۔ سو اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں ضوابط خداوندی کو قائم نہ کرسکیں گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا اس (مال کے لینے دینے)

میں جس کو دے کر عورت اپنی جان چھڑا لے، یہ خدائی ضابطے ہیں، سوتم ان سے باہر مت نکلنا، اور جو شخص خدائی ضابطوں سے بالکل باہر نکل جائے، سو ایسے ہی لوگ اپنا نقصان کرنے والے ہیں، پھر اگر کوئی (تیسری) طلاق دے دے عورت کو تو پھر وہ اس کے لئے حلال نہ رہے گی اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ (عدت کے بعد) نکاح کر لے۔ پھر اگر یہ اس کو طلاق دے دے تو ان دونوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بدستور پھر مل جاویں، بشرطیکہ دونوں غالب گمان رکھتے ہوں کہ (آئندہ) خداوندی ضابطوں کو قائم رکھیں گے اور یہ خداوندی ضابطے ہیں، حق تعالیٰ ان کو بیان فرماتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو دانش مند ہیں۔"

اس آیت شریفہ میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے دو مرتبہ کی طلاق کے بعد تیسری طلاق دے دی تو بیوی حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی اور تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ یہ تیسری طلاق خواہ اسی مجلس میں دی گئی ہو یا الگ طہر میں، دونوں کا ایک ہی حکم ہے، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "باب من اجاز الطلاق الثلاث" میں اس آیت کا حوالہ دے کر بتایا ہے کہ تین طلاقیں خواہ بیک وقت دی گئی ہوں تین ہی نافذ ہو جاتی ہیں۔ (صحیح بخاری ج ۲، صفحہ ۷۹۱)

۲۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا باب کے ذیل میں عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی کے لعان کا واقعہ ذکر کیا ہے، جس کے آخر میں ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

"کذبت علیها یارسول الله ان امسکتها، فطلقها ثلاثا قبل ان یامره رسول الله صلی الله علیه وسلم" (صحیح بخاری، ج ۲، صفحہ ۷۹۱)

(ترجمہ) "یارسول اللہ! اگر اس کے بعد اس کو رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ باندھا، پس انہوں نے قبل اس کے کہ آنحضرت ﷺ اسے حکم دیتے، اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ تین طلاقیں خواہ بیک وقت دی جائیں، واقع ہو جاتی ہیں اور حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے عویمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاقیں دیں، اور آنحضرت ﷺ نے اس پر گرفت نہ فرمائی، اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تین طلاقیں بیک وقت صحیح ہیں۔ (المحلی، ج ۱۰ صفحہ ۱۷۰)

۳۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی باب میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا، یارسول اللہ! رفاعہؓ نے مجھے طلاق دے دی، پس پکی طلاق دے دی۔ (صحیح بخاری، ج ۲، صفحہ ۷۹۱)

اس حدیث میں ''پکی طلاق دے دی'' (بت طلاقی) سے مراد تین طلاقیں ہیں، اور آنحضرت ﷺ نے یہ تفصیل دریافت نہیں فرمائی کہ یہ تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دی تھیں یا الگ الگ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

۴۔ اسی باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہؓ کی حدیث نقل کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں۔ اس نے دوسرے شوہر سے (عدت کے بعد) نکاح کرلیا، اور دوسرے شوہر نے بھی اس کو طلاق دے دی، آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا کہ وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگئی؟ فرمایا نہیں! یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے صحبت بھی کرے، جیسا کہ پہلے سے کی تھی۔ (صحیح بخاری، ج ۲، صفحہ ۷۹۱)

۵۔ صحیح مسلم میں فاطمہ بنت قیسؓ کا واقعہ مذکور ہے کہ ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دی تھیں، ان کے نفقہ و سکنیٰ کا مسئلہ زیر بحث آیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کے لئے نفقہ و سکنیٰ نہیں ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۱، صفحہ ۴۸۳)

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ خبر متواتر ہے کہ اس نے آنحضرت ﷺ کو بتایا کہ اس کے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دے دیں، آنحضرت ﷺ نے تین طلاقوں پر اعتراض نہیں فرمایا اور نہ یہ فرمایا کہ یہ خلاف سنت ہے۔ (المحلی، ج ۱۰، صفحہ ۱۷۱)

۶۔ امام نسائیؒ نے حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں، آنحضرت ﷺ غضبناک ہوکر کھڑے ہوئے، پھر فرمایا کہ کیا میرے موجود ہوتے ہوئے اللہ کی کتاب سے کھیلا جارہا ہے؟ (نسائی، ج ۲، صفحہ ۹۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تین طلاقیں بیک وقت دی جائیں تو تین ہوتی ہیں، ورنہ اگر ایک ہی ہوتیں تو آنحضرت ﷺ اس پر غیض و غضب کا اظہار نہ فرماتے۔

۷۔ امام ابوداؤد نے متعدد طرق سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو ''البتہ'' طلاق دے دی، اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا۔ فرمایا، حلفاً کہتے ہو کہ ایک کا ارادہ کیا تھا؟ عرض کیا، اللہ کی قسم! میں نے ایک ہی کا ارادہ کیا تھا، آنحضرت ﷺ نے اس کی بیوی اس کو واپس لوٹا دی۔ (ابوداؤد، ج ۱، صفحہ ۳۰۰)

آنحضرت ﷺ کا رکانہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''حلفاً کہتے ہو کہ تم نے ایک ہی کا ارادہ کیا

تھا؟" اس امر کی دلیل ہے کہ "البتہ" کے لفظ سے بھی اگر تین طلاق کا ارادہ کیا جائے تو تین ہی واقع ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ صریح الفاظ میں تین طلاقیں دی ہوں۔

قرآن وحدیث کے ان دلائل کی روشنی میں ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ، امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور تمام محدثین اس پر متفق ہیں کہ تین طلاقیں خواہ ایک لفظ سے ہوں، یا ایک مجلس مین، تین ہی شمار کی جائیں گی۔

فتویٰ نمبر ۱۴۱[1] ایک اہلحدیث کے قلم سے ہے، جس میں یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ تین طلاقیں جب ایک مجلس میں دی جائیں تو وہ ایک ہی طلاق شمار ہوتی ہیں، لہذا نرگس پر ایک طلاق واقع ہوئی، عدت کے اندر شوہر اس سے رجوع کر سکتا ہے۔

اہلحدیث عالم کا یہ فتویٰ صریحاً غلط اور مذکورہ بالا آیت واحادیث کے علاوہ اجماع امت کی بھی خلاف ہے۔ کیونکہ تمام اکابر صحابہ ؓ اس پر متفق ہیں کہ ایک لفظ یا ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں، اور بیوی حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوجاتی ہے۔ خلفائے راشدین ؓ اور دیگر صحابہ کرام ؓ کے چند فتاویٰ بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں، آپ اس کو سزا دیتے اور دونوں کے درمیان تفریق کرا دیتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ صفحہ ۱۱، عبدالرزاق ج ۶ صفحہ ۳۹۶)

۲۔ زید بن وہب رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ہزار طلاق دے دی۔ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا تو اس شخص نے کہا کہ میں تو یونہی کھیل رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر درہ اٹھایا اور دونوں کے درمیان علیحدگی کرا دی۔

(ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۳۔ عبدالرزاق ج ۶، صفحہ ۳۹۳)

۳۔ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا، میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیں، فرمایا، تین طلاقیں اس کو تجھ پر حرام کر دیتی ہیں، اور باقی ستانوے عدوان (ظلم وزیادتی اور حدود الٰہی سے تجاوز) ہے۔ (ابن ابی شیبہ ج ۵، صفحہ ۱۳)

۴۔ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں فرمایا، تین طلاقیں اس کو تجھ پر حرام کر دیتی ہیں۔ باقیوں کو اپنی دوسری

[1]: مفتی صاحب نے جس فتویٰ کا جواب لکھا ہے اس کا نمبر ۱۴ تھا۔

عورتوں پر تقسیم کردو۔ (ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۳)

۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ۹۹ طلاقیں دی ہیں، فرمایا، پھر لوگوں نے تجھ سے کیا کہا؟ کہنے لگا کہ لوگوں نے یہ کہا کہ تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی۔ فرمایا، لوگوں نے تیرے ساتھ شفقت ونرمی کرنا چاہی ہے (کہ صرف بیوی کو حرام کہا) وہ تین طلاقوں کے ساتھ تجھ پر حرام ہوگئی، باقی طلاقیں ظلم وتعدی ہے۔

(ابن ابی شیبہ ج ۵، صفحہ ۱۲، عبدالرزاق، ج ۶، صفحہ ۳۹۵)

۶۔ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں، فرمایا تین طلاقوں نے اس کو حرام کر دیا، باقی ۹۷ گناہ ہیں۔

(ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۲)

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی، اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ (ابن ابی شیبہ ج ۵، صفحہ ۱۱)

۸۔ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو سو مرتبہ طلاق دی ہے، فرمایا تین کے ساتھ تجھ پر حرام ہوگئی اور ۹۷ کا اللہ تعالیٰ تجھ سے قیامت کے دن حساب لیں گے۔ (ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۴)

۹۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی دیں، فرمایا، تیرے چچا نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو ندامت میں ڈال دیا، اور اس کے نکلنے کی کوئی صورت نہیں رکھی۔ (ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۱)

۱۰۔ ہارون بن عنترہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، ایک شخص آیا اور کہا کہ حضور! میں نے ایک ہی مرتبہ اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ڈالیں، اب وہ تین طلاق کے ساتھ مجھ پر بائنہ ہو جائے گی یا ایک ہی طلاق ہوگی؟ فرمایا، تین کے ساتھ وہ تجھ پر بائنہ ہوگئی اور ۹۷ کا گناہ تیری گردن پر رہا۔ (ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۳)

۱۱۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار ایک سو طلاقیں دی ہیں، فرمایا، تین کے ساتھ تجھ پر بائنہ ہوگئی، باقی ماندہ کا گناہ تجھ پر بوجھ ہے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو ہنسی مذاق بنایا۔ (ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۳)

۱۲۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک ہی مجلس

میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، فرمایا اس نے اپنے رب کا گناہ کیا، اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔ (ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۰)

۱۳۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیں، فرمایا، تین نے بیوی کو اس پر حرام کر دیا، باقی ماندہ زائد رہیں۔

(ابن ابی شیبہ، ج ۵، صفحہ ۱۳)

۱۴۔ محمد بن ایاس بن بکیر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو رخصتی سے قبل تین طلاقیں دے دیں، پھر اس نے اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہا، وہ مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا، میں بھی اس کے لئے مسئلہ پوچھنے کی خاطر اس کے ساتھ گیا، اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا، دونوں نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک وہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ وہ دوسری شادی نہ کرے، اس نے کہا کہ میرا اسے طلاق دینا تو ایک ہی بار تھا، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تیرے لئے جو کچھ بچ رہا تھا وہ تو نے ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ (موطا امام مالک، صفحہ ۵۲۱)

دوسری روایت میں ہے کہ معاویہ ابن ابی عیاش انصاری کہتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں محمد بن ایاس بن بکیر آئے اور کہا کہ ایک بدوی نے اپنی بیوی کو رخصتی سے پہلے تین طلاقیں دے دیں، اس مسئلہ میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ میں ان دونوں کو حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھے چھوڑ آیا ہوں۔ ان سے پوچھو اور واپس آ کر ہمیں بھی بتاؤ۔ چنانچہ وہ ان دونوں کی خدمت میں گئے اور ان سے مسئلہ پوچھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا، ابو ہریرہ! ان کو فتویٰ دیجئے، کیونکہ آپ کے سامنے پیچیدہ مسئلہ آیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، ایک طلاق اس کو بائنہ کر دیتی ہے، اور تین طلاقیں اس کو حرام کر دیتی ہیں، یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی فتویٰ دیا۔

(موطا امام مالک صفحہ ۵۲۱، سنن کبریٰ بیہقی، ج ۷، صفحہ ۳۳۵۔ شرح معانی طحاوی، ج ۲، صفحہ ۳۷)

۱۵۔ عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فتویٰ لینے آیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو رخصتی سے قبل تین طلاقیں دے دیں۔ عطاء کہتے ہیں کہ میں

نے کہا کہ جس عورت کی رخصتی نہ ہوئی ہو اس کی طلاق تو ایک ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ تو تو محض قصہ گو ہے (مفتی نہیں) ایک طلاق اس کو بائنہ کر دیتی ہے اور تین طلاقیں اس کو حرام کر دیتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ (حوالہ بالا)

۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مطلقہ ثلاثہ شوہر کے لئے حلال نہیں رہی، یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ (طحاوی شریف، ج ۲، صفحہ ۳۸)

۱۷۔ سوید بن غفلہ کہتے ہیں کہ عائشہ خثیمہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے (اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان کی جگہ خلیفہ ہوئے) تو اس خاتون نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خلافت کی مبارکباد دی۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل پر خوشی کا اظہار کرتی ہے؟ جا تجھے تین طلاق۔ اس نے فوراً اپنے کپڑوں سے اپنے بدن کو لپیٹ لیا اور عدت میں بیٹھ گئی۔ عدت پوری ہوئی تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کا بقیہ مہر اس کو بھیج دیا اور دس ہزار درہم بطور عطیہ کے دیئے۔ یہ عطیہ جب اس خاتون کو موصول ہوا تو کہا "متاع قلیل من حبیب مفارق" (جدائی اختیار کرنے والے محبوب کی جانب سے تھوڑا سا سامان آیا ہے) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو رو پڑے، پھر فرمایا کہ اگر میں نے اپنے ناناﷺ سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی (یا یہ فرمایا کہ اگر میرے والد ماجد رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ حدیث نہ بیان فرمائی ہوتی جو انہوں نے میرے ناناﷺ سے سنی تھی) کہ "جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں تین طہروں میں دے دیں، یا تین مبہم دے دیں تو وہ اس کے لئے حلال نہیں۔ یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے" تو میں اس خاتون سے رجوع کر لیتا ہے۔ (سنن کبریٰ، ج ۷، صفحہ ۳۳۶)

یہ صحابہ کرامؓ کے چند فتاویٰ ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان میں تین خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہؓ بھی شامل ہیں، جو اپنے دور میں مرجع فتویٰ تھے اور ان کے خلاف کسی صحابیؓ سے ایک حرف بھی منقول نہیں، اس لئے یہ مسئلہ صحابہ کرامؓ کا اجماعی مسئلہ ہے کہ تین طلاقیں بہ لفظ واحد تین ہی شمار ہوتی ہیں۔ چنانچہ چاروں مذاہب کے ائمہ، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ بھی صحابہ

کرامؓ کے اِس اجماعی فتویٰ پر متفق ہیں۔ یہی فتویٰ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری (ج ۲، صفحہ ۷۹۱) میں ذکر فرمایا ہے اور یہی فتویٰ حافظ ابن حزم رحمتہ اللہ علیہ ظاہری کا ہے جیسا کہ انہوں نے (المحلی ج ۱۰، صفحہ ۱۷۰) میں ذکر کیا ہے۔

الغرض ''تین طلاق کا تین ہونا'' ایک ایسی قطعی و یقینی حقیقت ہے جس پر تمام صحابہ کرامؓ بغیر کسی اختلاف کے متفق ہیں، اکابر تابعینؒ متفق ہیں، چاروں فقہی مذاہب متفق ہیں، لہٰذا جو شخص اس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کے راستہ سے منحرف ہے وہ روافض کے نقش قدم پر ہے اور حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

'ومن يشاقق الرسول من بعد ماتبين له الهدى ويتبع غير سبيل المومنين نوله ماتولى ونصله جهنم وساء ت مصيرا'' (النساء:۱۱۵)

(ترجمہ) ''اور جو کوئی مخالفت کرے رسول اللہ ﷺ کی، جبکہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ، اور چلے سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کر دیں گے اس کو اسی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔''

اہلحدیث مفتی نے اپنے فتوے میں (جو اجماع صحابہؓ اور ائمہ اربعہؒ کے اجماع کے خلاف ہے) جن دو احادیث سے استدلال کیا ہے ان پر کامل و مکمل بحث میری کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کی پانچویں جلد (صفحہ ۳۱۲ سے ۳۲۲ تک) میں آچکی ہے، جس کا جی چاہے وہاں دیکھ لے، اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلی حدیث جورکانہ کی طلاق کے بارے میں مسند احمد سے نقل کی ہے، یہ اہل علم کے نزدیک مضطرب، ضعیف اور منکر ہے، اس کے راوی محمد بن اسحاق کے بارے میں شدید جرحیں کتب الرجال میں منقول ہیں، اور محدثین کا اس کی روایت کے قبول کرنے نہ کرنے میں اختلاف ہے، بعض اکابر اس کو دجال و کذاب کہتے ہیں، بعض اس کی مطلقاً توثیق کرتے ہیں، اور بعض نے یہ معتدل رائے قائم کی ہے کہ کسی حلال و حرام کے مسئلہ میں ابن اسحاق متفرد ہو تو حجت نہیں، اسی طرح اس کا استاد داؤد بن حصین بھی خارجی تھا اور عکرمہ سے منکر روایت نقل کرنے میں بدنام ہے، اور عکرمہ بھی مجروح ہے، اور اس پر بہت سے اکابر نے جھوٹ بولنے کی تہمت لگائی ہے۔

ایک ایسی روایت جو مسلسل مجروح در مجروح در مجروح راویوں سے منقول ہو اس کو اجماع صحابہؓ اور اجماع امت کے مقابلہ میں پیش کرنا انصاف کے منافی ہے اور اگر اس روایت کو صحیح مان

بھی لیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ رکانہؓ نے اپنی بیوی کو ''البتہ'' طلاق دی تھی، جیسا کہ ابوداؤد کے حوالے سے اوپر گزر چکا ہے۔ چونکہ ''البتہ'' کا لفظ تین طلاق کے لئے بہ کثرت استعمال ہوتا ہے، اسی لئے راوی نے ''البتہ'' کے معنی تین سمجھ کر مفہوم نقل کر دیا، بہر حال صحیح روایت وہ ہے جو امام داؤد نے متعدد طرق سے نقل کی ہے۔

اسی طرح دوسری حدیث جو صحیح مسلم سے نقل کی ہے اس پر بھی اہل علم نے طویل کلام کیا ہے اور اس کے بہت سے جوابات ذکر کئے ہیں، سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ ایک شخص تین طلاق الگ الگ لفظوں میں دیتا، یعنی انت طلق، انت طلق، انت طلق اور پھر کہتا کہ میں نے صرف ایک طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا، اور دوسری اور تیسری مرتبہ کا لفظ محض تاکید کے لئے تھا تو ابتدائی اسلام میں اس کے قول کو معتبر سمجھا جاتا تھا، اور ایک طلاق کا حکم کہا جاتا تھا لیکن بعد میں اس کو منسوخ کر دیا گیا، اور یہ قرار دیا گیا کہ تین طلاق کے بعد اس کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا، چنانچہ امام ابوداؤد نے حضرت ابن عباسؓ ہی کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ انہوں نے آیت شریفہ: ''وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ'' کی تلاوت کر کے فرمایا:

''وذالک ان الرجل کان اذا طلق امرأته فهوا حق برجعتها وان طلقها ثلاثا فنسخ ذالک فقال الطلاق مرتان'' (ابوداؤد ج۱، صفحہ ۲۹۷)

(ترجمہ) ''اور یہ یوں تھا کہ آدمی جب اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تو وہ اس سے رجوع کر سکتا تھا، خواہ تین طلاقیں دی ہوں، پس اس کو منسوخ کر دیا گیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''وہ طلاق (جس کے بعد رجوع ہو سکتا ہے) صرف دو مرتبہ کی ہے۔''

واقعہ یہ ہے کہ یہ روایت اگر صحیح ہے تو منسوخ ہے، جیسا کہ امام طحاویؒ نے ''باب الرجل یطلق امراته ثلاثا معا'' میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (طحاوی، ج۲، صفحہ ۳۶)

نیز امام ابوداؤد نے حضرت ابن عباسؓ کی زیر بحث حدیث کو ''باب بقیة نسخ المراجعة بعدالتطلیقات الثلاث'' کے ذیل میں نقل کر کے بتایا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ (ابوداؤد، ج۱، صفحہ ۲۹۹)

ان امور سے قطع نظر اہلحدیث کے مفتی صاحب کی توجہ چند امور کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

اول:...... ان دونوں روایتوں کی نسبت عبداللہ بن عباسؓ کی طرف کی گئی ہے، جبکہ متواتر روایات سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ تین طلاق کے تین ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔ اگر

ان کی ذکر کردہ یہ دونوں روایتیں، جن کا حوالہ مفتی صاحب نے دیا ہے، صحیح بھی ہوں اور اپنے ظاہر پر محمول ہوں اور منسوخ بھی نہ ہوں، اور حضرت ابن عباسؓ انہی کی مطابق عقیدہ رکھتے ہوں، تو کیا یہ ممکن ہے کہ اس کے باوجود وہ اپنی روایت کردہ احادیث کے خلاف فتوے صادر کریں؟ ظاہر ہے کہ کسی صحابیؓ کے بارے میں یہ تصور نہیں کیا جا سکتا، لامحالہ ان روایات کو منسوخ کہا جائے گا۔

دوم:...... فاضل مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ:

''نبی ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو سالہ دور خلافت میں ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار کی جاتی تھیں، عمر رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرنے کا حکم دے دیا تاکہ لوگ اس فعل سے رک جائیں۔''

حضرت خلفائے راشدینؓ کے بارے میں اہل سنت اور روافض کے نقطہ نظر کا اختلاف سب کو معلوم ہے، اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ حضراتؓ قرآن و سنت کے فیصلوں سے سرمو انحراف نہیں کرتے تھے، اور کوئی بڑی سے بڑی مصلحت بھی ان کو خلاف شرع فیصلے پر آمادہ نہیں کر سکتی تھی، اس لئے کہ خلیفہ راشد وہی کہلاتا ہے جو ٹھیک ٹھیک منہاج نبوت پر قائم ہو، اس سے سرمو تجاوز نہ کرے۔ ان حضرات کے جو واقعات یا فیصلے ایسے نظر آتے ہیں جن میں ان کے خلاف شبہ ہوتا ہے ان میں اہل سنت ان حضرات کے فیصلوں کو حق مانتے ہیں۔ اس کے برعکس روافض ان کے فیصلوں کو غلط، قرآن و سنت کے خلاف اور وقتی مصلحتوں کا نتیجہ سمجھتے ہیں، اس لئے وہ ان اکابرؓ کو خلیفہ راشد نہیں بلکہ نعوذ باللہ خلیفہ جائر سمجھتے ہیں، چنانچہ طلاق ثلاثہ اور متعہ کے مسئلوں میں حضرت عمرؓ کے موقف کو غلط سمجھتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اہلحدیث بھی طلاق کے مسئلہ میں اصولی طور پر اہل تشیع کے ہم نوا ہیں، حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

''وفی الجملة فالذی وقع فی هذه المسلة نظیر ما وقع فی مسالة المتعة سواء اعنی قول جابرؓ انها کانت تفعل فی عهدالنبی صلی الله علیه وسلم و ابی بکر وصدرا من خلافة عمر، قال ثم نهانا عمر عنها فانتهینا، فالراجع فی الموضعین تحریم المتعة ایقاع الثلاث للاجماع الذی انعقد فی عهد عمرؓ علی ذلک، ولایحفظ ان احدا فی عهد عمر خالفه فی

واحدة منهما، وقد دل اجماعهم علی وجود ناسخ، وان کان خفی عن بعضهم قبل ذالک حتی ظهر لجمیعهم فی عهد عمر، فالمخالف بعد هذاالاجماع منا بذله والجمهور علی عدم اعتبار من احدث الاختلاف بعد الاتفاق." (فتح الباری، ج۹، صفحہ ۳۶۵)

(ترجمہ) "خلاصہ یہ ہے کہ اس تین طلاق کے مسئلہ میں جو واقعہ پیش آیا وہ ٹھیک اس واقعہ کی نظیر ہے جو متعہ کے مسئلے میں پیش آیا، میری مراد حضرت جابرؓ کا قول ہے کہ:

"متعہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دور میں کیا جاتا تھا، پھر حضرت عمرؓ نے ہمیں منع کردیا تو ہم باز آگئے۔"

پس دونوں جگہوں میں راجع یہ ہے کہ متعہ حرام ہے، اور تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس پر اجماع ہوگیا اور کسی ایک صحابیؓ سے بھی منقول نہیں کہ ان دونوں مسئلوں میں کسی ایک میں بھی اس نے حضرت عمرؓ کی مخالفت کی ہو اور حضرات صحابہ کرامؓ کا اجماع اس امر کی دلیل ہے کہ ان دونوں مسئلوں میں ناسخ موجود تھا، مگر بعض حضرات کو اس سے قبل ناسخ کا علم نہیں ہوسکا، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سب کے لئے ظاہر ہوگیا۔

پس جو شخص اس اجماع کا مخالف ہو وہ اجماع صحابہؓ کو پس پشت ڈالتا ہے اور جمہور اس پر ہیں کہ کسی مسئلہ پر اتفاق ہوجانے کے بعد جو شخص اختلاف پیدا کرے وہ لائق اعتبار نہیں۔"

الغرض اس مسئلہ میں اہلحدیث حضرات کا حضرت عمرؓ کے اجماعی فیصلے سے اختلاف کرنا شیعہ عقیدے کی ترجمانی ہے اور عقیدہ اہل سنت کے خلاف ہے، اور حضرت عمرؓ کا فیصلہ متعہ کے بارے میں صحیح ہے تو یقیناً تین طلاق بہ لفظ واحد کے بارے میں بھی برحق ہے، اور پوری امت پر اس فاروقی فیصلے کی، جس کی تمام صحابہ کرامؓ نے موافقت فرمائی، پابندی لازم ہوجاتی ہے اور ابن عباسؓ کی روایت میں جو کہا گیا ہے کہ "آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تین کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا، اس کے معنی یہ لئے جائیں گے کہ نسخ کے باوجود بعض لوگوں کو علم نہیں ہوا ہوگا، اور وہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ تین طلاق بہ لفظ واحد کو ایک ہی شمار کیا جاتا ہے جبکہ طلاق دینے والے کی نیت تین کی نہ ہو، بلکہ ایک طلاق کی ہو، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

نے لوگوں کی اس غلط فہمی کو دور کر دیا اور وضاحت کر دی کہ یہ حکم منسوخ ہے، لہذا آج کے بعد کوئی اس غلط فہمی میں نہ رہے۔ اور تمام صحابہ کرامؓ نے اس سے موافقت فرمائی۔

اور اگر نعوذ باللہ طلاق ثلاثہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی مصلحت کی بناء پر غلط فیصلہ کیا تھا، اور صحابہؓ نے بھی بالا جماع اس سے موافقت کر لی تھی اور آج اہلحدیث حضرات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی غلطی کی اصلاح کرنے جا رہے ہیں تو یوں کہو کہ شیعہ سچ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے متعہ شریف پر پابندی لگا کر ایک حلال اور پاکیزہ چیز کو حرام قرار دے دیا، اور صحابہؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلط فیصلے کی ہم نوائی کر لی۔ نعوذ باللہ، استغفر اللہ۔

واضح رہے کہ ان مسئلوں کا حرام و حلال سے تعلق ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے کہ متعہ حرام ہے، اور جس عورت سے متعہ کیا جائے اس سے جنسی تعلق حرام ہے، اسی طرح جس عورت کو تین طلاق دی گئی ہوں وہ حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہو گئی۔ اب اس سے بیوی کا سا تعلق قائم کرنا حرام ہے۔ اہل تشیع حضرات فاروق اعظمؓ کے فیصلہ سے اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اس سے جنسی تعلق حرام نہیں بلکہ اتباع سنت کی وجہ سے موجب ثواب ہے۔ ادھر اہلحدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مطلقہ ثلاثہ حرام نہیں، بلکہ اتباع سنت کے لئے اسے بیوی بنا کر رکھنا موجب ثواب ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سوم:...... اہلحدیث عموماً یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فیصلہ سے رجوع کر لیا تھا، اس فتویٰ میں بھی جناب مفتی صاحب نے یہی بات دہرائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ "چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس فیصلے سے رجوع کر لیا۔"

اہلحدیث حضرات نے حضرت عمرؓ پر پہلے تو یہ الزام لگایا کہ انہوں نے کسی وقتی مصلحت کے لئے اس سنت کو تبدیل کر دیا جو آنحضرت ﷺ کے زمانے سے ان کے دور خلافت تک مسلسل چلی آ رہی تھی، اور پھر اس الزام کو مزید پختہ کرنے کے لئے ان پر یہ تہمت جڑ دی کہ انہوں نے اپنی غلطی کو خود بھی تسلیم کر لیا تھا۔ چنانچہ اس غلطی سے رجوع کر لیا تھا، مفتی صاحب نے یہاں دو کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ ایک صحیح مسلم، صفحہ ۴۷۷ (جلد کا نمبر نہیں دیا) حالانکہ صحیح مسلم میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسرا حوالہ حافظ ابن قیم کی کتاب "اغاثۃ اللھفان" کا ہے۔ جس کا نہ صفحہ ذکر کیا ہے اور نہ جلد نمبر۔ حالانکہ اغاثۃ اللھفان میں بھی یہ کہیں ذکر نہیں کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس فیصلے سے رجوع کرلیا تھا۔ مناسب ہوگا کہ یہاں حافظ ابن قیم کی کتاب ''اغاثۃ اللھفان'' کا صحیح حوالہ نقل کر کے اہلحدیث کی اس تہمت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی برأت کی جائے۔

واضح رہے کہ ۱۳۹۱ھ میں سعودی حکومت نے ایک شاہی فرمان کے ذریعہ ''طلاق ثلاثہ بلفظ واحد'' کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے سعودیہ کے چوٹی کے علماء کی ایک ۱۷ رکنی مجلس تحقیقات تشکیل دی، جس نے طرفین کے دلائل کا جائزہ لے کر اپنا فیصلہ ''حکم الطلاق الثلاث بلفظ واحد'' کے نام سے مرتب کیا اور اسے ''ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد'' کے ترجمان ''مجلۃ البحوث الاسلامیہ ریاض'' نے (المجلد الاول العدد الثالث ۱۳۹۷ھ میں) شائع کیا۔ میں ''اغاثۃ اللھفان'' کا حوالہ اسی مجلّہ سے نقل کر رہا ہوں۔

حافظ ابن قیمؒ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فلما رای امیر المومنین ان اللہ سبحانہ عاقب المطلق ثلاثا بان حال بینہ وبین زوجتہ وحرمہا علیہ حتی تنکح زوجا غیرہ علم ان ذالک لکراھۃ الطلاق المحرم وبغضہ لہ فوافقہ امیر المومنین فی عقوبتہ لمن طلق ثلاثا جمیعا بان الزمہ بھا وامضاھا علیہ'' (حکم الطلاق الثلاث، صفحہ ۱۷)

(ترجمہ) ''پس جب امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے دیکھا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تین طلاق دینے والے کو یہ سزا دی ہے کہ تین طلاق کے بعد اس نے طلاق دینے والے کے درمیان اور اس کی مطلقہ بیوی کے درمیان آڑ واقع کردی اور بیوی کو اس پر حرام کردیا۔ یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے، تو امیر المومنین نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ اس وجہ سے ہے کہ وہ حرام طلاق کو ناپسند فرماتا ہے اور اس سے بغض رکھتا ہے۔ لہٰذا امیر المومنین نے اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ اس سزا میں اللہ تعالیٰ کی موافقت فرمائی اس شخص کے حق میں جو تین طلاقیں بیک وقت دے ڈالے۔ اس موافقت کی بناء پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے شخص پر تین طلاقیں لازم کردیں اور ان کو اس پر نافذ کردیا۔''

آگے بڑھنے سے پہلے حافظ ابن قیمؒ کی مندرجہ بالا عبارت پر اچھی طرح غور کرلیا جائے کہ حافظ ابن قیمؒ کے بقول حضرت عمر رضی اللہ نے تین طلاق بہ لفظ واحد کو نافذ اور لازم قرار دینے کے فیصلے میں منشاء خداوندی کی موافقت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے تین طلاق دینے کے لئے جو سزا

اپنی کتاب محکم میں تجویز فرمائی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیک وقت تین طلاق دینے والے پر یہ قرآنی سزا نافذ کر کے منشائے الٰہی کی تکمیل فرما دی۔ خلاصہ یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ کہ تین طلاق بہ لفظ واحد تین ہیں، منشائے الٰہی کی تعمیل تھی۔

سبحان اللہ! کیسی عمدہ بات فرمائی ہے۔ ائمہ اربعہ اور پوری امت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو برحق سمجھتے ہوئے ان کی موافقت ورفاقت میں منشائے الٰہی کی تکمیل کو اپنا دین وایمان سمجھتی ہے، جبکہ اہلحدیث حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی مخالفت کرتے ہوئے منشائے الٰہی کی مخالفت اور اہل تشیع کے منشاء کی موافقت کر رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد برحق ہے:

'ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ" (مشکوۃ صفحہ ۵۵۷)

(ترجمہ) یعنی اللہ تعالیٰ نے حق عمرؓ کی زبان اور قلب پر رکھ دیا ہے۔

جس شخصیت کو رسول برحق ﷺ نے ناطق بالحق قرار دیا، اس کا فیصلہ خلاف حق ہو ہی نہیں سکتا۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے منشا کے عین مطابق ہوگا اور اس کی مخالفت، حق کی مخالفت اور خدا اور رسول کے منشاء کے خلاف ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقطہ نظر کی مندرجہ بالا وضاحت کرنے کے بعد حافظ ابن قیمؒ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ:

"فان قیل فکان اسھل من ذالک ان یمنع الناس من ایقاع الثلاث ویحرمہ علیھم ویعاقب بالضرب والتادیب من فعلہ لئلا یقع المحذور الذی یترتب علیہ؟ قیل لعمر اللہ! قد کان یمکنہ من ذالک ولذالک ندم علیہ فی آخر ایامہ وودانہ کان فعلہ قال الحافظ الاسماعیلی فی مسند عمرؓ اخبرنا ابویعلیٰ حدثنا صالح بن مالک حدثنا خالد بن یزید بن ابی مالک عن ابیہ قال قال عمر رضی اللہ عنہ ماندمت علی شئی ندامتی علی ثلاثۃ ان لااکون حرمت الطلاق، علی ان لااکون انکحت الموالی وعلی ان لااکون قتلت النوائح" (حوالہ بالا)

(ترجمہ) "اگر کہا جائے کہ اس سے آسان تو یہ تھا کہ آپؓ لوگوں کو تین طلاق دینے کی ممانعت کر دیتے اور اس کو حرام اور ممنوع قرار دے دیتے اور اس پر ضرب وتعزیر جاری کرتے تاکہ وہ محذور جو اس تین طلاق پر مرتب ہوتا ہے، وہ واقع ہی نہیں ہوتا۔"

یہ سوال اٹھانے کے بعد حافظ ابن قیمؒ خود ہی اس کا جواب دیتے ہیں۔

(ترجمہ) ''جواب یہ ہے کہ جی ہاں! بخدا اس کے لئے یہ ممکن تھا اور یہی وجہ ہے کہ وہ آخری زمانے میں اس پر نادم ہوئے، اور انہوں نے یہ چاہا کہ انہوں نے یہ کام کرلیا ہوتا۔''

حافظ ابوبکر الاسماعیلی ''مسند عمرؓ'' میں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلیٰ نے، کہا ہم سے بیان کیا صالح بن مالک نے، کہا ہم سے بیان کیا خالد بن یزید بن ابی مالک نے اپنے والد سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''مجھے جتنی ندامت تین چیزوں پر ہوئی، اتنی کسی چیز پر نہیں ہوئی۔ ایک یہ کہ میں نے طلاق کو حرام کیوں نہ کردیا؟ دوم یہ کہ میں نے غلاموں کا نکاح کیوں نہ کرادیا؟ سوم یہ کہ میں نے نوحہ کرنے والی عورتوں کو قتل کیوں نہ کردیا؟''

لیجئے یہ ہے وہ روایت جس کے سہارے ہمارے اہلحدیث حضرات ابن قیمؒ کی تقلید میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فیصلہ سے رجوع کرلیا تھا کہ تین طلاق تین ہی واقع ہوتی ہے، خواہ ایک ہی مجلس میں دی جائیں یا ایک لفظ سے۔'' اہلحدیث کی بے انصافی و سینہ زوری دیکھنے کے لئے اس روایت کی سند اور متن پر غور کرلینا ضروری ہے۔

اس کی سند میں خالد بن یزید بن ابی مالک اپنے والد سے اس قصہ کو نقل کرتا ہے۔ اس خالد کے بارے میں امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

"لم یرض ان یکذب علی ابیه حتی کذب علی اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم" (تہذیب التہذیب، صفحہ ۱۲۷، ج ۳)

(ترجمہ) ''یہ صاحب صرف اپنے باپ پر جھوٹ باندھنے پر راضی نہیں ہوئے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ پر بھی جھوٹ باندھا۔''

یہ جھوٹا اپنے والد کی طرف اس جھوٹ کو منسوب کرکے کہتا ہے کہ میرے والد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اظہار ندامت کو بیان کیا جبکہ اس کے والد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہی نہیں پایا اور وہ تدلیس میں بھی معروف تھا۔ (حکم الطلاق الثلاث، صفحہ ۱۰۷)

حافظ ابن قیمؒ پر تعجب ہے کہ وہ ایک کذاب کی مجہول اور جھوٹی روایت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ندامت ثابت فرمارہے ہیں اور اہلحدیث حضرات پر حیرت ہے کہ وہ اس کو حضرت عمرؓ کے رجوع کا نام دے رہے ہیں۔

سند سے قطع نظر اب روایت کے متن پر توجہ فرمائیے۔ روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ

سے منسوب کر کے یہ کہا گیا کہ مجھے زندگی میں ایسی ندامت کسی چیز پر نہیں ہوئی جتنی کہ اس بات پر کہ میں نے طلاق کو حرام قرار کیوں نہ دیا ..... الخ۔

دین کا ایک مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے کہ طلاق حق تعالیٰ شانہ کی نظر میں خواہ کیسی ہی ناپسندیدہ چیز ہو، بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال قرار دیا ہے اور قرآن کریم میں اس کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ ادھر آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی زبان زد خاص و عام ہے کہ:

"ابغض الحلال الی اللہ الطلاق" (مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۳، بروایت ابوداؤد)

(ترجمہ) "یعنی حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے"۔

پس جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے حلال قرار دیا ہو اور صدر اول سے آج تک جس پر مسلمانوں کا تعامل چلا آ رہا ہو، کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو حرام قرار دے کر اس پر پابندی لگانے کا سوچ بھی سکتے ہیں؟ چہ جائیکہ اس قطعاً غلط اور باطل چیز کے نہ کرنے پر شدید ندامت کا اظہار فرمائیں۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر خالص بہتان اور افترا ہے۔

اگر کہا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد مطلق طلاق سے نہیں بلکہ تین طلاق سے ہے تو اولاً یہ گزارش ہے کہ اس روایت میں کون سا قرینہ ہے جو تین طلاق پر دلالت کرتا ہے؟ ثانیاً: فرض کر لیجئے کہ یہی مراد ہے تو سوال یہ ہے کہ تین طلاق کو حرام قرار دینے سے یہ کیسے لازم آیا کہ کوئی اس حرام کا ارتکاب کرے گا تو طلاق واقع نہیں ہوگی؟ آپ دیکھتے ہیں کہ بیوی کو "تو میری ماں کی مانند" کہنا حرام ہے۔ قرآن کریم نے اس کو "منکر من القول" اور جھوٹ قرار دیا ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص اس حرام کا ارتکاب کر کے بیوی سے ظہار کر لے تو کیا ظہار واقع نہیں ہوا؟ اسی طرح بالفرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ تین طلاق کو حرام قرار دے کر اس پر پابندی لگانا چاہتے تھے تو اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ آپؓ نے اپنے اس فیصلہ سے رجوع فرما لیا تھا کہ تین طلاق تین ہی شمار ہوتی ہیں، بلکہ اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے اور یہ بھی مان لیا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس پر افسوس تھا کہ آپؓ نے تین طلاق پر پابندی کیوں نہ لگا دی تو اس سے جمہور کے قول کی مزید تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں روایت کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے تین طلاق کے نفاذ پر اکتفا کیوں کیا، اسی کے ساتھ مجھے یہ بھی چاہئے تھا کہ میں تین طلاق کے واقع کرنے پر بھی پابندی لگا دیتا اور ایسا کرنے والوں کو بیوی کی حرمت مغلظہ کا حکم دینے کے علاوہ

ان کی گوشمالی بھی کرتا۔

الغرض اول تو یہ روایت ہی سنداً ومتناً غلط اور مہمل ہے اور اگر بالفرض محال اس کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو اس کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امیر المومنین فاروق اعظم الناطق بالصدق والصواب رضی اللہ عنہ نے اپنے سابقہ فیصلے سے رجوع کرلیا تھا۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی طرف اپنے فیصلہ سے رجوع کو منسوب کرنا آپؓ کی ذات عالی پر سراسر ظلم اور بہتان وافترا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ اہلحدیث کو حضرت عمرؓ کی ذات سے کیا ضد ہے کہ ان کی طرف پے در پے جھوٹ منسوب کررہے ہیں اور ان حضرات کو یہ سوچنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ انہ کا یہ فیصلہ محض وقتی ہوتا یا کسی مصلحت پر مبنی ہوتا یا آپؓ نے اس فیصلے سے آخری عمر میں رجوع فرمالیا ہوتا تو تمام صحابہ کرامؓ سے ائمہ اربعہ تک جماہیر سلف وخلف اس فیصلے پر مصر کیوں کر رہ سکتے تھے؟

خلاصہ یہ کہ تین طلاق سے تین کا واقع ہونا قطعی برحق ہے۔ یہی حضرت خلیفہ راشد امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ناطق فیصلہ ہے۔ اسی پر حضرات خلفائے راشدینؓ اور اکابر صحابہؓ کا اجماعی فتویٰ ہے اور اسی پر چاروں فقہائے امت واماماں ملت متفق ہیں۔ اس کے خلاف اگر کوئی فتویٰ دیتا ہے، خواہ وہ اہلحدیث ہو یا منکر حدیث، وہ قطعاً مردود اور باطل ہے۔ **وماذا بعد الحق الا الضلال**۔ (حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا رہ جاتا ہے) کسی شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو، یہ حلال نہیں کہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ اربعہؒ کے اجتماعی فتوے کے خلاف تین طلاق کو ایک قرار دے اور تین طلاق پانے والی مطلقہ کو حلال قرار دے۔ "**حتی تنکح زوجا غیرہ**"۔ (ملخص) (مفتی یوسف لدھیانوی، شہیدؒ)

(۵۹۔ب) کیا تین طلاق کے بعد بچوں کی خاطر اسی گھر میں عورت رہ سکتی ہے

سوال:۔ مجھے شوہر نے طلاق دے دی ہے جو اس طرح ہوئی کہ ایک دن گھریلو معاملہ پر جھگڑا ہوا انہوں نے مجھے مارا، پھر بلند آواز سے چیختے ہوئے کہا میں نے تجھے طلاق دی نکل جا میرے گھر سے۔ محلے کے لوگ شور سن کر جمع ہو گئے تھے انہیں سمجھانے لگے مگر وہ نہیں مانے۔ پھر کہا تجھے طلاق دی۔ طلاق کے الفاظ اسی طرح دونوں بار تین مرتبہ سے بھی زیادہ دفعہ کہے۔ محلے والوں کے کہنے

پر میں نے سارے حالات دار العلوم کو لکھ کر بھیجے جنہوں نے کہہ دیا کہ طلاق ہوگئی ۔ میں اس واقعہ کے بعد کئی ماہ تک وہیں الگ کمرے میں رہی پھر جب مرد کی نیت خراب دیکھی تو وہاں سے اپنے عزیز کے گھر پنجاب چلی گئی ۔ اور دو مہینے عدت گزارنے کے بعد آئی تو وہ یہ کہہ کر کہ میرے سے کوئی واسطہ نہیں رہے گا بچوں کی خاطر چل کر رہ ۔ میں بچوں کی ممتا میں مجبور ہو کر چلی گئی کچھ دن تو وہ ٹھیک رہا پھر اس کا ارادہ بدلنے لگا ۔ وہ کسی مولوی صاحب سے لکھوا کر بھی لایا کہ طلاق نہیں ہوئی مگر میں نہیں مانی اور اس سے صاف کہہ دیا کہ میں اپنی عاقبت خراب نہیں کروں گی تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے اس پر وہ مختلف بہانوں سے جھگڑے کرنے لگا ایک دن تنگ آ کر میں نے اپنی جان ہی ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا مگر بچ گئی میں سخت مصیبت میں ہوں محلے والوں کو طلاق کا پتا ہے ان کے سامنے ہوئی میں نے ان لوگوں سے کہہ رکھا ہے کہ بچوں کی خاطر رہ رہی ہوں ان کے باپ سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے میرے بچے بڑے ہیں لیکن مذہب سے ناواقف ہیں ان کا باپ ان کو ورغلاتا ہے خدا کے خوف سے ڈرتی ہوں لہذا مجھے آپ بتائیں کہ تین مرتبہ کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے میرے ایک عزیز کہتے ہیں کہ غصے میں کہنے سے طلاق نہیں ہوتی مرد بھی اب اسی طرح کی باتیں کرتا ہے کہ میں نے دل سے نہیں کہا تھا اور مجھے گمراہ کرتا ہے ایک رشتہ دار نے کہا شریف عورتیں مر کر گھر سے نکلتی ہیں میں آپ سے خدا اور اس کے رسول کا حکم معلوم کرنا چاہتی ہوں تفصیل سے بتائیں اللہ آپ کو اس کی جزا دے گا میں خدا کی خوشنودی اور آخرت کی اچھائی چاہتی ہوں میں مرنا گوارا کر لوں گی لیکن گناہ اور حرام کاری کی زندگی بسر نہیں کروں گی ۔

الجواب:۔ آپ کو پکی طلاق ہو چکی ہے اس شخص کا آپ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا اگر آپ کو عزت و آبرو کا خطرہ ہے تو وہاں کی رہائش ترک کر کے کسی اور جگہ منتقل ہو جائیں دار العلوم کا فتویٰ بالکل صحیح ہے ۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۰) تین طلاق کے بعد اگر تعلقات قائم رکھے تو اس دوران پیدا ہونے والی اولاد کی کیا حیثیت ہوگی

سوال:۔ میرے بڑے بیٹے نے اپنی منہ زور اور نافرمان بیوی کو تقریباً سات سال قبل دلبرداشتہ ہو کر عدالت سے تحریری طور پر بمعرفت وکیل ڈاک سے رجسٹری ایک طلاق نامہ روانہ کیا

جو اس کے بھائی نے وصول کیا طلاق نامہ کا مضمون انگریزی میں تحریر تھا طلاق نامے میں بیٹے نے اپنی منکوحہ بیوی کو تین دفعہ یعنی میں نے تمہیں طلاق دی لکھا یہ طلاق میرے بیٹے نے بغیر کسی جبر و دباؤ اور غصے کی حالت میں دی تھی اس وقت اس کی بیوی تقریباً چھ ماہ کے حمل سے تھی اس کی خوشدامن اور دیگر افراد خانہ کہتے ہیں کہ یہ طلاق حمل کے دوران نہیں ہوئی مگر میں اور دیگر افراد کا کہنا ہے کہ قرآن وسنت کی رو سے طلاق ہوگئی مگر اس کے سسرال والے اس بات کو نہیں مانتے اور اس سے قطعی انکار کرتے ہیں لہذا آپ سے سوال ہے کہ طلاق ہوئی یا نہیں اور اس دوران یعنی تقریباً سات سال سے دونوں بطور میاں بیوی کے رہ رہے ہیں اور اس درمیان ان کی دو بچیاں پیدا ہوئیں تو یہ بچیاں کس زمرے میں آتی ہیں برائے کرام شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب:۔ حمل کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے اور وضع حمل سے عدت ختم ہو جاتی ہے آپ کے بیٹے نے اپنی بیوی کو جو تین طلاقیں دیں وہ واقع ہو چکی ہیں اور وہ دونوں ایک دوسرے پر قطعی حرام ہو چکے ہیں اس کے بعد اگر وہ میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے ہیں تو وہ گناہ اور بدکاری کے مرتکب ہوئے ہیں اور ان کے ہاں جو اولاد اس عرصہ میں ہوئی اس کا نسب صحیح نہیں اس کی حیثیت ناجائز اولاد کی سی ہے ان کو چاہئے کہ وہ فوراً علیحدگی اختیار کرلیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگیں ۔(البتہ ان بچوں کا نسب باپ ہی سے ثابت ہوگا) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۱) تین طلاق والے طلاق نامہ سے عورت کو لاعلم رکھ کر اس کو ساتھ رکھنا بدکاری ہے

سوال:۔ میری بیوی نہایت بدزبان بدتمیز اور نافرمان ہے ایک دفعہ جب اس نے میری اور میرے والدین کی بہت زیادہ بے عزتی کی تو میں نے غصے میں آکر وکیل کے ذریعہ قانونی طور سے ایک طلاق نامہ تیار کروایا جس میں میں نے وکیل نے اور دو گواہوں نے دستخط بھی کئے تھے اور جس میں صاف اور واضح طور سے درج تھا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دی اور آج سے میرا اور اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اس کے بعد وہ طلاق نامہ میں چند ناگزیر حالات کی بنا پر اپنی بیوی کو نہ دے سکا اور آج تک وہ طلاق نامہ میرے پاس محفوظ ہے جب کہ بادل نخواستہ اور مجبوراً

بیوی کے ساتھ رہ بھی رہا ہوں اور حقوق زوجیت ادا بھی کر رہا ہوں مہربانی فرما کر بتایئے کہ کیا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں اور کیا میں گناہ کبیرہ کا مرتکب تو نہیں ہو رہا ہوں اگر اس سلسلے میں کوئی کفارہ ادا کرنا چاہوں تو وہ کیا ہو سکتا ہے۔

الجواب:۔ جب بدزبان بدتمیز اور نافرمان بیوی کو آپ نے تین طلاقیں لکھ دیں تو وہ آپ پر اسی لمحہ حرام ہوگئی خواہ اس کو طلاق کا علم ہوا یا نہیں اور تین طلاق کے بعد جو آپ اس سے جنسی ملاپ کرتے ہیں یہ خالص بدکاری اور گناہ کبیرہ ہے۔ کفارہ یہ ہے کہ اس گناہ سے توبہ کریں اور اس کو فوراً اپنے سے علیحدہ کر دیں حلالہ شرعی کے بعد وہ آپ کے نکاح میں دوبارہ آسکتی ہے اس سے پہلے نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۲) تین طلاق لکھ کر پھاڑ دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال:۔ عرض یہ ہے کہ میں نے شادی کی تھی کچھ عرصہ کے بعد میں نے کئی لوگوں کے کہنے پر بے وقوفی سے ایک پرچہ لکھا جس میں لکھا کہ میری بیوی فلاں بنت فلاں مجھ پر تین طلاق ہے تین طلاق کا لفظ میں نے تین دفعہ لکھا وہ پرچہ لکھوا کر پھاڑ دیا پھر دوسرا پرچہ بھی اسی نوعیت کا لکھا جس کو میں نے روانہ کر دیا لیکن ان کو ملا نہیں ہے برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے جواب دیں طلاق ہوگئی یا نہیں کسی صورت میں رجوع کیا جا سکتا ہے۔

الجواب:۔ تین طلاقیں ہوگئیں اب رجوع کی کوئی گنجائش نہیں ہے نہ دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے یہاں تک کہ اس کا دوسری جگہ نکاح ہو وہاں آباد ہو پھر طلاق ہو۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۳) طلاق غصہ میں نہیں تو کیا پیار میں دی جاتی ہے؟

سوال:۔ میرے شوہر غصے میں کئی بار لفظ طلاق کہہ چکے ہیں مگر وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہتے ہیں غصے میں طلاق نہیں ہوتی جب کہ میں کہتی ہوں کہ طلاق ہر حال میں ہو جاتی ہے میرے شادی کو صرف دو سال ہوئے ہیں اس درمیان تقریباً ۲ بار لفظ طلاق کہہ چکے ہیں ذرا ذرا سی بات پر طلاق دے دیتے ہیں اور پھر رجوع بھی کر لیتے ہیں غصے میں کہتے ہیں کہ میں نے تمہیں طلاق دے دی ہے مگر پھر بھی تم بے غیرت بن کر میرے گھر میں رہتی ہو پھر جب غصہ ختم ہو جاتا ہے تو

کہتے ہیں تم اسی گھر میں رہو گی تم تو میری بیوی ہو اور ہمیشہ رہو گی؟

الجواب:۔ جاہلیت کے زمانے میں یہ دستور تھا کہ بدمزاج شوہر جب چاہتا طلاق دے دیتا اور پھر جب چاہتا رجوع کر لیتا سو بار طلاق دینے کے بعد بھی وہ رجوع کا حق سمجھتا اسلام نے اس جاہلی دستور کو مٹا دیا اور اس کی جگہ یہ قانون مقرر کیا کہ شوہر کو دو بار طلاق کے بعد تو رجوع کا حق ہے لیکن تیسری طلاق کے بعد بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی شوہر کو رجوع کا حق نہ ہوگا سوائے اس صورت کے کہ اس مطلقہ عورت نے عدت کے بعد کسی اور جگہ نکاح کر کے وظیفۂ زوجیت ادا کیا ہو پھر وہ دوسرا شوہر مر جائے یا طلاق دے دے تو اس کی عدت ختم ہونے کے بعد عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگئی آپ کے شوہر نے پھر سے جاہلی دستور کو زندہ کر دیا ہے آپ اس کے لئے قطعی حرام ہو چکی ہیں اس منحوس سے فوراً علیٰحدگی اختیار کر لیجئے اس کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ غصے میں طلاق نہیں ہوتی طلاق غصے میں نہیں تو کیا پیار میں دی جاتی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۴) کیا تین طلاق کے بعد دوسرے شوہر سے شادی کرنا ظلم ہے

سوال:۔ ایک شخص بدکار نشہ کرنے والا اور دیگر عیوب میں غرق ہے اور اپنی بیوی کو جو نہایت پارسا دیندار اور نیک ہے طلاق دیتا ہے طلاق حالت نشہ میں دے دی تھی بعد میں یہی شخص تائب ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی بیوی سے دوبارہ شادی کر لے لیکن طلاق کے بعد جب تک وہ عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں نہ جائے وہ اپنے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی مگر عورت کا عذر یہ ہے کہ غلطی خاوند کی تھی اور وہ اپنے پہلے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے نکاح اور نکاح کے بعد مباشرت کا تصور بھی نہیں کر سکتی وہ کہتی ہے کہ اسلام میں بے گناہ پر کبھی ظلم نہیں جاری ہو سکتا ہے اور عورت کی غلطی نہیں لہذا اس کو کسی دوسرے آدمی سے نکاح پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اور وہ اپنے شوہر ہی سے نکاح چاہتی ہے اسلام کی رو سے انہیں مسئلہ کا حل بتائیں کیا عورت پر پہلے ظلم کے بعد اس کی مرضی کے خلاف دوسرا نکاح لازم ہے اجماع کیا ہے اور حالات کے پیش نظر عورت کا یہ کہنا کہ میرے اوپر ہی ظلم کیوں ہے اور کس قانون کی بنا پر اور کیا قانون تبدیل نہیں ہو سکتا ہے۔

الجواب:۔ یہاں چند باتیں سمجھ لینا ضروری ہیں۔

اول۔ یہ کہ تین طلاق کے بعد عورت طلاق دینے والے پر قطعی حرام ہو جاتی ہے جب تک وہ دوسری جگہ نکاح شرعی کر کے اپنے دوسرے شوہر سے وظیفہ زوجیت ادا نہ کرے اور وہ اپنی خوشی سے طلاق نہ دے اور اس کی عدت گزر نہ جائے یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی نہ اس شرط کے بغیر ان دونوں کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے یہ قرآن کریم کا دوٹوک اور قطعی فیصلہ ہے جس میں نہ کوئی استثناء رکھا گیا ہے اور نہ اس میں کسی ترمیم کی گنجائش ہے۔

دوم۔ قرآن کریم کا فیصلہ عورت کو سزا نہیں بلکہ اس مظلومہ کی حمایت میں اس کے طلاق دینے والے ظالم شوہر کو سزا ہے گویا اس قانون کے ذریعے اس شوہر کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سرزنش کی گئی ہے کہ اب تم اس شریف زادی کو اپنے گھر آباد کرنے کے اہل نہیں رہے ہیں بلکہ اب ہم اس کا عقد قانوناً دوسری جگہ کرائیں گے اور تمہیں اس شریف زادی کو دوبارہ قید نکاح میں لانے سے بھی محروم کر دیا گیا ہے جب تک کہ تمہیں عقل نہ آ جائے کہ کسی شریف خاتون کو تین طلاق دینے کا انجام کیا ہوا کرتا ہے۔

سوئم۔ خالق فطرت کا ارشاد فرمودہ یہ قانون سراسر مظلوم عورت کی حمایت میں ہے لیکن یہ عجیب وغریب عورت ہے کہ وہ ظالم کے ساتھ تو پیوند جوڑنا چاہتی ہے مگر خالق کائنات جو خود اسی کی بھلائی کے لئے قانون وضع کر رہا ہے اس کی قانون کو اپنے اوپر ظلم تصور کرتی ہے اور پھر ایک ایسا شخص جو شرابی ظالم ہے اور جس پر وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی ہے اس سے جو خدا تعالیٰ کی حد کو توڑ کر نکاح کرنے کی خواہش مند ہے اور اسے کسی نیک پارسا شریف النفس مسلمان کے ساتھ نکاح کرنے کا جو مشورہ دیا جا رہا ہے اسے اپنے حق میں ظلم تصور کرتی ہے اس ظالم سے کیا کم ظالم ہیں یہ سزا عورت کو نہیں بلکہ اس ظالم مرد کو دی گئی ہے جسے عورت اپنی حماقت سے اپنے حق میں ظلم تصور کرتی ہے وہ اس ظالم سے دوبارہ نکاح کرنے پر کیوں بضد ہے اسے چاہئے کہ کسی اور جگہ اپنا عقد کر کے شریفانہ زندگی بسر کرے اور اس ظالم کو عمر بھر منہ نہ لگائے۔

چہارم۔ یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ جس طرح زہر کھانے کا اثر موت ہے زہر دینے والا ظالم ہے مگر جب اس نے مہلک زہر دے دیا تو مظلوم کو موت کا منہ بہر حال دیکھنا ہوگا اسی طرح تین طلاق کے زہر کا اثر حرمت مغلظہ ہے یعنی یہ خاتون دوسری جگہ چاہے تو نکاح کر سکتی ہے (اس کو دوسری جگہ نکاح کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا) لیکن پہلے شوہر کے لئے وہ حلال نہیں رہی اگر وہ پہلے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے تو یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک دوسری جگہ عقد

اور خانہ آبادی نہ ہو پس جس طرح موت نتیجتاً ہے زہر خوری کا اسی طرح یہ حرمت مغلظہ نتیجہ ہے تین طلاق کا اگر یہ ظالم ہے تو یہ ظلم بھی تین طلاق دینے والے ہی کی طرف سے ہوا ہے کسی اور کی طرف سے نہیں اگر عورت اسی ظالم کے گھر بخوشی رہنا چاہتی ہے تو اسے اس کے ظلم کا نتیجہ بھی بخوشی بھگتنا ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ اس قانون میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۵) تین طلاقیں بیک وقت دینے سے تینوں طلاق واقع ہونے پر ''اجماعِ امت'' ہے

سوال:۔ زید نے اپنی زوجہ پر بخیال شبہ ارتکاب قصور غصہ کی حالت میں تین طلاقیں دے دیں، اس کے بعد بیوی کا قصور ثابت نہیں ہوا، اب زید رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب ساکن اجمیری دروازہ دہلی مالک مطبع اخبار محمدی نے نہایت شد و مد سے قرآن و حدیث اور صحابہ کرام کا عمل اور فتویٰ بعض علمائے حنفیہ کے حوالہ سے اپنے اخبار کے تین تاریخوں کے پرچوں میں لکھا ہے کہ، ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا وہ ایک ہی طلاق شمار کی جاتی ہے۔ جس سے رجوع کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ یہ دلائل درست ہیں یا کہ نہیں؟

الجواب:۔ مطلقہ ثلاث کا جو حکم "اخبار محمدی" نے لکھا ہے بالکل غلط ہے اور اجماع امت کے خلاف ہے، تمام ائمہ دین جن کی عمریں قرآن وحدیث کو ہی سمجھنے اور سمجھانے میں پڑھنے اور پڑھانے میں گذر گئیں، وہ سب اس پر متفق ہیں کہ ایک ہی مرتبہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دے تو اگر چہ اس طرح وہ طلاق دینے سے گنہگار ہوتا ہے لیکن طلاق تینوں پڑ جائیں گی۔

امام مالکؒ جو حدیث نبوی ﷺ کے سب سے پہلے مصنف اور سب سے بڑے محدث اور استاذ المحدثین ہیں، اور امام احمد بن حنبل جن کی تصانیف حدیث کتب حدیث کی روح ہیں۔ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ جو فقہ و حدیث کے مشہور امام ہیں، امام اوزاعیؒ اور سفیان ثوریؒ سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اس کے خلاف جس کسی نے کہا ہے وہ بالکل شاذ قول مردود ہے اور اہل سنت والجماعت کے مخالف ہے روافض وغیرہ نے اس کو لیا

ہے۔(جیسا کہ صحیح بخاری کی شرح میں علامہ عینی نے واضح کیا ہے۔)اور صرف اتنی بات سن لینے کے بعد غالباً کسی مسلمان کو اس حماقت میں گنجائش نہیں رہتی کہ ان سب حضرات محدثین وائمہ حدیث وفقہ کو حدیث رسول سے واقف قرار دے اور آج تیرہ سو برس کے بعد تمام امت کے خلاف ایک نئی شریعت امت کے سامنے پیش کرے۔

واقعہ یہ ہے کہ جن روایات کو اخبار محمدی نے اپنے مقصد کے ثبوت میں نقل کیا ہے یا منسوخ ہیں یا مؤول اور ان کے منسوخ ہونے پر خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو راوی حدیث ہیں شہادت دیتے ہیں۔جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ پہلے جب مرد عورت کو طلاق دینا چاہے تین تو وہ رجوع کرنے کا زیادہ مستحق ہوتا تھا۔پھر تین پر رجوع منسوخ ہوگیا۔(الحدیث)

ابوداؤد نے جو اس حدیث کے لئے باب منعقد کیا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابوداؤد کے نزدیک منسوخ ہونا ہی متعین ہے کیونکہ ان کا ترجمۃ الباب یہ ہے۔یہ باب تین طلاق کے بعد رجوع کے نسخ کے بیان میں ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اس کے نسخ کا عام طور پر اعلان فرمایا اور ہزار ہا صحابۂ کرام کی جماعت میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ سب نے تسلیم کرکے اس پر انعقاد اجماع کی حجت قائم کردی یہ واقعہ حضرت فاروق اعظمؓ کے اعلان کا طحاوی نے معانی آلاثار میں سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے اب یہ جرأت، جسارت کہ حضرت فاروق جیسے جلیل القدر صحابی بلکہ جمہور صحابہ کرام کو اور پھر تمام امت ائمہ مجتہدین کو غلطی پر سمجھے اور آج پونے چودہ سو سال کے بعد اخباری محمدی پر بذریعہ وحی حق واضح ہو یہ فقط اخباری محمدی کا ہی حصہ ہے الحمدللہ کوئی مسلمان اب بھی اس کو تسلیم نہیں کرسکتا ہزار ہا صحابہ کرام اور کروڑوں علمائے امت اور تمام ائمہ مجتہدین نے اگر قرآن وحدیث کو معاذاللہ نہیں سمجھا تو پھر کیا اخباری محمدی ترجمہ مشکوٰۃ دیکھ کر دین کی حقیقت کو سمجھے گا۔

سرّ خدا کہ عارف وزاہد کسے نہ گفت درحیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید معاذاللہ یہ تو دین کے ساتھ کھیلنا ہے۔اس بحث کی مفصل تحقیق حنفیہ کی تفصیلی کتب میں نہایت وضاحت سے درج ہیں، جس میں اخباری محمدی کی ایک ایک دلیل کا شافی جواب موجود ہے اس وقت اتنا ہی عرض کردینا مسلمان کے لئے کافی سے بھی زیادہ ہے۔واللہ الھادی وھو الموفق.(مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(٦٦) "ایک مجلس میں تین طلاق دے اور نیت ایک کی کرے" اس کا حکم

سوال:۔ ایک مجلس میں تین طلاق دینا اور ایک کی نیت کرنا اور دو تاکید کی غرض سے کہنا، یہ ایک واقع ہوگی یا تین؟

الجواب:۔ تین طلاق ایک مجلس میں دینے سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں اور تاکید کی نیت کا نہ قاضی اعتبار کرے گا اور عورت بھی نہیں مانے گی تین طلاق ہی سمجھے گی "المرأة کا لقاضی" کتب فقہ میں تصریح ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(٦٧) اپنی بیوی سے کہا "یہ عورت مجھ پر تین شرط طلاق ایک دفعہ ہے، اسکا حکم"

سوال:۔ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی عورت سے یہ کہا کہ یہ عورت مجھ پر تین شرط طلاق ایک دفعہ ہے، اسی طور پر کہہ دیا اور عدت کے اندر زبانی رجعت بھی کر لی، آیا بغیر نکاح وحلالہ کے یہ عورت اس پر جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی اور وہ عورت مطلقہ ثلاثہ ہو کر مغلظہ بائنہ ہوگئی، بغیر حلالہ کے اس سے شوہر اول دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا اور رجعت صحیح نہ ہوئی کیونکہ ایک مرتبہ میں تین طلاق دینے سے بھی تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔ درمختار میں ہے کہ جمہور صحابہ تابعین وتبع تابعین وائمہ کا مسلک ہے کہ اس طرح تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں الخ۔
(مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ)

(٦٨) بچپن میں نکاح ہوا، بالغ ہونے پر پھر نکاح ہوا اور بعد میں پہلے نکاح کی طلاق دے دی

سوال:۔ ایک عورت کا بچپن میں نکاح ہوگیا تھا بلوغت کے بعد پھر تجدید نکاح کر لیا اب باہمی ناچاقی پر عورت نے شوہر سے کہا تمہارا مجھ سے دو مرتبہ نکاح ہوا ہے اس لئے ایک نکاح کی مجھے تین طلاقیں دے دو اور ایک نکاح رہنے دو، شوہر بے علم تھا اس نے طلاق دے دی اب کیا عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں عورت کو تین طلاقیں ہوگئیں جیسا کہ تمام نصوص سے ثابت ہے۔ اور چونکہ نکاح ہو چکا تھا اس لئے تجدید نکاح لغو ہوا اس سے کوئی دوسرا عقد نہیں ہوا اور اگر ہوا بھی تو منکوحہ ایک ہے اس پر تین طلاق واقع ہوں گی۔ **وھو ظاھر** (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۶۹) دوطلاق دے کر نکاح کرلیا آٹھ سال بعد پھر دوطلاق دی پھر نکاح کرلیا

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاق دی اور پھر نکاح کرلیا۔ بعد میں سات آٹھ برس کے بعد پھر دوطلاق دے دی اور پھر نکاح کرلیا۔ کیا شرع شریف کے حکم کے مطابق یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں وہ عورت مطلقہ ثلاث ہوگئی، چونکہ درمیان میں نکاح زوج ثانی سے نہیں کیا، لہذا پہلی دو طلاق منہدم نہیں ہوئیں، اس لئے ایک طلاق باقی تھی اور بعد کی دو طلاقوں سے ایک طلاق ان کے ساتھ مل کر تین طلاق ہو جائیں گی، اور جب عورت مطلقہ ثلاث ہوگئی تو بلا حلالہ اس سے نکاح کرنا صحیح نہ ہوگا اور وہ نکاح جو بعد میں کیا باطل ہوا۔ (کما ھو مصرح فی کتب الفقہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۰) دومرتبہ لفظ طلاق اور ایک مرتبہ لفظ ''حرام'' کہا، کتنی طلاقیں ہوئیں؟

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو طلاق ہے تو طلاق ہے تو حرام ہے، آیا حرام طلاق صریح سے ملحق ہوکر تین طلاق بنے گی؟

الجواب:۔ اس صورت میں بے شک لفظ حرام دوصریح طلاق سے مل کر تین کو ثابت کرتا ہے۔ (لہذا) تین طلاقیں ہوگئیں۔ (کمافی الدرالمختار) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۱) تین، چار، پانچ، دس یا سو مرتبہ طلاق دی

سوال:۔ اگر کوئی اپنی بیوی کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا دس مرتبہ یا سو مرتبہ طلاق دے تو کتنی طلاقیں سمجھی جائیں گی؟

الجواب:۔ تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور باقی لغو اور اس پر وبال ہوں گی۔ کما جاء فی الاحادیث والآثار۔

(۷۲) حلالہ کرنے والے کا حکم

سوال:۔ حلالہ کرنے والے کے لئے حدیث میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ حدیث شریف میں یہ وارد ہے کہ **"لعن اللّٰہ المحلل والمحلل لہ"** یعنی اللہ کی لعنت ہے حلالہ کرنے والے اور کرانے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا۔

اس کا مطلب فقہاء حنفیہ نے یہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو صراحۃً یہ کہا جائے کہ حلالہ کی غرض سے تو نکاح کرلے، پھر طلاق دے دینا اور وہ اسی شرط پر نکاح کرلے، لیکن اگر دل میں یہ مقصد ہو مگر زبان سے کچھ نہ کہے تو درست ہے۔ درمختار میں ہے کہ اگر کوئی شخص (ایسے میاں بیوی کی) خیر خواہی کی نیت سے شادی کرے اور مقصد کو چھپائے اور طلاق دے دے تاکہ یہ دونوں دوبارہ شادی کرلیں تو اسے اجر ملے گا۔ الخ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۳) غصہ میں بیوی کو ماں، بہن کہنے کا حکم

سوال:۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو غصہ میں ماں، بہن کہہ دے یا تین طلاق دے دے تو طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور پھر اس عورت کا رکھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اپنی بیوی کو صرف یہ کہنے سے کہ تو میری ماں، بہن ہے، طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر غصہ میں تین طلاق دے دے تو پھر تین طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ بغیر حلالہ کے پھر اس سے نکاح نہیں کرسکتا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

حیض منقطع ہونے والی کا حلالہ اور اس کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے ایک عورت کو تین طلاق دے دیں، اس نے ساڑھے تین ماہ عدت گذار کر ایک دوسرے شخص سے نکاح کرلیا اور بعد میں اس نے بھی تین طلاقیں دے دیں، اب

اس کی عدت بھی ساڑھے تین ماہ گذار چکی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ پہلے شوہر سے اسے جب اولاد ہوئی تھی تو اس کا حیض بند ہو گیا تھا اور اب تک (دوسرے شوہر سے طلاق تک) اسے حیض نہیں آیا۔ تو کیا اب وہ اپنے پہلے شوہر کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں جو اس عورت نے ساڑھے تین ماہ عدت گذار کر دوسرے شخص سے نکاح کیا وہ معتبر نہیں ہے۔ چونکہ تین حیض گذارنا ضروری ہے۔ تین حیض آ جانے کے بعد یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ اس کے بعد اگر اس کا شوہر مباشرت وغیرہ کے بعد طلاق دے دے تو یہ عدت گذار کر پہلے شوہر کے نکاح میں آسکتی ہے۔ (لیکن جب تک حیض نہیں آئے اس وقت تک وہ اپنے پہلے شوہر کی عدت میں ہے۔) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

بلا تلفظ محض سوچنے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال:۔ ایک مرد اور اس کی بیوی کی آپس میں بنتی نہیں ہے، مرد کے کہنے پر عورت نہیں چلتی جس کی وجہ سے دماغ کبھی کبھی پریشان ہو جاتا ہے۔ مگر دل ہرگز چھٹی کرنے کو نہیں مانتا، اس لئے کہ رشتہ داریاں، اولاد سب کچھ دیکھتے ہوئے موت تک نبھانے کا ارادہ ہوتا ہے، مگر دل میں وسوسے آتے ہیں، اور وسوسہ اندر ہی اندر طلاق طلاق کا ہوتا ہے۔ اس وقت طلاق دینے کی کوئی نیت نہیں ہوتی اور الفاظ زبان سے دہرائے بھی نہیں جاتے، سوچ ہی سوچ میں وسوسہ آتے ہیں، تو کیا ایسی صورت میں طلاق پڑ جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ زبان سے تلفظ کئے بغیر محض سوچنے اور دل کے وسوسوں سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

کیا حلالہ میں ضروری ہے کہ شوہر ثانی عورت کو اپنے پاس تین حیض تک رکھے؟ فتاویٰ رشیدیہ کے ایک مسئلے کی توضیح

سوال:۔ فتاویٰ رشیدیہ میں مرقوم ہے کہ ''پھر دوسرا خاوند اس سے قربت کرے اور قربت کے بعد اپنے ہی نکاح میں رکھے، جب اس کو تین حیض آ جائیں اس وقت طلاق اور طلاق کے بعد اس

کی عدت پوری ہو، اور اگر اس عرصہ میں حمل ہوگیا تو وضع حمل ہو ورنہ جب تین حیض آ جائیں اس وقت پہلے شوہر سے نکاح ہوسکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہو جائے گی ہرگز نکاح نہ ہوگا۔'' یہ بتایا جائے کہ اس پر عمل ضروری ہے یا مطلقہ ثلاث عدت گزرنے کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کر کے محض وطی کے بعد ہی طلاق لے لے اور شوہر اول سے نکاح کر لے؟

الجواب:۔ چونکہ شوہر ثانی کی وطی حلالہ کے لئے ضروری ہے اور جس طہر میں وطی ہو اس میں طلاق دینا بدعت ہے اور مکروہ ہے، اس لئے شوہر ثانی مباشرت کے فوراً بعد یا دو چار روز میں طلاق نہ دے ورنہ بدعت و کراہت کا ارتکاب لازم آئے گا۔ لیکن اگر شوہر ثانی وطی کے بعد فوراً یا دو چار روز کے بعد اسی طہر میں طلاق دے دے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی اگرچہ بدعت ہوگی اور عدت کے بعد وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی۔ (درمختار میں طلاق بدعی کی وضاحت مذکور ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طہر میں مباشرت ہو اس میں طلاق نہ دے) لہٰذا اگر اس طہر کے بعد ایک حیض آنے کے بعد پھر دوسرے طہر میں جس میں مباشرت نہ ہو طلاق دے دے تو بظاہر وہ طلاق بدعت نہ رہے گی۔ لہٰذا فتاویٰ رشیدیہ میں جو تین حیض پورا ہونے کے بعد طلاق کا لکھا ہے، یہ احتیاطاً اور اولویت کے لئے ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴۷) نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال:۔ ایک رات میرے خاوند نے شراب کے نشے میں اور غصے میں یہ الفاظ کہے ہیں کہ لوگ تین بار طلاق دیتے ہیں میں نے تجھے دس بار طلاق دی ہے۔ طلاق، طلاق، طلاق...... آج سے تو میری ماں بیٹی ہے اور یہ خیال نہ کرنا کہ میں نشے میں ہوں بلکہ ہوش میں ہوں، لیکن وہ تھے نشے میں۔ اب میں بہت پریشان ہوں، آپ بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ آپ کے شوہر نے آپ کو دس طلاقیں دی ہیں، تین واقع ہوگئیں اور باقی اس کے گردن پر وبال رہیں۔ دونوں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے پر حرام ہوگئے اور آئندہ بغیر شرعی حلالہ کے نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۵) طلاق اور شرط بیک وقت جملہ میں ہونے سے طلاق معلق ہوگئی

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو لکھ کر طلاق اس طرح دی کہ میں انہیں طلاق بائن دیتا ہوں تین طلاقوں کے ساتھ۔ یہ سب مسائل میں نے بہشتی زیور میں بغور پڑھ کر حاصل کئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس شخص نے یہ شرط بھی عائد کردی کہ طلاق کا اطلاق اس وقت ہوگا جب فلیٹ جو کہ بیوی کی ملکیت میں ہے وہ فروخت کردیا جائے۔ واضح رہے کہ شوہر نے پرسکون زندگی گزارنے کے وعدے پر مہر کی رقم معاف کرالی اور اس ضمن میں اپنی بیوی کا حلفیہ بیان مجسٹریٹ کے روبرو دلوایا۔ اس کے فوراً ہی دو تین روز کے وقفہ کے بعد طلاق مندرجہ بالا طریق پر دے دی۔ براہ کرم از روئے شرع وضاحت ورہنمائی فرمائیں کہ کیا یہ طلاق ہوگئی؟ یا فلیٹ فروخت ہونے کے ساتھ مشروط رہے گی جبکہ فلیٹ بیوی کے نام الاٹ شدہ ہے۔

الجواب:۔ اگر طلاق اور اس کی شرط ایک ہی جملہ میں لکھی تھی، مثلاً یہ کہ اگر فلیٹ فروخت کرے گی تو اس کو تین طلاق۔ اس صورت میں فلیٹ کے فروخت ہونے پر طلاق ہوگی۔ جب تک فلیٹ فروخت نہیں ہوتا طلاق نہیں ہوگی اور اگر طلاق پہلے دے دی، بعد میں وضاحت کرتے ہوئے شرط لگائی تو طلاق فوراً واقع ہوگئی اور بعد کی وضاحت کا کوئی اعتبار نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۶) غصے میں طلاق ہونے یا نہ ہونے کی صورت

سوال:۔ ایک خاوند کے منہ سے غصہ کی حالت میں بلاقصد اپنی بیوی کے لئے طلاق کے الفاظ نکل جائیں تو کیا وہ طلاق ہوجائے گی؟

الجواب:۔ بلاقصد کا کیا مطلب؟ کیا وہ کوئی اور الفاظ کہنا چاہتا تھا کہ سہواً اس کے منہ سے طلاق کا لفظ نکل گیا یا کہ وہ غصہ میں آپے سے باہر ہوکر طلاق دے بیٹھا۔ پہلی صورت میں اگرچہ دیانتاً طلاق نہیں ہوئی مگر یہ شوہر کا محض دعویٰ ہے، اس لئے قضاءً طلاق کا حکم کیا جائے گا اور دوسری صورت میں بھی طلاق ہوگئی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۷) ''ٹھہر وابھی دے رہا ہوں تم کو طلاق'' کہنے سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال:۔ میں اپنی بیوی کی وجہ سے پریشان ہوں۔ بے انتہاء زبان دراز ہے۔ دو چار دن ہوئے، پھر جھگڑا ہوا۔ میں نے تنگ آ کر غصہ میں کہا ٹھہر وابھی دے رہا ہوں تم کو طلاق، ابھی دیتا ہوں تم کو طلاق۔ یہ کہتے ہوئے پین کاپی ڈھونڈنے لگا۔ کیونکہ میرے ذہن میں تھا کہ طلاق لکھ کر دی جاتی ہے۔ الفاظ میں نے دو دفعہ کہے۔ میری بیوی نے فوراً ڈر کے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے لکھنے نہیں دیا۔ مہربانی فرما کر مجھے بتائیں طلاق تو واقع نہیں ہوگئی۔ اگر خدانخواستہ طلاق دو دفعہ کہنے سے واقع ہوگئی ہے تو آگے کیا طریقہ کار ہوگا۔ میں اپنے بچوں کی وجہ سے بیوی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔

الجواب:۔ زبان کے محاورے میں ٹھہر وابھی یہ کام کرتا ہوں کے الفاظ مستقبل قریب کے لئے استعمال ہوتے ہیں، گویا طلاق دی نہیں بلکہ طلاق دینے کا وعدہ کیا کہ ابھی تھوڑی دیر میں دیتا ہوں۔ اس لئے میرے خیال میں تو طلاق نہیں ہوئی، لیکن بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ان الفاظ سے دو طلاق واقع ہوگئیں۔ اس لئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اگر عدت کے اندر رجوع نہ کیا ہو تو نکاح دوبارہ کر لیا جائے آئندہ طلاق کے لفظ سے پرہیز کیا جائے ورنہ ان اہل علم کے قول کے مطابق ایک طلاق اور دے دی تو بیوی حرام ہو جائے گی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷۸) طلاق مانگنے پر شوہر نے کہا ''طلاق ہی سی ہے'' اس کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو عرصہ تک چھوڑ رکھا تھا، بہت عرصہ بعد اپنے شوہر کو اس نے کہلا بھیجا کہ مجھ کو لے جاؤ، اس نے انکار کیا۔ پھر عورت نے طلاق طلب کی تو اس نے یہ لفظ کہا کہ طلاق ہی سی ہے۔ پھر دوبارہ بھی یہ ہی لفظ کہا تو ان دونوں الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں عورت پر طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ فتاویٰ عالمگیری میں اس قسم کے الفاظ کو اقرار بالطلاق گردانا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ کے کہنے سے بھی اقرار بالطلاق ہو جاتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷۹) طلاق دی طلاق دی تین مرتبہ کہا، مراد تاکید تھی

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں تین طلاق دیں، ساتھ الفاظ متفرقہ اور صریحہ کے وہ الفاظ یہ ہیں کہ "تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے" پھر زید کہتا ہے کہ میری مراد ان الفاظ سے تاکید ہے، لہذا ایک طلاق رجعی واقع ہوئی۔ عمر کہتا ہے کہ یہ طلاق صریح ہے، نیت کی ضرورت نہیں ہے۔

الجواب:۔ شامی و درمختار میں جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں قاضی اس کا اعتبار نہیں کرے گا اور دیانتاً اس کی نیت معتبر ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۰) کسی نے کہا تو کہہ کہ فلاں کو طلاق دی، شوہر نے کہا میں نے قبول کیا، کیا حکم ہے؟

سوال:۔ زید کی بیوی دس آدمی لے کر گھر گئی اور کہا کہ زید نامرد ہے۔ مجھے طلاق دلوا دیجئے۔ زید نے کہا غلط ہے بلکہ یہی مجھے قریب آنے نہیں دیتی۔ تو لوگوں نے کہا کہ ہندہ چند روز صبر کرلو، ہم تجربہ کرلیں تو ہندہ نے کہا میں ایک لمحے نہیں رہ سکتی تو لوگوں نے زید کو ڈانٹا کہ اسے طلاق دے دو، یہ رہنا ہی نہیں چاہتی۔ ایک شخص نے کہا کہ تو کہہ میں نے فلاں کو طلاق دی تو زید نے بسبب دہشت کہہ دیا کہ ہم نے قبول کیا۔ طلاق کا کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالا۔ بتائیے کیا طلاق ہوگئی؟

الجواب:۔ درمختار کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت میں قبول کیا کہنے کا مطلب ہے میں نے طلاق دی۔ لہذا طلاق رجعی ہوگئی۔ لہذا اگر عورت مدخول بہا ہے تو رجعت کرسکتا ہے۔ غیر مدخولہ ہے تو رجعت درست نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۱) اب تو اس نفرت کو خدا بھی نہیں مٹا سکتا، کیا اس جملہ سے طلاق پڑ جائے گی؟

سوال:۔ ایک مرد نے اپنی بیوی سے ناراض ہو کر یہ خط لکھا کہ جس دل میں پیار بھرا تھا اب تو

اس دل میں نفرت بھر کے رکھی ہے۔ اب تو اس نفرت کو خدا بھی نہیں مٹا سکتا (معاذ اللہ) تو کیا ان الفاظ کے کہنے سے اس مرد کا نکاح اس عورت سے باقی رہا یا نہیں؟

الجواب:۔ نفرت کے الفاظ سے طلاق تو واقع نہ ہوگی لیکن اس جملہ سے کہ اب تو اس نفرت کو خدا بھی نہیں مٹا سکتا (معاذ اللہ) میں ایمان خطرہ مین پڑ گیا۔ لہذا تجدید ایمان، تجدید نکاح کا حکم کیا جائے گا۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۸۲) احتیاطی طور پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم کیا گیا ہو وہاں تجدید مہر ضروری نہیں ہے[1]

سوال:۔ (الف) جن الفاظ کفر پر تجدید نکاح کا حکم مفتیان کرام نے دیا ہو اس میں مہر جدید ضروری ہے یا مہر سابق کافی ہے؟

(ب) اس تجدید نکاح میں عورت کو پورا اختیار حاصل ہے یا اسی شوہر کے ساتھ نکاح ضروری ہے؟

(ج) اگر اسی کے ساتھ نکاح ضروری نہیں تو عدت کے بعد دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(د) اور عدت کتنی گذارنی ہوگی؟

الجواب:۔ پہلے فتویٰ میں اس کا کفر اور اسلام سے خارج ہونے کا حکم نہیں لگایا گیا ہے، ایمان کا خطرہ میں پڑ جانا لکھا ہے اور احتیاطاً زجراً وتشدیداً تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم کیا ہے۔ درمختار میں ہے:

وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح (قوله والتوبة) اى تجديد الاسلام (قوله و تجديد النكاح) اى احتياطاً الخ (شامی، ج۳، صفحہ۱۱۴)

عامی شخص کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ اب اس نفرت کو تو خدا بھی نہیں مٹا سکتا انتہائی درجہ کی نفرت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر نہیں، اس کی قدرت سے باہر ہے (معاذ اللہ) لہذا اس صورت میں تجدید وتجدید نکاح کا حکم احتیاطاً ہے اور تجدید نکاح کے لئے تجدید مہر ضروری نہیں۔ عورت اسی سے نکاح کرے، دوسرے سے نہیں

---

[1] ملاحظہ ۸۲ یہ دونوں مسئلے ایک دوسرے سے متعلق ہیں۔

کرسکتی۔ البتہ عورت کو یہ حق حاصل ہوگا کہ تاوقتیکہ تجدید ایمان تجدید نکاح پر شوہر آمادہ نہ ہو، دوسری ناجائز وحرام حرکتوں سے باز نہ آوے، اپنی ذات کو اس کے حوالہ نہ کرے۔

قال الشامی عن تمکنه اذا علمت منه الظاهر وعلمت ان المرأة کالقاضی لایحل ان تمکنه اذا علمت منه ماظاهره خلاف مدعاه (صفحہ ۷۶۹، ج ۳۔ امداد الفتاویٰ، صفحہ ۴۶۳، ج ۲۔ مطبوعہ دیوبند بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ، ج ۸، صفحہ ۴۱۲) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۸۳) عورت نے خود تین طلاق شوہر سے سنی ہے لیکن مرد کو یاد نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ عورت قسم کے ساتھ یہ بیان دیتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھے تین صریح طلاق دی ہے، مرد کو کچھ یاد نہیں، جبکہ شاہدہ کا کہنا دو صریح طلاق کا ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ اب عورت اور مرد کو تعلق قائم کرنے کے لئے کیا صورت اختیار کرنی ہوگی؟

الجواب:۔ خاوند کو عدد طلاق یاد نہیں اور گواہ دو صریح طلاق دینا بیان کرتے ہیں تو قضاءً دو طلاق واقع ہوں گی، لیکن چونکہ عورت بذات خود وہاں موجود تھی، اس نے اپنے کانوں سے تین طلاقیں سنی ہیں اور بقسم بیان کرتی ہے کہ شوہر نے تین صریح طلاقیں دی ہیں لہٰذا عورت اپنے حق میں تین ہی طلاق واقع ہونا سمجھے، اسے حلال نہیں کہ بدون حلالہ اپنی ذات کو شوہر کے حوالہ کرے۔ شامی میں ہے کہ **والمرأة کالقاضی اذسمعته او اخبرها عدل لایحل لها تمکینه**۔ (ج ۲، صفحہ ۵۹۴)

نیز امداد الفتاویٰ میں ہے کہ درصورت مسئولہ از دو حال خالی نیست یا زن مطلقہ درعدد طلاق یاداست یانہ اگر یاداست درحق او حجت باشد پس اگر سہ بار شد مغلظہ شد حسب علم خود پس اوروا نیست کہ زوج خود زابر خود قدرت دید (ج ۲، صفحہ ۳۴۹) فقط۔ واللہ اعلم بالصواب

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

طلاق قبل الدخول

(ہمبستری سے پہلے طلاق دینا)

(۸۴) رخصتی سے قبل طلاق کا مسئلہ

سوال:۔ کسی لڑکی کا نکاح ہوا، لیکن رخصتی نہ ہوئی اور لڑکا لڑکی کو صرف ایک بار کہہ دے کہ ''طلاق دی'' اب اس بات کو چار ماہ گذر گئے، کیا طلاق ہوگئی؟ اگر لڑکا یوں کہہ دے کہ تین طلاق دیتا ہوں، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ایسی حالت میں ایک دفعہ طلاق دینے سے طلاق بائن ہو جاتی ہے اور اس عورت کی طلاق کی عدت بھی نہیں ہے۔ لڑکی بلا توقف دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے۔ فریقین کی رضامندی سے طلاق دینے والے سے دوبارہ نکاح بھی ہو سکتا ہے اور اس میں نیا مہر رکھا جائے گا۔
(مفتی یوسف لدھیانویؒ۔ مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

اور اگر اس نے یوں کہا یا لکھا کہ میں تین طلاق دیتا ہوں تو تینوں طلاقیں بیک وقت واقع ہو گئیں اور اب بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ وہ عورت اس کے نکاح سے نکل چکی۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ، مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ، مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۸۵) رخصتی سے قبل تین بار لفظ ''طلاق'' کہنے کا حکم

سوال:۔ میری منگنی ہوئی اور نکاح بھی ہوا اور اس کے بعد رخصتی نہ ہوئی تھی۔ میں نے ایک کام نہ کرنے کا عہد کیا اور کہا اگر میں یہ کام کروں تو میری بیوی کو طلاق، طلاق، طلاق۔ یعنی طلاق کا لفظ تین مرتبہ استعمال کر لیا[1]۔ اس کے بعد میری رخصتی بھی ہوگئی۔ بہشتی زیور میں، میں نے یہ مسئلہ پڑھا تھا۔ اس میں تھوڑی بہت گنجائش تھی تو میں نے نکاح کی تجدید کر لی، مگر دل میں خلش موجود ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ طلاق ثلاثہ واقع ہوئی ہو۔

الجواب:۔ آپ نے جو صورت لکھی اس سے ایک ہی طلاق واقع ہوئی ہے کیونکہ طلاق کا

[1] اور وہ کام بھی کر لیا۔

لفظ آپ نے تین بار الگ الگ کہا تھا۔ لہذا ایک طلاق پڑتے ہی بیوی بائنہ ہوگئی اور دو طلاقیں لغو ہوگئیں۔ آپ نے دوبارہ نکاح کرلیا تو ٹھیک کیا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۶) کیا طلاق رجعی کے بعد رجوع کے لئے نکاح ضروری ہے؟

سوال:۔ کیا طلاق رجعی میں نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں درست ہے؟
الجواب:۔ طلاق رجعی میں عدت کے اندر نکاح دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں، صرف رجوع کرلینا کافی ہے اور عدت ختم ہوجانے کے بعد دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح درست ہے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸۷) مطلقہ عورتوں کی اقسام اور رجوع کا طریقہ

سوال:۔ رجعی طلاق میں رجوع کرنے کی میعاد ایک ماہ ہے یا زیادہ ہے؟ رجوع کرنے سے مراد وظیفہ زوجیت ادا کرنا ضروری ہے؟ اور دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں اس قابل نہ ہوں تو کس طرح رجوع کیا جائے گا؟
الجواب:۔ رجعی طلاق میں عدت کے اندر رجوع کرسکتا ہے اور عدت کے لحاظ سے مطلقہ عورتوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) حاملہ:۔ اس کی عدت ''وضع حمل'' پر پوری ہوتی ہے، یعنی بچے کی پیدائش پر اس کی عدت ختم ہوجائے گی، خواہ بچے کی پیدائش جلدی ہو یا دیر سے۔

(۲) وہ عورت جس کو ''ایام'' آتے ہوں اس کی عدت تین حیض ہے، طلاق کے بعد جب تیسری مرتبہ وہ پاک ہوجائے گی تو اس کی عدت ختم ہوجائے گی۔

(۳) وہ عورت جو نہ حاملہ ہو نہ اسے ایام آتے ہوں اس کی عدت تین ماہ ہے۔

رجعی طلاق میں اگر مرد اپنی بیوی سے رجوع کرنا چاہے تو زبان سے کہہ دے کہ میں نے رجوع کرلیا، بس رجوع ہوجائے گا۔ اور اگر زبان سے کچھ نہ کہا مگر میاں بیوی کا تعلق قائم کرلیا یا خواہش ورغبت سے اس کو ہاتھ لگادیا تب بھی رجوع ہوجائے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

طلاق کے متفرق مسائل

(۸۸) میں نے فلاں دن سے خاوند ہونے کا خیال دل سے نکال دیا

سوال:۔ اگر کسی عورت کو اس کا شوہر خط میں یہ لکھ کر بھیج دے کہ میں نے یکم جنوری ۱۹۲۳ء سے اپنے دل میں خاوند ہونے کا خیال نکال دیا تو اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نکاح قائم ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح قائم ہے۔
(کیونکہ یہ جملہ نہ تو صریح ہے اور نہ ہی کنایہ۔ کذا یفہم من کتب الفقہ۔)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸۹) ایک ملک کے رواج کے مطابق طلاق کے بجائے کنکریاں پھینکنا

سوال:۔ ایک ملک میں رواج ہے کہ وہاں طلاق دیتے وقت کنکریاں پھینکتے ہیں زبان سے کچھ نہیں کہتے اس سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ کنکریاں پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کذا فی الشامی۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۰) بیس بچے پیدا ہونے سے عورت نکاح سے باہر نہیں ہوتی

سوال:۔ یہاں اس بات پر جھگڑا ہے کہ جس عورت کے بیس بچے ہو جائیں وہ نکاح سے باہر ہو جاتی ہے۔ نکاح ثانی ہونا چاہئے، فیصلہ فرمائیں؟

الجواب:۔ قرآن وسنت کی رو سے یہ بات غلط ہے، بلکہ وہ عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں رہتی ہے نکاح سے باہر نہیں ہوتی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۹۱) جس عورت سے بدکاری کا گناہ سرزد ہو جائے اسے طلاق دینا ضروری ہے یا نہیں؟

سوال:۔ ایک شخص کسی دوسرے ملک میں ملازم ہو گیا اور چار سال کے بعد واپس آیا اس کی عدم موجودگی میں اس کی بیوی نے اس کے بھائی سے ناجائز تعلق پیدا کر لیا زنا سے لڑکا بھی پیدا ہوا ایسی عورت کو طلاق دے کر علیحدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر وہ عورت توبہ کر لے تو اس کو طلاق دینا اور چھوڑنا ضروری نہیں ہے اور نکاح قائم ہے۔ درمختار میں مجتبیٰ کے حوالے سے مرقوم ہے کہ بدکار عورت کو طلاق دینا واجب ہے۔
(مفتی عزیز الرحمنؒ)

اور پھر حدیث نبوی ﷺ کے مطابق جو شخص گناہ سے توبہ کر لے تو وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ ہی نہیں کیا، لہٰذا توبہ کے بعد اس کا گناہ معاف ہو گیا تو شوہر کو بھی معاف کر دینا بہتر ہے۔ (مرتب)

(۹۲) استاد پیر طلاق دینے کو کہے اور ماں باپ منع کریں تو کس کی بات مانی جائے؟

سوال:۔ زید کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی ہے اس پر اس کے استاد (یا پیر صاحب ناراض ہیں) کیونکہ زید عالم ہیں اور اس لڑکی کا باپ جاہل۔ زید چاہتا ہے کہ اپنے پیر صاحب کو راضی کر لے مگر وہ کہتے ہیں کہ جب تک طلاق نہ دو گے راضی نہ ہوں گا۔ زید کا والد اور چچا طلاق دینے سے منع کرتے ہیں زید کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ زید کے ذمہ اس صورت میں اپنی بیوی کو طلاق دینا ضروری نہیں ہے خصوصاً جب کہ اس کے والدین اور چچا منع کرتے ہیں تو طلاق دینی نہیں چاہئے اگر استاد کی ناراضگی کسی وجہ شرعی کے بغیر ہے تو اس کی کچھ پرواہ نہ کرے، جس قدر اپنا کام ہے وہ کرے یعنی ان سے معافی چاہے اور قصور معاف کرائے اگر وہ معاف نہ کریں تو یہ مؤاخذہ اور گناہ استاد کے اپنے ذمے ہو گا، زید بری ہو جائے گا۔		(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۹۳) شوہر زبان سے یا لکھ کر طلاق نہ دے اور طلاق ہو جانے کی صورت

سوال:۔ کیا ایسی کوئی صورت ہے کہ شوہر زبان سے طلاق نہ دے اور عورت خود بخود مطلقہ ہو جائے؟

الجواب:۔ وہ صورت یہ ہے کہ شوہر یا عورت معاذ اللہ مرتد ہو جائے تو کسی ایک کے مرتد ہونے کے بعد خود بخود تفریق ہو جاتی ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ) (کیونکہ مرتد سے اور کافر مشرک سے مسلمان کا نکاح جائز نہیں ہے باقی تفصیل کتب فقہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔)

(۹۴) کسی کو محض طلاق کا وکیل بنایا اور اس نے تین طلاق دے دیں

سوال:۔ وکیل نے شرط پائے جانے پر زید کی بیوی کو تین طلاق دی دیں، مگر اب زید کا کہنا یہ ہے کہ میں نے فقط لفظ طلاق کا کہا تھا تین طلاق کا وکیل نہیں کیا تھا، ایک سال کے بعد زید نے کہا کہ میں نے ایک طلاق کا وکیل بنایا تھا، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں شوہر کا قول معتبر ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۹۵) بلا عذر گواہی میں تاخیر کرنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور طلاق کے بعد شب باشی بھی کرتا رہا اور دو لڑکے پیدا ہو گئے اب دو شخص گواہی دیتے ہیں کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے کر اپنے پاس رکھا ہوا ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ طلاق کے گواہ اگر بلا عذر گواہی دینے میں تاخیر کریں تو فاسق ہو جاتے ہیں ان کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوتی۔ (کذا فی الدر المختار) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۹۶) جعلی داماد بن کر طلاق دی تو خود اس کی اپنی بیوی پر طلاق ہو گئی

سوال:۔ عمر زید کا داماد ہے۔ زید نے عمر سے دشمنی کی وجہ عدالت میں جج کے سامنے یہ بات

ظاہر کی کہ اس نے دوسرے شخص کو پیش کیا، کہ یہ میرا داماد ہے اور اس جعلی داماد نے حاکم کے سامنے کہہ دیا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں اور اس نقلی داماد کی اپنی ایک بیوی ہے تو یہ طلاق اور طلاق نامہ جو جج کے سامنے لکھا گیا اس کی اپنی بیوی کے حق میں معتبر ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں زید کی بیوی کو تو طلاق نہیں ہوئی البتہ اس جعلی داماد کی اپنی بیوی پر طلاق ہوگئی، کیونکہ اس نے کہا تھا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں۔ **الحدیث النبوی ثلث جدھن جدو ھزلھن جد وعد منھن الطلاق (الحدیث)**

(اور اسی طرح درمختار میں ہے) (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۹۷) تیسری طلاق دینا شوہر کو یاد نہ ہو

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر چھوڑ دیا اور پھر تین سال بعد گھر لے آیا اور نکاح کرلیا، بعض اہل علم نے اعتراض کیا کہ اگر تین طلاق دی تھیں تو اب یہ نکاح درست نہیں ہے تو اس کے جواب میں اس شخص نے کہا کہ چونکہ مدت زیادہ گزری ہے اس لئے مجھ کو یاد نہیں کہ میں نے دو طلاق دیں تھیں یا نہیں؟ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اقول و باللہ التوفیق۔ اس صورت میں اس شخص کی بیوی پر طلاق رجعی ثابت ہوئی۔ لہٰذا عدت کے بعد بغیر حلالہ نکاح جدید درست ہے، چونکہ عدت گزر چکی ہے لہٰذا اس سے دوبارہ نکاح صحیح ہے۔ کمافی الدر المختار کہ ''اگر شک ہو کہ طلاق ایک دی یا تین تو کم پر فیصلہ ہوگا۔'' الخ مگر شامی کی رائے کا رجحان اس طرف ہے کہ صورت مسئولہ میں احتیاطاً تین طلاق کا حکم کیا جائے اور بغیر حلالہ کے شوہر اول سے نکاح درست نہ ہونا چاہئے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۹۸) سالی کی نیت کر کے چچی سے کہا تیری بھتیجی کو طلاق، اس کا حکم

سوال:۔ ایک شخص حلفاً کہتا ہے کہ میری بیوی اور دو سالیاں ہیں جو میری سوتیلی ماں کی بھتیجی ہیں، ایک دن میں نے اپنی سالی کی نیت کر کے سوتیلی ماں سے کہا تیری بھتیجی کو میں نے تین طلاق دی، لیکن خدا کی قسم میری نیت بیوی کو طلاق دینے کی نہیں تھی اس صورت میں اس شخص کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا اس کی نیت اور قول معتبر ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں شخص مذکور کی بیوی پر تین طلاق ہوگئی اور اس کا یہ قول کہ میں نے سالی کی نیت کر کے کہا ہے قضاء معتبر نہیں ہے، البتہ دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی۔ (جیسا کہ شامی کی اصولی بحث سے معلوم ہوتا ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۹۹) شادی شدہ شخص نے خود کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تیری شادی ہوگئی ہے تو تیری بیوی کو تین طلاق، اس کا حکم

سوال:۔ ایک شادی شدہ خود کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اے زید اگر تمہاری شادی ہوئی تو تمہاری بیوی کو تین طلاق، حالانکہ شادی ہو چکی ہے اور بیوی موجود ہے اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں زید کی بیوی کو تین طلاق ہو گئیں کیونکہ زید کا یہ کہنا کہ (اگر تمہاری شادی ہوگئی ہے تو تمہاری بیوی کو تین طلاق) یہ امر محقق ہے اس لئے کہ اس کی شادی ہو چکی ہے اور کتب فقہ میں لکھا ہے کہ امر محقق پر طلاق کو معلق کرنے سے طلاق منجز (فوراً طلاق) ہوتی ہے۔ یعنی فوراً طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ درمختار میں ہے کہ وہ محقق جیسے کہ آسمان ہمارے سر پر تھا تنجیز ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۰۰) خیالات میں طلاق آئی پھر آہستہ سے زبان پر لفظ بھی جاری ہوا، طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟

سوال:۔ نکاح ہونے کے کچھ دیر بعد اس کے دل و زبان پر شیطانی وسوسہ اور خیالات فاسدہ خود ہی بغیر نیت اور قصد و ارادے کے جاری ہو گئے کہ تو نے فلاں کو کیا یا نہیں؟ میں نے قبول نہیں کیا، میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور دل میں یہ خیالات آ کر بلا ارادہ زبان سے آہستہ کوئی لفظ طلاق وغیرہ کا نکل بھی گیا تو اس شخص کا نکاح صحیح رہا یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسے وساوس اور خیالات اور وہمی طور پر زبان کی حرکت سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور نکاح نہیں ٹوٹتا، جیسا کہ درمختار میں ہے۔ و ادنی المخافة اسماع نفسه و من یقربه الخ ویجری ذلک المذکور فی کل مایتعلق بنطق کتسمية علی ذبيحة

(۱۰۱) کسی نے شراب پلا کر سادے کاغذ پر انگوٹھا لگوالیا اور طلاق نامہ لکھ دیا

سوال:۔ ایک شخص کے دشمنوں نے ایک عرض نویس سے مل کر ایک شخص کو شراب پلا کر اس کی طرف سے ایک طلاق نامہ کا اسٹامپ خرید کر اس پر نشہ کی حالت ہی میں سادہ کاغذ پر اس سے انگوٹھا لگوالیا اور پھر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھ دیا، لیکن اس شخص کو یا اس کی بیوی کو اس واقعہ کی خبر نہیں ہوئی غرضیکہ ساری کاروائی فرضی اور دھوکہ ہے اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔ اور جو کچھ اولاد اس قصہ کے بعد ہوئی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ فرضی طور پر کسی کی طرف سے طلاق نامہ لکھ دینے سے اور بدون اطلاع اس کے کہ اس کاغذ میں طلاق لکھی ہوئی ہے، شوہر کا انگوٹھا لگوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح سادہ کاغذ پر انگوٹھا یا دستخط لے کر اس میں کسی اور کے طلاق لکھ دینے سے شوہر کی طرف سے طلاق نہیں ہوگی۔ شامی میں ہے ہر وہ مکتوب جو اس نے نہ لکھا ہو اور نہ لکھوایا ہو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی جب تک کہ وہ یہ اقرار نہ کرے کہ اس کا لکھا ہوا ہے الخ۔ اس لئے یہ طلاق نہیں ہوئی اور اولاد ثابت النسب اور ولد الحلال ہے۔

(۱۰۲) نابالغ کی بیوی کو طلاق دینے کی کیا صورت ہے اور اصول فقہ کی کتب میں ''طلاق نابالغ'' کے تذکرے کی مراد کیا ہے؟

سوال:۔ نابالغ کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ کسی نابالغ کی بالغہ بیوی ہے اور شوہر کے نابالغ ہونے کی وجہ سے اس کے زنا میں مبتلا ہونے کا سخت اندیشہ ہو، تب جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض کتب اصول فقہ میں ہے کہ نابالغ کی طلاق ضرورت کے وقت جائز ہے اس ضرورت سے مراد کیا ہے؟

الجواب:۔ نابالغ کی طلاق کسی طرح صحیح نہیں ہے، نہ وہ خود طلاق دے سکتا ہے اور نہ اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے۔ فقہاء نے چند وجوہات کی بناء پر نابالغ کی بیوی سے تفریق کی قاضی کے لئے اجازت دی ہے وہ یہ ہیں یا تو شوہر مجنون ہو یا مقطوع الذکر ہو یا شوہر مرتد ہو جائے یا کافر کی

بیوی اسلام لے آئے تو ان جگہوں میں نابالغ کی بیوی کو قاضی اس سے علیحدہ کر سکتا ہے۔ یہاں بھی درحقیقت ایقاع طلاق نابالغ کی طرف سے نہیں ہے اور جہاں فقہاء نے تفریق کی تصریح کی ہے ان جگہوں کے سوا نابالغ کی طلاق کے عدم وقوع کی تصریح فرماتے ہیں کہ ماسوا ان مسائل اربعہ کے صبی (بچہ) میں طلاق دینے کی اہلیت نہیں ہے جیسا کہ شامی میں اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (ملخص۔ مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۳) نابالغ بچوں کا نکاح کر کے واپس لینا جائز نہیں

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی نابالغ لڑکی دوسرے شخص کے نابالغ لڑکے کے نکاح میں دے دی اور اس کی لڑکی کو اپنے لڑکے کے نکاح میں لیا، نکاح ہونے کے بعد پتہ چلا کہ اس کی بہو بالکل دیوانی ہے تو اس نے دیوانی لڑکی کو واپس کر دیا اور اپنی لڑکی کو واپس لے لیا اب یہ لڑکی بالغ ہو چکی ہے اور نکاح ہونے کو ہے، کیا اسے طلاق لینا ضروری ہے یا اس کے باپ کا واپس کر لینا ہی کافی ہے؟

الجواب:۔ دونوں لڑکیوں کا نکاح ہو گیا ان میں سے کوئی بھی واپس نہیں ہو سکتی اور دونوں کا ہی نکاح قائم ہے، جب تک شوہر بالغ ہو کر طلاق نہ دے اس وقت تک کوئی لڑکی اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہو گی اور دوسری جگہ نکاح کرنا درست نہیں ہو گا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۴) غصہ کی ایک حالت میں طلاق کا حکم

سوال:۔ زید نے جو کہ پارسا آدمی ہے اپنی بیوی کو سخت غصہ کی حالت میں کہا کہ تجھ کو ایک طلاق ہے بیوی نے کہا مجھ کو طلاق کی کوئی ضرورت نہیں پھر زید نے سخت غصہ میں کہا کہ تین طلاق تین طلاق سو طلاق اسی دوران زید کی بہن آ گئی اور زید سے کہا کہ ہوش میں آ تیرے ہوش قائم نہیں ہیں۔ زید نے کہا میرے ہوش قائم ہیں۔ غصہ ختم ہونے کے بعد زید نے اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ تو نے مجھ کو "ہوش میں آ" اور میں نے میرے ہوش قائم ہیں نہیں کہا۔ زید کی نیت بھی طلاق کی نہیں تھی۔ اور دو عورتوں اور ایک مرد کی گواہی سے معلوم ہوا کہ زید کے ہوش و حواس باختہ تھے، آنکھیں سرخ تھیں پگڑی اتری ہوئی تھی اور ہاتھ کانپ رہے تھے۔ لیکن زید کہتا ہے کہ مجھ کو طلاق دینے کا علم ہے اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہو گئی ہے تو شامی میں حالت غضب

کی جوتشریح کی ہے اس کا کیا مطلب ہے

الجواب:۔ اس بارے میں علامہ شامی نے اولاً حافظ ابن القیم سے نقل کر کے تحقیق کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر غصہ وغضب اس درجہ پر پہنچ گیا کہ اس کی حالت بالکل مجنونانہ ہوگئی ہے اور اس کو کچھ ہوش وخبر نہیں کہ وہ کیا کر رہا ہے تو اس حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اگر غصہ کی ابتداء اور انتہاء کے درمیان اس کی حالت ہے جیسا کہ صورت مسئولہ سے معلوم ہوتا ہے تو ابن قیمؒ اس میں بھی طلاق واقع نہ ہونے کو راجح سمجھتے ہیں مگر حنفیہ کا مذہب اس صورت میں طلاق واقع ہونے کا ہے جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے۔ شامیؒ نے اس جگہ آخر میں فتح القدیر اور خانیہ سے ایک مسئلہ نقل کیا ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ غصہ کی حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے اور صورت مسئولہ اس کے مطابق ہے۔

الغرض صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگئیں اور بغیر حلالہ شوہر کے لئے کوئی صورت نہیں ہے۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ جو اقسام کنایات اور اقسام مطلق کی تفصیل فرماتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حالت غضب کی طلاق واقع ہوتی ہے باقی وہ غضب جو بالکل مجنونانہ حالت بنادے اس کو البتہ خارج کیا جائے گا کیونکہ وہ جنون ہے اور آنکھوں کا سرخ ہونا وغیرہ اس حالت میں دلیل نہیں ہیں، غصہ میں تو اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ بعض احادیث میں غصہ کی کیفیات منقول اور ان میں ہے کہ بعض صحابہ اس حالت میں آئے کہ آنکھیں لال اور آنکھیں پھولی ہوئی تھیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۵) مجنون سے اس طرح طلاق کہ وہ سمجھ رہا تھا، اس کا حکم

سوال:۔ ہندہ نے اپنے مجنون شوہر سے کہا کہ یا تو مجھے اپنے گھر میں رہنے دے یا مجھ کو طلاق دے دے۔ مجنون نے اشارے سے اپنے گھر رہنے کو منع کیا اور اشارے سے کہا کہ محلے کے چند آدمی جمع کرلو چند آدمی جمع ہوگئے۔ مجنون نے اپنی بیوی ہندہ کو اشارے سے کہا کہ مہر معاف کردے، ہندہ سمجھ گئی اور کہا کہ میں نے مہر معاف کردیا پھر معافی مہر کا کاغذ ہندہ نے لکھ دیا مجنون نے بحفاظت اس کاغذ کو اپنے رومال میں باندھ لیا اور طلاق نامہ پر سب کے سامنے انگوٹھا لگا دیا، ایسی حالت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟

الجواب:۔ مجنون کو اگر کسی وقت ہوش آجائے تو اس کا حکم ممیز لڑکے کا سا لکھا ہے یعنی اس

کے بعض تصرفات کو اگر ولی جائز رکھے تو صحیح ہیں ورنہ نہیں اور طلاق کی اجازت دے بھی نہیں دے سکتا، جیسا کہ الدرالمختار میں ہے۔

البتہ امام محمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ جنون حادث (حالت صحت کے بعد طاری ہونے والے جنون) میں مجنون کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی اگر وہ ٹھیک نہ ہو تو قاضی تفریق کرادے اور فتویٰ اسی پر دیا گیا ہے، لہذا مجنون شوہر کو ایک سال کی مہلت دے کہ اگر وہ اچھا نہ ہو تو کسی مسلمان قاضی سے تفریق کرادی جائے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۶) گونگے کی بیوی طلاق کیسے حاصل کرے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح بچپن میں ایک لڑکے سے کر دیا تھا اس وقت لڑکے میں کوئی عیب نہ تھا، بالغ ہونے کے بعد لڑکے میں چند عیوب پیدا ہو گئے جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ نامرد گونگا ہے، اس لئے لڑکی کا والد چاہتا ہے کہ اس کا دوسرا نکاح کر دے مگر لڑکا بوجہ گونگا ہونے کے طلاق نہیں دے سکتا، اس وجہ سے اس کا دوسرا نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ گونگے کی طلاق اشارے سے پڑ جاتی ہے اور تحریر سے بھی پڑ جاتی ہے اگر وہ لکھ سکتا ہے تو اس سے طلاق لکھوائی جائے ورنہ اشارے سے طلاق دلوائی جائے، بغیر طلاق کے دوسرا نکاح اس لڑکی کا درست نہیں ہے۔ (کمافی الشامیہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۷) گونگا تین کنکری پھینکے تو اس سے طلاق نہ ہوگی

سوال:۔ زید گونگا ہے اس کی بیوی نے اس سے علیحدہ ہونے کی یہ صورت اختیار کی کہ اس سے تین کنکریاں پھینکنے کو کہا سو گونگے کے اس فعل سے تین طلاق واقع ہو جائیں گی یا نہیں؟

الجواب:۔ تین کنکریاں پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ طلاق یا تو لفظ سے ہو یا جو چیز اس کے قائم مقام ہے اس کے ذریعے ہو، جیسے واضح کتابت یا سمجھ میں آنے والا اشارہ ہو۔ لہذا تین پتھر پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۰۸) طلاق کے ساتھ لفظ انشاءاللہ کہا

سوال: ۔ ایک شخص کی بیوی نے اس سے طلاق مانگی ۔ زید نے کہا انشاء اللہ تجھ کو طلاق ۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب: ۔ اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی نکاح باقی ہے۔

(لماجاء فی الحدیث النبوی) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰۹) طلاق کے ساتھ لفظ انشاءاللہ آہستہ سے کہا

سوال: ۔ اگر طلاق اس طرح دے کہ آہستہ سے لفظ انشاءاللہ کہے، مثلاً یوں کہے کہ میں سب کے سامنے تین طلاق دوں گا مگر انشاءاللہ دل میں ضرور کہوں گا اور ایسے ہی کہا۔ یعنی انشاءاللہ آہستہ سے کہا جس کو کسی نے نہیں سنا تو یہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ۔ اگر طلاق کے ساتھ انشاءاللہ اس طرح کہا ہے کہ اگر کوئی اس کے منہ سے کان لگا کر دے تو سن لے تو وہ استثناء معتبر ہے، یعنی طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر محض دل میں کہا اور زبان سے اس طرح نہیں کہا کہ اس کے منہ سے کان لگانے والا سن سکے تو طلاق واقع ہوگئی اور استثناء صحیح نہیں ہوگا جیسا کہ درمختار میں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱۰) ''ایک ماہ بعد میں نے تین طلاق دیں'' لکھنے کا حکم

سوال: ۔ ایک شخص نے اپنے برادر نسبتی کو خط میں لکھا کہ ایک ماہ تک میرا انتظار کریں اور ایک ماہ کے بعد میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی تو ان الفاظ کے کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اس خط میں شوہر کے دستخط نہیں ہیں۔

الجواب: ۔ ان الفاظ سے کہ ایک ماہ میرا اور انتظار کریں الخ ۔ تحریر کے وقت ٹھیک ایک ماہ کے بعد اس لکھنے والے کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو جائے گی ۔ جب کہ لکھنے والا اس کا شوہر ہو نام لکھنا یا نہ لکھنا برابر ہے ۔ (یعنی شوہر اس بات کا اقرار کرے یا دو عادل گواہ شہادت دیں کہ شوہر

نے سامنے لکھا ہے تب خط کا اعتبار ہوگا بغیر اس کے طلاق کا حکم کیا جائے گا۔)

(۱۱۱) بیوی نے طلاق مانگی شوہر نے کہا سب سے کہہ دو کہ طلاق دے دی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دے دو، میرے اس نکاح میں بدنامی ہے، میرے رشتہ دار ناراض ہیں۔ اس کے جواب میں شوہر نے ایک رقعہ لکھا کہ تمہاری بدنامی جاتی رہے گی تم سب سے کہہ دو کہ طلاق دے دی ہے۔ اس سے مقصود بظاہر طلاق کا ایقاع نہ تھا اب اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر واقع میں شوہر نے طلاق نہیں دی اور عورت سے کہہ دیا کہ سب سے کہہ دو کہ طلاق دے دی تو اس لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی اور اگر غرض اس لفظ سے طلاق دینا ہی تھا تو طلاق واقع ہوگئی۔ اب مرد سے پوچھا جائے کہ اس کی کیا غرض تھی۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۱۲) شوہر کہتا ہے کہ معلق طلاق دی، قطعی طلاق نامہ پر دستخط سے انکار کر دیا، مگر کہنے سننے سے دستخط کر دیئے، اس صورت کا حکم

سوال:۔ رابعہ بیگم کو اس کے شوہر عبدالکریم شاہ نے معلق طلاق دی اور اقرار نامہ لکھ دیا تا کہ عدالت میں پیش ہو اور جو مقدمہ رابعہ بیگم نے اپنے شوہر پر کر رکھا ہے وہ خارج کر دیا جائے، لیکن طلاق نامہ میں طلاق منجز (قطعی) لکھ دی گئی۔ عبدالکریم نے مضمون سن کر دستخط کرنے سے انکار کر دیا، کہا کہ میں تو وہی مشروط طلاق دیتا ہوں۔ حاضرین نے کہا کہ مشروط طلاق سے مقدمہ خارج نہ ہوگا، طلاق تمہاری مشروط ہی ہے مگر مقدمہ خارج کرانے کی غرض سے طلاق قطعی پر دستخط کر دو، اس غرض سے عبدالکریم شاہ نے دستخط کر دیئے۔ اس قصہ کے گواہ موجود ہیں عبدالکریم شاہ کی بیوی پر طلاق قطعی واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ شامی میں اس بارے میں جو روایات ہیں ان کے مجموعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحریری طلاق میں جو کچھ اقرار شوہر کا ہو اس کے موافق عمل درآمد ہوتا ہے۔ پس جب کہ شوہر یہ کہتا

ہے کہ میں نے تحریری طلاق پر طلاق معلق کو تسلیم کئے جانے کی بنا پر دستخط کئے ہیں، تو قضاء اور دیانۃً دونوں طرح وہ طلاق طلاق معلق ہی ہوگی اور چونکہ شرط کا وجود نہیں ہوا لہذا طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۱۳) بیوی کو ''طلاقن'' کہہ کر مخاطب کرنے سے طلاق ہو جاتی ہے

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی سے کہا اے طلاقن تو نے اب تک میرے لئے بستر نہیں بچھایا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اس لفظ سے طلاق دینا مقصود نہیں ہوتا۔

الجواب:۔ اس لفظ کے کہنے سے اس کی بیوی مطلقہ ہوگئی اور صریح لفظ میں نیت کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اگر یہ لفظ ایک ہی مرتبہ کہا ہے تو ایک طلاق رجعی ہوئی اس میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح صحیح ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۹۴) جج کے سامنے کہا کہ چھ ماہ پہلے طلاق دی تھی

سوال:۔ ایک شخص کے بیوی کو خلع کرانے کے لئے ایک وکیل کے پاس گیا تا کہ طلاق نامہ رجسٹری کر دے، تو وکیل سے کہا کہ تم جج کے سامنے یہ کہو کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک سال پہلے طلاق دے دی تھی تو وکیل نے کہا کہ ایک سال کا بیان کرو گے تو رجسٹری نہیں ہوگی زیادہ سے زیادہ پانچ چھ ماہ قبل کی رجسٹری ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اس کے کہنے کے مطابق اس نے جج کے سامنے کہہ دیا کہ میں نے چھ ماہ پہلے طلاق دے دی تھی۔ تب جج نے بغیر کسی سے پوچھے تین طلاق رجسٹر کر لی اور ان لوگوں نے رجسٹری کے ایک دن بعد عورت کا نکاح کر لیا، آیا اس کی بیوی شرعاً مطلقہ ہوگئی یا نہیں؟ اور نکاح کرنے والے کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں ہوا؟

الجواب:۔ اگر اس کاغذ پر شوہر کے دستخط ہو گئے اور اس مضمون طلاق کی تصدیق اس کی طرف سے ہوگئی تو تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں، لیکن طلاق اسی وقت واقع ہوئی جس وقت شوہر نے طلاق نامہ لکھوایا، زمانہ گزشتہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔ مثلاً شوہر یہ کہے کہ میں نے ایک سال پہلے طلاق دی تھی اور حقیقتاً میں اس نے دی نہیں تھی تو فی الحال واقع ہوگی۔ جیسا کہ درمختار اور

شامی میں ہے۔اور جب کہ طلاق بوقت رجسٹری واقع ہوئی ہے،لہٰذا اس سے ایک روز بعد عورت کا دوسرے شخص سے نکاح باطل ہے،کیونکہ عدت میں نکاح باطل ہوتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۱۵) کاتب سے ایک طلاق لکھنے کا کہا اس نے تین لکھ دی

سوال:۔ زید نے گھریلو تنازع کی بناء پر بیوی کے لئے ایک ہندو کاتب سے طلاق نامہ لکھوایا اور کہا کہ میری بیوی کو ایک طلاق لکھ دے مگر اس نے زید کے ایک دشمن کی اندرونی سازش کی وجہ سے تین لکھ دیں،زید نے حسن ظن کی وجہ سے بغیر پڑھے ہی دستخط کر دیئے کہ زید کا حلفی بیان ہے اس صورت میں کتنی طلاق واقع ہوئیں؟

الجواب:۔ زید کے بیان کے مطابق اس کی بیوی پر ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور زید دوران عدت رجوع کر سکتا ہے اور عدت کے بعد بغیر حلالہ نکاح جدید کر سکتا ہے لیکن اگر زید نے جھوٹ کہا ہے تو بیوی کو رکھنے کا بال اسی پر ہوگا مگر شریعت کے حکم کے مطابق ایک طلاق رجعی کا حکم کیا جائے گا جیسا کہ درمختار میں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۱۶) ''جواب دیا'' کے الفاظ تین مرتبہ کہنے کا حکم

سوال:۔ ایک نابالغ لڑکی کا نکاح ہوا،بعد میں اس کے شوہر سے (رخصتی سے پہلے ہی) لڑکی کے باپ کے اختلافات ہو گئے،شوہر نے کہا کہ تم اس کو جواب دو تو شوہر نے منظور کر لیا،تو مجلس میں بیٹھے ایک شخص نے کہا کیا تم نے اپنی منکوحہ فلاں کو جواب دیا؟ اس نے کہا میں نے جواب دیا۔اسی طرح اس نے تین بار دہرایا اس نے تین بار یہی کہا کہ میں نے جواب دیا،سندھ کے محاورہ میں جواب کا لفظ بجائے طلاق کے مستعمل ہے تو اس صورت میں اس نابالغہ لڑکی پر ایک طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ شامی میں ''سرحتک'' اور رہا کردم پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ عرف میں صریح ہو گیا ہے،اور پھر فرمایا کہ اس سے رجعی طلاق ہی واقع ہوگی،باوجودیکہ یہ کنایات میں سے ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ چونکہ لفظ جواب عرف میں طلاق کے معنی میں مستعمل ہے،لہٰذا عورت مذکورہ مطلقہ ہوگئی اور چونکہ وہ نابالغہ اور غیر مدخولہ (رخصتی نہیں ہوئی) ہے تو وہ ایک طلاق سے بائنہ

ہوگئی، دوسری اور تیسری طلاق اس پر واقع نہ ہوئی۔ (کما ھو مسلم ومصرح فی کتب الفقہ)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱۷) تین لکیر کھینچ کر کہا طلاق ہے، پھر کہا مجھ پر میری عورت حرام حرام

سوال:۔ احمد نے اپنے والد کا ہاتھ پکڑ کر تین لکیر کھینچی اور تیسری لکیر کے متصل کہا کہ طلاق ہے، اس کے بعد متصل کہا مجھ پر میری عورت حرام، حرام، حرام، اس صورت میں کتنی طلاق واقع ہوئی؟

الجواب:۔ درمختار میں اشارے سے طلاق کی جو عبارت ہے اس کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں بھی اگر شوہر کی نیت تین طلاق کی ہو تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی ورنہ ایک طلاق صریح لفظ سے واقع ہوئی اور دوسری طلاق لفظ حرام سے واقع ہو کر عورت مطلقہ بائنہ ہوگئی اور باقی دو دفعہ لفظ حرام کہنا لغو ہوا۔ درمختار میں ہے کہ طلاق صریح، صریح اور بائن دونوں سے ملحق ہو جاتی ہے اور بائن صریح سے مگر بائن سے ملحق نہیں ہوتی (اس لئے حرام سے بائن ہو کر دوسری بائن ملحق نہ ہوگی۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱۸) اگر کہا کہ فلاں کام کروں تو بیوی کو تین طلاق، حانث ہونے سے بچنے کی تدبیر

سوال:۔ زید نے اپنی ساس سے جھگڑے میں کہا کہ اگر میں تمہارے گھر آؤں یا تمہارا کام کروں تو ہماری عورت پر تین طلاق تو زید اگر وہ کام کرنے سے پہلے یا اپنی ساس کے گھر آنے سے پہلے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دے اور عدت گذرنے کے بعد اپنی ساس کا اس کے کہنے سے کام کر دے۔ اور وہ حلف سے بری الذمہ ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ کتب فقہ مثلاً شامی وغیرہ کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں اس عورت سے بغیر حلالہ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور حلف سے بھی بری الذمہ ہو جائے گا۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱۹) شوہر نے طلاق دو دی مگر بیان میں جھوٹ کہہ کر تین بتائیں

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو دو طلاقیں دی تھیں، چند ایام کے بعد ایک مولوی صاحب اس معاملہ کے فیصلہ کے لئے آئے تو انہوں نے پوچھا کتنی طلاق دیں تو اس شخص نے کہا کہ تین طلاق مغلظہ دی تھیں۔ فیصلہ کے دو چار دن بعد کہنے لگا کہ میں نے دراصل دو طلاق دی تھیں دو گواہ بھی موجود تھے میں نے جھوٹ بول کر تین کہہ دیں۔ بتائیے اس طرح تین واقع ہوں گی یا دو؟

الجواب:۔ جب اس شخص نے سوال جواب میں یہ کہا کہ تین طلاق مغلظہ تو اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوئیں اور رجوع کرنا اس کلام سے صحیح نہیں ہے۔ (لحدیث النبوی الشریف)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۰) ایک طلاق، دو طلاق دی ہے طلاقوں کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا تم کو ایک طلاق دی، دو طلاق دی۔ یا کہا ایک طلاق، دو طلاق دی، اس کہنے سے کتنی طلاقیں ہوئیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں جمع ہو کر تین طلاق ہو جائیں گی۔ (کذافی الشامیۃ)
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۱) غصہ میں طلاق دیں مگر یاد نہیں دو ہیں یا تین؟

سوال:۔ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دی لیکن اس کو یہ یاد نہیں کہ دو مرتبہ دی یا تین مرتبہ، وہ اب اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے، رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی ہے لیکن اگر دو یا تین میں شک ہے تو دو طلاق سمجھی جائیں گی اور دو طلاق صریح میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح جدید صحیح ہے۔ حلالہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ درمختار میں ہے کہ اگر یہ شک ہو کہ طلاق ایک دی یا زیادہ تو کم والے عدد پر

عمل کیا جائے گا۔ الخ۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۲) ایک بیوی کو دوسری بیوی کی طلاق کا اختیار دینا

سوال:۔ ایک شخص ہندہ سے نکاح کرتے وقت یہ کابین نامہ لکھ کر دیا ہے کہ میں اس کی اجازت کے بغیر دوسری شادی یا نکاح نہیں کروں گا، اگر کر دی تو اس کو اختیار ہے کہ میری طرف سے اس دوسری زوجہ پر تین طلاق واقع کر دے، اب زید نے ہندہ کو طلاق دے دی ہے تو اگر اس وقت زید کسی دوسری عورت سے نکاح کرے تو ہندہ اس پر طلاق واقع کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ہندہ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ زید کی دوسری بیوی کو طلاق دے دے۔ (شامی کتاب الایمان میں یہی مسئلہ وضاحت سے مذکور ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۳) بیوی نفقہ نہ دینے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال:۔ ایک شخص نے طلاق دے کر بیوی کو گھر سے نکال دیا، اس بات کو آٹھ سال چار ماہ ہو گئے یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب مولوی نومسلم نے یہ لکھا ہے کہ مذہب حنفی، شافعی اور مالکی و حنبلی کا اتفاق ہے کہ جو شخص اپنی عورت کو چار سال تک نان و نفقہ نہ دے اور گھر سے نکال دے تو طلاق شرعی ہو جاتی ہے اور آیات قرآنیہ سے ثابت ہے کہ تین طلاق کے بعد تین مہینے دس دن میں عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور جو گواہی طلاق کے معتبر گواہوں نے دی ہے، اس کی رو سے شرعاً اس عورت کو نکاح کر لینا جائز ہے، کیا یہ جواب صحیح ہے؟

الجواب:۔ اقول و باللہ التوفیق۔ یہ فتویٰ مولوی نومسلم کا صحیح نہیں ہے، ان کا یہ دعویٰ کہ مذہب حنفی، مالکی، حنبلی و شافعی میں چار برس تک نفقہ نہ دینے سے طلاق ہو جاتی ہے، غلط ہے اور اتفاق کا یہ دعویٰ باطل ہے، تین مہینہ دس دن عدت طلاق کہنا بھی غلط ہے، طلاق کی عدت نص قرآنی کے مطابق تین حیض ہیں اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اسکی عدت تین مہینہ ہے۔ پس جواب اصل سوال کا یہ ہے کہ اگر اس عورت کے شوہر نے اسے طلاق دے دی ہے اور دو عادل گواہ اس کی گواہی دیتے ہیں، (جیسا کہ سوال میں ہے) تو عدت گذرنے کے بعد تین حیض کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۴) تجھے طلاق ہے چلی جا، کہنے سے کونسی طلاق ہوئی

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو تنہائی میں یہ کہہ دیا کہ میری طرف سے تجھے طلاق ہے، چلی جا، اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں اور ہندہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر زید نے اپنی بیوی سے مذکورہ الفاظ کہے ہیں تو اس پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ تنہائی میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اگر دو مرتبہ کہے تو طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۵) پیر صاحب کے خوف سے طلاق دی تو واقع ہوگئی

سوال:۔ ایک پیر نے ایک مرید کی داڑھی خوب پکڑ کر ہلائی اور کہا" بری بیوی بدکار ہے تو اسے طلاق دیدے تو مرید نے جان کے خوف سے چھ سات مرتبہ اپنی بیوی کو طلاق دے دی (کہ اگر نہ دے گا تو پیر صاحب کا جلال اسے مار ڈالے گا) اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ عاقل بالغ کی طلاق ہو جاتی ہے، زبردستی ہو۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۶) نشہ کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال:۔ اگر نشہ کی حالت میں یا غصہ میں طلاق دے دے تو طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ نشہ کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۷) حاملہ، حائضہ اور نفساء کو بھی ہو جاتی ہے

سوال:۔ ہمارے علاقوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر حاملہ یا حائضہ یا نفساء ہو تو طلاق نہیں ہوتی کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب:۔ واضح رہے کہ حاملہ، حائضہ یا نفساء کو اگر طلاق دی جائے تو طلاق واقع ہو جائے

گی ،اگر تین دے گا تو وہ بھی واقعہ ہو جائیں گی ،لیکن ان حالات میں عورت کو طلاق دینا بدعت اور گناہ ہے مگر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (کمافی کتب الفقہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۸) مال کے عوض طلاق جائز ہے یا نہیں؟

سوال:۔ بیوی اگر شوہر کو مال دے کر طلاق لے لے تو جائز ہے یا نہیں اور عدت ہو گی یا نہیں؟

الجواب:۔ بالغ مرد سے اگر اس کی عورت مال دے کر طلاق لے تو طلاق واقع ہو جائے گی اور عدت لازم ہو گی اگر صحبت یا خلوت صحیحہ ہوئی ہے ورنہ عدت نہیں اور وہ روپیہ لینا مرد کے لئے درست ہے، لیکن اگر جھگڑے میں قصور مرد کا ہے تو روپیہ لینا اس کے لئے اچھا نہیں ہے۔ (کمافی البدائع) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲۹) تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں یا کر چکا ہوں تو اس پر تین طلاق اس کا کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا اگر میں تیری اجازت کے بغیر دوسرا نکاح کروں یا کر چکا ہوں تو اس پر تین طلاق، تو شرط کے خلاف کرنے سے اس کی دوسری منکوحہ جس سے نکاح پہلے کیا ہو یا بعد میں نکاح کرے گا کو طلاق ہو گی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں بیوی کی اجازت کے بغیر اگر نکاح کرے گا یا نکاح کر چکا ہے تو اسے تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ (کذا فی الشامیۃ)

(۱۳۰) سب گھر والوں کو طلاق دی کہا گیا، تیری بیوی کو بھی پڑ گئی اس نے کہا پڑ جانے دو

سوال:۔ ایک شخص نے کہا میں نے سب گھر والوں کو طلاق دے دی، لیکن اس کی نیت طلاق کی نہ تھی ایک دن لوگوں نے کہا کہ تیری بیوی پر بھی طلاق پڑ گئی تو اس وقت اس کی زبان سے نکلا کہ پڑ جانے دو، نیت طلاق کی اب بھی نہ تھی کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ (درمختار اور شامی میں جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے) اس صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئی، وہ عورت نکاح سے بالکل خارج ہوگئی۔ اور صریح طلاق میں نیت کی ضرورت نہیں ہے اور پھر شوہر کا یہ کہنا کہ پڑ جانے دو، یہ اور بھی سبب وقوع طلاق ہے۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۳۱) تجھے ہمیشہ کے لئے تین طلاق کہنے کے باوجود حلالہ سے عورت حلال ہو جائے گی

سوال:۔ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی سے کہا تجھ کو ہمیشہ کے لئے تین طلاق تو اس صورت میں شرعی حلالہ کے بعد یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگی یا نہیں، لفظ ہمیشہ سے عدم حلت کا گمان ہوتا ہے؟

الجواب:۔ مذکورہ صورت میں شرعی حلالہ کے بعد وہ عورت زوج اول کے لئے حلال ہو جائے گی، شرعی حلالہ کے بعد زوج اول کے لئے حلال ہونا منصوص ہے۔ ارشاد خداوندی **فان طلقها فلاتحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره** (دو کے بعد) اگر تیسری طلاق بھی دے دی تو اب یہ عورت اس کے لئے حلال نہیں، تاوقتیکہ کسی اور سے نکاح کرے یہ حلت لفظ ہمیشہ کہہ دینے سے ختم نہیں ہوئی بلکہ یہ لفظ لغو ہوگا، مندرجہ ذیل جزئیہ اس کی واضح دلیل ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

۔ **وان قال انت طالق علی ان لارجعة لی علیک یلغو ویملک الرجعة کذا فی السراج الوهاج فتاویٰ عالمگیری کتا ب الطلاق باب۲ فصل۳۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔**
(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۳۲) حالت حمل میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

سوال:۔ عورت کو حمل کی حالت میں طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ جی ہاں حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(۱۳۳) غیر فطری طریقے سے وطی سے نکاح باقی رہتا ہے؟

سوال:۔ اگر کوئی اپنی بیوی کی دبر میں وطی کرے تو نکاح بحال ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورت کی دبر (جائے براز) میں وطی کرنا بالا جماع حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ صدق دل سے توبہ کرے۔ بارگاہ خداوندی میں عجز وانکساری سے اپنے گناہ کی معافی مانگے، یہ سنگین جرم ہے، لیکن بیوی نکاح سے خارج نہیں ہوئی۔

(۱۳۴) اگر بہو سسر پر زنا کا دعویٰ کرے تو حرمت مصاہرت

سوال:۔ اگر ایک بہو اپنے سسر پر زنا کا دعویٰ کرے اس پر حرمت مصاہرہ لازم آتی ہے یا کہ نہیں؟

الجواب:۔ اگر شوہر اس کی تصدیق نہیں کرتا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوگی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳۵) کیا تیری داڑھی شیطان کی داڑھی ہے، کہنے والے کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی

سوال:۔ دو شخص آپس میں ایک دینی مسئلہ پر تنازع کرتے ہیں اور ان میں سے ایک شخص دوسرے کو غصہ کی حالت میں کہتا ہے کہ تیری داڑھی شیطان کی داڑھی ہے اور اس بات کی دو تین بار تکرار کرتا ہے، اس شخص کی بیوی کو طلاق ہو گی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس شخص کا یہ کہنا کہ تیری داڑھی شیطان کی داڑھی ہے، شرعاً درست نہیں اور یہ قول اس کا نہایت ناپسندیدہ اور داڑھی کی اہانت کا موجب ہے اس لئے وہ سخت گناہ گار رہا اس کو توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور آئندہ کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے مکمل احتراز کرنا چاہئے، البتہ اس لفظ سے کفر لازم نہیں آتا اور نہ ہی اس کی بیوی کو طلاق واقع ہوتی ہے کیونکہ اس شخص کا مقصود داڑھی کی توہین نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳۶) طلاق کی عدت کے دوران اگر شوہر انتقال کر جائے تو کتنی عدت ہوگی

سوال:۔ اگر شوہر نے عورت کو طلاق دی اور عورت کی عدت کے دوران شوہر کا انتقال ہو جائے تو عورت طلاق کی عدت کے دن گزارے یا مرنے کی عدت کے دن گزارے؟

الجواب:۔ اگر عورت طلاق کی عدت گزار رہی تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا تو اس کی تین صورتیں ہیں اور تینوں کا حکم الگ الگ ہے:

(۱) ایک صورت یہ ہے کہ عورت حاملہ ہو اس کی عدت وہی وضع حمل (بچے کی پیدائش) ہے، بچے کی پیدائش سے اس کی عدت ختم ہو جائے گی، خواہ طلاق دہندہ کی وفات کے چند لمحوں بعد بچہ پیدا ہو جائے عورت کی عدت ختم ہوگئی۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ عورت حاملہ نہ ہو اور شوہر نے رجعی طلاق دی ہو اور عدت ختم ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو جائے اس صورت میں طلاق کی عدت کالعدم سمجھی جائے گی اور عورت نئے سرے سے وفات کی عدت گزارے گی، یعنی چار مہینے دس دن۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ عورت حاملہ نہ ہو اور شوہر نے بائن طلاق دی تھی، پھر عدت ختم ہونے سے پہلے مر گیا اس صورت میں یہ دیکھیں گے کہ طلاق کی عدت زیادہ طویل ہے یا موت کی، ان دونوں میں سے جو زیادہ طویل ہوگی وہ اس کے ذمہ لازم ہوگی یا یوں کہہ لیجئے کہ عورت اس صورت میں طلاق اور وفات دونوں کی عدت بیک وقت گزارے گی۔ ان میں سے اگر ایک پوری ہو جائے اور دوسری کے کچھ دن باقی ہوں تو ان باقی ماندہ دنوں کی عدت بھی پوری کرے گی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳۷) عدت کے دوران ملازمت کرنا

سوال:۔ عورت عدت میں کوئی بہتر ملازمت مل جائے تو وہ شرعی طور سے ملازمت کر سکتی ہے یا کوئی مضائقہ ہے؟

الجواب:۔ اگر خرچ کا انتظام نہ ہو تو محنت مزدوری ملازمت جائز ہے، اگر خرچ کا انتظام ہو تو ملازمت بھی جائز نہیں۔

(۱۳۸) نکاح کے بعد عورتوں کو پیش آنے والے مصائب کا سہل علاج

سوال: ۔آج کل عورتوں کو نکاح کے بعد جس قدر پریشانیوں کا سامنا ہوتا ہے جو کہ محتاج بیان نہیں، کبھی مرد ظلم کرتا اور بے رخی سے پیش آتا ہے، کبھی بال بچوں سے بے فکر ہو کر پردیس چلا جاتا ہے اور لاپتہ ہو جاتا ہے، کبھی نامرد نکلتا ہے۔ بعض دفعہ باکرہ کا نکاح ولی اپنی رائے سے کر دیتا ہے اور نکاح کے بعد عورت اور مرد میں توافق نہیں ہو پاتا، بعض دفعہ مرد مجنون بھی ہو جاتا ہے۔

بعض علاقوں میں مثلاً ہندوستان وغیرہ میں قاضی شرعی کا وجود نہیں ہوتا ہو جو ان پریشانیوں کا علاج تھا، مگر جب قاضی شرعی نہ ہو تو بعض دفعہ غیر مسلم حاکم فیصلہ کرتے ہیں جو کہ شرعاً معتبر نہیں ہوتے، بعض مسلم حاکم بھی فیصلہ کر دیتے ہیں، مگر وہ بھی قابل اطمینان نہیں ہوتے جیسے پاکستان وغیرہ میں۔آپ سے درخواست ہے کہ اس کا کوئی سہل علاج ارشاد فرمائیں، تاکہ عورتیں مصیبت کے وقت اس پر عمل کر کے ظلم سے نجات پائیں۔

الجواب: ۔صورت مسئولہ میں عورتوں کی اس مصیبت کا سہل علاج یہ ہے کہ عورت یا اس کا وکیل بوقت نکاح دولہے سے یوں کہے کہ میں نے اپنے آپ کو تیرے نکاح میں یا قاضی یوں کہے کہ میں نے مسماۃ فلاں کو تیرے نکاح میں اس شرط پر دے دیا کہ معاملہ کا اختیار مسماۃ فلاں کے ہاتھ میں ہوگا وہ جب اور جس وقت چاہے گی اپنے آپ کو طلاق دے لے گی، اس کے جواب میں مرد ناکح یوں کہے گا کہ میں نے قبول کر لیا تو معاملہ عورت کے اختیار میں ہوگا، وہ جب اپنے اوپر مصیبت وظلم دیکھے اپنے آپ کو خود ایک طلاق بائن دیکر شوہر کے نکاح سے نکل جائے گی۔اس صورت کے جواز میں علماء حنفیہ کا اختلاف نہیں ہے۔

بعض لوگوں نے اس کو نکاح معلق میں داخل سمجھ کر شبہ کیا ہے، مگر درحقیقت یہ نکاح معلق نہیں ہے بلکہ نکاح منجز ہے جو اختیار معلق سے مشروط ہے۔نکاح معلق وہ ہے کہ اس وقت نکاح ہی نہیں، جیسے عورت یوں کہے کہ میں نے اپنے کو نکاح میں دے دیا، اگر میرا باپ راضی ہو یا مرد کہے کہ میں نے قبول کیا اگر زید راضی ہو، اس صورت میں نکاح نہیں ہوتا اور اگر اصل نکاح کو معلق نہ کیا جائے، بلکہ اس کے ساتھ کوئی شرط زائد لگائی جائی تو یہ جائز ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ مجلس عقد میں نکاح اسی وقت ہو رہا ہے، مگر اس کے ساتھ ایک شرط ہے جسے شوہر سے منوایا جاتا ہے۔

(۱۳۹) انتہائی ذلت، اور بے عزتی کے خوف سے طلاق دینا، طلاق بالا کراہ ہے یا نہیں؟

سوال: ۔ میاں بیوی دونوں معزز اور خاندانی ہیں کسی وجہ سے عورت کے دل میں شوہر کی طرف سے سخت نفرت پیدا ہوگئی وہ بضد طلاق کا مطالبہ کرتی تھی شوہر اسے مطمئن کرنے کی غرض سے ہمراہ لے کر امارت شرعیہ بہار واڑیسہ (انڈیا کے شہر میں) پہنچا تو دفتر بند تھا واپس ہونے لگے تو بیوی نے سخت غصہ میں برقع اتار پھینکا اور آنکھیں نکال کر شوہر کا گریبان پکڑ لیا اور بھرے بازار میں طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ لوگ جمع ہو گئے تو شوہر نے اپنی بے عزتی اور عورت کی زبردستی کی وجہ سے طلاق نامہ لکھ دیا، اس سے بھی وہ مطمئن نہیں ہوئی اور تین مرتبہ طلاق لکھوائی، شوہر نے زبان سے کچھ نہیں کہا دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ صورت اکراہ (زبردستی) کی ہے یا نہیں؟ اور طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ۔ بصورت اکراہ جب کہ جان کا خطرہ ہو یا کسی عضو کے تلف ہو جانے یا شدید نا قابل برداشت مار یا انتہائی ذلت کے خوف سے اگر زبانی طلاق (کلمات طلاق زبان سے ادا کر کے) دی جائے تو وہ واقع ہو جاتی ہے اور زبان سے الفاظ طلاق بولے بغیر صرف طلاق کی تحریر لکھ دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لہٰذا صورت مسئولہ میں چونکہ شوہر ذی منصب و ذی جاہ بھی ہے اور واقعہ تحریری طلاق کا ہے اس لئے طلاق واقع نہ ہوگی۔

رہی یہ بات کہ صورت مسئولہ اکراہ کی صورت ہے اس کے لئے درج ذیل عبارتیں پیش ہیں:

(۱) مفتی مدینہ منورہ علامہ سید اسعد المدنی فتاویٰ سعودیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے شوہر سے لڑے اور اس کے کپڑے پھاڑ دے اور کہے کہ مجھے طلاق دو اور شوہر کو پتہ ہو کہ سوائے طلاق دینے کے جان چھوٹنے کی کوئی صورت نہیں تو وہ طلاق کا لفظ کہہ دے اور اس کی طلاق کے وقوع کی نیت نہ ہو، صرف اس سے جان بچانے کے لئے کہہ دے اور اس سے پہلے دو طلاقیں دے چکا ہو تو اب اس آخری طلاق کا کیا حکم ہے (تو اس کا جواب لکھتے ہیں کہ اس کے کہنے کی وجہ سے طلاق واقع ہوگئی اور نیت کا اعتبار نہیں۔) اس کی طویل بحث بحر الرائق میں ہے وہاں دیکھ لو اور یہ صورت ''طلاق مکرہ'' کی ہے اور اس صورت میں طلاق کے وقوع میں شک

نہیں۔ (فتاوی اسعدیہ، صفحہ ۱/۵)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت جو سوال میں ہے وہ بھی اکراہ کی ہے، لہذا تحریری طلاق واقع نہ ہوگی۔

درمختار میں ہے کہ اور تیسری شرط یہ ہے کہ جس کی وجہ سے اکراہ ہو وہ چیز جان یا عضو کی تلف کرنے والی یا اس کی موجب ہو، ایسے غم واندوہ کی جو رضامندی کو نیست ونابود کر دے......اور یہ یعنی موجب غم کمتر مرتبہ ہے اکراہ کا۔ اور وہ لوگوں کے مختلف ہونے سے بدل جاتا ہے، کیونکہ عزت دار لوگ سخت بات سے غمگین ہو جاتے ہیں اور کمینے اکثر آزردہ نہیں ہوتے، سوائے یہ کہ سخت پٹائی کی جائے۔ کما ذکرہ ابن الکمال۔ غایۃ الاوطار۔ ترجمہ الدر المختار (ص ۴/۸۱)

درمختار میں ایک اور جگہ ہے کہ ایک شخص پر اکراہ ہو قتل یا تلف کرنے والی ضرب شدید کی وجہ سے۔ نہ کہ ایک دو کوڑے کی ضرب سے کیونکہ وہ تلف کرنے والی نہیں، البتہ آنکھ پر اور آلہ تناسل پر متلف ہے...... یا لمبی قید ہو، بخلاف ہلکی مار یا ایک دو روز کی قید کے، کیونکہ وہ اکراہ نہیں، مگر عزت دار کے حق میں اکراہ ہے۔ (غایۃ الاوطار، ص ۴/۸۲)

بحر الرائق میں محیط کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہمارے مشائخ کہتے ہیں کہ جب آدمی صاحب منصب ہو تو اسے معلوم ہے کہ کوڑے کی ایک ضرب یا ایک دن کی قید بھی اسے نقصان دے گی تو یہ اکراہ ہوگا۔ کیونکہ اکراہ لوگوں کے احوال سے بدلتا رہتا ہے الخ۔ (البحر الرائق، صفحہ ۸/۷۱ تکملہ)

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے کہ ایک ضرب کوڑے کی یا ایک دن کی قید اکراہ نہیں ہے مگر یہ کہ وہ شخص ذی منصب ہو، جسے وہ نقصان اور ضرر سمجھے تو رضامندی کے زائل ہونے کی وجہ سے اس کے حق میں یہ بھی اکراہ ہوگا۔ (ص ۲/۱۰۵)

عینی شرح کنز میں بھی عزت دار اور صاحب منصب کے لئے اسے اکراہ شمار کیا گیا ہے، مجمع الانہر، شرح ملتقی الابحر میں بھی اسی پر بحث کرتے ہوئے عزت دار کو سخت بات سے غمگین ہونے اور اسے ضرب شدید سے زیادہ بھاری ہونے کو تسلیم کرتے ہوئے ایک کوڑے کی ضرب اور ایک دن کی قید کو اکراہ تسلیم کیا ہے۔ مجمع الانہر (صفحہ ۲/۴۳۰)

ان حوالہ جات سے بقدر مشترک یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ شوہر شریف النسب اور ذی منصب وذی جاہ ہے، اس لئے یہ صورت اکراہ کی ہے اور واقعہ تحریری طلاق کا ہے، اس لئے طلاق

واقع نہ ہوگی۔ اس کی مزید تائید فتاویٰ دار العلوم قدیم (صفحہ ۲۴۲/۳۔۴) پر مفتی عزیز الرحمٰنؒ کا فتویٰ بھی ہے، جس میں والد کی ناراضگی اور خفگی کو بھی اکراہ شمار کیا گیا ہے اور تحریری طلاق کے اکراہ کی وجہ طلاق واقع نہ ہونے کا فتوی دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۴۰) زبردستی کی طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال:۔ ایک شخص نے ایک بیوہ سے نکاح کرلیا تھا مگر اس کے سسر نے زبردستی طلاق دلا دی تو طلاق پڑ گئی یا نہیں، وہ دونوں پھر اس نکاح میں رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی ہے کیونکہ جبراً طلاق دلوانے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن اگر ایک طلاق دی ہے تو عدت کے اندر بغیر جدید نکاح کے وہ شخص مطلقہ سے رجوع کر سکتا ہے اور اگر عدت گذر چکی ہے تو نکاح جدید کے ساتھ لوٹا سکتا ہے۔ (اگر تین دی ہیں تو بغیر حلالہ شرعی کے نکاح نہیں ہو سکتا۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۱) کسی کو کہا گیا کہ لکھنے سے طلاق نہیں ہوتی اس نے لکھ دی، کیا حکم ہے؟

سوال:۔ میں نے اپنی منگیتر کو چھوڑ کر دوسری جگہ نکاح کرلیا تھا، مگر میری منگیتر اس کے باوجود میرے انتظار میں بیٹھی رہی، آخر کار لوگوں کے کہنے سننے کے بعد نکاح کی تیاری ہوئی مگر عین موقع پر اس کے والد نے کہا کہ پہلی بیوی کو طلاق دے دو۔ میں نے صاف انکار کر دیا، لیکن باتیں بہت ہونے لگیں تو ایک مولوی صاحب نے مجھے کہا کہ تم کاغذ لکھ دو تو ان کی زبان بند ہو جائے گی اور وقت گذر جائے گا۔ محض لکھنے سے طلاق نہیں ہوتی۔ مولوی کے کہنے پر یقین کر کے میں نے سمجھا کہ لکھنے سے طلاق نہیں ہوگی۔ چنانچہ وہ لکھواتا گیا، میں لکھتا گیا۔ تین طلاق، میری بیوی کا نام، سب لکھا گیا، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ طلاق جس طرح زبان سے کہنے سے واقع ہوتی ہے لکھنے سے بھی ہو جاتی ہے۔ لہذا جب مولوی نے باقاعدہ آپ کے ہاتھ سے طلاق نامہ لکھوایا اور آپ نے لکھ دیا تو آپ کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو گئی، اس مولوی نے آپ کو دھوکا دیا، چنانچہ اس کی تحقیق فتاویٰ شامی میں ہے کہ لکھنے سے طلاق ہو جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ طلاق مذاق میں اور صحیح دونوں طرح واقع

ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۲۸۴) اور بغیر نیت بھی صریح طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ فقط۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۲) مفقود کا شرعی حکم کیا ہے؟

سوال:۔ تقریباً بائیس برس کی لڑکی کی شادی چار برس پہلے ہوئی تھی۔ شادی کے ڈیڑھ دو برس بعد اس کا خاوند گم ہو گیا ہے۔ حسب امکان جستجو کی، مگر پتہ نہ لگا۔ تقریباً بیس ماہ سے بالکل لا پتہ ہے، عورت کو شوہر کی جائیداد میں سے نفقہ ولباس نہیں ملتا تو اب عورت کیا کرے اور اس کے نفقہ و لباس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس طرف کے علماء سے مسئلہ دریافت کرنے پر کہا کہ نوے برس تک انتظار کرے، اس پر آشوب دور میں جوان عورت کے لئے شریعت مطہرہ میں کچھ گنجائش ہو تو عربی عبارت کے حوالہ سے جواب دیں۔

الجواب:۔ جمہور ائمہ و مجتہدین کا اجماع یہی ہے کہ لا پتہ شخص کو مال و جائیداد کے بارے میں اس وقت تک زندہ مانا جائے گا جب تک اس کے ہم عمر زندہ ہیں۔ جب اس کی بستی میں اس کے ہم عمر مر جائیں تب اس کو بھی متوفی اور مردہ تسلیم کیا جائے اور اس کا ترکہ تقسیم کر دیا جائے گا اور نوے سال کی مدت ایسی مانی گئی ہے کہ اس کے ہم عمر ختم ہو جائیں۔ اس ضابطہ کی بناء پر عورت کو بھی نوے سال کے بعد بیوہ ماننا چاہئے۔ (ہاں بعض صورتوں میں، جیسے کہ جنگ میں گم ہو گیا ہو یا ٹی بی یا کینسر وغیرہ مہلک امراض میں غائب ہو گیا ہو یا دریا میں کام کرتے ہوئے لا پتہ ہو گیا ہو اور شرعی قاضی کو اس کی موت کا غالب گمان ہو جائے تو موت کا حکم دے سکتا ہے۔)

لیکن حضرت امام مالکؒ نے عورت کے بارے میں چند شرطوں کے ساتھ چار برس کی مدت متعین فرمائی ہے۔ دلیل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے کہ:

(ترجمہ) جس عورت کا خاوند مفقود ہو جائے اور پتہ نہ چلے کہ وہ کہاں ہے (زندہ ہے یا مر گیا) تو عورت شرعی قاضی وغیرہ کے حکم سے چار برس انتظار کرے، پھر چار ماہ دس دن عدت گزار کر نکاح کر سکتی ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل نے بھی بعض مواقع میں چار برس کی مدت تسلیم کی ہے اور اب وقت کی نزاکت اور پر آشوب دور کا لحاظ کر کے ناچاری و مجبوری کی صورت میں حنفی فقہاء بھی

حضرت امام مالک کے مذہب کے مطابق چار برس کی مدت کا فتویٰ دیتے ہیں۔

لوفتی حنفی فی هذه المسئلة بقول مالک عندالضرور لاباس به عمدة الرعایه علی شرالوقایه (صفحہ ۳۱۳، ج۱) الدر المنتقی شرح الملتقی (صفحہ ۱۲۲، ج۱۔ شامی، صفحہ ۴۵۶، ج۳)

خلاصہ یہ کہ اگر کسی عورت کا خاوند لاپتہ ہو جائے اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا اور عورت نفقہ ولباس سے عاجز ہو یا عفت کے ساتھ زندگی گزارنا دشوار ہو تو ایسی مجبوری کی صورت میں عورت اپنا مقدمہ شرعی قاضی کی عدالت میں دائرہ کرے، جہاں شرعی قاضی نہ ہو اور مسلم جج کو گورنمنٹ نے اس جیسے مقدمہ کا شرعی فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہو تو اس مسلم جج کے یہاں مقدمہ دائر کرے یا دیندار مسلمانوں کی پنچایت میں جو شریعت کے مطابق فیصلہ کر سکے اپنا مقدمہ پیش کر کے جدائی کا مطالبہ کرے تو قاضی وغیرہ معاملہ کی تحقیق وتفتیش کر کے عورت کو مزید چار برس انتظار کرنے کا حکم دیں۔ چار برس بعد پھر عورت کے مطالبہ پر شوہر کی وفات کا حکم صادر کر کے وفات کی عدت گزار کر نکاح کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ اگر عورت مدت دراز تک صبر کر کے عاجز وتنگ آ گئی ہو اور مزید چار برس صبر نہ کر سکتی ہو اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا نہایت قوی اندیشہ ہو تو ایسے خطرناک موقع پر مالکی مذہب کے مطابق فقط ایک برس انتظار کرا کر جدائی کر کے عدت طلاق گزار کر قاضی وغیرہ نکاح کی اجازت دے سکتے ہیں۔ (الحیلۃ الناجزہ، صفحہ ۱۱۱ بالفاظہ) عدت ختم ہونے تک عورت لاپتہ خاوند کی جائیداد میں نفقہ ولباس وغیرہ خرچ لینے کی شرعاً حقدار ہے۔ (ملخص)

باب الکنایات

ایسے الفاظ سے طلاق دینا جن میں دوسرے معنی کے ساتھ طلاق کا معنی بھی پایا جاتا ہو

(۱۴۳) ''اس کی مجھے کوئی ضرورت نہیں'' سے نیت ہو تو طلاق ہو گی

سوال:۔ایک شخص نے ایک عورت سے تکلیف نہ دینے کا وعدہ کر کے شادی کر لی اور اس کے بعد بہت تکالیف دیں اور وعدہ خلافی کی، کیا اس طرح سے نکاح باقی رہے گا؟ اور پھر جس سے نکاح کیا اس کے لئے یہ بھی کہا کہ، یہ جو تمہاری لڑکی میرے نکاح میں ہے اس کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ کیا ان الفاظ سے نکاح باقی رہے گا؟

الجواب:۔ اگر شوہر اس طرح کہتا کہ اگر میں اپنے وعدے کے خلاف کروں تو اس منکوحہ پر نکاح کے بعد طلاق ہے تو بصورت وعدہ خلافی اس کی عورت پر طلاق واقع ہو جاتی (جیسا کہ تعلیق کا حکم ہے۔) لیکن چونکہ اس صورت میں شوہر نے ایسا نہیں کہا اور طلاق کو وعدہ خلافی پر معلق نہیں کیا لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اور جو الفاظ شوہر نے بیوی کو کہے ہیں یہ کنایہ کے الفاظ ہیں ان میں اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں، پس شوہر سے معلوم کیا جائے کہ اس نے کس نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں۔ (فقط مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۴) ''مجھ سے تیرا کچھ تعلق نہیں'' سے نیت ہو تو طلاق ہو گی

سوال:۔ زینب کا نکاح عمر سے ہوا تھا مگر نکاح کے دوسرے دن سے ہی باہم نا اتفاقی پہلے ساس کی طرف سے پھر عمر کی طرف سے شروع ہو گئی، اور پھر ناراضگی بھی ہوئی مگر عرصہ تین سال پہلے عمر نے اسے مار پیٹ کر اس کا زیور جہیز وغیرہ اس کے میکہ پہنچا دیا اور کہا ہم کو منہ نہ دکھانا ہم سے تمہارا کچھ تعلق نہیں ہے اور دوسرا نکاح کر لیا، کیا اس صورت میں زینب عقد ثانی کی مجاز نہیں کیونکہ عمر نہ پنچائت قبول کرتا ہے نہ صاف طور پر جواب دیتا ہے؟

الجواب:۔ جو الفاظ عمر نے زینب کو کہے ہیں ان سے اگر نیت طلاق کی تھی تو بائنہ طلاق ہو جائے گی، عدت کے بعد زینب نکاح ثانی کر سکتی ہے اگر نیت طلاق کی نہ تھی تو کوئی طلاق واقع نہ ہوئی۔ اس صورت میں عمر سے دریافت کر لیا جائے اور اس کو بذریعہ نالش مجبور کیا جائے کہ وہ زینب کی خبر گیری کرے اور نان نفقہ ادا کرتا رہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۵) ''مجھ سے تجھے (یا تیرا کوئی واسطہ نہیں'' کہنے کا حکم)

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی سے چند بار کہا کہ تو اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا میں اور شادی کرنے والا ہوں مجھ سے اور تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے، اس صورت میں اس کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر شوہر کے ان الفاظ سے نیت طلاق کی ہو تو طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں ہو گی۔ جیسا کہ الدر المختار میں ہے، **ففی حالة الرضاء تتوقف الا قسام الثلاثة علیٰ نية الخ.** (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۶) ''یہاں سے چلی جا نہ میں تیرا خاوند نہ تو میری بیوی'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو جھگڑے میں سخت فحش گالیاں دیں اور کہا تو روپیہ دینے سے انکار کرتی ہے تو مجھ سے تجھے کوئی واسطہ نہیں، یہاں سے چلی جا ''نہ میں تیرا خاوند نہ تو میری بیوی'' ایسی حالت میں طلاق ہو گئی یا نہیں؟

الجواب:۔ ان الفاظ میں اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ درمختار میں ہے لست لک بزوج اولست لی با مرأۃ الخ طلاق ان نواہ الخ . فقط

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۷) ''جہاں تیرا دل چاہے چلی جا'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو بے انتہا مارا اور یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا، ''جہاں تیرا دل چاہے چلی جا۔'' عورت کو اس کے بھائی لے گئے جس کو پانچ سال ہو گئے ہیں نہ شوہر لینے آیا، نہ نان نفقہ کی خبر لی۔ طلاق ہوئی یا نہیں عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں اگر ان الفاظ سے شوہر کی نیت طلاق کی تھی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گئی، نیت ہونے نہ ہونے کی بابت شوہر سے دریافت کیا جائے اگر نیت طلاق کی تھی تو عدت بھی گذر چکی لہذا اس کا دوسری جگہ نکاح درست ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴۸) بیوی، شوہر سے جوا چھوڑ دینے پر طلاق کی قسم لے لے تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ زید جوا کھیلتا ہے، اس وجہ سے اس کی بیوی اس سے ناراض رہتی ہے ایک دن بیوی نے کہا آپ جوا چھوڑ دیجئے اور میری طلاق کی قسم کھایئے تو زید نے کہا مجھے طلاق کی قسم منظور ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ یمین منعقد ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو پھر جوا کھیلنے کی صورت میں کون سی طلاق واقع ہو گی؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں اگر جوا کھیلے گا تو ایک طلاق رجعی واقع ہو گی، عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے، رجوع کی صورت یہ ہے کہ مجامعت کرے یا زبان سے کہہ دے کہ میں بیوی کو واپس لیتا ہوں تو رجوع درست ہو جائے گا تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ درمختار وغیرہ میں رجوع کا طریقہ یہی لکھا ہے (اور جوا کھیلنا سخت گناہ اور حرام ہے اسے چھوڑ دینا ضروری ہے اور اب تک جو سرزد ہوا ہے اس پر توبہ واستغفار کی ضرورت ہے۔ م)

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۴۹) ''تم جب مجھ سے چھٹی ہونا چاہو تو بچوں کو بددعا دینا'' اس جملہ کا شرعی حکم

سوال: ۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ جب ''تم مجھ سے چھٹی ہونا چاہو تو بچوں کو بددعا دینا تو تم مجھ سے چھٹی ہو جاؤ گی۔'' ان الفاظ کے کہنے سے شوہر کا مقصد عورت کو طلاق کا اختیار دینا تھا، عورت نے ابھی تک اختیار کو استعمال نہیں کیا ہے، تو کیا شوہر طلاق کا اختیار واپس لے سکتا ہے؟ اور اگر عورت اپنے اختیار کو استعمال کرے تو کون سی طلاق واقع ہوگی؟

الجواب: ۔ جب عورت کو طلاق کا اختیار دینے کی غرض سے کہا گیا ہے کہ جب تم چھٹی ہونا چاہو تو بچوں کو بددعا دینا تو عورت کو طلاق کا اختیار حاصل ہو گیا، عورت جب بچوں کو بددعا دے گی تو چھٹی ہو جائے گی یعنی طلاق رجعی واقع ہوگی، اگرچہ لفظ ''چھٹی ہونا'' کنایہ ہے مگر غلبہ استعمال سے صریح کے حکم میں ہے اس لئے طلاق رجعی واقع ہوگی، عدت کے اندر رجوع جائز ہے اور عدت کے بعد بتراضی زوجین (میاں بیوی کی رضامندی سے) تجدید نکاح درست ہے حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اور شوہر اپنے اختیار کو واپس نہیں لے سکتا۔ (تفصیلات ہدایہ صفحہ ۳۶۱ اور شامی (ج ۲ صفحہ ۶۳۸) اور دیگر کتب فقہ میں موجود ہیں۔)

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۵۰) ''گھر سے نکل جا تو میرے کام کی نہیں'' کہنے کا حکم

سوال: ۔ زید نے اپنی بیوی کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور کہا ''تو میرے کام کی نہیں گھر سے نکل جا''، لیکن لفظ طلاق نہیں کہا اور ایک دو سال تک نفقہ نہیں دیا اور نہ رجوع کیا ایسی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: ۔ ان الفاظ سے اگر نیت طلاق کی ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی ہے اس میں نکاح جدید بغیر حلالہ کے درست ہے۔ اور اگر نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع نہیں بدستور وہ عورت اس کی بیوی ہے۔ فی الدر المختار. فالکنایات لا تطلق بھاقضآء الابنیة او دلالة الحال نحو اخرجی، واذھبی الخ.

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۱) ''میرا نباہ کرنا دنیا میں مشکل ہے'' لکھنے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال:۔ شوہر نے اپنی خوش دامن کو ایک تحریر لکھی کہ آپ کی لڑکی کا اور ''میرا نباہ دنیا میں مشکل ہے۔'' اب وہ کہتا ہے کہ یہ تحریر میں نے یوں ہی لکھ دی تھی طلاق کی نیت نہ تھی۔ آیا اس فقرہ سے طلاق پڑی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ نباہ کو مشکل کہنا نہ تو صریح طلاق ہے نہ کنایہ ہے۔ اور پھر کنایہ ہو بھی تو نیت کی ضرورت ہے جب کہ شوہر نیت طلاق سے انکار کرتا ہے۔ (فقط مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۲) ''تم نکاح کرو تو کرلو'' بیوی کو لکھنے کا حکم

سوال:۔ میرے خاوند عبدالکریم خان نے میرے نام ایک چھٹی لکھی تھی کہ میری طرف سے دوسری کوئی امید نہ رکھنا اگر رکھنا تو طلاق کی امید رکھنا، دوسری چھٹی تین ماہ بعد آئی کہ ''تم نکاح کرو تو کرلو۔'' ان دونوں چھٹیوں کے مضامین طلاق کی حد تک پہنچے ہیں یا نہیں؟ اور میں عبدالکریم خان کی زوجیت سے علیٰحدہ ہو چکی ہوں یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں ایک طلاق بائنہ عورت پر واقع ہوگئی اور وہ عدت کے بعد دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ کیونکہ عبدالکریم خان کے دوسرے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی نے اس سے طلاق کا سوال ان الفاظ سے کیا کہ اگر تم نے طلاق باضابطہ روانہ نہ کی تو میں دوسرا نکاح کرسکتی ہوں اس پر شوہر نے لکھا کہ ''اگر تم نکاح کرو تو کرلو۔'' یہ الفاظ کنایات طلاق میں سے ہیں اور کنایات میں نیت یا دلالت حال سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔ درمختار میں ہے اذھبی وتزوّجی، تقع واحدة بلانیت الخ. (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۳) ''میری زوجیت سے باہر ہوگئی'' کہنے کا حکم

سوال:۔ ایک عورت اپنے سسر اور ساس سے جھگڑا کر کے میکے جا بیٹھی (شوہر کی مرضی کے بغیر) وہیں رہتی ہے اور شوہر کا بیان یہ ہے کہ یہ عورت جس تاریخ سے میرے مکان سے بغیر

اجازت باہر گئی ہے میری زوجیت سے باہر ہوگئی ہے۔ اب میں کسی طرح اپنے مکان میں یا بطور زوجیت کے نہیں رکھ سکتا اور نہ نان ونفقہ ومہر دے سکتا ہوں بلکہ وہ روپیہ اور زیور جو وہ لے گئی ہے میری ذات خاص سے جمع کیا ہوا ہے میں اس کے لینے کا مستحق ہوں۔ بتائیے کیا عورت نکاح سے خارج ہوگئی؟ جتنے عرصے اپنے والدین کے ہاں رہی ہے اس کے نفقے کی مستحق ہے یا نہیں؟ اور جو کچھ زیور در روپیہ وہ لے گئی ہے شوہر اسے واپس لینے کا مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ محض عورت کے بغیر اجازت گھر سے نکل جانے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور وہ شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی البتہ جو شوہر نے یہ الفاظ کہے کہ میرے نکاح وزوجیت سے باہر ہوگئی اگر یہ ایقاع طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو یہ الفاظ کہنے کے وقت اس کی بیوی مطلقہ ہوگئی۔ **کما فی عالمگیریه ولو قال انا بری من نکاحک یقع الطلاق اذا نویٰ الخ** وہ پہلے سے مطلقہ نہیں ہوئی تھی، اور جو عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نکلے ایسی عورت کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے۔ مہر شوہر کے ذمہ واجب الاداء ہے اور جو زیور وہ لے گئی تھی اگر وہ شوہر نے بنوایا اور اسی کا دیا ہوا تھا اور شوہر نے اسے ہبہ نہیں کیا تھا تو وہ شوہر کی ملکیت ہے، شوہر اس کو واپس لے سکتا ہے۔ فقط (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۴) ''تین پتھر پھینکے اور کہا چلی جا'' اس کا کیا حکم ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کی طرف '' تین پتھر پھینکے اور کہا اٹھ اور چلی جا میرے گھر میں نہ بیٹھ۔'' اس عورت کا کیا حکم ہے؟ اسے کون سی طلاق ہوئی؟

الجواب:۔ پتھر پھینکنے سے اگر چہ نیت طلاق کی کی ہو طلاق نہیں ہوگی **کما فی الشامیة** لیکن جو کلمات اس نے اس کے بعد کہے ہیں اگر ان میں سے کسی ایک سے یا سب سے نیت طلاق کی کی تھی تب ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی اور اگر نیت نہیں کی تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۵) ''میرے کام کی نہیں، مجھے اس سے سروکار نہیں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو یہ کہہ کر اپنے مکان سے نکال دیا کہ '' جا تو میرے کسی کام کی نہیں

ہے، تجھے اپنے نفس کا اختیار ہے اور خطوط میں بھی یہی لکھا کہ مجھے ہندہ سے کوئی سروکار نہیں، میں اسے نہیں چاہتا، میں اسے اپنے گھر سے نکال چکا ہوں اب ہندہ تقریباً بارہ سال سے اپنے شوہر زید سے علیحدہ رہتی ہے کیا اس صورت میں بغیر مزید تحقیقات کے صرف ہندہ کے حلفیہ بیان پر اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہوسکتا ہے؟

الجواب:۔ یہ الفاظ جو شوہر نے زبانی کہے یا بذریعہ خط لکھے ہیں، کنایہ کے الفاظ ہیں صریح طلاق کے الفاظ نہیں ہیں، ان الفاظ میں نیت کا اعتبار ہوتا ہے یا پھر دلالت حال کا، اور جب شوہر کی نیت کچھ معلوم نہ ہو اور نہ ہی مذاکرہ طلاق (آپس میں طلاق کا تذکرہ) کا ہو اور نہ غصہ کی حالت میں یہ الفاظ کہے گئے ہیں تو ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوتی۔ اور جب ہندہ کو طلاق نہیں ہوئی تو اسے دوسرا نکاح کرنا درست نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۵۶) ’’یہ میرے لائق نہیں، میری بیوی نہیں‘‘ کہنے کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کے چال چلن دیکھ کر یہ الفاظ کہے کہ یہ میرے لائق نہیں، جس جگہ چاہے نکاح کرے یا بازار میں بیٹھ جائے اور یہ لکھ دیا کہ یہ میری بیوی نہیں ہے۔ اب وہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی تو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ ان الفاظ سے جو اس شخص نے اپنی بیوی کو کہے ہیں طلاق کی نیت کرنے سے طلاق واقع ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر وہ شخص طلاق کی نیت کا انکار کرے تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (**هكذا في كتب الفقه**)

(۱۵۷) ’’اپنی زوجیت سے علیحدہ کر دیا‘‘ لکھنے کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو نوٹس دیا کہ میں نے تجھے اپنی زوجیت سے علیحدہ کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی تو رجعت ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر زید نے یہ الفاظ نیت طلاق کہے ہیں تو اس کی زوجہ پر طلاق بائن واقع ہوگئی، رجعت نہیں ہوسکتی۔ (كما في الشامية) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵۸) ''میں اس کو نہیں رکھتا، یہ میرے لائق نہیں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ ایک شخص اپنی بیوی کو رخصت کرا کر اپنے گھر لے آیا دو تین روز بعد معلوم ہوا کہ اس کو ناجائز حمل ہے تو وہ اس کو اس کے والدین کے گھر چھوڑ گیا اور یہ کہہ گیا کہ اس کو میں نہیں رکھتا، یہ عورت میرے لائق نہیں ہے۔ عوت کے والدین اسے دوسرے شخص کے گھر بٹھا دیا اب وضع حمل ہو چکا ہے اور وہ دوسرا شخص اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس کی بیوی پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی، عدت کے بعد دوسرے شخص سے اس کا نکاح درست ہے۔ عدت اس کی وضع حمل تھی تو بچہ پیدا ہو چکا ہے اور عدت ختم ہو گئی ہے نکاح درست ہے لیکن پہلے شوہر سے معلوم کیا جائے کہ اس طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے تھے یا نہیں؟ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۵۹) ''جا دور ہو چلی جا'' کہنے سے نیت طلاق کی ہو تو طلاق ہے۔

سوال:۔ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں ایک کو اچھی طرح رکھتا ہے دوسری کو ایک ہفتہ تک کھانے کو نہیں دیتا، اور اسے یہ الفاظ کہے، جا دور ہو چلی جا، اپنے باپ کے ہاں جا کر رہ تیرا میرا کچھ مطلب نہیں۔ اور اب اس شخص کو تین سال کی جیل ہو گئی ہے۔ یہ بتایئے کہ مذکورہ الفاظ سے اس کی بیوی پر طلاق پڑ گئی یا نہیں وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسا شخص جو دونوں بیویوں میں برابری نہ کرے فاسق اور مستحق عذاب ہے، جو الفاظ وہ اپنی ایک بیوی کو کہتا ہے اگر نیت طلاق کی ہے تو طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں، کیونکہ الفاظ کنایہ کے ہیں صریح طلاق کے نہیں ہیں۔ اور کنایہ میں نیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور دوسرا نکاح عورت کا اسی وقت جائز ہوتا ہے جب پہلے شوہر کی طرف سے طلاق ہو جائے اور جیل جانے سے بھی طلاق نہیں ہوتی۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۰) ''مہر کی رسید لا دو اور طلاق تحریری لے لو'' سے طلاق نہیں ہو گی

سوال:۔ چند ماہ پہلے زید کی بہن کا عقد بکر سے ہوا تھا اب زید نے بکر سے رخصتی کے لئے کہا تو

بکر نے یہ جواب دیا کہ یہ نکاح مجھے شروع سے ہی مرغوب نہ تھا اور نہ اب تعلق رکھنا منظور ہے لہذا مجھے ''مہر کی رسید لا دو اور تحریر طلاق لے لو۔'' ان الفاظ سے قطع تعلق ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ الفاظ کہ مجھے ''مہر کی رسید لا دو طلاق تحریری لے لو'' بطریق وعدہ اور بطریق تعلیق کے ہے کہ اگر تم رسید لا دو گے تو میں طلاق نامہ لکھ دوں گا اس سے فی الحال طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اور یہ لفظ کہ ''اور نہ اب تعلق رکھنا منظور ہے کنایہ ہے اگر اس سے نیت طلاق کی تھی تو طلاق ہوگئی۔'' (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۱) مندرجہ ذیل صورت میں طلاق نہیں ہوئی

سوال:۔ زید اور ہندہ کا نکاح ان کے والدین نے صغرسنی میں ہی کر دیا تھا، جب دونوں بالغ ہو گئے تو زید نے کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو ہندہ نے اس سے کہا کہ تیرا نکاح تو میرے ساتھ ہوا ہے تو دوسرا نکاح کیوں کرتا ہے زید نے اس کے جواب میں کہا کہ میرا نکاح تیرے ساتھ نہیں ہوا، دوسری عورت سے اس کی اولاد بھی ہوگئی ہے ہندہ کے باپ نے زید اور اس کے باپ سے کہا کہ جب تم میری لڑکی کو کھانے پہننے کو نہیں دیتے ہو تو میں اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کروں گا'' تو زید اس کی ماں نے بالاتفاق کہا کہ تمہیں اختیار ہے۔'' اس صورت میں ہندہ کا نکاح دوسری جگہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ''زید کا یہ کہنا کہ میرا نکاح تیرے ساتھ نہیں ہوا'' جھوٹ ہے۔ اس سے طلاق نہیں ہوئی۔ شامی میں ہے کہ ''نکاح کی نفی کر دی جائے تو وہ طلاق نہیں بلکہ انکار ہے۔'' الخ اور اسی طرح اس کا اور اس کے والد یا والدہ کا یہ کہنا کہ ''تمہیں اختیار ہے۔'' الفاظ صریح سے طلاق نہیں ہے جو بغیر نیت واقع ہو جائے لہذا زید سے بغیر طلاق لئے ہندہ کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ اور الفاظ تعویض میں بھی شوہر کی نیت کی ضرورت ہے اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ عورت اسی مجلس میں خود طلاق دے دے۔ لہذا وہ صورت بھی یہاں متصور نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۲) ''فریقین کے درمیان قصہ زوجیت نہیں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ ہندہ نے اپنے شوہر پر مہر کے لئے مقدمہ دائر کیا اور مقدمہ ختم ہونے سے پہلے ان

دونوں کے درمیان ان الفاظ سے معاہدہ وتصفیہ ہوگیا کہ ''مبلغ دس روپے ماہانہ ہندہ کے گزارے کے لئے اس کا شوہر خالد ادا کرتا رہے گا اور فریقین کے درمیان آئندہ کوئی قصہ زوجیت یا شوہری کا باقی نہ رہا۔ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ الفاظ کنایہ کے ہیں کہ ''مابین فریقین کوئی قصہ زوجیت یا شوہری کا نہ رہا'' ان الفاظ سے اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی تھی یا کوئی اور قرینہ طلاق کا ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۳) ''میں اس کا شوہر نہیں ملازم ہوں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی منکوحہ کو کسی نازیبا کام کے لئے مجبور کیا تو عورت نے تھانیدار سے شکایت کی۔ اس نے شوہر کو دھمکایا تو شوہر نے کہا کہ میں اس کا شوہر نہیں ملازم ہوں، یہ کہہ کر زید روپوش ہوگیا اندازاً آٹھ سال ہوگئے نہ کوئی خبر بھیجی نہ خرچ بھیجا۔ کیا عورت اپنا نکاح کسی دوسرے شخص سے کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ اس قسم کے الفاظ سے اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہو جاتی ہے ورنہ نہیں اب جب کہ شوہر کی نیت کا کچھ حال معلوم نہیں ہوسکتا تو طلاق کا حکم نہیں ہوسکتا لیکن اگر شوہر بالکل مفقود الخبر ہے کہ اس کے مرنے جینے کا کچھ حال معلوم نہیں ہے تو امام مالکؒ کے مذہب کے موافق اس کے مفقود ہونے سے چار سال بعد عدت وفات پوری کر کے مفقود کی بیوی نکاح کرسکتی ہے۔ (انشاء اللہ اس کی مکمل تفصیل گم شدہ شوہر کے بیان میں آئے گی۔) (مرتب) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۴) مندرجہ ذیل صورت بشرط نیت تفویض ہے

سوال:۔ میاں بیوی نے آپس کے جھگڑے سے صلح کے بعد شوہر نے ایک اقرار نامہ لکھ کر بیوی کو دیا کہ اگر میں ایک سال سے زیادہ پردیس میں رہ کر یا چھ ماہ سے زیادہ اپنے ہی دیس میں رہ کر تمہارے حقوق ونان نفقہ ادا نہ کروں تو تمہارے ارادہ وخواہش کے مطابق دوسرا شوہر اختیار کر لینے سے تم پر ہمارا حق دین ودنیا میں بالکل نہیں رہے گا۔'' اس کے بعد قاضی کے ہاں ہمارا دعویٰ

بھی کذب و باطل سمجھا جائے گا۔'' اس شرط کی بناء پر ہندہ پر طلاق ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کون سی اور کس وقت طلاق واقع ہوگی، اور وقوع طلاق کے بعد ہندہ دوسرا شوہر اختیار کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شوہر کے اس کلام کا حاصل ہے کہ اگر میں نان ونفقہ ادا نہ کروں تو تم کو اختیار ہے کہ تم دوسرا شوہر کرلو الخ حکم اس عبارت کا یہ ہے کہ یہ الفاظ کنایہ کے ہیں اس میں نیت کا اعتبار ہے اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے کہے ہوں تو، شوہر کے شرط کو پورا نہ کرنے کی صورت میں عورت کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اپنے اوپر ایک طلاق بائنہ واقع کرلے اور عدت طلاق (اگر رخصتی شدہ ہے تو) پوری کر کے شادی کرلے۔ نیت کا حال شوہر سے ہی معلوم ہوسکتا ہے بغیر معلوم کئے طلاق کا حکم نہ ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۵) ''اگر تو ماں کے گھر گئی تو میرے نکاح سے خارج'' یہ کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''اگر تو اپنے ماں باپ کے گھر گئی تو میرے نکاح سے خارج ہے۔'' بیوی اب تک ماں باپ کے ہاں نہیں گئی ہے۔ میاں بیوی چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی تدبیر بتائی جائے کہ بیوی اپنے ماں کے گھر آئے جائے؟

الجواب:۔ اس بات کی تدبیر کہ ''بیوی پر طلاق واقع نہ ہو'' یہ ہے کہ اس کے ماں باپ اس کے پاس آکر مل جایا کریں اور زید کی بیوی ان کے ہاں نہ جائے نیز ایک صورت دوسری ہے جس میں ایک بار طلاق واقع ہو کر پھر طلاق واقع نہ ہوگی۔ وہ یہ کہ زید کی بیوی ماں باپ کے ہاں چلی جائے تو ایک بار شرط کے مطابق طلاق بائنہ واقع ہوجائے گی اور قسم بھی ختم ہوجائے گی۔ پھر عدت کے بعد دوبارہ نکاح کرلیا جائے تو دوبارہ جانے سے پھر طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ ایسی قسم ایک مرتبہ سے پوری ہوجاتی ہے۔ (هكذا فى كتب الفقه) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶۶) ''مہر کے بدلے کون سی طلاق واقع ہوتی ہے''

سوال:۔ میاں بیوی کی لڑائی ہوئی تو بیوی نے کہا کہ تم مجھے چھوڑتے کیوں نہیں ہو؟ تو شوہر نے کہا کہ مہر معاف کردو تو طلاق دے دوں گا۔ الحاصل عورت نے کہا کہ میرے باطن سے تمہارے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے ان کو بعوض مہر دے دو تو میں مہر معاف کردوں گی۔ عورت کے

اصرار پر شوہر نے یہ مضمون لکھ دیا کہ میں نے طلاق دی اور مہر کے عوض دولڑکے اورلڑکی اسے دے دیئے، اب مجھے بیوی سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور نہ لڑکے اورلڑکی سے۔ بیوی نے بھی یہ لکھوا کر شوہر کو دے دیا کہ میں نے مہر معاف کیا اورلڑکے اورلڑکی کو مہر کی عوض میں لے لیا۔ اس صورت میں طلاق رجعی ہوئی یا بائن؟

الجواب:۔ ایک شوہر نے ایک مرتبہ یہ لفظ لکھا تھا کہ میں نے طلاق دی تو اس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوئی اور چونکہ شوہر کے ابتدائے کلام میں یہ الفاظ واقع ہوئے ہیں کہ اگر تم مہر معاف کر دو تو طلاق دے دوں گا اس لئے طلاق کی غرض یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس نے مہر کے بدلے طلاق دی ہے اس لئے اس صورت میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی۔ کیونکہ جو طلاق مال کے عوض ہوتی ہے وہ طلاق بائنہ ہے، لہذا ایک طلاق بائنہ واقع ہوئی اور مہر معاف ہوگیا۔ البتہ یہ لغو ہے کہ لڑکا لڑکی کے عوض مہر معاف کیا، مہر طلاق کے عوض معاف ہوگا۔ لہذا رجعت درست نہیں البتہ عورت راضی ہو جائے تو دوبارہ جدید مہر کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۶۷) ''کبھی میرے پاس نہ آنا'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے غصہ میں اپنی بیوی کو کہا کہ اب کبھی میرے پاس نہ آنا اس نے کہا میں جہاں چاہوں کام کروں؟ اس نے کہا تجھ کو اختیار ہے. جی میں یہ خیال تھا کہ اچھا ہے پاپ کٹ جائے (جان چھوٹ جائے)۔ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ شوہر کا یہ الفاظ کہنا کہ اب کبھی میرے پاس نہ آنا اور زوجہ کا اس کے جواب میں کہنا کہ میں جہاں چاہوں کام کروں، اور شوہر کا یہ کہنا کہ تجھ کو اختیار ہے یہ الفاظ طلاق صریح یا کنایہ کے نہیں ہیں ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوگی۔ کیونکہ شوہر نے جو کہا ہے کہ تجھ کو اختیار ہے تو یہ تو جواب ہے بیوی کی اس بات کا کہ ''میں جہاں چاہوں کام کروں۔'' (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۶۸) ''ماں کے دباؤ سے فارغ خط لکھ دی'' پھر دوبارہ مل گئے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنے والدہ کے دباؤ سے اپنی بیوی کو فارغ خطی لکھ دی دو سال کے بعد دونوں فارغ خطی کو غلط سمجھ کر مل گئے آیا یہ فارغ خطی صحیح ہے یا نہیں؟ اور اب دونوں کا ملنا حق

ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ وہ فارغ خطی صحیح ہوئی اور طلاق بائنہ اس کی بیوی پر واقع ہوئی لیکن عدت کے بعد اور عدت کے اندر دوبارہ نکاح کرنا صحیح ہے اور باپ کا جبر وتعدی بے جا تھا لیکن میاں بیوی کو بغیر نکاح جدید کے ملنا و یکجا ہونا جائز نہیں ہے چاہئے کہ فوراً پھر سے نکاح کریں۔ (اور اب تک جو بغیر نکاح رہے ہیں اس پر توبہ و استغفار کریں۔)

(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۶۹) کہا ''تجھ کو تراق میرے گھر سے نکل جا'' طلاق ہے یا نہیں؟

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھ کو تراق۔ ہے ایک دو تین میرے گھر سے نکل جا یہ تو اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے عورت کو صرف ڈرانے اور دھمکانے کی نیت سے یہ کلمہ کہا ہے نہ کہ طلاق کی نیت سے۔ یہ شخص کچھ پڑھا لکھا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ط ل اق کے حروف سے طلاق ہوتی ہے نہ کہ ت رق سے۔

لیکن بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نے لفظ طلاق کہا ہے اور یہی ہماری سمجھ میں آیا ہے اس شخص کی بیوی نے پہلے تو دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے طلاق دی ہے مجھے مہر ملنا چاہئے، لیکن اس شخص نے طلاق واقع ہونے کا انکار کر دیا اب وہ عورت بھی کہتی ہے مجھے معلوم نہیں کہ اس نے مجھ لفظ طلاق کہا یا تراق وغیرہ غرض ہے کہ وہ دعویٰ سے دستبردار ہے اس صورت میں کون سی طلاق ہوئی؟

الجواب:۔ اگر دو مرد عادل نمازی پرہیزگار اس بات کے گواہ ہیں کہ شوہر نے لفظ طلاق کہا ہے تو اس صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو گئیں (جیسا کہ گواہوں کا نصاب کتب فقہ میں لکھا ہے) لہذا جب دو عادل مرد گواہ موجود ہیں کہ شوہر نے لفظ طلاق کہا ہے تو طلاق ثابت ہو جائے گی پھر اس بحث کی ضرورت نہیں ہے کہ لفظ تراق سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں اس بحث سے متعلق درمختار میں تحقیق کی گئی ہے جس کا حاصل ہے کہ الفاظ مصحفہ (تبدیل شدہ الفاظ) سے بھی طلاق ہو جاتی ہے اور یہ کہنا کہ تجھ کو تراق ایک دو تین، تو میرے گھر سے نکل جا۔ اس میں قرینہ اس بات کا مقتضی ہے کہ ان الفاظ سے طلاق ہو جائے گی۔

(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(١٧٠) ''تو جس سے چاہے ہم بستر ہو'' کہنے کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو فلاں شخص سے ہم بستر نہ ہونا اور جس سے چاہے ہم بستر ہو۔ یہ کہنے سے اس کی بیوی نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسے الفاظ کہنے سے اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور نہ ہی اس پر طلاق پڑے گی۔ (مگر اس طرح کے الفاظ کہنا بداخلاقی اور گناہ ہے اس سے بچنا چاہئے اور توبہ کرنی چاہئے۔) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(١٧١) کہا گیا کہ اتنے دن خبر نہ لی تو یہ تمہاری بیوی نہیں رہے گی۔ شوہر نے منظور کرلیا

سوال:۔ ایک شخص نے اپنے سالے کو خط لکھا کہ جس میں اپنی بیوی کو تین طلاق لکھی تھی لیکن دریافت کرنے پر اس نے خط لکھنے سے انکار کردیا تو لوگوں نے اس سے یہ وعدہ لیا کہ اگر چھ ماہ تک لڑکی کی خبر نہ لوگے اور کھانا کپڑا نہ دوگے تو یہ تمہاری بیوی نہیں رہے گی اس نے منظور کرلیا۔ مگر چھ ماہ سے دو تین ماہ زیادہ ہی ہوگئے مگر اس نے خبر نہیں لی اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ خط کے انکار کی صورت میں بغیر دو عادل گواہوں کے طلاق ثابت نہ ہوگی اور یہ الفاظ جو بعد میں شوہر نے بطور تعلیق کہے ہیں کہ چھ ماہ تک خبر نہ لی تو وہ اس کی بیوی نہیں رہے گی اس میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہوں تو شرط پائے جانے کے بعد اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوجائے گی ورنہ نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(١٧٢) مندرجہ ذیل اشعار کا حکم

سوال:۔ ایک شخص کی بیوی اپنی بہن کے ہاں گئی تھی تو اس نے اپنی بیوی کو یہ اشعار خط میں لکھ کر بھیجے۔

ترک ہرگز ہو نہیں پردہ وہاں الطاف سے
جیسے بے پردہ رہی ہو کچھ دن ممتاز سے

گر خلاف اس کے عمل ہے یا کیا اب جائے گا
زوجیت کا باہمی رشتہ قطع ہوجائے گا

اس شعر کے موصول ہونے سے پہلے اس کی بیوی نے میاں الطاف سے جو کہ اس کا بہنوئی ہے پردہ ترک کر دیا تھا اور اطلاع پانے کے بعد بھی بے پردہ رہی اس صورت میں طلاق بائن ہوئی یا نہیں۔ شوہر کا کہنا ہے کہ اس نے اس شعر سے طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔

الجواب:۔ اگر شوہر کی نیت طلاق کی نہیں تھی تو اس صورت میں طلاق نہیں ہوگی کیونکہ یہ لفظ کنایات میں سے ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۷۳) ''تو مجھ سے علیحدہ ہے، تیری ضرورت نہیں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو کئی مرتبہ یہ کہا کہ تو مجھ سے علیحدہ ہو اور نہ مجھ کو تیری ضرورت ہے۔ اب شوہر زمہینوں سے لاپتہ ہے۔ اس میں عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ کلمات صریح طلاق کے نہیں ہیں ان کلمات میں طلاق شوہر کی نیت سے واقع ہوتی ہے جب کہ شوہر کی نیت کا حال معلوم نہیں ہو سکتا تو ان الفاظ پر کچھ حکم نہیں کیا جائے گا اور طلاق ثابت نہیں ہوگی۔ اس لئے اس عورت کو دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۷۴) ''تو جان اور تیرا کام'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید کی بیوی اس کی مار پٹائی کی وجہ سے میکے چلی گئی مگر اس کی اجازت سے گئی اور پندرہ دنوں میں واپسی کا وعدہ بھی کیا تھا مگر واپس نہیں آئی۔ زید نے دو خط لکھے، ایک بھائی کے نام لکھا کہ ''خط دیکھتے ہی اسے گھر پہنچا دو جس طرح ممکن ہو اگر خدانخواستہ نہیں پہنچاؤ گے تو واضح رہے کہ مجھ سے اور آپ کی ہمشیرہ سے کوئی سروکار نہیں رہے گا آئندہ آپ جانیں اور آپ کا کام۔ دوسرا خط بیوی کے نام بھیجا اگر تو فلاں دن اپنے بھائی کے ہمراہ میرے یہاں پہنچ گئی تو ٹھیک ہے ورنہ تو جان اور تیرا کام۔'' مگر بیوی اس معین دن نہیں پہنچی۔ تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ الفاظ ''تو جان اور تیرا کام'' کنایات میں سے ہیں اور ظاہر اً خلیۃ بریۃ کے ہم معنی ہیں۔ لہٰذا اگر شوہر کی نیت ان الفاظ سے طلاق کی ہے تو ایک طلاق بائنہ اس کی بیوی پر واقع

ہوجائے گی ورنہ نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن رح)

(۱۷۵) ''عمر بھر تیری صورت نہ دیکھوں گا'' کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنے بھائی کو اپنی بیوی کو لانے کے لئے بھیجا اور بیوی کو لکھا کہ اس کے ہمراہ فوراً چلی آؤ ورنہ عمر بھر صورت نہیں دیکھوں گا۔'' ہندہ کے باپ نے زید کے بھائی کو ہندہ کی اجازت کے بغیر واپس بھیج دیا اور ہندہ کو نہیں بھیجا'' اب ہندہ کے لئے کیا حکم ہے۔ مولوی ثناء اللہ[1] صاحب نے ایلاء مؤبد کا فتویٰ دیا ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ زید کے یہ الفاظ کہ ''عمر بھر صورت نہیں دیکھوں گا'' ظاہر یہ ہے کہ طلاق کنایہ کے الفاظ ہیں کیونکہ یہ الفاظ مطلقاً قطع تعلق کے لئے استعمال ہوتے ہیں نہ کہ ترک وطی کے لئے۔ اب طلاق کنایہ کا حکم یہ ہے کہ اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو تو اس سے طلاق واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ خلاصۃ الفتاویٰ میں اسی کی قریب قریب الفاظ کو کنایہ طلاق قرار دیا ہے (خلاصہ ج ۲ صفحہ ۱۰۰) اور اگر عرف سے قطع نظر کی جائے تو ان الفاظ کو کنایہ ایلاء مؤبد کا بھی قرار دیا جاسکتا ہے لیکن پھر بھی کنایہ ہوگا جو ایلاء میں بھی نیت کا محتاج ہے۔ اور ان الفاظ سے بغیر ایلاء مؤبد کی نیت کئے ایلاء بھی منعقد نہیں ہوگا۔

جیسا کہ شامیہ میں تصریح ہے۔ اس لئے اس لفظ کی مثال ایسی ہوگئی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے اس کو صاحب مختار وغیرہ نے ایک مشترک لفظ قرار دیا ہے جو ایلاء پر بھی محمول ہوسکتا ہے۔ اور ظہار پر بھی، کنایہ طلاق بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن چونکہ عرف میں ایلاء کے لئے عموماً نہیں بولا جاتا بلکہ طلاق کے لئے مستعمل ہوتا ہے اسی لئے درمختار باب الایلاء میں اسی پر فتویٰ دیا ہے کہ یہ لفظ طلاق ہے۔ اور شامی نے اسی لفظ پر بحث کرتے ہوئے اس میں عرف کی دو قسمیں قرار دی ہیں اور عرف حادث میں اسے طلاق کے لئے مانا ہے۔ الخ الغرض فی نفسہ زید کے یہ الفاظ عمر بھر صورت نہ دیکھوں گا'' اس معنی کا احتمال بھی رکھتے ہیں کہ اس سے مراد جماع نہ کرنے پر قسم کھانا ہے جس کو اصطلاح میں ایلاء کہتے ہیں۔ عرف میں ان الفاظ کو سن کر عموماً یہ مضمون نہیں سمجھا جاتا بلکہ جماع اور وطی کا اس کے ذیل میں تصور بھی نہیں آتا، ہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص اس سے تعلق نہیں رکھے گا۔ اور یہ مفہوم کنایہ طلاق کا ہے جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ کی عبارت سے ذکر کیا گیا۔ تو

---

[1]:۔ اس سے غیر مقلد عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری مراد ہیں۔

اگر زید نے ان لفظوں سے طلاق کا ارادہ کیا ہو تو طلاق پڑے گی ورنہ نہیں۔ اور بالفرض اگر ایلاء کا ارادہ بھی کر لیا ہو اور ایلاء منعقد ہو گیا ہو تب بھی چار ماہ گذرنے پر اس سے بائنہ نہیں ہوگی کیونکہ ایلاء کا یہ حکم اس شرط سے مشروط ہے کہ وطی میں کوئی مانع نہ ہو مثلاً زوجہ کو کسی نے روک لیا خاوند کے پاس جانے نہ دیا۔ یا زوجہ خود باز رہی جیسا کہ مسئولہ صورت میں واقع رہے تو اس صورت میں کتنی ہی مدت گذر جائے بائنہ نہیں ہوگی بلکہ چار ماہ کے اندر شوہر کا زبان سے ایلاء سے رجوع کافی ہوگا۔ اور ہندہ اگر بالغ ہے تو باپ کو اس کی مرضی کے بغیر ایسا معاملہ کرنا جائز نہیں۔

(۱۷۶) دوسرے کو لکھا ''میری بیوی کو فارغ البال کر دیں''

سوال:۔ زید نے اپنے بھائی کو خط لکھا کہ دو ماہ بعد میری بیوی کو 'فارغ البال کر دیں' اس خط کو آئے ایک سال ہو گیا ہے۔ وہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شوہر نے جو اپنے بھائی کے نام خط لکھا ہے کہ دو ماہ کے بعد میری بیوی کو فارغ البال کر دیں، اگر نیت طلاق کے ساتھ لکھا تھا اور اس کے بھائی نے تحریر کے مطابق اس عورت کو فارغ البال کر دیا یعنی طلاق دے دی تو اس عورت پر طلاق بائن ہو گئی۔ شوہر کی نیت کے بغیر اگر بھائی نے طلاق دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ لہذا اگر بھائی نے طلاق دے دی تھی اور شوہر کی نیت بھی یہی تھی تو طلاق دینے کے بعد اگر عدت گذر گئی (جو کہ تین حیض ہے) تو اب وہ عورت دوسرا نکاح جس سے چاہے کر سکتی ہے اور اگر ایسا نہیں ہوا تو نکاح نہیں کر سکتی۔

شوہر کے بھائی کو چاہیے کہ پہلے بھائی سے دریافت کرے کہ تمہاری نیت اس لفظ سے کیا ہے اگر وہ لکھے کہ میری غرض طلاق ہے تو اس وقت بھائی کو چاہئے کہ طلاق دے دے، جب طلاق دے دے گا تو عدت کے بعد عورت کا دوسرا نکاح ہو سکتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۷۷) ''میں تیرے لائق نہیں'' ''تم دوسرا انتظام کر لو''

سوال:۔ ہندہ بیان کرتی ہے کہ جس وقت سے میری شادی ہوئی شوہر میری طرف بالکل مخاطب نہیں ہوا ایک روز شب کو میں نے شوہر کا ہاتھ پکڑا۔ تب شوہر نے مجھ سے ہاتھ چھڑا کر کہا کہ میں تیرے بالکل لائق نہیں ہوں تم اپنا دوسرا انتظام کر لو۔ یہ کہہ کر پانچ روپے دے دیئے اور صبح

کوکہیں چلا گیا۔ اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر شوہر نے یہ الفاظ طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ عدت گذرنے کے بعد وہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ لیکن نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہوسکتا ہے۔ اور شوہر کے نامرد ہونے کی وجہ سے شرعی قاضی مہلت دینے کے بعد تفریق کرسکتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۷۸) ''میری طرف سے اجازت ہے رکھو یا عقد کرادو'' لکھنے کا حکم

سوال:۔ شوہر نے دو خطوط میں اپنی بیوی کے لئے یہ الفاظ لکھے کہ میری طرف سے اجازت ہے جو طبیعت میں آئے کرو یا اپنے گھر رکھو یا دوسری جگہ عقد کرادو۔ اس صورت میں مسماۃ کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ یہ الفاظ جو شوہر نے لکھے ہیں کنایہ کے الفاظ ہیں صریح طلاق کے نہیں۔ ان میں نیت کی ضرورت ہے اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں تو ایک طلاق بائنہ اس کی بیوی پر واقع ہوگئی اور نیت کا حال شوہر سے معلوم کرلیا جائے۔ کذا فی الدر المختار۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۷۹) ''دوسرے سے کہا اسے لے جاؤ اس سے نکاح کرلینا''

سوال:۔ ایک شخص نے باہمی جھگڑے کی وجہ سے اپنی بیوی کو غیر شخص کے ہمراہ کر کے کہا، یہ ہمارے قابل نہیں ہے تم اس کو لے جاؤ اس سے نکاح کرلینا، یا کسی اور کے ساتھ نکاح کرادینا۔ اس صورت میں عورت کو دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس کے شوہر سے معلوم کرلیا جائے کہ اسی نے طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس عورت پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی عدت کے بعد دوسرے شخص سے اس کا نکاح صحیح ہے۔ درمختار۔ (فقط مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۸۰) ''میں نے تمہاری صفائی کردی'' کہہ کر علیحدہ کردینے کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کا زیور لے کر کہا اب ''ہم نے تمہاری صفائی کردی'' اس کا اس

سے مطلب یہ ہے کہ اپنی زوجیت سے علیحدہ کر دیا۔ زید کی بیوی میکہ چلی آئی اب نو برس کے بعد اس کا دعویٰ ہے کہ میں نے اسے طلاق نہیں دی۔ کیا زید اسے شرعاً لے جا سکتا ہے؟

الجواب:۔ اگر زید حلفاً کہے کہ میری نیت ان الفاظ سے طلاق کی نہ تھی تو اس کا قول معتبر ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی وہ اس کو رکھ سکتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن) (کذا فی الدر المختار)

(۱۸۱) ''اگر اتنے دن نہ آؤں تو میں لا دعویٰ ہوں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ ایک عورت اپنے شوہر سے زبانی یا بذریعہ خط طلاق طلب کرے اس پر شوہر یہ کہے یا لکھے کہ چھ ماہ تک اگر میں نہ آؤں یا تیری ضروریات کا انتظام نہ کروں تو میں لا دعویٰ ہوں، جو تیرا جی چاہے کر، چنانچہ قدوری اور ہدایہ میں ہے کہ طلاق کی گفتگو کے وقت کنایہ سے جواب دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ جو الفاظ کنایہ کے مذکور ہیں ان سے بے شک مذاکرہ طلاق کی صورت میں طلاق بائنہ ہو جاتی ہے کیونکہ لا دعویٰ ہونا انت بریۃ، یا انت حرۃ وغیرہ کے معنی کے قریب ہے اور ان دونوں الفاظ میں مذاکرہ طلاق کے وقت طلاق بائنہ ہو جاتی ہے۔

اور تیرا جی جو چاہے کر بمعنی ''اختاری'' کے ہو سکتا ہے اور اس میں طلاق بائنہ کے وقوع کے لئے شرط ہے کہ عورت اپنے نفس کو اختیار کرے یا طلاق دے جیسا کہ شامی میں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

طلاق معلق

کسی شرط کے ساتھ معلق کر کے طلاق دینا

(۱۸۲) طلاق معلق میں شک ہو تو طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال:۔ زید نے قسم کھائی اگر میں نے عمر کی شکایت کی ہو تو میری بیوی پر طلاق مغلظہ ہے، کچھ دنوں کے بعد اس کو یاد آیا کہ میں نے اس قسم کھانے سے پہلے فلاں شخص جو کہ عمر کی شکایتوں

سے واقف تھا اس سے کلکتہ میں یہ کہا تھا کہ جب بنارس جاؤ تو عمر کی شکایت فلاں شخص سے کرنا بنارس جا کر اس نے شکایت کر بھی دی تھی مگر اس قسم میں زید کو یہ شبہ ہے کہ قسم کھاتے وقت کسی جگہ کی تخصیص کی تھی یا نہیں؟ مثلاً اس طرح کہا تھا کہ اگر میں نے عمر کی شکایت بنارس میں کسی سے کی ہو تو میری بیوی پر طلاق مغلظہ ہے یا یہ کہ مطلق کسی جگہ وغیرہ کی تخصیص نہیں کی تھی۔ اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی پس جب صورت مسئولہ میں اس کو تعمیم و تخصیص مکان میں شک ہے تو تحقیق شرط سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ کما فی الدر المختار۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸۳) مرد نے کہا کہ اگر فلاں جگہ جاؤں تو مجھے تین طلاق

سوال:۔ زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بہن کے ساتھ جھگڑا کرتے ہوئے کہا کہ اگر علاقہ بار کے گاؤں میں جاؤں تو مجھے تین طلاق ہیں۔'' ان الفاظ سے کیا ثابت ہوگا کیا یہ الفاظ معلق بالشرط ٹھریں گے اور ان الفاظ سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟

الجواب:۔ اس صورت میں تین طلاق شرط مذکور پر معلق ہوگی اگر اس فعل کو کرے گا تو تین طلاق اس کی بیوی پر واقع ہو جائے گی اور بغیر حلالہ کے اس کی بیوی اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ علیّ الحرام، علیّ الطلاق جیسے الفاظ سے بغیر نیت طلاق ہوگی۔ (والتفصیل فی الشامی) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸۴) بیوی کے کسی کام پر مستقبل کے صیغے سے طلاق معلق کی تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یہ کلمہ کہے کہ اگر تو نے فلاں کام کیا تو تجھ کو طلاق دے دوں گا، اگر عورت غلطی سے وہ کام کرے اور مرد عورت پر مذکورہ کلمے کا استعمال نہ کرے تو کیا پہلی مرتبہ کہے جانے والے جملے سے طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر وہ عورت اس کام کو کرے گی تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی البتہ اگر شوہر طلاق دے دے گا تو طلاق واقع ہوگی بغیر طلاق دیئے اس سے پہلے جملہ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ (شامی میں صیغہ مستقبل سے طلاق کا عدم وقوع مذکور ہے) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸۵) ''طلاق کو امر محال سے معلق کرنے پر طلاق نہ ہوگی''

سوال:۔ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا، زید نے کسی رنجش سے یہ قسم کھائی کہ جب میں اپنی بیوی سے نکاح کروں تو وہ مجھ پر حرام ہے، لیکن قسم سے طلاق کی نیت نہ تھی بلکہ یہ سمجھتا تھا کہ اس قسم کی شرط لغو ہے نکاح تو ہو چکا اب ایسی قسم کا اثر نکاح پر نہ ہوگا، البتہ نکاح سے پہلے یہ قسم کھاتا تو ہندہ سے نکاح نہ ہوسکتا۔ اس صورت میں زید ہندہ پر حرام ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ درمختار باب التعلیق میں " وشرط صحته كون الشرط معدوما على خطر الوجود'' سے جو تحقیق ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر محال بات پر طلاق کو معلق کیا جائے تو وہ لغو ہے، لہذا صورت مسئولہ میں ظاہر ہے کہ بیوی جب تک اس کی بیوی ہے نکاح نہیں ہوسکتا اور بیوی (منکوحہ) محل نکاح نہیں ہے لہذا جب کہ یہ کلام لغو ہوا تو اگر طلاق کے بعد پھر اس سے نکاح کرے گا تب بھی اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ لہذا موجود حالت میں جب کہ وہ عورت پہلے سے اس کے نکاح میں ہے اس پر اس تعلیق کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸۶) طلاق دیتے وقت اگر معلق نہ کی تو بعد میں معلق کرنے کا اعتبار نہیں ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے گفتگو کے دوران یہ الفاظ کہے'' کہ تمہارا شرک کرنا ثابت ہوا میں نے تجھے طلاق دی میں نے تجھے طلاق دی میں نے تجھے طلاق دی۔'' چند روز کے بعد وہ دوبارہ اپنی بیوی کو گھر لے گیا اور وہ اب تک وہاں رہ رہی ہے۔ ہندہ کہتی ہے کہ میں نے شرک کروانے کی نیت نہیں کی تھی فلاں کام سے اور زید کہتا ہے کہ میں نے اسی شرط پر طلاق معلق کی تھی کہ اگر شرک ثابت ہوگا تو تجھ کو طلاق دے دوں گا۔ لہذا شرک ثابت نہیں ہوا اس وجہ سے میں نے رجوع کرلیا۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صوت میں زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں۔ اور اس کا رجوع کرنا یا نکاح جدید کرنا بھی بغیر حلالہ کے درست نہیں ہے۔ کیونکہ زید کے الفاظ یہ ہیں کہ تمہارا شرک کرنا ثابت ہوا میں نے طلاق دی۔ ان الفاظ میں کسی شرط پر طلاق کو معلق نہیں کیا بلکہ بغیر کسی شرط کے طلاق دی ہے اور صریح الفاظ میں نیت ضروری نہیں ہے، اور غصہ کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی

ہے اور زید کا حالت جنون میں ہونا ثابت نہیں ۔ بہر حال طلاق ہوگئی ۔لحدیث النبوی الشریف ثلاث جدھن جد (الحدیث) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸۷) ''زبان سے طلاق دی اور دل میں تعلیق کا ارادہ کیا

سوال:۔ ایک طالب علم نے آپ کے فتوےٰ[1] کو دیکھ کر شبہ ظاہر کیا ہے کہ سائل نے طلاق دل میں دی ہے اور زبان سے کچھ نہیں کہا حالانکہ شوہر نے طلاق کا لفظ تین بار زبان سے کہا ہے۔ لہذا اس صورت میں کیا حکم ہوگا کہ جب طلاق کی تعلیق دل میں ہو اور زبان سے نہ کہی جائے حالانکہ طلاق زبان سے دی جائے تو طلاق فی الحال واقع ہو جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اقول وباللہ التوفیق صحیح بات یہ ہے کہ اگر تعلیق زبان سے نہ کہی جائے بلکہ دل میں ہو اور طلاق زبان سے دی جائے تو طلاق فی الحال واقع ہو جاتی ہے۔ احقر نے جو جواب پہلے لکھا تھا وہ غالباً اس بناء پر تھا کہ تعلیق یعنی الفاظ شرط اور لفظ طلاق دونوں زبان سے کہے ہیں کیونکہ پہلا سوال جو یہاں رجسٹر میں منقول ہے اس کے سیاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کے بیان کو سچ خیال کر کے یہ کہا کہ اگر ہندہ کا بیان سچا ہے تو میں نے تین طلاق دی اور پھر وہ بیان غلط ثابت ہوا تو چونکہ شرط نہ پائی گئی اس لئے جواب یہ لکھا کہ تین طلاق واقع نہیں ہوئی ۔ لہذا اگر واقعہ یہ ہے کہ تعلیق زبان سے نہیں کی، بلکہ صرف دل میں خیال کیا اور زبان سے طلاق دی تو طلاق فوراً واقع ہوگئی ۔ (کما فی الدر المختار)

(۱۸۸) اقرار نامہ میں ہے کہ اگر جبراً کہیں لے جاؤں گا تو آپ کا علاقہ زوجیت قطع کرنے کا اختیار ہوگا، اس کا کیا حکم ہے؟

سوال:۔ کابین نامہ[2] کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ آپ کو حسب دل خواہ جگہ میں رکھوں گا اور جبراً کہیں نہیں لے جاؤں گا اگر لے جاؤں گا تو آپ کو علاقہ زوجیت قطع کرنے کا اختیار ہوگا اب شوہر عورت کو غیر مرضی کی جگہ میں لے جانا چاہتا ہے جس کو عورت ناپسند کرتی ہے اس صورت میں عورت کو طلاق کا اختیار ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں عورت کو طلاق بائن لینے کا حق حاصل ہوگا جیسا کہ تعلیق کا حکم

---

[1] فتویٰ ۱۸۶ مراد ہے۔ [2] شادی کے وقت تیار کیا جانے والا اقرار نامہ وشرائط۔

ہے کہ وہ وجود شرط کے بعد منحل (خلل انداز) ہو جاتی ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۸۹) ''تم نہیں جاؤ گی تو تمہیں طلاق دے دوں گا'' وعدہ طلاق ہے

سوال: ۔ اصغر علی نے اپنی بیوی کو جو اپنے میکے میں تھی جھگڑے کے دوران کہا کہ کیا تم میرے ساتھ جاؤ گی یا نہیں؟ اگر نہیں جاؤ گی تو میں طلاق دے دوں گا''۔ بعد میں بہت زیادہ جھگڑے اور جھوٹی باتیں بنیں کیا ان باتوں سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: ۔ اصغر علی نے جو الفاظ بیان کئے ہیں کہ تم میرے ساتھ جاؤ گی تو تم کو طلاق دے دوں گا ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ اس میں وعدہ طلاق کا ہے ایقاع طلاق یعنی طلاق کو واقع کرنا نہیں ہے اور وعدۂ طلاق سے طلاق نہیں پڑتی، كما صرح به الفقهاء۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹۰) تعلیق غیر متعین کی صورت میں موت کے وقت طلاق ہوگی

سوال: ۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے جھگڑتے ہوئے بیوی کی سہیلیوں سے کہا کہ اگر میں تمہیں جہلم تک نہ پہنچادوں تو میری بیوی پر تین طلاق ہیں تعلیق غیر متعین کا کیا حکم ہے؟

الجواب: ۔ اس صورت میں تعلیق بالطلاق ہوگئی اگر شوہر شرط کو پورا نہیں کرے گا یعنی ان عورتوں کو جہلم شہر تک نہ پہنچائے گا تو اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی مگر چونکہ اس کا وقت متعین نہیں کیا اس لئے آخر عمر تک انتظار کیا جائے گا اور بوقت موت تین طلاق واقع ہوں گی۔ (كمافي الشامية) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹۱) طلاق کو مہر کی معافی کی شرط پر معلق کیا تو جب تک مہر معاف نہیں کرے گی طلاق واقع نہیں ہوگی

سوال: ۔ ''بیوی کا اپنے شوہر سے یہ معاہدہ ہوا کہ شوہر مجھ کو طلاق دے دے اور میں مہر معاف کردوں''۔ چنانچہ شوہر نے ان الفاظ سے طلاق دی کہ اگر بیوی نے مہر معاف کر دیا تو میری

طرف سے طلاق ہے لیکن بیوی حصول طلاق کے بعد مذکورہ فیصلے کی پابند نہیں رہی اور مہر کا دعویٰ قائم کر دیا چونکہ شوہر نے شرط کے ساتھ طلاق دی تھی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ جب کہ طلاق معلق تھی اس بات پر کہ بیوی مہر معاف کرے۔ تو اگر اس کی بیوی نے مہر معاف نہیں کیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ هذا حکم التعلیقات كذا في المعتبرات.

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹۲) صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال:۔ زید اور اس کی منکوحہ میں کچھ تکرار ہو رہی تھی اس کی منکوحہ نے غصہ سے مغلوب ہو کر گھر سے باہر نکلنے کا ارادہ تھا، چونکہ دن کا وقت تھا جو کہ بے پردگی کا سبب تھا، زید نے غصہ میں آ کر اپنی بیوی سے کہا "یاد رکھ جیسے ہی گھر سے باہر نکلی تجھ کو طلاق ہے" اس کی بیوی ڈر گئی اور اپنے اس ارادہ سے باز رہی رات کو پھر چھیڑ چھاڑ ہوئی اور اب زید مغلوب الغضب ہو کر بیوی کو دھمکانے کی خاطر باہر چلا، اس وقت چونکہ بے پردگی وغیرہ کا احتمال نہ تھا اور یہ خیال کر کے کہ زید کہیں چلا نہ جائے اس کی بیوی بھی ساتھ ہو لی اور اس کے بعد دہلیز سے باہر نکل آئی۔ اس صورت میں اس پر طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کما هو مذکور في کتاب الفقه في يمين الفور.

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹۳) خلاف شرط واقع ہونے پر اختیار کو اسی مجلس میں استعمال کرنا ضروری ہے

سوال:۔ "ایک شخص نے اپنی بیوی کو لکھ دیا کہ اگر میں تمہارا نفقہ چھ ماہ تک نہ دوں یا بغیر اجازت دوسری شادی کروں تو تم اپنے اختیار سے تین طلاق خود پر واقع کر کے عدت کے بغیر دوسری شادی کر سکتی ہو۔" اس کے بعد شوہر سے وہ بعض افعال صادر ہوئے اور زوجہ معلوم ہونے پر خاموش رہی اس صوت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اختیار کے لفظ میں مجلس کا تبدیل نہ ہونا شرط ہے اگر مجلس بدل گئی تو اختیار ساقط ہو گیا (یعنی بیوی کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ شوہر سے خلاف شرط بات صادر ہوئی ہے تو وہ اپنا اختیار

اسی مجلس میں استعمال کرنے کی مجاز تھی تو چونکہ وہ چپ رہی اور پھر مجلس بھی بدل گئی تو اب اسے وہ اختیار استعمال کرنے کا حق نہ رہا وہ اختیار ساقط ہوگیا۔) کذا فی الدر المختار۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۹۴) شوہر نے لکھا ''فلاں تاریخ تک بیوی نہ آئی تو طلاق'' بعد میں سسر نے راضی کرلیا کہ بعد میں آجائے گی، کیا حکم ہے؟

سوال:۔ ایک شخص نے اپنے سسر کو لکھا کہ فلاں تاریخ تک میری بیوی میرے گھر پہنچا دو تو بہتر ہے ورنہ طلاق ہوجائے گی یعنی مطلقہ سمجھی جائے گی۔ عورت کے والد نے خوشامد کر کے اس شخص کو راضی کرلیا کہ تاریخ مذکور تک تمہاری بیوی نہیں آسکتی بعد میں بھیجوں گا اس صورت میں اس عورت کو طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں اگر اس عورت کا باپ تاریخ معین پر اس عورت کو خاوند کے پاس نہ بھیجے گا تو عورت مطلقہ ہوجائے گی کیونکہ طلاق معلق کی شرط کا تحقق ہوجائے گا۔ مرد کا شرط کے خلاف پر راضی ہوجانا اس تعلیق سابق کو باطل نہیں کرتا۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۹۵) یہ کہنا ''میں جتنی شادی کروں گا تین طلاق'' اس کے بعد لاعلمی کا عذر معتبر نہیں ہے

سوال:۔ چند آدمی طلاق کی گفتگو کر رہے تھے ایک شخص نے کہا کہ میں جتنی شادی کروں گا تین طلاق، اس صورت میں وہ شخص اگر شادی کرے گا تو کیا اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوجائے گی اگر واقع ہوجائے گی تو اس کو کہتے وقت تو اس کا مسئلہ معلوم نہ تھا؟

الجواب:۔ اس طرح کہنے سے جیسا کہ سوال میں مذکورہ ہے واقعی جب وہ نکاح کرے گا تین طلاق اس کی بیوی پر واقع ہوجائیں گی کیونکہ ذکر اسی مسئلہ کا تھا اور منکوحہ کے تذکرے پر طلاق واقع ہونے کا تھا۔ یہی مراد قائل کی سمجھی جائے گی، اور جہل کوئی عذر نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۹۶) ''زبیدہ سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے'' کہنے کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں زبیدہ سے شادی نہیں کروں گا اگر اس سے شادی

کروں تو اسے طلاق ہے۔ اب اگر وہ نکاح کرے گا تو اسے طلاق پڑ جائے گی لیکن کیا اگر وہ دوبارہ زبیدہ سے نکاح کرے تو پھر بھی طلاق پڑے گی؟

الجواب:۔ یہ قسم ایک مرتبہ میں ختم ہو جائے گی۔ دوبارہ زبیدہ سے نکاح کر سکتا ہے (دوبارہ اسے طلاق نہیں پڑے گی) (کذا فی الدر المختار باب التعلیق) (مفتی عزیز الرحمانؒ)

(۱۹۷) ’’کہا مہر کے بدلہ اپنی بیوی کو حرام کیا‘‘

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو غیر موجودگی میں کہا کہ میں نے مہر کے بدلے اپنی بیوی کو حرام کیا اور مطلقہ مانتا ہوں۔ جب بیوی نے یہ بات سنی تو کہا کہ میں اسے مہر تو ہرگز معاف نہیں کروں گی۔ اس صورت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جیسا کہ شامی میں مذکورہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک بیوی مہر کی معافی کو قبول نہ کرے گی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۹۸) کہا ’’اگر باپ کے گھر گئی تو طلاق ہے‘‘ باپ کے مرجانے کے بعد کیا حکم ہے؟

سوال:۔ زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو اگر اپنے باپ کے گھر جائے گی تو تجھ پر طلاق، پس ھندہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد گئی تو اس صورت میں اس پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی کیونکہ باپ کا گھر اس کے مرنے کے بعد بھی عرف میں باپ کا گھر ہی کہلاتا ہے۔ جیسا کہ شامی میں اس بارے میں مذکور ہے (مطلب لا یضع قدمه فی دار فلان و مطلب الا یمان مبنیة علی الا لفاظ) (شامی مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹۹) ’’اگر فلاں کو قتل نہ کروں تو میری بیوی پر طلاق‘‘ کہنے کا حکم

سوال:۔ زید نے گفتگو کے دوران کہہ دیا کہ اگر میں فلاں کو قتل نہ کیا تو میری منکوحہ میرے اوپر تین شرائط پر طلاق ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ تین شرط جو اس نے کہا ہے اس سے کیا نیت تھی۔

وہ فلاں شخص کے قتل پر قادر نہ ہوالہذا ایسی طلاق صحیح ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسی قسم سے زندگی کے بالکل آخری وقت حانث ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اپنی موت سے پہلے اس فعل کو کرلے لہذا اگر قسم کھانے والا مر گیا تو زندگی کے آخری لمحہ میں اس کی بیوی مطلقہ ہو جائے گی۔ (کمافی الدرالمختار) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۰۰) ''نکاح سے پہلے کہا کہ اگر ایسا کروں تو میری بیوی مطلقہ سمجھی جائے''

سوال:۔ کسی شخص نے شادی سے پہلے ہی شرط کی کہ اگر میں اپنی بیوی کو اس کے والدین کے گھر جانے سے روکوں تو اسے مطلقہ سمجھا جائے۔ اس کہنے سے کیا اس کی یہ شرط شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ نکاح سے پہلے ایسی تعلیق بغیر اضافت کئے نکاح کی طرف صحیح نہ ہوگی اس لئے شرط پائے جانے کی صورت میں اس کی بیوی مطلقہ نہ ہوگی۔ کمافی الدرالمختار۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۰۱) ''اگر یہ جگہ چھوڑ کر کہیں جائیں تو چھ ماہ کے بعد بیوی پر تین طلاق''

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو یہ اقرار نامہ لکھ کر دیا کہ ہم ''گھوسی'' (جگہ کا نام ہے) کے اندر رہیں گے اگر گھوسی چھوڑ کر کہیں چلے جائیں تو چھ مہینہ کے بعد ہماری بیوی نذیرہ کو تین طلاق بائن پڑ جائیں گی۔ تحریر کے بعد زید دو مہینے تک گھوسی شہر میں رہا اور اس کے بعد کہیں چلا گیا اور چھ ماہ گذرنے سے پہلے آیا اور بیوی کو رخصت کرا کر لے گیا ایک رات اپنے گھر رکھ کر اس کے میکہ پہنچا دیا اور کچھ دن گھوسی رہ کر دوسری جگہ چلا گیا اب اٹھارہ مہینہ سے گھوسی نہیں آیا تو اقرار نامہ کے موافق نذیرہ بی بی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں اگر زید یہ کہے کہ میری مراد شرط مذکورہ سے یہ تھی کہ رخصت کرانے سے پہلے اگر میں گھوسی چھوڑ کر چلا جاؤں تو نذیرہ بی بی کو طلاق ہے، تو چونکہ زید رخصت کرانے سے پہلے چھ ماہ کے لئے غائب نہیں ہوا بلکہ چھ ماہ کے اندر گھوسی آ گیا اور اپنی بیوی کو رخصت کرا کے لے گیا لہذا طلاق کی شرط نہیں پائی گئی اور تین طلاق اس کی بیوی پر واقع نہیں ہوئی۔ تو جب ایک مرتبہ شرط منحل ہوگئی تو اب دوسری مرتبہ اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

لیکن اگر زید یہ مراد بیان نہ کرے اور شرط مطلقا رکھی جائے کہ زید جس وقت بھی گھوسی سے چھ ماہ کے لئے غائب ہو تو اس کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ ہو جائے تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئیں کیونکہ شرط پائی گئی۔ **کما فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا الخ** . (مفتی عزیز الرحمٰن رحؒ)

(۲۰۲) طلاق معلق کو واپس لینے کا اختیار نہیں

سوال:۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے غصے میں یہ کہہ دے کہ اگر تم نے میری مرضی کے خلاف کام کیا تو تم میرے نکاح سے باہر ہو جاؤ گی اگر شوہر اس شرط کو ختم کرنا چاہے تو کیا وہ ختم ہوسکتی ہے اور کس طرح دوسری بات یہ ہے کہ فرض کرو اگر بیوی اس کام کو کر لیتی ہے تو کیا وہ نکاح سے باہر ہو جاتی ہے۔

الجواب:۔ طلاق کو کسی شرط پر معلق کر دینے کے بعد اسے واپس لینے کا اختیار نہیں اس لئے اس شخص کی بیوی اگر اس کی مرضی کے خلاف وہ کام کرے گی تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی مگر دوبارہ نکاح ہو سکے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰۳) اگر تم مہمان کے سامنے آئی تو تین طلاق

سوال:۔ میری شوہر معمولی سی باتوں پر جھگڑا کرنے لگتے ہیں ایک دفعہ جھگڑے کے دوران کہنے لگے کہ اگر تم میرے یا اپنے رشتہ داروں کے سامنے آئیں تو تمہیں میری طرف سے تین طلاق یہ کہہ کر چلے گئے۔ جب کہ انہیں معلوم تھا کہ مہمان آنے والے ہیں جو کہ ان کے اور میرے دونوں یکساں رشتہ دار ہیں تھوڑی دیر بعد مہمان آ گئے اور مجھے مجبوراً ان کے سامنے جانا پڑا آپ یہ تحریر فرمائیں کہ کیا ان کے اس طرح کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں اور ہمارا ایک ساتھ رہنا ٹھیک ہے یا نہیں میرے شوہر سے اس سے پہلے بھی اکثر لڑائیوں میں طلاق کا لفظ نکال چکے ہیں برائے مہربانی جواب ضرور عنایت فرمائیں۔

الجواب:۔ ان الفاظ سے تین طلاقیں ہوگئیں اور اگر وہ اس سے پہلے بھی اکثر لڑائیوں میں طلاق کا لفظ نکال چکے ہیں تو طلاق پہلے ہی واقع ہو چکی ہے بہر حال اب تم دونوں کا تعلق میاں

بیوی کا نہیں بلکہ ایک دوسرے پر قطعی حرام ہیں حلالہ شرعی کے بغیر دوبارہ نکاح کی بھی گنجائش نہیں۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰۴) اگر بھائی کے گھر آنے سے طلاق کو معلق کیا تو اب کیا کرے

سوال:۔ میں ایک کرائے کے مکان میں رہ رہا تھا آج سے پانچ سال پہلے ہم دونوں بھائیوں کی آپس میں باتیں ہو رہی تھی تو باتوں باتوں میں تلخ کلامی ہوگئی اور بہت زیادہ ہوئی اسی دوران بھائی باہر نکل گیا کافی دور جا کر اس نے کہا کہ میں اپنے بھائی کے گھر آؤں تو میری بیوی پر تیرہ دفعہ طلاق ہے اب وہ بھائی عرصہ پانچ سال سے میرے گھر نہیں ایا اب وہ میرے گھر کس صورت میں آسکتا ہے اوران باتوں کا کیا حل ہے۔

الجواب:۔ آپ کا بھائی جب بھی آپ کے گھر آئے گا اس کی بیوی کو تین طلاق ہو جائیں گی اگر وہ اپنی قسم توڑنا چاہتا ہے تو اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ایک طلاق بائن دے دے پھر جب بیوی کی عدت ختم ہو جائے تو آپ کے گھر چلا جائے اس کی قسم ٹوٹ جائے گی پھر دوبارہ اپنی بیوی سے نکاح کر لے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰۵) اگر باپ کے گھر گئیں تو مجھ پر تین طلاق کہنے کا حکم

سوال:۔ میرا اپنے سسر سے جھگڑا ہو گیا اور میں نے گھر آتے ہی بیوی کو کہا کہ آج کے بعد تم اگر باپ کے گھر گئی تو تم مجھ پر تین شرط طلاق ہو خیر اس کے بعد وہ تو باپ کے گھر نہ گئی مگر آج کل سسر صاحب سخت بیمار ہیں اور میں یہ سوال لے کر بڑے بڑے علماء کرام کے پاس گیا ہوں مگر مطمئن نہیں ہوں آپ بتائیں کہ میری بیوی کس طرح باپ کے گھر جائے؟

الجواب:۔ آپ کی بیوی اپنے والد کے گھر نہیں جاسکتی اگر جائے گی تو اسے تین طلاقیں ہو جائیں گی اس کی تدبیر یہ ہوسکتی ہے کہ اس کو ایک طلاق بائن دے کر اپنے نکاح سے خارج کر دیں، پھر وہ عدت ختم ہونے کے بعد اپنے باپ کے گھر چلی جائے چونکہ اس وقت وہ آپ کے نکاح میں نہیں ہوگی اس لئے تین طلاقیں واقع نہیں ہوں گی اور شرط پوری ہو جائے گی اب اگر دونوں کی رضامندی ہو تو دوبارہ نکاح کرلیا جائے اس کے بعد اگر اپنے باپ کے گھر آجائے تو

طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰۶) طلاق معلق کا ایک مسئلہ

سوال:۔ میرے میاں نے مجھے میری بہن کے گھر جانے سے منع کیا اور کہا کہ تم وہاں وگئیں تو مجھ پر طلاق ہو جاؤ گی اور تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا اور اس کے دوسرے تیسرے دن ہی ہم وہاں چلے گئے پہلے مجھے معلوم نہیں تھا کہ زبان سے کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے لوگوں سے معلوم ہوا کہ اس طرح بھی طلاق ہو جاتی ہے جب کہ میاں نہیں مان رہے اور کہہ رہے ہیں کہ طلاق دینے کا میں نے وعدہ کیا ہے اور طلاق نہیں دی جب کہ یہی الفاظ جو ابھی لکھے ہیں میرے میاں نے مجھے کہے تھے کیا اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو اس کا حل کیا ہے؟

الجواب:۔ آپ کے وہاں جانے کے بعد شوہر نے دو لفظ استعمال کئے ہیں ایک یہ کہ اگر تم وہاں گئیں تو مجھ پر طلاق ہو جاؤ گی اس سے ایک طلاق ہوگئی مگر شوہر عدت کے اندر اگر زبان سے کہہ دے کہ میں نے طلاق واپس لی یا میاں بیوی کا تعلق قائم کر لے تو رجوع ہو جائے گا دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں دوسرا فقرہ آپ کے شوہر کا جسے انہوں نے تین بار دہرایا یہ تھا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا یہ طلاق دینے کی دھمکی ہے ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوئی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

تفویض طلاق

(طلاق عورت کو سونپ دینا)

(۲۰۷) تفویض طلاق کا کیا مطب ہے؟

سوال:۔ تفویض طلاق کا کیا مطلب ہے؟ بیوی کو اس سے کیا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ کیا بیوی

کے علاوہ دوسرے شخص کو بھی تفویض کیا جا سکتا ہے؟

الجواب:۔ تفویض کے معنی ہیں سونپ دینا، اور تفویض طلاق میں شوہر اپنا طلاق کا اختیار بیوی کو سونپ دیتا ہے کہ وہ اگر چاہے تو خود پر طلاق واقع کر لے۔ اس سے عورت پر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ عام طور پر یہ کابین نامہ میں لکھا جاتا ہے اگر میں نے یہ یہ شرائط پوری نہ کیں تو بیوی کو اختیار ہے کہ وہ خود پر ایک طلاق بائن واقع کر لے۔ اسی طرح اپنی بیوی کی طلاق کا اختیار کسی اور کو بھی تفویض کیا جا سکتا ہے۔ یا کسی خاص موقع پر شوہر بیوی کو اختیار دے دیتا ہے۔

(۲۰۸) اختیار سونپنے کے بعد عورت کا اپنے کو طلاق دینے کا طریقہ

سوال:۔ زاہد علی کا نکاح کریمہ بنت عبداللہ سے ہوا تھا اور ساتھ ساتھ اقرار "امر بالید[1]" کا لیا گیا اور نکاح نامہ لکھا گیا۔ جس میں یہ الفاظ تحریر ہیں کہ مسماۃ کریمہ بنت عبداللہ کو بغیر جبر و اکراہ کے رضامندی کے ساتھ ساتھ امر بالید کا اختیار دے دی یعنی مسماۃ کریمہ جب چاہے اپنی ذات کو میرے نکاح سے خارج کر کے آزاد کر لیں مجھ کو کبھی کسی طرح اپنے نکاح کے قائم ہونے کا دعوی نہ ہو سکے گا۔" کیونکہ اس اقرار نامہ کی رو سے اس وقت وہ قطعاً و یقیناً میری عقد نکاح سے خارج ہو جائیں گی۔"

اب زاہد علی کے ناشائستہ افعال کی وجہ سے مسماۃ کریمہ زاہد علی کے نکاح سے علیحدہ ہو کر عقد ثانی کرنا چاہتی ہے۔ لہذا مسماۃ کریمہ کن الفاظ سے اردو مضمون میں خود کو طلاق دے تا کہ طلاق واقع ہو جائے۔

الجواب:۔ اس صورت میں کریمہ کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے اپنا نکاح فسخ کرے اور وہ یہ الفاظ کہہ لے کہ میں نے اپنے اپ کو طلاق بائنہ دی اور اپنے نفس کو شوہر زاہد علی کے نکاح سے خارج کر دیا تو اس حالت میں کریمہ پر طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی اور وہ زاہد علی کے نکاح سے خارج ہو جائے گی۔ عدت کے بعد اس کے لئے جائز ہے کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کر لے مگر یہ شرط ہے کہ شوہر نے 'الفاظ'' امر بالید'' طلاق کی نیت سے کہے ہوں۔ (جیسا کہ درمختار میں شرط کی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔)

(مفتی عزیز الرحمنؒ)

---

[1]: معاملہ عورت کے ہاتھ میں ہونا۔

(۲۰۹) نکاح سے پہلے کا تفویض نامہ درست نہیں

سوال:۔ ایک شخص نکاح سے پہلے ہی اس عورت کو جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے طلاق کا اختیار تفویض کر دیتا ہے کہ جس وقت عورت چاہے مرد سے اپنی ذات کو بذریعہ طلاق جدا کر لے اور مطلقہ ہو جائے۔ یہ تفویض قبل از نکاح درست ہے یا نہیں

الجواب:۔ نکاح سے پہلے تفویض طلاق نہیں ہو سکتی لیکن اگر بطریق تعلیق و اضافت کہے اس طرح کہ جب تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق لینے کا اختیار ہے یا یہ کہے کہ نکاح کے بعد تجھ کو طلاق لینے کا اختیار ہے تو اس طرح تفویض کرنا درست ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۱۰) اگر تمہاری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو تم کو اختیار ہے

سوال:۔ ایک شخص نے نکاح کے وقت بیوی کو یہ اختیار دیا کہ اگر میں تمہاری اجازت کے بغیر دوسرا نکاح کروں تو تم کو اختیار ہے کہ تم اس دوسری بیوی کو طلاق دے کر میرے عقد سے خارج کر دو۔ اس طرح عورت کو طلاق کا اختیار دینا صحیح ہے یا نہیں اور اسے اختیار حاصل ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں عورت کو اختیار دینا درست ہے اور اگر وہ اس وقت طلاق دے گی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ (جیسا کہ درمختار باب تفویض میں مذکور ہے)
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۱۱) شوہر نے تین طلاق کی نیت سے "طلقی نفسک" کہا

سوال:۔ اگر زید نے تین طلاق کی نیت سے اپنی بیوی سے کہا "طلقی نفسک" ("اپنے نفس کو طلاق دے دے") اس سے تین طلاق پڑیں گی یا ایک رجعی پڑے گی؟

الجواب:۔ اگر عورت اپنے نفس پر تین طلاق واقع کرے گی تو تین طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر ایک طلاق دے گی تو ایک واقع ہوگی۔ (کما فی الشامیہ) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۱۲) ''حلالہ میں یہ شرط لگانا کہ میں جب چاہوں آزاد ہو جاؤں گی'' باطل ہے

سوال:۔ اگر مطلقہ عورت اس شرط پر حلالہ کرائے کہ میں چاہوں گی شوہر ثانی سے طلاق بائنہ لے کر آزاد ہو جاؤں گی۔ (یعنی خود اپنے اوپر طلاق واقع کرلوں گی) اس صورت میں حلالہ درست ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب:۔ شوہر ثانی جس وقت مباشرت کے بعد اس کو طلاق دے گا تو عدت کے بعد وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال ہے اور عورت کا یہ شرط کرنا قبل از نکاح باطل ہے اس سے عورت کو خود طلاق کا اختیار حاصل نہ ہوگا، البتہ اگر یہ شرط کہ نکاح کے بعد میں جس وقت چاہوں گی طلاق لے لوں گی، اور شوہر ثانی اس کو منظور کرلے کہ نکاح کے بعد تجھ کو طلاق لینے کا اختیار ہے تو عورت جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے اور حلالہ میں شوہر ثانی کی مباشرت ضروری ہے۔فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۱۳) ''اتنے دن خبر گیری نہ کروں تو تم کو طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے''

سوال:۔ زید نے ہندہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر میں چھ مہینہ تم سے جدا رہوں اور اس اثناء میں تمہاری خبر گیری نہ کروں نان نفقہ نہ دوں تو تمہیں خود پر تین طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے لہذا تم اپنی مرضی سے مطلقہ ہو کر دوسرے کے نکاح میں جا سکتی ہو۔اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں تحقق شرط کے بعد عورت کو طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے۔یہ شرط عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی طرف سے برابر ہے (کذافی الدرالمختار) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۱۴) طلاق سے جب جاہلوں کے عرف میں تین طلاق مراد ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ جاہلوں کے عرف میں طلاق کا لفظ بمعنی طلاق مغلظ ہے اس عرف کا کچھ اعتبار ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس عرف کا اعتبار نہیں ہے۔(کیونکہ طلاق عدد کی وجہ سے واقع ہوتی ہے کذافی الدرالمختار) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

خلع (علیحدگی) کا بیان

(۲۱۵) خلع کسے کہتے ہیں؟

سوال:۔ خلع کیا ہے یہ اسلامی ہے یا غیر اسلامی زید نے اپنی بیوی گلشن کو شادی کے بعد تنگ کرنا شروع کر دیا بیوی نے خلع کے لئے کورٹ سے رجوع کیا دو سال کیس چلا اس کے بعد خلع کا آرڈر ہو گیا اور دونوں میاں بیوی علیحدہ ہو گئے لیکن بعد میں دونوں میاں بیوی میں پھر صلح ہو گئی اور بغیر نکاح یا حلالہ کے میاں بیوی پھر بن گئے کیا یہ سب جائز تھا۔

الجواب:۔ خلع کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بوقت ضرورت مرد کو طلاق دینا جائز ہے اسی طرح اگر عورت نباہ نہ کر سکتی ہو تو اس کو اجازت ہے کہ شوہر نے جو مہر وغیرہ دیا ہے اسی کو واپس کر کے اس سے گلو خلاصی کر لے اور اگر شوہر آمادہ نہ ہو تو عدالت کے ذریعہ لے لے اور عدالت کے ذریعہ جو خلع لیا جاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ عدالت اگر محسوس کرے کہ میاں بیوی کے درمیان موافقت نہیں ہو سکتی تو عورت سے کہے کہ وہ اپنا مہر چھوڑ دے اور شوہر سے کہے کہ وہ مہر چھوڑنے کے بدلے اس کو طلاق دے دے اور اگر شوہر اس کے باوجود بھی طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو عدالت شوہر کی مرضی کے بغیر خلع کا فیصلہ نہیں کر سکتی خلع سے ایک بائن طلاق ہو جاتی ہے اگر میاں بیوی کے درمیان مصالحت ہو جائے تو نکاح دوبارہ کرنا ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱۶) طلاق اور خلع میں فرق

سوال:۔ اگر عورت خلع لینا چاہے تو اس صورت میں بھی کیا مرد کے لئے طلاق دینا ضروری ہے عورت کے کہنے پر ہی نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اگر مرد کا طلاق دینا ضروری ہے تو پھر طلاق اور خلع میں کیا فرق ہے؟

الجواب:۔ طلاق اور خلع میں فرق یہ ہے کہ خلع کا مطالبہ عموماً عورت کی جانب سے ہوتا ہے اور اگر مرد کی طرف سے اس کی پیش کش ہو تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف رہتی ہے عورت قبول کر لے تو خلع واقع ہوتا ہے ورنہ نہیں جب کہ طلاق عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں وہ

قبول کرے یا نہ کرے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

دوسرا فرق یہ ہی کہ عورت کے خلع قبول کرنے سے اس کا مہر ساقط ہو جاتا ہے طلاق سے ساقط نہیں ہوتا البتہ اگر شوہر یہ کہے کہ تمہیں اس شرط پر طلاق دیتا ہوں کہ تم مہر چھوڑ دو اور عورت قبول کر لے تو یہ بامعاوضہ طلاق کہلاتی ہے اور اس کا حکم خلع ہی کا ہے۔

خلع میں شوہر کا لفظ طلاق استعمال کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر عورت کہے کہ میں خلع (علیحدگی) چاہتی ہوں اس کے جواب میں شوہر کہے کہ میں نے خلع دے دیا تو بس خلع ہو گیا خلع میں طلاق بائن واقع ہوتی ہے یعنی شوہر کو اب بیوی سے رجوع کرنے یا خلع کے واپس لینے کا اختیار نہیں ہاں دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱۷) ظالم شوہر کی بیوی اس سے خلع لے سکتی ہے

سوال:۔ میری ایک رشتہ دار کو اس کا شوہر خرچ بھی نہیں دیتا اور نہ طلاق دیتا ہے وہ بہت پریشان ہے کہ کیا کرے وہ بچوں کے ڈر سے کیس بھی نہیں کرتی کہ بچے اس سے چھن نہ جائیں اور تقریباً پانچ سال ہو گئے اگر وہ چھوڑ دیتا ہے تو دوسری شادی کر کے وہ عزت کی زندگی گزارتی تو آپ یہ بتائیں کہ شرعی رو سے یہ نکاح اب تک قائم ہے کہ نہیں اور وہ اس کے ساتھ رہتا بھی نہیں ہے۔

الجواب:۔ نکاح تو قائم ہے عورت کو چاہئے کہ شرفا کے ذریعہ اس کے خلع دینے پر آمادہ کرے اگر شوہر خلع نہ دے تو عورت عدالت سے رجوع کرے اور اپنا نکاح اور شوہر کا نان نفقہ نہ دینا شہادت سے ثابت کرے عدالت تحقیقات کے بعد اگر اس نتیجہ پر پہنچے اگر عورت کا دعویٰ صحیح ہے تو عدالت شوہر کو حکم دے کہ یا تو اس کو حسن وخوبی کے ساتھ آباد کرو اور اس کا نان نفقہ ادا کرو یا اس کو طلاق دو ورنہ ہم نکاح فسخ ہونے کا فیصلہ کر دیں گے اگر عدالت کے کہنے پر بھی وہ نہ تو آباد کرے اور نہ تو طلاق دے تو عدالت خود نکاح فسخ کر دے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱۸) خلع سے طلاق بائن ہو جاتی ہے

سوال:۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے طلاق اور خلع میں فرق کی یہ تشریح کی کہ خلع

قبول کرنے پر مہر ساقط ہو جاتا ہے اور طلاق میں نہیں خلع قبول کرنا عورت کی مرضی پر ہے معلوم یہ کرنا ہے کہ خلع کے بعد عدت بھی ضروری ہے یا نہیں اور اگر عورت دوبارہ اسی سابقہ شوہر سے نکاح کرنا چاہے تو بغیر حلالہ شرعی کے نکاح ہو سکتا ہے کیونکہ شوہر نے طلاق نہیں دی ہے؟

الجواب:۔ خلع کا حکم ایک بائن طلاق کا ہے اگر میاں بیوی کے درمیان خلوت ہو چکی ہے تو خلع کے بعد عورت پر عدت لازم ہوگی اور سابقہ شوہر سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی البتہ اگر عورت کے خلع کے مطالبہ پر شوہر نے تین طلاقیں دے دی تھیں تو حلالہ شرعی کے بغیر دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱۹) خلع کی عدت لازم ہے

سوال:۔ میری شادی ادلے بدلے کی ہوئی میرے بھائی کی بیوی نے طلاق لے لی میرا شوہر اس طلاق کا بدلہ مجھے ذہنی اذیتوں اور ذلتوں میں دیتا رہتا ہے آٹھ سال ہو گئے ہیں مجھے اس کے سلوک سے) اور بچوں سے عدم دلچسپی سے کچھ نفرت سی ہو گئی ہے اس صورت حال میں کیا کیا جائے کیا ایسا ممکن ہے کہ خلع لے کر اور شادی کرلوں تو خلع کی کیا صورت ہوگی کیا خلع کی بھی عدت ہوتی ہے؟

الجواب:۔ خلع کے معنی میں عورت کی جانب سے علیٰحدگی کی درخواست عورت اپنے شوہر کو یہ پیشکش کرے کہ میں اپنے مہر چھوڑتی ہوں اس کے بدلے میں مجھے خلع دے دو اگر مرد اس کی پیشکش کو قبول کرلے تو طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے جس طرح طلاق کے بعد عدت ہوتی ہے اسی طرح خلع کے بعد بھی لازم ہے عدت کے بعد آپ جہاں دل چاہے عقد کر سکتی ہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲۰) کیا خلع کے بعد رجوع ہو سکتا ہے

سوال:۔ خلع کے مبہم ہونے کی صورت میں اگر ایک مفتی کہے کہ خلع ہو گیا اور دوسرا کہے کہ نہیں ہوا اور لڑکی نادم ہو کر نباہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تو کیا تجدید نکاح ہو سکتا ہے نیز تجدید نکاح کون کرتا ہے اور کیسے ہوتا ہے۔

الجواب:۔ خلع میں اگر شوہر نے تین طلاقیں دے دی تھیں تو دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا اور اگر صرف خلع کا لفظ یا ایک طلاق کا لفظ استعمال کیا تھا تو نکاح دوبارہ ہوسکتا ہے دوبارہ کرنے کو تجدید نکاح کہتے ہیں جس طرح پہلے نکاح ایجاب قبول سے ہوتا ہے اسی طرح دوبارہ بھی ایسے ہی ہوگا چونکہ خلع کا علم سب تعلق والوں کو ہو چکا تھا اس لئے دوبارہ نکاح بھی علی الاعلان ہونا چاہئے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲۱) بیوی کے نام مکان

سوال:۔ اگر کوئی شخص شادی کے بعد اپنی محنت کی کمائی سے ایک مکان بناتا ہے اور وہ اپنی بیوی کے نام کر دیتا ہے اس کے بعد بیوی اس شخص سے خلع چاہتی ہے قرآن پاک کے حوالے سے بتائیں کہ وہ مکان بیوی کو واپس کرنا ہوتا ہے یا نہیں وہ شخص کہتا ہے کہ میری محنت کا مکان ہے وہ مکان واپس کرو ورنہ خلع نہیں دوں گا؟

الجواب:۔ وہ خلع میں مکان کی واپسی کی شرط رکھ سکتا ہے اس صورت میں عورت اگر خلع لینا چاہتی ہے تو اسے وہ مکان واپس کرنا ہوگا الغرض شوہر کی طرف سے مکان واپس کرنے کی شرط صحیح ہے اس کے بغیر خلع نہیں ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲۲) ''بذریعہ خلع طلاق حاصل کرنا جائز ہے''

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بہت مجبور کر رکھا ہے وہ بدمعاش آدمی ہے نہ تو نان نفقہ دیتا ہے اور نہ خبر گیری کرتا ہے ایسی عورت کو طلاق بطور خلع دلوانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر اس پر بھی طلاق نہ دے تو حاکم سے کہہ کر جبراً طلاق دلائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ حنفیہ کے مذہب کے موافق اس صورت میں شوہر کے طلاق دیئے بغیر تفریق نہیں ہوسکتی، البتہ خلع ہوسکتا ہے خلع کی صورت یہ ہے کہ عورت مثلاً مہر معاف کر دے اور شوہر طلاق دے دے اور حاکم وقت اگر جبراً طلاق دلا دے تو یہ صورت بھی ہوسکتی طلاق واقع ہوجائے گی کیونکہ حنفیہ کے نزدیک زبردستی بھی طلاق ہوجائے گی۔ کما صرح بہ الفقہاء، کذا فی الدر المختار۔
(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۲۳)''شوہر سے نہ بننے کی صورت میں خلع بہتر ہے''

سوال:۔ ایک عورت کی شوہر سے بنتی نہیں ہے نہ شوہر نان نفقہ دیتا ہے اور نہ مہر دیتا ہے عدالت نے مہر کی ڈگری جاری کردی تھی جو بوجہ مفلسی وصول نہ ہوسکی۔اب وہ عورت مجبور ہو کر یہ چاہتی ہے کہ عدالت سے اس بات کی چارہ جوئی کرے کہ مہر معجّل کے عوض میں خلع کرلوں اور خاوند سے کچھ واسطہ نہ رہے؟

الجواب:۔ میاں بیوی کی ناموافقت کی صورت میں یہ بہتر ہے کہ خلع ہوجائے لیکن خلع میں زوجین کی رضامندی کی ضرورت ہے عورت تو خود چاہتی ہے کہ خلع ہوجائے۔تو مرد کو بھی راضی کرلینا چاہئے اگر وہ مہر کے عوض خلع کرے گا تو خلع ہوجائے گا اور عورت اس کی قید نکاح سے باہر ہوجائے گی لہذا شوہر کو سمجھانا چاہئے یا بذریعہ حکام اس کو مجبور کیا جائے کہ وہ خلع کرلے۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۲۴) طلاق بائن کے بعد خلع درست نہیں ہے

سوال:۔ طلاق بائن ہونے کے بعد اگر خلع کرایا تو صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ کتب فقہ میں تصریح ہے بائن طلاق دوسری بائن سے ملحق نہیں ہوتی، لہذا طلاق بائنہ کے بعد خلع صحیح نہ ہوگا اور نہ اس سے طلاق ہوگی۔(کیونکہ خلع سے بھی طلاق بائن پڑتی ہے) **کما فی الدر المختار فی ذکر الخلع الخارج من الخلع .** (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۲۵)''فارغ خطی''مبارأة کے ہم معنی ہے اس سے طلاق بائنہ ہوتی ہے

سوال:۔ اگر کسی نے اپنی زوجہ سے یہ کہا کہ میں نے تجھ کو فارغ خطی دی تو اس سے شرعاً طلاق رجعی ہوگی یا بائنہ؟

الجواب:۔''فارغ خطی'' کا لفظ مبارأة کا ترجمہ ہے یا اس کے ہم معنی ہے اور یہ الفاظ خلع میں سے ہے جو کہ عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے اور اس میں طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔جیسا کہ درمختار باب الخلع میں مذکور ہے کہ مبارأة خلع کے معنی میں داخل ہے اور اس سے طلاق واقع ہوتی ہے۔

اگر فارغ خطی کا استعمال محض طلاق میں ہو تو پھر بھی اس لفظ سے طلاق بائن واقع ہوگی کیونکہ یہ لفظ بینونت (جدائی) اور قطع تعلق پر دلالت کرتا ہے جو کہ طلاق بائنہ میں ہوتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۲۶) ''زبردستی خلع کرانے سے بھی طلاق بائنہ ہو جاتی ہے''

سوال:۔ ایک نابالغ لڑکی کا نکاح زید سے ہوا کچھ دن کے بعد اس کے سسر نے اپنی لڑکی کا خلع کرانا چاہا تو زید نے انکار کر دیا، مگر اس کے سسر اور چند لوگوں نے زید سے جبراً خلع کر دیا، اور یہ لکھوالیا کہ میں نے ہندہ منکوحہ بنت فلاں کو خلع کیا اور اس نے مجھ کو مہر معاف کیا، اس صورت میں خلع ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ درمختار میں صغیرہ کے خلع کے بیان میں جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ نے اگر نابالغ لڑکی کی طرف سے اس کے مال یا مہر کے عوض خلع کیا تو اس پر طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی اور مال کسی پر لازم نہ آئے گا اور مہر ساقط نہ ہوگا۔ (یہی جواب اسی مسئلہ کا ہے)
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۲۷) ''کن اسباب کی بنیاد پر فارغ خطی و خلع حاصل کرے''

سوال:۔ عورت اپنے شوہر سے کن کن وجوہ کی بناء پر شرعاً فارغ خطی حاصل کر سکتی ہے؟

الجواب:۔ جب آپس میں موافقت نہ ہو، ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کر سکیں تو جائز ہے کہ شوہر سے طلاق لے لے اگر وہ بغیر معاوضہ کے طلاق نہ دے تو کچھ معاوضہ دے کر طلاق لے لے یا خلع کرا لے اور اس سے پیچھا چھڑا لے بغیر خلع یا طلاق کے عورت اس کے نکاح سے خارج نہیں ہو سکتی اور اگر قصور مرد کا ہے تو مرد کو تھوڑا سا معاوضہ لینا بھی درست نہیں ہے۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۲۸) ''عورت سے زبردستی ہزار روپے کا اقرار کرا کے خلع کیا'' اس کا حکم

سوال:۔ زید نے اپنی منکوحہ ہندہ سے مبلغ ایک ہزار روپے پر خلع کیا۔ ہندہ نے بہت انکار کیا اور کھلم کھلا انکار کیا مگر زید نے ہندہ کو ڈرا دھمکا کر روپے کا اقرار کرا لیا۔ کیا شریعت کی رو سے یہ

نکاح باطل ہو گیا؟ اگر ہو گیا تو یہ روپیہ ہندہ کے ذمہ واجب الاداء ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں خلع صحیح ہے اور عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی اور عورت کے ذمہ ہزار روپیہ لازم نہیں۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ شوہر نے اگر مال پر زبردستی اقرار کر کے خلع کیا تو وہ عورت بغیر مال واجب ہوئے مطلقہ ہو جائے گی۔ الخ۔ اور عورت کا مہر جو شوہر کے ذمہ ہے وہ ساقط ہو جائے گا کیونکہ خلع مہر کے بدلے ہوتا ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۲۹) خلع کا کاغذ طرفین کی مرضی سے لکھا گیا تو خلع ہو گیا اس کو پھاڑنے سے خلع ختم نہیں ہوگا

سوال:۔ میاں بیوی کی باہم ناچاقی پر دونوں میں یہ گفتگو ہوئی کہ اب ہم میں نباہ اور اتفاق باہمی کی کوئی صورت نہیں ہے تو شوہر نے کہا کہ میں طلاق نامہ لکھتا ہوں عورت نے کہا میں مہر کی معافی کا کاغذ لکھتی ہوں۔ چنانچہ دونوں نے وہ کاغذات لکھ دیئے۔ اتنے میں شوہر کا بڑا بھائی آ گیا ان دونوں نے اسے پوری بات بتائی کہ ہم نے باہم خلاصی کر لی ہے۔ شوہر کے بڑے بھائی نے دونوں کو برا بھلا کہا اور کاغذ لے کر پھاڑ دیا اس صورت میں خلع ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ زوجین میں باہم خلع ہو گیا اور خلع طلاق بائن ہوتا ہے اور جب کہ خلع کی تحریر طرفین سے ہو چکی ہے "میاں بیوی نے طلاق اور مہر کی معافی کے کاغذ لکھے اور شوہر کے بھائی کے سامنے یہ بیان بھی کر دیا کہ ہم میں نباہ کی صورت نہ تھی لہذا ہم نے خلاصی کر لی" تو خلع پورا ہو گیا اور عورت پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی مہر بھی ساقط ہو گیا۔ شوہر کے بڑے بھائی کے برا بھلا کہنے اور کاغذ پھاڑ دینے سے خلع پر کوئی اثر نہیں پڑا، خلع باطل نہیں ہوا الحاصل عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہوگئی اور مطلقہ ہوگئی عدت گذرنے پر وہ جہاں چاہے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ هکذا فی کتب الفقه. (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۳۰) بالغ شوہر کی نابالغ یا بالغہ بیوی ولی کے ذریعہ خلع کرا سکتی ہے

سوال:۔ ہندہ جو کہ نابالغ ہے اپنے بالغ شوہر سے اپنے والد کی ولایت کے ساتھ معافی مہر کے بدلے خلع کرانا چاہتی ہے یہ صورت خلع کی جائز ہے یا نہیں اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہو گا

یا نہیں؟

الجواب:۔ خلع مذکور شرعاً جائز ہے اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہو جائے گا (کیونکہ خلع اور مبارأۃ ایک دوسرے سے نکاح کے تمام حقوق ختم کر دیتے ہیں اور اس میں عورت کے بالغ یا نابالغ ہونے سے فرق نہیں پڑتا شوہر کا بالغ ہونا ضروری ہے) هكذا في كتب الفقه۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۳۱) نابالغ شوہر سے خلع کی کوئی صورت نہیں؟

سوال:۔ ہندہ اور زید کا نکاح بچپن ہی میں ہوا تھا۔ ہندہ بالغہ ہوگئی ہے جب کہ زید اب تک نابالغ ہے لہذا اب ہندہ خلع لے سکتی ہے یا نہیں اور زید طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ نہیں تو اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نابالغ کی طلاق اور خلع دونوں باطل ہیں نہ وہ طلاق دے سکتا ہے نہ خلع کر سکتا ہے اور نہ اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دے سکتا ہے نہ خلع کر سکتا ہے ہاں بالغ ہونے کے بعد اگر وہ چاہے تو خلع کرے یا طلاق دے دے، اس کے بالغ ہونے سے پہلے کچھ نہیں ہو سکتا۔
(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۳۲) شوہر کی مرضی کے خلاف خلع نہیں ہو سکتا

سوال:۔ ایک شخص اپنی بیوی کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتا ہے اور تنگ کرتا ہے ان وجوہ سے عورت خاوند کے گھر جانا نہیں چاہتی اور خاوند طلاق بھی نہیں دیتا۔ اب اس کا انکار خاوند کے گھر جانے سے ہے جو صحیح ہے یا غلط؟ اگر شوہر طلاق دے تو حاکم وقت سے عدالت میں خلع کرا سکتی ہے یا نہیں؟ اگر خلع ہو جائے تو مہر کی وصولی کا دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورت کا اپنے شوہر کے گھر نہ جانا بوجہ بیجا ایذاء دہی اور ناجائز حرکتوں کی وجہ سے بالکل صحیح ہے لیکن خلع بغیر شوہر کی رضامندی کے نہیں ہو سکتا، خلع وغیرہ کے بعد مہر وغیرہ ساقط ہو جاتا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(نیز آج کل کی موجودہ عدالتوں سے یہ سلسلہ جاری ہے کہ شوہر کی رضامندی کے بغیر دو تین پیشیوں ہی میں یکطرفہ خلع کی ڈگری جاری کر دی جاتی ہے ہاں البتہ اس صورت میں جب کہ

شوہر عدالت کو دستیاب ہی نہ ہو بار بار طلب کرنے پر حاضر نہ ہو اور اس جگہ اس کا کوئی پتہ نہ ہو تب عدالت کس درجہ کا اختیار ہے یہ ایک الگ بحث ہے لیکن جس طرح بے دھڑک اور کثرت سے یا محض عدم پسندیدگی کی بناء پر خلع کی ڈگریاں جاری کی جا رہی ہیں وہ سب غلط ہے اس طرح خلع منعقد نہیں ہوتا اس کی مکمل تفصیل ''خلع کی شرعی حیثیت'' مصنفہ مولانا محمد تقی عثمانی ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ (مرتب)

(۲۳۳) عورت کی مرضی کے بغیر بھی خلع نہیں ہوتا

سوال:۔ زبیدہ کو اس کے شوہر نے چار سال ہوئے گھر سے نکال دیا اس دوران زبیدہ کو اس کے شوہر کے گھر بھیجنے کی گفتگو ہوتی رہی مگر زبیدہ کے علاتی بھائی نے زبیدہ کی اجازت کے بغیر اس کے شوہر سے مہر کی معافی کی شرط پر تین طلاق دلوا دیں اور مہر نہ مانگنے کا دعویٰ خود ہی لکھ دیا۔ کیا طلاق واقع ہو گئی؟ اور مہر ساقط ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ بیوی کی رضامندی کی بغیر خلع نہیں ہو سکتا یعنی نہ مہر ساقط ہو سکتا ہے نہ طلاق واقع ہوتی ہے، لہٰذا اس عورت کے بھائی نے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے مہر سے باز رہنے کا جو دعویٰ لکھ دیا وہ صحیح نہیں ہوا، اسی طرح شوہر نے جو مہر سے معافی کی شرط پر تین طلاق دی تھیں وہ بھی واقع نہیں ہوئیں۔ (جیسا کہ شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ طلاق دینا شوہر کا اور مہر معاف کرنا بیوی کا حق ہے، غیر اس حق کو ان کی مرضی کے خلاف استعمال نہیں کر سکتے۔) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۳۴) خلع کے بعد گزشتہ زمانے کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے البتہ عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے

سوال:۔ ایک عورت نے کافی عرصے جھگڑا رہنے کے بعد اپنے شوہر سے مہر کے بدلے اس سے کم مالیت کی بھینس لے کر خلع کر لیا اور بھینس لے کر اپنے میکے چلی گئی اب بعض لوگوں کے ورغلانے پر اس سے سابقہ وقت کے نفقہ کا مقدمہ دائر کر دیا ہے جب کہ شوہر خلع ہو جانے کی وجہ سے نفقہ دینے سے انکاری ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ درمختار وغیرہ میں ہے کہ خلع اور مبارأة نکاح سے ثابت ہونے والے ہر حق کو

ساقط کر دیتے ہیں ..... سوائے عدت کے نفقہ اور رہائش کی الا یہ کہ ان کے سقوط کی تصریح کر دی جائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا دعویٰ گذشتہ زمانے کے نفقہ کی وصولی کے لئے صحیح نہیں ہے کیونکہ خلع سے گذشتہ سب نفقہ ساقط ہو جاتا ہے البتہ عدت کے نفقہ کا دعویٰ کر سکتی ہے اور گزشتہ حالت نکاح کے زمانے کے نفقہ کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۳۵) ''فیصلہ سے پہلے صلح بہتر ہے''

سوال: ۔ خلع کا دعویٰ ہونے پر فیصلہ سے پہلے ہی میاں بیوی میں مصالحت کرانا کیسا ہے؟

الجواب: ۔ صلح کرانا بہت ہی اچھا اور نیک کام ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "**والصلح خیر**" ''اور صلح کرنا بہتر ہے''(النساء) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۳۶) ''خلع'' حدیث کے مطابق دراصل ''طلاق'' ہے اس لئے عدت بھی ہے

سوال: ۔ ہمارے ہاں یہ بحث چلتی رہتی ہے کہ خلع میں عدت ہے یا نہیں اور خلع اصل میں فسخ ہے یا طلاق اس بارے میں احناف کا استدلال کس حدیث سے ہے؟

الجواب: ۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی خلع کے ارادے سے خدمت نبوی شریف میں حاضر ہوئی اور فیصلہ ہوا کہ ان کے پاس جو باغ ہے وہ فدیہ میں اسے دے دیا جائے لہذا آپ ﷺ نے ثابت بن قیس سے فرمایا " **اقبل الحديقة و طلقها تطليقة**" کہ یہ باغ قبول کرلو اور اس عورت کو ایک طلاق دے دو، اس حدیث کے ذیل میں عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ ''اس حدیث میں دلیل ہے کہ خلع طلاق ہے فسخ نہیں۔'' لہذا جب اس حدیث بخاری سے اس کا طلاق ہونا معلوم ہوگیا تو عدت کے بارے میں تو قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ مطلقہ عورتیں تین حیض عدت گزاریں۔ (البقرۃ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

ظہار

(یعنی بیوی کو اپنی ماں، بہن یا کسی اور محرم خاتون کے ساتھ تشبیہ دینا)

(۲۳۷) ظہار کی تعریف اور اس کے احکام

سوال:۔ ظہار سے کیا مراد ہے اور اس کے احکام علم فقہ میں کیا ہیں؟

الجواب:۔ ظہار کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو یوں کہہ دے کہ ''تو مجھ پر میری ماں، یا بہن جیسی ہے'' اس کا حکم یہ ہے کہ اس لفظ سے طلاق نہیں ہوتی لیکن کفارہ ادا کئے بغیر بیوی کے پاس جانا حرام ہے۔ اور کفارہ یہ ہے کہ، دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے جائیں، اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو ساٹھ محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے تب اس کے لئے بیوی کے پاس جانا حلال ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۳۸) بیوی کو بیٹا کہنے کا حکم

سوال:۔ زید اپنی زوجہ کو بیٹا کہہ کر پکارتا ہے چاہے وہ کسی بھی کام میں مصروف ہو جب بھی زید کو اپنی بیوی کو بلانا مقصود ہو یہی طریقہ اپنایا ہوا ہے جب کہ اس کے سب گھر والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں اور اکثر زید کی سالی زید سے پوچھ لیتی ہے کہ تمہارا بیٹا کہاں ہے جب کہ بیوی بھی اس کے مخاطب کرنے پر رجوع کرتی ہے یہاں پردیس میں بھی جب اس کو بیوی کا خط ملنے میں دیر ہو جائے تو وہ دوستوں سے یہی کہتا ہے کہ میرے بیٹے کا خط نہیں آیا کیا زید اور اس کی بیوی کا رشتہ قائم رہا یا نہیں اور اس کا کیا کفارہ ہے؟

الجواب:۔ بیوی کو بیٹا کہنا لغو اور بیہودہ حرکت ہے مگر اس سے نکاح نہیں ٹوٹا اور توبہ

واستغفار کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۳۹) بیوی شوہر کو اس کی ماں کے مماثل رشتہ کہے تو نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال:۔ بیوی نے اپنے شوہر کو کہا کہ اگر تم میرے قریب آئے (میاں بیوی کے تعلقات قائم کئے) تو تم اپنی ماں بہن کے قریب آؤ گے تو ان الفاظ سے ان دونوں کے درمیان نکاح باقی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بیوی کے ان بیہودہ الفاظ سے کچھ نہیں ہوا البتہ بیوی ان ناشائستہ الفاظ کی وجہ سے گناہ کی مرتکب ہوئی ہے اس کو ان الفاظ سے توبہ کرنی چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

باب الایلاء

ایلاء کی تعریف

(۲۴۰) ایلاء کی تعریف

سوال:۔ ایلاء کسے کہتے ہیں؟ اس سے کونسی طلاق واقع ہوتی ہے؟

الجواب:۔ ''اگر شوہر یہ قسم کھالے کہ میں چار ماہ تک تیرے قریب نہ جاؤں گا یا کبھی بھی تیرے قریب نہ جاؤں گا'' تو پھر اس قسم کے کھانے کے بعد اگر وہ چار ماہ تک بیوی کے قریب نہ جائے (یعنی مباشرت نہ کرے) تو بیوی کو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے، اور اگر وہ طلاق سے بچنا چاہے تو اسے چاہئے کہ قربت کر کے قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کردے اور اگر کوئی پہلے ہی قربت کرلے تو اس پر کفارہ واجب ہوگا اور ایلاء ختم ہو جائے گا۔

اگر کوئی چار ماہ سے کم کی قسم کھائے تو لفظاً تو ایلاء کا اطلاق ہوگا مگر ایلاء کے احکام جاری نہ ہوں گے اس کا کفارہ، کفارہ ظہار ہے! جس کا ذکر اٹھائیسویں پارے کی پہلی رکوع میں ہے اور ایلاء کا ذکر سورہ بقرہ میں دوسرے پارے میں آیا ہے۔ (ملخص۔ بہشتی زیور۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

(۲۴۱) (ایلا کے الفاظ کی ایک قسم کا حکم)

سوال:۔ ایک شخص عبدالکریم نے گھریلو ناچاقیوں اور پسند کی شادی نہ ہونے پر اپنی بیوی کو یہ تحریر لکھ کر دی ہے'' کہ میں یہ بات قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کے بعد میں اس وقت تک اپنی بیوی

سے رجوع نہیں کروں گا (یعنی مباشرت) جب تک کہ میری شادی اس سے نہ ہو جائے جس سے میں کرنا چاہتا ہوں، اور اگر اس سے پہلے یعنی شادی سے پہلے رجوع (مباشرت کروں تو میری بیوی کو تین طلاق ہو جائیں۔'' اس مسئلے کے بارے میں علماء کا کیا فتویٰ ہے کیا چار ماہ کے بعد اس کی بیوی کو طلاق پڑ جائے گی ایلاء ہونے کی وجہ سے۔ یا اور کوئی مسئلہ ہے وضاحت فرمائیں۔

الجواب:۔ رجوع سے سائل کی مراد مباشرت ہے، لہذا مذکورہ صورت میں اس نے جو قسم کھائی ہے اس کے بارے میں تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ صورت ایلاء میں داخل نہیں ہے۔ کیونکہ ایلاء میں قسم توڑنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا مگر یہاں قسم توڑے بغیر رجوع ممکن ہو سکتا ہے وہ یہ کہ سائل اپنی قسم پوری کر دے۔

یعنی اپنی من پسند جگہ شادی کر لے تو زوجہ مذکورہ سے مباشرت جائز ہو گی اور قسم کے مطابق طلاق نہیں پڑے گی کیونکہ قسم کی شرط اس صورت میں مکمل ہو جائے گی۔ لہذا مذکورہ صورت میں ایلاء متحقق نہ ہوگا اگر چہ قسم کی وجہ سے وہ شخص اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کر سکتا لیکن سائل کی زوجہ کو چار ماہ گذرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اس صورت سے ایلاء نہ ہونے کی تحقیق میں ایلاء کی جو تعریف فتاویٰ تاتارخانیہ (ج ۴ صفحہ ۱۷) پر ہندیہ میں (ج ا صفحہ ۴۷۶) پر منقول ہے۔ وہ شاہد ہے۔

مذکورہ قسم کو اس نے معلق بطلاق ثلاث کیا ہے، اس لئے وہ اگر شرط پوری کئے بغیر مباشرت کرے گا تو اس کی زوجہ پر تین طلاقیں واقع ہو کر مغلظہ ہو جائیں گی اور بغیر حلالہ کے اس سے نکاح بھی نہ ہو سکے گا اور اگر نکاح حلالہ کر کے بھی کیا تو مباشرت پھر بھی بغیر شرط پوری کئے جائز نہ ہو گی۔ جیسا کہ شامیہ، اور ہندیہ وغیرہ میں ہے۔ واللہ اعلم۔ (ملخص)

عائلی قوانین

(۲۴۲) عائلی قوانین کا گناہ کس پر ہو گا

سوال:۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ایوب خان (سابق صدر پاکستان) کے عائلی قوانین کے مطابق کونسلر صاحب کو طلاق کی اطلاع دینا ضروری ہے اور

شوہر تین طلاق کے بعد بھی اپنی بیوی سے بذریعہ کونسلر مصالحت کر سکتا ہے جب کہ تین طلاق کے بعد مصالحت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اگر مصالحت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی تو پھر ہمارے اسلامی ملک میں یہ غیر اسلامی قانون کیوں نافذ ہے موجودہ دور میں کونسلر بھی موجود ہیں اور یقیناً اس قانون پر عملدرآمد بھی ہو رہا ہوگا اور بہت سے لوگوں کو قانون کے سائے میں گناہ کی زندگی کی طرف راغب کیا جا رہا ہوگا اس گناہ کا ذمہ دار کوئی ہوگا کیا ہم پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ اس قانون کے نفاذ اور مقاصد کا جائزہ لیتے ہوئے یا تو اسلامی سانچے میں اس قانون کو ڈھلوائیں یا پھر اس کو ختم کروائیں جہاں تک میری ناقص رائے کا تعلق ہے تو ایوب خان (سابق صدر) کے عائلی قوانین کا صرف ایک مقصد سمجھ میں آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ طلاق کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکا جاسکے یقیناً یہ ایک بڑی لعنت ہے لیکن برائی کا خاتمہ برائی سے کرنا کہاں کی عقلمندی ہے اگر عائلی قوانین کے نفاذ کا مطلب طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کو روکنا تھا تو کیا اسے اس طرح نافذ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ ہر شخص کو اس بات کا پابند کر دیا جائے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دینے سے پہلے کونسلر کو مطلع کرے تا کہ طلاق دینے کی وجوہات معلوم کر کے دونوں فریقوں میں مصالحت کی کوشش کروائی جاسکے یقیناً اس طرح طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کو روکا جاسکتا ہے؟

الجواب: ۔ آپ کی تجویز بہت مناسب ہے دراصل حضرات علماء کرام کی طرف سے ایوب خان (سابق صدر پاکستان) کو بھی اچھی اچھی تجاویز پیش کی گئیں تھیں اور موجودہ حکومت کو بھی پیش کی جاچکی ہیں لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ یہ عائلی قوانین جس میں اسلامی احکام کو بالکل مسخ کر دیا گیا ہے اب تک پاکستان پر مسلط ہیں بلکہ شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے بھی خارج ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ ہندوستان کی کافر حکومت مسلمانوں کے عائلی قوانین کو فسخ کرنے کی جرأت نہیں کرسکتی لیکن پاکستان میں خود مسلمان کے ہاتھوں اسلامی قوانین کی مٹی پلید کی گئی ہے اب یہ ارکان اسمبلی کا فرض ہے کہ وہ خدا کے غضب سے ڈریں اور اس خلاف اسلام قانون کو منسوخ کروائیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

تنسیخ نکاح

(بذریعہ عدالت نکاح کا منسوخ کرنا)

(۲۴۳) تنسیخ نکاح کی صحیح صورت

سوال:۔ میری بیوی نے میرے خلاف عدالت سے بمع مہر ۱۰۰۰ روپے کے طلاق حاصل کرلی ہے عدالت میں میرے خلاف اس کی کوئی شہادت موجود نہیں اور نہ ہی عدالت نے شہادت طلب کی ہے میری بیوی کے اپنے بیان میرے حق میں جاتے ہیں اس کے باوجود بھی اس نے عدالت سے اثر ورسوخ کی بنا پر طلاق حاصل کرلی ہے وجہ طلاق صرف یہ ہے کہ اس کے والدین مجھے پسند نہیں کرتے کیونکہ میں معمولی ملازم ہوں حالانکہ اس کے بطن سے ۵ سال اور ۳ سال کی میرے دو بچے بھی ہے کیا اس کو شرعاً طلاق ہوگئی یا نہیں کیا وہ شرعاً دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شرع فیصلہ کی صحیح صورت یہ ہے کہ عورت کے دعویٰ دائر کرنے پر عدالت شوہر کو طلب کرے اور اس سے عورت کی شکایات کے بارے میں دریافت کرے اگر وہ عورت کی شکایات کو غلط قرار دے تو عدالت عورت سے اس کے دعویٰ پر شہادتیں طلب کرے اور شوہر کو صفائی کا پورا موقع دے اگر تمام کاروائی کے بعد عدالت اس نتیجہ پر پہنچے کہ شوہر ظالم ہے اور عورت کی علیحدگی اس سے ضروری ہو تو عدالت شوہر سے کہے کہ وہ اس کو طلاق دے دے اگر اس کے بعد بھی شوہر اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور مظلوم عورت کی گلوخلاصی پر راضی نہ ہو تو عدالت ازخود تنسیخ نکاح کا فیصلہ کردے اگر اس طریقہ سے فیصلہ ہوا ہو تو عورت عدت کے بعد دوسری جگہ عقد کرسکتی ہے اور عدالت کا یہ فیصلہ صحیح سمجھا جائے گا۔

لیکن جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ محض عورت کی درخواست پر فیصلہ کردیا گیا نہ عورت سے گواہ طلب کئے اور نہ شوہر کو بلوا کر اس کا مؤقف سنا گیا ایسا فیصلہ شرعاً کالعدم ہے اور عورت بدستور اس شوہر کے نکاح میں ہے اس کو دوسری جگہ عقد کی شرعاً اجازت نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۴۴) کیا عدالت تنسیخ نکاح کرسکتی ہے

سوال:۔ اگر ایک منکوحہ عورت کسی جج کی عدالت سے خاوند سے علیٰحدگی حاصل کرے اور اس عورت کے اعتراضات اس کے خاوند پر گواہان کی شہادت سے درست ثابت ہو جائیں مگر خاوند عدالت وغیرہ میں شرعی حیثیت سے طلاق نہ دے بلکہ جج کسی عورت کی درخواست منظور کرے اور یوں اس عورت کو چھٹکارا مل جائے اس کی حیثیت کیا ہے کیا اس عورت کو واقعی طلاق ہوگئی یا نہیں نیز یہ کہ بعد عدت طلاق کیا اس عورت کا نکاح ثانی حلال ہے۔

الجواب:۔ اگر عدالت معاملہ کی پوری چھان بین اور گواہوں کی شہادت کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی کہ عورت واقعی مظلوم ہے اور شوہر اس کے حقوق ادا نہیں کر رہا اور عدالت کے حکم کے باوجود وہ طلاق دینے پر آمادہ نہیں ہے تو اس کا تنسیخ نکاح کا فیصلہ صحیح ہے اور عورت عدت کے بعد دوسرا عقد کرسکتی ہے اور اگر عدالت نے معاملہ کی صحیح تفتیش اور گواہوں کی شہادت کے بغیر فیصلہ کیا یا شوہر کی غیر موجودگی میں محض عورت کے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے تنسیخ نکاح کا فیصلہ کر دیا تو یہ فیصلہ طلاق کے قائم مقام نہیں ہوگا اور اس فیصلے کے باوجود عورت کے لئے دوسری جگہ عقد کرنا جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۴۵) شوہر نس بندی کرالے تو عورت کو تفریق کا حق حاصل ہوگا یا نہیں؟

سوال:۔ عرض خدمت یہ ہے کہ دارالقضاء امارت شرعیہ کو عورتوں کی جانب سے ایسے استغاثے پیش ہو رہے ہیں کہ ان کے شوہروں نے نسبندی کرالی ہے اور اس عمل کی وجہ سے وہ قوت تولید سے محروم ہو چکے ہیں اس لئے انہیں شوہر کی زوجیت سے علیٰحدہ کر کے دوسرے نکاح کی اجازت دی جائے۔

اس سلسلہ میں اہل علم حضرات سے یہ علمی استفتاء ہے کہ کیا نسبندی کی وجہ سے عورتوں کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں؟ اہل قضا کیا اس بنیاد کو فسخ کی بنیاد قرار دے سکتے ہیں یا نہیں؟

یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ نسبندی کی وجہ سے مرد کی صرف ایک صلاحیت یعنی ''قوت تولید'' ختم ہو جاتی ہے بقیہ جماع پر قوت علی حالہ باقی رہتی ہے تو اس عمل کی وجہ سے عورت مقصد

نکاح سے کما حقہ منتفع نہیں ہو سکتی اسی طرح اس کا یہ حق (اولاد کی چاہت) متاثر و مجروح ہو گا یا نہیں؟

الجواب: ۔ محض قوت تولید مفقود ہونے کی وجہ سے تفریق نہیں ہو سکے گی کیونکہ نہایہ میں ہے کہ اگر مرد کا پانی (منی) نہ ہو اور وہ جماع کر سکتا ہو لیکن انزال نہ ہو تو عورت کو خصومت کا حق حاصل نہ ہو گا۔ (عالمگیری (ج ۲ صفحہ ۱۵۶) الباب الثانی عشر فی العنین) لہذا عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق نہیں البتہ خلع کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۴۵ ☆) امیر جماعت کو فسخ نکاح کا اختیار نہیں

سوال: ۔ محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم!

مجھے مندرجہ ذیل صورت حال کے سلسلے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ درکار ہے۔

میری شادی مسمات سمیرہ بیگم سے مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۹۴ء کو ہوئی۔ ہماری ازدواجی زندگی کے تین ساڑھے تین سال بہت خوشگوار گزرے اور اللہ نے ہمیں ایک بیٹے کی نعمت سے بھی نوازا۔ لیکن سکھر سے کراچی شفٹ ہونے کے بعد گھر میں ملازمہ رکھنے یا نہ رکھنے پر معمولی اختلاف کا آغاز ہوا جس کی اطلاع میری بیوی نے امیر جماعت محمد اشتیاق صاحب کو دی جس کے بعد محمد اشتیاق صاحب کا ہمارے گھریلو معاملات میں عمل دخل اور دلچسپی حد سے زیادہ بڑھ گئی اور بالآخر انہوں نے ۲۶ اپریل ۱۹۹۸ء کو میرے اور سمیرہ بیگم کے درمیان فسخ نکاح کا فیصلہ صادر فرمادیا۔ جس کی نقل منسلک تحریر ہذا ہے۔ اس ظالمانہ اور غیر شرعی فیصلے کے صرف چالیس روز بعد مورخہ ۶ جون ۱۹۹۸ء کو انہوں نے سمیرہ بیگم سے خود شادی رچالی۔

میں نے مورخہ ۹۸۔۱۰۔۱۰ کو سمیرہ بیگم کے خلاف اعادۂ حقوق زوجیت کا مقدمہ فیملی کورٹ نمبر ۸ سینٹرل کراچی میں دائر کر دیا۔ جس کا نمبر ۹۸/۴۵ے تھا۔ جوں ہی اس مقدمے کا سمن سمیرہ بیگم کو ملا تو اشتیاق صاحب اور ان کے معتقدین نے مجھے کیس کی واپسی کے لئے ڈرانا اور دھمکانا شروع کر دیا اور بالآخر مورخہ ۹ رجب ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۲۸ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو مجھ سے ایک تحریر پر زبردستی دستخط لئے گئے کہ اگر میں مذکورہ بالا مقدمہ واپس لے لوں تو میرے خلاف اور میرے ایک ہمدرد صالح محمد صاحب کے خلاف اشتیاق صاحب کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ اس تحریر کی نقل

بھی منسلک تحریر ہذا ہے[1]۔

ان حالات کی روشنی میں آپ سے گزارش ہے کہ آپ ان سوالات کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیے:

سوال نمبر۱:۔ کیا امیر جماعت کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہے؟

سوال نمبر۲:۔ کیا امیر جماعت محمد اشتیاق صاحب کی میری بیوی سے اس فسخ نکاح کے صرف چالیس روز بعد شادی جائز ہے؟

سوال نمبر۳:۔ مقدمہ مذکورہ بالا کی دباؤ کے تحت واپسی اور واپسی کی درخواست میں درج شدہ شرائط کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بالخصوص جبکہ اس درخواست میں مجھ سے دباؤ کے تحت یہ بھی لکھوایا گیا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اس درخواست کی تاریخ تحریر ۹۸-۱۰-۲۸ ہے۔

(الف) کیا یہ طلاق واقع ہوگئی ہے؟ جبکہ وہ اس تحریر سے پہلے ہی میری بیوی سے شادی کر چکے تھے؟

(ب) اور اگر یہ طلاق واقع ہوگئی ہے تو اس سے امیر جماعت محمد اشتیاق اور سمیرہ کے درمیان ۹۸-۶-۶ کو ہونے والی شادی کی شرعی حیثیت کیا ہوگی۔ جبکہ مجھ سے یہ طلاق جبراً ۹۸-۱۰-۲۸ کو کورٹ کے کاغذ پر لکھوائی گئی ہے۔

سوال نمبر۴:۔ وہ اب تک میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے ہیں۔ ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ (سائل۔ شکیل احمد)

الجواب:۔ سوال اور اس کے ساتھ منسلک ''جماعت المسلمین'' کے امیر کی طرف سے فسخ نکاح کی تحریر پر غور کیا گیا۔ اور اس سے ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ سائل نے اپنی تحریر میں جو واقعہ لکھا ہے اگر وہ درست ہے اور سائل نے اپنی بیوی کو کسی قسم کی طلاق نہیں دی اور نہ ہی اس کی بیوی نے شوہر کی رضامندی سے خلع حاصل کی اور نہ دونوں میاں بیوی نے باہمی رضامندی سے کسی تیسرے شخص کو حکم تسلیم کیا، اور نہ اس کو فسخ نکاح کا اختیار دیا تو ایسی صورت میں کسی تیسرے شخص کا ان دونوں میاں بیوی کے درمیان نکاح فسخ کرنا شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی کے اس طرح نکاح ختم کرنے سے میاں بیوی کے درمیان نکاح ختم ہوتا ہے۔ لہذا شخص مذکورہ کے نکاح فسخ کرنے سے ان دونوں میاں بیوی کے درمیان نکاح ختم نہیں ہوا بلکہ مسماۃ سمیرا بدستور مسمی

[1]:۔ یہ تمام نقول جامعہ فاروقیہ کراچی اور جامعہ دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔

شکیل احمد کے نکاح میں ہے اور یہ غلط طریقہ اختیار کر کے شخص مذکورہ کا سائل کی بیوی سے نکاح کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ اس سے نکاح نہیں ہوا اور شخص مذکورہ جان بوجھ کر اس حرام کام کا مرتکب ہوا ہے۔ لہذا حکومت اس شخص کو تفتیش کے بعد سخت وقرار واقعی سزا دینے کی مجاز ہے۔

(۱) جبکہ فریقین نے امیر کو اپنا حکم نہ بنایا ہو تو اسے فریقین کا نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہیں۔

(۲) سائل کی بیوی چونکہ بدستور اس کے نکاح میں تھی اور غیر کی منکوحہ سے نکاح کرنا ناجائز اور حرام ہے لہذا شخص مذکورہ کا اس طرح نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اس پر لازم ہے کہ وہ فوراً علیحدگی اختیار کرے اور اب تک جو گناہ ہوا اس پر صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ مکمل احتیاط کرے۔

(۳) اگر سائل نے واقعتاً دباؤ کے تحت اور جان سے مار دینے کے خوف سے مذکورہ الفاظ لکھ دیئے تھے اور اس کا طلاق دینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا تو اس طرح جبراً یہ الفاظ صرف لکھنے سے سائل کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

(۴) اس کے لئے ہرگز مذکورہ عورت کے ساتھ میاں بیوی کی حیثیت سے رہنا جائز نہیں۔ یہ خالص حرام کاری ہے۔ شخص مذکورہ پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس عورت سے علیحدگی اختیار کرے اور اپنی اس گناہ پر سچے دل سے توبہ واستغفار کرے۔ (کتبہ محمد افتخار بیگ)

(الجواب صحیح مفتی عبدالمنان۔ الجواب صحیح مفتی محمد اصغر علی)

طلاق پر گواہی کا بیان

(۲۴۶) طلاق میں گواہوں کا ہونا ضروری نہیں

سوال:۔ کیا طلاق گواہوں کی عدم موجودگی میں ہو جاتی ہے یا گواہوں کا ہونا ضروری ہے؟

الجواب:۔ طلاق کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری نہیں طلاق تنہائی میں بھی دی جائے تو واقع ہو جاتی ہے۔ حتی کہ خود بیوی بھی موجود نہ ہو تب بھی طلاق دی جاسکتی ہے۔ البتہ اگر شوہر طلاق دے کر مکر جائے تو عدالت میں گواہی کے لئے گواہ ہونا ضروری ہے۔

(مفتی عزیز الرحمنؒ)۔

(۲۴۷) طلاق کتنے گواہوں سے ثابت ہو جاتی ہے

سوال:۔ طلاق کے ثبوت کے لئے کتنے گواہ ضروری ہیں۔ اگر شوہر کے خلاف کوئی گواہی دے کہ اس نے طلاق دی ہے تو گواہی کا نصاب کیا ہے؟

الجواب:۔ طلاق کے وقوع کے لئے تو گواہ ہونا ضروری نہیں البتہ طلاق ثابت کرنے کے لئے دو عادل مرد یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے اس کے بغیر طلاق کا الزام ثابت نہ ہوگا۔

(۲۴۸) طلاق کا اقرار جن لوگوں کے سامنے کیا ان کی گواہی کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی، تین چار شخص موجود تھے پھر شخص مذکور سے اور لوگوں نے دریافت کیا تو اس نے اقرار کیا۔ اب شوہر طلاق دینے سے انکار کرتا ہے۔ طلاق کے گواہ لاپتہ ہیں البتہ اقرار کے گواہ موجود ہیں کیا ان کی گواہی سے اس شخص کی بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر ان لوگوں میں سے جن کے سامنے اس شخص نے طلاق کا اقرار کیا، دو شخص بھی عادل اور نمازی ہیں تو طلاق ثابت ہوگئی اور اس شخص کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔ (کذافی کتب الفقه) فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۴۹) عورت نے طلاق کا دعویٰ کیا شوہر نے انکار کیا؟

سوال:۔ ایک عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دے دی اور عرصہ دراز سے وہ میرا کفیل نہیں ہے یہ بیان کر کے اس نے اپنا نکاح ایک شخص سے پڑھا لیا ہے جب اس نکاح کی خبر شوہر کو ہوئی تو اس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی، ایسی صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ جب کہ عورت کے دعوے پر شرعی دو گواہ موجود نہیں ہیں اور شوہر منکر ہے تو طلاق ثابت نہیں۔ لہذا ایسی صورت میں دوسرا نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اب شوہر اول سے کہا جائے کہ یا تو وہ طلاق دے دے یا نان ونفقہ کی خبر گیری کرے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۵۰) ایک عورت بحیثیت گواہ تین طلاق بتاتی ہے باقی گواہ ایک؟

سوال:۔ ایک شخص اپنی بیوی کو چند عورتوں اور ایک مرد کی موجودگی میں طلاق دی اب وہ مرد اور طلاق دہندہ، اس کی زوجہ اور دو عورتیں کہتے ہیں کہ ایک طلاق دی جب کہ ایک عورت یہ کہتی ہے کہ تین طلاق دیں۔ اس صورت میں کس کا قول معتبر ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں ایک طلاق کا حکم ہوگا تین طلاق کا حکم نہیں ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۵۱) دیوار کے پیچھے سے سننے والے گواہ تین طلاق بتاتے ہیں؟

سوال:۔ امانت اللہ نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی اور میاں بیوی دونوں کا یہی بیان ہے لیکن دوسرے دو شخص بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سنا کہ امانت اللہ نے تین مرتبہ طلاق دی ہے۔ مگر جہاں طلاق ہوئی ہے وہاں یہ دونوں موجود نہیں تھے درمیان میں ایک دیوار حائل تھی۔ امانت اللہ نے اپنی بیوی سے عدت میں ہی رجوع کر لیا ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں شوہر کا قول معتبر ہے اور تین طلاق ثابت نہیں ہوگی کیونکہ تین طلاق کے گواہ خود اس جگہ موجود نہ ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور یہ کہ ان کی گواہی سماعی ہے لہذا یہ شرعاً معتبر نہیں۔ اس لئے امانت اللہ کا اپنی بیوی سے رجوع کرنا درست ہے وہ دونوں باہم میاں بیوی ہیں اور ان کا نکاح بھی قائم ہے۔ (فقط مفتی عزیز الرحمنؒ).

(۲۵۲) شوہر کہتا ہے ایک۔ دو عورتیں کہتی ہیں کہ تین طلاق دی

سوال:۔ ایک شخص سے جھگڑے میں اس کی بیوی نے کہا اگر تم اصل کے ہو تو مجھ کو چھوڑ دو شوہر نے کہا طلاق دی۔ غصہ کی وجہ سے اس کے حواس غائب تھے اسے یاد نہیں کہ کتنی مرتبہ طلاق دی دو عورتیں وہاں موجود تھیں وہ کہتی ہیں کہ تین طلاق دیں۔ کس کا قول معتبر ہے؟ شوہر کو صرف ایک طلاق دینا یاد ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں گواہی کا نصاب مکمل نہ ہونے کی وجہ سے اس شخص کے اقرار کے موافق صرف ایک طلاق ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۵۳) گواہوں کی موجودگی میں شوہر کا انکار معتبر نہیں

سوال:۔ ایک شخص نے چند آدمیوں کے سامنے بیوی کو طلاق دی اور اپنا دیا ہوا زیور واپس لے لیا اور بعد میں دوسرا نکاح کرلیا۔ اب جب اس کی مطلقہ نے مہر کا دعویٰ کیا تو وہ طلاق سے منکر ہوگیا اس صورت میں کیا حکم ہے؟ یہ عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جب طلاق کے گواہ موجود ہیں تو طلاق ثابت ہوگئی شوہر کا انکار معتبر نہیں، دو عادل گواہوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوجاتی ہے تحریر کی ضرورت نہیں۔ عدت گزرنے کے بعد مطلقہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۵۴) بے نمازی کی گواہی سے طلاق ثابت نہ ہوگی۔

سوال:۔ بدمعاش بے نمازیوں نے عورت کو سکھا (ورغلا) کر دعویٰ کرایا کہ شوہر نے مجھ کو طلاق دے دی ہے اور یہ لوگ بالکل خلاف شرع لوگ ہیں ان بدمعاشوں کی گواہی سے عدالتوں نے طلاق کی تصدیق نہیں کی جو حکم شرع ہو بیان کریں؟

الجواب:۔ طلاق ثابت ہونے کے لئے دو عادل گواہوں، پرہیز گار، اور گناہ کبیرہ سے بچنے والوں کی گواہی ضروری ہے، فاسق اور خلاف شریعت چلنے والوں کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوتی، جب کہ شوہر انکار کرے، لہٰذا صورت مسئلہ میں ایسے لوگوں کی گواہی سے جس کا ذکر سوال میں ہے طلاق ثابت نہیں ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

طلاق سے مکر جانے کا حکم

(۲۵۵) شوہر طلاق دے کر مکر جائے تو عورت کیا کرے

سوال:۔ میری ہمشیرہ کو میرے بہنوئی نے تین بار طلاق دی جس پر ہمشیرہ گھر پر آگئیں اور والدین کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا میرے والدین نے جب میرے بہنوئی سے معلوم کیا تو

انہوں نے انکار کردیا اور کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی جب کہ ہمشیرہ بضد ہیں کہ مجھے طلاق دے دی ہے اب آپ مشورہ دیں کہ طلاق کیسے ہوئی۔

الجواب:۔ اصول تو یہ ہے کہ اگر طلاق میں میاں بیوی کا اختلاف ہو جائے بیوی کہے کہ اس نے طلاق دے دی ہے اور شوہر انکار کرے تو گواہ نہ ہونے کی صورت میں عدالت شوہر کی بات کا اعتبار کرے گی لیکن آج کل لوگوں میں دین و دیانت کی بڑی کمی آ گئی ہے وہ طلاق دینے کے بعد مکر جاتے ہیں اس لئے اگر شوہر دیندار قسم کا آدمی نہیں ہے اور عورت کو یقین ہے کہ اس نے تین بار طلاق دی ہے تو عورت کے لئے شوہر کے گھر آباد ہونا جائز ہیں ہے شوہر کی قانونی کارروائی سے بچنے کے لئے اس کا حل یہ ہے کہ عدالت سے رجوع کیا جائے اور عورت کی طرف سے خلع کا مطالبہ کیا جائے اور عدالت دونوں کے درمیان تفریق کرادے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵۶) شوہر کے مکر جانے پر عورت کیلئے طلاق کے گواہ پیش کرنا ضروری ہے

سوال:۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے لکھا ہے کہ عورت طلاق دینے کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر اس سے انکار کرتا ہے میاں بیوی کے درمیان جب یہ اختلاف ہو تو بیوی اگر قابل اعتماد گواہ پیش کردے جو حلفاً شہادت دیں کہ ان کے سامنے شوہر نے طلاق دی ہے تو عورت کا دعویٰ درست تسلیم کیا جائے گا ورنہ اس کا دعویٰ جھوٹا ہوگا اور شوہر کی یہ بات صحیح ہوگی کہ اس نے طلاق نہیں دی۔

تو محترم فرض کریں کہ عورت کا دعویٰ بالکل صحیح ہو مگر وہ کوئی گواہ پیش نہیں کرسکتی اور مرد صرف اس لئے طلاق سے انکار کر رہا ہو کہ اس کو مہر نہ دینا پڑے یا وہ صرف تنگ کرنے کے لئے ہی انکار کر رہا ہو تو کیا ایسی صورت میں عورت اس شوہر کے پاس واپس جا کر گنہگار نہ ہوگی جب کہ اس نے اپنے کانوں سے طلاق کے الفاظ سن لئے ہیں؟

الجواب:۔ ماشاء اللہ بہت نفیس سوال ہے جواب یہ ہے کہ آپ نے جس مسئلہ کا حوالہ دیا ہے اس کا تعلق عدالت کے فیصلے سے ہے عورت کے ذاتی کردار سے نہیں جس صورت میں کہ شوہر انکار کر رہا ہے اور عورت کے پاس گواہ نہیں ہیں تو عدالت یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگی کہ عورت کا دعویٰ غلط اور بے ثبوت ہے۔

جہاں تک عورت کے ذاتی کردار کا تعلق ہے تو جب عورت کو سو فیصد یقین ہو کہ شوہر اسے طلاق دے چکا ہے اور اب محض بے دینی کی وجہ سے انکار کر رہا ہے تو عورت کے لئے اس کے پاس واپس جانا کسی طرح بھی جائز نہیں اسے چاہئے کہ اس کے پاس جانے اور حقوق زوجیت ادا کرنے سے صاف انکار کر دے نیز اسے چاہئے کہ اس سے گلوخلاصی کی کوئی تدبیر کرے مثلاً اس کو خلع دینے پر مجبور کرے. بہر حال جب تک اس سے قانونی رہائی نہیں ہو جاتی اس کو اپنے قریب نہ آنے دے اور نہ اس کے گھر میں رہے (فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۳۵۴ جلد ۱) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵۷) شوہر اگر طلاق کا اقرار کرے تو بیوی اور ساس کا انکار فضول ہے

سوال:۔ میرے ایک دوست جو کہ شادی شدہ ہے اس کی بیوی سے اس کی کسی بات پر لڑائی ہوگئی اور معاملہ طلاق تک پہنچ گیا میرے دوست نے باقاعدہ اپنے اور اس کے رشتہ داروں کے سامنے اپنی بیوی کو تین دفعہ طلاق دے دی اور اس کی بیوی بھی دوسرے کمرے میں بیٹھی تھی اور میرا دوست تین دفعہ طلاق دے کر اپنے گھر چلا آیا لیکن بعد میں اس کی بیوی اور اس کی ساس نے کہا کہ ہم نے تین دفعہ نہیں سنا لہٰذا طلاق نہیں ہوئی اب آپ بتائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر آپ کے دوست کو اقرار ہے کہ تین دفعہ طلاق دی تھی تو تین طلاق ہوگئیں بیوی اور ساس کا انکار فضول ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵۸) طلاق کی تعداد میں شوہر بیوی کا اختلاف

سوال:۔ میرے شوہر مجھے تین بار طلاق کہہ کر چلے گئے تھوڑی دیر بعد واپس آ گئے اور کہنے لگے تو رو رہی ہے میں نے تو دو بار کہا تھا رجوع کی گنجائش ہے مگر میں نہ مانی بچے گھر بار صرف گناہ کے ڈر سے چھوڑنے گوارا کر لئے مگر وہ بضد ہیں کہ میں نے دو بار کہا ہے میں نے کہا قسم کھائیں تو وہ بولے ایمان سے دو بار کہا ہے اور اگر تو نہیں مانتی تو چلو سب گناہ میرے سر۔ میں نے خدا سے دعا کی کہ خدا میں گنہگار نہیں سب گناہ ان کے سر ہیں اگر یہ جھوٹ کہہ رہے ہیں تو بتائیں گناہ کس کے سر پر ہوگا۔

الجواب:۔ اگر آپ کو یقین ہے کہ تین بار کہا تھا تو ان کی قسم کا کوئی اعتبار نہ کیجئے اور ان کے

پاس جانے اور حقوق زوجیت ادا کرنے سے صاف انکار کر دیجئے اور ہر حال میں ان سے گلوخلاصی کی کوئی تدبیر کیجئے اور اگر آپ کو یقین نہیں تو گناہ ثواب اس کے ذمہ ہے آپ اس کی بات پر یقین کر سکتی ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵۹) بیوی طلاق کا دعویٰ کرتی ہے شوہر کا انکاری ہے

سوال:۔ گلو نے اپنی بیوی زینب کو چار سال تک اپنے سے علیحدہ رکھا اور چار سال تک وہ کبھی ملا بھی نہیں، زینب کہتی ہے کہ اس نے مجھے طلاق دی دی ہے وہ چار مصنوعی اشخاص کے نام بنا کر کہتی ہے کہ میرے سامنے نہیں دی بلکہ ان کے سامنے دی ہے حالانکہ گلو چار سال سے زینب سے ملا بھی نہیں ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ طلاق واقع ہونے کے لئے عورت کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے اگر دو گواہ عادل یا زیادہ گواہ گواہی دیں کہ ہمارے سامنے طلاق دی ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ (جیسا کہ کتاب الشہادۃ ھدایہ میں ہے) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۰) میاں بیوی طلاق سے انکاری ہیں تین شخص دشمنی وعداوت میں گواہی دیتے ہیں، کیا حکم ہے؟

سوال:۔ میاں بیوی طلاق کا اقرار نہیں کرتے بلکہ منکر ہیں لیکن تین شخص عداوت اور دشمنی کی بناء پر گواہی دیتے ہیں کہ شوہر نے طلاق دی ہے تو بتائیے کہ طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر ان گواہوں کی عداوت اس شخص سے دنیاوی معاملات کی بنا پر ہے تو دشمن کی گواہی معتبر نہیں ہے طلاق ثابت نہ ہو گی۔ (جیسا کہ شامیہ میں تصریح ہے) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۱) وعدہ خلافی سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں

سوال:۔ فدا حسین نے ایک لڑکی سے نکاح کیا اور نکاح سے پہلے یہ اقرار نامہ لکھا کہ میں اپنی پرانی جگہ چھوڑ کر اپنی بیوی کے ساتھ ہمیشہ رہوں گا آمدنی اپنے سسر کو دوں گا اور اگر اس اقرار کے

خلاف کروں تو میرے سسر کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی بیٹی کے شادی دوسری جگہ کردے مجھے کچھ عذر نہ ہوگا۔ اب وعدہ خلافی و بدعہدی سے فدا حسین کی زوجہ کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ اقرار موجب طلاق نہیں ہے لہذا اس صورت میں خلاف عہد و پیمان کرنے سے بیوی مطلقہ نہیں ہوئی اس لئے اس کے بغیر طلاق دیئے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز نہیں ہوگا۔ (کیونکہ منکوحة الغیر کا نکاح دوسری جگہ جائز نہیں کما صرح به کتب الفقه)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۲) کئی طلاق دیں مگر یاد نہیں، ایک گواہ ہے، اس کا حکم

سوال:۔ ایک شخص بیماری کی حالت میں کچھ ناخوش ہوکر دوسری جگہ چلا گیا اس کا بڑا بھائی اس کے پاس گیا اور کہا کہ اپنی بیوی کو بھی اپنے پاس رکھ اور بھی کچھ گفتگو ناراضی کی دونوں بھائیوں میں ہوئی، اس نے بیماری کی حالت میں کئی مرتبہ لفظ طلاق کہا، اس وقت سے اس کی بیوی اپنے ماں باپ کے ہاں ہے آرام ہونے کے بعد وہ شخص بڑے بھائی کے پاس آیا کہ میں اپنی بیوی کو لینے جاتا ہوں، تو بڑے بھائی نے کہا کہ تو طلاق دے چکا ہے اس نے کہا میں نے ہرگز طلاق نہیں دی اور نہ ہی مجھ کو کچھ خبر ہے اور وہ قسم کھاتا ہے کہ مجھے بالکل خبر نہیں ہے۔ حکیم صاحب کہتے ہیں اس بیماری میں عقل وحواس درست نہیں رہتے ہیں۔ اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب:۔ ایسی حالت میں شوہر کا قول معتبر ہے طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ نہ تو دو گواہ طلاق کے ہیں اور نہ شوہر اقراری ہے اور اس کو کچھ یاد نہیں ہے لہذا حکم طلاق کا اس صورت میں نہیں ہوا۔ فقط (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۳) ’’بیوی تین طلاق کی مدعی ہے اور شوہر انکاری ہے‘‘

سوال:۔ ہندہ نے کہا کہ اس کے شوہر نے اسے کہا کہ میں نے پہلے دو طلاق دی تھیں ہندہ نے کہا تو نے کبھی ایسا نہیں کہا اس نے کہا کہ تو اب دو طلاق دے دی۔ اس کے تین چار سال بعد کہا تجھ کو ایک طلاق دیتا ہوں اور اگر میرا کہنا نہیں مانے گی تو تین ماہ بعد دوسری اور پھر تیسری طلاق دے دوں گا۔‘‘ شوہر کہتا ہے کہ میں نے دو طلاق کی بات کبھی نہیں کی البتہ ایک طلاق اس کو تادیب

کی نیت سے کہی تھی اور مجھے طلاق کے لفظ کی اہمیت کی سمجھ نہ تھی اس لئے یہ بھی بے ساختہ ایک مرتبہ زبان سے نکل گیا تھا۔'' اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جب شوہر ہندہ کے بیان کی تکذیب کرتا ہے اور گواہ بھی کوئی نہیں تو شوہر کا قول معتبر ہوگا ایک طلاق جو اس نے اب دی ہے وہ رجعی ہے عدت کے اندر اندر بلا نکاحِ جدید رجوع ہو جائے گا اور عدت کے بعد رضا مندی طرفین سے نکاح ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر ہندہ کو اس بات کا یقین ہے کہ شوہر نے دو طلاق کے الفاظ واقعی کہے تھے تو اس کے حق میں حرمت ثابت ہے اسے چاہئے کہ شوہر سے علیحدہ رہے اور بغیر حلالہ اسے پاس آنے نہ دے۔ کیونکہ ''المرأۃ کالقاضی'' کا اصول کتب فقہ میں مذکور ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

عدت کا بیان

(۲۶۴) ''عدت وفات چار ماہ دس دن ہے''

سوال:۔ زبیدہ کا شوہر فوت ہوگیا اب اس کی عدت کتنی ہے؟

الجواب:۔ اس کی عدت پورے چار مہینہ دس دن ہے اس مدت کے پوری ہونے سے پہلے اس کا نکاح کہیں اور جائز نہیں ہے۔ (کما جاء فی القران) (کل ایک سوتیس دن عدت کے پورے کرنے ضروری ہیں جس وقت شوہر کا انتقال ہوا ہے ایک سوتیسویں دن کے بعد ٹھیک اسی وقت عدت ختم ہوگی اس میں انگریزی یا چاند کے مہینوں کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ کم زیادہ ہوتے رہتے ہیں) (ملخص۔ بہشتی زیور۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند)

(۲۶۵) ''مطلقہ کی عدت تین حیض ہے''

سوال:۔ جس عورت کو طلاق رجعی، طلاق بائن یا طلاق مغلظ دی جائے وہ عدت کتنے دن گزارے گی؟

الجواب:۔ مطلقہ عورت کی عدت تین حیض ہے۔ جس طہر میں اسے طلاق ہوئی ہے اس کے

بعد والے حیض سمیت تین حیض کے بعد اس کی عدت پوری ہوگی۔ اگر دوران حیض طلاق ہوئی ہے تو اس حیض کا اعتبار نہیں اس کے بعد کا طہر گزرنے کے بعد تین حیض مزید گزرنے پر عدت پوری ہوگی۔ اور عدت کے بعد وہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔
(ملخص۔ مولانا اشرف علی تھانوی۔ مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۶) خلع کی عدت بھی تین حیض ہے

سوال:۔ خلع کی عدت احناف کے نزدیک کتنی ہے؟
الجواب:۔ خلع احناف کے نزدیک طلاق بائن ہے لہذا اس کی عدت طلاق کی طرح تین حیض ہیں اور جس عورت کو حیض نہیں آتا اس کے لئے تین ماہ ہیں۔ **کذا فی الدر المختار**۔
(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۷) طلاق رخصتی وخلوت صحیحہ سے پہلے ہوئی تو عدت نہیں

سوال:۔ نابالغ لڑکے کا نکاح ہوا رخصتی نہیں ہوئی تھی اس نے بالغ ہونے کے بعد طلاق دے دی ابھی تک خلوت صحیحہ یا مباشرت نہیں ہوئی۔ عدت کا کیا حکم ہے؟
الجواب:۔ اگر وطی اور خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو عدت لازم نہیں ہے جیسا کہ سورہ بقرہ میں ارشاد باری ہے کہ اگر تم نے انہیں چھونے سے پہلے طلاق دی تو ان پر تمہارے لئے عدت نہیں ہے۔ (البقرہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۸) نابالغ شوہر نے خلوت کر لی تو عدت لازم ہے

سوال:۔ ایک نابالغ لڑکے کا نکاح ایک لڑکی سے ہوا تھا اب اس نے بالغ ہو کر طلاق دیدی ہے اب لڑکی کا نکاح بغیر عدت کہیں ہو سکتا ہے یا نہیں؟
الجواب:۔ اگر اس نے لڑکی کے ساتھ خلوت صحیحہ کر لی تھی اگرچہ نابالغی کی حالت ہی میں کی ہو تو عدت کرنا اس لڑکی پر لازم ہے بغیر عدت گذارے دوسری جگہ شادی نہیں کر سکتی۔ (کذا فی الشامیۃ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶۹) شوہر بغیر خلوت ومباشرت فوت ہو جائے تو عدت لازم ہے

سوال: ۔ کسی آدمی نے ایک بالغہ عورت سے نکاح کیا اور بغیر خلوت صحیحہ کے ہی فوت ہو گیا اس صورت میں اس عورت پر عدت ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ۔ اس صورت میں عدت وفات لازم ہے اور اس کی عدت چار ماہ دس دن (یعنی ایک سوتیں دن) ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اس کا ذکر مطلق ہے۔ (کما فی صرح فی الشامیہ) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷۰) عورت رتقاء نا قابل جماع ہو تو اس پر بھی عدت ہوگی۔

سوال: ۔ ہندہ کا نکاح ہوا، خلوت کے بعد معلوم ہوا کہ وہ رتقاء ہے نا قابل جماع ہے تو اگر اب وہ طلاق دے دے تو اس کو عدت گذارنی ہوگی یا نہیں؟ جیسا کہ درمختار میں ہے۔

الجواب: ۔ شامی میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ خلوت فاسدہ میں بھی عدت لازم ہے۔ اور جو درمختار میں لکھا ہے وہ قدوری کی تفصیل پر مبنی ہے کہ مانع حسی ہو تو عدت نہیں مانع شرعی ہو تو واجب ہے مگر درمختار میں خود ہی اس کو مرجوح قرار دیا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷۱) ”نامرد کی بیوی پر بھی عدت ہے اگر خلوت ہو چکی“

سوال: ۔ زید کی شادی بچپن میں ہی ہوگئی جب پچیس سال کا ہو گیا تو اس کی بیوی سے معلوم ہوا کہ وہ نامرد ہے ازدواجی ذمہ داری پر قادر نہیں ہوسکتا، اور ڈاکٹر نے کہہ دیا ہے کہ وہ اچھا نہیں ہوسکتا۔ تو زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اب زید کی بیوی عدت کرے یا نہیں؟

الجواب: ۔ ظاہر یہ ہے کہ زید کی خلوت اپنی زوجہ سے ضرور ہوئی ہوگی اگرچہ صحبت نہیں ہوئی لہذا اگر خلوت ہو چکی ہے تو اس کی عورت پر طلاق کے بعد عدت واجب ہے۔ جو کہ تین حیض ہے عدت کے بعد وہ دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ (کما فی البحر الرائق باب المهر)
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷۲) ''حاملہ کی عدت ''وضع حمل'' (بچہ کی پیدائش) ہے''

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دے دی، اب اس کی عدت کس طرح شمار ہوگی؟ اسی طرح اگر کوئی شخص حاملہ بیوی چھوڑ کر مر جائے تو اس کی عدت کس طرح شمار ہوگی؟

الجواب:۔ ان دونوں صورتوں میں اس عورت کی عدت ''وضع حمل'' تک ہے جو کہ دو سال تک ہوسکتی ہے جوں ہی وضع حمل ہوگا (بچہ پیدا ہوگا) اس کی عدت ختم ہو جائے گی اور یہ فوراً ہی دوسرے شخص سے شادی بھی کرسکتی ہے۔ قرآن کریم میں حاملہ عورتوں کی یہی عدت بیان کی گئی ہے۔ (کمافی الشامیة) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷۳) عدت میں زنا سے حمل ٹھہر جائے تو عدت ''وضع حمل'' ہوگی یا نہیں؟

سوال:۔ اگر کسی عورت کے زمانہ عدت وفات میں زنا سے حمل ٹھہر جائے تو اس کی عدت کا کیا حکم ہے؟ اور یہی صورت اگر مطلقہ کے ساتھ ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ عدت وفات کی صورت میں حمل ٹھہر جانے پر عدت چار ماہ دس دن ہی رہے گی البتہ اگر مطلقہ عورت کے ساتھ یہ معاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔ بدائع میں امام کرخیؒ سے منقول ہے کہ معتدہ وفات اور معتدہ طلاق میں اس بارے میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن امام محمدؒ سے منقول ہے کہ عدت طلاق میں تو عدت وضع حمل بن جائے گی لیکن عدت وفات میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ علامہ شامی کہتے ہیں کہ یہی صحیح قول ہے (کذافی فی الشامیة) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷۴) طلاق کی عدت طلاق کے وقت سے شمار ہوگی

سوال:۔ زید نے بذریعہ خطوط اپنی بیوی کو تین طلاق دیں تین سال بعد زید کا سسر اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ میری بیٹی کے معاملے میں تمہارا کیا ارادہ ہے زید گواہوں کے سامنے کہا کہ خطوط کے ذریعے میں طلاق دے چکا ہوں اب بھی دوبارہ طلاق دے دیتا ہوں۔ اس میں زید کی زوجہ پر طلاق اگر واقع ہوگئی ہے تو طلاق خطوط کے وقت سے شروع ہوگی یا گواہوں کی گواہی کے وقت سے؟

الجواب:۔ زید کے خط اور گواہوں کے بیانات کی رو سے زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہونا ثابت ہے لہذا زید کی زوجہ پر تین طلاق ہوگئیں اور عدت خط کی تحریر کے وقت سے شمار ہوگی۔ جیسا کہ الدر المختار میں تفصیل مرقوم ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۷۵) ایک عورت سے دو مرد شادی کا دعویٰ کریں اور تاریخ نہ بتائیں تو دونوں نکاح فسخ سمجھے جائیں گے

سوال:۔ زید وعمرو دونوں اس بات کے مدعی ہیں کہ ہندہ ہماری منکوحہ ہے اور ہندہ ان دونوں کے ساتھ بزعم خود بطور نکاح صحیح آباد بھی رہی ہے۔ ان دونوں نے محکمہ شریعت میں دعویٰ کیا اور ہر ایک نے ثبوت بھی پیش کیا، قاضی نے دونوں نکاح ناجائز قرار دے کر دونوں سے عورت کو علیحدہ کر دیا۔ اب یہ عورت دوسرے نکاح کے واسطے خواہ ان میں سے کسی کے ہمراہ کرے حسب قواعد شرعیہ کے تو عدت گزارے گی یا کہ نہیں؟

الجواب:۔ درمختار میں دو آدمیوں کے دعویٰ کے بارے میں جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں جب کہ کسی نے ان دونوں میں سے کوئی تاریخ اپنے نکاح کی بیان نہ کی تو دونوں کا نکاح ساقط ہو جائے گا اور ان میں سے کسی کا بھی نکاح ثابت نہ ہوا، لہذا نکاح کسی کا بھی ثابت نہ ہوا اس لئے نکاح ثانی کے لئے عورت کو عدت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۷۶) عدت وفات ہر حال میں ضروری ہے چاہے میاں بیوی دونوں نابالغ ہوں یا کوئی ایک نابالغ ہو

سوال:۔ شوہر نابالغ ہے اور زوجہ بھی نابالغہ ہے، یا شوہر بالغ ہے اور زوجہ نابالغہ ہے ان دونوں صورتوں میں اگر شوہر مر جائے تو عدت لازم آئے گی یا نہیں؟

الجواب:۔ موت کی عدت بہر حال دس دن چار ماہ ہے خواہ شوہر اور بیوی میں سے کوئی بالغ ہو یا نہیں ہو۔ (كذا في الدر المختار باب العدة)

(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۷۷) جہاں شوہر انتقال کرے وہیں عدت گذارنی چاہئے

سوال:۔ زید کا انتقال ہو گیا ہے اور بیوی عدت میں ہے زید کے سوا کوئی اور اس کا نگران کار نہیں، کیا ایسی صورت میں بیوہ کو زمانہ عدت میں دوسرے شہر یا قصبہ یا گاؤں میں جہاں اس کی ضروریات کی پوری نگہداشت ہو سکتی ہے منتقل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ مثلاً ماں باپ، بھائی وغیرہ کے گھر۔

الجواب:۔ درمختار میں جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت کو اس مکان میں عدت پوری کرنی چاہئے جس میں عدت واجب ہوئی ہے یعنی جس مکان میں وہ بوقت موت شوہر وہاں موجود تھی اور رہتی تھی مگر یہ کہ وہ مکان کسی دوسرے کا ہو اور اس کو وہاں رہنے نہ دے یا وہ مکان منہدم ہو جائے یا منہدم ہونے کا خطرہ ہو الغرض یہ کہ موجودہ حالت میں عورت کو اسی مکان میں عدت گذارنا چاہئے اور اس کی ضروریات کا سامان وہیں کر دینا چاہئے۔

مگر یہ کہ وہاں عورت کو جان و مال یا آبرو کے بارے میں خوف لاحق ہو یا ضروریات کا انتظام کرنے والا کوئی نہ ہو آسانی سے ضروریات پوری نہ ہو سکیں اور یہ بھی ممکن نہ ہو کہ کوئی بھائی یا دوسرے قریبی رشتہ دار اس کے پاس رہ کر اس کی حفاظت کر سکیں تو وہ دوسری محفوظ و مامون جگہ منتقل ہو سکتی ہے۔ (ملخص مفتی عزیز الرحمٰنؒ۔ و مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۲۷۸) عدت کے اندر عورت کا کسی کی غمی یا شادی میں جانا درست نہیں

سوال:۔ ایک عورت عدت میں ہے اس کے بھائی یا قریبی رشتہ دار کے ہاں موت ہو گئی تو اس کو وہاں جانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عورت کو عدت میں بلا ضرورت مکان سے نکلنا یا کسی کی غمی یا شادی میں شریک ہونا درست نہیں ہے۔ (کذافی الدر المختار باب العدة) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۷۹) عدت میں عورت کے لئے زیب و زینت جائز نہیں

سوال:۔ ایک بیوہ عدت کے دوران زینت کرنے ے باز نہیں آتی اور برملا کہیں کی کہیں چلی

جاتی ہے۔ کیا ایسی عورت کا نکاح عدت سے پہلے ہو سکتا ہے؟

الجواب: ۔ عدت کے اندر نکاح کرنا باطل ہے۔ بیوہ کو ایام عدت میں جو کہ چار مہینہ اور دس روز ہے زیب وزینت کرنا رنگے ہوئے کپڑے پہننا، مثلاً سرخ وزرد، اور زیور ریشمی کپڑا، خوشبو وغیرہ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ عورت کو شوہر کا چار ماہ دس دن سوگ کرنا ہے اس کے علاوہ کسی اور کا تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے۔ (الحدیث) عورت کو مکان کے اندر ہی رہنا لازم ہے اور اگر کسی ضروری کام کے لئے باہر نکلنا ضروری ہو دن میں یا رات کے ابتدائی حصہ میں باہر نکلنا درست ہے عالمگیری میں ہے کہ عدت میں عورت کو دن اور رات کے بعض میں نکلنا جائز ہے۔ اور عدت کے دوران نکاح کرنا صحیح نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۸۰) نومسلمہ عورت کی عدت جس کا شوہر مر گیا ہو

سوال: ۔ ایک کافر بیوہ عورت مسلمان ہوئی اس دن اس کے خاوند کی وفات کو تقریباً تین ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا آیا یہ عورت مسلمان ہونے کے دن نکاح کر سکتی ہے، یا چار ماہ دس دن کا انتظار کرنا پڑے گا؟

الجواب: ۔ شامی اور درمختار میں جو لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ کفار کے اعتقاد میں اگر عدت واجب نہیں ہے تو اس نومسلمہ عورت کا فوراً نکاح درست ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۸۱) مدت حمل زیادہ سے زیادہ دو سال ہے اس کے بعد شرعاً اعتبار نہیں

سوال: ۔ ایک بیوہ کا حمل خشک ہو گیا، اگر یہ حمل پانچ چھ سال تک پیٹ میں رہے تو اس کی عدت کب تک ہوگی کتنی مدت کی بعد یہ عورت نکاح کر سکتی ہے؟

الجواب: ۔ شرعاً دو سال سے زیادہ حمل نہیں رہتا، لہذا مذکورہ عورت حاملہ شمار نہ ہوگی بلکہ ممتدۃ الطھر (جس کا طہر طویل ہو گیا ہو) شمار ہوگی لہذا اگر وہ مطلقہ ہے تو اس کی عدت تین حیض سے پوری ہوگی چاہے جتنی مدت میں بھی تین حیض پورے ہوں اور اگر وہ متوفی عنہا زوجہا (وہ عورت جس کے شوہر کا انتقال ہو چکا ہو) ہے تو چار ماہ دس دن عدت ہے۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۸۲) عدت کے دوران کسی بھی وجہ سے نکاح کرنا، دھوکہ سے نکاح کا تاثر دینا یا پیغام دینا جائز نہیں

سوال:۔ اگر کسی بیوہ کا نکاح اس اندیشہ سے عدت میں ہی کر دیا جائے کہ عدت کے بعد کوئی اور نہ بہکا دے اور یہ دوسرے سے نکاح کرلے۔ اس نکاح سے صحبت نہ کی جائے۔ یا یہ کہ نکاح نامہ یا کسی فارم پر دستخط یا نشان انگوٹھا لے لیا جائے کہ وہ یہ سمجھے کہ آئندہ میں کسی اور سے نکاح نہیں کرسکتی صرف اسی شخص سے ہوسکتا ہے۔ یا پیغام دے دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عدت کے اندر کسی طرح نکاح پڑھا لینا یا کسی اور خیال سے نکاح کر لینا یا انگوٹھا لگوا کر بیوہ کو دھوکہ سے نکاح کا تاثر دینا جائز نہیں ہے ایسا کرنے والے گنہگار ہیں۔ بلکہ عورت کو تو بتانا چاہئے کہ اب عدت کے بعد وہ اپنی مرضی سے کہیں بھی نکاح کرسکتی ہے۔ نہ یہ کہ اسے لاعلم رکھ کر دھوکہ دیا جائے۔ (کتب فقہ، شامیہ وغیرہ میں صراحۃً ایسا نکاح ناجائز لکھا ہے)
(ملخص مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۸۳) ”شوہر پر عدت نہیں ہے“

سوال:۔ میری اہلیہ کے انتقال کے تینتیس دن کے بعد میرے سالے نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دیا کیا مجھ کو عورت کی طرح عدت گذارنے کے لئے کچھ رکنا چاہئے تھا؟

الجواب:۔ مرد پر کسی قسم کی عدت نہیں ہے عورت کے مرنے کے فوراً بعد اس کی بھتیجی سے مرد کا نکاح جائز ہے۔ کذا فی باب العدة الشامية تريص يلزم المرأة الخ. (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۸۴) شوہر کے عیسائی ہوتے ہی عورت نکاح سے خارج ہوگئی مگر اس پر عدت لازم ہے

سوال:۔ زید نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا اب اس کا نکاح اس کی مسلمان بیوی کے ساتھ باقی رہا یا نہیں؟ اس کی مسلمان بیوی دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں اور اس پر عدت واجب ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کب سے؟

الجواب:۔ ''درمختار میں ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی ایک کا مرتد ہوجانا فوری فسخ ہے'' اور باقی جو تفصیل ہے اس سے معلوم ہوتا ہے اس کی بیوی نکاح سے فوراً خارج ہوگئی عدت اس پر لازم ہے عدت کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور عدت شوہر کے مرتد ہونے کے وقت سے شمار ہوگی۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۸۵) بیوی مرتد ہوجائے تو اس پر بھی عدت لازم ہے

سوال:۔ اگر کوئی عورت (معاذ اللہ) مرتد ہوجائے تو اس کا نکاح فسخ ہونے کی وجہ سے اس پر عدت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس مرتدہ پر بھی عدت واجب ہے۔ شامیہ میں ہے کہ شوہر مرتد ہو یا بیوی ہو عدت واجب ہے جو کہ حیض سے شمار ہوگی الخ۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۸۶) عدت کے ضروری احکام

سوال:۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ شریعت میں عورت کو عدت کس طرح کرنا چاہئے بڑی بوڑھیاں کہتی ہیں جس عورت کا شوہر مرجائے وہ عورت عدت کے اندر سر میں تیل نہیں ڈال سکتی خواہ کتنا ہی سر میں درد ہو اور تینوں کپڑے عوت کو سفید پہننے چاہئیں ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں پہننا چاہئیں وغیرہ آپ سے گذارش ہے کہ شریعت میں جس طرح عورت کو عدت گذارنے کا حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

الجواب:۔ عدت کے ضروری احکام یہ ہیں

(۱)......شوہر کی وفات کی عدت چار مہینے دس دن ہے اگر شوہر کا انتقال چاند کی پہلی تاریخ کو ہو تو مکمل چار قمری مہینے اور اس سے دس دن اوپر عدت گزارے اگر پہلی تاریخ کے علاوہ کسی اور تاریخ کو انتقال ہوا ہو تو ایک سو تیں دن پورے کرے۔ (گنتی کے اعتبار سے ہر حال میں ایک سو تیس دن ہے)

(۲)......عدت گزارنے کے لئے گھر میں کسی مخصوص جگہ بیٹھنا ضروری نہیں گھر بھر میں

جہاں جی چاہے رہے چلے پھرے۔

(۳)......عدت میں عورت کو بناؤ سنگھار کرنا چوڑیاں پہننا، زیور پہننا، خوشبو لگانا، سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مسی ملنا، سر میں تیل ڈالنا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا ریشمی رنگے اور پھول دار اچھے کپڑے پہننا جائز نہیں ایسے معمولی کپڑے پہنے جن میں زینت نہ ہو۔

(۴)......سر دھونا اور نہانا عدت میں جائز ہے اور سر میں درد ہو تو تیل لگانا بھی جائز ہے ضرورت کے وقت موٹے دندانوں کی کنگھی کرنا بھی جائز ہے علاج کے طور پر سرمہ لگانا بھی جائز ہے مگر رات کو لگائے دن کو صاف کر دے۔

(۵)......عدت کے دوران گھر سے نکلنا جائز نہیں البتہ اگر وہ اتنی غریب ہے کہ اس کے پاس گزارے کے لئے خرچہ نہیں تو پردہ کے ساتھ محنت مزدوری کے لئے جا سکتی ہے لیکن رات کو واپس اپنے گھر آ کر گزارے اور دن میں کام سے فارغ ہو کر فوراً آ جائے بلا ضرورت باہر رہنا جائز نہیں۔

(۶)......اسی طرح اگر بیمار ہو جائے تو علاج کے لئے مجبوری سے حکیم ڈاکٹر کے پاس جانا بھی جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸۷) وفات کی عدت معاف نہیں ہو سکتی

سوال:۔ ہمارے محلے میں ایک عورت کا شوہر مر گیا جب اس کا جنازہ جانے لگا تو محلے کی عورتوں نے اسے گھر کے دروازے سے باہر نکال دیا اور یہ کہا کہ جو عورت روتے ہوئے گھر سے باہر نکال دی جائے وہ عدت نہیں کرتی آپ قرآن سنت کی روشنی میں بتائیے کہ یہ بات کس حد تک ٹھیک ہے؟

الجواب:۔ ان عورتوں کی یہ بات بالکل غلط ہے کہ عورت پر وفات کی عدت لازم ہے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸۸) حاملہ کی عدت ضروری ہے

سوال:۔ میری بیٹی کو میرے داماد نے غصے میں آ کر میرے ہی گھر میں میری موجودگی میں

طلاق دیدی کیونکہ وہ میری بیٹی کو رکھنے کے لئے تیار نہ تھا ایک مولوی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حاملہ پر طلاق نہیں ہوتی اور جب تک طلاق نہیں ہوتی تو عدت لازم نہیں جب کہ میرا داماد مصر ہے کہ طلاق ہو جاتی ہے عدت لازم ہے اس کو عدت میں رکھا جائے جب تک وضع حمل نہ ہو کیا طلاق ہو گئی؟ اور عدت لازم ہے؟

الجواب:۔ حمل کی حالت میں طلاق ہو جاتی ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جب بچے کی پیدائش ہو جائے تو عدت ختم ہو جاتی ہے آپ کے داماد نے اگر ایک یا دو طلاق رجعی دی ہیں تو عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور عدت کے بعد فریقین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے اگر تین طلاقیں دیں تو رجوع نہیں کر سکتا بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸۹) پچاس سالہ عورت کی عدت کتنی ہوگی؟

سوال:۔ بیوہ عورت جس کی عمر پچاس سال سے کم ہے اور بغیر حمل کے ہے اس کی عدت کی مدت کتنی ہوگی اور وہ گھر میں معمولی کام کاج مثلاً جھاڑو دینا یا روٹی پکانا وغیرہ کر سکتی ہے یا نہیں جب کہ اس کے ساتھ بہو بھی رہتی ہے؟

الجواب:۔ شوہر کی وفات کی عدت حاملہ کے لئے وضع حمل ہے اور جو عورت حاملہ نہ ہو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے خواہ بوڑھی ہو یا جوان یا نابالغ عدت کے دوران گھر کا کام کاج کرنے کی کوئی ممانعت نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹۰) کیا شہید کی بیوہ کی بھی عدت ہوتی ہے

سوال:۔ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کہ شہید کو مردہ کہا جائے بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن ہمیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا مقصد یہ کہ جس طرح ایک عورت اپنے شوہر کے مرنے کے بعد عدت کرتی ہے کیا شہید کی بیوی کو بھی عدت کرنی ضروری ہے؟

الجواب:۔ شہید کی بیوہ کے ذمہ بھی عدت ہے اور عدت کے بعد وہ دوسری جگہ عقد بھی کر سکتی ہے قرآن مجید کی آیت کا مطلب آپ نے صحیح نہیں سمجھا کیونکہ جہاں یہ فرمایا کہ شہیدوں کو مردہ

مت کہو وہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ زندہ تو ہیں مگر تم کو ان کی زندگی کا شعور نہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان کی زندگی سے ہماری دنیا کی زندگی مراد نہیں بلکہ ایسی زندگی مراد ہے جو ہمارے حواس اور شعور سے بالاتر ہے اس لئے شہیدوں پر دنیا میں وفات پانے والے لوگوں کے احکام جاری ہوتے ہیں چنانچہ ان کا جنازہ پڑھا جاتا ہے ان کی وراثت تقسیم ہوتی ہے ان کی بیواؤں پر عدت لازم ہے اور عدت کے بعد ان کو دوسرا اس نکاح کرنا بھی جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹۱) عورت کو عدت میں ہسپتال میں داخل کرنا

سوال:۔ ایک خاتون عدت میں ہے طبیعت خراب ہوگئی دوا لانے کے لئے وہ ڈاکٹر کے پاس جا سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر طبیعت زیادہ خراب ہو جائے اور ہسپتال میں داخل کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ہسپتال میں داخل کرنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ ڈاکٹر کو معائنہ و تشخیص کے لئے گھر بلایا جائے اگر طبیعت زیادہ خراب ہو اور کوئی مسلمان دیندار تجربہ کار ڈاکٹر یا حکیم ہسپتال میں داخل کر کے علاج کرانے کا مشورہ دے اور اس کی شدید ضرورت ظاہر کرے تو ہسپتال میں داخل ہو کر علاج کرانے کی گنجائش ہے۔ ضرورت سے زیادہ باہر نہ رہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹۲) عدت میں داماد اپنی خوشدامن ساس سے بات کر سکتا ہے یا نہیں؟

سوال:۔ عدت میں داماد اپنی ساس سے بات چیت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور وہ اس کا محرم ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ خوش دامن (ساس) کے لئے داماد محرم ہے بات چیت کر سکتا ہے گھر کے دیگر افراد کی موجودگی میں بات چیت کرے، خلوت اختیار نہ کرے اسی میں احتیاط ہے۔ واللہ اعلم۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹۳) ماں، اپنی عدت میں بیٹے کی شادی میں کیسے شریک ہو؟

سوال:۔ ایک عورت بیوہ عدت میں ہے اس دوران وہ بیٹے کا نکاح کرنا چاہتی ہے اس میں کیسے شریک ہو؟

الجواب:۔ ''ماں'' عدت کے زمانے میں اپنے بیٹے کے نکاح کا مشورہ دے سکتی ہے، ممنوع نہیں ہے۔ البتہ شادی کی خوشی کے کاموں میں خود حصہ نہ لے زمانہ، عدت میں جو سارا لباس پہن رکھا ہے وہی لباس پہنے رہے، عمدہ نیا لباس نہ پہنے، مہندی وغیرہ لگا کر زیب و زینت اختیار نہ کرے، گھر سے باہر نہ نکلے تا کہ سوگ قائم رہے، جب تک عدت کا زمانہ ہے اس وقت تک سوگ ضروری ہے۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹۴) بیوہ بھاوج سے نکاح درست ہے

سوال:۔ میرے بڑے بھائی کا انتقال ہوگیا اب میرا نکاح ان کی بیوی سے درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ عدت گزرنے کے بعد بھاوج سے نکاح درست ہے منع نہیں ہے۔

(۲۹۵) اسقاط حمل سے عدت ختم ہوتی ہے یا نہیں

سوال:۔ اسقاط حمل سے عدت ختم ہوتی ہے یا نہیں

الجواب:۔ اسقاط حمل سے عدت ختم ہو جاتی ہے بشرط یہ کہ بچہ کے ہاتھ پاؤں وغیرہ بنے ہوں۔

باب العدۃ

(۲۹۶) تین طلاق والی عورت عدت کہاں گزارے گی

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تو اب عورت عدت کہاں گزارے گی اور اس کا نفقہ کب تک شوہر کے ذمہ ہوگا اور کتنا شوہر کے مکان میں کل چار کمرے ہیں اور ایک باورچی خانہ دو کمرے اوپر کی منزل پر اور باورچی خانہ اور دو کمرے نیچے کی منزل پر کل دس آدمی ہیں، جن میں ساس سسر کے علاوہ شوہر کے بھائی، بہن اور بھابھی بھی رہتے ہیں۔

الجواب:۔ مطلقہ مغلظہ وہ عورت جسے تین طلاق دی گئی ہوں اپنے شوہر پر بالکل حرام اور اس کے حق میں اجنبی عورت کی طرح ہوجاتی ہے لہذا اسے عدت کا زمانہ ایسی جگہ گزارنا چاہئے جہاں شوہر کے آمد ورفت اور ملنا جلنا نہ ہوسکتا ہو صورت مسئولہ میں ایک مکان میں اوپر نیچے رہنے کی وجہ سے ملاقات بات چیت کا بڑا امکان ہے اور گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ بھی ہے نیز شوہر کا بھائی سے بھی عدت میں بے پردہ ہوتی رہے گی اس لئے عورت اپنے ماں باپ کے یہاں عدت گزارے یہی بہتر ہے عدت کے زمانہ کا نفقہ شوہر کو ادا کرنا ہوگا نفقہ کی مقدار مقرر نہیں ہے دونوں کی مالی حالت کو سامنے رکھ کر مقرر کی جاتی ہے۔ (درمختار شامی ۲/۸۸۸) عورت کو حیض آتا ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے اور اگر حمل ہو تو بچہ پیدا ہونے پر عدت پوری ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹۷) بچہ کا نفقہ کس پر ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی زمانہ عدت میں اگر بچہ ماں کے پاس ہو تو اس کا خرچہ کون دے گا اور کب تک۔

الجواب:۔ زمانہ پرورش میں بچہ کا نفقہ باپ کا ذمہ ہے البتہ اگر بچہ کے پاس مال ہو تو اس میں سے اس کے اخراجات پورے کئے جا سکتے ہیں (درمختار ۲/۹۳۳) اگر بچہ کا باپ مالدار ہے تو بچہ کی ماں زمانہ پرورش کا معاوضہ بھی طلب کر سکتی ہے۔ (درمختار شامی ۲/۸۷۶)

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹۸) عدت وفات کے دوران غیر ملک کی شہریت باقی رکھنے کیلئے وہاں کا سفر کرنا؟

سوال:۔ امریکہ میں اپنی بیٹیوں کے ساتھ رہتی ہوں میرے شوہر راندیر میں رہتے تھے وہ بیمار تھے اس وجہ سے میں راندیر آئی بحکم الٰہی ۲۵ فروری ۹۷ء کو میرے خاوند کا انتقال ہو گیا راندیر میں میرے شوہر کا مکان ہے اور میرا اپنا ذاتی مکان بھی ہے میں فی الحال اپنے گھر میں عدت گذار رہی ہوں امریکن قانون کے مطابق وہاں مجھے جانا ضروری ہے اگر میں اس وقت وہاں چلی جاؤں تو مجھے وہاں کی شہریت حاصل ہو جائے گی تو ان حالات میں عدت کے زمانہ میں امریکہ کا سفر کر سکتی ہوں؟ جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب:۔ احقر کے فتاویٰ رحیمیہ میں ہے عدت کا معاملہ بہت اہم ہے فی زمانا اس میں بہت لاپرواہی برت رہے ہیں معمولی معمولی باتوں کو بہانہ بنا کر عدت کے شرعی قواعد کی خلاف ورزی کر گزرتے ہیں الخ (فتاوی رحیمیہ ج ۵ صفحہ ۴۰۴) عدت کے زمانے میں سفر نہ کرنا چاہئے حتیٰ کہ حج جیسے عظیم الشان عبادت کے لئے بھی سفر کی اجازت نہیں ہے المعتدہ لاتسا فر لا لحج ولا لغیرہ (فتاوی عالمگیری ج ۲ صفحہ ۱۶۲ کتاب الطلاق باب نمبر ۱۴ فی الحداد) درمختار میں ہے (وتعتدان) ای معتدة طلاق و موت فی بیت وجبت فیه ولا تخرجان منه...... الخ۔ (درمختار مع ردالمختار ج ۲ صفحہ ۸۵۸)

لہذا صورت مسئولہ میں اس بات کی پوری پوری کوشش کی جائے کہ یہاں ہی عدت پوری

ہو جائے حکومت کے سامنے عدت کا عذر پیش کر کے مہلت طلب کی جائے اور یہیں عدت پوری کی جائے عدت میں اتنا طویل سفر بہت نامناسب ہے بہت سے شرعی احکام کی خلاف ورزی ہوگی آپ نے سوال میں جو عذر پیش کیا ہے اس عذر کی وجہ سے خود کو اس فضیلت سے محروم نہ کیا جائے ماشاء اللہ راندیر میں آپ کا عالیشان مکان ہے بچے وہاں (امریکہ) رہ کر آپ کی خدمت کر سکتے ہیں اس عمر میں شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کر کے غیر وطن میں جانا بالکل مناسب نہیں ہے آپ یہاں رہ کر بھی باعزت زندگی گذار سکتی ہیں لہذا عدت کے زمانہ میں اتنے طویل سفر کا خیال ترک کر دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹۹) عدت کس پر واجب ہوتی ہے

سوال:۔ ہمارے یہاں عورتوں کا ایک غلط عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر بیٹی کا انتقال ہو جائے تو اس لڑکی کی ماں عدت کرتی ہے ساس اور سسر کا انتقال ہو تو اس کی بہوا گر زیادہ بہوئیں ہوں تو یہ سب عدت اور گھونگھٹ کرتی ہیں میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ عدت صرف اس پر فرض ہے جس کا شوہر انتقال کر جائے نہ کہ بیٹی ساس اور سسر اور کوئی عزیز رشتہ دار کے انتقال پر عدت کرنا فرض ہے یہ سب کہاں تک درست ہے؟

الجواب:۔ عدت اسی عورت کے ذمہ ہے جس کے شوہر کا انتقال ہوا ہو اس کے ساتھ دوسری عورت کا عدت میں بیٹھنا فضول حرکت ہے البتہ نامحرموں سے پردہ اور گھونگھٹ عدت کے بغیر بھی ہر عورت پر لازم ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰۰) رخصتی سے قبل بیوہ کی عدت

سوال:۔ ایک لڑکی کا نکاح ہوا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ اس کا شوہر ایک حادثہ میں فوت ہو گیا اب کیا اس عورت کو عدت گزارنا ہوگی یا نہیں اور مہر ملے گا اگر ملے گا تو کتنا ملے گا۔

الجواب:۔ اگر رخصتی سے قبل شوہر کا انتقال ہو جائے تب بھی لڑکی کے ذمہ عدت وفات چار مہینے دس دن لازم ہے اور وہ پورے مہر کی مستحق ہے جو مرحوم کے ترکہ میں سے ادا کیا جائے گا اور وہ شوہر کے ترکہ میں بیوہ کے حصہ کی بھی مستحق ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

باب ثبوت النّسب

نسب ثابت ہونے
اور نہ ہونے کا بیان

باب ثبوت النّسب

(۱) منکوحہ غیر مطلقہ کا دوسرے مرد سے نکاح اور اس کی اولاد

سوال:۔ ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے وہ وہاں سے نکل کر دوسری جگہ نکاح کر کے بیٹھ گئی ہے اور پہلے خاوند نے اسے طلاق نہیں دی ہے، وہ اولاد جو دوسرے خاوند سے ہوئی ہے وہ حلال ہے یا حرام؟ اور اس اولاد کا دیگر نسلوں سے رشتہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:۔ غیر مطلقہ عورت کا نکاح ثانی ناجائز اور باطل ہے اور جو اولاد دوسرے شوہر سے ہوئی وہ شرعاً پہلے شوہر کی طرف منسوب ہوگی کیونکہ ارشاد نبوی ہے کہ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زناکار کے لئے پتھر ہے پھر جب کہ اس اولاد کا نسب پہلے شوہر سے ثابت ہے تو ان سے رشتہ کرنا جائز ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲) شوہر دس سال سے باہر ہو یہاں بچہ پیدا ہو جائے تو حلالی ہے یا حرامی؟ بہشتی زیور کے مسئلہ کی وضاحت

سوال:۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب بہشتی زیور حصہ چہارم میں یہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے کہ ''میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی گھر نہیں آیا اور یہاں بچہ پیدا ہو گیا تب بھی وہ بچہ حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے'' الخ فرض کریں کہ زید دس بارہ سال سے پردیس میں ہے اور اس کے گھر بچہ پیدا ہو گیا حالانکہ وہ ایک منٹ کے لئے بھی گھر نہیں آیا تو یہ لڑکا کس طرح حرامی نہیں کہلائے گا؟ کس طرح حرامی نہ ہوگا؟ اگر یہ خیال ہو کہ وہ شخص ممکن ہے اپنی بیوی کے پاس

تنہائی میں آ گیا ہو اور کسی کو علم نہ ہو تو مسئلہ مذکورہ میں یہ بات بھی نہیں۔ کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ برسوں گزر گئے وہ گھر نہیں آیا چونکہ اس مسئلہ سے طبیعت میں ایک قسم کی الجھن پیدا ہوئی ہے اور دوسری قوموں کے صریح اعتراض کے لئے کافی موقع ہے اس لئے برائے کرم مفصل مشرح جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب:۔ جو مسئلہ آپ نے نقل کیا ہے صحیح ہے شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جس کی بیوی ہے بچہ اسی کا کہلائے گا حدیث ہے کہ ''بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا (مشکوٰۃ) یعنی جس کے نکاح میں یہ عورت ہے اس کا بچہ ہے اور زنا کار اس سے محروم ہے اور اس کو سزا دی جائے گی نسب بچے کا اس کے شوہر سے ثابت ہوگا۔ لہٰذا امام ابوحنیفہؒ نے اس حدیث صحیح کے مطابق ارشاد فرمایا کہ شوہر کہیں بھی ہو بچہ کا نسب اس سے ہی ثابت ہوگا۔ تو جب جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تو کون اس کے خلاف حکم کر سکتا ہے؟ اور مطلب اس حدیث اور بہشتی زیور کے مسئلے کا یہ ہے کہ درحقیقت وہ بچہ اگرچہ ولد الزنا ہو مگر ہم کو یہ حکم ہے کہ اس کو حرامی نہ کہیں بلکہ عورت کے خاوند کی طرف منسوب کریں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳) زنا سے حمل کے بعد نکاح ہوا اور چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا

سوال:۔ ایک عورت کے زنا سے حمل قرار دیا گیا اور اس کا نکاح کر دیا گیا، نکاح سے چھ ماہ کے اندر اندر بچہ پیدا ہوا اس کا نسب نکاح سے ثابت ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ نکاح سے پہلے زنا سے جو حمل ہے اور بعد میں جو نکاح ہوا اور نکاح سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہو گیا تو نسب اس کا نکاح سے ثابت نہ ہوگا۔

البتہ جو بچہ چھ ماہ کے بعد پیدا ہو تو وہ بچہ حلالی اور ثابت النسب ہوگا۔ چاہے عورت کا نکاح زانی سے ہو یا کسی دوسرے شخص سے ہو۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۴) ''حمل جس سے قرار پایا بچہ اس کا ہے'' بچہ کی پرورش کے حق کی ترتیب

سوال:۔ زید نے ایک بیوہ عورت سے شادی کی حمل ٹھہرنے کے بعد اپنے بھائی کے ہاں چلی گئی اور بھائی نے ایام حمل ہی میں طلاق لے کر وضع حمل کے بعد ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا۔

اب بکر اس بچے کو لینا چاہتا ہے اور زید اسے اپنا بیٹا بتا کر لینا چاہتا ہے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ وہ لڑکا زید کا ہی ہے زید ہی اس کا حق دار اور ولی ہے مگر حق پرورش سات برس تک اس کی ماں کو ہوتا ہے اور پھر ماں اگر بچہ کے غیر ذی رحم محرم سے نکاح کر لے تو اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ ماں کے بعد نانی کو پھر دادی کو پھر بہنوں کو پھر خالہ کو اور پھوپھی کو پرورش کا حق ہے۔ اگر ان عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو پھر باپ لے سکتا ہے۔ بہر حال بکر کو بچہ روکنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (کذا فی کتب الفقہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۵) طلاق کے بعد دو سال سے پہلے جو بچہ پیدا ہو وہ شوہر کا ہے

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی طلاق کے ایک سال بچہ پیدا ہوا عورت دعویٰ کرتی ہے کہ زید کے نطفہ سے ہے اور اس نے لباس وخورد ونوش کا مقدمہ دائر کر دیا مگر اس کے پاس پورا ثبوت نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں نسب شرعاً اس بچے کا زید سے ثابت ہے اور عورت کا دعویٰ صحیح ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کہ اگر مطلقہ عورت کے دو سال کے اندر اندر بچہ پیدا ہو تو بغیر دعویٰ کے احتیاطاً نسب اس کے شوہر سے ثابت ہو جائے گا۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۶) ایک ساتھ دو بہنوں سے شادی کرنے والے کی اولاد کا نسب

سوال:۔ زید نے دو بہنوں سے شادی کر کے انہیں جمع کیا، دونوں سے اولادیں ہوئیں یہ بیویاں اور اولادیں جائز قرار پائیں گی یا نہیں؟ اور زید کے ترکے کی وارث ہوں گی یا نہیں؟

الجواب:۔ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ جس بہن سے پہلے نکاح ہوا وہ نکاح صحیح ہے اور جس سے بعد میں نکاح کیا وہ باطل ہے، لہذا پہلی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب اور باپ کے ترکہ کی مستحق و وارث ہے اور دوسری عورت جس سے بعد میں نکاح ہوا اور اس سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب نہیں اور اس شخص کی وارث نہیں ہے۔ (**کما فی الھدایہ فصل المحرمات**) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۷) زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا

سوال:۔ ہندہ اپنے حمل کے بارے میں زید کا قبل از نکاح نطفۂ ناجائز ثابت کرتی ہے اور زید کو اس سے انکار ہے اپنے اپنے دعوے میں دونوں کے بیانات حلفیہ ہیں شرعاً کس کا بیان قابل تسلیم ہے؟

الجواب:۔ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا "لحدیث النبوی الشریف" لہٰذا وہ حمل زید سے ثابت نہ ہوگا بلکہ ہندہ ہی سے اس کا نسب ثابت ہے کیونکہ ولد الزنا کا نسب صرف ماں سے ثابت ہوتا ہے اور ماں ہی کی میراث کا وہ بچہ مستحق ہے۔

(۸) قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ ہی اس سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا

سوال:۔ ایک شخص نے جو ابتداء سے قادیانی مذہب رکھتا تھا اپنے کو چھپا کر ایک اہل سنت مسلمان لڑکی سے عقد کر لیا لیکن وہ اب تک قادیانی مذہب ہی رکھتا ہے، آیا نکاح ابتداءً صحیح ہوا یا نہیں اور مہر اور نفقہ عورت کو ملے گا یا نہیں اور بچہ کا نسب ثابت اور صحیح ہوگا یا نہیں، بچہ کا خرچ اور پرورش کس کے ذمہ ہوگی؟

الجواب:۔ نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا مہر و نفقہ کچھ لازم نہ ہوگا اور اولاد صحیح النسب اور ثابت النسب نہ ہوگی البتہ ماں سے نسب ثابت ہوگا وہ ہی نفقہ کی ذمہ دار اور ان کی وارث ہے کما فی الدر المختار فقط۔

(۹) نکاح کے باوجود شوہر کہے کہ میرا بچہ نہیں تو کیا حکم ہے

سوال:۔ زید ہندہ کو تہمت لگاتا ہے کہ تو بدکار ہے اور یہ لڑکی میرے نطفہ سے نہیں ہے تو جو لڑکی زید اور ہندہ کے نکاح میں رہتے ہوئے پیدا ہوئی ہے اس لڑکی کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مذکورہ صورت میں لڑکی کا نسب زید سے ثابت ہے زید کے انکار سے کچھ نہیں ہوتا۔ لحدیث النبوی الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ (ترمذی) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰) چار بیوی ہوتے ہوئے پانچویں سے شادی کی اس سے ہونے والی اولاد کا حکم

سوال:۔ ایک شخص کی چار بیویاں موجود ہیں ان سے اولاد بھی ہے چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں عورت سے نکاح کیا اس سے اولاد بھی پیدا ہوگئی۔اب وہ شخص مرگیا۔عورت پنجم اور اس کی اولاد کو اس کی میراث ملے گی یا نہیں اور اور پانچویں عورت کی اولاد جائز ہے یا نہیں اور اس کے ساتھ نکاح فاسد تھا یا باطل؟ ہر ایک کے احکام میراث وعدت ونسب بیان فرمادیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ نکاح فاسد یعنی وہ نکاح جس میں نکاح صحیح ہونے کی کوئی شرط مفقود ہو جیسے عدت غیر میں نکاح یا پانچویں عورت سے نکاح وغیرہ تو اس میں نسب بھی ثابت ہوگا اور عدت ہوگی ؛ گر مباشرت کی گئی۔الخ دراصل اس بارے میں فقہاء کی عبارتیں مختلف ہیں بعض عبارات سے عدت کا ثبوت اور نسب کا ثبوت بھی معلوم ہوتا ہے اور بعض سے نہیں ہوتا۔چونکہ نسب کے باب میں احتیاط کی جاتی ہے اور جس طرح ممکن ہو نسب کو ثابت کیا جاتا ہے اس لئے اولاد کا نسب ثابت کیا جائے گا اور میراث کا حکم بھی کیا جائے گا۔نکاح فاسد اور باطل میں عدت کے سوا دیگر امور میں کوئی فرق نہیں ہے۔جیسا کہ شامی نے اس بات کی صراحت کی ہے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱) تین طلاق دے کر بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح سے جو بچہ ہو، اس کا حکم

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور پھر نکاح کر کے گھر میں رکھا اس سے جو اولاد ہوئی وہ حلال ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ مطلقہ ثلثہ سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے اور معصیت ہے اس نکاح کے بعد جو اولاد ہوگی اس کا نسب احتیاطاً ثابت ہوگا۔(کیونکہ امام حلوانی کے بقول نکاح فاسد میں عقد کے ساتھ ہی فراش منعقد ہوجاتا ہے اس لئے نسب کو ثابت کرتے ہیں۔(کذافی الشامی باب العدۃ)

(مفتی عزیز الرحمٰن ظفیر الدین)

(۱۲) حالت کفر میں کافر شوہر سے حمل ہوا بعد میں مسلمان سے نکاح ہوا تو بچہ کا کافر شوہر سے نسب ثابت ہوگا

سوال:۔ ایک ہندو عورت نے حالت حمل میں اپنی رضامندی سے ہندو مذہب ترک کر کے اسلام قبول کرلیا اور دو چار دن کے بعد الٰہی بخش سے نکاح کیا۔ اور نکاح کے بعد بتایا کہ مجھے ہندو شوہر سے دو ماہ کا حمل ہے چنانچہ سات ماہ کے بعد لڑکی پیدا ہوئی یہ لڑکی کس کی ہے۔ اور یہ نکاح نو مسلمہ کا الٰہی بخش سے جائز ہوا یا نہیں؟

الجواب:۔ حسب تصریح فقہاء حنفیہ اسلام لانے سے دو چار روز کے بعد جو نکاح الٰہی بخش سے اس نو مسلمہ کا ہوا ہے وہ باطل اور ناجائز ہے اور اس بچی کا نسب اس کے پہلے شوہر سے ثابت ہے۔ (کذافی الشامیہ باب نکاح الکافر) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۳) معروف النسب کا نسب کسی کے کہنے سے ختم نہیں ہوتا

سوال:۔ زید کی زبانی اور تحریری اقرار سے اور سرکاری کاغذات سے عمر کا زید کا بیٹا ہونا ثابت ہوتا ہے کیا دو تین ٹرسٹیوں کے یہ کہنے سے کہ رجسٹر پیدائش میں ماں کے نام سے داخلہ ہے اس لئے بیٹا ہوسکتا ہے یا نہیں؟ کیا باپ کے اقرار سے زیادہ ٹرسٹیوں کے کہنے کی وقعت ہے؟ تمام اہل شہر عمر کو زید کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں اور ٹرسٹی بھی عمر کو وقف میں سے تنخواہ دیتے ہیں اگر چہ زید عمر کو دستاویز وقف میں محروم کر گیا ہو اس صورت میں عمر کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شامی میں ہے کہ نسب کو جہاں تک ممکن ہو ثابت کیا جائے گا۔ یعنی نسب ثابت کرنے میں جہاں تک ممکن ہو احتیاط کی جاتی ہے اور نسب ثابت کیا جاتا ہے، لہٰذا معروف النسب کا نسب ٹرسٹیوں کے کہنے سے منتفی نہیں ہوسکتا اور جب کہ زید کا زبانی وتحریری اقرار اس بات کا موجود ہے کہ عمر اس کا بیٹا ہے اور عام لوگ بھی اس کو جانتے ہیں تو اب وہ نسب کسی کے نفی کرنے سے اور انکار کرنے سے منتفی نہیں ہوگا اور زید نے اگر وقف کی دستاویز میں اس کا حصہ نہیں رکھا تو اس سے عمر کا نسب زید سے منتفی نہیں ہوگا۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۴) شوہر کے مرنے کے بعد دو برس کے اندر بچہ ہوتو وہ ثابت النسب کہا جائے گا

سوال:۔ عمر کے فوت ہونے کے بائیس ماہ بعد عمر کی بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہوا شرعاً یہ بچہ عمر کا متصور ہوگا؟ یا کوئی اور حکم ہے؟

الجواب:۔ جس عورت کا خاوند مرجائے اس کے اگر دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہوتو وہ مرنے والے شوہر سے ثابت النسب ہے اس کو ولد الحرام کہنا درست نہیں ہے اور صورت مسئولہ میں چونکہ بائیس ماہ میں بچہ پیدا ہوا جو کہ دو برس سے کم مدت ہے تو بالیقین اس بچہ کا نسب متوفی سے ثابت ہے الدر المختار میں ہے کہ معتدہ وفات کے بچے کا نسب اس کے مرحوم شوہر سے دو سال سے کم عرصے میں پیدا ہونے پر ثابت ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ) دو برس کے بعد والا نہیں۔

(۱۵) بچہ کا نسب باپ سے ثابت ہوتا ہے

سوال:۔ زید کا باپ شیخ یا سید ہے تو زید اور اس کی اولاد شیخ یا سید شمار ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ نسب باپ کی طرف سے ہوتا ہے جس کا باپ شیخ یا سید ہوتو وہ بھی شیخ یا سید ہے اور اس سے آگے کی اس کی اولاد (بیٹے پوتے پڑپوتے وغیرہ) بھی شیخ یا سید ہی شمار ہوں گی۔ (کما ھو معروف فی الفقہ) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶) دادا کے انکار سے نسب منتفی نہیں ہوگا

سوال:۔ ایک شخص کی بیوی کے لئے شوہر مرحوم کے باپ نے انکار کیا کہ یہ میرے بیٹے نے اس عورت سے نکاح نہیں کیا تھا بلکہ اس کو کہیں سے لے آیا تھا پھر چھ ماہ کے بعد اس کی اولاد ہوئی تھی، اگر اس نے کہیں خفیہ نکاح کرلیا ہوتو مجھے پتہ نہیں۔ گواہ کوئی نہیں البتہ اس عورت کا اقرار ہے کہ اس شخص سے نکاح ہوا تھا اور یہ اولاد میری اور اس کی ہی ہے۔ (دراصل یہ جھگڑا جائیداد کی بابت دادا اور پوتے میں چل رہا ہے) اس صورت میں اس لڑکے کا نسب باپ سے ثابت ہوگا یا

نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں نکاح صحیح مانا جائے گا اور نسب ثابت ہوگا دادا کا قول اور دعویٰ اس بارے میں معتبر نہیں ہوگا۔ (كما جاء في ثبوت النسب ولو ولدت فاختلفا في المدة فقالت المرأة نكحتني منذ نصف حول وادعى الا قل فالقول لها بلا يمين وقالا تحلف وبه يفتي كما سيجني في الدعوىٰ) (الدر المختار)

(١٧) محارم سے نکاح باطل ہے اس کی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا

سوال:۔ خالد کو ایک جاہل پیر نے فتویٰ دیا خالد جاہل اور لاعلم تھا اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر اس کے پہلے شوہر سے پیدا ہونے والی بیٹی سے نکاح کرلیا اور اس کے نتیجے میں حمل ہوگیا۔ جب علاقہ کے قاضی کو خبر ملی تو اس نے اس لڑکی اور خالد کے درمیان تفریق کرادی اور خالد نے توبہ کی۔ اب قاضی کا رجحان ہے کہ نسب خالد سے ثابت نہ ہو۔ شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب:۔ چونکہ محارم سے نکاح باطل ہے اس لئے اس کا مقتضاء یہی ہے کہ اس کا نسب ثابت نہ ہو۔ كما صرح به في الشامي. (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(١٨) دوسرے کی بیوی کو لے گیا اس سے اولاد ہوئی، اس کا نسب؟

سوال:۔ ایک شخص اپنے بھانجے کی بیوی کو ورغلا کر لے گیا اور دس سال تک پھرتا رہا دو تین بچے بھی اس سے ہوگئے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے نکاح کرلیا تھا۔ حالانکہ اس کا بھانجا زندہ ہے اور طلاق بھی نہیں دی تو وہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور اولاد حرامی ہے یا حلالی؟

الجواب:۔ عورت کو جب اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی تو عورت ابھی تک اپنے شوہر کے نکاح میں ہے اس لئے جو شخص اس عورت کو لے گیا تھا اور نکاح کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا نکاح نہیں ہوا۔ اور "**الولد للفراش**" کے حکم کے تحت جو اولاد ہوئی وہ شوہر کی ہے یعنی بھانجہ کی شمار ہوگی اور اولاد کا نسب بھی اسی سے ہوگا۔

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹) غیر مسلم عورت سے تعلق سے اولاد ہوئی اس کا نسب؟

سوال:۔ زید ایک مشہور شخص تھا اس کا ایک ہندو عورت سے ناجائز تعلق بھی مشہور تھا اس سے اولاد بھی ہوئی لیکن زید نے کبھی اپنی زندگی میں اس کی تردید نہیں کی۔ لیکن اگر اب اس کی اولاد اس عورت کے مسلمان ہونے اور منکوحہ ہونے کے ثبوت میں ایک نکاح نامہ پیش کرتی ہے تو وہ معتبر سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اور اس عورت کی اولاد ان لوگوں کا کفو شمار ہوگی یا نہیں جو ماں باپ دونوں کی طرف سے مسلمان ہیں؟

الجواب:۔ اسلام اور نکاح اس عورت کا اور اس کی اولاد کا صحیح النسب ہونا تسلیم کیا جائے گا شامی باب ثبوت النسب میں اس کی تصریح کی گئی ہے اور چونکہ نسب میں اعتبار باپ کا ہے اس لئے اس کی اولاد ان لوگوں کا کفو ہے جو کہ پرانے مسلمان ہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۰) نکاح سے پہلے حمل ہو جائے یا بچہ پیدا ہو، اس کا نسب زانی سے نکاح کے بعد بھی ثابت نہ ہوگا

سوال:۔ زید نے اپنی داشتہ عورت سے نکاح سے پہلے زنا کیا اور اس سے بچہ پیدا ہونے کے بعد اس سے نکاح کر لیا۔ اب اس لڑکے کا نسب زید سے ثابت ہوگا یا نہیں اور وہ زید کے ترکہ کا وارث بنے گا یا نہیں؟ نکاح کے بعد اس داشتہ عورت کے نان نفقہ کا ذمہ دار زید ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ جو لڑکا بے نکاحی عورت سے نکاح سے پہلے پیدا ہوا اس کا نسب اس شخص سے ثابت نہیں ہے اور وہ اس کا وارث بھی نہیں، لیکن اگر اس کو کچھ ہبہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا اگر وصیت اس کے لئے کرے تو ایک تہائی مال تک صحیح ہو سکتی ہے اور جب کہ اس عورت سے نکاح ہو چکا ہے تو وہ دوسری بیویوں کی طرح نفقہ وغیرہ اور وراثت کی مستحق ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۱) سوتیلی ماں سے نکاح باطل ہے اور اس کی اولاد صحیح النسب نہیں

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ یہ لڑکی اپنے باپ سے سمجھی جائے گی یا نہیں؟ اور اس کی وارث ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ فتاویٰ شامی باب المہر میں ہے کہ نکاح محارم میں نسب اور عدت ثابت نہیں ہوتے۔ ''کتاب الحدود میں ہے کہ ایسا نکاح چونکہ زنائے محض ہے اس لئے نسب کا ثابت نہ ہونا اور عدت نہ ہونا لازم ہے۔'' لہذا اس نکاح سے بھی نہ نسب ثابت ہوگا نہ اس عورت پر عدت لازم ہوگی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۲) بنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی افضلیت

سوال:۔ بنی فاطمہ کے علاوہ دوسرے خواہ وہ صدیقی ہوں فاروقی، عثمانی، علوی، عباسی وغیرہ ہوں، نسباً سید ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہو سکتے تو سیادت نسبی کے دعویداروں کے لئے شریعت میں کوئی وعید ہے یا نہیں؟ اگر یہ لوگ نسباً سید ہیں تو کیا دلیل ہے؟ ''سید'' نسب ہونا بنی فاطمہ میں منحصر ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بے شمار صحیح روایات سے اہل بیت کا سید ہونا معلوم ہوتا ہے، اہل بیت کے جس قدر مناقب احادیث میں مذکور ہیں ان کی بناء پر یہ حکم لگا دینا بے جا نہیں کہ بطون قریش میں سب سے بہتر اور اشرف نسب کے اعتبار سے اہل بیت ہیں۔ البتہ اہل بیت کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے محقق اور راجح یہ ہے کہ وہ اہل بیت صرف بنی فاطمہ نہیں ہیں جن میں صدقہ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اور جن کے لئے صدقہ کھانا جائز نہیں۔

ہدایہ میں ہے کہ وہ لوگ آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل اور آل حارث بن عبدالمطلب ہیں۔

یہ حضرات سب اہل بیت کہلاتے ہیں۔ اور ان میں بنی فاطمہ اور بھی زیادہ افضل ہیں، روایات میں جس قدر فضائل بنی فاطمہ کے مذکور ہیں اوروں کے نہیں۔ نیز حضور سرور عالم ﷺ سے جتنا قرب بنی فاطمہ کو حاصل ہے اوروں کو نہیں، شاید اسی وجہ سے قدیم زمانہ سے برابر یہ عرف چلا آ رہا ہے کہ بنی فاطمہ کو ہی سید کہتے ہیں۔ الغرض یہ عرف بے وجہ اور بے اصل نہیں ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ خطبہ کے لئے منبر پر تشریف فرما ہوئے آپ کے برابر میں ننھے حسن بن علی بیٹھے تھے آپ ایک مرتبہ لوگوں پر نظر ڈالتے دوسری بار ان پر۔ اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا (سید) سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے امت کے گروہوں میں صلح کرائے گا۔ (الحدیث)

اس روایت سے اگر چہ بنی فاطمہ کے سیادت نسبی میں منحصر ہونے پر استدلال نہیں کر سکتے، البتہ یہ ضرور کہنا ہوگا کہ نبی کریم ﷺ کا اپنی زبان مبارک سے کسی کے سید ہونے کا اعلان فرمانا بیشک اس کی سیادت نسبی کے لئے کافی ہے اور وہ بھی طغرائے امتیاز ہے جس کے باعث تمام اہل بیت سے فاطمیین کا رتبہ زیادہ ہونا چاہئے۔ اہل بیت اگر چہ سید ہیں لیکن بنی فاطمہ سیادت نسبی میں بلاشبہ اوروں سے بڑھ کر ہیں کیونکہ بنی فاطمہ کا نسب آنحضرت ﷺ سے زیادہ قریب ہے۔

طبرانی میں روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر عورت کی اولاد اپنے عصبات کی طرف منسوب ہوتی ہے اور ان کا عصبہ باپ ہوتا ہے سوائے فاطمہ کی اولاد کے، کیوں کہ میں ہی ان کا عصبہ ہوں لہذا میں ہی انکا باپ ہوں۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر چہ تمام اہل بیت سید ہیں لیکن جس کو سیادت نسبی کہنا چاہئے وہ بنی فاطمہ میں منحصر ہے بنی فاطمہ سے بڑھ کر نسباً کوئی سید نہیں ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر چہ ہر مؤنث کی اولاد اپنی باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں ان کی عصبیت میری طرف منسوب ہے اور میں انکا باپ ہوں۔

یہی اجزاء ہیں جن کے باعث قدیم زمانے سے یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ کے سوا اور کسی کو خواہ اہل بیت سے ہی کیوں نہ ہو سید نہیں کہتے۔ اب اگر اس عرف کی بناء پر کوئی صدیقی، فاروقی، علوی، عباسی، یا عثمانی، خود کو سید کہے تو اس کا یہ دعویٰ مسموع نہیں ہوگا، بلکہ صرف بنی فاطمہ کو ہی سید کہا جائے گا۔

لیکن اگر بنی فاطمہ کے سوا دوسرے اہل بیت اپنی سیادت نسبی کے مدعی ہوں تو چونکہ اہل بیت ہونے کی وجہ سے ان کی سیادت نسبی بے اصل نہیں اگر چہ عرف میں اب ان کو سید نہیں کہا جاتا اس لئے ان کے حق میں اس دعویٰ کی نسب شریعت میں کوئی وعید نہیں۔ البتہ اگر کوئی عثمانی، علوی یا عباسی اپنے آپ کو سید کہلائے اور وہ یہ جانتا ہو کہ ہم کسی طرح نسبا سید نہیں ہو سکتے ایسے مدعیان سیادت نسبی کے لئے شدید وعید ہے۔

کیونکہ مسلم شریف میں ارشاد نبوی ﷺ مذکور ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں میرا باپ ہے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں، ''اس پر جنت حرام ہے'' (الحدیث) یعنی وہ عذاب و سزا پائے بغیر جنت میں داخل نہ ہوگا۔

لہذا معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص باوجود اس کے کہ فاطمی نہ ہو اور اپنے آپ کو سید کہے تو چونکہ

عرف میں سید کا اطلاق بنی فاطمہ پر اطلاق کیا جاتا ہے اس لئے ضمناً اس کا دعویٰ یہ ہوا کہ وہ بنی فاطمہ میں سے ہے حالانکہ خود جانتا ہے کہ وہ بنی فاطمہ میں سے نہیں۔ بلاشبہ ایسے شخص کے حق میں وہی شدید وعید ہے جو حدیث میں ذکر کی گئی۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۳) حضرت فاطمہ کی اولاد کے سوا سب کا نسب باپ سے ثابت ہوتا ہے

سوال:۔ ظاہر ہے کہ شریعت حقہ میں نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ بنی فاطمہ کا نسب حضرت فاطمہ زہراءؓ سے ثابت کیا جاتا ہے اگر عورت کی طرف سے نسب ثابت ہوسکتا ہے تو ایک سید لڑکی اور اور فاروقی یا صدیقی مرد سے اولاد پیدا ہو تو نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوگا یا ماں کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے۔ مختار مسلک کیا ہے؟

الجواب:۔ حاکم اور طبرانی کی روایت میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ہر عورت کی اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے سوائے فاطمہ کے بچوں کے کہ ان کا ولی اور عصبہ میں ہوں۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گو نسب باپ کی طرف سے) ثابت ہوتا ہے لیکن بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں، امام حسن اور امام حسینؓ کا نسب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہے اور یہ صرف حضرت فاطمہ کے سیدۃ النساء ہونے اور ان کی عنایت شرافت وعظمت کی وجہ سے ہوا ہے جو حضرت حسن اور حسینؓ کی خصوصیت ہے۔ آئندہ کسی عورت کی جانب سے خواہ وہ سید ہی کیوں نہ ہو نسب ثابت نہ ہوگا، بلکہ باپ کا اعتبار ہوگا باپ اگر فاروقی ہو تو بچہ بھی فاروقی اور باپ اگر صدیقی ہوگا تو بچہ بھی صدیقی ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(نسب کے ثبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت فاطمہ کی اولاد کے عصبہ رسول اکرمؐ ہیں اور سید آل نبی ہونے کی نسبت ان کی طرف ہوگی۔ البتہ والد کی جگہ حضرت علی کا ہی نام ہوگا کیونکہ وہ والد ہیں۔ البتہ حضرت علی کی دوسری بیویوں سے ہونے والی اولاد کی نسب سید ہونے کی طرف نہیں ہوگی بلکہ وہ علوی کہلائیں گے)

باب الحضانۃ

(حق پرورش)

پرورش کے حق کا بیان

پرورش کے حق کا بیان

(۱) مطلقہ ماں جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے اولاد کی پرورش کا حق رکھتی ہے

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور طلاق کے بعد فوراً وہ اپنے ماں باپ کے ہاں چلی گئی، اور ایک لڑکا ساڑھے پانچ سال کا اور لڑکی سات سال کی اپنے شوہر کے پاس چھوڑ گئی۔ تین مہینے کے بعد اس نے بچوں کی پرورش کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا یہ دعویٰ درست ہے؟ اور اسے بچوں کی پرورش کا حق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ پرورش کا حق ماں کو ہے جب تک کہ وہ بچوں کے نامحرم سے اپنا نکاح نہ کرے اور لڑکے کی پرورش کا حق سات سال کی عمر تک اور لڑکی کا حق پرورش سن بلوغ تک ہے (جس کی تحدید (حد مقرر کرنا) نو برس سے کی گئی ہے ماں سے بچے لینے کا کسی کو حق نہیں ۔) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ) (کذا فی سائر کتب الفقہ ،الدر المختار وغیرہ)

(۲) ماں کے بعد نانی کو پرورش کا حق ہے پھوپھی کو نہیں

سوال:۔ عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا تو ایک بیوی اور لڑکا لڑکی نابالغ چھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد بچوں کی والدہ بھی فوت ہوگئی اور مرنے سے پہلے اس نے اپنی لڑکی اور لڑکا اپنی والدہ کے حوالے کر دیئے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد عبدالرحمٰن کی بہن نے مال واسباب کی لالچ میں بچوں کو ان کی نانی سے چھین لیا۔ یہ چھیننا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اب حق پرورش کسے حاصل ہے؟

الجواب:۔ والدہ کے بعد نابالغ بچوں کی پرورش کا حق نانی کو حاصل ہے، لہٰذا بچوں کی پھوپھی کو شرعاً یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ان بچوں کو ان کی نانی سے زبردستی لے لے۔
(کذا فی الدر المختار)

(۳) ماں، نانی اور دادی کے بعد حق پرورش بہن کو ہے نانا وغیرہ کو نہیں

سوال:۔ ایک لڑکی نابالغ ہے اس کی ماں نانی، دادی وغیرہ فوت ہو چکے ہیں اب، اس کی بہن، اور نانا، اور ایک خالہ زاد بہن اور ماموں اس کی پرورش کے دعویدار ہیں اب اس صورت میں حق پرورش کسے حاصل ہوگا۔ اور باپ بھی اس بچی کا زندہ ہے جو اس کی پرورش کر سکتا ہے؟
الجواب:۔ والدہ کے بعد پرورش کا حق نانی اور پھر دادی کو حاصل ہے اگر نانی اور دادی نہیں ہیں تو پھر یہ حق سگی بہن کو حاصل ہے اس کے ہوتے ہوئے ماموں یا نانا کو کچھ حق حاصل نہیں ہے۔ اور ولایت اور شادی وغیرہ کا اختیار اس کے باپ کو حاصل ہے۔ **ھکذا فی کتب الفقہ**
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۴) پرورش کا حق ماں کو ہے نفقہ باپ کے ذمہ ہے بدچلنی کی وجہ سے ماں کا حق ساقط ہو جائے گا

سوال:۔ زید کی بیوی بدچلن ہے اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ دو لڑکے پانچ سال اور تین سال کے ہیں۔ پرورش کا ذمہ دار کون ہے اور ان کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا؟
الجواب:۔ پرورش کا حق بچوں کی ماں کو ہے لڑکے سات سال کی عمر تک اس کے پاس رہیں گے، نفقہ خرچ وغیرہ ان کے باپ کے ذمہ ہے۔ لیکن ماں کی بدچلنی کی وجہ سے اگر بچوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو یہاں کا حق ساقط ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اگر نانی خالہ پھوپھی وغیرہ موجود نہیں تو پھر باپ ان بچوں کو لے سکتا ہے۔ (**کذافی البحر الرائق**)
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۵) بچے کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے

سوال:۔ بچہ کو دودھ پلوانا والدین میں سے کس پر فرض ہے خواہ وہ غریب ہوں یا امیر؟

الجواب:۔ دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے۔ یعنی یہ کہ اگر ماں دودھ نہ پلائے تو باپ کسی دودھ پلانے والی کو مقرر کر لے تا کہ وہ ماں کے پاس رہ کر بچے کو دودھ پلائے لیکن اگر باپ غریب ہے اور ماں کو کوئی عذر نہیں ہے تو ماں کے ذمہ بچے کو دودھ پلانا ضروری ہے۔ (کذافی الدر المختار)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۶) پرورش کا خرچ کس کے ذمہ ہے

سوال:۔ پرورش کا خرچ کس کے ذمہ ہے اور کس مدت تک ہے؟

الجواب:۔ اگر خود اس بچے کا مال موجود ہے تو اس میں سے اس کا خرچ لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس موجود نہیں یعنی اس کے باپ نے کچھ نہیں چھوڑا تو والدہ کے ذمہ ہے (بصورت والد کے انتقال کے) باقی ترتیب کتب فقہ میں مذکور ہے (جو آگے آئے گی) قاعدہ یہ ہے کہ جس کے ذمہ نفقہ ہے اس کے ذمہ پرورش کا خرچ بھی ہے۔ اور لڑکے کے لئے سات سال لڑکی کے لئے بلوغ تک خرچ دیا جائے۔

(۷) خالہ اور چچا میں سے حق پرورش خالہ کو ہے

سوال:۔ ایک نابالغ لڑکی کے والدین مر چکے ہیں صرف خالہ اور چچا موجود ہیں اس صورت میں پرورش کا حق کس کو ہے

الجواب:۔ اس صورت میں پرورش کا حق خالہ کو ہے اور اس کے نکاح کا ولی اس لڑکی کا چچا ہے۔ (کذافی الدر المختار)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۸) ولدالزنا (زنا سے پیدا شدہ بچہ) کی پرورش گناہ نہیں

سوال:۔ ایک عورت سے زنا صادر ہوگیا اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جب لڑکی سات ماہ کی ہوئی تو ماں مرگئی اور اس لڑکی کا نانا اس کی پرورش کرتا رہا، اب لوگ اعتراض کرتے ہیں تو نانا اس کی پرورش کرے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس لڑکی کی پرورش کرنا کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ ثواب کا کام ہے اور ضروری ہے لہذا اس وجہ سے اس کی پرورش ترک کرنا، نانا کے لئے درست نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۹) یتیم کی پرورش میں اس کے مال کی حفاظت کرنا

سوال:۔ زید کا انتقال ہوا اور وہ کافی دولت چھوڑ کر گیا ہے اس کی بیوی پہلے ہی فوت ہو چکی ہے، اب اس کے بچے کی پرورش پھوپھی کرتی ہے۔ اس کے مال کس طرح خرچ کرے۔ پھوپھی اس کے مال پر نظر رکھتی ہے اور اس کا بے دریغ استعمال بھی کرتی ہے۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ قرآن کریم میں یتیم کے مال کی حفاظت کی بہت تاکید آئی ہے اور اس کے غصب کرنے یا بغیر حق خرچ کرنے سے ممانعت کی گئی ہے اگر پھوپھی بغیر حق کے اسے خرچ کرتی ہے اور اسے ذاتی مصارف میں استعمال کرتی ہے تو قیامت میں سخت عذاب کے لئے تیار رہے۔ ہاں اگر پھوپھی کا ذریعہ آمدنی نہیں اور اس کی پرورش اس کے محنت کرنے میں رکاوٹ ہے تو معمولی سا خرچ جو کھانے پینے کو کفایت کرے لے سکتی ہے۔

(۱۰) باپ کو بچی سے ملنے کی اجازت نہ دینا ظلم ہے

سوال:۔ زید اور اس کی بیوی کے درمیان طلاق ہوگئی ان کی ایک بچی بھی ہے۔ جس کی عمر تقریباً پونے دو سال ہے اور جو اپنی ماں کے پاس اپنے نانا کے گھر ہے زید اپنی مطلقہ کو ایام عدت کا خرچ بھی دے چکا ہے نیز بچی کی پرورش کا خرچ بھی وہ بذریعہ منی آرڈر متعدد بار بھیج چکا ہے جو کہ بچی کی ماں وصول نہیں کرتی زید اپنی بچی سے ملنا چاہتا ہے جب کہ بچی کی ماں اور اس کے نانا بچی کو اپنے باپ سے قطعاً ملنے نہیں دیتے تو شریعت میں اس کے لئے کیا حکم ہے آیا زید اپنی بچی سے مل سکتا

ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ باپ اپنی بچی سے جب چاہے مل سکتا ہے اس سے نہ ملنے دینا ظلم ہے غالباً ان کو یہ خطرہ ہوگا کہ باپ بچی کو نہ لے جائے اور ماں سے جدا نہ کردے اگر ایسا اندیشہ ہو تو اس اندیشہ کا تدارک کرنا چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) بچوں کی پرورش کا حق

سوال:۔ میں نے اپنی بیوی کو بوجہ خلاف شرع کاموں کی مرتکب ہونے کے طلاق دے دی الفاظ یوں ادا کئے میں نے اپنی بیوی کو جو میرے نکاح میں ہے اس کو طلاق دی یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا تھا کیا یہ طلاق ہوگئی ہے مجھے اپنی بیوی کا مہر کتنے دن کے اندر اندر ادا کرنا چاہئے میرے کم عمر بچے بچی ایک ڈھائی سال کی ایک ایک سال کی اسی کے پاس ہے وہ ان کو کتنے عرصہ تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے کیا مجھے ان بچیوں کا خرچہ دینا پڑے گا۔

الجواب:۔ آپ کی بیوی نکاح سے نکل گئی نکاح ٹوٹ گیا بیوی حرام ہوگئی اب دوبارہ رجوع یا تجدید نکاح کی کوئی صورت نہیں مہر واجب ہے جلد از جلد ادا کردینا چاہئے لڑکیوں کو ماں اپنے پاس ان کے جوان ہونے تک (یعنی ۹ برس کی عمر تک) رکھ سکتی ہے البتہ اگر ماں کی اخلاقی حالت خراب ہو یا وہ بچیوں کے غیر محارم میں نکاح کرلے تو اس کا حق پرورش ساقط ہوجائے گا پرورش کا خرچ ہر حال میں باپ کا ذمہ ہوگا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) بچہ سات سال کی عمر تک ماں کے پاس رہے گا اور لڑکی نو برس کی عمر تک

سوال:۔ طلاق کی صورت میں بچوں کی پرورش کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔

الجواب:۔ طلاق کے بعد بچہ سات سال کی عمر تک اپنی والدہ کے پاس رہتا ہے اس کے بعد بچے کا والد اس کو لے سکتا ہے اور لڑکی نو برس کی ہونے تک والدہ کے پاس رہتی ہے نو برس کی ہونے کے بعد باپ اس کو لے سکتا ہے نکاح کرانے کا اختیار اسی کو ہے۔ فی زمانہ فتویٰ اسی پر ہے کہ باپ نو برس کی عمر میں بچی کو واپس لے لے۔ (ملخص)

(۱۳) بچہ کی تربیت کا حق والدہ کے لئے کب تک ہے

سوال:۔ میرا ایک بچہ ہے اس کی عمر پانچ برس کی ہے وہ اس کی ماں کے پاس ہے ماں کے اخلاق خراب ہیں اِس بنا پر میں اس کو لے سکتا ہوں یا نہیں کیونکہ بچہ کے اخلاق خراب ہونے کا ڈر ہے تو گنجائش ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ حضانت (پرورش کا حق) کا حق والدہ کے لئے ہے وہ اس کو اس وقت تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے جب تک اس کو کھانے پینے پہننے اور ناپاکی رفع کرنے میں ماں کی ضرورت پڑے اور اس کی مدت لڑکے کے لئے سات برس اور بچی کے لئے نو برس ہے یا حیض آنے تک اگر خدانخواستہ ماں مرتد ہو جائے (نعوذ باللہ) یا بدچلن ہو یا پاگل ہو جائے یا بچہ کی غیر محرم کے ساتھ نکاح کر لے جس سے بچہ کی حفاظت نہ کر سکے تو والدہ کا حق پرورش باطل ہو جاتا ہے اور یہ حق اس کی نانی پڑنانی پھر دادی پڑدادی پھر بہنوں وغیرہا کے لئے ثابت ہو جاتا ہے مقدم حق داروں کے ہوتے ہوئے آپ کو لینے کا حق نہیں پہنچتا۔ (ہدایہ ج ۲ صفحہ ۴۱۴ درمختار شامی ج ۲ صفحہ ۸۷۳ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ صفحہ ۵۴۱)

باب النّفقة والسّکنیٰ

رہائش، نفقہ اور خرچ کا بیان

نفقہ اور خرچ کا بیان

(۱) شوہر کے ذمہ بیوی کا خرچ اور رہائش کا وجوب

سوال:۔ نکاح ہو جانے کے بعد شوہر کے ذمہ بیوی کے کیا حقوق واجب ہو جاتے ہیں، مراد اس کی خبر گیری اور سہولت سے ہے کیا بیوی کو کھلانے پلانے کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے اور کیا اسے الگ رکھنا ضروری ہے؟

الجواب:۔ نکاح ہوتے ہی عورت شوہر کی ذمہ داری میں داخل ہو جاتی ہے اور شوہر کے ذمہ اس کے وہ حقوق جو اس کی حفاظت اور زندگی سے متعلق ہیں واجب ہو جاتے ہیں اس لئے شوہر کے ذمہ بیوی کے کھانے پینے کا خرچ پہننے کے کپڑے اور رہنے کے لئے ایک چار دیواری اور چھت جس میں صرف بیوی کی عمل داری ہو، دینا واجب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن وسنت اور فقہ میں صراحتاً موجود ہے۔

(۲) جب تک نکاح باقی ہے بیوی کو نفقہ کا حق حاصل ہے

سوال:۔ زید چار سال سے افریقہ چلا گیا ہے اور اپنی بیوی کو چھوڑ گیا تین سال تک اس نے اپنی بیوی کی خبر تک نہ لی، ناچار اس نے وکیل کی معرفت نان نفقہ کے لئے نوٹس دیا تو اس نے دوسو روپیہ بھیج دیا۔ اب سنا جا رہا ہے کہ وہ وہاں بے راہ روی میں مبتلا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے وطن جانا ہی نہیں ہے۔ اب نہ وہ خرچ دیتا ہے نہ آباد کرتا ہے ایسی صورت میں عورت کیا کرے؟

الجواب:۔ اقول باللہ التوفیق۔ اس بارے میں حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ بغیر شوہر کے

طلاق دیئے بیوی اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، وہ نفقہ کے لئے عدالت سے رجوع کرے اور حکام اسے مجبور کریں کہ وہ اس کی خبر گیری کرے اور نفقہ دے ورنہ طلاق دے دے۔ خود حاکم تفریق نہیں کرا سکتا۔ کما فی سائر کتب الفقه و لا یفرق بینهما بعجزه عنها بانوا عها الثلاثه الخ الدر المختار۔ المختار۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۳) شوہر نفقہ بند کر دے تو کیا کیا جائے

سوال:۔ شوہر ناراضگی کی بناء پر بیوی کا نفقہ بند کر دے تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ شریعت میں اس کا علاج یہ ہے کہ شوہر کو مجبور کیا جائے کہ وہ نان نفقہ دے یا جان چھوڑ دے۔ (کیونکہ جب امساک بالمعروف (اچھے طریقہ سے بیوی کو رکھنا) نہ رہے تو طلاق دینا ضروری ہے، اس کو لٹکانا درست نہیں)۔ (کمافی الدر المختار) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۴) شوہر کی مرضی کے خلاف جب بیوی میکہ چلی جائے تو نفقہ کا حق باقی نہیں رہتا

سوال:۔ ایک عورت کے پیٹ میں بچہ مر گیا، ڈاکٹر سے آپریشن کیا تو اس کے صدمے سے دونوں شرم گاہوں کے سوراخ ایک ہی ہو گئے وہ شوہر کے کام کی نہیں رہی، تو اس کے شوہر نے دوسرا نکاح کر لیا، یہ عورت اس دوسری بیوی سے بھی لڑی اور اپنا اور دوسری بیوی کا زیور لے کر میکہ چلی گئی اور کہتی ہے کہ میں نہیں لائی۔ اب شوہر کا خیال ہے کہ اگر طلاق دوں تو کوئی شخص اس سے نکاح نہیں کرے گا۔ یہ خیال ہے کہ اس کو اس کے باپ کے گھر ہی خرچہ بھیج دیا کرے۔

الجواب:۔ جب وہ عورت اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف اپنے شوہر کے گھر سے میکہ چلی گئی تو اس کا نفقہ ساقط ہو گیا۔ شوہر اگر اس کے وہاں رہتے ہوئے نفقہ نہ دے گا تو گنہگار نہیں ہوگا۔ اور اگر دے دے تو یہ محض تبرع اور احسان ہے کچھ گناہ نہیں۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے کہ شوہر کی نافرمان بیوی جو اس کی مرضی کے بغیر اس کے گھر سے چلی جائے اسے نفقہ نہیں ملے گا۔ الخ

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۵) بیوی کا حق مکان ہے بہتر ہونا ضروری نہیں

سوال:۔ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں اور اس نے ہر ایک کو الگ مکان دیا ہوا ہے کچھ عرصہ کے بعد ایک بیوی مکان بدلنا چاہتی ہے۔ کیونکہ ایک کے پاس چھپر کی اور دوسری کے پاس پکی چھت ہے کیا شوہر کے ذمہ مکان بدل دینا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شوہر پر کوئی گناہ نہیں، حق سکونت ادا ہو گیا اب دوسری بیوی کو بدلنے کا حق نہیں اس کا حق یہ ہے کہ ایک گھر جس میں دوسری کا دخل نہ ہو اسے دے دیا جائے۔ (ہدایہ)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۶) شوہر بیوی کو نکال دے تو نفقہ اس پر واجب ہے اسی طرح طلاق کی عدت کا نفقہ اور جہیز کا سامان واپس دے گا

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو گھر سے اپنی مرضی سے نکال دیا اور اس کے گھر چھوڑ آیا اور ایک ماہ کا نفقہ دیا اور کہا کہ آئندہ بھی دیتا رہوں گا مگر اس کے بعد کچھ نہ دیا پھر بعد میں طلاق دے دی۔ تو کیا اب اس کی مطلقہ بیوی اس سے گزشتہ زمانے کا نفقہ، عدت کے زمانے کا اور جہیز وغیرہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر شوہر اپنی مرضی سے بیوی کو گھر سے نکال دے تو اس کا نفقہ دینا واجب ہے لیکن چونکہ اس نے نہیں دیا بلکہ بعد میں طلاق دے دی تو اب اس کی بیوی صرف اس سے عدت کے نفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے اور اسی طرح جہیز چونکہ اسی کی ملکیت ہے وہ بھی لی سکتی ہے۔ گذشتہ زمانے کا نفقہ دینا اب اس کے شوہر کے ذمہ نہیں ہے۔ ہاں اگر بخوشی دے دے تو دے سکتا ہے۔ (ھکذا فی کتب الفقہ۔ الدر المختار وغیرہ۔) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ) (یا پھر قاضی وعدالت کے حکم سے شوہر پر لاگو کیا جا سکتا ہے)

(۷) بیوہ کی عدت کا نفقہ

سوال:۔ ایک عورت کا شوہر مر گیا ہے وہ اس کی عدت میں ہے۔ اب اس کا نفقہ کس پر واجب

ہے۔کیا سسر اخراجات دے گا اور اگر دے تو بیوہ کے باقی ماندہ حقوق میں سے اس کی کٹوتی کر سکتا ہے؟

الجواب:۔ اس کے اخراجات کسی کے ذمہ نہیں کیونکہ شوہر تو مر گیا اس کے ذمہ عدت کا نفقہ نہیں۔عورت کے سسر کے ذمہ بھی یہ اخراجات نہیں ہیں اگر وہ خرچ کرے گا تو تبرع اور احسان ہوگا جسے وہ اس کے باقی حقوق وراثت وغیرہ سے کاٹ نہیں سکتا۔(لانفقةلمتوفی عنها زوجها.هداية) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۸) مطلقہ ثلثہ کی عدت کا نفقہ شوہر دے گا

سوال:۔ مطلقہ ثلاثہ کی عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ واجب ہے۔کما جاء فی الحدیث النبوی الشریف .(ہدایہ)
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۹) بیوی کو اپنے شوہر کے گھر رہنا واجب ہے، اگر انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کا مہر ادا کر دیا ہے لیکن وہ حقوق زوجیت ادا نہیں کرتی، اور شوہر کے گھر پر بھی آنے سے انکار کرتی ہے۔اس صورت میں زید اپنی بیوی کو علیحدہ مکان میں رکھ کر حقوق زوجیت کا شرعاً مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ زید کو بیشک یہ حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی کو الگ مکان میں رکھے اور بیوی کے ذمہ اس کی اطاعت اور شوہر کے حقوق ادا کرنا لازم ہے ورنہ وہ عورت نافرمان اور ناشزہ ہے۔فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ اگر بیوی بلاوجہ شوہر کے گھر نہ جائے تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں رہتا۔لا نفقة...... خارجة من بيته بغير حق وهی الناشرة حتی تعود الخ الدر المختار.
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۰) بیوی شوہر کے ساتھ سفر پر جانے سے انکار کرے تو نفقہ کا حکم کیا ہے؟

سوال:۔ بیوی اپنی شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے انکار کرتی ہے اگر شوہر نفقہ بند کردے تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ درمختار میں جولکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے نفقہ نہ دینے سے شوہر گنہگار ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۱) چھوٹے بچے کا نفقہ کس کے ذمہ ہے

سوال:۔ دوسالہ بچہ کا نفقہ کس سے وصول کیا جائے گا اور بچہ کی پرورش کا حق ماں وغیرہ کو کتنے عرصے تک ہے؟

الجواب:۔ اس کا نفقہ باپ کے ذمہ ہے، حضانت کی مدت سات سال ہے۔ (الدر المختار باب النفقة) (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۲) نامرد کے ذمے بھی بیوی کا نفقہ واجب ہے

سوال:۔ ایک عنین (نامرد) شخص نے دھوکہ دے کر ایک لڑکی سے نکاح کرلیا اور پہلی تنہائی میں وہ اسے ہاتھ نہ لگا سکا، کیا، وہ نکاح جائز ہے اور عورت کو ایسے شخص پر حقوق زوجیت حاصل ہوں گی، یعنی اس سے وہ مہر اور نان نفقہ لے سکتی ہے اور اس کی وراثت میں حصہ پاسکتی ہے یا نہیں؟ اور علیٰحدگی کی صورت میں عدت لازم آتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ نکاح صحیح ہے۔ اور بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے اور خلوت کے بعد اگر علیٰحدگی ہو تو پورا مہر شوہر کے ذمہ لازم ہے اور عدت بھی واجب ہے اور شوہر کے مرنے کے بعد اس کی وراثت میں سے حصہ بھی ملے گا۔ (شامی میں ہے کہ نکاح صحیح کے بعد عورت کے اس کے ذمہ میں محبوس ہوجانے کے بعد شوہر پر مہر لازم ہے۔ باب النفقہ میں ہے کہ عنین کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے۔ الخ)

(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۱۳) غائب غیر مفقود الخبر کے ذمہ بیوی کا نفقہ

سوال:۔ سلیمان کی شادی عائشہ سے ہوئی سلیمان ایک ماہ کے بعد افریقہ چلا گیا ستائیس برس گزر چکے ہیں اس نے کبھی افریقہ سے نان نفقہ نہیں بھیجا مگر افریقہ میں اس کے زندہ ہونے کا یقین ہے۔ بیوی میں افریقہ جانے کی طاقت نہیں ہے۔ بیوی کا نفقہ کس کے ذمہ ہے اور بیوی کو اس صورت میں درسرا نکاح کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جب کہ سلیمان زندہ ہے اور مفقود الخبر بھی نہیں ہے تو بغیر سلیمان کے طلاق دیئے اس کی بیوی عائشہ دوسری جگہ شادی نہیں کرسکتی۔ عائشہ کا نفقہ سلیمان کے ذمے واجب ہے۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے۔) (اور اس سے نفقہ وصول کرنے کا کوئی طریقہ اختیار کرلیا جائے چاہے بذریعہ عدالت یا اس کی جائیداد وغیرہ سے نکالا جائے)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۴) والدین کا نفقہ اولاد کے ذمہ ہے

سوال:۔ زید کے دو بیٹے ہیں وہ ان سے کہتا ہے کہ تم اپنی کمائی میں سے میرا حصہ علیحدہ کردو، شرعاً زید اور اس کی بیوی نادار ہیں۔ بیٹوں کے مال میں سے کچھ حصہ زید اور اس کی بیوی کا ہے یا نہیں؟ بیٹے کہتے ہیں کہ یہ ہم نے اپنی قوت بازو سے کمایا ہے ہماری کمائی میں آپ کا حصہ نہیں۔ کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ماں باپ جب محتاج نادار اور ضعیف ہوں تو ان کا نفقہ اولاد کے ذمہ واجب ہے، لہٰذا دونوں کے ذمہ ماں باپ کا خرچ لازم ہے بقدر ضرورت پوشاک اور خوراک کے لئے ان کو دیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور حصہ لازم نہیں ہے۔ کما جاء فی الدر المختار وغیرہ منّ کتب الفقہ

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۵) بیوی شوہر کو اپنے گھر میں آنے سے نہیں روک سکتی

سوال:۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو کہے کہ تجھے خدا کا واسطہ تو میرے پاس نہ آیا کر، یا اس گھر

میں مت آ۔ حالانکہ گھر شوہر کا ہے۔ تو ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ بیوی کو یہ حق نہیں کہ وہ شوہر کو اس کے گھر میں آنے سے روکے اور منع کرے نہ شوہر کو اس میں عورت کا کہنا ماننا ضروری ہے۔ عورت کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ خواہ مخواہ شوہر کو اپنے پاس آنے سے روکے اسے ایسا کہنا درست نہیں ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶) بیوی کے جرم کی وجہ سے بغیر طلاق علیٰحدگی اختیار کر لے تب بھی نفقہ واجب ہے

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی کو ایک غیر اخلاقی حرکت کرتے دیکھا تو اس نے اپنی منکوحہ سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور نفقہ سے بھی دست بردار ہو گیا جس کو ایک سال گزر گیا کیا اس صورت میں بھی زید کے ذمہ مہر اور نفقہ دینا لازم ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں بھی زید کے ذمہ مہر اور نفقہ لازم ہے کیونکہ خلوت صحیحہ کے بعد مہر شوہر کے ذمہ لازم اور مؤکد ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ الدر المختار وغیرہ میں مذکور ہے۔ فقط۔
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۷) بیوی جان کے خوف سے میکے میں رہے تو بھی نفقہ ملے گا

سوال:۔ ایک عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ رہنے میں جان کا خوف ہے تو کیا وہ اپنے شوہر سے علیٰحدہ رہ کر نان نفقہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسی حالت خوف اور مجبوری میں عورت اپنے شوہر سے گھر بیٹھے نفقہ لے سکتی ہے کیونکہ اس حالت میں وہ ناشزہ (نافرمان) نہیں ہے اور اس کا اس مجبوری میں شوہر کے گھر نہ جانا نافرمانی اور نشوز نہیں ہوگا۔

شامی میں ہے کہ وہ عورت جس کے شوہر کی رہائش ملحدین کے علاقے میں ہو پھر وہ عورت جان کے خوف سے وہاں جانے سے رک جائے اور نفقہ طلب کرے تو میری رائے ہے کہ اسے نفقہ ملے گا...... اور اسی طرح فساد زمانہ کی بناء پر شوہر کو بیوی کو ساتھ سفر میں لے جانے کا حق نہیں رکھتا۔

اس صورت میں بھی فتویٰ اسی پر ہے کہ نفقہ عورت کو ملے گا۔ ملخص (فتاویٰ شامی) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۸) زچہ خانے کا خرچہ شوہر کے ذمہ ہے

سوال:۔ بچہ کی پیدائش پر جو مصارف زچہ خانے (میٹرنٹی ہوم) میں آتے ہیں وہ کس کے ذمے ہیں؟

الجواب:۔ یہ مصارف شوہر کے ذمہ واجب ہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹) باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اور اولاد کا نفقہ ماں کے ذمے واجب ہے

سوال:۔ ننھی مریم کا باپ مرگیا ہے ایک چچازاد بھائی اور ماں موجود ہے، بچی کے نفقہ کے کفیل کون ہے؟ اور کس عمر تک ہے مریم ایسی قوم کی لڑکی جس کی سات آٹھ سالہ لڑکی اپنی محنت سے روٹی حاصل کرسکتی ہے؟

الجواب:۔ باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ان کی ماں کے ذمے ہے۔ شامی میں ماں کو دوسرے اقرباء سے زیادہ احق قرار دیا گیا ہے۔ باقی یہ نفقہ کی کفالت اسی وقت تک ہے جب تک وہ خود کوئی محنت نہ کرسکیں اور جب کہ سات آٹھ سالہ بچہ اس قوم کا کودکسب حلال کرسکتا ہے تو ان کا نفقہ بھی صرف اتنی عمر تک واجب ہوگا شامی میں ہے خیرالرملی کا قول ہے کہ اگر عورت اپنی سلائی وغیرہ کی محنت سے مستغنی ہوسکے تو اس کا نفقہ اسی کی محنت اور کمائی میں واجب ہوگا الخ۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۰) نادار بہن کا نفقہ بھائیوں پر ہے

سوال:۔ زید کا انتقال ہوگیا۔ جس کی ایک لڑکی نابالغ ہے، اور لڑکی کا ایک سگا بھائی اور ایک اخیافی بھائی ہے۔ اب شریعت کی رو سے اس لڑکی کا نفقہ اور اجازت نکاح کس کے ذمہ واجب ہے؟

الجواب:۔ لڑکی نابالغہ ہو یا بالغہ، اگر وہ محتاج ہے تو اس کا نفقہ بھائیوں پر بقدر وراثت واجب ہے۔لہٰذا ان بھائیوں پر اس طرح کہ اخیافی بھائی پر چھٹا حصہ اور باقی عینی (سگے) بھائی پر واجب ہے (کیونکہ وراثت کا حساب بھی اسی طرح ہے جیسا کہ درمختار میں صراحت سے لکھا ہے۔اور ولایت نکاح عصوبۃ کے اعتبار سے ہے لہٰذا نکاح کا ولی اس صورت میں سگا بھائی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۱) نفقہ کی مقدار

سوال:۔ نان نفقہ کا نقدی مقدار ماہانہ اور سالانہ کتنی ہونی چاہئے۔شرعاً اس کی تعیین یا اندازہ ہے یا کہ ملک و وسعت کے مطابق ہے۔

الجواب:۔ اس کی کوئی مقدار شرعاً معین نہیں ہے متوسط نفقہ جس زمانہ میں نرخ اجناس وغیرہ کے اعتبار سے ہوتا ہے۔اس کی مقدار باہمی مصالحت سے یا برادری جماعت کے مشورے سے طے ہو اور شوہر اسے تسلیم کرے۔تو وہی مقدار مقرر ہو سکتی ہے۔(جیسا کہ باب النفقہ شامی میں لکھا ہے) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۲) بیوہ عورت مکان فروخت کر کے نفقہ لے سکتی ہے

سوال:۔ ایک بیوہ عورت کا شوہر کچھ جائیداد چھوڑ گیا ہے نقدی وغیرہ نہیں چھوڑی آیا بیوہ مکان فروخت کر کے یا گروی رکھ کے اپنا گزارہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مکان گروی رکھنا اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں شرعاً کسی بات میں ممانعت نہیں ہے، لیکن مشورہ یہ ہے کہ اگر فی الحال خرچ کی ضرورت ہے اور یہ امید ہے کہ جس وقت جائیداد کی آمدنی آئے گی اس آمدنی سے گروی شدہ مکان چھڑا لیا جائے گا تو مکان گروی رکھ دیا جائے یا اگر مکان ایک سے زائد ہوں تب بھی ٹھیک ہے لیکن اگر مکان ایک ہی ہے تو مکان کو نہ فروخت کرے نہ گروی رکھے بلکہ جنگل کی زمین بقدر ضرورت فروخت کر دے یا گروی رکھ دے۔فقط

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۳)شوہر کے ذمے بیوی کا علاج لازم نہیں

سوال:۔ میری بیمار بیوی کا علاج اس کے اقارب نے اپنی خوشی سے کیا۔ جن لوگوں نے رقم خرچ کی ہے وہ مجھ سے اس کا تقاضا کر رہے ہیں اور جس زمانہ میں میری بیوی بیمار رہی اس زمانے کا نفقہ بھی مانگ رہے ہیں۔ کیا جو رقم انہوں نے خرچ کی وہ میرے اوپر لازم ہے اور کیا اس زمانے کا نفقہ بھی؟

الجواب:۔ شوہر کے زمہ بیمار بیوی کی دوا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ تبرع محض ہے۔ لہذا صورت مسئولہ جن لوگوں نے اس بیماری میں دوا وغیرہ کے سلسلے میں جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا ادا کرنا شوہر کے ذمے لازم نہیں، کیونکہ اس کا وجوب خود اس کے اوپر بھی نہیں تھا چہ جائے کہ دوسروں کے کرنے سے اس پر وجوب ہو جائے۔ جیسا کہ عالمگیری میں دوا وغیرہ کے خرچ کے وجوب کی نفی کی گئی ہے، البتہ اس زمانے کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ بیماری کے دنوں کا نفقہ شوہر کے ذمہ استحساناً واجب ہوگا الخ۔ (باب النفقہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۴)شوہر بیوی کو ہر قسم کی ملازمت سے روک سکتا ہے

سوال:۔ بیوی ملازمت کرنا چاہتی ہے اور شوہر اجازت نہیں دیتا، تو کیا اجازت کے بغیر ملازمت کر سکتی ہے؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں بیوی کو ملازمت کرنا جائز نہیں ہے۔ (مفتی محمد انور)

(۲۵)خاوند کی تنخواہ پر بیوی کا حق ہے یا نہیں؟

سوال:۔ خاوند کی تنخواہ پر پہلا حق بیوی کا ہے یا والدین کا؟

الجواب:۔ تنخواہ کمانے والے کی ملکیت ہے، خاوند کے ذمہ بیوی کا نان نفقہ ہر حال میں واجب ہے خواہ بیوی مالدار ہو یا غریب والدین اور چھوٹے بھائی بہنوں کا خرچہ بھی لڑکے پر واجب ہے جب کہ وہ تنگ دست ہو۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ باپ جب غریب اور تنگدست ہو اور اس کے چھوٹے بچے محتاج

ہوں اور بڑا بیٹا مالدار ہو تو اس بیٹے کو اپنے باپ اور اور باپ کی چھوٹی اولاد کے نفقہ کے لئے مجبور کیا جائے گا۔

غنی ذوی الارحا کا نفقہ شرعاً واجب نہیں۔ لیکن پھر بھی والدین کی جانی و مالی خدمت بچوں پر اخلاقاً فرض ہے۔ (مفتی محمد عبداللہ)

(۲۶) بلاعذر بیوی سے کب تک علیحدہ رہ سکتے ہیں

سوال:۔ حضرت عمرؓ نے جو یہ دستور بنایا تھا کہ مرد اپنی بیوی سے صرف چار ماہ علیحدہ رہ سکتا ہے کیا اس سے زیادہ اپنی بیوی سے علیحدہ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ ائمہ میں سے کسی کا یہ مذہب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بلاعذر چار ماہ سے زائد علیحدہ نہیں رہنا چاہئے، مالکیہ کے ہاں اگر بقصد اضرار اتنی مدت بیوی سے علیحدہ رہا تو وہ بذریعہ عدالت نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ (احکام القرآن ابن عربی، شامیہ وغیرہ) (مفتی عبدالستار)

باب الایمان والنذور

قسم کھانے اور نذر کرنے کے
مسائل کا بیان

قسم کھانے اور توڑنے کا بیان

(ا) قرآن پر حلف لینا جائز ہے یا نہیں؟

سوال:۔ قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر یا اس کو ہاتھ میں لے کر کسی امر یا نہی کے فعل یا ترک مثلاً نماز روزے کی پابندی کرنے، نشہ کرنے اور جوا کھیلنے سے باز آنے پر قسم وعہد کرانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ نفس کلام اللہ مخلوق نہیں مگر قرآن ان حروف اور آواز کے ساتھ مخلوق ہے اس لئے یہ غیر اللہ ہے اور غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے اگرچہ قسم ہو جاتی ہے۔ بکر کہتا ہے کہ یہ نہ شرک ہے نہ بدعت اور نہ حکم ہے نہ منع، بلکہ یہ ترغیب الی الامر اور نہی عن المنکر ہے اس لئے اس پر قرآن سے عہد لینا جائز ہے۔

الجواب:۔ شامی میں اور ہندیہ میں مضمرات کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ ہمارے زمانے میں قسم ہے اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں اور اسی پر فیصلہ ہے اور یہی ہمارا اعتقاد ہے۔ محمد بن مقاتل رازی نے بھی کہا ہے کہ یہ قسم ہے اور اسی کو ہمارے جمہور مشائخ نے لیا ہے یہی قول اس لئے مؤید ہے کہ قرآن صفت الٰہی ہے. جس پر قسم کھانا درست ہے جیسے اللہ کی عزت اور اس کے جلال کی قسم کھانا الخ۔

لہذا معلوم ہوا کہ قرآن پر حلف کرنا متعارف ہے اور ایسا ہی ہے جیسے " **بعزة الله وجلاله**" کہہ کر قسم کھانا۔ اس لئے اس کو شرک و بدعت کہنا درست نہیں ہے اور کسی سے گناہ چھوڑنے پر عہد کرانا عمدہ کام ہے۔ فقط

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲) ''قرآن کی قسم کھانا'' ایک وضاحت

سوال:۔ قرآن شریف کی قسم کھانا کیسا ہے؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کی قسم نہ کھائے جیسے، نبی، قرآن، کعبہ وغیرہ کی قسم کھانا، کمال کہتے ہیں کہ یہ بات مخفی نہیں ہے کہ قرآن پر حلف کرنا متعارف ہے اس لئے اس سے قسم منعقد ہو جائے گی۔ الخ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی قسم نہ کھانی چاہئے لیکن اگر کھائی تو قسم منعقد ہو جائے گی اور حانث ہونے کی صورت میں کفارہ لازم آئے گا۔

تحقیقی بات یہ ہے کہ قران کو غیر اللہ میں داخل نہ کیا جائے کیونکہ جب قرآن اللہ کے کلام کے معنی میں ہے کہ اس کا صفت ہونا ظاہر ہے اور صفات ''لا ہو ولا غیرہ'' ہیں۔ بعض کتب فقہ نے غیر اللہ کی مثال میں ذکر کیا وہ تحقیق پر مبنی نہیں۔ یا وہ اس بات پر مبنی ہے کہ اسے مصحف (یعنی کاغذ اور جلد وغیرہ) کے معنی میں لے کر قسم کھائی جائے۔ شامیؒ نے مطلب فی القرآن میں جو لکھا ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ (یعنی آج کل عام گفتگو میں جو کہا جاتا ہے کہ'' قرآن کی قسم'' میں ایسا نہیں کروں گا عام طور سے اس سے قرآن کی مصحف کی قسم مراد ہوتی ہے، اس کو فقہاء نے نادرست لکھا ہے۔ اور قرآن پر ہاتھ رکھ کر اس کی عظمت اور صفت الٰہی ہونے کی وجہ سے قسم کھائی جاتی ہے۔ مرتب)

(۳) قسم ''اللہ تعالیٰ'' کی کھانی چاہئے

سوال:۔ قسم کس طرح کھانی چاہئے، مثلاً آئندہ زمانے میں کوئی کام نہیں کرنا تو اس پر قسم کے لئے اللہ تعالیٰ کی قسم کہانا ضروی ہے یا غیر اللہ کی قسم سے بھی منعقد ہو جاتی ہے۔ بیان فرمائیں۔

الجواب:۔ قسم صرف اللہ تعالیٰ کی کھانی چاہئے غیر اللہ کی قسم کھانا حرام اور گناہ ہے اور اس سے قسم نہیں ہوتی۔ لیکن بعض شرطیہ الفاظ ہیں جن سے قسم منعقد ہو جاتی ہے (اور ان کا بیان آگے آرہا ہے۔)

(۴) ایمان کی ''قسم'' کھانا کیسا ہے؟

سوال:۔ مسلمان کو ایمان کی قسم کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔قسم اللہ تعالیٰ کی کھانی چاہئے اللہ کے سوا ایمان وغیرہ کی قسم نہ کھانی چاہئے۔

(۵) ''انشاء اللہ'' کے ساتھ قسم کھانا

سوال: ۔میرے والد نے مجھ سے مرغ نہ کھانے کا عہد کیا کہ میں انشاء اللہ آئندہ مرغ نہیں کھاؤں گی۔اب مجھے مرغ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔آپ کے لئے مرغ کھانا جائز ہے کیونکہ انشاء اللہ کہنے سے قسم نہیں رہتی، یہ بہت اچھا کیا کہ انشاء اللہ اس کے ساتھ کہہ لیا۔(جیسا کہ کتب فقہ الدرالمختار وغیرہ میں تصریح ہے کہ اگر قسم کے ساتھ انشاء اللہ کہہ لیا تو قسم باطل ہو جاتی ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۶) نابالغ بچے کا قرآن پر حلف کرنا غیر معتبر ہے

سوال: ۔ایک نابالغ بچے یا بچی نے قرآن پر حلف کیا کہ آئندہ وہ فلاں گناہ کا کام نہیں کرے گا پھر اس نے وہ کام کر لیا تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اور قرآن اٹھانے پر گناہ ہوگا یا نہیں یا جس نے اس سے قرآن اٹھوایا وہ گنہگار ہوگا؟

الجواب: ۔بچے کا قرآن اٹھانا اس کی قسم کھانا غیر معتبر ہے۔قرآن اٹھانے یا اٹھوانے سے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔وہ بچہ یا بچی اگر وہ کام پھر کر لے تو کفارہ وغیرہ نہیں لازم ہوگا۔

(۷) کلمہ پڑھ کر عہد کرنے سے قسم ہوگی یا نہیں؟

سوال: ۔کسی نے اس طور سے قسم کھائی ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' خدا گواہ ہے ''اگر میں یہ کام کروں تو رسول اللہ کی شفاعت سے ناامید ہو جاؤں۔'' پھر وہ اس کام کی مرتکب ہوگئی تو اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: ۔درمختار میں ہے کہ ان الفاظ سے قسم منعقد نہیں ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا مگر اس میں گناہ ہے لہذا توبہ واستغفار کرے۔

(درمختار کتاب الایمان میں شفاعت سے بری ہونے کی قسم کے لئے لکھا ہے کہ یہ قسم نہیں

اور اس کے خلاف کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا، اسی طرح خدا کو گواہ کر کے قسم کھانے کے بعد خلاف کرنے سے استغفار ہے کفارہ نہیں۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۸) دوسرے کو قسم دی کہ اللہ کی قسم ''تمہیں یہ کام کرنے ہے'' کا کیا حکم ہے

سوال:۔ الف نے ''ب'' کو کہا کہ اللہ کی قسم! تمہیں یہ کام کرنا ہے اور پھر ''ب'' نے یہ کام نہیں کیا تو اب الف حانث ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ الف حانث ہوگی۔ (کیونکہ اس نے قسم کھائی ہے اور جب بات پوری نہیں ہوئی تو حنث (قسم کو توڑنا) لازم آئے گا۔ اور درمختار میں لکھا ہے کہ اس طرح کی قسم کھانے پر حانث ہونے سے کفارہ لازم آئے گا۔ (کتاب الایمان)

(۹) ''اگر میں جاؤں تو خنزیر کھاؤں'' قسم ہے یا نہیں؟

سوال:۔ کسی نے اپنے چچا سے ناراضگی اختیار کرلی تھی اب چچا نے منانا چاہا تو اس نے کہا اگر میں جاؤں (چچا کے ساتھ) تو خنزیر کھاؤ۔ اور اب اگر چچا کا کہنا مان لے تو قسم کے بارے میں کیا کرے؟

الجواب:۔ یہ قسم نہیں ہوئی مگر اس طرح یہ بات کہنے کا گناہ ہوگا۔ شامی میں ہے اگر کوئی کہے کہ اگر میں اس طرح کروں تو میں خنزیر کھاؤں تو یہ شخص قسم کھانے والا نہیں۔ الخ۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۰) فلاں کام کروں تو خدا کے دیدار اور شفاعت نبوی ﷺ سے محروم ہو جاؤں

سوال:۔ کسی نے یہ عہد کیا کہ اگر میں فلاں برے کام کو کروں تو خدا کے دیدار اور شفاعت نبوی ﷺ سے محروم ہو جاؤں وہ مجھے نصیب نہ ہو (العیاذ باللہ) اور کہا کہ دونوں جہاں میں میرا چہرہ کالا ہو۔ اب کچھ عرصے بعد اس نے وہی کام کیا اب اس کی قسم کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ درمختار کتاب الایمان میں ہے کہ '' انا بریٔ من الشفاعۃ'' قسم نہیں ہے الخ لہٰذا مذکورہ الفاظ سے قسم منعقد نہیں ہوتی اور اس کام کے کرنے کی وجہ سے اس پر کفارہ واجب نہ

ہو گا آئندہ اس قدم کے الفاظ کہنے سے احتراز واجتناب کرنا چاہے اور سچے دل سے اس بری کام سے توبہ کرنے چاہئے۔ آئندہ اس فعل سے بچنا چاہئے۔ فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱) ''اگر میں نے فلاں چیز چرائی ہوتو مجھ پر ہزار روزے فرض ہوں''

سوال:۔ ایک شخص نے دوسرے کا کچھ مال چرالیا اور پوچھ کچھ پر اس کو قسم دلائی گئی کہ کہہ ''اگر میں نے چرایا ہے تو مجھ پر ہزار روزے فرض ہوں یا واجب ہوں'' اس نے یہ قسم کھالی۔ شریعت کے مطابق روزے واجب ہوں گے یا نہیں؟ ایسا ہی اگر وہ یہ کہے کہ آئندہ میں اگر چراؤں تو مجھ پر ہزار روزے واجب ہوں؟

الجواب:۔ دونوں صورتوں میں روزے فرض ہو جائیں گے۔ (جیسا کہ الاشباہ والنظائر اور الدرالمختار کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے)۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۲) ''اگر ایسا کروں تو اپنے باپ کی نہیں'' کہنا قسم نہیں

سوال:۔ اگر کوئی یہ کہہ دے کہ اگر میں آپ کے (شوہر کے) گھر جاؤں تو اپنے باپ کی بلکہ کسی بھنگی سے ہوں۔ اس کے بعد اگر چلی جائے تو کفارہ لازم ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس میں کچھ کفارہ نہیں ہے۔ جانا درست ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۳) یہ کہنا ''ایسا کروں تو خدا اور رسول سے بیزار ہوں'' قسم ہے

سوال:۔ کسی نے یہ نذر کی کہ اگر فلاں چیز لوں تو خدا اور رسول سے بیزار ہوں اور اب وہ اس پر قائم ہے کہ وہ چیز لے لے تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگر اس نے اس کام کو کرلیا جس کے چھوڑنے کی قسم کھائی تھی تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔ اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کپڑا دے اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن مسلسل روزے رکھے (کما جاء فی القران) اور آئندہ ایسی قسم نہ کھائے۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴) ناجائز بات پر حلف لینا درست نہیں مگر قسم توڑنے سے کفارہ لازم آئے گا

سوال:۔ چالیس پچاس آدمیوں نے قسم کھائی کہ ہفتہ ہفتہ کو اناج جمع کریں گے اور اسے فروخت کر کے روپیہ جمع کیا جائے گا اور جب کوئی عزیز مرے گا تو اس کی تجہیز و تکفین کریں گے اور سال بھر میں جس قدر روپیہ جمع ہو تو گیارھویں کے موسم میں بڑے پیر صاحب کی گیارہویں کی جائے اس بات پر قسم کھانا اور اصرار کرنا کیسا ہے اور کفارہ لازم ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس بات پر قسم دینا اور قسم کھانا حرام ہے اور ایسی قسم کھانا بھی حرام ہے ایسی قسم کو توڑ دینا ضروری ہے، ایسی قسم پر اصرار کرنا جائز نہیں ہے اور کفارہ دینا لازم ہوگا۔ (تفصیل کتب فقہ میں مذکورہ ہے) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۵) کسی بھی وجہ سے قسم کے خلاف کیا تو کفارہ ہوگا

سوال:۔ کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کے گھر نہ جاؤں گی اور نہ وہاں کھانا کھاؤں گی لیکن اس کی والدہ اسے مجبور کر کے لے گئی اور وہاں کھانا بھی کھلایا اب آئندہ عمر میں وہاں جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور گنہگار ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں قسم ٹوٹ گئی اور کفارہ لازم ہو گیا۔ اب آئندہ وہاں جانا درست ہے اور بغیر کسی کفارہ کے جاسکتی ہے اس صورت میں گناہ کچھ نہ ہوا۔ کسی وجہ سے یا کسی مجبوری سے قسم توڑی جائے تو کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔ (ملخص مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۶) ”ایسا کروں تو کلام اللہ کی مار پڑے“ کہنا قسم ہے

سوال:۔ کسی نے قرآن مجید پر حلف اٹھایا کہ اگر میں نے نماز ترک کی، جھوٹ بولا، یا غیبت کروں تو ہم کو ”کلام اللہ کی مار پڑے“ ہم قرآن اٹھا کر عہد کرتے ہیں کہ یہ کام آئندہ نہ کریں گے۔ اب اگر اس سے خلاف عہد کوئی کام ہو گیا تو اس کا کوئی کفارہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اب اسکو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ اگر ان افعال میں سے کچھ کر لیا تو قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۷) کفارۂ قسم کتنا ہے؟ اور کیا تھوڑا تھوڑا ادا کرنا صحیح ہے؟

سوال: ۔ کفارہ قسم کیا ہے؟ اور اگر کوئی شخص کفارہ اس طرح ادا کرے کہ آج کچھ دیا اور تھوڑا ہفتہ دو ہفتہ کے بعد مساکین کو دیا تو کیا کفارہ ادا ہو جائے گا؟

الجواب: ۔ قرآن کریم میں قسم کا کفارہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اولاً غلام آزاد کرے اگر میسر نہ ہو تو دو وقت دس مسکینوں کو کھانا کھلائے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو یا تین روزے رکھے۔ کھانا ایک مسکین کو بھی دس دن تک دونوں وقت کھلایا جا سکتا ہے یا نقد دے دے۔ اور تھوڑا تھوڑا کر کے دینا بھی درست ہے بشرطیکہ دس مسکینوں کو پہنچ جائے یا یہ کہ ایک مسکین کو دس دن کھلا دیا جائے یا نقد دے دیا جائے۔

(ملخص۔ مفتی عزیز الرحمٰنؒ۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

(۱۸) مالدار کا کفارہ میں روزے رکھنا کافی نہیں

سوال: ۔ قسم کے کفارے میں مالدار شخص روزے رکھ لے تو کفارہ ادا ہوگا یا نہیں؟

الجواب: ۔ کفارہ اس کا ادا نہ ہوگا۔ کیونکہ روزے رکھنے کے لئے دس مسکینوں کو کھلانے کی استطاعت مفقود (موجود نہ ہونا) ہونا ضروری ہے اور مالدار میں یہ استطاعت موجود ہے لہٰذا مساکین کو کھانا کھلانا ہی ضروری ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۱۹) ماں کے کہنے سے قسم توڑنا

سوال: ۔ کسی نے غصہ میں قسم کھائی کہ کپڑے کی اچکن نہیں پہنوں گا۔ اب وہ نہ پہنے تو ماں کو رنج ہوگا۔ وہ کہتی ہیں کہ اچکن پہن لو۔ کیا کریں؟

الجواب: ۔ اس شخص کو اچکن پہن لینی چاہئے اور والدہ کو ناراض نہیں کرنا چاہئے۔ ایسی چھوٹی موٹی باتوں کی قسم والدہ کے کہنے پر توڑ دینی چاہئیں کیونکہ ان کی اچھے کاموں میں اطاعت ضروری ہے۔ (ملخص)

(۲۰) ''ایسا کروں تو دین وایمان سے خارج ہو جاؤں'' کہنے کا حکم

سوال:۔ کسی نے قسم کھالی کہ فلاں کام نہ کروں گی اگر کیا تو دین وایمان سے خارج ہو جاؤں اور اگر اب وہ کام کرے گی تو مسلمان رہے گی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس کام کو کرنے سے کافر نہ ہوگی البتہ قسم کا کفارہ لازم ہے (اور ایسا کرنے سے آئندہ گریز کرے اور ایسا کہنا گناہ ہے اس لئے توبہ واستغفار بھی کرے مرتب) اس طرح کہنے سے قسم منعقد ہو جاتی ہے۔

(۲۱) غصہ میں بھی قسم منعقد ہو جاتی ہے

سوال:۔ ایک خاتون نے غصہ کی حالت میں قسم کھائی کہ اگر تم نے مجھ سے مذاق کیا تو میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔ اگر بات کرے گی تو کیا ہوگا؟ کیونکہ قسم اس نے غصہ میں کھائی تھی؟

الجواب:۔ قسم غصہ میں کھائی جائے یا بغیر غصہ کے، دونوں صورتوں میں منعقد ہو جائے گی اور قسم کے خلاف کرنے سے کفارہ لازم ہو جائے گا اس لئے اگر اس سے بات کرلی تو قسم ٹوٹ جائے گی اور کفارہ لازم ہوگا۔

(۲۲) مسلمان سے قطع تعلق کی قسم توڑ دینی چاہئے

سوال:۔ بہن بھائی، یا ماں بیٹے یا دو دوستوں یا سہیلیوں یا رشتہ داروں میں کسی قسم کا تنازعہ ہو جائے اور شدت اتنی بڑھی کہ کوئی ایک آپس میں نہ ملنے اور بات نہ کرنے کی قسم کھالے اور بعد میں دوسرا فریق نادم ہو کر ملنا چاہے یا بات کرنا چاہے تو قسم کھانے والے پر کیا لازم ہے؟ کیونکہ پہلا فریق اپنی غلطی پر اللہ کے سامنے بھی نادم ہے اور توبہ کرتا ہے؟

الجواب:۔ جب دوسرا فریق اپنی غلطی پر نادم ہے اور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ کے نزدیک اس کا قصور معاف ہو گیا۔ ''کما جاء فی الحدیث'' گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہیں (الحدیث) تو اب فریق اول کو چاہئے کہ وہ اپنی خطا فریق ثانی سے معاف کرائے اور قسم کھانے والے فریق کو چاہئے کہ جب وہ توبہ کرے تو اس کا قصور معاف کر دیں

کیونکہ جب حق تعالیٰ بندہ کے ہر قسم کے گناہ معاف فرماتا ہے تو بندوں کو بھی چاہئے کہ اگر کسی شخص سے کچھ قصور ہو جائے اور وہ نادم ہو کر قصور معاف کرائے تو اس کا قصور معاف کر دیں۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، درگذر کو لازم پکڑ اور اچھائی کا حکم کر اور جاہلوں سے اعراض کر، (الآیۃ) لہذا قسم کھانے والوں کو چاہئے کہ وہ اپنی قسم کا لحاظ نہ کریں قسم کو توڑ دیں اور اس کا کفارہ دے دیں اور اپنے رشتہ داروں، اولادوں، بہن بھائیوں اور دوستوں سے شریعت کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے بات چیت اور تعلقات کو پھر سے قائم کر لیں۔ (ملخص ۔ مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۲۳) ''یہ کام کروں تو میری کو ماں کو طلاق ہے'' قسم نہیں ہے

سوال:۔ پنجاب کے بعض علاقوں میں رواج ہے کہ بعض لوگ قسم کھاتے وقت اکثر یہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر میں فلاں بات کروں یا کام کروں تو میری ماں پر طلاق ہے، حالانکہ ماں کو طلاق دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیا یہ قسم ہے اور اس کے خلاف کرنے پر شریعت میں کوئی مؤاخذہ یا کفارہ وغیرہ لازم آتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس سے قسم منعقد نہیں ہوتی اور نہ کچھ کفارہ لازم آتا ہے اور ایسا کہنا جائز نہیں ہے ایسا کہنے والے کو اس سے توبہ کرنی ضروری ہے (کیونکہ یہ بیہودہ اور گناہ والے الفاظ ہیں جن سے والدہ کی گستاخی ہوتی ہے) اور اگر صرف یہ ہی جملہ کہا ہے تو قسم نہیں ہوئی لیکن اگر اس کے ساتھ صحیح قسم بھی کھائی ہو تو خلاف کرنے کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہو گا۔

(ملخص ۔ مفتی عزیز الرحمٰنؒ و مفتی ظفیر الدین)

(۲۴) طلاق کی قسم سے بچنے کی آسانی صورت

سوال:۔ ایک شخص نے قسم کھائی کہ زید سے بات کروں تو بیوی کو تین طلاق ہو جائیں شریعت میں کوئی آسان تدبیر ہے کہ وہ زید سے بات بھی کرے اور اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہو؟

الجواب:۔ الدرالمختار کی کتاب الایمان میں ہے کہ کلام اور گفتگو صرف زبان سے ہوتی ہے اس لئے اشارے سے اور لکھ کر بات کرنے سے حانث نہ ہو گا الخ لہذا اسے چاہئے کہ وہ اس سے اشارے سے یا لکھ کر بات چیت کرے زبان سے نہ کرے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(کتب فقہ میں ایک اور حیلہ لکھا ہے کہ تین طلاق سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ بیوی کو ایک طلاق بائن دے کر اسے چھوڑ دے حتی کہ اس کی عدت گذر جائے اور پھر یہ اس شخص سے بات چیت کر لے اس سے بیوی کو مزید کوئی طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ بیوی اب محل طلاق (منکوحہ) نہ رہی اور ایک مرتبہ قسم کے خلاف کرنے سے قسم بھی ختم ہو جائے گی پھر یہ دوبارہ اپنی بیوی سے نکاح کر لے۔ نئے مہر کے ساتھ۔ یہ حیلہ خصوصاً اس صورت میں زیادہ فائدہ مند ہے جب کوئی شخص اپنی بیوی یا کسی قریبی عزیز کے بارے میں اس طرح کی کوئی قسم کھالے۔ مرتب)

(۲۵) قسم کھائی کہ فلاں دن ضرور قرضہ ادا کردوں گی اگر اس سے پہلے ادا کردیا تو حانث نہیں

سوال:۔ ایک عورت نے قسم کھائی کہ فلاں کا قرضہ فلاں تاریخ تک ضروری ادا کردوں گی، لیکن اس نے اس تاریخ سے پہلے ہی ادا کردیا تو اب وہ حانث ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (عالمگیری میں ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مہینے کے پہلے دن فلاں کا قرض ادا کردے گا تو اس نے اگر اس سے پہلے ادا کردیا یا اس نے بری کردیا یا قرض خواہ مر گیا تو قسم ساقط ہو جائے گی۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۶) دل میں قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی

سوال:۔ ایک عورت نے دل میں قسم کھائی کہ فلاں عورت سے بات نہیں کرے گی لیکن بعد میں اس نے بات کرلی تو شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جب تک زبان سے قسم کے الفاظ کہہ کر قسم نہ توڑے اس پر کفارہ نہیں آتا۔ جیسا کہ کتب فقہ میں ہے کس قسم کا رکن الفاظ کا استعمال ہے۔ الخ (الدر المختار) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۷) قسم کھانے کے بعد اس سے استثناء یا ردوبدل جائز نہیں

سوال:۔ زاہدہ اور خالدہ نے آپس میں قسم کھائی کہ ایک دوسرے کا کہنا مانا کریں گی۔ کچھ دن

کے بعد زید نے کہا کہ خالدہ تم مجھے اجازت دے دو کہ اگر تم نے قسم توڑ دی اور میرا کہنا نہ مانا تو پھر مجھ پر بھی کہنا ماننے کی ذمہ داری نہیں ہوگی، اب خالدہ قسم توڑ چکی ہے تو اگر اب زاہدہ بھی اس کا کہنا نہ مانے تو حانث ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں زاہدہ حانث ہو جائے گی (یعنی اگر وہ بھی خالدہ کا کہنا نہ مانے گا تو قسم ٹوٹ جائے گی اور کفارہ لازم ہوگا) کیونکہ پہلے جو آپس میں حلف ہوا بعد میں اس میں کچھ استثناء نہیں ہوسکتا۔ (جیسا کہ شامی میں ہے کہ اگر قسم کے فوراً بعد انشاء اللہ کہہ دے یا فوراً کوئی استثناء کر دے تو قسم باطل ہے اور استثناء درست ہے لیکن اگر بعد میں استثناء کی یا انشاء اللہ کہا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۸) کھانا کھانے کی قسم کھائی پھر دودھ پینے سے حانث نہ ہوگی

سوال:۔ کسی نے رات کو سوتے وقت غصہ میں آ کر اپنی بہن کے ہاتھ میں کھانا دیکھ کر کہا کہ ''خدا کی قسم آج میں کھانا نہیں کھاؤں گی۔ اس کے بعد اس کی بہن دودھ سے بھرا گلاس لے آئی اور سخت عاجزی سے کہا کہ تم نے اگر کھانے کے لئے قسم کھائی ہے تو خیر یہ دودھ پی جاؤ تو اس کے کہنے کی وجہ سے اس نے دودھ پی لیا۔ اب یہ بتائیں کہ دودھ غذا میں داخل ہے اور اسے پینے کی وجہ سے قسم ٹوٹے گی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں دودھ پینے سے وہ عورت حانث نہ ہوگی۔ (جیسا کہ شامیہ میں بحر الرائق کے حوالے سے مروی ہے کہ اگر کسی نے دودھ نہ پینے کی قسم کھائی اور روٹی یا کھجور کھالی ...... تو حانث نہ ہوگا) اس لئے صورت مذکورہ میں بھی علت ظاہر ہے اور حانث نہ ہوگا۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۹) قسم کھانے کا کیا حکم ہے

سوال:۔ قسم کھانا یا حلف اٹھانا کیسا ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اللہ کی قسم کھانا اگر کسی ضرورت کے تحت ہو تو جائز ہے بلا ضرورت قسم کھانا اچھا

نہیں ہے۔ (تکیہ کلامی کی عادت بھی قسم سے بن جاتی ہے اور بات بات میں قسم کھائی جاتی ہے اگر چہ یہ قسم نہیں ہوتی لیکن اس عادت سے جان چھڑالینا اچھا ہے) شامی میں ہے کہ اللہ کی قسم کھانا مکروہ نہیں ہے لیکن اس کی کثرت سے اس کا کم ہونا اچھا ہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۳۰) غیر اللہ کی قسم کھانے کا حکم

سوال:۔ غیر اللہ کی قسم کھانا کیسا ہے جائز ہے یا نہیں۔ دلیل سے بیان کریں

الجواب:۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھانا جائز نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے آباؤ اجداد کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے پس جو شخص قسم کھائے تو اللہ کی کھائے ورنہ چپ رہے۔ (متفق علیہ) ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی جاتی ہے اس کی عظمت ملحوظ ہوتی ہے اور عظمت کاملہ حقیقۃً صرف اللہ کو ہی ہے کسی دوسرے کی اس میں شرکت نہیں۔ بالکل یہی بات مشکوٰۃ شریف کی شرح مرق میں ملا علی قاریؒ نے تحریر فرمائی ہے۔

اور اصل بات اس میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع فرما دینا ہی ممانعت کی کافی دلیل ہے۔ فقط (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۳۱) جھوٹی قسم کھانے والے کا حکم

سوال:۔ جھوٹی قسم کھانے والے کا کیا حکم ہے؟ ہمارے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ جھوٹی قسم کھانے والا بارہ مہینے کے اندر دنیا میں ذلیل وخوار ہو جاتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور جھوٹی قسم کا کفارہ حج ہے یا مسکینوں کو کھانا کھلانا؟

الجواب:۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے، جھوٹی قسم کھانے والا شخص فاسق ہے اور جھوٹی گواہی دینے والے پر تو بہت ہی سخت وعید وارد ہوئی ہے قرآن کریم میں شرک کے ساتھ اور اس کے برابر ذکر کیا گیا ہے "ارشاد ہے" اور جھوٹی بات (قسم) سے اجتناب کرو اور اللہ کے تابعدار بنو شریک مت کرو الآیۃ (سورۃ الحج) اور بہت سی احادیث میں بھی یوں ہی آیا ہے ایک حدیث میں ہے کہ "بڑے بڑے گناہ، شرک، والدین کی نافرمانی قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا ہیں۔ (بخاری) اور ایک روایت میں جھوٹی قسم کی جگہ "جھوٹی گواہی" کے الفاظ آئے ہیں۔

باقی رہی یہ بات کہ جھوٹی قسم کھانے والا بارہ مہینے کے اندر ذلیل وخوار ہوجاتا ہے یہ کسی نص سے ثابت نہیں ہے۔ جھوٹی قسم جو گزشتہ کسی معاملے پر ہو اس میں کفارہ نہیں ہے صرف سچی توبہ سے گناہ معاف ہوجائے گا۔ اور آئندہ بات پر قسم کھانا کہ اللہ کی قسم میں یہ کام کروں گا یا کہے نہ کروں گا'' اور پھر اس کے خلاف کرے تو اس میں کفارہ ہے۔ اس قسم کا نام یمین منعقدہ اور جھوٹی قسم جو گذشتہ معاملے پر ہو اس کا نام ''یمین غموس'' ہے۔ (ملخص)

(مفتی عزیز الرحمٰنؒ۔ مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۲) کون سی قسم میں کفارہ لازم آتا ہے اور کس میں نہیں آتا

سوال:۔ سنا ہے کہ قسم کی کئی قسمیں ہیں کفارہ کون سی قسم میں لازم آتا ہے؟

الجواب:۔ قسم تین طرح کی ہوتی ہے۔

اول۔ یہ کہ گزشتہ واقعہ پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے مثلاً قسم کھا کر یوں کہے کہ میں نے فلاں کام نہیں کیا حالانکہ اس نے کیا تھا محض الزام کو ٹالنے کے لئے جھوٹی قسم کھالی یا مثلاً قسم کھا کر یوں کہے کہ فلاں آدمی نے یہ جرم کیا ہے حالانکہ اس بے چارے نے نہیں کیا تھا محض اس پر الزام دھرنے کے لئے جھوٹی قسم کھالی ایسی جھوٹی قسم ''یمین غموس'' کہلاتی ہے اور یہ سخت گناہ کبیرہ ہے اس کا وبال بڑا سخت ہے اللہ تعالیٰ سے دن رات توبہ واستغفار کرے اور معافی مانگے یہی اس کا کفارہ ہے اس کے سوا کوئی کفارہ نہیں۔

دوم۔ یہ کہ گزشتہ واقعہ پر بے علمی کی وجہ سے جھوٹی قسم کھالے مثلاً قسم کھا کر کہا کہ زید آگیا ہے حالانکہ زید نہیں آیا تھا مگر اس کو دھوکہ ہوا اور اس نے یہ سمجھ کر کہ واقعی زید آگیا ہے جھوٹی قسم کھائی اس پر بھی کفارہ نہیں اور اس کو یمین لغو کہتے ہیں۔

سوم۔ یہ کہ آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھالے اور پھر قسم کو توڑ ڈالے اس کو ''یمین منعدہ'' کہتے ہیں ایسی قسم توڑنے پر کفارہ لازم آتا ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۴) قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر یا بلا رکھے قسم اٹھانا

سوال:۔ الف نے قرآن پاک کی موجودگی میں قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آج کے بعد رشوت نہیں لوں گا ب نے قرآن پاک کی غیر موجودگی میں قرآن کی قسم کھا کر کہا کہ میں آج کے بعد رشوت نہیں لوں گا۔ کیا ان دونوں قسموں میں کوئی فرق ہے؟

الجواب:۔ کوئی فرق نہیں قران پاک کی قسم کھانے سے قسم ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

لفظ ''بخدا'' یا ''واللہ'' کے ساتھ قسم ہو جائے گی

سوال:۔ میں نے ایک کاروبار شروع کیا اور میں نے اپنے ایک دوست سے باتوں، باتوں میں بے اختیاری طور پر یہ کہہ دیا کہ بخدا اگر مجھے اس کاروبار میں نقصان ہوا تو میں یہ کاروبار بند کر دوں گا میرا قسم کھانے کا ارادہ نہیں تھا لیکن غلطی سے میرے منہ سے بخدا کا لفظ نکل گیا مجھے کاروبار میں نقصان ہوا ہے لیکن میں نے یہ کاروبار بند نہیں کیا ہے لیکن میں نے قسم توڑ دی ہے؟ اگر ایسا ہی ہوا ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ نیز کیا ''واللہ'' کہنے سے قسم ہو جاتی ہے؟

الجواب:۔ لفظ ''بخدا'' کہنے قسم ہو گئی اور چونکہ آپ نے قسم توڑ دی اس لئے قسم توڑنے کا کفارہ لازم ہے اور وہ ہے دس محتاجوں کو دو مرتبہ کھانا کھلانا اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا ''واللہ'' کہنے سے بھی قسم ہو جاتی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۵) جھوٹی قسم اٹھانا سخت گناہ ہے کفارہ اس کا توبہ ہے

سوال:۔ آج سے تقریباً ۱۷ سال پہلے میں نویں، یا دسویں جماعت کا امتحان دے رہی تھی امتحان کے سلسلے میں مجھے سٹی کورٹ جانا پڑا اور وہاں پر حلف نامہ بھرا تھا امتحان دینے کے سلسلے میں اور مجھے یاد نہیں کہ اس حلف نامہ میں کیا لکھا تھا آیا کہ حلف نامہ میں صحیح باتیں لکھوائی تھیں یا غلط یاد نہیں؟

ابھی تقریباً دو ماہ ہوئے میں نے نیا شناختی کارڈ بنوایا ہے شناختی کارڈ کے فارم میں ایک جگہ حلف نامہ ہے جس میں لکھا ہے کہ پہلے پاسپورٹ بنوایا ہے یا نہیں؟ میں نے لکھ دیا کہ نہیں بنوایا ہے حالانکہ پہلے پاسپورٹ بنوایا ہے اس لحاظ سے حلف نامہ میں غلط بیانی سے کام لیا اس لحاظ سے

جو غلطی میں نے کی اس کا بعد میں خیال آیا اب مجھے یہ بتایئے کہ میں اپنی غلطی کس طرح سے دور کروں چونکہ مجھے حلف نامہ کی اہمیت کے بارے میں بعد میں معلوم ہوا۔

الجواب:۔ جھوٹی قسم اٹھانا بہت سخت گناہ ہے اس سے خوب ندامت کے ساتھ توبہ کرنا چاہئے یہی اس کا کفارہ ہے۔

(۳۶) جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے

سوال:۔ اگر کوئی شخص جذباتی ہو کر غصے میں یا جان بوجھ کر قرآن کی قسم کھالے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ یہ گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ؟ اس کی صفائی کی کیا صورت ہے؟

الجواب:۔ جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے اس کا کفارہ توبہ واستغفار ہے اور اگر یوں قسم کھائی کہ فلاں کام نہیں کروں گا اور پھر قسم توڑی تو دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے اگر نہیں کھلا سکتا تو تین دن کے روزے رکھے۔

(۳۷) نابالغ پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں

سوال:۔ تقریباً دس بارہ سال کی عمر میں میں نے قسم توڑی تھی آیا اس کا کفارہ مجھ پر لازم آتا ہے؟

الجواب:۔ نابالغ پر قسم توڑنے کا کفارہ نہیں پس اگر آپ قسم کھاتے وقت نابالغ تھیں تو آپ کے ذمہ کفارہ نہیں اور اگر بالغ تھیں (کیونکہ بارہ سال کی لڑکی بالغ ہو سکتی ہے) تو کفارہ ادا کیجئے۔ (ایضاً)

(مختلف قسمیں جن سے کفارہ واجب ہوتا ہے)

(۳۸) قسم خواہ کسی کے مجبور کرنے پر کھائی ہو کفارہ ادا کرنا ہوگا

سوال:۔ اگر کوئی شخص قصداً یا مجبوراً قرآن شریف اٹھا کر قسم کھالے کہ میں ایسی غلطی نہیں

کروں گا اور یہ قسم وہ لوگوں کے مجبور کرنے پر کھاتا ہے تو کیا اس قسم کو توڑنے کے لئے کفارہ ادا کرنا پڑے گا یا کوئی اور طریقہ ہے؟

الجواب:۔ قسم ”خواہ از خود کھائی ہو یا کسی کے مجبور کرنے سے اس کے توڑنے پر کفارہ لازم ہے اور وہ ہے دس محتاجوں کو۔ دو وقتہ کھانا کھلانا اگر اتنی ہمت نہ ہو تو تین دن لگا تار روزے رکھے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۹) قسم توڑنے کا کفارہ قسم توڑنے کے بعد ہوتا ہے

سوال:۔ میں نے قسم کھائی ڈیڑھ سال تک چائے نہیں پیوں گی لیکن کچھ عرصہ بعد میں نے ریڈیو پروگرام میں پوچھا کہ میری یہ قسم کس طرح ختم ہو سکتی ہے تو انہوں نے بتایا کہ آپ ۶۰ غریبوں کی دعوت کریں یا ۳ روزے رکھیں تو میں نے ۳ روزے رکھے اور اس کے بعد چائے پینا شروع کر دی تو کیا یہ میری قسم ٹوٹ گئی یا مجھے پھر ۶۰ غریبوں کی دعوت کرنی ہو گی؟

الجواب:۔ قسم کا کفارہ قسم توڑنے کے بعد لازم آتا ہے آپ نے جب قسم توڑ دی تب کفارہ لازم آیا قسم کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا کھلانا اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا۔

(۴۰) بیٹے کو گھر سے نکالنے کی قسم توڑنا شرعاً واجب ہے

سوال:۔ زاہد کو اس کا والد گھر سے نکل جانے کا حکم دیتا ہے مگر زاہد کہتا ہے کہ میں اپنی ماں اور بہن بھائیوں کو نہیں چھوڑ سکتا زاہد کی والدہ کو یہ بات ناگوار گزرتی ہے اور وہ صرف قرآن مجید اٹھا کر کہتے ہیں کہ اگر میرا بیٹا میرے گھر کے کسی افراد سے کوئی تعلق رکھے گا تو میں گھر کو چھوڑ جاؤں گا اب مجبوراً زاہد کو گھر چھوڑنا پڑا اب جس سلسلہ میں زاہد کی والدہ کو گھر سے نکالا گیا اس میں سراسر قصور زاہد کے والد ہی کا تھا وہ کچھ جذباتی اور جلد غصہ میں آنے والے شخص ہیں برادری کے باقی لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ قصور زاہد کے والد ہی کا ہے جب کہ زاہد معصوم ہے اور زاہد کے والد وہمی ہیں اب زاہد چاہتا ہے کہ اپنی والدہ سے مل لیا کرے مگر اس طرح اس کے والد کی قسم جھوٹی ہوتی ہے آپ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ اس کا کیا حل ہو سکتا ہے آیا زاہد اپنے گھر پھر واپس جا سکے گا یا کم از کم اپنی والدہ سے ملاقات کر لے گا؟

الجواب:۔ زاہد کے والد کی قسم غلط ہے اور ایسی قسم کا توڑ دینا از روئے حدیث واجب ہے اس لئے زائد کو چاہئے کہ وہ اپنی ماں اور بہن بھائیوں سے ملے اور زاہد کا باپ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

(۴۱) شادی نہ کرنے کی قسم کھائی تو شادی کر کے کفارہ ادا کرے

سوال:۔ مسئلہ یہ ہے کہ زاہدہ نے قرآن شریف پر غصہ کی حالت میں ہاتھ رکھ کر بلکہ قرآن شریف اٹھا کر قسم کھائی کہ میں اس لڑکے سے شادی نہیں کروں گی مگر بعد میں اس غلطی پشیمانی ہوئی کیا اس کا کفارہ ہے؟

الجواب:۔ نکاح کرلے اور قسم کا کفارہ ادا کردے یعنی دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلائے اس کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔

(۴۲) قرآن پر ہاتھ رکھ کر کھائی ہوئی محبت کرنے کی قسم کا کفارہ

سوال:۔ ایک لڑکی نے مجھ سے محبت کی تھی میں بھی اسے بے انتہا چاہتا تھا لیکن وہ یہ نہیں سمجھتی تھی کہ میں اس کو چاہتا ہوں لہذا ایک مرتبہ وہ مجھ سے کہنے لگی کہ تم قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ کہ تم مجھ سے ہمیشہ محبت کرتے رہو گے بہر حال میں نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ اور پھر اس نے بھی مجھے اپنی محبت کا یقین دلانے کے قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ مرتے دم تک میں تم سے محبت کرتی رہوں گی لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس لڑکی کی شادی کسی اور جگہ ہوگئی اور پھر لڑکی نے شادی کے بعد مجھ سے نفرت کا اظہار کیا جس کی وجہ سے میرا دل بھی اس کی طرف سے ہٹ گیا لہذا اب آپ یہ تحریر کردیں کہ میں قسم کے کفارہ کو کس طرح ادا کروں جب کہ میں پانچ وقت کی نماز کا پابند بھی ہوں اور خدا سے میں معافی کا طلب گار بھی ہوں؟

الجواب:۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ''ناجائز محبت'' نفرت سے بدل گئی دونوں اپنی قسم کا کفارہ ادا کریں یعنی دس محتاجوں کو دو وقت کا کھانا کھلائیں یا صدقہ فطر کی مقدار غلہ (یعنی پونے دو کلو گیہوں) یا نقد قیمت ہر مسکین کو دے دیں اگر اتنی گنجائش نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھیں اور خدا تعالیٰ سے استغفار بھی کریں۔

(۴۳) ماموں زاد بھائی سے بہن رہنے کی قسم کھائی تو اب اس سے شادی کیسے کریں؟

سوال:۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے نہایت مجبوری کے تحت اپنے ماموں زاد بھائی کے سامنے یہ قسم کھائی تھی کہ ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں تمہاری بہن ہوں اور بہن بن کر رہوں گی اور بہن کے تمام حقوق پورے کروں گی۔'' یہ بات کئی سال پہلے کی ہے اب میں ڈاکٹر بن چکی ہوں اور وہ بھی ڈاکٹر ہے میرے ماں باپ میری شادی اس سے کرنا چاہتے ہیں میں سخت پریشان ہوں کیونکہ میں قسم توڑنا چاہتی ہوں آپ یہ بتائیں کہ قسم توڑنے کی صورت میں مجھے کیا کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟ اور آپ یہ بھی بتادیں کہ قسم توڑنے کی صورت میں مجھے کیا بہت سخت گناہ ہوگا؟ مجھ پر قیامت کے دن عذاب ہوگا؟

الجواب:۔ آپ پر قسم توڑنے کا کوئی گناہ نہیں آپ ماموں زاد سے شادی کر کے قسم توڑ دیں اس کے بعد کفارہ ادا کریں۔

(کن الفاظ سے قسم نہیں ہوتی)

(۴۴) تمہیں خدا کی قسم کہنے سے قسم لازم نہیں ہوتی

سوال:۔ ایک شخص نے مجھ سے اپنا کام کرانے کے لئے بہت زور ڈالا اور اللہ کی قسم دی کہ تمہیں یہ کام ضرور کرنا ہے لیکن میں نے اس شخص کا کام نہیں کیا اب میں پریشان ہوں کہ میں نے باوجود اس کے قسم دلانے کے اس کا کام نہیں کیا کیا مجھے اس شخص نے جو اللہ کی قسم دلائی تھی اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا جب کہ میں نے اپنی زبان سے اللہ کی قسم نہیں کھائی؟

الجواب:۔ صرف دوسرے کے کہنے سے کہ تمہیں اللہ کی قسم ہے قسم لازم نہیں ہوتی جب تک اس کے کہنے پر خود قسم نہ کھائے پس اگر آپ نے خود قسم نہیں کھائی تھی تو آپ کے ذمہ کفارہ نہیں اور اگر آپ نے قسم کھائی تھی تو کفارہ لازم ہے۔

(۴۵) بچوں کی قسم گناہ ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے

سوال: ۔ میری بیوی اور سالی میں ایک بہت ہی معمولی بات پر جھگڑا ہو گیا اس دوران غصہ کی حالت میں میری بیوی نے میرے بچوں کی قسم کھائی کہ آئندہ میں اپنے میکے نہیں جاؤں گی (جب کہ میرے دو ہی بچے ہیں) اب وہ اپنی قسم پر پشیمان ہے اور اپنے میکے جانا چاہتی ہے آپ بتائیں اس قسم کا کتاب وسنت کی رو سے کیا کفارہ ہوگا اور وہ کس طرح ادا کیا جائے تاکہ یہ قسم ختم ہو جائے اور وہ دوبارہ اپنی میکے جانا شروع کردے؟

الجواب: ۔ بچوں کی قسم کھانا گناہ ہے اس سے توبہ کی جائے اور یہ قسم لازم نہیں ہوتی اور نہ اس کے کفارے کی ضرورت ہے۔

(۴۶) تمہیں میری قسم ’’یا دودھ نہیں بخشوں گی‘‘ کہنے سے قسم نہیں ہوتی

سوال: ۔ محترم میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ماں اپنے بیٹے کو یہ کہے کہ تمہیں میری قسم ہے اگر تم فلاں کام کرو یا یہ کہے کہ اگر تم نے یہ کام کیا میں تمہیں اپنا دودھ نہیں بخشوں گی اور بیٹا اس قسم کو توڑ دیتا ہے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: ۔ ’’تمہیں میری قسم‘‘ کہنے سے قسم نہیں ہوتی اسی طرح ’’دودھ نہیں بخشوگی‘‘ کے لفظ سے بھی قسم نہیں ہوتی اس لئے اگر اس شخص نے اپنی والدہ کے حکم کے خلاف کیا تو قسم نہیں ٹوٹی نہ اس پر کوئی کفارہ لازم ہے البتہ اس کو اپنی والدہ کی نافرمانی کا گناہ ہوگا بشرطیکہ والدہ نے جائز بات کہی ہو۔

(۴۷) قرآن مجید کی طرف اشارہ کرنے سے قسم نہیں ہوئی

سوال: ۔ میں اپنی بیوی کو کچھ رقم دیتا ہوں رقم دینے میں کچھ تاخیر ہو گئی میری بیوی نے غصہ میں آکر کہا آئندہ میں آپ سے پیسے نہیں مانگوں گی سامنے قرآن پڑا ہے (اشارہ کرکے) اور قرآن شریف سامنے موجود تھا آیا یہ قسم ہو گئی اور اگر اس قسم کو میری بیوی توڑ دے تو کیا کفارہ ادا کرنا پڑے گا؟

الجواب: ۔ قرآن کریم کی طرف اشارہ کرنے سے قسم نہیں ہوتی۔

باب النذر

(نذر اور منّت کا بیان)

(۱) منت اور نذر کسے کہتے ہیں؟

سوال:۔ نذر کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے؟ اس کا مسنون طریقہ کیا ہے۔

الجواب:۔ نذر، اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنے ذمے کوئی عبادت کا کام واجب کرنے کو کہتے ہیں۔ چاہے مطلق ہو یا کسی شرط کے ساتھ معلق کیا جائے، حکم یہ ہے کہ اس کا پورا کرنا واجب ہے۔

نذر کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ:

مثلاً اگر میرا فلاں کام ہو گیا، یا بیمار کو شفاء ہو گئی تو میں اللہ کے واسطے اس قدر روپیہ وغیرہ صدقہ کروں گی یا گائے یا بکری وغیرہ اللہ کے نام پر ذبح کروں گی اور محتاجوں کو کھلاؤں گی، یا اس قدر روزے رکھوں گی، یا کہے اتنی نفلیں پڑھوں گی وغیرہ۔ (جیسا کہ درمختار وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے) نذر صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے جائز ہے۔

(۲) نذر کی شرائط اور اس کا حکم

سوال:۔ کیا نذر ماننے کی شرائط بھی ہیں یا ہر قسم کی نذر ماننا جائز ہے؟ مثلاً تبلیغ کے لئے تعزیہ نکالنے، یا تعزیہ پر رقم چڑھانے، چادر چڑھانے یا میلاد کرانے کی نذر کرنا وغیرہ۔

الجواب:۔ نذر کے واجب الایفاء ہونے (نذر پوری کرنے کے) کے لئے یہ شرط ہے کہ

اس کی جنس سے کوئی واجب مقصود (۱) بالذات ہونا چاہئے جیسے کہ روزہ یا نماز کی نذر۔ تو ایسی نذر کا پورا کرنا واجب ہے ورنہ نہیں۔ جیسا کہ تنویر الابصار میں ہے کہ اگر کوئی شخص شرط سے معلق یا مطلق نذر کرے اور اس نذر کی جس سے کوئی واجب ہو اور عبادت مقصودہ ہو تو اگر شرط پائی جائے گی تو نذر کرنے والے پر لازم ہوگی جیسا کہ روزہ وغیرہ۔ اور وہ نذر لازم نہیں ہوگی جس کی جنس سے (اس جیسا) کوئی فرض اسلامی عبادت نہ ہو جیسے مریض کی عیادت، جنازے کے ساتھ جانے یا مسجد میں داخل ہونے کی نذر پوری کرنا لازم نہیں ہے (کیونکہ یہ خود عبادت مقصودہ نہیں ہیں)۔ الخ

اس لئے اگر ایسی چیز کی منت مانی گئی جس کی جنس سے کوئی واجب عبادت نہیں تو نذر کا ایفاء (نذر کو پورا کرنا) واجب نہ ہوگا۔

اور تعزیہ وغیرہ یہ سب بدعت امور ہیں جس کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جو ہماری دین میں کوئی عمل ایجاد کرے جو دین سے نہیں تو وہ عمل مردود ہے (مشکوٰۃ) اس قسم کے افعال سے تبلیغ کا ہونا ہی پہلے غلط ہے۔ اور اگر اس سے ایسا ہوتا بھی ہو تو اسلام ایسی چیزوں سے بے نیاز ہے کیونکہ حق بلند اور غالب ہوتا ہے اس پر کوئی چیز غالب نہیں ہوسکتی، البتہ مسلمان کو یہ لازم ہے کہ تعزیہ داری اور اس کی رسموں کی تردید و تقبیح (رد اور قباحت بیان کریں) کریں اور اس کو احداث فی الدین (دین میں نئی بات یعنی بدعت) اور بدعت ثابت کرے تا کہ یہ بدعت گل ہو جائے یہ نہیں کہ ایک بدعت کر کے دوسری بدعت کو روکنے کی کوشش کی جائے۔ (اسلام کی تبلیغ کے لئے بدعت نہیں بلکہ سنت کا احیاء (زندہ کرنا) ضروری ہے اور اسی سے تبلیغ اسلام ہوسکتی ہے۔) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۳) شیرینی بانٹنے کی نذر اور اس کا حکم

سوال:۔ کسی خاتون نے نذر کی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو اس قدر شیرینی تقسیم کروں گی، کام پورا ہونے کے بعد اب وہ شیرینی ہی تقسیم کرے یا اس کے بدلے تیل یا اور کچھ مسجد میں بھی دے سکتی ہے؟

الجواب:۔ شیرینی بانٹنا ہی ضروری نہیں ہے (کیونکہ مقصود رقم کا اللہ کے لئے اخراج وصدقہ

---

(۱) یعنی جس چیز کی نذر مانی جارہی ہے اس کی جنس شریعت میں موجود ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ جنس بذات خود شریعت میں عبادت مقصودہ (فرض وواجب) بھی ہو۔ جیسا کہ نماز وروزہ۔ تب جا کر نذر کرنے والے پر نذر لازم ہوگی۔ (مرتب)

ہے) اس لئے فقراء ومساکین کو وہ رقم صدقہ کر سکتا ہے۔ البتہ مسجد میں اس رقم سے خرید کر کوئی چیز نہ دے۔ کیونکہ نذر واجب التصدیق (صدقہ کرنا واجب) ہے اور یہ فقراء کا حق ہے مسجد پر خرچ کرنا درست نہ ہوگا۔ (ملخص مفتی عزیز الرحمٰنؒ۔ ومفتی ظفیر الدین)

(۴) نذر پوری نہ ہوئی تو نذر میں کہی ہوئی رقم کا کیا کریں؟

سوال:۔ ایک شخص کی والدہ بیمار تھی اس نے نذر مانی کہ میں اللہ کے واسطے مسجد میں اتنی رقم دوں گا جب کہ اس کی والدہ تندرست ہوئے بغیر انتقال کر گئی اب وہ یہ روپیہ مسجد میں دے یا برادری کو کھلا دے؟

الجواب:۔ یہ رقم اللہ واسطے دینا بہتر ہے خواہ مسجد میں دے یا محتاجوں کو دے اس میں ثواب ملتا ہے مگر برادری کی روٹی میں صرف کرنا درست نہیں ہے اور اس کا ثواب بھی نہیں ہے۔ (کیونکہ ردالمختار وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ صورت میں رقم خرچ کرنا ضروری نہیں ہے لیکن ایصال ثواب کی نیت سے غریبوں کو دے دینا یا مسجد میں لگا دینا بہتر ہے۔ (ملخص)
(مفتی عزیز الرحمٰنؒ، مفتی ظفیر الدین)

(۵) منت کا گوشت وغیرہ صدقہ ہوگا خود کھانا درست نہیں

سوال:۔ کسی نے مصیبت میں نذر مانی کہ "اے اللہ اگر اس مصیبت سے مجھ کو نجات دے تو تیرے نام کا ایک بکرا ذبح کروں گا یا کچھ روپیہ کی شیرینی تقسیم کروں گا۔ کام پورا ہو گیا اب بکرا ذبح کر کے اس کا گوشت مسکینوں کو تقسیم کر دیں یا خود بھی کھا سکتے ہیں؟ جب کہ مالدار بھی ہیں۔

الجواب:۔ یہ گوشت وغیرہ محتاجوں کو دینا ضروری ہے (کیونکہ نذرٌ وَاجِبُ التَّصَدُّق" (صدقہ کرنا واجب) ہوتی ہے) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

(۶) جس چیز کی نذر مانی ہے اس کی قیمت دینا بھی صحیح ہے

سوال:۔ زینب نے نذر مانی کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو ایک گائے صدقہ کروں گی، لڑکا پیدا

ہو گیا۔اس نے گائے کی قیمت تھوڑی تھوڑی کر کے فقراء ومساکین کو دے دی کیا زینب نذر سے بری الذمہ ہوگئی یا نہیں؟

الجواب:۔ قیمت ادا کرنے سے زینب بری الذمہ ہوگئی اور جس مدت میں چاہے اس کی قیمت ادا کر دینا درست ہے البتہ ادائیگی کے وقت جو قیمت ہو وہ صدقہ کرنی چاہئے۔(ردالمختار" مطلب فی احکام النذر" کی عبارت کا یہی مفہوم ہے) (مفتی عزیز الرحمن رحمہ اللہ)

(نیز یہی حکم اس وقت بھی ہے جب اس کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً متعین زمین، زیورات،مکان، دکان، وغیرہ نذر میں دینے کی نیت کرے تو اس وقت بھی اس کی قیمت دینا درست ہوگا۔مرتب)

(۷) تاریخ سے پہلے بھی نذر کرنا جائز ہے

سوال:۔ کسی نے اگر یہ نذر مانی کہ میں اتنا دودھ (یا کوئی اور چیز) فلاں تاریخ کو ہر ماہ خیرات کر دیا کروں گی تو کیا اس تاریخ سے پہلے اگر ادا کر دیا تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مقررہ تاریخ سے پہلے بھی خیرات کر دینا درست ہے۔(جیسا کہ کتاب الایمان شامی میں لکھا ہے) (مفتی عزیز الرحمن رحمہ اللہ)

(۸) نذر میں جگہ کی تخصیص (مخصوص کرنا) یا چیز کی تخصیص نہیں

سوال:۔ کسی نے مسجد میں بتاشے تقسیم کرنے کی نذر مانی، یا کسی خاص شہر کے فقراء کو کچھ دینے کی نذر مانی۔ یہ نذر ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ نذر تو ہوگئی لیکن اس میں مسجد کی تخصیص یا بتاشے کی تخصیص یا کسی خاص شہر کے فقراء کی تخصیص ضروری نہیں بلکہ، بتاشے کہیں بھی اور کسی بھی جگہ فقراء کو تقسیم کئے جاسکتے ہیں (نذر کی چیز مالداروں کو دینا جائز نہیں ہے۔(کمافی الدرالمختار والشامی وغیرہ) (مفتی عزیز الرحمن رحمہ اللہ)

(۹) چرس یا کسی اور حرام چیز کی نذر جائز نہیں

سوال:۔ میری پھوپھی بیمار تھی لوگوں نے ان سے کہا کہ سائیں سہیلی بابا کی زیارت کو جانا اور

چرس نذر کرنا۔ اب خدا کے فضل سے میری پھوپھی صحت یاب ہوگئی ہیں اور اب اس زیارت مذکور پر بطور سیاحت جانا چاہتی ہیں۔ اس بارے میں کیا حکم ہے کہ چرس ہی نذر کرے، یا نقد روپیہ یا کچھ بھی نہیں؟

الجواب:۔ چرس کی نذر کرنا صحیح نہیں ہے، چرس (یا کوئی بھی حرام چیز) کی نذر کرنا گناہ ہے ایسی نذر صحیح نہیں ہوتی، لہذا نہ تو چرس دینا لازم ہے نہ نقد اور نہ ہی کچھ اور چیز دینا۔ ویسے تبرعاً اگر ان بزرگ کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی محتاج کو نقد یا کھانا وغیرہ صدقہ کردیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مگر چرس وغیرہ نہ دیں۔

چونکہ نذر میں ایک شرط یہ بھی ہے جس چیز کی نذر کی ہے وہ قربت مقصودہ (مقصودی عبادت) میں سے ہو مثلاً نماز، روزہ، حج، صدقہ وغیرہ اس لئے کسی دوسری بات مثلاً عیادت مریض، جنازہ کے ساتھ چلنے وضو کرنے، مسجد میں داخل ہونے، قرآن چھونے اور اذان دینے تک کی نذر کرنا بھی درست نہیں ہے۔ کمافی الشامیہ فی احکام النذر۔ (ملخص مفتی عزیز الرحمٰن۔ مفتی ظفیر الدین)

(۱۰) چھ مہینے مسلسل روزے رکھنے کی نذر کی تو لازم ہو جائے گی

سوال:۔ ھندہ کا شوہر کسی آفت میں مبتلا ہوگیا تو ہندہ نے نذر مانی کہ وہ تندرست ہوگیا تو چھ ماہ مسلسل روزے رکھے گی، اللہ تعالیٰ نے اس کے شوہر کو تندرستی عطا فرمادی۔ تو ہندہ نذر پوری کرنے میں تاخیر کرتی رہی حتی کہ اب وہ خود سخت بیمار ہے۔ نذر کیسے پوری کرے۔

الجواب:۔ ہندہ کو چاہئے کہ وہ اپنی صحت کا انتظار کرے، صحت کے بعد نذر کے روزے رکھے اگر صحت اچھی نہ ہو تو فدیہ دینے کی وصیت کردے کہ اس کے ورثہ اس کے مال میں سے فدیہ ادا کردیں ایک روزے کا فدیہ فطرے کے برابر ہوتا ہے۔ زندگی میں فدیہ دینا درست نہیں، یعنی اس فدیہ سے روزے ادا نہ ہوں گے، تندرست ہوگئی تو پھر روزے رکھنے ہوں گے ورنہ وصیت کرنا کرنا لازم ہے۔ (کما فی الشامیہ و غیرھا من کتب الفقہ) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۱) "نذر مانی کہ ایسا ہو جائے تو قرآن خوانی کراؤں گی"

سوال:۔ کسی نے یہ نذر مانی کہ میرے بچے کو بیماری سے آرام آجائے تو دس حافظوں سے

ایک قرآن ختم کراؤں گی اور دل میں یہ بھی ہے کہ ان کو کھانا بھی کھلاؤں گی، اس صورت میں نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ نذر لازم نہیں ہوئی۔ (کیونکہ نذر قربت مقصودہ یا عبادات واجبہ کی جنس سے نہیں، ایسی نذر لازم نہیں ہوتی کما فی الدر المختار وغیرہ)

(۱۲) امام حسینؓ کے نام کی نیاز کا حکم

سوال:۔ ایک عورت نے اللہ کے واسطے اس طرح نذر کی کہ اگر میرے بیٹا ہو تو میں اللہ تعالیٰ کے واسطے نیاز کروں گی اور ثواب امام حسینؓ کی روح کو پہنچاؤں گی اب اس کے ہاں بیٹا ہو گیا اب وہ چاہتی ہے کہ یہ نذر کر کے ثواب امام حسینؓ کی روح کو پہنچائیں۔ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسی نذر جس میں اموات کا تقرب ہو بالاتفاق باطل اور حرام ہے، کیونکہ مخلوق کے لئے نذر کرنا حرام ہونے پر اجماع ہے (کمافی الشامی) لہذا امام حسینؓ کے ایصال ثواب کی نذر کرنا شرعاً صحیح نہ ہوا، آئندہ بھی ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ جو نذر اللہ تعالیٰ کے واسطے کی جائے وہ خالص اللہ کے لئے ہونی چاہئے اور اس میں کسی کے ایصال ثواب کا ارادہ اور نیت نہیں کرنی چاہئے لہذا یہ نذر جو سائل نے کی ہے اس میں غیر اللہ سے تقرب کا شائبہ معلوم ہوتا ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسی نذر نہ کرنی چاہئے، نذر خاص اللہ کے لئے ہونی چاہئے۔ اور نذر جب خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تب لازم ہوتی ہے اور اس کا مصرف فقراء اور مساکین ہیں۔

یہ طریقہ جو سائلہ نے نذر کا سمجھا یا جس طرح جہلاء اور مبتدعین میں رواج بنتا جا رہا ہے وہ خلاف شرع ہے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۳) چادر چڑھنے کی نذر درست نہیں ہے

سوال:۔ کسی نے نذر مانی کہ بغداد میں حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر ایک غلاف چڑھاؤں گی۔ اب اس پر اس نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر اب یہ عورت اس چادر کی قیمت کے برابر روپیہ حضرت جیلانیؒ کی روح کو ایصال ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی مصرف خیر میں خرچ کرے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ یہ نذر لازم نہیں ہے اور اس کا پورا کرنا درست بھی نہیں ہے اگر وہ **خاتون** اس قدر روپیہ کسی مصرف خیر میں صرف کر کے اس کا ثواب حضرت پیران پیر جیلانی کو پہنچا دے تو یہ جائز ہے۔ حدیث میں ہے۔ گناہ کے کام کی نذر پوری نہیں کیا جائے گی اور نہ وہ جو بندے کی ملک وطاقت میں نہیں (مسلم شریف) ایک اور روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت میں کوئی نذر (منت) نہیں ہوتی (مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان والنذور)

(چونکہ قبروں پر چادر چڑھانا گناہ کا کام ہے اس لئے یہ نذر پوری کرنا لازم نہیں ہے۔)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۱۴) نذر کے روزے کی نیت رات سے ہی کرنا اور نذر کے لئے زبان سے الفاظ کہنا ضروری ہیں

سوال: ۔ فدوی نے جمعہ کی شب کسی قسم کی دعا مانگی اور اس کے ساتھ یہ ارادہ کیا کہ کام پورا ہونے پر ایک روزہ رکھوں گا۔ وہ کام پورا ہوگیا، اور نذر کا روزہ صبح ۹ بجے کے قریب یاد آیا اسی وقت روزے کی نیت کر لی تو دن میں نیت کرنے سے روزہ ہوا یا نہیں؟

الجواب: ۔ اگر محض دل میں یہ ارادہ کیا کہ کام پورا ہونے پر ایک روزہ رکھوں گا تو یہ نذر نہیں ہے نذر اس وقت ہوتی ہے کہ زبان سے یہ کہے کہ اگر فلاں کام ہوگیا تو اللہ کے واسطے ایک روزہ رکھوں گا۔ بہر حال نذر کے الفاظ اگر آپ نے زبان سے کہے تھے تو یہ نذر مطلق ہے اس میں رات سے نیت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دن میں نیت کرنے سے روزہ نذر کا ادا نہ ہوگا۔ اور اگر زبان سے کچھ نہیں کہا محض نیت دل میں اور روزے کا ارادہ کیا ہے تو وہ نفلی روزہ ہے اس کی نیت دن میں بھی دوپہر سے پہلے پہلے ہوسکتی ہے۔ (جیسا کہ فتاویٰ شامی کتاب الصوم میں مذکور ہے)

(مفتی عزیز الرحمٰن)

نذر کے متفرق مسائل

(۱۵) نذر لغیر اللہ کی ایک صورت کی وضاحت

سوال:۔ اگر کوئی بکرا پالے اور کہے کہ میں بڑے پیر صاحب کی نیاز دلاؤں گا یعنی پیر صاحب کے نام کا کھانا کھلاؤں گا یہ کھانا حلال ہوگا یا حرام؟

الجواب:۔ اگر اس شخص کی غرض یہ ہے کہ اس بکرے کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے صدقہ کروں گا اور اس کا ثواب حضرت پیر صاحب کی روح پر فتوح کو پہنچاؤں گا تو وہ حلال ہے اور ذبح کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے نام پر اس کا کھانا فقراء کے لئے درست ہے۔ اور اگر یہ نیت نہیں ہے بلکہ پیر صاحب کے نام پر بطور تقرب (یعنی اس کی روح کو خوش کرنے اور ان کا قرب چاہنے کے لئے) ذبح کرتا ہے تو جائز نہیں۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(فتاویٰ شامی میں اس بارے میں علامہ نے لکھا ہے کہ وہ نذر جو مردوں کے لئے بہت سے عوام کے طرف سے کی جاتی ہے اور جو شمعیں تیل، روپے وغیرہ اولیاء کے مزارات کی نذر کئے جاتے ہیں ان کی خوشنودی کے لئے تو وہ بالا جماع حرام اور باطل ہے جب تک کہ انہیں محض فقراء کے لئے خرچ کرنے کا قصد نہ کیا جائے۔ علامہ اس کی وجوہات لکھتے ہیں کہ...... ایک تو یہ کہ یہ مخلوق کے لئے نذر کی گئی ہے اور مخلوق کے لئے نذر جائز نہیں کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کی نہیں ہوتی، دوسری وجہ یہ ہے کہ جس کے لئے نذر کی گئی ہے وہ بھی میت ہے اور میت مالک نہیں بن سکتی۔ ایک وجہ یہ ہے کہ اگر اس شخص کا گمان یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ مردے بھی امور (دنیاوی کاموں میں) متصرف ہیں (خود ان کا عمل دخل بھی ہے) تو یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ (شامی)

مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر نذر لغیر اللہ جائز نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے نام کی نذر میں کسی کا ایصال ثواب پکارنا (جیسے نذر اللہ نیاز فلاں کہنا) جائز ہے۔ بلکہ صحیح صورت وہی ہے جو حضرت مفتی اعظمؒ ہند نے اوپر تحریر فرمائی۔ (مرتب)

(۱۶) جانور بازاروں یا قبرستانوں میں چھوڑنا

سوال:۔ بعض لوگ کسی منت یا نذر کی بناء پر گائے بکرے، دنبے یا کالی مرغی بازاروں، کھیتوں، قبرستانوں میں چھوڑ دیتے ہیں کبھی مزارات میں چھوڑ جاتے ہیں۔ اس جانور کو متبرک یا کسی اہل مزار کا سمجھ کر لوگ ہاتھ نہیں لگاتے، ایسے جانور کا چھوڑنا، کیا حکم رکھتا ہے کیا اسے دوسرے لوگ کھا سکتے ہیں؟

الجواب:۔ اس طرح نذر نہیں ہوتی بلکہ ایسا جانور، چھوڑنے والی کی ملکیت ہی رہتا ہے وہ خود جسے اجازت دے وہ کھا سکتا ہے۔ (کیونکہ جانور چھوڑنا نہ واجب ہے نہ عبادت مقصودہ ہے اس لئے نذر نہیں ہوتی۔) (مفتی عزیز الرحمٰن اور مفتی ظفیر الدین)

(۱۷) مسجد میں نذر کی چیزیں یا صدقہ بھیجنا

سوال:۔ بعض جگہ جمعہ کے دن اور بعض جگہ جمعرات کے دن مساجد میں شیرینی، چینی، بتاشے وغیرہ، بعض جگہ تیل وغیرہ مسجدوں میں بھیجنے کا معمول ہے بعض لوگ منت مان کر بھی مسجد میں بھیج دیتے ہیں، کبھی مسجد کے منبر پر یا کبھی کھڑکیوں اور طاق میں رکھ دیتے ہیں یا امام ومؤذن کے ہاں بھیج دیتے ہیں، ایسی چیزوں کو امام ومؤذن یا دوسرے لوگ کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر نذر و منت کی چیز مسجد میں بھیجی گئیں تو انکا کھانا مالداروں کو درست نہیں ہے، صرف فقراء (غریب) کھا سکتے ہیں اسی طرح امام ومؤذن اگر فقیر اور شرعاً مستحق ہوں تو انہیں بھی یہ چیزیں دی جا سکتی ہیں۔ یا مسجد میں بھیجنے والے مرد و عورت یہ تصریح کر دیں کہ یہ چیزیں نذر نہیں ہیں بلکہ مسجد کے لئے ہیں تو ان کی قیمت مسجد کی ضروریات میں لگانا درست ہے نذر، منت، صدقہ وغیرہ مسجد میں نہیں بھیجنا چاہئے بلکہ فقراء اور مستحقین کو دینی چاہئے۔

(۱۸) اپنے نفع میں سے اتنا خیرات کروں گا، نذر نہیں ہے

سوال:۔ میرے شوہر ایک تاجر ہیں، انہوں نے یہ کہا کہ میری تجارت میں ہمیشہ جو نفع ہوگا اس میں سے میں پانچ فیصد خیرات کرتا رہوں گا، حالانکہ وہ پہلے بھی خوب مصارف خیر میں خرچ کیا

کرتے تھے، اب بتائیے کہ یہ صورت نذر کی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ صورت نذر کی نہیں ہے کیونکہ اس میں نذر کی تعریف صادق نہیں آتی لہذا جن مصارف میں پہلے آپ کے شوہر خرچ کرتے تھے اب بھی کرسکتے ہیں۔

(۱۹) فلاں کام ہوگیا تو پانچ لاکھ درود پڑھوں گی

سوال:۔ زینب نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں پانچ لاکھ درود شریف پڑھوں گی اور اس کا ثواب فلاں بزرگ کو بخشوں گی۔ اب وہ کام پورا ہوگیا ہے اور زینب بعض مسائل کی وجہ سے اتنی بڑی تعداد کو پڑھنے سے قاصر ہے تو کیا کرے۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ اگر کسی شخص نے ہر روز اتنا درود پڑھنے کی نذر کی تو ایک قول کے مطابق نذر ہے اور ایک قول کے مطابق نہیں ہے الخ اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف کی تعداد کا نذر میں لازم ہوجانے میں اختلاف ہے لیکن راجح یہ ہے کہ نذر لازم ہے لہذا جہاں تک ہوسکے مذکورہ مقدار پوری کرنے کی کوشش کرے مثلاً ایک ہزار روز پڑھے گی تو پانچ ماہ میں ایک لاکھ ہوجائے گا۔ اسی طرح جس قدر پڑھ سکے اس کا حساب لکھتی رہے۔ (مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۰) نذر مانی مگر پورا کرنے سے پہلے انتقال ہوگیا

سوال:۔ ایک لڑکے نے امتحان میں پاس ہونے کی شرط پر یہ نذر مانی کہ پاس ہوگیا تو بتیس ہزار نفلیں پڑھوں گا پاس ہونے کے بعد اس نے نوافل شروع بھی کردی تھیں لیکن وہ صرف ایک ماہ بعد انتقال کرگیا، اس کی نذر ساقط ہوگئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر مرنے والا وصیت کرجاتا اور مال بھی اس کا ہوتا تو اس کے ورثاء پر ان نمازوں کا فدیہ دینا اس کے مال میں سے واجب ہوتا لیکن جب اس نے وصیت نہیں کی تو وارثوں پر فدیہ دینا لازم نہیں ہے۔ (جیسا کہ کتب فقہ درمختار وغیرہ فائتہ نمازوں کے بارے میں فدیہ ادا کرنے اور اس کی وصیت نہ کرنے پر ورثاء کو لازم نہ ہونا مرقوم (لکھا ہوا) ہے۔ م)

(مفتی عزیز الرحمنؒ)

(۲۱) روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کی منت مانی مگر مفلس ہے

سوال:۔ میرے شوہر نے نذر مانی کہ اگر میں اپنی بیماری سے شفایاب ہو جاؤں تو اے اللہ تیرے رسول ﷺ کے روضہ پر آؤں گا اور بیت اللہ کا حج کروں گا اب وہ تندرست ہیں لیکن بیماری میں تمام روپیہ ختم ہوگیا اب سخت مفلس ہیں کیا کریں؟

الجواب:۔ روضۂ انور ﷺ پر جانے کی نذر تو صحیح نہیں ہوئی کیونکہ اس کی جنس سے کوئی عبادت واجبہ موجود نہیں، البتہ حج کی نذر درست ہوگئی جس وقت استطاعت ہو جائے حج کر لے۔ درمختار میں ہے کہ اگر اس کے پاس کچھ مال وغیرہ نہ ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا جیسے کسی نے ایک ہزار حج کرنے کی نذر مانی تو صرف زندگی کے بقیہ سالوں میں اس پر ہر سال حج واجب ہوگا یا کسی نے تیس حج کی نذر مانی تو اس کی عمر کے برابر حج واجب ہوں گے۔ یعنی اپنی زندگی کی بقیہ سالوں میں حج کرے گا باب مناسک میں گذر چکا ہے کہ اس پر تمام نذر لازم ہوگی اور زندگی کے بقیہ سالوں میں حج کرنا واجب ہوگا اور بقیہ حج پورے کروانا بھی، فتح القدیر میں ہے کہ حق بات یہ ہے کہ تمام حج واجب ہو جائیں گے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۲) گیارھویں کی منت ماننا، جھنڈا پنجہ اٹھانا اور ان کی منت کا حکم

سوال:۔ ماہ محرم میں اماموں کے پنجے اور ولیوں کے نام کا جھنڈا کپڑا کرنا اور ان کے پاس نذر و منت کی اشیاء لے جا کر منت ماننا وغیرہ کا حکم کیا ہے اور اگر کوئی شخص کسی کام پر منت مانے اور کہے کہ اگر یہ کام ہوگیا تو میں گیارھویں کی نیاز دلاؤں گا یا کہے ان کے نام کی دلدل چڑھاؤں گا۔ کیا یہ نذر کرنا جائز ہے۔ اور اس سے نذر لازم ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ اماموں کا پنجہ بٹھانا، ولیوں اور اماموں کے نام کا جھنڈا کپڑا کرنا ان کو نذر و نیاز چڑھانا اور منت ماننا اور ان کو متصرف جان کر ان سے حاجات مانگنا اور ان کا طواف و سجدہ کرنا یہ سب افعال شرکیہ اور کفریہ ہیں اور موجودہ حالت میں وہ ''انصاب'' میں داخل ہیں۔ اسی طرح گیارھویں بدعت ہونے کی وجہ سے معصیت ہے اور معصیت کی نذر جائز نہیں۔ معالم التنزیل میں '' کانهم الی نصب یوفضون '' (الآیۃ) کی تفسیر میں ہے۔ وہ کسی گاڑی ہوئی چیز و مراد

لیتے تھے۔ کلبی کہتے ہیں جھنڈے وغیرہ تھے مقاتل اور کسائی کہتے ہیں کہ وہ ان کے بت تھے جن کی عبادت کی جاتی تھی، حسنؒ نے کہا کہ وہ ان کی طرف دوڑتے کہ پہلے کون اسے چومے گا۔ الخ

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے تفسیر فتح الرحمان میں فرمایا نصب پر ذبح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے معبودوں کے نشان پر انہیں ذبح کرتے تھے الخ۔

شاہ عبدالقادرؒ موضح القرآن میں لکھتے ہیں کہ اور جو ذبح ہوا کسی تھان پر اور جو خدا کے سوا کسی نام پر ذبح کیا یا کسی مکان کی تعظیم پر ذبح کیا سوائے خانۂ خدا کے الخ۔

درمختار میں ہے کہ وہ نذر جو مردوں کے لئے بہت سے عوام کیا کرتے ہیں اور مزاروں پر شمعیں، تیل، اور رقم وغیرہ دیتے ہیں مقصود اولیاء کی خوشنودی ہوتی ہے تو یہ بالا جماع باطل اور حرام ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے یہ نذر چند وجوہ کی بناء پر حرام ہے غیر اللہ کو متصرف جاننا، جو کہ کفر ہے، اور مخلوق کی نذر ہونا کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کی حرام ہے۔ نذر کا عبادت ہونا اس بات کا مقتضی ہے کہ نذرِ غیر کفر ہو کیونکہ غیر اللہ کی عبادت صریح کفر اور شرک جلی ہے۔ ارشاد باری ہے، وما امرو الا لیعبد و اللہ مخلصین لہ الدین الآیۃ. فقط (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۳) ''کامیاب ہوئی تو ہر جمعہ کا روزہ رکھوں گی'' نذر ہے

سوال:۔ میں نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم اگر میں اس امتحان میں کامیاب ہوگئی تو ہمیشہ ہر جمعہ کو روزہ رکھا کروں گی، سو امتحان میں کامیاب ہوئی جس کو ساڑھے سات سال گذر چکے آیا قسم کا کفارہ میرے ذمہ واجب ہے یا ہر جمعہ کو روزہ رکھنا، اگر روزہ رکھنا واجب ہے تو گذشتہ ایام کی قضا لازم ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مذکورہ الفاظ سے نذر منعقد ہوگئی اور امتحان میں کامیابی کے بعد نذر کا ایفاء (نذر کو پورا کرنا) بھی لازم ہوگیا، چونکہ یہاں تعلیق نذر (نذر کو معلق کرنا) ایسی شرط کے ساتھ کی گئی ہے کہ جس کے ہونے کا ارادہ تھا یعنی اس کا وجود مقصود تھا اس لئے صاحب ہدایہ وغیرہ کی تفصیل کے مطابق اس میں سوائے نذر کے دوسرا احتمال نہیں ہے جیسا کہ ''باب النذر'' ہدایہ میں لکھا ہے، لہٰذا آئندہ ہر جمعہ کو روزہ رکھنا واجب ہے اور اگر کوئی جمعہ چھوٹا ہے تو اس کی قضا بھی واجب ہے۔

(جیسا کہ روزہ ابدی کے بارے میں درمختار میں مذکور ہے) فقط۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۴) "لڑکا پیدا ہوا تو نبی ﷺ کے ناموں میں سے کوئی نام رکھوں گا"

سوال:۔ میرے شوہر نے یہ نذر مانی کہ میرے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام آنحضرت ﷺ کے اسماء گرامی سے رکھوں گا اب ہم اپنے بچے کا نام احمد اللہ، یا محمد اللہ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ نذر منعقد نہیں ہوئی لہذا اس کو اختیار ہے کہ جو چاہے نام رکھ لے مگر ایسا نام نہ ہو جس کی ممانعت وارد ہو۔ (یعنی اصولاً یہ نذر منعقد نہیں ہوئی) (مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۵) منت کی قربانی کن دنوں میں کی جائے

سوال:۔ منت کی قربانی عید الاضحیٰ میں کرنی چاہئے یا جب چاہے کریں۔

الجواب:۔ منت کی قربانی بھی انہی دنوں میں کرنی چاہئے جو قربانی کے دن ہیں یعنی ذی الحجہ کی دس تاریخ سے بارہ ۱۲ تک۔ (دیکھئے فتاویٰ شامی مطلب فی احکام النذر) (مفتی عزیز الرحمٰن)

منت وصدقہ

(۲۶) صدقہ کی تعریف اور اقسام

سوال:۔ صدقہ کی تعریف کیا ہے اور اس کی کتنی اقسام ہیں۔

الجواب:۔ جو مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ کی راہ میں غرباء مساکین کو دیا جاتا ہے یا خیر کے کسی کام میں خرچ کیا جاتا ہے اسے صدقہ کہتے ہیں صدقہ کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) فرض جیسے زکوٰۃ (۲) واجب جیسے نذر صدقہ فطر اور قربانی وغیرہ (۳) نفلی صدقات جیسے عام خیر خیرات۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۷) خیرات صدقات اور نذر میں فرق

سوال:۔ خیرات صدقات اور نذر میں کیا فرق ہے

الجواب:۔ صدقات وخیرات تو ایک ہی چیز ہے یعنی جو مال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کسی خیر کے کام میں خرچ کیا جائے وہ صدقہ وخیرات کہلاتا ہے اور کسی کام کے ہونے پر کچھ صدقہ کرنے کی یا کسی عبادت کے بجالانے کی منت مانی جائے تو اس کو نذر کہتے ہیں نذر کا حکم زکوٰۃ کا حکم ہے اس کو صرف غریب غرباء کھا سکتے ہیں غنی نہیں کھا سکتے نیاز کا معنی بھی نذر ہی کے ہیں۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸) صدقہ اور منت میں فرق

سوال:۔ صدقہ اور منت میں کیا فرق ہے؟

الجواب:۔ نذر منت اپنے ذمہ کسی چیز کے لازم کرنے کا نام ہے مثلاً کوئی شخص منت مان لے کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں اتنا صدقہ کروں گی کام ہونے پر منت مانی ہوئی چیز واجب ہو جاتی ہے اور کوئی آدمی بغیر لازم کئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیر وخیرات کرے تو اس کو صدقہ کہتے ہیں گویا منت بھی صدقہ ہی ہے مگر وہ صدقہ واجبہ ہے جب کہ عام صدقات واجب نہیں ہوتے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) نذر اور منت کی تعریف

سوال:۔ نذر اور منت کی تعریف کیا ہے اور ان میں اگر کوئی فرق ہو تو واضح فرمائیں۔

الجواب:۔ نذر کے معنی ہیں کسی شرط پر کوئی عبادت اپنے ذمہ لے لینا مثلاً اگر فلاں کام ہو جائے تو میں اتنے نفل پڑھوں گی اتنے روزے رکھوں گی بیت اللہ کا حج کروں گی یا اتنی رقم فقراء کو دوں گی وغیرہ اسی کو منت بھی کہا جاتا ہے منت اور نذر کا گوشت نہ خود استعمال کر سکتی ہے نہ کسی غنی کو دے سکتی ہے بلکہ اس کا گوشت فقراء پر تقسیم کرنا ضروری ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) منت کی شرط

سوال:۔ ہمارے مذہب میں منت ماننا کیسا ہے اور اس کے الفاظ کیا ہونے چاہئیں اور کن کن صورتوں میں منت ماننی چاہئے؟

الجواب:۔ شرعاً منت ماننا جائز ہے مگر منت ماننے کی چند شرطیں ہیں اول یہ کہ منت اللہ تعالیٰ کے نام کی مانی جائے غیر اللہ کے نام کی منت جائز نہیں بلکہ گناہ ہے دوم یہ کہ منت صرف عبادت کے کام کی صحیح ہے جو کام عبادت نہیں اس کی منت بھی صحیح نہیں سوا یہ کہ عبادت بھی ایسی ہو کہ اس طرح کی عبادت کبھی فرض یا واجب ہوتی ہے۔ جیسے نماز روزہ، حج، قربانی وغیرہ ایسی عبادت کہ اس کی جنس کبھی فرض یا واجب نہیں اس کی منت بھی صحیح نہیں چنانچہ قرآن خوانی کی منت مانی ہو تو لازم نہیں ہوتی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۱) صرف خیال آنے سے منت لازم نہیں ہوتی

سوال:۔ محترم میری ایک دوست ہے غیر شادی اس کی پھوپھی کی شادی کو کافی عرصہ گزر گیا وہ ابھی تک اولاد جیسی نعمت سے محروم ہیں ایک دن میری دوست کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ پھوپھی یہ کہیں کہ میرے ہاں (پھوپھی کے ہاں) اولاد ہوگئی تو میں بچوں کا سامان کسی کو بھی دے دوں گی اس کے بعد اس کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ یہ منت تم نے اپنے لئے مانی ہے لیکن یہ خیال آتے ہی میری دوست نے خدا سے توبہ کر لی ہے اور اس کا ذہن اس ساری چیز کو قبول نہیں کرتا میری دوست آج کل بہت پریشان ہے مہربانی فرما کر مولانا صاحب آپ یہ فرمائیں کہ اس طرح صرف ذہن میں خیال آنے سے منت ہو جاتی ہے کہ نہیں جب کہ لوگ کہتے ہیں کہ صرف خیال آنے سے منت نہیں ہوتی۔

الجواب:۔ صرف کسی بات کا خیال آنے سے منت نہیں ہوتی بلکہ زبان سے ادا کرنے کے ساتھ ہوتی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۲) حلال مال صدقہ کرنے سے بلا دور ہوتی ہے حرام سے نہیں

سوال:۔ علماء سے شنید ہے کہ صدقہ رد بلا ہے صدقہ ہر مرض کا علاج ہے کیا یہ درست ہے کسی شخص کو سایہ کا دورہ پڑتا ہے جادو کی تکلیف ہے تو کیا صدقہ کرنے سے اس کی تکلیف یا دورہ میں فرق پڑے گا کسی تکلیف کے لئے صدقہ کس طرح کرنا چاہئے کیا صدقہ کی منت ماننی بھی جائز ہے مثلاً اے خدا اگر میرا فلاں تکلیف اتنے عرصے میں دور ہو جائے تو میں اتنا صدقہ کروں گا جائز ہے ایک شخص کہتا ہے کہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ رشوت لے کر تکلیف دور کرتا ہے اگر صدقہ ہر مرض کا علاج ہے صدقہ کرنے سے تکلیف پریشانی دور ہوتی ہے تو پھر گنجا پن بھی ایک بیماری ہے تو کیا صدقہ کرنے سے سر پر بال اگ آئیں گے صدقہ صرف غریبوں کا حق ہے یا مسجد میں بھی دیا جاسکتا ہے مہربانی فرما کر صدقہ کے بارے میں مندرجہ بالا سوالات کا مفصل جواب تحریر فرمائیں صدقہ سے کون سی تکلیف بیماری دور ہوسکتی ہے اور کس طرح کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ صدقہ رد بلا کا ذریعہ ہے لیکن ہر مرض کا علاج ہے یہ میں نے نہیں سنا جو مصائب و تکلیف اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے پیش آتی ہیں وہ صدقہ سے ٹل جاتی ہے کیونکہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے منت ماننا جائز ہے مگر آنحضرت ﷺ نے اس کو پسند نہیں فرمایا اس لئے بجائے منت ماننے کے نقد صدقہ کرنا چاہئے غریبوں اور محتاجوں کی خدمت میں صدقہ ہے اور مسجد کی خدمت بھی صدقہ ہے مگر صدقہ پاک مال سے ہونا چاہئے ناپاک اور حرام مال میں سے کیا ہوا صدقہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۳) غیر اللہ کی نیاز کا مسئلہ

سوال:۔ کیا امام جعفر صادق کی نیاز اور گیارہویں کا کھانا حرام ہے کیسا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی نیاز نہیں ہوتی؟

الجواب:۔ غیر اللہ کے نام نیاز دی جاتی ہے اگر اس سے مقصود اس بزرگ کی روح کو ایصال ثواب ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو صدقہ کیا جائے اس کا ثواب اس بزرگ کو بخش دینا مقصود ہو تو یہ صورت تو جائز ہے اور اگر محض اس بزرگ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کے نام

کی نذر نیاز دی جائے تا کہ وہ خوش ہو کر ہمارے کام بنائے تو یہ نا جائز اور شرک ہے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۴) خاتون جنت کی کہانی من گھڑت ہے اور اس کی منت نا جائز

سوال:۔ اگر کوئی خاتون یہ منت مانے کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہو جائے تو خاتون جنت کی کہانی سنوں گی میں نے بھی تین سو دفعہ خاتون جنت کی کہانی سننے کی منت مان رکھی ہے لیکن تین سو دفعہ سننا دشوار ہو رہا ہے آپ کوئی حل بتلائیں۔

الجواب:۔ خاتون جنت کی کہانی من گھڑت ہے نہ اس کی منت درست ہے نہ اس کا پورا کرنا جائز ہے آپ اس منت سے توبہ کریں اس کے پورا نہ کرنے کی وجہ سے پریشان نہ ہوں۔
نیز سات بیبیوں کی کہانی کا بھی یہی حکم ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۵) نہ مزار پر سلامی کی منت ماننا جائز ہے اور نہ اس کا پورا کرنا

سوال:۔ میری والدہ نے نیت کی تھی کہ میری شادی ہو جائے گی تو وہ مجھے اور میری دلہن کو لے کر لال شہباز قلندر کے مزار پر سلامی کے لئے جائیں گی اب شادی ہوگئی ہے لیکن میں خواتین کے مزار پر جانے کے مخالف ہوں شریعت کی رو سے مجھے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ ایسی منت ماننا صحیح نہیں اور اس کا پورا کرنا بھی درست نہیں اس لئے آپ سلامی دینے کے لئے اپنی بیوی کو مزار پر لے کر ہرگز نہ جائیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۶) صحت کے لئے اللہ سے منت ماننا جائز ہے

سوال:۔ اگر بیماری سے شفا کے لئے منت اللہ سے مانی جائے تو کیا یہ درست و جائز ہے کیا یہ اللہ سے شرط کرنا نہیں ہوگا۔

الجواب:۔ صحت کے لئے منت ماننا جائز ہے مگر اس سے بہتر یہ ہے کہ بغیر منت کے صدقہ و خیرات کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے صحت کی دعا کی جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۷) ایک ہاتھ سے صدقہ دیا جائے دوسرے ہاتھ کو پتہ نہ چلے کا مطلب

سوال:۔ صدقہ کے بارے میں علماء کرام سے سنا ہے کہ اس طرح دیا جائے کہ دوسرے ہاتھ کو علم نہ ہو دوسرے ہاتھ سے مراد دوسرا آدمی ہے کیا اگر ایک آدمی صدقہ دینا چاہتا ہے اور وہ خود باہر کے ملک میں کاروبار کررہا ہے جس آدمی کو صدقہ دینا چاہتا اس کا ایڈریس نہیں ہے۔ (بیوہ عورت ہے) وہ کس طرح اس کو دے گا اگر صدقہ کی رقم اپنی بیوی کے ذریعہ دینا چاہتے تو کیا اس صدقہ میں کوئی حرج تو نہیں جب کہ بیوی خاوند کے حقوق مساوی ہیں اس طرح صدقہ ہو جائے گا یا نہیں اس کا متبادل حل بتائیں؟

الجواب:۔ جو صورت آپ نے لکھی ہے اس کے مطابق بیوی کے ذریعہ صدقہ دینے میں کوئی حرج نہیں ایک ہاتھ سے دیا جائے دوسرے ہاتھ کو پتہ نہ چلے سے مقصود یہ ہے کہ نمود و نمائش اور ریا کاری نہیں ہونی چاہئے اور گھر کے معتمد علیہ (جس پر اعتماد ہو۔ فرد کے ذریعے صدقہ دینا ریا کاری نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۸) میت کی ثواب کے لئے کیا ہوا صدقہ مسجد میں استعمال کرنا

سوال:۔ ہمارے علاقہ میں اگر میت ہو جائے تو اس کے پیچھے جو صدقہ دیا جاتا ہے وہ مسجد میں استعمال کرتے ہے کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں ہم اس صدقہ کو ضرورت مسجد میں صرف کر سکتے ہیں۔

الجواب:۔ اگر میت نے مسجد میں خرچ کرنے کی وصیت کی ہو یا اس کے وارث (بشرطیکہ وہ عاقل و بالغ ہوں) خود میت کی طرف سے مسجد میں خرچ کرتے ہیں تو صحیح ہے اور صدقہ جاریہ میں شمولیت ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۹) صدقہ کا گوشت گھر میں استعمال کرنا ناجائز ہے

سوال:۔ ایک آدمی صدقہ میں بکرا ذبح کرتا ہے اور وہ گوشت آس پاس پڑوسیوں میں بانٹتا ہے آیا وہ گوشت گھر میں بھی کھلا سکتا ہے یا کہ نہیں آپ شرعی دلیل پیش کریں کہ صدقہ کے بکرا کا

گوشت گھر میں استعمال ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟

الجواب:۔ بکرا ذبح کرنے سے صدقہ نہیں ہوتا بلکہ فقراء و مساکین کو دینے سے صدقہ ہوتا ہے اس لئے جتنا گوشت محتاجوں کو تقسیم کر دیا اتنا صدقہ ہو گیا اور جو گھر میں کھالیا وہ نہیں ہوا البتہ اگر نذر مانی ہوئی تھی تو اس پورے بکرے کا محتاجوں پر صدقہ کرنا واجب ہے نہ مال دار پڑوسیوں کو دینا جائز ہے اور نہ گھر میں کھانا جائز ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۰) جو گوشت فقراء میں تقسیم کر دیا وہ صدقہ ہے جو گھر میں رکھا وہ صدقہ نہیں

سوال:۔ فرنٹیر کی دیہاتی علاقوں میں رسوماتی روایات جاری ہیں جن میں پڑھے لکھے لوگ بھی شامل ہیں ہمارے گاؤں سے جو لوگ بیرونی ممالک میں مزدوری کرتے ہیں یا نوکری سے واپسی پر چھٹی کے دوران ایک دو یا زائد گائے یا بیل صدقہ کرتے ہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ میں نے گشتی مانی تھی جو کر رہا ہوں (داد صدقہ) اس کی تقسیم اس طرح ہوتی ہے کہ گوشت کو تین حصوں میں بانٹ دیا جاتا ہے جس کے لئے کوئی پیمانہ یا اوزان نہیں ہوتا ہے ایک حصہ گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے باقی دو کو اکٹھا ملا کر چھوٹا کاٹ لیتے ہیں اور رشتہ داری میں ہر گھر میں فی کس آدھا کلو گرام کے حساب سے دیتے ہیں زیادہ قرابت داروں کو بغیر حساب بھی دیا جاتا ہے اس وقت جو غیر لوگ موجود ہوتے ہیں انہیں صرف آدھا کلو گرام کے حساب سے دیا جاتا ہے باقی گوشت گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے جب کہ گائے یا بیل کا چمڑا سر اور اندرونی گوشت مثلاً دل کلیجہ گردے پھیپھڑے اور تھوڑا بہت دوسرا گوشت اچھا والا پہلے ہی اپنے گھر کے لئے رکھ دیا جاتا ہے ہمیں اختلاف ہے اگر وہ صدقہ ہے تو اس کو گشتی کا نام کیوں دیا جاتا ہے پھر اگر صدقہ تصور کر کے دیا جاتا ہے تو کیا اس کا یہ طریقہ درست ہے خدا اسے منظور کر لیتا ہے۔

الجواب:۔ گشتی کا مطلب تو میں سمجھا نہیں اگر یہ نذر ہوتی ہے تو پوری کا صدقہ کرنا ضروری ہے خود کھانا یا امیروں کو دینا جائز نہیں اور ایسے ویسے ہی صدقہ ہوتا ہے تو جتنا گوشت فقراء کو تقسیم کر دیا وہ صدقہ ہے اور جو گھر میں رکھ لیا وہ صدقہ نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۱) منت کا گوشت صرف غریب کھا سکتے ہیں

سوال:۔ میری ہمشیرہ نے یہ منت مانی تھی کہ اگر میرا کام ہوگیا تو میں اللہ کے نام پر بکرا ذبح کروں گی لہذا اب ان کا کام ہوگیا ہے اور وہ اپنی منت پوری کرنا چاہتی ہے اور اللہ کے نام بکرا کرنا چاہتی ہیں تو کیا اس بکرے کا گوشت عزیز و رشتہ دار اور گھر والے استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں براہ کرام رہبری فرمائیں۔

الجواب:۔ منت کی چیز کو صرف غریب غرباء کھا سکتے ہیں عزیز اقارب اور کھاتے پیتے لوگوں کو اس کا کھانا جائز نہیں ورنہ منت پوری نہیں ہوگی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۲) گیارہویں بارہویں کو نذر نیاز کرنا

سوال:۔ کیا گیارہویں اور بارہویں شریف پر روشنی کرنا ان دنوں فاتحہ کرنا یا نذر نیاز کرنا باعث ثواب خیر و برکت ہے اگر نہ کرے تو گناہ نہیں ہے۔

الجواب:۔ مختصر یہ ہے شریعت نے صدقات خیرات اور ایصال ثواب کی ترغیب دی ہے مگر یہ طریقے لوگوں کے خود تراشیدہ ہیں اس لئے ان چیزوں کا کرنا جائز نہیں اور ناجائز چیز کی نذر ماننا بھی گناہ ہے اور اس غلط نذر کو پورا کرنا بھی گناہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۳) خیرات فقیر کے بجائے کتے کو ڈالنا جائز نہیں

سوال:۔ میں روزانہ شام کو اللہ کے نام کا کھانا ایک روٹی یا ایک پلیٹ چاول کتے کو ڈلوا دیتی ہوں فقیر کو نہیں دیتی کیونکہ آج کل کے فقیر تو بناوٹی ہوتے ہیں میں یہ کھانا کتے کو ڈال کر ٹھیک کرتی ہوں۔

الجواب:۔ جو فرق انسان اور کتے میں ہے وہی فرق انسان کو کتے کو دی گئی خیرات میں ہے اور آپ کا یہ خیال کہ آج کل فقیر بناوٹی ہوتے ہیں بالکل غلط ہے اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ضرورت مند اور محتاج ہیں مگر کسی کے سامنے اپنی حاجت مندی کا اظہار نہیں کرتے ایسے لوگوں کو صدقہ دینا چاہئے دینی مدارس کے طلبہ کو دینا چاہئے اسی طرح فی سبیل اللہ کی بہت سی صورتیں ہیں

مگر آپ کے صدقہ کا مستحق صرف ستاہی رہ گیا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

نفلی صدقات

(۴۴) صدقہ کا طریقہ

سوال:۔ (۱) صدقہ کے معنی کیا ہیں (۲) بعض لوگ اپنی جان اور مال کا صدقہ دیتے ہیں اس کا کیا مقصد ہے (۳) کیا صدقہ کوئی خاص قسم کی خیرات ہے جو کہ دی جاتی ہے (۴) صدقہ میں کیا دینا چاہئے اور کن لوگوں کو دیا جا سکتا ہے (۵) کیا سید کو صدقہ دینا جائز نہیں اگر ہمیں ان کی مالی خدمات کرنا مقصود ہو تو کیا نیت ہونی چاہے (۶) بہت سے لوگ تھوڑا سا گوشت منگا کر چیلوں کو لٹا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جان کا صدقہ دیا ہے کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے اور اگر نقد رقم غریبوں کو دی جائے تو یہ عمل کیسا ہے یا وہ گوشت غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ (۷) اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ کالی مرغی کالا بکرا ہی صرف صدقہ کے طور پر دیتے ہیں کیا کالی چیز دینا ضروری ہے۔

الجواب:۔ صدقہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا خوشنودی کے لئے خیر کے کاموں میں مال خرچ کرنا صدقہ کی قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں بڑی فضیلت اور ترغیب آئی ہے مصائب اور تکالیف کے رفع کرنے میں صدقہ بہت مؤثر چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جو مال بھی خرچ کیا جائے وہ صدقہ ہے وہ کسی محتاج کو نقد روپیہ پیسہ دے دے یا کھانا کھلا دے یا کپڑے دے یا کوئی اور چیز دے دے کالا بکرا یا کالی مرغی کی کوئی خصوصیت نہیں نہ صدقہ کے لئے بکرا یا مرغی ذبح کرنا ہی کوئی شرط ہے بلکہ اگر ان کی نقد قیمت کسی محتاج کو دے دے تو اس کا بھی اتنا ہی ثواب ہے چیلوں کو گوشت ڈالنا اور اس کو جان کا صدقہ سمجھنا بھی فضول بات ہے ہاں کوئی جانور بھوکا ہو تو اس کا کھلانا پلانا بلاشبہ موجب اجر ہے لیکن ضرورت مند انسان کو نظر انداز کر کے چیلوں کو گوشت ڈالنا لغو حرکت ہے صدقہ غریبوں محتاجوں کو دیا جاتا ہے سید کو صدقہ نہیں دینا چاہئے بلکہ ہدیہ اور تحفہ کی نیت سے ان کی مدد کرنی چاہئے تاہم ان کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے زکوٰۃ اور صدقہ فطر نہیں دے

سکتے اسی طرح علما، وصلحا، کو بھی صدقہ کی نیت سے نہیں بلکہ ہدیہ کی نیت سے دینا چاہئے۔
صدقہ کی ایک قسم صدقہ جاریہ ہے جو آدمی کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے مثلاً کسی جگہ پانی کی قلت تھی وہاں کنواں کھدوادیا مسافروں کے لئے مسافر خانہ بنوادیا کوئی مسجد بنوادی یا مسجد میں حصہ ڈال دیا یا کوئی دینی مدرسہ بنادیا یا کسی دینی مدرسہ میں پڑھنے والوں کی خوراک پوشاک اور کتابوں وغیرہ کا انتظام کر دیا یا کسی مدرسہ کے بچوں کو قرآن مجید کے نسخے خرید کر دیئے یا اہل علم کو ان کی ضرورت کی دینی کتابیں لے کر دے دیں وغیرہ جب تک ان چیزوں کا فیض جاری رہے گا اس شخص کو مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۵) صدقہ کب لازم ہوتا ہے

سوال:۔ صدقہ کن اوقات میں لازمی دیا جاتا ہے اور وہ چیز جس پر صدقہ دیا جاتا ہے اس کا صحیح مصرف کیا ہونا چاہئے۔

الجواب:۔ زکوٰۃ عشر صدقہ فطر قربانی نذر کفارہ یہ تو فرض یا واجب ہیں ان کے علاوہ کوئی صدقہ لازم نہیں ہاں کوئی شخص بہت ہی ضرورت مند ہوں اور آپ کے پاس گنجائش ہو تو اس کی اعانت لازم ہے عام طور سے نفلی صدقہ مصائب اور مشکلات کے رفع کرنے کے لئے دیا جاتا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ صدقہ مصیبت کو ٹالتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

صدقہ فقراء وغیرہ سے متعلق مسائل

(۴۶) کیا صدقہ دینے سے موت ٹل جاتی ہے

سوال:۔ حضرت امام جعفر صادق سے روایت منسوب ہے کہ صدقہ دینے سے موت بھی ٹل جاتی ہے کیا یہ درست ہے جب کہ ام الکتاب میں موت کا وقت معین اور اٹل ہے تو یہ کیسے ممکن ہے وضاحت فرمادیں۔

الجواب:۔ روایت کے جو الفاظ آپ نے نقل کئے ہیں وہ تو کہیں نظر سے نہیں گزرے البتہ

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو ٹالتا ہے اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے اور بری موت کو ٹالتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے کبر فقر اور فخر کو دور کر دیتے ہیں موت کا وقت جب آتا ہے تو وہ نہیں ٹلتی البتہ بعض اعمال واسباب کو عمر بڑھانے والے فرمایا گیا اگر کوئی شخص ان اعمال کو اختیار کر لے تو عمر ضرور بڑھے گی اور یہ علم الٰہی میں پہلے سے طے شدہ ہے کہ یہ شخص ان اسباب کو اختیار کرے گا یا نہیں اس لئے علم الٰہی میں موت کا وقت بہر حال متعین ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۷) سڑکوں پر مانگنے والے گداگروں کو دینا بہتر ہے یا نہ دینا؟

سوال:۔ اکثر سڑکوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے یا ڈیرہ ڈالے ہوئے فقیر نظر آتے ہیں جو ہر آنے جانے والے راہ گیر سے سوال کرتے ہیں جن میں کچھ ضرورت مند ہوتے ہیں اور اکثر پیشہ ور ہوتے ہیں مگر مسافروں اور راہ گیروں کو یہ نہیں پتہ ہوتا کہ کون اصلی ہے) اور کون نقلی جس کی وجہ سے بعض خیرات دینے والے غیر مستحق لوگوں کو دے جاتے ہیں اسی وجہ سے بعض لوگ خیرت دیتے ہیں اور بعض نہیں دیتے تو اس صورت میں خیرات دینے والے کو ثواب ہوگا یا نہیں اب چاہے اس نے ضرورت مند کو دیا ہو یا پیشہ ور کو کیونکہ اس بارے میں خیرت دینے والا نہیں جانتا اور بعض لوگ خیرات نہیں دیتے چاہے وہ ضرورت مند ہو یا پیشہ ور کیونکہ نہ دینے والا بھی یہ نہیں جانتا تو کیا اس صورت میں اسے عذاب ہوگا؟

الجواب:۔ پیشہ ور گداگروں کو خیرات دینا جائز نہیں ان میں سے اکثر مالدار ہوتے ہیں ان کے لئے سوال کرنا حرام ہے اور ان کو خیرات دینے میں ان کے اس حرام پیشہ کی معاونت ہے اس لئے یہ بھی جائز نہیں اور ان کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی اگر کسی شخص کے بارے میں یہ گمان غالب ہو کہ یہ واقعی مستحق ہے تو اس کو خیرات دے سکتے ہیں اور دینے کا ثواب بھی ہوگا لیکن زکوٰۃ انہی لوگوں کو دینی چاہئے جو واقعتاً محتاج ہوں بھیک مانگنے کا پیشہ نہ کرتے ہوں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

ایصال ثواب

(۴۸) ایصال ثواب کے لئے آنحضرت ﷺ سے شروع کیا جائے

سوال:۔ میں ذکر کرنے سے پہلے ایک بار سورۃ فاتحہ تین بار قل ہو اللہ شریف اول آخر درود شریف پڑھ کر اس طرح دعا کرتی ہوں یا اللہ اس کا ثواب میرے مخدوم ومکرم حضرت دامت برکاتھم سے لے کر میری حضرت محمد ﷺ تک میرے سلسلہ کے تمام مشائخ کرام تک پہنچا دے اور ان کے فیوض وبرکات سے ہمیں بھی حصہ نصیب فرمادے۔

الجواب:۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے سلسلے کے مطابق گیارہ بار درود شریف اور ۳ بار قل ہو اللہ شریف پڑھ کر (اور اس کے ساتھ اگر سورہ فاتحہ بھی پڑھ لی جائے تو بہت اچھا ہے) ایصال ثواب کیا جائے اور ابتداء آنحضرت ﷺ کے اسم مبارک سے کی جائے باقی ٹھیک ہے۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۹) حضور اکرم ﷺ کے لئے نوافل سے ایصال ثواب کرنا

سوال:۔ میں حضور اکرم ﷺ کے ایصال ثواب کے لئے روزانہ سورہ یسین کی تلاوت کرتا تھا اب کچھ عرصہ سے یہ عمل دو رکعت نفل کے ذریعے ادا کرتا ہوں کیا اس طرح کرنے میں ذات پاک کے احترام میں کوئی کوتاہی تو نہیں؟

الجواب:۔ کوئی حرج نہیں آنحضرت ﷺ کے لئے بدنی اور مالی عبادات کے ذریعے ایصال ثواب کا اہتمام کرنا محبت کی بات ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۰) ایصال ثواب کا مرحوم کو بھی پتہ چلتا ہے اور اس کو بطور تحفہ کے ملتا ہے

سوال:۔ ایصال ثواب کے لئے فاتحہ پڑھی جائے قرآنی خوانی کی جائے یا صدقہ جاریہ میں پیسے دیئے جائیں تو کیا مرحوم کی روح کو اس کا علم ہوتا ہے؟

الجواب:۔ جی ہاں ہوتا ہے ایصال ثواب کے لئے جو صدقہ خیرات آپ کریں گے یا نماز روزہ تسبیح تلاوت اس پر احادیث کا لکھنا طوالت کا موجب ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۱) لاپتہ شخص کے لئے ایصال ثواب جائز ہے

سوال:۔ میرے شوہر بارہ سال سے لاپتہ ہیں گمشدگی کے وقت ان کی عمر کم وبیش ۴۱ سال تھی ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا ان کا انتقال ہوگیا ہے ہم لوگوں نے فالناموں اور دوسرے متعدد طریقوں سے معلوم کیا تو یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ زندہ ہیں آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اگر ان کا انتقال ہوگیا ہو تو ان کی روح کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی وغیرہ کرائی جاسکتی ہے یا نہیں کیوں کہ ہم لوگ سب پریشان ہیں کہ اگر ان کا انتقال ہوگیا ہے تو ان کے لئے ہم لوگوں نے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا ہے آپ بتائیں کہ اس مسئلے کا شریعت میں کیا حل ہے آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

الجواب:۔ جب تک خاص شرائط کے ساتھ عدالت ان کی وفات کا فیصلہ نہ کرے اس وقت تک ان کی وفات کا حکم تو جاری نہیں ہوگا تاہم ایصال ثواب میں کوئی مضائقہ نہیں ایصال ثواب تو زندہ کے لئے بھی ہوسکتا ہے اور یہ فالناموں کے ذریعہ پتہ چلانا غلط ہے ان پر یقین کرنا بھی جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۲) پوری امت کو ایصال ثواب کا طریقہ

سوال:۔ آنحضرت ﷺ کے لئے ایصال ثواب کے الفاظ کی آپ نے تحسین فرمائی ہے دیگر حضرات کو ایصال ثواب کرنے کے مناسب الفاظ تحریر فرمائیں۔

الجواب:۔ یا اللہ اس کا ثواب میرے حضرت محمد ﷺ کو اور آپ کے طفیل میرے والدین اساتذہ ومشائخ کو اہل وعیال کو اعزہ واقرباء کو دوست واحباب کو میری تمام محسنین اور متعلقین کو اور آنحضرت ﷺ کی پوری امت کو عطا فرما۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۳) زندوں کو بھی ایصال ثواب کرنا جائز ہے

سوال:۔ کیا جس طرح میت کو قرآن مجید پڑھ کر ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس طرح اگر کوئی

شخص اپنے زندہ والدین کو قرآن کا ختم پڑھ کر ثواب پہنچائے تو ان کو اس کا ثواب پہنچے گا اور کیا وہ ایسا کر سکتا ہے۔

الجواب:۔ زندہ لوگوں کو بھی ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے مردوں کو ایصال ثواب کا اہتمام اس لئے کیا جاتا ہے کہ وہ خود عمل کرنے سے قاصر ہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ آپ برسر روزگار کو کچھ ہدیہ بھیج دیں تو اس کو بھی پہنچ جائے گا مگر زیادہ اہتمام ایسے لوگوں کو دینے کا کیا جاتا ہے جو خود کمانے سے معذور ہوں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۴) ایصال ثواب کے لئے نشست کرنا اور کھانا کھلانا

سوال:۔ چار جمعرات علیحدہ علیحدہ عورت مرد کی نشست ایصال ثواب کے لئے ہوتی ہے پھر کھانا بھی کھایا جاتا ہے پھر چالیسواں میں صاحب مال شرکت کرتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ایصال ثواب کے لئے نشستیں کرنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اس لئے اپنے اپنے طور پر ہر شخص ایصال ثواب کرے اس مقصد کے لئے اجتماع نہ ہونا چاہئے ایصال ثواب کے لئے فقراء اور مساکین کو کھانا کھلانے کا کوئی مضائقہ نہیں مگر اس کے لئے یہ شرط ہے کہ میت کے بالغ وارث اپنے مال سے کھلائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۵) قرآنی خوانی کے دوران غلط امور اور ان کا وبال

سوال:۔ قرآن خوانی میں چند لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں پڑھنا نہیں آتا وہ شرماشرمی میں پارہ لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور جب لوگ پڑھ کر رکھتے ہیں تو اور لوگوں کے ساتھ وہی بھی پڑھے ہوئے پاروں میں رکھ دیتے ہیں یا کچھ لوگ صحیح نہیں پڑھتے اور جلدی میں تلفظ صحیح ادا نہیں کرتے یا کچھ پڑھتے کچھ چھوڑ دیتے ہیں تو اس کا گناہ قرآنی خوانی کرنے والے پر ہوگا یا پڑھنے والے پر یا دونوں پر ہوگا۔

الجواب:۔ جو نہ پڑھنے کے باوجود یہ ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے پڑھ لیا ہے وہ گنہگار ہیں اسی طرح جو لوگ غلط سلط پڑھتے ہیں وہ بھی اور قرآن خوانی کرانے والا اس گناہ کا سبب بنا ہے اس لئے وہ بھی گناہ میں شریک ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۶) میت کو قرآن خوانی کا ثواب پہنچانے کا صحیح طریقہ

سوال:۔ کسی کے انتقال کرنے کے بعد مرحوم کو ثواب پہنچانے کی خاطر قرآن خوانی کروانا درست ہے یا نہیں۔ اس کی تفصیلی وضاحت فرمائیں؟

الجواب:۔ حافظ سیوطیؒ شرح الصدور میں لکھتے ہیں کہ جمہور سلف اور ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہ امام مالک اور امام احمد) کے نزدیک میت کو تلاوت قرآن کریم کا ثواب پہنچتا ہے لیکن اس مسئلہ میں ہمارے امام شافعی کا اختلاف ہے۔

نیز انہوں نے امام قرطبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام فتویٰ دیا کرتے تھے کہ میت کو تلاوت قرآن کریم کا ثواب نہیں پہنچتا جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی کسی شاگرد کو خواب میں ان کی زیارت ہوئی اور ان سے دریافت کیا کہ آپ زندگی میں یہ فتویٰ دیا کرتے تھے اب تو مشاہدہ ہوگیا ہوگا اب کیا رائے ہے فرمانے لگے کہ میں دنیا میں یہ فتویٰ دیا کرتے تھے لیکن یہاں آخرت میں جو اللہ تعالیٰ کے کرم کا مشاہدہ کیا تو اس فتویٰ سے رجوع کرلیا میت کو قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب پہنچتا ہے امام محی الدین نووی شافعی شرح المھذب (ج ۵ صفحہ ۳۱۱) میں لکھتے ہیں کہ قبر کی زیارت کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ جس قدر ہو سکے قرآن خوانی کی تلاوت کرے اس کے بعد اہل قبور کے لئے دعا کرے امام شافعی نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور اس پر ہمارے اصحاب متفق ہیں فقہائے حنفیہ مالکیہ اور حنابلہ کی کتابوں میں بھی ایصال ثواب کی تصریحات موجود ہیں اس لئے میت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی تو بلاشبہ درست ہے لیکن اس میں چند امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

اول یہ کہ جو لوگ بھی قرآن خوانی میں شریک ہوں ان کا مطمح نظر محض رضائے الٰہی ہو اہل میت کی شرم اور دکھاوے کی وجہ سے مجبور نہ ہوں اور شریک نہ ہونے والوں پر کوئی نکیر نہ کی جائے

بلکہ انفرادی تلاوت کو اجتماعی قران خوانی پر ترجیح دی جائے کہ اس میں اخلاص زیادہ ہے دوم یہ کہ قرآن کریم کی تلاوت صحیح کی جائے غلط سلط نہ پڑھا جائے ورنہ اس حدیث کا مصداق ہوگا بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہے کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے سوم یہ کہ قرآن خوانی کسی معاوضہ پر نہ ہو ورنہ قرآن پڑھنے والوں کو ہی ثواب نہیں ہوگا میت کو کیا ثواب پہنچائیں گے ہمارے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ قرآن خوانی کے لئے دعوت کرنا اور صلحاء قراء کو ختم کے لئے یا سورۃ انعام یا سورۃ اخلاص کی قرأت کے لئے جمع کرنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ بزازیہ)

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۷) والدین ناراض ہوکر وفات پاگئے ہیں تو کیا کیا جائے؟

سوال:۔ جس کے والدین ناراض ہوکر وفات پاگئے ہوں تو اس کی تلافی کی کیا شکل ہے؟

الجواب:۔ تلاوت قرآن اور صدقہ وخیرات سے ان کی ارواح کو ثواب بخشش ان کے لئے استغفار کرتا رہے ان کا قرض ہو تو ادا کرے استطاعت ہو ان کی طرف سے حج کرے یا کرائے تو انشاءاللہ وہ راضی ہوجائیں گے اور اولاد مطیع سمجھی جائے گی حدیث شریف میں جو شخص اپنی ماں یا باپ کی طرف سے حج ادا کرے گا تو وہ ان کی طرف سے ادا ہوجائے گا اور ان کی ارواح کو بشارت دی جائے گی اور عنداللہ اولاد مطیع وفرمانبردار سمجھی جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

كتاب البيوع

خرید وفروخت
سود وغیرہ سے متعلق مسائل

خرید وفروخت کا بیان

(۱) شوہر کی چیز بیوی اس کی اجازت کے بغیر نہیں بیچ سکتی

سوال:۔ ایک شخص اپنے گھر میں موجود نہیں اس کی بیوی کسی وکیل کو پکڑ کر کوئی چیز وغیرہ فروخت کردے، جب کہ شوہر اس کے بیچنے سے ناراض ہوا اس نے فوراً خط انکار کا بھیجا۔ کیا عورت کا یہ تصرف جائز ہے؟

الجواب:۔ عورت کا شوہر کی کسی چیز کو بغیر اس کی اجازت کے بیچنا صحیح نہیں، شوہر کو اختیار ہے کہ معلوم ہونے کے بعد اس سودے کو جائز رکھے یا مسترد کردے (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲) ''عورتوں کی ملازمت شرعاً کیسی ہے''

سوال:۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شریعت میں کیا یہ جائز ہے کہ عورتیں دفتروں میں نوکری کریں یا مل کارخانے میں۔ کیا ایسا کوئی قانون قرآن میں آیا ہے جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے صادر فرمایا ہے؟ برائے مہربانی اس کا جواب آپ تفصیل سے ارشاد فرمائیں آپ کی عین نوازش ہوگی۔

الجواب:۔ عورت کا نان ونفقہ اس کے شوہر کے ذمہ ہے لیکن اگر کسی عورت کے سر پر کوئی کمانے والا نہ ہو تو مجبوری کے تحت اس کو کسب معاش کی اجازت ہے، مگر شرط یہ ہے کہ اس کے لئے باوقار اور باپردہ انتظام ہو۔ نامحرم مردوں کے ساتھ اختلاط جائز نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) ''غیر مسلموں سے خرید وفروخت اور قرض لینا''

سوال: ۔ کیا غیر مسلم لوگوں سے کھانے، پینے کی چیزیں یا دیگر قرض وغیرہ لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ غیر مسلموں کے ساتھ لین دین کا معاملہ کرنا جائز ہے بشرط یہ کہ وہ غیر مسلم مرتد نہ ہوں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) ''کفار سے لین دین جائز ہے لیکن مرتد سے نہیں''

سوال: ۔ تجارتی لوگوں کا تمام مذاہب سے واسطہ پڑتا ہے، کیا غیر مذاہب کے لوگوں سے دعائیں کروانا سلام کرنا یا جواب دینا جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب: ۔ کسی مرتد سے لین دین کی تو شرعاً اجازت ہی نہیں باقی غیر مذاہب سے لین دین اور معاملہ جائز ہے مگر ان سے دعائیں کروانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ کوئی مسلمان اس کا تصور کرسکتا ہے۔ سلام ان کو ابتداً نہ کہا جائے۔ البتہ ان کے سلام کے جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) ''غصب شدہ چیز کی آمدنی استعمال کرنا بھی حرام ہے''

سوال: ۔ دو بھائی زید اور بکر ایک مکان کی تعمیر میں رقم لگاتے ہیں، مکان ان کے باپ کے نام پر ہے، زید بڑا اور بکر چھوٹا ہے۔ زید پاکستان میں ہی ایک سرکاری ادارے میں کلرک ہے جب کہ بکر باہر کے ملک میں کام کرتا ہے۔ اور زید کے مقابلہ میں مکان کی تعمیر پر کئی گناہ زیادہ خرچ کرتا ہے کیونکہ وہ ملک سے باہر ہے لہذا زید اس کی غیر حاضری کا فائدہ اٹھا کر دھوکہ سے مکان اپنے نام کر لیتا ہے۔ جب بکر ملک میں آتا ہے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ مکان پر زید نے قبضہ کر لیا ہے اس پر معمولی جھگڑے کے بعد بکر کو گھر سے نکال دیتا ہے بکر کو قانون کے بارے میں بالکل کچھ معلوم نہیں اور جب وہ قانونی معاملات کو سمجھتا ہے تو اس وقت یہ معاملہ قانون کے مطابق زائد از معیاد ہو جاتا ہے لہذا عدالت میں مقدمہ کرنے کا سوال ختم ہو گیا۔ وہ مکان جو کہ اس وقت دو منزلہ تھا

اس میں خود زید بھی رہتا ہے اور دوسری منزل کرائے پر دی ہوئی ہے۔ چونکہ مکان اچھا خاصہ بڑا ہے لہذا کرایہ بھی کافی مل جاتا ہے جس سے زید نے تیسری منزل بھی بناڈالی اور اسے بھی کرایہ پر چڑھادیا ہے زید کا ایک لڑکا بھی ہے جو زید کے بعد مکان کا تنہا مالک ہو جائے گا۔ شریعت کی روشنی میں آپ یہ بتائیں کہ وہ کرایہ جو کہ زید اس مکان سے حاصل کر رہا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے، کیونکہ لڑکے کو علم ہے کہ زید کلرک کی حیثیت سے ایسا مکان بنانے کا اختیار نہیں رکھتا اور یہ کہ اس مکان کے سلسلے میں اس کے چچا کا حق مارا گیا ہے اور اس کے باپ نے یہ مکان ناجائز طور پر غصب کرلیا ہے۔

الجواب:۔ زید کا اس مکان کو اپنے نام کرالینا اور اپنے بھائی کو محروم کردینا غصب ہے ۔حدیث شریف میں ہے کہ ''جس نے کسی کی ایک بالشت زمین بھی غصب کی ،قیامت کے دن سات زمینوں تک وہ ٹکڑا اس کے گلے کا طوق بنایا جائے گا اور وہ اس میں دھنستا رہے گا۔''

(مسند احمد، صفحہ ۱۸۸، ج ۱)

زید جو اس غصب شدہ مکان کا کرایہ کھاتا ہے وہ بھی اس کے لئے حرام ہے اور اس کے لڑکے کو اگر علم ہے تو اس کے لئے بھی یہ آمدنی حرام ہے۔ جو لوگ دوسروں کے حقوق غصب کرتے ہیں ان کے لئے آخرت کا خمیازہ بڑا سنگین ہوگا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶) ''غاصب کے نماز روزے کی شرعاً کیا حیثیت ہے''

سوال:۔ اگر کوئی کسی کا مال یا جائیداد ناجائز طور پر غصب کرتا ہے تو غاصب کی نماز، روزہ زکوٰۃ، حج اور دوسری عبادات اور نیکیوں کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ جب کہ جس کا حق غصب کیا گیا ہو وہ انتقال کر چکا ہو لیکن اس کی اولاد موجود ہے تو اس صورت میں غاصب کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگر وہ غصب شدہ چیز مالک کو واپس نہ کرے تو اس غصب کے بدلے میں اس کی نماز، روزہ مظلوم کو دلائی جائیں گی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷) ''کسی کی زمین ناحق غصب کرنا سنگین جرم ہے''

سوال:۔ ایک شخص کے منظور شدہ نقشہ میں زمین آگے کی جانب ساڑھے تیس فٹ چوڑی اور پشت کی جانب ساڑھے انتیس فٹ چوڑی اور اس کے پڑوسی کے نقشہ میں آگے کی جانب دس فٹ گیارہ انچ اور پشت کی جانب تیرہ فٹ ہے۔ لیکن وہ پڑوسی جس کے نقشہ میں پشت کی جانب ساڑھے انتیس فٹ چوڑائی ہے اپنے پڑوسی سے یہ کہہ کر اس کی دیوار گرادے کہ تمہارے مکان کی دیوار بوسیدہ ہے جس کی وجہ سے میرے مکان کی تعمیر میں مزدوروں پر گر جائے گی لیکن جب تعمیر کے لئے بنیاد کھودے تو اپنی ساڑھے انتیس فٹ چوڑی سے بڑھ کر تیس فٹ یا اس سے بھی زیادہ حد میں تعمیر کر لے اور اپنے اس پڑوسی کی زمین کم کر دے جس کی منظور شدہ نقشہ میں تیرہ فٹ چوڑائی ہے تو جناب مولانا صاحب آپ بتائیں کہ کسی کی زمین دبانا اس کے لئے حلال ہے یا حرام؟ اور دنیا اور آخرت میں ایسے آدمی کو کن کن عذاب سے گذرنا ہوگا؟ اس سلسلہ میں کم از کم دو چار حدیثیں بمع حوالہ کے جلد تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیجئے گا۔ پڑوسی بیمار رہنے کے علاوہ مالی حالت میں بھی کمزور ہے اور رشوت کے زمانے میں انصاف کا ملنا مشکل، اس لئے اس نے خاموش ہو کر خدا پر چھوڑ دیا؟

الجواب:۔ کسی کی زمین ظلماً غصب کرنا بڑا ہی سنگین جرم ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس شخص نے ایک بالشت زمین بھی ناحق لی اسے قیامت کے دن ساتویں زمین تک دھنسایا جائے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جس نے ایک بالشت زمین بھی ظلماً لی قیامت کے دن سات زمینوں تک اس کا طوق اسے پہنایا جائے گا۔ (مسند احمد، صفحہ ۱۸۸، ج ۱)

بیمار پڑوسی نے بہت اچھا کیا کہ اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ یہ ظالم اپنے ظلم کی سزا دنیا اور آخرت میں بھگتے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) ''حصص کے کاروبار کی شرعی حیثیت''

سوال:۔ حصص کے کاروبار کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(الف) آدمی کچھ حصص کسی کمپنی کے خریدے اور جلد یا بدیر ان حصص کو اپنے نام منتقل

کروانے کے بعد فروخت کردے۔اس پر جو منافع یا نقصان ہو حلال ہے یا حرام۔

(ب) آدمی کچھ حصص کسی کمپنی کے خریدے اور مستقل اپنے پاس رکھے اس پر متعلقہ کمپنی جو منافع/بونس دیتی ہے وہ حلال ہے یا حرام؟

(ج) حصص مستقل طور پر اپنے پاس رکھنے سے اس کی قیمت میں جو اضافہ ہوگا وہ حلال ہے یا حرام؟

الجواب:۔ حصص کی حقیقت یہ ہے کہ ایک کمپنی کی مالیت دس لاکھ روپے کی ہے۔اس کے کچھ حصے تو مالکان اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور کچھ حصوں میں دوسروں کو شریک کر لیتے ہیں مثلاً دس لاکھ میں سے ایک لاکھ حصے تو انہوں نے اپنے پاس رکھ لئے اور نو لاکھ کے حصے عام کر دیئے۔ جو لوگ ان حصوں کو خرید لیتے ہیں وہ اپنے حصوں کو فروخت کر کے اپنی ملکیت دوسروں کو منتقل کر دیتے ہیں اس لئے ان حصص کی خرید وفروخت جائز ہے بشرطیکہ کمپنی کا کاروبار صحیح ہو۔اور ان حصص پر کمپنی کی طرف سے ملنے والا منافع جائز ہے بشرطیکہ وہ کل منافع کو حصص پر تقسیم کرتے ہوں۔ واللہ اعلم۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹) ''پگڑی سسٹم کی شرعی حیثیت''

سوال:۔ آج کل دکانوں کو پگڑی سسٹم پر فروخت کیا جارہا ہے یعنی ایک دکان کو کرایہ پر دینے سے پہلے کچھ رقم مانگی جاتی ہے۔ مثلاً ایک لاکھ روپیہ اور پھر کرایہ بھی ادا کرنا ہوگا۔لیکن پیشگی رقم دینے کے باوجود دکاندار کو مالکانہ حقوق حاصل نہیں ہوتے اور اگر مالکانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں تو پھر کرایہ کس چیز کا مانگا جاتا ہے۔

الجواب:۔ پگڑی کا طریقہ شرعی قواعد کے مطابق جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰) ''کرایہ دار سے ایڈوانس لی ہوئی رقم کا شرعی حکم''

سوال:۔ مالک مکان کا کرایہ دار سے ایڈوانس رقم لینا امانت ہے یا قرضہ؟

الجواب:۔ ہے تو امانت ،لیکن اگر کرایہ دار کی طرف سے استعمال کی اجازت ہو (جیسا کہ عرف بھی ہے) تو یہ قرضہ شمار ہوگا۔

سوال:۔ کیا مالک مکان اپنی مرضی سے اس رقم کو استعمال کر سکتا ہے؟

الجواب:۔ مالک کی اجازت سے استعمال کر سکتا ہے۔

سوال:۔ مالک اگر اس رقم کو ناجائز ذرائع میں استعمال کر لے تو کیا گناہ کرایہ دار پر بھی ہوگا؟

الجواب:۔ نہیں۔

سوال:۔ کیا کرایہ دار کو سالانہ اس رقم کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

الجواب:۔ جی ہاں۔

سوال:۔ کیا مالک مکان اس رقم کو جائز ذرائع میں استعمال کرنے سے بھی گناہ گار ہوگا؟

الجواب:۔ اجازت کے ساتھ ہو تو گناہ گار نہیں ہوگا۔

سوال:۔ اگر کرایہ دار اس رقم کو بطور قرضہ مالک مکان کو دیتا ہے تو اس صورت میں مکان والا متوقع گناہ سے بری سمجھا جائے گا؟

الجواب:۔ اوپر معلوم ہو چکا کہ گناہ گار نہیں ہوگا۔

سوال:۔ مالک مکان ایک طرف کرایہ میں بھاری رقم لیتا ہے پھر ایڈوانس کے نام پر رقم سے فائدہ اٹھاتا ہے پھر سال دو سال میں کرایہ میں اضافہ بھی کرتا ہے تو کیا یہ صریح ظلم نہیں۔ اس مسئلہ کا سر عام عدالت کے واسطے سے یا علماء کرام کی تنبیہ کے ذریعہ سے سد باب ضروری نہیں۔

الجواب:۔ زر ضمانت سے مقصد یہ ہے کہ کرایہ دار بسا اوقات مکان کو نقصان نہیں دیتا ہے بعض اوقات بجلی، گیس وغیرہ کے واجبات چھوڑ دیتا ہے جو مالک مکان کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے لئے کرایہ دار سے زر ضمانت رکھوایا جاتا ہے ورنہ اگر پورا اعتماد ہو تو زر ضمانت کی ضرورت نہ رہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) ’’غاصب کرایہ دار سے آپ کو آخرت میں حق ملے گا‘‘

سوال:۔ میرا مکان ایک ڈاکٹر نے کرایہ پر لے کر مطب میں تبدیل کر لیا تھا۔ اور پندرہ ماہ کا کرایہ مع بجلی، سوئی گیس کے بل بھی ادا نہیں کئے۔ مکان خالی کر کے چلے گئے ہیں۔ میری عمر تقریباً ۷۵ سال ہے میں عدالتوں اور وکیلوں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتی ہوں کیا مجھ کو روز قیامت میرا حق ملے گا؟

الجواب:۔ قیامت کے دن تو ہر حق دار کو اس کا حق دلایا جائے گا آپ کو بھی آپ کا حق ضرور دلایا جائے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲)''کرایہ کے مکان کی معاہدہ شکنی کی سزا کیا ہے''

سوال:۔ میں نے اپنی دکان ایک شخص کو اس شرط کے ساتھ کرایہ پر دی جو کہ معاہدہ میں تحریر ہے کہ اگر میری مرضی نہ ہوئی تو ۱۱ماہ بعد دکان خالی کرالوں گا۔ معاہدہ میں جس پر دو مسلمان گواہوں کے دستخط بھی موجود ہیں۔اس طرح تحریر ہے''ختم ہونے میعاد پر مقدمہ نمبر ایک (کرایہ دار) مقدمہ نمبر دو (مالک) جدید دوسرا کرایہ نامہ تحریر کرا کے کرایہ دار رہ سکیں گے ورنہ خود فوراً دکان خالی کر کے قبضہ و دخل مقدمہ نمبر دو (مالک) کے سپرد کر دیں گے۔اور بقیہ رقم ڈیپازٹ مقدمہ نمبر دو سے حاصل کرلیں گے''میں نے میعاد ختم ہونے سے تین ماہ قبل ذاتی کاروبار کرنے کے لئے کرایہ دار سے دکان خالی کرنے کے لئے کہا اس نے گواہوں کے روبرو دوسری دکان تلاش کر کے مکان خالی کرنے کا اقرار کیا اور اس طرح ٹال مٹول کر کے ۱۴ماہ گزار دیئے۔اور پھر صاف انکار کر دیا میں نے دو سال گزرنے کے باوجود اس وجہ سے کرایہ نامہ بھی نہیں لکھا اور نہ اس نے اب تک دکان خالی کی۔ موجودہ عدالتی قانون کے مطابق اس طرح کے معاہدہ کی کوئی حیثیت نہیں۔نہ معاہدہ توڑنے کی کوئی سزا ہے یہ ایگریمنٹ صرف دل کو تسلی دینے کے برابر حیثیت رکھتا ہے۔مسئلہ یہ ہے کہ شریعت میں یہ معاہدہ وعدہ خلافی میں آتا ہے اور اسلامی قانون کے مطابق شریعت اس کے خلاف کی سزا کیا ہے اور پاکستان کی اسلامی حکومت میں اس پر عمل کیوں نہیں ہو رہا ہے؟

الجواب:۔ معاہدہ شکنی گناہ کبیرہ ہے، آپ پاکستان کے اس قانون کو جو معاہدہ شکنی کو جائز کہتا ہے شرعی عدالت میں چیلنج کر سکتے ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳)''قسطوں پر چیز فروخت کرنا شرعاً کیسا ہے''

سوال:۔ میری بیوی میرے بیٹے کو اس کی مرضی کے مطابق قسطوں پر سامان فروخت کرنے کی دکان کھلوانے کے حق میں ہے۔ جب کہ میں اس کاروبار کے خلاف ہوں کیونکہ اس کاروبار

میں زبانی طور پر گاہک سے کہا جاتا ہے کہ یہ چیز تم کو قسطوں پر دی جاتی ہے تا کہ تم کو فائدہ پہنچے اور تم آسانی سے ایک بڑی چیز کے مالک بن جاؤ اور کاغذات میں کرایہ دار لکھا جاتا ہے۔ قسطیں رکنے کی صورت میں چیز واپس لے لی جاتی ہے۔ میری بیوی کا کہنا ہے کہ جب بہت سے لوگ اس کاروبار کو کر رہے ہیں تو پھر مولانا صاحب سے دریافت کیوں کرتے ہو؟ میرا خیال ہے کہ خریدی ہوئی چیز نقص کی بنا پر تو واپس ہوسکتی ہے مگر فروخت کی ہوئی چیز واپس نہیں ہوتی۔ واجبات کی ادائیگی کے لئے مہلت دی جاتی ہے۔ اس مسئلہ میں آپ کی رائے اسلامی شریعت کے مطابق کیا ہے؟

الجواب:۔ قسطوں پر چیز دینا تو جائز ہے۔ مگر اس میں یہ دو خرابیاں جو آپ نے لکھی ہیں قابل اصلاح ہیں۔ ایک خریدار کو کرایہ دار لکھنا، دوسرے قسط ادا نہ کرنے کی صورت میں چیز واپس لے لینا۔ یہ دونوں باتیں شرعاً جائز نہیں۔ اس کے بجائے کوئی ایسا طریقہ کار تجویز کیا جانا چاہئے کہ قسطوں کی ادائیگی کی بھی ضمانت مل سکے اور شریعت کے خلاف بھی نہ ہو۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۴) ''سونے کے قرض کی واپسی کس طرح ہونی چاہئے''

سوال:۔ میرے ایک دوست (الف) نے پندرہ سال قبل یعنی ۱۹۶۹ء میں ایک شخص (ب) سے پندرہ تولے سونا بطور قرض لیا تھا۔ کیونکہ ب ایک سنار ہے، لہذا نقد رقم اس نے نہیں دی الف نے وہ سونا اس وقت تقریباً ۱۳۰۰۰ ہزار روپے میں فروخت کیا اب پندرہ سال کے بعد ب نے (جو اس وقت ملک سے باہر چلا گیا تھا واپسی پر) الف سے اپنا پندرہ تولہ سونا واپس طلب کیا۔ الف نے کہا، اس کو میں نے اس وقت ۱۳۰۰۰ روپے میں فروخت کر دیا تھا۔ لہذا اب تم مجھ سے مبلغ ۱۳۰۰۰ روپے لے لو مگر ب کا کہنا ہے کہ مجھے یا وہ ۱۵ تولہ سونا واپس کر دیا موجودہ قیمت ادا کرو۔ فقہ حنفی کی روشنی میں جواب سے جلد نوازیں کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے۔ ویسے اس وقت ۱۵ تولہ سونے کی قیمت تقریباً ۲۲۵۰۰ بنتی ہے امید ہے کہ جواب سے جلد نوازیں گے۔

الجواب:۔ جتنا سونا وزن کر کے لیا تھا اتنا ہی واپس کرنا چاہئے۔ قیمت کا اعتبار نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۵) ''امانت کی رقم اگر چوری ہو جائے تو شرعی حکم''

سوال: ۔ ایک شخص جب بیرون ملک سے اپنے وطن جانے لگا تو اپنے دوست کے پاس کچھ رقم رکھ دی کہ جب پھر آئے گا تو رقم لے لے گا۔ دوبارہ بیرون ملک نہ جا سکا اور دوست کی کئی بار یاد دہانی کے باوجود اس شخص نے رقم نہیں منگوائی۔ دریں اثناء اسکے دوست کا بریف کیس جس میں اس شخص کی رقم رکھی تھی چوری ہو گیا۔ آپ بتائیں کیا ان حالات میں اس کے دوست پر پوری رقم واجب الادا ہے؟

الجواب: ۔ امانت کی رقم اگر اس نے بعینہ محفوظ رکھی تھی اور اس کی حفاظت میں غفلت نہیں کی تھی تو اس کے ذمہ اس کا رقم ادا کرنا لازم نہیں۔ لیکن اگر اسنے امانت کی رقم بعینہ محفوظ نہیں رکھی بلکہ اسے خرچ کر لیا یا اپنی رقوم میں اس طرح ملا لیا کہ دونوں کے درمیان امتیاز نہ رہا یا اس کی حفاظت میں غفلت کی تو ادا کرنا لازم ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶) ''رشوت کی رقم سے اولاد کی پرورش نہ کریں''

سوال: ۔ رشوت آج کل ایک بیماری کی صورت اختیار کر گئی ہے اور اس مرض میں آج کل ہر ایک شخص مبتلا ہے۔ میرے والد صاحب بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ میں انٹر کا طالب علم ہوں اور مجھے اس بات کا اب خیال آیا کہ میرے والد صاحب میری پڑھائی لکھائی پر میرے کھانے وغیرہ پر جو کچھ خرچ کر رہے ہیں وہ سب رشوت سے ہے۔ آپ مجھے قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کیا میں والد صاحب کی حرام کمائی سے پڑھتا لکھتا رہوں، کھاتا پیتا رہوں؟ یا میں اپنا گھر چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں اور محنت کر کے اپنی گزر اوقات کروں یا کوئی اور راستہ اختیار کروں؟

الجواب: ۔ اگر آپ کے والد کی کمائی کا غالب حصہ حرام ہے تو اس میں سے لینا جائز نہیں، آپ اپنے والد صاحب کو کہہ دیجئے کہ وہ آپ کو جائز تنخواہ کے پیسے دیا کریں۔ رشوت کے نہ دیا کریں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷) ''شوہر کالایا ہوا رشوت کا پیسہ بیوی کو استعمال کرنے میں گناہ''

سوال:۔ اگر شوہر رشوت لیتا ہو اور عورت اس بات کو پسند بھی نہیں کرتی ہو اگر اس کے ڈر سے منع بھی نہیں کرسکتی تو کیا اس کمائی کے کھانے کا عورت کو بھی عذاب ہوگا؟

الجواب:۔ شوہر اگر حرام کا روپیہ کما کر لاتا ہے تو عوت کو چاہئے کہ پیار محبت سے اور معاملہ فہمی کے ساتھ شوہر کو اس زہر کے کھانے سے بچائے۔ اگر وہ نہیں بچتا تو اس کو صاف صاف کہہ دے کہ میں بھوکی رہ کر دن کاٹ لوں گی۔ مگر حرام کا روپیہ میرے گھر نہ لایا جائے۔ حلال خواہ کم ہو میرے لئے وہی کافی ہے اگر عورت نے اس دستور العمل پر عمل کیا تو وہ گناہ گار نہیں ہوگی۔ بلکہ رشوت اور حرام خوری کی سزا میں صرف مرد پکڑا جائے گا۔ اور اگر عورت ایسا نہیں کرتی بلکہ اس کا حرام کالایا ہوا روپیہ خرچ کرتی ہے تو دونوں اکٹھے جہنم میں جائیں گے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) ''رکشا ٹیکسی ڈرائیور یا ہوٹل کے ملازم کو کچھ رقم چھوڑ دینا یا استاذ، پیر کو ہدیہ دینا''

سوال:۔ ہمارے معاشرے میں کارکنان کو طے شدہ اجرت کے علاوہ کچھ رقم دینے کا رواج ہے۔ مثال کے طور پر رکشا وٹیکسی کے میٹر کی رقم کے علاوہ اکثر ریزگاری بچتی ہے وہ نہ تو رکشا ٹیکسی ڈرائیور دینا چاہتا ہے اور نہ مسافر لینا چاہتا ہے اور وہ رقم نذرانہ، شکرانہ یا بزبان انگریزی ''ٹپ'' تصور کی جاتی ہے۔ ہم یہ بات معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ڈرائیور حضرات جو رقم واجب کرایہ سے زائد لیتے ہیں وہ جائز ہے یا ناجائز۔ اس سے بڑھ کر مرید پیر کو، شاگرد استاذ کو! ہوٹل میں کھانا کھانے والا بیرے کو دیتا ہے۔ آپ شرعی طور پر فرمائیں کیا یہ رقم خیرات ہے؟ دینے والے کو ثواب اس کا ملے گا؟ لینے والے کا جائز حق ہے؟

الجواب:۔ اگر یہ زائد رقم خوشی سے چھوڑ دی جائے تو لینے والے کے لئے حلال ہے اور اپنے بزرگوں کو ہدیہ یا چھوٹوں کو تحفہ کے طور پر جو چیز برضا ورغبت دی جائے وہ بھی جائز ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۹) ''اپنی شادی کے کپڑے بعد میں فروخت کر دینا''

سوال:۔ میں نے تقریباً دو سال پہلے شادی کے لئے ہاتھ کے کام والے کپڑے بنوائے تھے، ان میں سے کافی کپڑے ابھی تک بند پڑے ہیں۔ اگر میں کچھ سالوں بعد ان کو مارکیٹ کی قیمت پر بیچ دوں تو یہ منافع میرے لئے جائز ہے؟ جب کہ ایسے کپڑوں کی قیمتیں دن بدن بڑھتی رہتی ہیں۔ اور کچھ سالوں بعد ان کو بیچنے سے یا اگر کسی باہر کے ملک بکواؤں جہاں ہاتھ کا کام بھی مہنگا ہے تو مجھے ان کپڑوں پر منافع ہوگا۔ یعنی جس قیمت پر میں نے ان کو بنوایا اس سے زیادہ قیمت مجھے مل سکے گی بیچنے میں۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اسلام کی رو سے کیا اس منافع سے میں زکوٰۃ وغیرہ ادا کر سکتی ہوں۔

الجواب:۔ یہ منافع جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰) ''ٹی وی کے پروگرام ''نیلام گھر'' میں شرکت''

سوال:۔ ٹی وی میں بعض پروگرام نیلام گھر قسم کے انعام دینے والے ہوتے ہیں ایسے پروگرام بہت مقبول ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس پروگرام میں لوگ ٹکٹ خرید کر شامل ہوتے ہیں اور کچھ سوالات کے عوض ان کو ان کی خرچ کی ہوئی رقم سے کچھ زیادہ مل جاتا ہے۔ اور کچھ لوگوں کو کم اور کچھ لوگ بغیر کچھ لئے واپس چلے جاتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ اس میں جوا کا عنصر تو نہیں؟

الجواب:۔ میں اس میں شمولیت ہی کو جائز نہیں سمجھتا۔ رقم لینے دینے کا کیا سوال۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱) آزاد عورتوں کی خرید وفروخت:

سوال:۔ عرض یہ ہے کہ ہمارے یہاں اندرون سندھ بلوچستان میں وہ بنگالی عورتیں جو دلالوں کے ذریعے مکر وفریب میں پھنس کر بنگلہ دیش سے پاکستان لائی جاتی ہیں ان عورتوں میں کچھ بالغ و نابالغ کنواری عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ کچھ لاوارث (طلاق شدہ) اور شادی شدہ بھی

ہوتی ہیں۔ جن کو دلال جبراً یا مجبوراً دیہات میں لاوارث کی حالت میں چھوڑ کر لوگوں کے یہاں نکاح میں دے جاتے ہیں۔ کیا شرعی لحاظ سے بنگالی یا غیر بنگالی اس قسم کی عورتوں سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ اگر نا جائز ہے تو اس کاروبار کو حرام قرار دیں اور فتویٰ بھی شائع کریں تاکہ لوگ آئندہ یہ کاروبار ختم کردیں اور خریدنے والوں کو بھی شرعی تنبیہ کریں تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے شرعی فرمان اور ہدایت ہو اور خصوصاً مولوی حضرات کو بھی گزارش کریں کہ وہ آئندہ اس قسم کے نکاحوں کے عمل سے گریز کریں۔

الجواب:۔ آزاد عورتوں کے خرید وفروخت (جس کو حرف عام میں ''بردہ فروشی'' کہا جاتا ہے) شرعاً حرام ہے اور جو لوگ اس گندے کاروبار میں ملوث ہیں وہ انسانیت کے دشمن، شیطان کے ایجنٹ اور معاشرہ کے مجرم ہیں ایسی عورتیں جوان ظالموں کے چنگل میں ہوں اگر کوئی شخص ان کو رہائی دلانے کے لئے ان سے شرعی طریقہ پر نکاح کر لیتا ہے تو نکاح صحیح ہے۔ شرط یہ ہے کہ عورت عاقلہ و بالغہ ہو تو نکاح اس کی رضامندی سے ہوا ہو، اور اگر لڑکی نابالغ ہے تو اس کا نکاح اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ جوان نہ ہو جائے۔ جوان ہونے کے بعد اس کی رضامندی سے نکاح کیا جائے تو نکاح ہو جائے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲) ''رشتہ دار کے گھر سے فون کرنے کا بل کس کے ذمہ ہوگا''

سوال:۔ ایک آدمی سفر پر جاتا ہے اور اپنی گھر والی کے کسی قریبی رشتہ دار کو گھر میں چھوڑ جاتا ہے کیونکہ اس کی بیوی اکیلی ہے اور بیمار بھی ہے تو وہ رشتہ دار اپنے کام سے اس شخص کے گھر سے فون کرتا ہے پھر جب بل آتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں دوں گا۔ اور بل بھی زیادہ ہے اب یہ بل کس کے ذمہ ہے؟ جب کہ اس کی گھر والی اپنے عزیز سے کہتی ہے کہ آدھا بل آپ دیں آدھا میں دوں اور میرے شوہر کے اوپر ہم بوجھ نہ ڈالیں۔ اب وہ عزیز نہیں مانتا ہے مجھے صرف شرعی مسئلہ درکار ہے کہ یہ بل اب کس کے ذمہ ہے؟

الجواب:۔ بیوی کی عزیز کے لئے اس کے شوہر کی اجازت کے بغیر ٹیلیفون کا استعمال جائز نہیں تھا۔ اور اس بل کا ادا کرنا شرعاً و اخلاقاً اسی عزیز کے ذمہ ہے جس نے امانت میں خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۳) ''سودی کام کا تلاوت سے آغاز کرنا بدترین گناہ ہے''

سوال:۔ میں یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ کراچی کی ایک مقامی برانچ میں ملازم ہوں۔ میری برانچ میں ہر روز صبح کام کا آغاز تلاوت کلام پاک اور پورے اسٹاف کی اجتماعی دعا سے ہوتا ہے۔ اور ان کا نظریہ ہے کہ اس سے برکت ہوتی ہے۔ کام میں دل لگتا ہے اور کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوتا۔ میں اس قرآن پاک کی تلاوت اور دعا میں شامل نہیں ہوتا۔ لیکن جب تلاوت ہورہی ہوتی ہے تو خاموشی سے سنتا ہوں کیونکہ قرآن پڑھنا سنت اور سننا واجب ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی رو سے سود سودی کاروبار، اس کی ملازمت بھی منع ہے۔ قرآن میں ہے کہ سود حرام ہے۔ اور سود نہ لو۔ تلاوت سے اس کا افتتاح کرنا کیسا عمل ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں بتلائیں کہ کیا یہ جائز ہے؟ اگر نہیں تو اس کے گنہگار کون ہیں؟

الجواب:۔ گناہ کے کام کو تلاوت سے شروع کس طرح کرنا جائز ہوسکتا ہے؟ یہ پوچھئے کہ اس سے شریعت مطہرہ کی روشنی میں کفر کا اندیشہ تو نہیں؟ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۴) ''ساٹھ ہزار روپے دے کر تین مہینے بعد اسی ہزار روپے لینا''

سوال:۔ ایک شخص نے بازار میں کمیٹی ڈالی تھی۔ جب اس کی کمیٹی نکلی (جو ساٹھ ہزار روپے کی تھی) تو وہ اس نے ایک دوسرے دکاندار کو دے دی کہ مجھے تین مہینے بعد اسی ہزار روپے دو گی۔ تو کیا یہ بھی سود ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ بھی خالص سود ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵) ''کیا فیصد کے حساب سے منافع وصول کرنا سود ہے''؟

سوال:۔ کچھ لوگ سرمائے کا لین دین فیصد کے حساب سے کرتے ہیں (یعنی ۱۵ فیصد ماہانہ، ۱۰ فیصد ماہانہ) بعض لوگ اسے سود کہتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ سود نہیں ہے۔ اسی سلسلے میں ہم نے ایک مسجد کے پیش امام صاحب سے تصدیق چاہی تو انہوں نے اسے سراسر جائز قرار دیا ہے۔ اب ہم لوگ اس عجیب الجھن میں مبتلا ہیں کہ کیا کیا جائے؟ لہٰذا آپ اس مسئلے کو قرآن وسنت کی

روشنی میں حل کریں۔ اور ہمیں واضح طور پر بتائیں کہ ایسے سرمائے سے جو ماہانہ منافع ملتا ہے وہ حرام ہے تو اسے حلال کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے، جس سے ہمارا قلب صاف ہو جائے اور ہم عذاب الٰہی سے بچ سکیں۔

الجواب:۔ فیصد کے حساب سے روپے کا منافع وصول کرنا خالص سود ہے۔ جس امام صاحب نے اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا وہ ناواقف ہے۔ اسے اپنے فتویٰ کی غلطی پر توبہ کرنی چاہئے۔ جو لوگ سود وصول کر چکے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اتنی رقم بغیر نیت صدقہ کے محتاجوں کو دے دیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۶) ''نوٹوں کا ہار پہنانے والے کو اس کے عوض زیادہ پیسے دینا'' سود ہے

سوال:۔ ہمارے معاشرے میں شادی کی دوسری رسومات کے علاوہ ایک یہ بھی رسم ہے کہ سالے کی شادی میں بہنوئی اپنے سالے کو نوٹوں کا ہار پہناتا ہے اور پھر شادی کے بعد دولھا کا باپ اس ہار کے عوض ڈبل پیسے ادا کرتا ہے یعنی اگر بہنوئی ۵۰۰ روپے کا ہار ڈالتا ہے تو اسے ۱۰۰۰ روپے دیئے جاتے ہیں۔ اور لوگ ڈبل پیسے کے لالچ میں منگا ہار پہناتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس سوال کا جواب حدیث و قرآن کی روشنی میں دیں کہ یہ ڈبل پیسے دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اس میں گناہگار دینے والا ہوگا یا لینے والا یا دونوں ہوں گے؟

الجواب:۔ یہ تو اچھا خاصہ سودی کاروبار ہے۔ جو بہت سے مفاسد کا مجموعہ ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۷) ''سود کی رقم سے ہدیہ لینا دینا جائز ہے یا ناجائز''

سوال:۔ ''الف'' اور ''ب'' دو بھائی ہیں۔ ''الف'' کا سودی کاروبار ہے اور ''الف'' ''ج'' کو ہدیہ دیتا ہے تو ''ب'' کے ملازم کو حکم دیتا ہے کہ ''ج'' کو دے آنا۔ آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ دوسری صورت میں اس کے ملازم کو حکم نہیں دیتا بلکہ وہ خود سمجھ لیتا ہے کہ ''ج'' کو ہدیہ دینا ہے تو اس کا کیا حکم ہے ''ج'' کو یہ سودی رقم سے لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں سودی کاروبار کا مفہوم عام ہے اور اس کی کئی صورتیں ہیں۔

(۱) جو شخص سود پر قرضہ لے کر کاروبار کرتا ہے اور کل سرمایہ قرض کا ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا جس کے پاس کچھ رقم ذاتی ہے اور کچھ رقم سود پر بینک سے یا کسی سے قرض لیتے ہیں اور کاروبار کرتے ہیں۔

(۳) تیسرا یہ کہ لوگوں کو سود پر قرض دیتا ہے اور اس طرح رقم بڑھاتا ہے۔

(۴) یہ کہ سودی طریقے سے اشیاء خریدتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں اس کے علاوہ بے شمار صورتیں ہیں۔

ان سب صورتوں کو سودی کاروبار کہتے ہیں۔ اور سب کا حکم برابر نہیں۔ اس لئے سودی کاروبار کرنے کی وضاحت کرنا تھی۔ بہر حال مجموعی طور پر اگر جائز پیسے زیادہ اور ناجائز پیسے کم ہے تو ہدیہ قبول کرنا درست ہے۔ اسی طرح اگر جائز اور ناجائز پیسے ملے ہوئے ہیں اور ہر ایک کی مقدار برابر ہے پھر بھی اس کا ہدیہ قبول کرنا اور لے جانا درست ہے اور اگر حرام پیسے زیادہ ہیں تو ہدیہ قبول نہیں کرنا چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸) ’’سود کی رقم سے بیٹی کا جہیز خریدنا جائز نہیں‘‘

سوال: ۔ اگر ایک غریب آدمی اپنے پیسے بینک میں رکھتا ہے تو اس سے سود کی رقم چھ یا سات سو تک بنتی ہے۔ تو کیا وہ آدمی اسے اپنے اوپر استعمال کر سکتا ہے؟ اگر نہیں کر سکتا تو کیا پھر اس سے اپنی بیٹی کے جہیز کے لئے کوئی چیز خرید سکتا ہے؟

الجواب: ۔ سود کا استعمال حرام اور گناہ ہے۔ اس سے بیٹی کو جہیز دینا بھی جائز نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) ’’شوہر اگر بیوی کو سود کی رقم خرچ کے لئے دے تو وبال کس پر ہوگا؟

سوال: ۔ کسی عورت کا شوہر زبردستی اس کو گھر کے اخراجات کے لئے سود کی رقم سے جب کہ عورت کا اور کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہو تو اس کا وبال کس کی گردن پر ہوگا؟

الجواب: ۔ وبال تو شوہر کی گردن پر ہوگا۔ مگر عورت انکار کر دے کہ میں محنت کر کے کھاؤں گی مگر حرام نہیں کھاؤں گی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) ''سود کی رقم ملازمہ کو بطور تنخواہ دینا''

سوال:۔ میں نے اپنے ۱۰۰۰۰ ہزار روپے کسی دکاندار کے پاس رکھوا دیئے تھے۔ وہ ہر ماہ مجھے اس کے اوپر تین سو روپیہ دیتا ہے۔ اب ہمیں یہ بتائیں کہ یہ رقم جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے مسجد کے پیش امام سے پوچھا گیا تو انہوں نے اس کو سود قرار دیا۔ جب سے یہ پیسے میں اپنی کام والی کو دے دیتی ہوں اس کو یہ بتا کر دیتی ہوں کہ یہ پیسے سود کے ہیں۔ یا ان پیسوں کے بدلے کوئی چیز کپڑا وغیرہ دے دیتی ہوں۔ وہ اپنی مرضی سے یہ تمام چیزیں اور پیسے لیتی ہے جب کہ اسے پتا ہے کہ یہ سود ہے۔ اب آپ مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ یہ پیسے کام والی کو دینے سے میں گناہ گار تو نہیں ہوتی ہوں؟

الجواب:۔ اگر دکاندار آپ کی رقم سے تجارت کرے اور اس پر جو منافع حاصل ہو اس منافع کا ایک حصہ مثلاً پچاس فیصد آپ کو دیا کرے تو یہ جائز ہے۔ اور اگر اس نے تین سو روپیہ آپ کے مقرر کر دیئے تو یہ سود ہے سود کی رقم کا لینا بھی حرام ہے اور اس کا خرچ کرنا بھی حرام ہے۔ آپ جو اپنی ملازمہ کو سود کے پیسے دیتی ہیں آپ کے لئے ان کو دینا بھی جائز نہیں اور اس کے لئے لینا جائز نہیں۔ سود کی رقم کسی محتاج کو بغیر صدقہ کی نیت کے دے دینی چاہئے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۱) ''بینک میں ملازم عزیز کے گھر کھانے سے بچنے کی کوشش کریں''

سوال:۔ میرے عزیز بینک میں ملازم ہیں۔ ان کے گھر جب جانا ہوتا ہے تو ان کے ہاں چائے وغیرہ پینا کیسا ہے؟ اگرچہ میں دل سے اچھا نہیں سمجھتی مگر قریبی سسرالی رشتہ دار ہونے کے ناتے جا کر نہ کھانا شاید عجیب لگے؟

الجواب:۔ کوشش بچنے کی کی جائے اور اگر آدمی مبتلا ہو جائے تو استغفار سے تدارک کیا جائے۔ اگر ممکن ہو تو اس عزیز کو بھی سمجھایا جائے کہ وہ بینک کی تنخواہ گھر میں نہ لایا کریں بلکہ ہر مہینے کسی غیر مسلم سے قرض لے کر گھر میں خرچ دے دیا کریں اور بینک کی تنخواہ سے قرض ادا کر دیا کریں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۲) ''بیمہ کیوں حرام ہے، جب کہ متوفی کی اولاد کی پرورش کا ذریعہ ہے''

سوال:۔ بیمہ کروانا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ ایک غریب آدمی یا کوئی اپنا بیمہ کرواتا ہے تو اگر اس کی موت واقع ہوجائے اور اس کی اولاد کی پرورش کے لئے کوئی نہ ہو تو اسے بیمہ کی رقم مل جائے جس سے اپنے گھرانے کی پرورش کر سکے؟

الجواب:۔ بیمہ کا موجودہ نظام سود پر مبنی ہے اس لئے یہ جائز نہیں۔ اور اس کے پسماندگان کو جو رقم ملے گی وہ بھی حلال نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۳) ''بیوہ کو شوہر کی میراث قومی بچت کی اسکیم میں جمع کروانا جائز نہیں''

سوال:۔ ایک شخص اپنے پیچھے ایک بیوہ اور دو بچے چھوڑ کر اس دار فانی سے رخصت ہوگیا۔ اب اس کی بیوی دوسری شادی کرنا نہیں چاہتی اور شوہر کی چھوڑی ہوئی رقم کو قومی بچت یا کسی اور منافع بخش اسکیم میں لگانا چاہتی ہے اور اس کے منافع سے (جو دوسرے معنوں میں سود کہلاتا ہے) اپنی اور اپنے بچوں کی گزر اوقات کرنا چاہتی ہے۔ کیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ جب کہ اسلام میں سود حرام ہے یہاں تک کہ وہ بدن جنت میں نہ داخل ہوگا جو حرام روزی سے پرورش کیا گیا ہو۔

الجواب:۔ بیوہ کا اس کے شوہر کے ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے باقی سات حصے اس کے بچوں کے ہیں۔ سود کی آمدنی حرام ہے۔ اس روپے کو کسی جائز تجارت میں لگانا چاہئے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۴) ''ہر ماہ سو روپے جمع کر کے پانچ ہزار لینے کی پتی اسکیم جائز نہیں''

سوال:۔ ایک شخص تقریباً بیس سال سے حیدرآباد کے ایک علاقے میں رہائش پذیر ہے۔ نہایت ہی شریف اور با اخلاق آدمی ہے۔ لوگوں میں انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دینی مسائل سے بخوبی واقف ہیں۔ تعلیم یافتہ ہیں۔ حسب ونسب میں اچھے خاندان سے

تعلق رکھتے ہیں۔لباس شکل وصورت میں باشرع ہیں۔روزے، نماز کے پابند ہیں۔اپنے محلے کی جامع مسجد میں اکثر وپیشتر دینی جلسوں سے بھی خطاب کرتے رہتے ہیں۔اور کبھی کبھی امام صاحب کی عدم موجودگی میں پنج وقتہ نماز اور جمعہ کے دن تقریر یا امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔بعض مرتبہ دوسرے محلے اور علاقہ کی جامع مسجدوں میں بھی ان کے اماموں کی عدم موجودگی میں نماز جمعہ پڑھانے اور تقاریر کرنے کے لئے انہیں مدعو کیا جاتا ہے۔

انہوں نے اپنی مدد آپ کے جذبہ کے تحت ایک گھریلو پتی اسکیم جاری کی ہے۔جس کے وہ خود نگران اعلیٰ اور رقم کے ضامن ہیں۔اس اسکیم میں ڈھائی سو ممبران ہیں۔یہ اسکیم ۱۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے ماہوار کی ہے۔اور اس کی مدت پچاس ماہ ہے۔۱۰۰ روپے ماہوار والے ممبر کو ۵۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے ماہوار والے ممبر کو ۱۰۰۰ روپے ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے دیئے جاتے ہیں۔پچاس ماہ کی مدت کے بعد قرعہ اندازی سے باقی رہنے والے ممبران کو ان کی جمع شدہ تمام رقم یعنی ۱۰۰ روپے والے کو ۵۰۰۰ ہزار روپے اور ۲۰۰ روپے والے کو ۱۰۰۰۰ روپے یکمشت ادا کئے جائیں گے۔کیونکہ پچاس ماہ میں ان کی ہی رقم جمع ہوگی۔البتہ ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے جو نام نکالا جاتا ہے اس ممبر کو یکمشت ۵۰۰۰ روپے یا ۱۰۰۰۰ روپے کی رقم بطور امداد ادا کر دی جاتی ہے اور اس کے ذمہ جو باقی اقساط رہ جاتی ہیں اس کی بقایا اقساط کی ادائیگی کی ذمہ داری پتی کے نگران اعلیٰ پر ہوتی ہے۔کیونکہ ہر ماہ ممبر کو رقم ادا کرنے کے بعد جو رقم باقی بچتی ہے اس کے لئے ممبران نے ان کو یہ حق دیا ہے کہ ان کی اس رقم سے نگران اعلیٰ پچاس ماہ تک جو چاہیں کاروبار کریں۔لیکن پچاس ماہ کی مدت کے بعد باقی تمام ممبران کو مقررہ وقت پر ان کی تمام جمع شدہ رقم بغیر کسی نفع یا نقصان پر واپس کرنا ہوگی۔لہٰذا نگران اعلیٰ شرعی طریقہ پر کاروبار کرتے ہیں۔اور اس کاروبار کے نفع نقصان کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔نگران اعلیٰ نہ تو اس جمع شدہ رقم کو بینک میں رکھ کر کوئی سود حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سودی کاروبار میں یہ رقم لگاتے ہیں۔یہ بات انہوں نے خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر اور گواہ بناتے ہوئے قسم کھا کر ہم سے کہی ہے۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ صرف اپنی مدد آپ کے تحت ایک اسکیم ہے اس میں کوئی سودی لین دین نہیں ہے۔بلکہ اکثر وہ اس رقم سے بعض ضرورت مندوں کو قرض حسنہ بھی دیتے رہتے ہیں۔مذکورہ شخص نے یہ گھریلو پتی اسکیم اپنی مدد آپ کا جذبہ پیدا کرنے اور ان میں بچت کی عادت ڈالنے کے لئے شروع کی ہے۔اس سے ان کا مقصد کسی قسم کی ناجائز دولت کا حصول نہیں ہے۔

لہذا ایسی صورت میں کیا اس بینک اور دیندار شخص کو امام صاحب کی عدم موجودگی میں پنج وقتہ نماز یا جمعہ کی نماز یا خطبہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور ہماری نمازیں اس شخص کی پیچھے ہوں گی یا نہیں؟

الجواب:۔ گھریلو بچت اسکیم کا جو طریقہ کار سوال میں لکھا ہے یہ شرعاً جوا ہے۔ اس اسکیم میں شرکت حرام ہے اور جس شخص کو ۱۰۰ روپے کے بدلے ۵۰۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے کے بدلے ۱۰۰۰۰ ملیں گے وہ زائد رقم اس کے لئے حرام ہے۔

نوٹ:۔ جس نیک شخص نے یہ اسکیم جاری کی ہے ان کو اس سے توبہ کرنی چاہئے ورنہ ان صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۵) ”پری پیمنٹ اسکیم کی شرعی حیثیت“

سوال:۔ ان دو اسکیموں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

پہلی اسکیم جو تقریباً ۲۰۰ سے ۳۰۰ ممبران پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہر ممبر ۳۰۰ روپے ماہوار دیتا ہے اور ہر مہینہ قرعہ اندازی ہوتی ہے۔ قرعہ میں جس کا نام نکل آتا ہے اس کو مبلغ ۱۵۰۰۰ روپے یا اس کی مالیت کے برابر دوسری چیز دی جاتی ہے۔ اور اس سے باقی قسطیں بھی نہیں لی جاتیں۔

دوسری اسکیم ۱۰۰ ممبران پر مشتمل ہے۔ اور ہر ماہ ایک ممبر ۱۰۰ روپے دیتا ہے۔ ہر مہینے قرعہ میں نام نکل آنے کی صورت میں تین ہزار روپے کے زیورات اس کو دیئے جاتے ہیں۔ اور اس سے باقی قسطیں نہیں لی جاتیں۔ اس کے علاوہ ہر مہینے چند اشخاص کو اضافی انعام بھی قرعہ اندازی کے ذریعہ دیئے جاتے ہیں۔ پہلی اسکیم کی مدت تکمیل ۵۰ ماہ اور دوسری اسکیم کی مدت تکمیل ۳۰ ماہ ہے۔ اسکیم نمبر ۱ اور اسکیم نمبر ۲ کے قواعد وضوابط اور شرائط دونوں پرچے کے ساتھ منسلک ہیں۔

الجواب:۔ دونوں اسکیمیں سود کی ایک شکل ہیں۔ اس لئے کہ ہر دو اسکیموں میں سب سے اہم شرط یہ ہے کہ جس ممبر کا بھی نام نکل آیا اس سے بقیہ اقساط نہیں لی جائیں گی اور نام نکلنے پر اسے ایک مقررہ رقم یا اس کے مساوی چیز دی جائے گی۔ دوسری جانب یہ کہ رقم جمع کرانے کا مقصد اور ارادہ زیادہ رقم حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اور اسکیم نکالنے والے کی تحریک بھی یہی ہوتی ہے۔ کہ ہر

ممبر قرعہ اندازی میں حصہ لے کر نام نکلنے پر زائد رقم حاصل کرے۔ اس وجہ سے اس میں جوا اور سود دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں جو کہ حرام ہیں۔ ناجائز ہیں اور اس میں تعاون بھی گناہ ہے۔

نیز اسکیم نمبر ا کی آٹھویں شرط کے مطابق جو ممبر اسکیم جاری نہ رکھ سکے اس کی جمع شدہ رقم سے ۱۰ فیصد کاٹ لینا بھی ناجائز ہے جب کہ اس کی پوری کی پوری جمع شدہ رقم واپس ہونی چاہئے۔

نیز اسکیم نمبر ۲ میں ۳۰۰ روپے ماہوار کے مقابلے میں قرعہ اندازی میں نام نکل آنے والے ممبر کو جہاں ۱۵۰۰۰ روپے لینے کا اختیار ہے وہاں اس کو ۷ تولہ سونا لینے کا بھی اختیار ہے۔ اگر وہ سونا لے تو یہ اس اعتبار سے ناجائز ہے کہ جب سونا یا چاندی روپے پیسے کے مقابلہ میں فروخت کئے جائیں تو اس میں قبضہ ایک ہی مجلس میں فوری طور پر ہونا چاہئے۔ یعنی ادھر پیسے لئے اور ادھر سونا دیا۔ جب کہ اس صورت میں ممبر نے رقم ایک ماہ قبل دی تھی۔ اور اس کو ۷ تولہ سونا دیا جارہا ہے۔ چنانچہ یہ بیع ادھار پر ہوئی اور سونا چاندی میں ادھار بیع جائز نہیں۔ مندرجہ بالا امور کے پیش نظر صورت مسئولہ میں مذکورہ دونوں اسکیمیں شریعت کی رو سے ناجائز ہیں۔ لہذا ان میں رقم لگانا جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۶) کمیٹی (بیسی) ڈالنا جائز ہے

سوال:۔ میں نے ایک کمیٹی ڈال رکھی ہے۔ پچھلے ہفتہ ایک صاحب سے سنا ہے یہ کمیٹی جو آج کل ایک عام رواج بن چکی ہے۔ سراسر سود ہے لہذا مہربانی فرما کر آپ یہ بتائیں کہ کیا شرعی لحاظ سے ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب:۔ کمیٹی ڈالنے کی جو عام شکل ہے کہ چند آدمی رقم جمع کرتے ہیں اور پھر قرعہ اندازی کے ذریعہ وہ رقم کسی ایک کو دے دی جاتی ہے۔ اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، جب کہ باری باری سب کو ان کی رقم واپس مل جاتی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۷) ”نیلامی بیسی (کمیٹی) جائز نہیں“

سوال:۔ ہماری تقریباً چالیس آدمیوں کی ایک کمیٹی ہے جس کو ”بی سی“ کہتے ہیں یہ نیلامی کمیٹی

ہے جس میں ہر ممبر ماہانہ ۱۵۰۰ روپے جمع کرتا ہے۔ جس سے مجموعی رقم ۲۰ ہزار روپے بن جاتی ہے۔ نیلامی کمیٹی ہے جب سب ممبر اکٹھے ہوتے ہیں تو اس پر بولی لگتی ہے۔ یہ ۲۰ ہزار روپے ایک ممبر اپنی مرضی سے ۱۶ ہزار روپے میں لے لیتا ہے۔ یعنی اس پر کوئی دباؤ یا جبر نہیں۔ اس سے ہم کو آگاہ کریں کہ اس میں گناہ ہے یا نہیں؟ اور یہ ۱۶ ہزار روپے میں ہر ممبر ۴۰۰ روپے سود آتا ہے وہاں کمیٹی کے رجسٹر میں پورا ۱۵۰۰ روپے لکھ دیتا ہے یعنی ۴۰۰ منافع ہوا۔

الجواب:۔ یہ جائز نہیں بلکہ سود ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۸) ''انعامی بانڈز کی رقم کا شرعی حکم''

سوال:۔ میں نے ایک دوست کے مشورہ سے ۵۰ روپے کا بانڈ خریدا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ بانڈ کھلنے کی صورت میں آدھا انعام میرا اور آدھا انعام اس کا ہوگا۔ اتفاق سے ایک دن بعد وہ بانڈ ۵۰ ہزار روپے کا کھل گیا چونکہ میں نے اس سے وعدہ کرلیا تھا اس لئے میں نے اس کو ۲۵ ہزار روپے ادا کر دیئے۔ لیکن مجھے بعد میں پتا چلا کہ انعامی بانڈ کا انعام سود سے بھی بدتر ہے تو مجھے بہت دکھ ہوا اور میں نے اس کو استعمال بھی نہیں کیا اور نہ اس میں اس کو استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن افسوس میرے والدین یہ کہتے ہیں کہ اگر تم یہ پیسہ استعمال نہیں کرتے تو ہمیں دے دو ہماری مرضی ہم کچھ بھی کریں۔ حالانکہ ہم گھر والے اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانے کے ہیں۔ بتلایئے اس رقم کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس سلسلہ میں خاص اور اہم بات یہ بتائی جائے کہ میں اس پیسے کو کہاں صرف کروں؟

الجواب:۔ انعامی بانڈز کے نام سے جو انعام دیا جاتا ہے حقیقتاً یہ سود کی شکل ہے۔ انعامی بانڈز کے انعام میں ملنے والی رقم حرام ہے اور اس کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ بینک جب انعامی بانڈز کی کوئی سیریز نکالتا ہے اور اس سیریز کے ذریعے سے جو رقم وہ عوام سے کھینچ لیتا ہے اس رقم کو عموماً بینک کسی سودی قرضہ پر دے دیتا ہے۔ جس شخص کو قرضہ دیتا ہے اس سے بینک سود وصول کر کے اس سودی رقم میں سے کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اور کچھ رقم قرعہ اندازی کے ذریعہ ان لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہے کہ جنہوں نے انعامی بانڈز خریدے تھے۔ چنانچہ قرعہ اندازی کے بعد جو رقم لوگوں کو ملتی ہے وہ اصل میں سود ہی کی رقم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ

بینک اس رقم کو سودی قرضہ پر نہیں دیتا بلکہ اس کو کسی کاروبار میں لگاتا ہے اور اس کاروبار سے جو نفع ہوتا ہے وہ نفع قرعہ اندازی کے ذریعے بانڈز خریدنے والوں میں تقسیم کر دیتا ہے پھر بھی انعامی بانڈز پر ملنے والی رقم جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ اول پارٹنر شپ کے بزنس میں نفع اور نقصان دونوں کا احتمال ہوتا ہے جب کہ یہاں بینک کی طرف سے نقصان کا کوئی ذکر ہی نہیں۔

دوسری بات یہ کہ تجارتی اور شرعی اصول کے مطابق پارٹنر شپ کے کاروبار میں جب نفع ہوتا ہے تو اس نفع میں سے ہر پارٹنر (شریک) کو اتنے فیصد ہی حصہ ملتا ہے کہ جتنے فیصد اس نے روپیہ لگایا ہے نفع کی تقسیم قرعہ اندازی (لاٹری) کے ذریعے کرنا اس میں بہت سوں کے ساتھ ناانصافی ہونا یقینی بات ہے۔ لہذا پرائز بانڈز کا انعام ہر اعتبار سے ناجائز اور حرام ہے۔ اور یہ درحقیقت سود اور جوئے دونوں کا مرکب ہے اگرچہ بینک اسے انعام کہتا رہے، زہر کو تریاق کہنے سے وہ تریاق نہیں بنتا بلکہ زہر ہی رہتا ہے یہ وہی پرانی شراب ہے جو نئی بوتلوں میں بند کر کے نئے لیبل کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔ آپ کے والدین اگر یہ کہتے ہیں کہ رقم ہمارے حوالے کر دو تو شرعی اعتبار سے اس امر میں والدین کی اطاعت جائز نہیں، جس طرح آپ خود حرام کمائی سے بچنا چاہتے ہیں اسی طرح اپنے والدین اور دیگر گھر والوں کو بھی اس حرام ذریعہ آمدنی سے محفوظ رکھیں اور یہ رقم ان کے حوالہ نہ کریں۔

۔ باقی یہ رقم پھر آپ کہاں استعمال کریں تو اس میں ایک تو یہ ہے کہ اگر آپ نے بینک سے یہ اپنے انعام کی رقم نہیں لی ہے، تو اب بھی مت لیجئے اور اگر آپ انعام کی رقم لے چکے ہیں تو اس کو ان لوگوں میں بغیر نیت ثواب کے صدقہ کر دیں جو لوگ زکوۃ خیرات کے مستحق ہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۹) خریدتے وقت چیزیں چکھنا کیسا ہے؟

سوال:۔ تاجر کے پاس کھانے کی چیزیں مثلاً آم، خربوزہ، تربوزہ وغیرہ مٹھائی وغیرہ کا چکھنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ اس کی تین صورتیں ہیں، (۱) خریدنے کا ارادہ نہ ہو تو منع اور مکروہ ہے نقصان کا بدلہ دے (۲) خریدنے کا پکا ارادہ تھا چکھنے کے بعد پسند آیا، پھر ارادہ بدل گیا تو نقصان کا بدلہ دے یا مالک سے معافی چاہے۔ (۳) چکھنے کے بعد پسند نہ آیا تو نہ خریدنے میں کوئی حرج نہیں

ہے۔فقط (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۰) خرید نے سے پہلے دیکھنے میں چیز گر کر ٹوٹ جائے تو ضمان کس پر ہے؟

سوال:۔ کوئی بھی مرد وعورت کسی دکان پر چیز لینے کے لئے جائے اور دیکھنے یا پسند کرنے کے دوران اس سے کوئی نقصان ہو جاتا ہے یا کوئی چیز گر کر ٹوٹ جاتی ہے یا کوئی چیز غلط طریقے پر کھولنے بند کرنے سے خراب ہو جاتی ہے تو صرف "سوری" کہنے سے کام چل جائے گا یا نقصان والی چیز کا ضمان بھی بھرے گا؟

الجواب:۔ مذکورہ صورت میں اگر خریدار کی غفلت، زیادتی یا غلط طرز عمل کی وجہ سے چیز ٹوٹ گئی تو خریدار پر ضمان آئے گا۔غفلت اور زیادتی نہ ہونے کی صورت میں ضمان اس وقت آئے گا جب وہ بتائی ہوئی قیمت پر راضی ہو جائے اور پھر چیز ہاتھ میں لے کر دیکھ رہا ہو پھر وہ چیز ٹوٹ جائے۔لیکن اگر اس نے صرف دیکھنے کے لئے اجازت کے ساتھ اٹھائی، یا اس کو قیمت بتائی گئی مگر خریدار نے رضا مندی کا اظہار نہیں کیا پھر دیکھنے کے لئے چیز لی تو چیز ٹوٹ جانے یا نقصان ہو جانے پر اس پر ضمان نہیں آئے گا، اور اس صورت میں دکاندار کو اس سے قیمت وصول کرنا یا اس کو مجبور کرنا جائز نہ ہوگا، ہاں پہلی صورت میں ضمان میں قیمت وصول کی جاسکتی ہے۔
(جیسا کہ اس کی تفصیل فتاویٰ شامی ج۴ صفحہ ۴۷۳) مطبوعہ ایچ ایم سعید میں موجود ہے) واللہ اعلم (ملخص)

کتاب الشرکۃ

(شرکت کے مسائل کا بیان)

(۴۱) زوجہ اپنی رقم اور اپنی محنت سے گھر میں کاروبار کرے تو شوہر اور اس کی اگلی بیوی کی اولاد اس میں حق دار ہے یا نہیں؟

سوال:۔ میں نے اپنے طور پر گھر میں ایک گھریلو کاروبار شروع کیا اس میں صرف میری اپنی ذاتی رقم ہے اور اس کاروبار میں پوری محنت میں کرتی تھی میرے شوہر کے نہ اس میں پیسے شامل ہیں نہ محنت کاروبار جاری ہے میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے ان کی اگلی بیوی کی اولاد ہے میرے اس کاروبار میں میرے شوہر کے وارثوں یعنی ان کی اگلی بیوی کی اولاد کا حق لگتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ سوال میں درج شدہ باتیں بالکل صحیح ہوں تو اس صورت میں آپ کے شوہر کی اگلی بیوی کی اولاد حق دار نہیں ہے آپ اس کاروبار کی مالک ہیں شامی میں ہے **ثم ذکر خلافاً فی المرأۃ مع زوجھا اذا اجتمع یعملھما اموال کثیرہ فقیل ھی للزوج وتکون المرأۃ معینۃ لہ الا اذا کان لھا کسب علیٰحدۃ فھو لھا وقیل بینھما نصفان** (شامی صفحہ ۴۸۳ ج ۳) (مفصل فی الشرکۃ الفاسدۃ) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

باب الربوا

بیمہ کے متعلق تفصیلی احکام

(۴۲) بارہ سوالات کے جوابات

سوال:۔ (۱) بیمہ کی جو حقیقت بیان کی گئی ہے اس میں کمپنی بطور سود جو رقم دیتی ہے جس کا نام وہ اپنی اصطلاح میں منافع رکھتی ہے شریعت کا اصطلاحی ربوا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بیمہ کی حقیقت ربوا (سود) اور قمار (جوا) سے مرکب ہے۔

الربوا هو فضل خالٍ عن عوض بمعيار شرعي شرط لاحد المتعاقدين في المعاوضة (درمختار) هو فضل خال عن عوض شرط لاحد المتعاقدين في المعاوضة مال بمال: (ملتقى الابحر) فقط

سوال:۔ (۲) اگر سود مذکور شرعی اصطلاح میں ربوا ہے تو بیمہ کے جو مصالح بیان کئے جاتے ہیں ان کے پیش نظر بیمہ کے جواز کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے۔

الجواب:۔ ربوا (سود) اور قمار (جوآ) دونوں حرام قطعی اور کبیرہ گناہ ہیں حرمت ان کی منصوص (قرآن کی نصف وجہ سے) اور اجماعی (امت کا اس پر اجماع ہے) ہے۔ اجمع المسلمون على تحريم الربوا وعلى انه من الكبائر (عمدة القاری شرح بخاری) آنحضرت ﷺ نے ربوا کو ہلاک کرنے والی چیزوں میں شمار کیا ہے اجتنبوا السبع الموبقات وجعل منهن اكل الربو الهذا اس کے ہزار منافع بیان کئے جائیں بدلیل قوله

تعالیٰ قل فیھا اثم کبیر و منافع للناس و اثمھما اکبر من نفعھما اور غیر جائز الارتکاب (اس کا ارتکاب کرنا ناجائز) ہی رہے گا۔ فقط۔

سوال:۔ (۳) زندگی کے بیمہ املاک کے بیمہ اور ذمہ داری کے بیمہ کے درمیان شرعاً کوئی فرق ہوگا یا تینوں کا ایک ہی حکم ہوگا؟

الجواب:۔ تینوں کا ایک ہی حکم ہے کہ ناجائز ہے اس لئے کہ تینوں قسمیں ربا اور سود پر مشتمل ہیں اس میں ذمہ داری محض برائے نام ہے بیمہ کمپنی جان اور مال کی حفاظت نہیں کرتی البتہ ڈاکخانہ کے بیمہ کی صورت دوسری ہے اس لئے بعض علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

امدادالفتاویٰ میں ہے کہ رہا بیمہ زیور وغیرہ کا جو ڈاکخانہ میں کرایا جاتا ہے اس کی حقیقت اور ہے کیونکہ ڈاکخانہ والے اس چیز کو پہنچاتے ہیں اور اجرت لیتے ہیں۔ پس یہ معاملہ عقد اجارہ ہے اور عملہ اجیر ہیں اور بیمہ زیادت اجر ہے اور ان کی یہ ذمہ داری تاوان کی اشتراط ضمان علی الاجیر (ڈاکخانہ والوں کا تاوان کی شرط کی ذمہ داری لینا ضمانت ہے) ہے جس کو بعض فقہاء نے جائز رکھا ہے بخلاف مذکورہ بیموں کے کہ کمپنی اس مال یا جان میں کوئی عمل نہیں کرتے اس میں تاویل محتمل (یعنی تاویل کرنے کا احتمال نہیں ہے) نہیں۔ (جلد۳ صفحہ ۱۲۰) فقط

سوال:۔ (۴) معاملہ کی یہ شرط کہ اگر بیمہ شدہ شخص یا شئی وقت معین سے پہلے تلف ہو جائے تو اتنی رقم ملے گی اور اس کے بعد تلف ہوئی تو اتنی جب کہ تلف ہونے کے وقت کا تعین غیر ممکن ہے اس معاملہ کو قمار کی حدود میں تو داخل نہیں کردیتی۔

الجواب:۔ ہاں یہ صورت قمار (جوا) کی ہے اور قطعی حرام ہے فقط۔

سوال:۔ (۵) اگر یہ صورت قمار یا غدر کی ہے تو بیمہ کے مصالح کے پیش نظر جواز کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے۔

الجواب:۔ اس کا بھی وہی حکم ہے جو نمبر ۲ میں گذرا فقط۔

سوال:۔ (۶) اگر بیمہ دار مندرجہ اقسام بیمہ سے کسی میں سود لینے سے بالکل محترز رہے اور اپنی اصل رقم کی صرف واپسی چاہتا ہو تو کیا یہ معاملہ جائز ہو سکتا ہے۔

الجواب:۔ یہ صورت بھی جواز کی نہیں ہے کہ اس میں اعانت علی المعصیۃ (گناہ میں تعاون) ہے، البتہ اخذ الربا (سود لینا) اور ارتکاب قمار (جوا کا مرتکب ہونا) کی صورت سے اخف (ہلکا) ہے۔ فقط

سوال:۔ (۷) جو رقم کمپنی بطور سود ادا کرتی ہے اسے ربا کے بجائے اس کی جانب سے اعانت وامداد اور تبرع واحسان قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

نوٹ:۔ بعض کمپنیوں کے ایجنٹ اس کا مقصد امداد ہی ظاہر کرتے ہیں؟

الجواب:۔ جی نہیں یہ ربا (سود) کی صورت ہے یا قمار (جوا) کی۔ ایجنٹ کے لکھنے اور نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدل سکتی شریعت کے احکام کا دارومدار حقیقت پر ہے نہ کہ نام پر جب تک حقیقت نہیں بدلے گی حکم نہیں بدلے گا وانه يتغير حكمه بتغير هيتة وتبديل اسمه (مرقاب المفاتیح) فقط۔

سوال:۔ (۸) اگر مسلمان کسی دارالحرب کا باشندہ ہو (مستامن نہیں اور کمپنی حربیوں ہی کی ہو تو کیا اس صورت میں یہ معاملہ مسلمانوں کے لئے جائز ہوگا؟

الجواب:۔ دارالحرب میں بھی جمہور ائمہ وعلماء محققین کے نزدیک ربوا وقمار (سود وجوا) کے متعلق وہی احکام ہیں جو دارالاسلام میں ہوتے ہیں البتہ طرفین سے دارالحرب میں جوا کا قول منقول ہے لیکن بعض علماء محققین نے امام صاحب کے قول کا ایسا مطلب بیان کیا ہے جو جمہور کے خلاف نہیں رہتا ہے چنانچہ **لا ربوا بين المسلم والحربى فى دار الحرب** اس میں احتمال ہے کہ یہ نفی نہی کے لئے ہو جیسا کہ **فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فى الحج** میں نہی کردی **فلو هاجر الينا ثم عاد اليهم فلا ربوا اتفاقاً** (درمختار) **وله فلا ربوا اتفاقاً اى لايجوز الربوا معه فهو نفى بمعنى النهى كما فى قوله تعالىٰ فلا رفث ولا فسوق فافهم**

(شامی ج ۴ صفحہ ۲۶۱)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں تحقیق الہامی کے طور پر ایک بات لکھ لو وہ یہ کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ لا ربوا بین المسلم والحربی فی دارالحرب اس سے ربا کے جواز پر استدلال نہیں کر سکتے کیونکہ اس قسم کی ترکیب کے دو معنی ہوا کرتے ہیں ایک تو یہ کہ **لا مضائقة فيه** دوسرے یہ کہ **لا يتحقق حقيقته، ولا يترتب جميع احكامه** مثلاً لا ربوا کے اگر یہ معنی ہوں کہ ان میں ربا کی حقیقت ہی مرتب نہیں تو اس کا اثر **غايت ما فى الباب** یہ ہوگا کہ اس پر جمیع احکام مرتب نہ ہوں گے مثلاً وہ **واجب الردنه** ہو اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ربا کے دوسرے آثار بھی مرتب نہ ہوں مثلاً گناہگار ہونا کہ اس کا تحقیق باوجود عدم تحقیق حقیقت ربوا کے بھی ہوگا اس کی دلیل یہ ہے کہ خود فقہاء نے بھی **لا ربوا بين العبد و سيده** میں عدم تحقیق

حقیقت مانا ہے لیکن ارتکاب صورت ربوی سے دونوں گنہگار ہوں گے اس کی نظیر یہ ہے کہ **لاصلوٰۃ الا بطہور** اس میں نفی کے معنی یہی ہے کہ بدون وضو حقیقت صلوٰۃ متحقق نہ ہوگی لیکن باوجود اس کے اس طرح نماز کی ہیئت سے اس پر گناہ ہوگا علیٰ **ھذا لا نکاح بین المحارم** میں بھی یہی مراد ہے جس کا اثر یہ ہے کہ وجوب مہر ونفقہ نہ ہوگا لیکن نفس اس فعل سے گناہ ضرور ہوگا نیز **لاصوم یوم عید** میں بھی یہی ہے اور **لا رضاع بعد الفطام** میں بھی یہی معنی ہے کہ حقیقت رضاع کا تحقق نہ ہوگا چنانچہ حرمت رضاع ثابت نہ ہوگی لیکن بعد مدت رضاع کے دودھ پلانا گناہ ضرور ہوگا پس جب حدیث **لاربوا الخ** اس معانی کو متحمل ہے اور خود حدیث شریف میں اس کے مؤیدات ونظائر اس قدر موجود ہیں تو اس حدیث سے حلت ربوا پر استدلال کافی نہ ہوگا۔ (مقالات حکمت، صفحہ ۲۵۴)

البتہ بوجہ قوی ثابت ہے کہ دارالحرب میں مسلمانوں کے لئے حربیوں کے مال پر اس طریق سے جس میں غدر نہ ہو مباح (جائز) ہے تو سود لینا بھی مباح (حلال) ہوگا لیکن اباحت مال کی وجہ اختلاف دارین (ملک کا مختلف ہونا) ہے اور یہ علت ایک ہی دار کے باشندوں میں نہیں پائی جاتی تو اس میں دلیل سے بھی ہندوستان میں رہنے والے غیر مسلموں کا مال ہمارے لئے مباح نہ ہوگا **ولان مالھم مباح فی دارھم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحاً الخ**۔ (ھدایہ ج ۳ صفحہ ۷۰)

قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ لو ان مسلمادخل ارض الحرب بامان فباعھم الدرھم بالدر ھمین لم یکن بذلک بأس الخ (الرد علی سیر الاوزاعی ص ۹۴)

شیخ الاسلام حضرت مدنی تحریر فرماتے ہیں اس میں شک نہیں کہ ہندوستان دارالحرب ہے مگر حضرت مولانا نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کا خیال تھا کہ باشندگان بلاد اسلامیہ کے لئے جائز ہے کہ وہ ہندوستان میں داخل ہوکر سود اور جوئے سے کفار کا مال لے سکتے ہیں اس میں تراضی طرفین ہو اور عہد شکنی نہ ہو لیکن باشندگان ہند کے لئے جائز نہیں ہے ان کا خیال تھا کہ ہندوستان کے رہنے والے مسلمان بھی انگریزوں اور ہندوؤں سے سود لے سکتے ہیں لیکن عوام کی مصلحت کا لحاظ کر کے اس فتویٰ کو شائع نہیں کرتے تھے۔ (مکتوب شیخ الاسلام ج ۱ صفحہ ۱۸)

البتہ ہندوؤں سے سود لینے میں اب تک تذبذب ہے (ج ۱ صفحہ ۱۹)

ہندوستان کی بیمہ کمپنیوں سے معاملہ کرنے میں یہ قباحت ہے کہ مسلمان کا مسلمان سے سود لینا لازم آئے گا چنانچہ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

دارالحرب میں قمار یا سود کے ذریعہ کفار سے رقم حاصل کر لینے کی تو اباحت ہے مگر بیمہ کمپنیوں میں تو ہزاروں مسلمان بھی شریک ہوتے ہیں اور ان کی رقم بھی شامل ہوتی ہے اور اس میں سے تمام شرکاء کو خواہ مسلم ہو یا کافر سود (INTREST) دیا جاتا ہے تو گویا مسلمان سے بھی سود لیتا ہے اس لئے دارالحرب کا مسئلہ سے بھی بیمہ کا جواز مشتبہ ہے۔ (مفتی کفایت اللہ کان اللہ لہٗ) (از ولایت بمبئی)

سوال:۔ (۹) اس صورت میں جب کہ انشورنس کا کاروبار خود حکومت کر رہی ہو اور اس صورت میں کہ یہ کاروبار نجی کمپنیاں کر رہی ہوں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے اس لئے کہ سود لینے کے جواز کا دارومدار صرف اباحت پر ہے اور اباحت کی علت اختلاف دار ہے وہ ان دونوں صورتوں میں مفقود ہے فقط۔

سوال:۔ (۱۰) اگر یہ کاروبار حکومت کے ہاتھ میں ہو تو کیا اس بنیاد پر کہ خزانۂ حکومت میں رعیت کے لئے فرد کا حق ہوتا ہے زیر بحث معاملہ میں سود کی رقم عطیۂ حکومت قرار پا کر ربا کی حدود سے خارج ہو سکتی ہے یا نہیں اور کیا اس صورت میں یہ معاملہ جائز ہو سکتا ہے

الجواب:۔ اس کو حکومت کا عطیہ قرار نہیں دیا جا سکتا اور یہ معاملہ اعانت علی المعصیۃ (گناہ میں تعاون کرنا) کی وجہ سے جائز نہیں۔

سوال:۔ (۱۱) فرض کیجئے کہ بیمہ کا کاروبار حکومت کے ہاتھ میں ہے ایک شخص بیمہ پالیسی خریدتا ہے اور میعاد معین کے بعد اصل مع سود کے وصول کرتا ہے لیکن۔

(الف) سود کی کل رقم بطور ٹیکس حکومت کو دے دیتا ہے۔

(ب) ایسے کاموں میں لگا دیتا ہے جن کا انجام دینا خود حکومت کے ذمہ ہوتا ہے مگر وہ لا پرواہی یا کسی دشواری کی وجہ سے انہیں انجام نہیں دیتی مثلاً کسی جب کہ پل یا راستہ بنوانا کسی تعلیمی ادارہ کو امداد دینا کنواں کھودوانا نل لگوا دینا وغیرہ جہاں یہ امور قانوناً حکومت کے ذمہ ہوں:

(ج) ایسے کاموں میں صرف کرتا ہے جو قانوناً حکومت کے ذمہ نہیں ہوتے مگر عام طور پر رعایا کے بارے میں حکومت کی امداد چاہتی ہے اور حکومت بھی ان کی اس خواہش کو مذموم نہیں سمجھتی بلکہ بعض اوقات امداد کرتی ہے مثلاً کسی جگہ کتب خانہ کھول دینا وغیرہ۔

تو کیا مذکورہ بالا صورتوں میں اس شخص کے لئے بیمہ پالیسی کی خریداری جائز ہوگی اور اسے بوا لینے کا گناہ تو نہ ہوگا؟

الجواب: ۔ ان صورتوں میں بھی بلا اضطرار اور شدید مجبوری کے سودی معاملہ کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے جس جس طرح کہ خیرات کرنے کی نیت سے جودی کرنے کی اجازت نہیں ہے اور اس میں اعانت علی المعصیت بھی ہے ہاں اگر کسی نے پہلے معاملہ کر رکھا ہے تو وہ سودی رقم بطور ٹیکس و جبری چندہ حکومت کو دے سکتا ہے اور بلا نیت ثواب رفاہ عام کے کاموں میں دے سکتا ہے۔ فقط۔

سوال: ۔ (۱۲) بیمہ دار اگر سود کی رقم بغیر نیت ثواب کے کسی دوسرے کو امداد کے طور پر دیتا ہے تو کیا اس صورت میں انشورنس کا معاملہ جائز ہوگا اگر انشورنس کے جواز کے کوئی گنجائش نہیں ہے تو کیا مصالح و حاجات کو سامنے رکھ کر۔

(الف) اس کا کوئی بدل ہوسکتا ہے جس میں مصالح مذکورہ موجود ہوں اور اس پر عمل کرنے سے ارتکاب معصیت لازم نہ آئے اگر ہوسکتا ہے تو کیا ہے یا

(ب) انشورنس کی مروجہ شکل میں کیا کوئی ایسی ترمیم کی جاسکتی ہے جو اسے معصیت کے دائرہ سے خارج کردے اور مصالح مذکورہ کو فوت نہ کرے اگر ہوسکتی ہے تو کیا؟

الجواب: ۔ اس کا بھی وہی حکم ہے تمام مشکلات کا حل اور مصیبتوں کا واحد علاج شریعت کی پابندی اور شعائر اسلام کی حفاظت میں مضمر ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱) ترجمہ (اے ایمان والو اگر تم شریعت کی پیروی کرو گے) اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو ثابت رکھے گا (قرآن حکیم)۔

(۲) **ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً الخ**

(ترجمہ) یعنی اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے (مضرتوں سے) نجات کی شکل نکال دیتا ہے اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ (قرآن حکیم)

فرمان نبوی ہے:

(۳) من حفظ سنتی اکرمہ اللہ تعالیٰ باربع خصال المحبة فی قلوب البدرة الخ

(ترجمہ) یعنی جس نے میری سنت کا تحفظ کیا حق تعالیٰ چار باتوں سے اس کی تکریم

فرمائے گا۔صالحین کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دے گا اور بدکاروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دے گا اور رزق فراخ کردے گا اور دین میں پختگی عطا فرمائے گا۔(شرح شرعۃ الاسلام سید علی زادہ صفحہ ۹)

(۴) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں ایک روز آپ ﷺ کے پیچھے تھا آپ ﷺ فرمانے لگے:

اے لڑکے! اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کر خدا بھی تیری حفاظت کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پسند نظر رکھ تو خدا کو بھی اپنے پاس پائے گا اللہ ہی سے مانگ اللہ ہی سے مدد چاہ اور یاد رکھ کہ تمام زمین وآسمان کے لوگ اکٹھے ہو کر تجھ کو نفع پہنچانا چاہیں تو تقدیر سے زیادہ کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکیں گے نہ تقدیر سے زیادہ نقصان پہنچا سکیں گے الخ الحدیث۔

(۵) یعنی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر بے شک تم اللہ پر عمل توکل (اعتماد) کرو۔خدا کو رزق کا ضامن یقین کرتے ہوئے حلت وحرمت کا لحاظ رکھ کر جائز طریقہ سے طلب (رزق کرو) تو بے شک وہ تم کو روزی دے گا جیسے پرندہ کو دیتا ہے کہ وہ نکلتے ہیں صبح کو بھوکے اور لوٹتے ہیں اپنے گھونسلوں میں شام کو سیر ہو کر۔

(رواہ ترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ شریف)

اے کریمے کہ از خزانہ غیب
گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ بادشمنان نظر داری

لہذا مسلمانوں کو دینی مدارس تبلیغی جماعت اور وعظ ونصیحت کے ذریعہ صحیح معنی میں دیندار شریعت کے پابند شعائر اسلام کے محافظ بنانے کی پوری جدوجہد کی جائے اور غیر سودی بینک قائم کئے جائیں تاکہ مسلمان سودی بینک سے بے نیاز ہو جائیں۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۳) سودی رقم رفاہ عام میں خرچ کرنے کی گنجائش

سوال:۔ حضرت مفتی صاحب مدت فیوضھم بعد سلام مسنون فتاویٰ رحیمیہ جلد ششم صفحہ ۱۳۸ پر

مسئلہ ہے جس میں آپ نے سود کی رقم کے متعلق تحریر فرمایا ہے یا رفاہ عام کے کاموں میں صرف کی جائے اس کے لئے اپنی معلومات اب تک یہی ہے کہ ایسی رقم واجب التصدیق ہوتی ہے اس لئے بعض اکابر نے بیت الخلاء میں بھی اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی ہے امید ہے کہ آپ اس پر غور فرمائیں گے؟

الجواب: ۔ محترم ومکرم دامت برکاتہم بعد سلام مسنون عرض ہے کہ اس اشکال کا جواب تفصیل سے فتاویٰ رحیمیہ جلد سوم صفحہ ۲۶۰ تا صفحہ ۲۶۷ میں طبع ہو چکا ہے اس میں سودی رقم رفاہ عام کے کام میں خرچ کرنے کے متعلق حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے چند فتاویٰ بھی موجود ہیں ان میں سے تین فتاویٰ درج ذیل ہیں۔

(۱) جمع شدہ روپیہ کا سود بینک سے وصول کر کے کسی قومی رفاہ عام کے کام میں دے دیا جائے۔ (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی)

(۲) پوسٹ آفس کے سیونگ بینک اور سرکاری بینکوں سے سود لینا اس لئے جائز بتایا گیا ہے کہ نہ لینے کی صورت میں سود کی رقم مسیحی مشنریوں کو دے دی جاتی ہے اور تبلیغ مسیحیت پر خرچ ہوتی ہے مسلمان ڈاکخانہ کے سیونگ بینک اور سرکاری بینکوں سے وصول کر لیں اور رفاہ عام کے قومی کاموں میں خرچ کریں۔

(محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ دہلی، الجمعیۃ دہلی یوم یکشنبہ ۷ جمادی اول ۱۳۵۰)

(۳) بینک سے وصول کر کے اس رقم کو قومی اور رفاہ عام کے کاموں میں بہ نیت رفعِ وبال خرچ کر دینا چاہئے۔

(محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی الجمعیۃ رجب ۱۳۵۲ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

ماہنامہ الرشاد میں فقہ اسلامی سیمنار کے چند اہم فیصلے اس عنوان کے تحت ذیل عنوان سود سے متعلق مسائل میں یہ تجویز بھی ہے بینک انٹرسٹ کے سود ہونے پر شرکاء سیمنار کا اتفاق ہے انٹرسٹ کی رقم بینک سے نکالی جائے یا چھوڑی جائے نکالی جائے تو کس مصرف میں خرچ کی جائے اس سلسلہ میں درج ذیل امور طے پائے۔

(۱) بینکوں سے ملنے والی رقم کو بینکوں میں نہ چھوڑا جائے بلکہ اسے نکال کر مندرجہ ذیل مصارف میں خرچ کیا جانا چاہئے۔

(۲) بینک کے سود کی رقم کو بلانیت ثواب فقراء ومساکین پر خرچ کر دیا جائے اس پر تمام

ارکان کا اتفاق ہے۔

(۳) سود کی رقم کو مساجد اور اس کے متعلقات پر خرچ نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) اکثر شرکائے سیمینار کی یہ رائے ہے کہ اس رقم کو صدقات واجبہ کے مصارف کے علاوہ رفاہ عام کے کاموں پر بھی خرچ کیا جا سکتا ہے بعض حضرات کی رائے میں اس کے مصرف کو فقراء و مساکین تک محدود رکھنا چاہئے ماہنامہ جامعۃ الرشاد جنوری ۱۹۹۰ء مطابق جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۲۱ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۴) پگڑی سسٹم میں جائز صورت

سوال:۔ آج کل پگڑی پر جو لین دین ہو رہے ہیں، جس کو شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے، کیا اس میں کوئی ایک ایسی صورت بھی ہے جس کو شریعت نے جائز قرار دیا ہوں۔یعنی پگڑی سسٹم پر دکان یا مکان لینے کی جائز صورت بیان فرمادیں؟

الجواب:۔ پگڑی پر دکان یا مکان لینا جائز نہیں ہے کیونکہ پگڑی مکان کو خالی نہ کرانے کے دباؤ پر لی اور دی جاتی ہے جس کی شرع میں کوئی قیمت نہیں ہے، اس لئے پگڑی کی رقم لینے والے کے لئے بالکل حلال نہیں۔ البتہ اس کی جائز صورتیں دو ہیں۔ایک یہ ہے کہ پگڑی کی رقم مکان وغیرہ کے لئے مہینہ کے کرائے میں طے کر لی جائے اور باقی مہینوں کا کرایہ حسب منشا طے کر لیا جائے۔کرایہ دار اس طرح کرایہ پر مکان وغیرہ لینے پر راضی ہو جائے تو اس طرح کرایہ میں رقم لینا درست ہوگا۔اور دوسری صورت یہ ہے کہ پچاس یا سو سال کی مدت کے لئے مکان کرایہ پر لینے کا معاملہ کر لیا جائے اور ماہوار کرایہ طے کر لیا جائے پھر کرائے کا اکثر حصہ باہمی رضامندی سے پیشگی لے لیا جائے اور باقی کرایہ ماہوار لیا جائے مثلاً ایک ہزار روپیہ ماہوار کرایہ پر پچاس سال کے لئے دوکان یا مکان کرایہ پر لیا جائے اور آٹھ سو روپے ماہانہ کرایہ پچاس سال کا حساب لگا کر نقد لے لیا جائے اور دو سو روپے کرایہ ہر ماہ ادا کر دیا جائے اور دونوں فریق باہمی رضامندی سے معاملہ کر لیں تو اس طرح پیشگی کرایہ لینا درست ہوگا جیسا کہ درمختار صفحہ ۵۱۶ وغیرہ میں پیشگی کرائے کی اجازت دی گئی ہے۔(ملخص)

باب اللقطہ

گری پڑی چیزوں کا بیان

(۱) راستے کی گری پڑی چیزوں کے ملنے کا حکم

سوال:۔ راستے میں کبھی کبھار روپیہ کبھی کوئی قیمتی چیز مل جاتی ہے اور ہمارے ہاں اب تو یہ عادت بن گئی ہے کہ گرنے والی چیز ملتی ہی نہیں خصوصاً تقاریب میں کبھی کسی کی گھڑی گر جائے، پیسے گر جائیں عورتوں کا کوئی زیور گر جائے تو اس کا پتہ نہیں لگتا۔ لیکن جسے وہ چیزیں ملتی ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ پہلی بات تو اس میں یہ ہے کہ اگر کوئی قیمتی چیز راستے میں یا کہیں پڑی ہوئی مل جائے تو اسے اول تو اٹھانا ہی نہ چاہئے، کیونکہ اٹھانے کے بعد اس پر اس کے مالک کو ڈھونڈنا، اعلان کرنا، اور اس کی حفاظت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی چیز مل جائے اور اتنی قیمتی ہو جسے گرنے کے بعد مالک ڈھونڈتا ہے مثلاً پچاس ساٹھ روپے سے زائد کی تو اس کی حفاظت کرنا اور اس کا اعلان کر کے اس کے مالک کو ڈھونڈنا ضروری ہے۔

ایک سال تک اگر کوئی اس کا مالک پتہ نہ چلے تو اس چیز کو صدقہ کر دینا چاہئے اور اس کے بعد اگر مالک یا اس کے ورثاء کا پتہ لگ جائے تو انہیں بتا دیا جائے کہ صدقہ کر دی گئی ہے اگر وہ صدقہ پر راضی ہو جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ وہ صدقہ کی چیز یا کر صدقہ کرنے والے کی طرف سے

شمار ہوگا اور اس کی قیمت مالک کو لوٹانا ضروری ہوگا اس طرح امید ہے کہ لقطہ پانے والا مرد یا عورت قباحت میں حق العباد کے مواخذے سے بری ہوجائے۔

لیکن اگر اسے خود استعمال کرلیا اور اعلان وغیرہ نہ کیا بلکہ چیز ملتے ہی چھپالی تو یہ صریح غصب ہے خصوصاً تقاریب میں ایسی چیز کو ملنے کے بعد چھپالینا تو ڈاکہ بھی ہے اور اگر تلاشی پر وہ اٹھانے والے کے پاس سے برآمد ہوگئی تو خوب شرمندگی ہوگی ورنہ قیامت کے دن تو سخت مواخذہ ہوگا ہی۔

س کی قیمت صدقہ کی جائے گی مسجد وغیرہ میں لگانا درست نہیں، اگر لقطہ پانے والا شخص خود بہت غریب ہوتو مالک کو ڈھونڈنے اور اعلان کے بعد جب مالک سے ناامیدی ہوجائے تو استعمال کرسکتا ہے لیکن مالک ملنے کے بعد اگر مالک نے ضمان مانگا تو وہ دینا ہوگا۔

(کمافی الھدایہ والشامی)

ملخص

کتاب الفرائض

وراثت کے متعلق مسائل

کتاب الفرائض

وراثت کا بیان

(۱) ''وارث کو وراثت سے محروم کرنا''

سوال:۔ رسول اللہ نے فرمایا'' کہ جو اپنے وارث کو میراث سے محروم کر دے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت کی میراث سے محروم کر دے گا۔''

(ابن ماجہ)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں خدا نے جو قوانین بنا دیئے وہ اٹل ہیں اور انہیں توڑنے والا کفر کا کام کرتا ہے۔ ہم نے اکثر ایسی مثالیں دیکھی ہیں کہ باپ اپنی اولاد میں سے کسی سے ناراض ہو جاتا ہے تو اسے وراثت سے محروم کر دیتا ہے۔ اب ہمارے ذہن میں مندرجہ بالا حدیث کا مفہوم بھی ہے اور یہ بات بھی کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ میری مرضی ہے کہ جسے بھی دوں اب خدا کے اس اٹل فیصلے سے کیا مفہوم اخذ کیا جا سکتا ہے اس ناقص عقل کو تشریح کے ساتھ جواب جلد مرحمت فرمائیے؟

الجواب:۔ کسی شرعی وارث کو محروم کرنا یہ ہے کہ یہ وصیت کر دی جائے کہ میرے مرنے کے بعد فلاں شخص وارث نہیں ہوگا۔ جس کو عرف عام میں ''عاق نامہ'' کہا جاتا ہے۔ ایسی وصیت حرام اور ناجائز ہے۔ اور شرعاً لائق اعتبار بھی نہیں اس لئے جس شخص کو عاق کیا گیا ہو وہ بدستور وارث ہوگا۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲) ''نافرمان اولاد کو جائیداد سے محروم کرنا یا کم حصہ دینا''

سوال:۔ ایک ماں باپ کے تین لڑکے ہیں۔ تینوں میں سے ایک لڑکے نے اپنی زندگی میں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ماں باپ اس سے خوش ہیں۔ اور باقی دونوں میں سے ایک تعلیم حاصل کر رہا ہے اور جو بڑا ہے اس نے آج تک بھی ماں کو ماں اور باپ کو باپ نہیں سمجھا۔ رہتے سب وہ ایک ہی گھر میں ہیں اب باپ جائیداد تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ مولانا صاحب آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ کیا باپ اس لڑکے کو جائیداد کا زیادہ حصہ دے سکتا ہے جس نے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ کیا وہ ایسا کر سکتا ہے یا وہ تینوں میں برابر تقسیم کر دے؟ آپ اس سلسلے میں فیصلہ فرما دیں تا کہ میں کوئی فیصلہ کر سکوں۔

الجواب:۔ جن لڑکوں نے ماں باپ کو ماں باپ نہیں سمجھا انہوں نے اپنی عاقبت خراب کی اور اس کی سزا دنیا میں بھی ان کو ملے گی مگر ماں باپ کو یہ اجازت نہیں کہ اپنی اولاد میں سے کسی کو جائیداد سے محروم کر جائیں۔ سب کو برابر رکھنا چاہئے ورنہ ماں باپ بھی اپنی عاقبت خراب کریں گے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) ''باپ کی وراثت میں بیٹیوں کا بھی حصہ ہے''

سوال:۔ والدین اپنی وراثت میں جو ترکہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں اس پر بہن بھائی کا کیا قانونی حق بنتا ہے۔ جب کہ ایک بھائی باپ کی مکان میں رہائش پذیر ہے۔ جب کہ بھائیوں کا کہنا ہے کہ باپ کی وراثت میں تینوں کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ احکام قرآنی اور احادیث کے حوالے سے جواب صادر فرمائیں کہ بہن بھائیوں کے خلاف قانونی کارروائی کا حق رکھتی ہے؟

الجواب:۔ قرآن کریم میں تو بھائیوں کے ساتھ بہنوں کا بھی حصہ (بھائی سے آدھا) رکھا ہے۔ وہ کون لوگ ہیں جو قرآن کریم کے قطعی اور دوٹوک حکم کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ باپ کی وراثت میں بہنوں کا (یعنی باپ کی لڑکیوں کا) کوئی حصہ نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) ''دوسرے ملک میں رہنے والی بیٹی کا بھی باپ کی وراثت میں حصہ ہے''

سوال:۔ میرے سسر کا انتقال ہو گیا ہے۔ انہوں نے وارثوں میں بیوہ، تین لڑکے جن میں سے ایک کا انتقال ہو چکا ہے اور چھ لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ جس میں ایک لڑکی ہندوستان کی شہری ہے۔ مرحوم کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی کیا ہندوستانی شہریت رکھنے والی لڑکی بھی پاکستانی وراثت کی حق دار ہے اگر ہیں تو اس کا حصہ کاٹنے کے بعد کتنا کتنا حصہ بنے گا۔ یعنی بیوہ، لڑکوں اور لڑکیوں کا الگ الگ۔

الجواب:۔ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ مرحوم کے جس لڑکے کا انتقال ہو چکا ہے اس کا انتقال باپ سے پہلے ہوا ہے یا بعد میں۔ بہر حال اگر پہلے ہوا تو مرحوم کا ترکہ (ادائے قرض اور نفاذ وصیت (مرحوم کی وصیت پوری کرنے کے بعد اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو) کے بعد) اسی (۸۰) حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ان میں دس حصے بیوہ کے چودہ چودہ دونوں لڑکوں کے اور سات سات لڑکیوں کے۔ جو لڑکی ہندوستان میں ہے وہ بھی وارث ہوگی اور جس لڑکے کا انتقال اس کے باپ کی زندگی میں ہو چکا ہے وہ وارث نہیں ہوگا۔ اور اگر لڑکے کا انتقال باپ کے بعد ہوا ہے تو ترکہ چھیانوے (۹۶) حصوں میں تقسیم ہوگا بارہ حصے بیوہ کے چودہ چودہ تینوں لڑکوں کے اور سات سات لڑکیوں کے۔ مرحوم لڑکے کا حصہ اس کا وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) ''بہنوں سے ان کی جائیداد کا حصہ معاف کروانا''

سوال:۔ ہمارے معاشرے میں وراثت سے متعلق یہ روایت چل رہی ہے کہ باپ کے انتقال کے بعد اس کی اولاد میں سے بھائی اپنی بہنوں اور ماں سے یہ لکھوا لیتے ہیں کہ انہیں جائداد میں سے کوئی حصہ نہیں چاہئے۔ بہن بھائیوں کی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنے حصے سے دستبردار ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح باپ کی تمام جائیداد بیٹوں کو منتقل ہو جاتی ہے۔ کیا شرعی لحاظ سے اس طرح معاملہ کرنا درست ہے؟ کیا اس طرح بہنیں اپنی اولاد کا حق غصب کرنے کی مرتکب نہیں ہوتیں؟ اگر بہنیں اپنے حصے سے دستبردار ہو جائیں تو کیا ان کی اولاد کو مذکورہ حصہ طلب کرنے کا حق ہے؟

الجواب:۔ (۱) اللہ تعالٰی نے باپ کی جائیداد میں جس طرح بیٹوں کا حق رکھا ہے اسی طرح بیٹیوں کا بھی حق رکھا ہے۔ لیکن ہندوستانی معاشرے میں لڑکیوں کو ان کے حق سے محروم رکھا جاتا رہا ہے۔ اس لئے رفتہ رفتہ یہ ذہن بن گیا کہ لڑکیوں کا وراثت میں حصہ لینا گویا ایک عیب یا جرم ہے۔ لہذا جب تک انگریزی قانون رائج رہا کسی کو بہنوں سے حصہ معاف کرانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور جب سے پاکستان میں شرعی قانون وراثت نافذ ہوا۔ بھائی لوگ بہنوں سے لکھوا لیتے ہیں کہ انہیں حصہ نہیں چاہئے۔

یہ طریقہ نہایت غلط اور قانون الٰہی سے سرتابی کے مطابق ہے۔ آخر اک بھائی دوسرے کے حق میں کیوں دستبردار نہیں ہو سکتا؟ اس لئے بہنوں کے نام ان کا حصہ کر دینا چاہئے۔ سال دو سال کے بعد اگر وہ اپنے بھائی کو دینا چاہیں تو ان کی خوشی ہے ورنہ موجودہ صورت حال میں وہ خوشی سے نہیں چھوڑتیں بلکہ رواج کے تحت مجبوراً چھوڑتی ہیں۔

(۲) اگر کسی بہن نے اپنا حصہ واقعتاً خوشی سے چھوڑ دیا ہے تو اس کی اولاد کو مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ اولاد کا حق ماں کی وفات کے بعد ثابت ہوتا ہے۔ ماں کی زندگی میں ان کا ماں کی جائیداد پر کوئی حق نہیں۔ اس لئے اگر وہ کسی کے حق میں دستبردار ہو جائیں تو اولاد اس کو نہیں روک سکتی۔

(۶) ''کیا جہیز وراثت کے حصے کے قائم مقام ہو سکتا ہے؟''

سوال:۔ ہمارے والد مرحوم ترکہ میں ایک بڑا مکان، مین بازار میں پانچ دکانیں اور ایک تقریباً چار سو گز کا پلاٹ جو کمرشل استعمال میں ہے چھوڑ کر فوت ہوئے۔ اس تمام پراپرٹی کی مارکیٹ ویلیو تقریباً چالیس لاکھ ہے۔ ہمارے تمام بھائی ماشاءاللہ اچھی اچھی جگہوں پر برسر روزگار ہیں گھر مین کسی چیز کی کمی نہیں مگر ہم شادی شدہ بہنوں کے گھریلو حالات صحیح نہیں۔ مشکل سے گزارہ ہوتا ہے۔ مگر ہماری والدہ ہم بہنوں کا حصہ دینے کو تیار نہیں وہ کہتی ہیں کہ بہنوں کو جہیز دے دیا گیا ہے باقی تمام ترکہ لڑکوں کا ہے۔ جب کہ شادی میں ہم لوگوں کو بمشکل چالیس پچاس ہزار کا جہیز دیا گیا تھا۔ وہ بھی زیادہ تر خاندان والوں کے تحفے تحائف تھے۔ برائے مہربانی فرمائیے کہ آیا ہماری والدہ کا فرمانا صحیح ہے یا ہم اپنا حصہ لینے میں حق بجانب ہوں گے اور اس سلسلے

میں والدہ پر دباؤ ڈالنا گستاخی تو نہ ہوگی؟ یا یہ کہ ہماری والدہ کو بحیثیت سرپرست اس وقت کیا دینی ذمہ داری ادا کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ آپ کے مرحوم والد کے ترکہ میں لڑکیوں اور لڑکوں کا یکساں حق ہے۔ دو لڑکیوں کا حصہ ایک لڑکے کے برابر ہوگا۔ آپ کی والدہ محترمہ کا یہ کہنا کہ لڑکیوں کو جہیز مل چکا ہے لہذا اب ان کو جائیداد میں حصہ نہیں ملے گا چند وجوہ سے غلط ہے۔

اول: اگر لڑکیوں کو جہیز مل چکا ہے تو لڑکوں کی شادی پر اس سے دوگنا خرچ ہو چکا ہے اب ازروئے انصاف یا تو لڑکیوں کو بھی جائیداد سے محروم رکھا جائے یا لڑکیوں کو بھی شرعی حصہ دیا جائے۔

دوم: لڑکیوں کو جہیز تو والد کی زندگی میں دیا گیا اور وراثت کے حصہ کا تعلق والد مرحوم کی وفات سے ہے تو جو چیز والد کی وفات سے حاصل ہوگی اس کی کٹوتی والد کی زندگی میں کیسے ہو سکتی ہے۔

سوم: ترکہ کا حصہ تو متعین ہوتا ہے کل جائیداد اتنی مالیت کی ہے اور اس میں فلاں وارث کا اتنا حصہ ہے لیکن جہیز کی مالیت تو متعین نہیں ہوتی بلکہ والدین حسب توفیق دیا کرتے ہیں۔ پس جہیز ترکہ کے قائم مقام کیسے ہوسکتا ہے۔

چہارم: پھر ایک چیز کے بدلے دوسری چیز دینا ایک معاملہ ایک سودا اور ایک لین دین ہے۔ اور کوئی معاملہ اور سودا دو فریقوں کے بغیر نہیں ہوا کرتا۔ تو کیا والدین اور لڑکیوں کے درمیان یہ سودا طے ہوا تھا کہ یہ جہیز تمہیں تمہارے حصہ وراثت کے بدلے میں دیا جاتا ہے۔

الغرض آپ کی والدہ کا مؤقف قطعاً غلط اور مبنی بر ظلم ہے وہ لڑکیوں کو حصہ نہ دے کر اپنے لئے دوزخ خرید رہی ہیں انہیں اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

رہا سوال یہ کہ والدہ پر دباؤ ڈالنے سے ان کی گستاخی تو نہیں ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صرف مانگنا گستاخی نہیں۔ دیکھئے بندے اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔ بچے اپنے والدین سے مانگتے ہیں اس کو کوئی گستاخی نہیں کہتا! ہاں! لہجہ گستاخانہ ہو تو یقیناً گستاخی ہوگی۔ پس اگر آپ ملتجیانہ لہجہ میں والدہ پر دباؤ ڈالیں تو یہ گستاخی نہیں اور اگر تحکمانہ لہجہ میں بات کریں تو گستاخی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷) ''وراثت کی جگہ لڑکی کو جہیز دینا''

سوال:۔ جہیز کی لعنت اور وباء سے کوئی محفوظ نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ہم جہیز کی شکل میں اپنی بیٹی کو ''ورثہ'' کی رقم دے دیتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ باپ اپنی زندگی میں ہی ورثہ بیٹی کو دے دے۔ جہیز کے نام پر اور اس کے بعد اس سے سبکدوش ہو جائے؟

الجواب:۔ ورثہ تو والدین کے مرنے کے بعد ہوتا ہے۔ زندگی میں نہیں۔ البتہ اگر لڑکی اس جہیز کے بدلے اپنا حصہ چھوڑ دے تو ایسا کر سکتی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) ''ماں کی وراثت میں بھی بیٹیوں کا حصہ ہے''

سوال:۔ ہماری والدہ کا انتقال ہوئے تقریباً ساڑھے آٹھ سال ہو چکے ہیں ہم چار بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ ہماری والدہ کے ورثہ پر ہمارے والد صاحب اور بھائیوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ تمام جائیداد اور کاروبار سے والد اور بھائی مالی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہم بہنیں جب والد صاحب سے اپنا حصہ مانگتی ہیں تو کہتے ہیں بیٹیوں کا ماں کے ورثہ میں کوئی حصہ نہیں ہوتا اور یہ سب میرا ہے۔

الجواب:۔ آپ کے والد کا یہ کہنا غلط ہے کہ ماں کی وراثت میں بیٹیوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ بیٹیوں کا حصہ جس طرح باپ کی میراث میں ہوتا ہے اسی طرح ماں کی میراث میں بھی ہوتا ہے۔ آپ نے جو صورت لکھی ہے اس پر آپ کی والدہ کا ترکہ ۳۲ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ آٹھ حصے آپ کے والد کے ہیں ۶/۶ دونوں بھائیوں کے اور ۳/۳ چاروں بہنوں کے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹) ''لڑکے اور لڑکی کے درمیان وراثت کی تقسیم''

سوال:۔ اگر مسلمان متوفی نے ایک لاکھ روپے ترکہ میں چھوڑے اور وارثوں میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوں تو از روئے شریعت ایک لاکھ روپے کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ کیا ہماری عدالتیں بھی اسلامی قانون وراثت کے مطابق فیصلے کرتی ہیں؟

الجواب:۔ اگر اور کوئی وارث نہیں تو مرحوم کی تجہیز وتکفین ادائے قرضہ جات اور باقی ماندہ تہائی مال میں وصیت نافذ کرنے کے بعد (اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو) مرحوم کا ترکہ چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ دو حصے لڑکے اور ایک ایک حصہ دونوں لڑکیوں کا۔ ہماری عدالتیں بھی اسی کے مطابق فیصلہ کرتی ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰) ''بھائی بہنوں کا وراثت کا مسئلہ''

سوال:۔ ہم تین بہنیں اور ایک بھائی ہیں۔ ہماری والدہ اور والد انتقال کر چکے ہیں۔ ایک مکان ہمارے ورثہ میں چھوڑا ہے جس کو ہم ۱۰۵۰،۰۰۰ روپے میں فروخت کر رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہنوں کے حصے میں کیا آئے گا اور بھائی کے حصے میں کیا رقم آئے گی؟ ہم مسلمان ہیں اور سنی عقیدے سے تعلق ہے۔

الجواب:۔ آپ کے والد مرحوم کے ذمہ کوئی قرض ہو تو اس کو ادا کرنے اور کوئی جائز وصیت کی ہو تو تہائی مال کے اندر اسے پورا کرنے کے بعد اس کی ملکیت میں چھوٹی، بڑی، منقولہ، غیر منقولہ جتنی چیزیں تھیں وہ پانچ حصوں پر تقسیم ہوں گی۔ دو حصے بھائی کے ہیں اور ایک ایک حصہ تینوں بہنوں کا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) ''والد یا لڑکوں کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے''

سوال:۔ زید کے پاس اپنی تنخواہ سے خرید کردہ دو پلاٹ ہیں اور ایک مکان جس میں وہ اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ رہائش پذیر ہے۔ جس ادارہ میں زید ملازم ہے۔ اس کی طرف سے زید کی وفات کی صورت میں تقریباً آٹھ لاکھ روپیہ اس کے بیوی بچوں کو ملے گا اس رقم میں پراویڈنٹ فنڈ ۲ لاکھ اور گروپ انشورنس ۶ لاکھ روپے ہے۔ جو ملازمین کے ورثاء کی مالی مدد کے لئے ادارے کا مستقل طریقہ کار ہے اور ملازمین کی تنخواہ سے ہر ماہ معمولی رقم گروپ انشورنس کی رو سے کٹوتی ہوتی ہے۔ زید کے تین بھائی دو بہنیں اور والدین زندہ ہیں۔ زید کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں جو تمام غیر شادی شدہ ہیں۔ اوپر دیئے گئے ترکہ میں ہر ایک کا شرعی حصہ بتا کر مشکور فرمائیں۔

الجواب:۔ زید کی وفات کے وقت اگر یہ تمام وارث زندہ ہوں تو آٹھواں حصہ اس کی بیوہ کا اور چھٹا حصہ والدین کا باقی اس کی اولاد کا۔ لڑکے کا حصہ لڑکی سے دوگنا ہوگا ترکہ کے کل ۲۸۸ حصے ہوں گے ۳۶ بیوہ کے ۴۸، ۴۸ ماں باپ کی۔ ۲۶، ۲۶ لڑکوں کے ۱۳، ۱۳ لڑکیوں کے۔ والد یا لڑکوں کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) ''مرحوم کا قرضہ بیٹوں نے ادا کیا تو وارث کا حصہ''

سوال:۔ میرے والد کا انتقال ہو گیا والد نے اپنے وارثوں میں ایک بیوہ، سات بیٹیاں اور چار بیٹے چھوڑے ہیں۔ والد صاحب نے اپنے انتقال کے وقت ۲۵۰ گز زمین پر آدھا حصہ بنا ہوا چھوڑ گئے تھے اور ایک عدد ۳۳۰ گز کا پلاٹ تھا اور ایک کارخانہ تھا جس میں لکڑی کے فریم اور دوسرا سامان تھا جس کی مالیت اس وقت ۱۵۰۰۰ روپے تھی اور بینک میں ۵۰۰۰ روپے تھے۔ والد صاحب کے انتقال کے وقت انہوں نے ۳۰۰۰۰ ہزار دوسروں کے دینے تھے والد صاحب نے جو کارخانہ چھوڑا تھا اسے ہم نے کچھ روپیہ قرض لے کر چلانا شروع کر دیا۔ ایک سال کے اندر اندر ہم بھائیوں نے محنت کر کے سب سے پہلے اپنے والد کا قرضہ چکا دیا اور جو ہم نے قرض لیا تھا وہ بھی ہم بھائیوں نے ادا کر دیا اور مزید رقم بھی کمائی۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ جو ہمارے والد نے اثاثہ چھوڑا ہے اس میں سارے وارثوں کا حصہ بنتا ہے یا جو کچھ ہم نے کمایا ہے یعنی بھائیوں نے اس میں بھی سارے وارثوں کا حصہ بنتا ہے۔ اگر سارے وارثوں کا حصہ بنتا ہے تو کس جائیداد میں کس کا کتنا حصہ بنتا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

الجواب:۔ مرحوم کی تجہیز وتکفین اور ادائے قرضہ جات کے بعد ان کے ترکہ کی جتنی مالیت تھی اس کے ۱۲۰ حصے کئے جائیں گے ان میں پندرہ حصے بیوہ کے چودہ حصے ہر لڑکے کے اور سات حصے ہر لڑکی کے ہوں گے۔

بیوہ	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۱۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳) ''باپ کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے''

سوال:۔ ماں، باپ، چار بھائی (دو شادی شدہ) پانچ بہنیں (ایک شادی شدہ) کے حصہ میں جائیداد کا کتنا حصہ آئے گا۔ ایک بھائی کے چار بچے اور ایک بہن کے دو بچے یعنی کل افراد ۱۱ ہیں۔

الجواب:۔ کل ماں کا چھٹا حصہ ماں کا ہے۔ اور باقی باپ کا۔ باپ کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۴) وراثت میں لڑکیوں کو محروم کرنا بدترین گناہ کبیرہ ہے

سوال:۔ تقسیم سے پہلے ہمارے نانا کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ میان درمیان میں کچھ بھی کیا ہو لیکن مرنے سے کچھ عرصہ پہلے انہوں نے برنس روڈ میں ایک چائے خانہ کھولا ہوا تھا جس کو بعد میں مٹھائی کی دکان میں تبدیل کر لیا۔ دکان پگڑی کی تھی اور بڑے بیٹے کے نام تھی۔ بعد میں دکان چل پڑی اور بہت مشہور ہو گئی۔ بڑے بیٹے نے اپنے بھائیوں میں وہ دکانیں بانٹ لیں اس طرح نانا کے مرنے پر بچوں نے صرف بھائیوں میں جائیداد تقسیم کر دی۔ لڑکیوں کو کچھ نہیں دیا۔ کچھ عرصے کے بعد نانی کا انتقال ہوا انہوں نے جو رقم نقد چھوڑی تھی لڑکوں میں تقسیم ہو گئی لڑکیوں کو کچھ نہیں ملا۔

اب مولانا صاحب! آپ سے عرض ہے کہ آپ صحیح صورت حال کا اندازہ لگا کر جواب دیجئے کہ کیا ان لوگوں کا یہ طرز عمل ٹھیک ہے؟ کیا اس سے مرنے والوں کی روحیں بے چین نہ ہوں گی ویسے بھی ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ حق داروں کا حق کھانے والا کبھی پھلتا پھولتا نہیں۔

الجواب:۔ بیٹیوں اور بہنوں کو وراثت سے محروم کرنا بدترین گناہ کبیرہ ہے آپ کے نانا نانی تو اس کی سزا بھگت ہی رہے ہوں گے جو لوگ اس جائیداد پر اب ناجائز طور پر قابض ہیں وہ بھی سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔ لڑکوں کو چاہئے کہ بہنوں کا حصہ نکال کر ان کو دے دیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۵) کیا بچیوں کا بھی وراثت میں حصہ ہے؟

سوال:۔ ہم پانچ بہن بھائی ہیں دو بھائی اور تین بہنیں۔ سب شادی شدہ ہیں۔ ماں باپ حیات ہیں۔ ہم بھائی جس مکان میں رہ رہے ہیں وہ ہماری اپنی ملکیت ہے چونکہ ہم بھائیوں کی بیویاں ایک جگہ رہنا پسند نہیں کرتیں اس لئے ہم نے یہ مکان فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے مکان کا سودا بھی ہو گیا ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ جب بہنوں کو یہ معلوم ہوا کہ ہم مکان فروخت کرر ہے ہیں انہوں نے بھی مکان میں حصے کا مطالبہ کر دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا جب کہ بہنیں اپنا حصہ لینے پر اصرار کر رہی ہیں۔ مولانا صاحب اب آپ ہی ہماری بہنوں کو سمجھائیں کہ باپ کی جائیداد میں لڑکیوں کا حق نہیں ہوتا اور مولانا صاحب اگر میں ہی غلطی پر ہوں تو براہ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا ہماری بہنیں بھی اس جائیداد میں سے حقدار ہیں اور اگر ہیں تو بہنوں کے حصے میں کتنی رقم آئے گی؟ آپ کا احسان مندر ہوں گا۔

الجواب:۔ یہ تو آپ نے غلط لکھا ہے کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا۔ قرآن کریم نے بیٹی کا حصہ بیٹے سے آدھا بتایا ہے۔ اس لئے یہ کہنا تو جہالت کی بات ہے کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا۔ البتہ جائیداد کے حصے والد کی وفات کے بعد لگا کرتے ہیں اس کی زندگی میں نہیں۔ اپنی زندگی میں اگر والد دینا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ سب کو برابر دے لیکن اگر کسی کی ضرورت واحتیاج کی بناء پر زیادہ دے دے تو گنجائش ہے۔ بہر حال آپ کو چاہئے کہ اپنی بہنوں کو بھی دیں۔ بھائیوں کا دوگنا حصہ اور بہنوں کا اکہرا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶) ”وراثت سے محروم لڑکی کو طلاق دے کر دوسرا ظلم نہ کرو“

سوال:۔ زید کے انتقال کے بعد ان کی جائیداد زید کی بیوی نے فروخت کر کے لڑکوں کی رضا مندی سے اپنے مصرف میں لے لی۔ جب کہ زید کی اولاد میں لڑکی بھی ہے اس طرح انہوں نے حکومت اور شرعی دونوں قانون کی رو سے لڑکی کو وراثت کے حق سے محروم کیا جو شرعی اور قانونی جرم ہے۔ اس حق تلفی کے سلسلہ میں لڑکی کے شوہر کو کیا اقدام کرنا چاہئے؟ آیا لڑکی کو طلاق دے کر لڑکی

والوں کو سبق سکھانا جائز عمل ہوگا؟ جب کہ لڑکی والے ہٹ دھرمی پر آمادہ ہیں اور اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی وہ اس فعل پر نادم ہیں۔

الجواب:۔ لڑکی کو محروم کر کے انہوں نے ظلم کیا۔ اور عقلمند شوہر اس کو طلاق دے گا تو اس مظلومہ پر دوسرا ظلم ہوگا جو عقل و انصاف کے خلاف ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷) ''یتیم بیٹی کو وراثت سے محروم کرنا''

سوال:۔ ایک بھائی فوت ہوگیا جائیداد میں بہت کچھ چھوڑا۔ ایک بچی کو یتیم چھوڑ کر مرا۔ لیکن چچا نے اس کا حصہ نہیں دیا۔ تمام جائیداد اپنے اکلوتے بیٹے کے نام کر کے مر گیا۔ بیٹا اچھا خاصہ پڑھا لکھا ہے اور مسئلے مسائل سے واقف ہے کیا وہ بھی گنہگار ہے؟ کیا اس کو اس یتیم کا حصہ دینا چاہئے؟ اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے؟

الجواب:۔ اس یتیم بچی کا حق ادا کرنا اس لڑکے کے ذمہ ضروری ہے ورنہ یہ بھی اپنے باپ کے ساتھ دوزخ میں پہنچے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) ''منہ بولی اولاد کی وراثت کا حکم''

سوال:۔ ہم لوگ آٹھ بہن بھائی ہیں۔ اور میرے سوا سب صاحب اولاد ہیں۔ میری شادی خالہ زاد سے ہوئی ہے اور تقریباً ۱۶ سال سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ میں نے اور میرے شوہر نے اپنی مرضی اور اتفاق سے میری سگی بھانجی اور میرا چھوٹا بھائی بطور اولاد کے لے کر پالے ہیں۔ اور یہ دونوں اب جوان ہو رہے ہیں اور میرے شوہر کا کوئی بھائی نہیں ایک بہن ہے جس کے تین بچے ہیں جو ہم سے الگ رہتے ہیں پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے ان دونوں بچوں یعنی میرے بھائی اور میری بھانجی کی ہمارے ساتھ شرعی حیثیت کیا ہے اور ان دونوں کی آپس میں کیا حیثیت ہوگی کیا یہ دونوں آپس میں بہن بھائی کہلا سکتے ہیں اور کیا میرے شوہر ان کے ساتھ اپنی ولدیت لگا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری جائیداد میں ان کا کیا حصہ ہوگا جب کہ ہمارا ان کے سوا کوئی نہیں۔

الجواب:۔ ان دونوں کا حکم آپ کی اولاد کا نہیں نہ ان کی ولدیت تبدیل کرنا جائز ہے آپ

لوگ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا مالک بنادیں یہ دونوں آپس میں ماموں بھانجی ہیں۔ بہن بھائی نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۹) ''کیا ذہنی معذور بچے کو بھی وراثت دینا ضروری ہے''

سوال:۔ میرے تین بچے ہیں۔ دولڑکے ایک لڑکی اوران کے درمیان وراثت کا معاملہ یوں تو صاف ہے یعنی پانچ حصوں میں دو دولڑکوں کے ایک لڑکی کا۔ مگراس میں غیر معمولی بات جوحل طلب ہے وہ یہ کہ میرا بڑا لڑکا پیدائشی کمزور دماغ کا غیر معمولی حالت کا ہے یعنی نہ وہ بول سکتا ہے نہ اس کو عقل وشعور ہے اس غیر معمولی حالت کی وجہ سے میں نے اس کو انگلستان میں ایک بچوں کے اسکول یا ہسپتال میں داخل کر دیا تھا۔ جس کی دیکھ بھال اورکل اخراجات حکومت انگلستان اٹھاتی ہے۔ گویا ایک طرح میرا خون کے رشتہ کے علاوہ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب ایسی حالت میں وہ حق دار تو ضرور ہے مگر وراثت کا استعمال نہ وہ کرسکتا ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے اور نہ وہ طالب ہوسکتا ہے ایسی حالت میں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ جائیداد صرف ان دونوں بچوں کو ہی دے دی جائے۔ تین حصہ کر کے ایک لڑکی کا اور دولڑکے کے۔

الجواب:۔ معذور اولاد تو زیادہ ہمدردی کے مستحق ہوتی ہے نہ کہ اس کو وراثت سے محروم کردیا جائے۔ آپ اپنی زندگی میں اس کو محروم کر کے دنیا میں اپنے لئے جہنم کا سودا نہ کریں۔ اس کا حصہ محفوظ رہنا چاہئے خواہ اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ اور امکانی وسائل کے ساتھ اس کا حصہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بہرحال وراثت سے محروم کرنا جائز نہیں۔ (مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰) ''سوتیلے بیٹے کا باپ کی جائیداد میں حصہ''

سوال:۔ کیا سوتیلے بیٹے کو باپ کی جائیداد سے حصہ مل سکتا ہے جب کہ شادی کے وقت وہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ آیا ہو۔ اوراب اپنے بچوں کے ساتھ الگ اپنے گھر میں رہتا ہے۔

الجواب:۔ اس بچے کا سوتیلے باپ کی وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱) ''سوتیلی ماں اور بیٹے کا وراثت کا مسئلہ''

سوال:۔ میرے والد صاحب جو پاکستانی شہری تھے انڈیا میں انتقال کر گئے۔ اور وہیں دفن کر دیئے گئے۔ **ویزے** کی میعاد بڑھ جانے کے باوجود سوتیلی والدہ ۱۵ دن بعد کراچی آ گئیں۔ یہاں آ کر عدت میں انڈیا سے لایا ہوا مال فروخت کیا۔ میں اکلوتی اولاد ہوں سوتیلی ماں کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ یہ واضح رہے کہ سوتیلی والدہ سے کسی قسم کا خونی یا خاندانی رشتہ نہیں ہے۔ آنے کے بعد انہوں نے والد صاحب کی چھوڑی ہوئی نقدی اور قیمتی سامان ادھر ادھر کرنا شروع کر دیا۔ والد صاحب نے ایک پلاٹ ایک فلیٹ۔ نقدی زیور، قیمتی سامان۔ پیپر کٹنگ مشین وغیرہ تقریباً ۵ لاکھ کی مالیت کا سامان چھوڑا۔ سب سے پہلے مالک مکان نے میرے دادا کے نام کی رسید (والد کے نام میرے نام نہیں) ڈائریکٹ سوتیلی ماں کے نام پرانی تاریخوں میں تبدیل کر دی۔ اسے مکان سے دلچسپی تھی وہ بیوہ کو اکیلا سمجھ کر رسید بدلنے کے بدلے میں مکان اونے پونے میں لینا چاہتا ہے۔ رسید بدلنے سے میرے رشتہ داروں کی دلچسپی کا مرکز میری سوتیلی والدہ بن گئیں۔ میں نوکری پیشہ غیر ہنر مند ہوں۔ محدود تنخواہ میں مشکل سے گزارہ کرتا ہوں۔ الگ مکان میں رہتا ہوں۔ (تقریباً ۱۰ سال سے) والد صاحب سے صرف سوتیلی والدہ ہی اختلاف کا باعث تھی۔ وہ مصلے پر بیٹھ کر کہتی تھیں کہ میں اس گھر میں رہوں گی یا تیرا بیٹا رہے گا۔ روز کے جھگڑوں سے تنگ آ کر آخر باپ کی خاطر میں نے قربانی دی، بیمار باپ صدمے سے بچ جائے گا۔ اور روز کا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ باپ سے تعلقات اچھے تھے۔ ۱۹۸۰ء میں حج پر گئے تو مجھے تسلی دی کہ تو کب تک نوکریاں کرے گا واپس آ کر مکان بڑا لے کر دو حصے کر لیں گے اور دوکان (کاروبار) چھوٹی موٹی کھولیں گے تو سنبھالنا میں نگہداشت کرتا رہوں گا۔ آخر تو بھی بیمار رہتا ہے۔ لیکن والدہ نے مجھے ذلیل کر کے گھر سے نکال دیا۔ کہنے لگیں میں تیری شکل نہیں دیکھنا چاہتی۔ مالک مکان نے موقع سے فائدہ اٹھا کر بلڈنگ میں داخلے پر پابندی لگا دی۔ اور مجھ سے بہانہ یہ کیا کہ میں تمہارا حصہ دلا دوں گا۔ تمہارا چودہ آنہ حصہ بنتا ہے میں نے والدہ کے ساتھ ہر تعاون کی پیش کش کی لیکن وہ میرے ساتھ رہ کر دولت کھونا نہیں چاہتی تھی۔ کوئی رشتے دار میری حمایت میں نہیں بولتا۔ ۱۹۸۰ء میں والد صاحب نے حج کے فارم میں وارث کے کالم میں میرا نام ہی لکھوایا تھا۔ کئی دفع مطلع

کرنے کے بعد کوئی میری حمایت کو راضی نہیں ہوا۔

چہلم پر سوتیلی والدہ نے تکبر سے لوگوں کو کہا جس نے کھانا کھانا ہو، کھالے ورنہ سب یتیم خانے میں دے دوں گی اور کہتی ہیں کہ میں ایک پیسہ کا حصہ نہیں دوں گی۔ پلاٹ مسجد میں دے دوں گی۔ کیا مجھے اس جائیداد میں وراثت کا حق نہیں، جو رکاوٹ ڈال رہے ہیں ان کے لئے شریعت کیا کہتی ہے؟ شوہر کے پیچھے اسے یہ سب کچھ ملا اور بیٹے کے حق کو مار رہی ہے؟ کیا یہ صحیح ہو رہا ہے؟ کیا میں غلطی پر ہوں۔ وہ سب حق پر ہیں اس پورے مسئلے پر تبصرہ کریں۔

الجواب:۔ آپ کے والد کی جائیداد میں آپ کی سوتیلی والدہ کا آٹھواں حصہ ہے۔ اور باقی سات حصوں کے وارث آپ ہیں۔ اگر وہ اس میں کوئی ناجائز تصرف کریں گی تو اپنی عاقبت برباد کریں گی۔ آپ کو بہر حال مطمئن ہونا چاہئے۔ آپ اگر عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں تو کریں اور اگر اتنی ہمت نہیں تب بھی آپ کی چیز آپ ہی کی ہے۔ یہاں نہ ملی تو آخرت میں ملے گی۔ جب کہ آپ وہاں یہاں سے زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہوں گے۔ آپ نہ تو اپنی سوتیلی والدہ کی بے ادبی کریں اور نہ کسی دوسرے کی شکایت کریں جتنے لوگ آپ کو والد کی وراثت سے محروم کرنے کی کوشش میں حصہ لے رہے ہیں وہ سب اپنے لئے جہنم خرید رہے ہیں۔ کسی بزرگ کا ارشاد ہے کہ سب سے بڑا احمق وہ ہے جو دنیا کی خاطر اپنے دین کو برباد کرتا ہے اور اس سے بڑھ کر احمق وہ ہے جو دوسروں کی دنیا کے لئے اپنے دین کو تباہ و برباد کرتا ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲) ''مرحوم کے ترکہ میں دونوں بیویوں کا حصہ ہے''

سوال:۔ ہمارے والد کی دو شادیاں تھیں۔ پہلی بیوی سے ہم دو بھائی اور دوسری بیوی سے ایک لڑکی ہے۔ ہمارے والد صاحب کو فوت ہوئے تقریباً دس سال گزر چکے ہیں اور اس عرصہ میں ہماری دوسری والدہ نے دوسرا عقد کر لیا۔ جس سے ان کے تین بچے ہیں اب ہم اپنے والد کی وراثت منقولہ و غیر منقولہ کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو کتنا حصہ ملتا ہے اور ہماری دوسری والدہ کو کتنا حصہ؟ اگر شرعاً ان کا حق ہو۔ ذرا تفصیل سے بتائیں مہربانی ہوگی؟

الجواب:۔ آپ کے والد مرحوم کا ترکہ اس کی دونوں بیویوں اور اولاد میں اس طرح تقسیم ہوگا۔

پہلی بیوی ۵، دوسری بیوی ۵، لڑکا ۲۸، لڑکا ۲۸، لڑکی ۱۴

یعنی کل ترکہ کے ۸۰ حصے بنا کر آٹھویں حصہ کی رو سے دونوں بیویوں کو ۱۰ حصے (ہر ایک کو ۵۔۵ حصے کرکے) ملیں گے اور بقیہ ۷۰ حصے اس کی اولاد میں اکہرا دہرا کے حساب سے تقسیم ہوں گے) دونوں لڑکوں کو ۲۸۔۲۸ کر کے اور لڑکی کو ۱۴ حصے ملیں گے۔ الغرض مرحوم کے ترکہ میں دوسری بیوی کا بھی حصہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۳) ''دو بیویوں اور ان کی اولاد میں جائیداد کی تقسیم''

سوال:۔ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔ ایک سے ایک لڑکا اور دوسری سے تین لڑکے ہیں۔ وہ اپنی جائیداد ان پر تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جائیداد دونوں بیویوں میں تقسیم ہوگی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں چاروں لڑکوں میں تقسیم کرنا ہوگی۔ شریعت کی رو سے اس جائیداد کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟

الجواب:۔ شرعاً اس کی جائیداد کا آٹھواں حصہ دونوں بیویوں کے درمیان اور باقی سات حصے چاروں لڑکوں کے درمیان مساوی تقسیم ہوں گے گویا اس کی جائیداد کے اگر ۳۶ حصے کر لئے جائیں تو ان میں سے دو دو حصے دونوں بیویوں کو ملیں گے اور باقی ۲۸ حصے چار لڑکوں پر سات حصے فی لڑکا کے حساب سے برابر تقسیم ہوں گے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۴) ''مرحوم کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا جب کہ والد، بیٹی اور بیوی حیات ہوں''

سوال:۔ میرا نام غزالہ شفیق احمد ہے میں اپنے والد کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ میری پیدائش کے دو سال بعد میرے والدین میں علیحدگی ہوگئی تھی۔ اس کے پانچ سال بعد میرے والد نے دوسری شادی کر لی تھی لیکن ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے اور ان کا ایک مکان اور دکان جو ۸۰ گز پر ہے جو کہ پہلے میرے دادا نے (جو ماشاء اللہ حیات ہیں) خریدا اور بنوایا تھا اور اپنے بیٹے شفیق کے نام گفٹ کر دیا تھا۔ اور اس کے تین سال بعد

میرے والد کا انتقال ہو گیا اب جب کہ میں ان کی اکلوتی بیٹی، ان کی دوسری بیوی اور ان کے والد حیات ہیں مہربانی کر کے آپ یہ بتائیں کہ والد کے انتقال کے بعد ہم سب کا کتنا حصہ بنتا ہے۔

الجواب:۔ آپ کے مرحوم والد کا کل ترکہ (ادائے ماوجب کے بعد یعنی ادائے قرضہ جات اور نفاذ وصیت کے بعد) آٹھ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ آٹھواں حصہ آپ کی سوتیلی والدہ کا چار حصے (یعنی کل ترکہ کا آدھا) آپ کا اور باقی ماندہ ۳ حصے آپ کے دادا کے ہیں۔

اور ہاں! آپ نے یہ نہیں لکھا کہ آپ کی دادی صاحبہ بھی زندہ ہیں یا نہیں؟ اگر دادی صاحبہ نہ ہوں تب تو مسئلہ وہی ہے جو میں نے اوپر لکھ دیا اور اگر دادی صاحبہ بھی موجود ہوں تو کل ترکہ کا چھٹا حصہ ان کو دیا جائے گا۔ اس صورت میں ترکہ کے ۲۴ حصے ہوں گے ان میں ۳ مرحوم کی بیوہ کے، ۴ والدہ کے، ۱۲ بیٹی کے اور ۵ والد کے۔

(۲۵) ”مرحوم کی وراثت کے مالک بھتیجے ہوں گے نہ کہ بھتیجیاں“

سوال:۔ الف۔ ب۔ ج تینوں بھائی فوت ہو گئے۔ ”د“ جو لاولد ہے زندہ رہا، اس کی زندگی میں اس کی اہلیہ بھی فوت ہو گئی۔ اب ”د“ بھی فوت ہو گیا ہے ”د“ نے انتقال کے وقت اپنے پیچھے ایک مکان اور کچھ نقد رقم چھوڑی ہے۔ جس کی قیمت رائج الوقت سکہ کے مطابق تقریباً ایک لاکھ روپیہ بنتی ہے۔ ”د“ کا ماسوائے تینوں بھائیوں کی اولاد کے اور کوئی وارث نہیں ہے۔ اب یہ ترکہ کسی کو ملے گا۔

الجواب:۔ شرعاً اس کے وارث اس کے بھتیجے ہوں گے بھتیجیاں وارث نہیں ہوں گی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۶) ”نواسہ اور نواسی کا وراثت میں حصہ“

سوال:۔ میری ماں کے انتقال کو ساڑھے تین مہینے ہو گئے۔ ان کے پاس سونے کے دو کڑے اور ایک گلے کا بٹن تھا انہوں نے اپنی زندگی میں کہا تھا کہ بٹن (جو تقریباً ڈھائی تولے کا ہے) میرے بیٹے یعنی مجھ کو دے دیا جائے میں بھائیوں میں اکیلا ہوں اور میری اور بہنیں ہیں۔ ان میں سے دو میری والدہ سے پہلے انتقال کر گئی تھیں دونوں کے ایک ایک بچہ ہے۔ ہاتھ کے کڑے کے

لئے انہوں نے کہا کہ چاروں میں آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے یعنی دونوں بہنوں اور ایک نواسی اور نواسہ کو۔ آپ شرع کے مطابق بتائیں کہ ان کو وصیت کے مطابق اسی طرح کر دوں؟ دونوں بہنیں جو حیات ہیں ان کے ساتھ کوئی زیادتی تو نہیں ہوگی جن میں سے چھوٹی بہن کو طلاق ہو گئی ہے اور وہ میرے پاس ہی رہ رہی ہے۔

الجواب:۔ نواسی اور نواسہ آپ کی مرحومہ والدہ کے وارث نہیں۔ اس لئے ان کے حق میں جو وصیت کی اس کو پورا کیا جائے یعنی ہاتھ کا ایک کڑا دونوں میں تقسیم کیا جائے۔ آپ کے اور آپ کی بہنوں کے بارے میں جو وصیت کی وہ صحیح نہیں کیونکہ وارث کے حق میں وصیت نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ کی والدہ نے جو ترکہ چھوڑا ہے (اگر ان کے ذمہ کچھ قرضہ ہے تو ادا کرنے کے بعد اور جو وصیت کی تھی اس کو پورا کرنے کے بعد) چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ دو حصے آپ کے اور ایک ایک حصہ دونوں بہنوں کا پھر بہن بھائی اگر والدہ کی ہدایت پر خوشی سے عمل کرلیں تو حرج نہیں۔

(۲۷) ''زندگی میں بیٹے اور بیٹیوں کا حق کس تناسب سے دینا چاہئے''

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی زندگی میں اپنی دولت سے کچھ حصہ نکال کر اس دولت سے ایک جائیداد اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو جو کہ تمام شادی شدہ ہیں، مشترکہ طور پر دے دی اور اس جائیداد میں لڑکوں کے دو حصے اور دو لڑکیوں کا ایک حصہ مقرر کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ میں اپنی زندگی میں ورثہ تقسیم کر رہا ہوں اس لئے اس جائیداد میں لڑکوں کے دو دو اور لڑکیوں کا ایک ایک حصہ ہوگا۔ جو کہ ورثہ کی تقسیم کا ایک شرعی طریقہ ہے۔

جائیداد جب بیٹوں کو اور بیٹیوں کو دے دی گئی تو بیٹیوں نے باپ سے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ زندگی میں اگر ترکہ بانٹا جائے تو لڑکے اور لڑکیوں کا حصہ برابر ہوتا ہے اس کے جواب میں باپ نے کہا کہ میں تو دے چکا۔ لیکن بیٹیوں کا اصرار ہے کہ ان کا حصہ بیٹوں کے برابر ہونا چاہئے کیونکہ ان کے بقول شرعاً یہ پابندی ہے کہ زندگی میں اگر ترکہ بانٹا جائے تو اس میں بیٹے اور بیٹیوں کا حصہ برابر ہوتا ہے۔

الجواب:۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد کے درمیان تقسیم کرتا ہے تو بعض ائمہ کے نزدیک اس کو چاہئے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر رکھے۔ اور بعض ائمہ کے نزدیک

مستحب یہ ہے کہ سب کو برابر دے۔ لیکن اگر لڑکوں کو دو حصے دیئے اور لڑکی کو ایک حصہ دیا تب بھی جائز ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اس شخص کی تقسیم صحیح ہے اور لڑکیوں کا اصرار صحیح نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸) ''زندگی میں جائیداد لڑکوں اور لڑکیوں میں برابر تقسیم کرنا''

سوال:۔ جناب محترم! ہمارے ایک جاننے والے جو کہ دیندار بھی ہیں ان کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں جو کہ سب شادی شدہ ہیں۔ ان صاحب کا یہ ارادہ ہے کہ وہ اپنی جائیداد کو اولاد میں برابر تقسیم کردیں کیونکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ مرنے کے بعد ایسا نہیں کرسکتا۔ وہ ایسا اس لئے کرنا چاہ رہے ہیں کہ وہ اپنے نالائق بے ادب لڑکوں لڑکیوں کو سزا دینا چاہتے ہیں۔ اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ ایسا کرنے کے مجاز ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اپنی اولاد میں (خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں) برابر تقسیم کرسکتے ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) ''لاولد متوفیہ کے مہر کا وارث کون ہے''

سوال:۔ شادی کے ایک سال بعد بحکم خداوندی لڑکی کا انتقال ہوگیا۔ کوئی اولاد نہیں ہے۔ اس صورت میں جہیز میں سامان کی واپسی اور مہر کی رقم کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ لڑکی کا جہیز اور مہر آدھا شوہر کا ہے۔ اور باقی آدھا اس کے والدین کا۔ اس طور پر کہ والد کے دو حصے اور والدہ کا ایک حصہ۔ گویا کل ترکہ کے اگر چھ حصے کردیئے جائیں تو تین حصے شوہر کے ہیں۔ دو حصے والد کے ایک حصہ والدہ کا۔ جتنا والدین کا حق ہے اس کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) ''مرحومہ کا جہیز، حق مہر وارثوں میں کیسے تقسیم ہوگا''

سوال:۔ میری بیوی تین ماہ قبل یعنی بچی کی ولادت کے موقع پر انتقال کرگئی۔ لیکن بچی خدا کے

فضل سے خیریت سے میرے پاس ہے۔ اب مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ۔

(الف) مرحومہ جو سامان جہیز میں اپنے میکے سے لائی تھی ان کے انتقال کے بعد کس کا ہوگا؟

(ب) میرے سسرال والے مرحومہ کی رقم میں مہر کا مطالبہ کر رہے ہیں حالانکہ مرحومہ نے زبانی طور پر اپنی زندگی میں بغیر کسی دباؤ کے وہ رقم معاف کردی تھی۔

الجواب:۔ مرحومہ کا سامان جہیز، حق مہر اور دوسرا سامان وغیرہ وارثوں میں مندرجہ ذیل طریقے سے تقسیم ہوگا۔

حق مہر معاف کرنے کے سلسلے میں اگر مرحومہ کے والدین منکر ہیں اور حق مہر کا مطالبہ کرتے ہیں اور شوہر کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے تو معافی کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا اس لئے حق مہر کی ورثاء میں تقسیم ہوگا مرحومہ کی جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ زیورات وحق مہر وغیرہ کو تیرہ حصوں میں تقسیم کر کے شوہر کو تین حصے بیٹی کو چھ حصے والدہ کو دو حصے اور والد کو دو حصے ملیں گے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۱) ''مرحومہ کے چھوڑے ہوئے زیورات سے بچوں کی شادیاں کرنا کیسا ہے''

سوال:۔ زید اور اس کی بیوی دونوں حیات ہیں۔ اس وقت انہوں نے اپنی حیثیت کے مطابق دو لڑکیوں کی شادی زیور، کپڑے اور سامان کے ساتھ کردی۔ زید کی بیوی کا انتقال ہوگیا اس نے اپنا زیور طلائی چھوڑا۔ زید نے اس کو اپنے بھائی کے پاس بازار میں امانتاً رکھ دیا اور کہا کہ یہ زیور بقایا غیر شادی شدہ اولاد کو دیا جائے گا۔ زید نے یہ وعدہ کر کے اس زیور کی قیمت جو بازار میں لگی ہے اگر ورثاء کو شرع کے موافق دینی پڑی تو میں اپنے پاس سے دوں گا۔ زید کی زندگی میں چار اولادوں میں سے دو بچیاں شادی کے قابل ہوگئیں تو زید نے اس زیور میں سے کپڑا سامان وغیرہ لے کر اپنی حیثیت کے مطابق دو بچیوں کی شادی کردی۔ اب زید کا انتقال ہوگیا۔ اس کے انتقال کے بعد یہ دو بچے جو غیر شادی شدہ تھے، ظاہر میں باپ نے چار بچیوں کی شادی کرادی اور دو بچے شادی سے محروم ہوگئے اب بقایا زیورات جو کہ زید کی وصیت کے مطابق چھوٹے بھائی کے پاس رکھوائے تھے اور جو باقی ہیں۔ وہ ان دونوں بچوں کے ہیں جو غیر شادی شدہ ہیں۔ باقی اس سے

محروم ہیں کیوں کہ زید نے اس زیور کے بارے میں اقرار کیا تھا کہ اس کی نقد قیمت میں خود ادا کروں گا۔ مگر وہ ادا نہ کر سکے بصورت دیگر اگر بقایا زیور سے یہ دو بچے جو غیر شادی شدہ ہیں یہ شرعاً محروم ہو جاتے ہیں۔ جب کہ دو بھائی جو کہ بالغ ہیں وہ اقرار کرتے ہیں کہ یہ زیور والد صاحب کی وصیت کے مطابق دونوں بچوں کو دے دیا جائے جو کہ غیر شادی شدہ ہیں۔ اور بقایا زیور کی قیمت ہم اپنے پاس سے شرع کے موافق ورثاء پر ادا کر دیں گے۔ جب کہ تقریباً دس سال پہلے کا زیور وزن اور قیمت کا پرچہ موجود ہے بقایا زیور کی قیمت اب لگوا کر ادا کی جائے یا پہلی قیمت تصور کی جائے۔ جو امانت رکھتے وقت اور وصیت کے وقت تھی؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

الجواب:۔ زید کی بیوی کے انتقال کے بعد بیوی کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ زیورات وغیرہ سب ترکہ میں شامل ہیں اس لئے ان زیورات میں سے جو کچھ بچا ہوا ہے اور جو زید نے اپنی زندگی میں لڑکی اور لڑکے کے نکاح کے موقع پر دیا ہے اس کے حق دار ورثاء ہیں۔ معلوم ہوا کہ زید کی بیوی کے ورثاء میں چار لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں اور شوہر زید موجود ہے تو بیوی کا ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا۔

شوہر	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی
۸	۶	۶	۳	۳	۳	۳

یعنی متوفیہ کے ترکہ کے کل ۳۲ حصے بنا کر ۸ حصے زید کو اور بقیہ ۲۴ حصے اس کی اولاد کو اکہرا دہرا کے حساب سے ملیں گے۔ اس لئے زید نے اپنی زندگی میں بیوی کے زیورات میں سے جو لڑکی اور لڑکے کی شادی پر صرف کیا ہے اگر وہ حصہ چوتھائی سے زیادہ ہے تو وہ زید کے ذمہ پر ورثاء کا قرض ہے اس لئے زید کے انتقال کے بعد سب سے پہلے ورثاء کا قرضہ ادا کر دیا جائے اس کے بعد زید کا ترکہ ورثاء میں تقسیم کیا جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۲) اپنے پیسے کیلئے بہن کو نامزد کرنے والے مرحوم کا ورثہ کیسے تقسیم ہوگا؟

سوال:۔ میرا سب سے چھوٹا بھائی عبدالخالق مرحوم پی آئی اے انجینئرنگ آفیسر کے عہدہ پر فائز تھا۔ کنوارا تھا اور گزشتہ دو ماہ پہلے کنوارا ہی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ مرحوم کے تین بھائی اور چار بہنیں ہیں اور سب حقیقی ہیں۔ مرحوم نے مرنے سے پہلے اپنی بڑی بہن کو اپنے پیسے کے لئے نامزد کر دیا

تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مرحوم اس بہن کی ایک لڑکی کے یہاں رہتا تھا۔ کھانے کے پیسے بھی اپنی بہن کو ہر ماہ دیا کرتا تھا۔

بھانجی مرحوم سے کرایہ وغیرہ نہیں لیتی تھی۔ یہ بتایئے کہ شرعی اعتبار سے یہ بہن اس کے ترکہ کی کہاں تک حق دار ہوسکتی ہیں۔ جب کہ اس کی حقیقی بہن بھائی اور بھی ہیں جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ اور اگر اس بہن کے علاوہ حق دار اور بھی ہیں تو اس کے ترکے میں تقسیم کس طرح ہونی چاہئے یہ بھی بتایئے کہ اس بھائی کا حج بدل کیسے ہوسکتا ہے اور کون کرسکتا ہے جب کہ اس نے اس کے بارے میں کوئی وصیت بھی نہیں کی ہے آخر میں یہ اور معلوم کرنا چاہوں گا کہ جو قرضہ اس پر ہے اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب:۔ مرحوم کے ترکہ سے سب سے پہلے اس کا قرض ادا کرنا فرض ہے۔ قرض ادا کرنے کے بعد جو کچھ باقی ہے اس کے ایک تہائی حصہ میں اس کی وصیت پوری کی جائے۔ اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو۔ ورنہ باقی ترکہ کو دس حصوں پر تقسیم کیا جائے۔ دو دو حصے تینوں بھائیوں کے اور ایک ایک حصہ چاروں بہنوں کا۔ مرحوم کا اپنی بڑی بہن کو ترکہ کے لئے نامزد کر دینا اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ مرحوم کے وارث اگر چاہیں تو اس کی طرف سے حج کرا سکتے ہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۳) ”بیوی کی جائیداد سے بچوں کا حصہ شوہر کے پاس رہے گا“

سوال:۔ کیا مذہب اسلام میں بیوی کی چھوڑی ہوئی دولت ہو تو بچوں کی بہتر تربیت اور ضرورت پر شوہر کو حق نہیں ہے کہ وہ پیسے کو ہاتھ لگائے۔ حالانکہ یہ حکم ہے کہ پیسے کو کسی قانونی طریقے سے بچوں کو بالغ ہونے تک ادائیگی کروادے۔

الجواب:۔ بیوی کی چھوڑی ہوئی دولت میں سے جو حصہ بچوں کو پہنچے وہ بچوں کے والد کی تحویل میں رہے گا۔ اور وہی ان کی ضروریات پر خرچ کرنے کا مجاز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۴) ”مرحوم شوہر کا ترکہ الگ رہنے والی بیوی کو کتنا ملے گا نیز عدت کتنی ہوگی“

سوال:۔ میرے شوہر کا انتقال ہوگیا، ہم دونوں کافی عرصے الگ رہے۔ یہ اپنے والدین کے

پاس رہتے تھے جن کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور میں اپنی بوڑھی والدہ کے ساتھ۔ انتقال کے وقت میں اس کے گھر گئی اور بعد میں اپنی والدہ کے گھر ۴۰ دن عدت گذارے میرا ذریعہ معاش نوکری ہے اور چھٹی لی تھی۔ کیا عدت ہوگئی؟

الجواب: ۔ شوہر کی وفات کی عدت چار مہینے دس دن ہے اور یہ عدت اس عورت پر بھی لازم ہے جو شوہر سے الگ رہتی ہو۔ آپ پر چار مہینے دس دن کی عدت لازم تھی۔

(۳۵) بیوہ کو ہر حال میں حصہ ملے گا

(نوٹ:۔ یہ مسئلہ اوپر والے مسئلہ کا دوسرا حصہ ہے)

سوال: ۔ مرحوم کے بھائی نے مجھ پر دوسری شادی کا الزام لگایا ہے جو شرعی اور قانونی لحاظ سے غلط ہے اور مرحوم کی جائیداد اور رقم بیوہ (میں) سمیت اپنے بہن بھائیوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہے لیکن کتنی رقم ہے، یہ نہیں بتاتا اور ساتھ میں یہ بھی لکھا ہے ایک کمپنی میں مرحوم کی رقم ہے اور اس کو حرام اور ناجائز بھی کہتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک جب بیوی موجود ہے کسی اور کو وراثت نہیں مل سکتی۔ اور بیوی، جائیداد اور رقم کی وارث ہے۔

الجواب: ۔ مرحوم اگر لاولد فوت ہوئے ہیں تو ان کے کل ترکہ میں چوتھا حصہ بیوہ کا ہے اور باقی تین حصے بہن بھائیوں میں تقسیم ہوں گے۔ بھائی کا حصہ بہن سے دوگنا ہوگا۔ کسی وارث کے لئے یہ حلال نہیں کہ دوسرے کے حصہ کے ایک پیسے پر بھی قبضہ جمائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۶) "اپنی شادی خود کرنے والی بیٹیوں کا باپ کی وراثت میں حصہ"

سوال: ۔ میرے ایک رشتہ دار کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ بیٹیوں میں سے ایک بیٹی نے باپ کی زندگی میں اپنی مرضی سے شادی کی۔ اور ایک نے باپ کی انتقال کے بعد شادی اپنی مرضی سے کی۔ کیونکہ اب باپ کا انتقال ہو چکا ہے اور بھائیوں میں سے بڑا بھائی اپنے باپ کی جائیداد کا وارث بن بیٹھا ہے وہ کہتا ہے کہ جن دو بہنوں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے ان کا باپ کی جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ جن دو بیٹیوں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے اور وہ دونوں باپ کی حقیقی بیٹیاں ہیں کیا ان دونوں بیٹیوں کا اپنے باپ کی وراثت میں اسلام کی رو سے حصہ ہوتا

ہے؟

الجواب:۔ جن بیٹیوں نے اپنی مرضی کی شادیاں کیں، ان کا بھی اپنے باپ کی جائیداد میں دوسری بہنوں کے برابر حصہ ہے۔ بڑے بھائی کا جائیداد پر قابض ہو جانا حرام اور ناجائز ہے۔ اسے چاہئے کہ اپنے باپ کی جائیداد کو دس حصوں میں تقسیم کرے دو دو حصے بھائیوں کو دیئے جائیں اور ایک ایک بہنوں کو۔ واللہ اعلم۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۷) ''ساس اور دیور کے پرس سے لئے گئے پیسوں کی ادائیگی کیسے کی جائے جب کہ وہ دونوں فوت ہو چکے ہیں''

سوال:۔ میرے شوہر نے کبھی ہاتھ خرچ نہیں دیا۔ مجھے جب ضرورت ہوتی میں ان کے سیف میں سے پیسے نکال لیتی انہیں خبر نہ ہوتی۔ ایک دفعہ یہ ہوا کہ مجھے ضرورت تھی پیسوں کی، جب مجھے پیسے نہ ملے تو میں نے اپنے دیور کے پرس سے ۲۰۰ روپے نکال لئے یہ ایک چوری ہوگئی۔ دوسری چوری جب میں نے کی، میرے شوہر کا انتقال ہوگیا مجھے پیسوں کی سخت ضرورت ہوئی تو میں نے ۵۰۰ روپے اپنی ساس کے پرس سے نکال لئے۔ میں نے اپنی زندگی میں دو دفعہ چوری کی ہے اب مجھے بہت دکھ اس گناہ کبیرہ کا ہے۔ کیونکہ نہ ساس زندہ ہیں نہ دیور، بتایئے ضمیر کی اس خلش کو کیسے دور کروں تا کہ اللہ پاک راضی ہو جائے؟

الجواب:۔ دیور اور ساس کے مرنے کے بعد ان کا ترکہ ان کے وارثوں کا حق ہے۔ لہذا آپ کے دیور اور ساس کے جو لوگ وارث ہیں ان میں سے ہر ایک کا جو شرعی حصہ بنتا ہے وہ کسی عنوان سے مثلاً تحفہ کے نام سے ہر ایک کو دے دیجئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۸) بیوہ اگر نکاح ثانی کرلے تو پہلے شوہر کی میراث سے محروم نہیں ہوتی

سوال:۔ ایک عورت بیوہ ہوگئی اور اس نے دوسرا نکاح کرلیا ہے، اب وراثت تقسیم ہونے والی ہے کیا اب یہ وراثت میں حصہ دار ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں مرحوم کی بیوہ اگرچہ نکاح ثانی کر چکی ہو اس کا وراثت میں حصہ برقرار ہے، اس سے اسے کوئی محروم نہیں کرسکتا ہے۔ (ملخص)

(۳۹) بیوہ اپنے مہر کی وصولی کیلئے شوہر مرحوم کے ترکے پر قبضہ کرسکتی ہے

سوال:۔ ایک عورت بیوہ ہوئی تو اس کے شوہر نے اس کا مہر ادا نہیں کیا تھا اور جو وہ جائیداد چھوڑ کر گیا تھا اس کی قیمت مہر کی رقم سے بھی کم تھی اس لئے اس نے اپنے شوہر کی جائیداد پر بعوض دین مہر قبضہ کرلیا۔ شوہر سے اس کا بیٹا نابالغ تھا اور اب وہ بالغ ہونے کے بعد اپنے باپ کی جائیداد پر قابض ہونا چاہتا ہے، کہتا ہے کہ مہر کی رقم دیتا ہوں مگر جائیداد کی جو آمدنی اب تک ہوئی ہے وہ اور جائداد واپس کرو کیا اس عورت نے منافع وصول کیا ہے وہ خود رکھے یا لڑکے کو واپس کرنا ہوگا؟

الجواب:۔ جب بیوہ کا دین مہر میت پر ثابت ہے اور زوجہ نے اپنا حق وصول کرنے کے لئے جائیداد پر قبضہ کرلیا تو دین مہر کی مقدار جائیداد پر ثابت ہے اور بیوہ کا قبضہ شرعاً درست ہے اور اس کی آمدنی بھی اس کی ملک میں شامل ہوگئی اب کسی کو منافع کے واپس لینے کا اختیار نہیں۔ جیسا کہ شامیہ وخلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ کی عبارات سے ثابت ہے۔ اور صورت مذکورہ میں تو چونکہ جائیداد (ترکہ) وہ دَینِ مہر (قرض) میں مستغرق ہے اس لئے قرض ہونے کی بناء پر ورثاء کی ملک میں داخل ہی نہیں ہوا تھا کہ زوجہ نے اپنے حق کے موافق اسپر قبضہ کرلیا۔ اور یہ قبضہ شامی وخلاصہ کی روایات کی بناء پر جائز ہے اور بیوہ اس کے تمام منافع کی مالک ہے اس لئے کسی کو مطالبہ کا حق نہیں۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۴۰) (۱) صرف لڑکیاں ہوں تو بھائی بہن کو ترکہ میں استحقاق ہوگا یا نہیں۔ (۲) اپنی زندگی میں اولاد کو جائیداد کا ہبہ

سوال:۔ ہم تین بھائی اور دو بہنیں ہیں باپ کی ملکیت کا مکمل بٹوارہ ہو چکا ہے رہن سہن بھی الگ الگ ہے منشاء سوال یہ ہے کہ میری چھ لڑکیاں ہیں لڑکے تین ہیں تو کیا میرے مال میں سے میرے بھائی اور بہنوں کو بھی ورثہ ملے گا اور ملے گا تو کتنا۔

(۲) میں اپنی حیاتی میں اپنی لڑکیوں کو اپنی ملکیت بخشش کرسکتا ہوں یا نہیں اگر کرسکتا ہوں تو کس طریقہ سے۔

الجواب:۔ عورت (بیوی) ہو تو آٹھویں حصہ کی وہ حق دار ہے اور لڑکیاں چھ ہیں وہ آپ کے

ترکہ میں سے دوثلث ۲/۳ کی حق دار ہیں آپس میں برابر سرابر تقسیم کرلیں اس کے بعد جو بچے اس کا اس کے بھائی بہن حق دار ہوں گے اور للذکر مثل حظ الانثیین کے اصول پر بھائی کو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ (یعنی) ایک بھائی کو دو بہنوں کے برابر ملے گا یہ حکم آپ کی وفات کے بعد کا ہے بھائی بہن شرعاً وارث ہے۔

آپ اپنی زندگی میں کیوں تقسیم کرنا چاہتے ہیں اگر آپ اپنی زندگی میں صرف اپنی بیوی اور لڑکیوں کو دیں گے اور جو کچھ دینا ہو اس پر قبضہ بھی کرادیں تو قانوناً اگرچہ لڑکیاں اور بیوی مالک بن جائیں گی مگر بھائی بہن محروم ہوں گے اور ان کو محروم کرنے کا گناہ ہوگا اگر آپ اپنے کو گناہ سے بچانا چاہتے ہوں اور زندگی میں تقسیم کرنا ضروری ہو تو بہتر صورت یہ ہے کہ پہلے آپ اپنے لئے بقدر ضرورت الگ نکال لیجئے کہ آئندہ آپ کو دوسروں کا محتاج ہونا نہ پڑے بعد بیوی کو آٹھواں حصہ چھ لڑکیوں کو کل مال کے دو حصے اور اس کے بعد جو بچے اوپر بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق بھائی کو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ دیا جائے انشاء اللہ اس صورت میں ہر ایک کو اپنا حق مل جائے گا اور کوئی محروم نہ رہے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۱) زندگی میں اپنی لڑکیوں کو جائیداد تقسیم کردینا

سوال:۔ میری صرف لڑکیاں ہیں بھائی بہن صاحب مال ہے اور ایک دوسرے کی وارثت کی تمنا نہیں رکھتے اس حال میں بھی کیا میرے بھائی بہنوں کو ترکہ میں سے دیا جائے گا اگر میرے بھائی بہن راضی ہوں تو میں اپنی لڑکیوں کو اپنی جائیداد وغیرہ بطور ہبہ دے سکتا ہوں رہنمائی فرمائیں!!!

الجواب:۔ انتقال کے بعد ترکہ تقسیم شرعی حکم ہے جو بھی شرعاً وارث ہو شریعت کے قانون کے مطابق اسے اس کا حق ملتا ہے وہ مالدار ہو یا غریب تقسیم وراثت اپنی مرضی کی چیز نہیں کہ جسے چاہیں دے دے اور جسے چاہیں نہ دیں اور جو شرعی وارث ہے اسے بھی یہ حق نہیں کہ اپنا حصہ نہ لے بلکہ شرعاً اسے اس کا حصہ ملے گا ہاں لینے کے بعد اسے حق حاصل ہے کہ جسے چاہے بخشش کے طور پر دے دے اور اپنی زندگی میں جو کچھ دیا جاتا ہی وہ ترکہ کی تقسیم یا بالفاظ دیگر تقسیم وراثت نہیں یہ ہبہ اور بخشش ہے اور انسان کو شرعی حدود میں رہتے ہوئے یہ حق ہے کہ اپنے مال میں جو چاہے تصرف

کرے لیکن اگر وارثوں کومحروم کرنے کی نیت سے اپنا مال کسی کو دے دے تو نیت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے گنہگار ہوگا اور اگر وارثوں کو محروم کرنے کی نیت نہ ہو اور نہ ہی دل سے اس پر راضی ہوں اور محض اس خیال سے کہ میرے انتقال کے بعد لڑکیاں پریشان نہ ہوا اپنی زندگی میں بخشش کر کے قبضہ دے کر مالک ومختار بنادے تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۲) بیٹی کو دیئے ہوئے قرض کی تحریر لینا کیسا ہے؟

سوال:۔ زید نے اپنی دختر کو پانچ لاکھ روپے بطور قرض داماد کے کاروبار کے لئے دیئے لیکن ابھی تک زید کو اپنی دختر سے قرض وصول ہونے کی امید نظر نہیں آتی اور زید بیمار رہتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اپنی بیٹی سے ایک تحریر لے کہ اتنی رقم میرے والد نے مجھے بطور قرض دی ہے مقصد تحریر یہ ہے کہ ایک حجت باقی رہے اور بیٹی کے حصہ میراث سے اتنی رقم کم کردی جائے تو شرعاً تحریر لینا اور بیٹی کے حصہ میراث میں سے اس رقم کے کم کروانے کا حق حاصل ہے اور زید کا تحریر لینا جائز ہے وہ رقم بیٹی کے حصہ میراث سے کم ہوگی یا نہیں۔ فقط

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں سوال کے پیش نظر زید کی دی ہوئی رقم قرض ہے اور قرض واجب الادا ہوتا ہے اگر زید کی دختر اپنے والد کی زندگی میں قرض ادا نہ کرسکے اور والد کا انتقال ہوجائے تو یہ قرض مرحوم کے ترکہ میں شمار ہوگا اور زید کے ورثہ کو قرض وصول کر کے تمام وارثوں میں شرعی قانون کے مطابق تقسیم کرنا ہوگا اس وقت خدانخواستہ زید کی دختر ادا نہ کرسکے تو دیگر ورثہ اس کے حصہ میراث میں قرض کی رقم وضع کرسکتے ہیں زید نے اپنی دختر کو قرض دیا ہے اس سلسلے میں تحریر لے سکتا ہے قرآن مجید میں ہے۔

(ترجمہ) اے ایمان والوں جب معاملہ کرنے لگو ادھار کا ایک میعاد معین تک تو اس کو لکھ لیا کرو اور یہ ضرروری ہے کہ تمہارے آپس میں کوئی لکھنے والا انصاف سے لکھے اور لکھنے سے انکار بھی نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سکھلا دیا اس کو چاہئے کہ لکھ دیا کرے اور وہ شخص لکھوا دے جس کے ذمہ وہ حق واجب ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور اس میں ذرہ برابر کمی نہ کرے پھر جس کے ذمہ حق واجب تھا اگر وہ خفیف العقل (کم عقل) ہو یا ضعیف البدن (بیمار ہو) ہو یا پھر خود لکھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کا کارکن ٹھیک ٹھیک لکھوا دے۔

(قرآن مجید سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۸۱ پرہ نمبر ۳ رکوع نمبر ۷)

اس آیت کریمہ میں یہ ارشاد ہے کہ اے لوگو جب تم کوئی ادھار کا معاملہ کرو تو اس میں وقت متعین کرلیا کرو کہ آج سے پندرہ دن بعد آپ کی رقم ادا کروں گا اور پھر اس معاملہ کو باہمی طور پر لکھ لینا چاہئے تاکہ کل کو کسی طرح کا کوئی اختلاف اور جھگڑا نہ ہو سکے اور یہ لکھوانا قرض لینے والے کے ذمہ ہے جو دراصل اس کی طرف سے ایک طرح کا اقرار نامہ ہے الخ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۳) باپ نے ٹیکس سے بچانے کے لئے جائیداد بیٹوں کے نام کردی تو اس میں بیٹیوں کو میراث ہے یا نہیں

سوال:۔ زید انتقال کیا بیوی چھ لڑکے چار لڑکیاں ایک دوکان اور نو مکان اور ہزاروں روپے نقد چھوڑے زید کے چھ لڑکوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر آپ اپنی زندگی میں اپنی تمام جائیداد کی تقسیم کرجائیں تو حکومت موجودہ کی وہ ٹیکس جو مورث کی موت کے بعد وارثوں کو ادا کرنی پڑتی ہے اور یہ ٹیکس حکومت وصول کرتی ہے اس سے بچ جائیں گے زید نے اپنے لڑکوں کے اصرار پر جائیداد کی تقسیم کرڈالی چنانچہ دکان اور مکانات اپنے لڑکوں کے نام لکھ دیئے اور نقد روپیوں میں سے تھوڑی سی رقم بلالحاظ اصول شرعیہ اپنی لڑکیوں کے لئے کاغذ پر تحریر کردیا مگر یہ رقم کبھی ان چاروں لڑکیوں کو ان کی ضمانت میں نہیں دی لڑکوں نے اپنے باپ کی تقسیم کے مطابق مکانات دوکان پر قبضہ کرلیا اب جب کہ زید کے باپ کا انتقال ہوا اور چاروں لڑکیوں کا مطالبہ شروع ہوگیا کہ ہمارے باپ کا جو ترکہ ہے اس میں شرعی تقسیم کی جائے اور جو ہمارا حق ہے وہ ہمیں دیا جائے مگر زید کے چھ لڑکوں نے ان چار لڑکیوں کے سوال و مطالبہ کا جواب یوں دیا کہ ہمارے والد نے جس نہج پر تقسیم کی ہے وہ درست ہے اور دوکان اور مکانات ہمیں بخشش کے طور پر دیئے ہیں اس لئے اب ہمارا حق دوکان اور مکانات میں نہیں ہے ہاں جتنا حق تمہارا ان کی تحریر کے مطابق روپیوں میں ہے وہ ہم دیں گے اور دوسرے ترکہ میں تمہیں مطالبہ کا استحقاق نہیں تو اب دریافت امر یہ ہے کہ زید مرحوم کی ملکیت میں ان کی چار لڑکیوں کا حصہ ہوگا یا زید نے جو تحریر اپنی ضمانت میں مخصوص رقم کی تحریر لکھی تھی صرف اتنا ہی ان کا حق مانا جائے گا نیز مذکورہ بالا ترکہ میں زید کی بیوی

(بیوہ) کا کتنا حق ہوگا؟

الجواب:۔ زید نے مرض الموت سے پہلے اپنی جائیداد اپنے لڑکوں کے نام با قاعدہ ہبہ کر کے قبضہ بھی کرادیا تھا تو ہبہ صحیح اور معتبر ہے اس ہبہ شدہ جائیداد میں لڑکیوں کا کوئی حصہ نہ ہوا۔

یہ الگ بات ہے کہ لڑکیوں کو محروم کرنے کی وجہ سے زید سخت گناہگار ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے وارث کو میراث سے محروم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے محروم کردے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ بعض لوگ پوری زندگی خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گزارتے ہیں لیکن موت کے وقت میراث میں وارثوں کو نقصان پہنچا کر یعنی بلا عذر شرعی کسی حیلہ سے محروم کر کے جہنمی بن جاتے ہیں۔ مشکوٰۃ ص ۲۶۵۔ لیکن اگر ہبہ کے بعد لڑکوں نے اس پر قبضہ نہیں کیا تھا اور زید مر گیا یا ہبہ مرض الموت میں واقع ہوا ہے، تو ان دونوں صورتوں میں ہبہ باطل ہے اسی طرح اگر یہ واقعہ ہے کہ زید نے لڑکوں پر اعتماد کر کے اس کی خیر خواہی کی بناء پر اپنی جائیداد برائے نام ان کے نام لکھ دی ان کو مالک بنانا مقصود نہیں تھا تب بھی لڑکے اس جائیداد کے مالک نہیں گے اور تمام ورثاء اس جائیداد میں بہ حصہ رسد حق دار ہوں گے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

وصیت

(۴۴) وصیت کی تعریف نیز وصیت کس کو کی جاسکتی ہے

سوال:۔ وصیت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا موصی یہ وصیت ہر اس شخص کو کرسکتا ہے جو خاندان کا فرد ہو اور موصی کی وصیت پر عمل درآمد کراسکتے یا وصیت اولاد ہی کو کی جاسکتی ہے۔

الجواب:۔ وصی ہر اس شخص کو بنایا جاسکتا ہے جو نیک، دیانتدار اور شرعی مسائل سے واقف ہو۔ خاندان کا فرد یا ہو نہ ہو۔

(۵۵) سرپرست کی شرعی حیثیت

سوال:۔ ایک سرپرست کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ مثال کے طور پر زید ایک مطلقہ عورت سے شادی کرے اور وہ خاتون ایک ڈیڑھ سالہ بچہ بھی اپنے سابقہ شوہر کا ساتھ لائے تو ایسے بچے کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا یہ بچی اپنی ولدیت میں اپنے اصلی باپ کی جگہ اس سرپرست کا نام استعمال کرسکتا ہے؟ جواب سے مستفید فرمائیں۔

الجواب:۔ سوتیلا باپ اعزاز و اکرام کا مستحق ہے اور بچے پر شفقت بھی ضرور باپ ہی کی طرح کرنی چاہئے۔ لیکن نسب کی نسبت حقیقی باپ کے بجائے اس کی طرف کرنا صحیح نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۶) وصیت کس طرح کی جائے اور کتنے مال کی

سوال:۔ میرا ارادہ ہے کہ میں سنت کے مطابق اپنی جائیداد کی وصیت کرو۔ میری صرف ایک لڑکی ہے دوسری کوئی اولاد نہیں۔ اور ہم چار بھائی ہیں اور پانچ بہنیں ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔ ہم چاروں بھائیوں کی کمائی جدا جدا ہے اور والد مرحوم کی میراث صرف برساتی زمین ہے۔ جواب تک تقسیم نہیں ہوئی۔ باقی ہر کسی نے اپنی کمائی سے دکان مکان خرید لیا ہے جو ہر ایک کے اپنے اپنے نام ہے۔ اور میری اپنی کمائی سے دو کان اور رہائشی مکان ہیں۔ ایک میں، میں خود رہتا ہوں اور دوسرے مکان کو کرایہ پر دے رکھا ہے اور ایک آٹے کی چکی ہے جس کی قیمت تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ میں ایک دکان لڑکی اور اپنی زوجہ کی نام کروں اور دوسری دکان اور چکی اور مکان جو کرایہ پر ہے، ان کے بارے میں خدا کے نام پر وصیت کروں یعنی کسی مسجد یا دینی مدرسہ میں ان کی قیمت فروخت کر کے دے دی جائے۔ اور بقایا زمین کا حصہ بھائیوں اور بہنوں کو ملے اور کیونکہ میرا لڑکا وغیرہ نہیں ہے جو بعد میں میرے لئے دعا فاتحہ کرے۔ اس لئے اب میرے دل میں فکر رہتا ہے کہ میں اپنی تمام جائیداد کی وصیت کر کے دنیا سے جاؤں۔ اور تمام جائیداد اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کروں۔ جو صدقہ جاریہ بن جائے اور میں نے ایک عالم دین سے مسئلہ وصیت کا دریافت کیا اس نے کہا کہ آپ زندگی میں اپنی جائیداد

فروخت کر کے کسی دینی مدرسہ میں لگا دیں کیونکہ آج کل بھائی لوگ وصیت کو پورا نہیں کریں گے۔ اس لئے اپنی زندگی میں یہ کام کریں۔ لیکن مولانا صاحب آج کل حالات اجازت نہیں دیتے ہیں کیونکہ دس سال کی کمائی ہوئی چیزیں ہیں اور کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے کہ میں اپنی زندگی بسر کروں اور مزدوری نہیں کر سکتا ہوں زمین وغیرہ برساتی ہے اس پر کوئی بھروسہ نہیں۔ اگر میں ان کو اپنی زندگی میں فروخت کر کے صدقہ کروں تو ڈر ہے محتاج ہونے کا، اور اب میری عمر چالیس بیالیس سال ہے آپ براہ کرم میری رہنمائی فرمائیں، کیا کروں اور باقی میرے بھائی وغیرہ سب الحمدللہ اچھی حالت میں ہیں، محتاج نہیں۔ صاحب دولت ہیں اگر میں کسی اور کو اپنا وکیل مقرر کروں کہ آپ میرے مرنے کے بعد یہ فروخت کر کے دینی کام میں لگا دیں یا کسی عالم دین کو وکیل بنادوں تو کیسا ہے؟ کیونکہ وارثوں پر بھروسہ نہیں ہے وہ لالچ میں وصیت کو پورا نہ کریں گے۔ اس لئے آپ میری جائیداد تقسیم کر کے اور وصیت کے بارے میں بتا کر شکریہ کا موقع دیں۔

میرے وارث یہ ہیں! چار بھائی، پانچ بہنیں، ایک لڑکی، بیوی اور میری والدہ صاحبہ۔

الجواب:۔ آپ کے خط کے جواب میں چند ضروری مسائل ذکر کرتا ہوں۔

۱۔ آپ اپنی صحت کے زمانے میں کوئی مکان یا دکان بیوی کو یا لڑکی کو ہبہ کریں تو یہ شرعاً جائز ہے۔ مکان یا دکان ان کے نام کر کے ان کے حوالہ کر دیں۔

۲۔ یہ وصیت کرنا جائز ہے۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال مساجد و مدارس میں دے دیا جائے۔

۳۔ وصیت ایک صرف تہائی مال میں جائز ہے۔ اس سے زیادہ کی وصیت وارثوں کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں۔ اگر کسی نے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کی تو تہائی مال میں تو وصیت نافذ ہوگی، اس سے زیادہ میں وارثوں کی اجازت کے بغیر نافذ نہیں ہوگی۔

۴۔ اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ وارث اس کی وصیت کو پورا نہیں کریں گے تو اس کو چاہئے کہ ایک دو ایسے آدمیوں کو، جو متقی اور پرہیزگار بھی ہوں اور مسائل کو سمجھتے ہوں، اس وصیت کو پورا کرنے کا ذمہ دار بنادے۔ اور وصیت لکھوا کر اس پر گواہ مقرر کر دے اور گواہوں کے سامنے ہر وصیت ان کے سپرد کر دے۔

۵۔ وفات کے وقت آپ جتنی جائیداد کے مالک ہوں گے اس میں سے ایک تہائی میں وصیت نافذ ہوگی اور باقی دو تہائی میں درج ذیل حصے ہوں گے۔

بیوی کا آٹھواں حصہ، والد کا چھٹا حصہ، بیٹی کا نصف، باقی بھائی بہنوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بھائی کا حصہ بہن سے دوگنا ہو۔

(۴۷) اسٹیمپ پر تحریر کردہ وصیت نامے کی شرعی حیثیت

سوال:۔ ہمارے والد صاحب کا انتقال، اس ماہ کی ۷ تاریخ کو ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ایک وصیت نامہ اسٹیمپ پیپر پر اپنی اولاد کے لئے چھوڑا ہے۔ جس کی رو سے ایک مکان ہم دونوں بھائیوں میں تقسیم کیا جائے۔ اور اسی طرح دوسرا مکان دو بہنوں میں برابر تقسیم کیا جائے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے یہ وصیت نامہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ والد صاحب اگر اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا بٹوارہ کرجاتے تو ٹھیک ہوتا۔ ہمارے والد کی والدہ صاحبہ بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں اور ان کی ایک بہن بھی حیات ہیں اور وہ شادی شدہ ہیں۔ وصیت نامہ کی رو سے تو صرف ان کی اولاد ہی جائز حق دار ہوسکتی ہے براہ کرم بتائیں کہ اسلامی رو سے اسٹیمپ پیپر پر وصیت نامہ کی کیا حیثیت ہے؟

الجواب:۔ اس وصیت نامہ کی حیثیت صرف ایک مصالحتی تجویز کی ہے۔ اگر سب وارث بخوشی اس پر راضی ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ جائداد شریعت کے مطابق تقسیم کی جائے اور آپ کی دادی صاحبہ کا بھی حصہ لگایا جائے۔

(۴۸) ''بہنوں کے ہوتے ہوئے مرحوم کا صرف اپنے بھائی کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں''

سوال:۔ ایک نیک آدمی جو گورنمنٹ ملازم تھا نو ماہ کی بیماری کے بعد انتقال کرگیا۔ اس نے شادی نہیں کی تھی اور والدین کا انتقال ہوچکا ہے۔ اس کا صرف ایک بھائی ہے اور چار بہنیں ہیں۔ جس میں سے تین بہنیں شادی شدہ ہیں اور ایک بہن کی شادی نہیں ہوسکی۔ مرنے سے پہلے اس آدمی نے اپنی زمین اور دفتر سے واجبات کی ادائیگی کے لئے بھائی کو نامزد کیا ہے۔ زبانی بھی سب بہنوں کے سامنے کیا اور لکھ کر بھی دیا کہ میری ہر چیز کا مالک میرا چھوٹا بھائی ہے۔ اب آپ سے فقہ کی روشنی میں یہ پوچھنا ہے کہ اگر حکومت کی طرف سے

مرنے والے کی پنشن اور دیگر واجبات مل جائیں تو صرف بھائی اس کا حق دار ہوگا یا بہنوں کو بھی حصہ دیا جائے گا جب کہ مرنے والے صرف بھائی کو ہی نامزد کیا ہے اور کہا ہے کہ میری ہر چیز کا مالک میرا بھائی ہے۔

الجواب:۔ مرحوم کی وصیت غلط ہے بہنیں بھی حصہ دار ہوں گی۔ مرحوم کے ترکہ کے (جس میں واجبات وغیرہ بھی شامل ہیں) چھ حصے ہوں گے۔ دو بھائی کے اور ایک ایک چاروں بہنوں کا۔

(۴۹) کمپنی کی طرف سے مرحوم کو دیئے جانے والے واجبات کا مسئلہ

سوال:۔ فقہ کی روشنی میں کیا حکومت اور مرنے والے کے دفتر والوں کو اس کی پنشن اور دیگر واجبات جو کہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ بنتے ہیں اس کے نامزد کردہ بھائی یا بہنوں کو ادا کرنے چاہئیں۔ جب کہ اس کی بیوی بچے نہیں ہیں۔ اور والدین بھی نہیں یا یہ رقم دفتر والے خود رکھ لیں کیونکہ دفتر والوں نے اس رقم کی ادائیگی سے نامزد کردہ حقیقی بھائی اور بہنوں کو انکار کر دیا ہے یہ کہہ کر کہ مرنے والے کے، بیوی بچے نہیں ہیں اور والدین بھی نہیں ہیں۔ جب کہ فقہ کی روشنی میں اگر سگے بھائی بہن موجود نہ ہوں تو حق دار اور وارث بھتیجے اور بھانجے ہوتے ہیں۔

الجواب:۔ پنشن اور دیگر واجبات میں حکومت کا متعلقہ قانون لائق اعتبار ہے۔ اگر قانون یہی ہے کہ جب مرنے والے کے والدین اور بیوی بچے نہ ہوں تو کسی دوسرے عزیز کو پنشن اور دیگر واجبات نہیں دیئے جائیں گے تو دفتر والوں کی بات صحیح ہے ورنہ غلط ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۰) جائیداد تقسیم کرنے کا طریقہ

سوال:۔ مرحوم کی جائیداد تقسیم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ یعنی سب سے پہلے کسے دیں کیا دیں؟

الجواب:۔ مرحوم نے بوقت انتقال اپنی ملکیت میں جو کچھ بڑا چھوٹا، ساز و سامان منقول وغیرہ منقولہ جائداد، دکان، مکان، پلاٹ، نقدی، سونا، چاندی، زیورات کپڑے برتن، غرض یہ کہ

جو کچھ بھی چھوڑا، مرحوم کا ترکہ ہے۔ جس میں سب سے پہلے مرحوم کی تجہیز و تکفین کے متوسط مصارف (سنت کے مطابق) نکالے جائیں، اس کے بعد مرحوم پر کوئی قرضہ ہو تو اس کو ادا کیا جائے۔ اور اگر بیوی کا مہر ادا نہیں کیا تھا اور بیوی نے معاف بھی نہیں کیا تھا تو اس کو بھی ادا کیا جائے، کیونکہ یہ بھی قرضہ ہے اس کے بعد مرحوم نے کوئی جائز وصیت کی تھی تو باقی ماندہ ترکہ میں سے ایک تہائی کی حد تک اس پر عمل کیا جائے اس کے بعد ذوی الفرض کے حصے دیئے پھر دوسروں کے اور عصبات کے حصے دیئے جائیں۔ (ملخص)

(کتاب الھبۃ)

(ہبہ کرنے کے مسائل)

(۵۱) بچوں کا مال ماں باپ کسی کو نہیں دے سکتے؟

سوال:۔ ہمارے یہاں یعنی (انگلینڈ برطانیہ) میں حکومت کی طرف سے چھوٹے بچوں کو وظیفہ دیا جاتا ہے اور حکومت کا مقصد ہی بچوں کو دینا ہوتا ہے بچہ کا باپ اس پر قبضہ کرتا ہے اور موقع بموقعہ ان پر خرچ کرتا ہے بچہ کی والدہ اس جمع شدہ رقم سے اپنے کسی عزیز کو امداد کے طور پر دینا چاہتی ہے بچہ کا باپ اس پر راضی نہیں ہے۔ تو وہ دے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جب حکومت کا مقصد بچوں کو ہی مال دینا ہو تو وہ مال بچوں کا ہے اور ماں باپ کے پاس امانت ہے وہ مال بچوں ہی کے کام میں استعمال کرنا چاہئے کسی کو دینا جائز نہیں ہے بچوں کی مال میں ایسا تصرف کرنا جس میں بچوں کا نقصان ہو جائز نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ کسی کو ان کا مال دے دینے میں بچوں کا نقصان ہے لہذا اماں کو شرعاً یہ حق حاصل نہ ہوگا! **و لایجوز ان یھب شیئاً من مال طفلہ و لو بعوض** (درمختار مع ردالمحتار ج ۸۱ صفحہ ۷۰۷، کتاب الھبۃ قبیل باب الرجوع فی الھبۃ)

بہشتی زیور آپ کے پاس ہوگی اس میں یہ مسئلہ درج ہے ملاحظہ فرمالیں۔

مسئلہ:۔ جو چیز نابالغ کی ملک ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اسی بچہ ہی کے کام میں لگانا چاہئے کسی کو اپنے کام میں لانا جائز نہیں خود ماں باپ بھی اپنے کام میں نہ لادیں نہ کسی اور بچہ کے کام میں لادیں۔ (بہشتی زیور صفحہ ۵۴ ج ۵)

مسئلہ:۔ جس طرح خود بچہ اپنی چیز کسی کو نہیں دے سکتا اسی طرح باپ کو بھی نابالغ اولاد کی چیز دینے کا اختیار نہیں اگر ماں باپ اس کی چیز کسی کو بالکل دے دے یا ذرا دیر کچھ دن اور مانگی دے دیں تو اس کا لینا درست نہیں البتہ اگر ماں باپ کو نہوت کی وجہ سے نہایت ضرورت ہو وہ چیز کہیں اور سے ان کو نہ مل سکے تو مجبوری اور لاچاری کے وقت اپنی اولاد کی چیز لے لینا درست ہے بہشتی زیور۔

مسئلہ:۔ ماں باپ وغیرہ کو بچہ کا مال کسی کو قرض دینا بھی صحیح نہیں بلکہ خود قرض لینا بھی صحیح نہیں خوب یاد رکھو؟ (بہشتی زیور صفحہ ۵۵ پانچواں حصہ بچوں کو دینے کا بیان۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۲) مصلحتاً بیٹے کے نام پر مکان خریدنے سے بیٹا اس مکان کا مالک شمار ہوگا یا نہیں

سوال:۔ عبدالقادر نے اپنے پیسوں سے ایک مکان خریدا اور سرکاری قانون سے بچنے کے لئے اس مکان کا دستاویز اپنے ایک بیٹے عبدالرزاق کے نام کے بنوایا نہ بخشش کرنا مقصود تھا اور نہ خریدنے کے بعد وہ مکان عبدالرزاق کو حوالہ کیا زندگی بھر عبدالقادر ہی اسی مکان پر قابض رہے اور وہی اس کا انتظام کرتے رہے اور اس کی آمدنی وہی استعمال کرتے رہے عبدالقادر کا انتقال ہوگیا وفات کے بعد ان کا بیٹا عبدالرزاق اس مکان پر قابض ہوگیا اور خود کو اس کا مالک بتاتا ہے اور دیگر ورثاء کو اس میں سے حصہ دینے کے لئے صاف انکار کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ یہ مکان میرا ہے کیا عبدالرزاق کی بات صحیح ہے کسی مصلحت سے باپ اپنے کسی بیٹے کے نام سے جائیداد خریدے تو بیٹا تنہا اس کا مالک بن سکتا ہے؟ یا وہ باپ ہی کی ملک ہوکر تمام وارثوں میں تقسیم ہوگی؟

الجواب:۔ والد اگر کسی مصلحت سے اپنے کسی بیٹے کے نام سے مکان خریدے تو وہ بیٹا محض اس کے نام پر خریدنے کی وجہ سے شرعی طور پر اس مکان کا مالک شمار نہ ہوگا۔

امداد الفتاویٰ میں ہے سوال کیا فرماتے ہے علماء دین رحمہم اللہ اس مسئلہ میں کہ کسی مثلاً زید نے اگر اپنے بیٹے عمرو کے نام کسی مصلحت سے بعوض اپنے مال کے کوئی معاش خرید کی جیسا کہ فی زماننا اکثر رائج اور عرف میں بنام اسم فرضی مشہور ہے تو آیا وہ معاش زید کی ملک ہوگی یا عمرو کی اور بھی زید کو اس میں اختیار نقل وتصرف بیع وہبہ وغیرہ کا ہے یا نہیں۔

رکن بیع کا ایجاب وقبول ہے جن کے درمیان ایجاب وقبول ہوا مبیع اسی کی مالک ہوگی پس زید نے اگر چہ بمصلحت اپنے بیٹے کے نام سے معاش خرید گی زید ہی کی ملک ہوگی نظیر اس کی بیع تلجیہ ہے! کہ دو شخص کسی وجہ سے بیع ظاہر کریں اور مقصود بیع نہ ہو سو وہ مفید ملک نہیں ہوتی تو جس کے ساتھ ایجاب وقبول تک نہ ہوا اور نہ اس کے ہاتھ بیچنے کا مقصد ہے نہ اس کے لئے مشتری کا خریدنے کا قصد ہے اس کی ملک کیونکہ ہو سکتی ہے! في الدار المختار وبيع التلجية وهو ان يظهر اعقداُوهما لا يريد انه ...... لخوف عدو وهو ليس ببيع في الحقيقة بل كالهزل . پس مشتری ہی کی ملک ہوگی اور اس کو تصرف مالکانہ جائز ہوگے تاوقت یہ کہ کوئی سبب صحیح موجب انتقال ملک جس سے عمر کی ملک ہو جائے نہ پایا جاوے الخ۔

(امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۷ اکتاب البیوع مطبوعہ پاکستان)

لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر عبدالرزاق انتقال ملک کا کوئی صحیح سبب شرعی ثبوت کے ساتھ پیش نہ کر سکے تو محض اس کے نام پر مکان خریدنے کی وجہ سے عبدالرزاق تنہا اس مکان کا مالک نہیں بن سکتا یہ مکان مرحوم عبدالقادر ہی کا ہوگا اور ان کے ترکہ میں شامل ہو کر تمام ورثاء میں شریعت کے مطابق تقسیم ہوگا؟ وہ واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۳) ہدیہ میں دی ہوئی چیز ہدیہ دینے والے کے پاس واپس آئے تو کیا کرے؟

سوال:۔ ایک شخص نے دوسرے شخص کو تحفۃً کچھ رقوم دی کہ عرصہ کے بعد یہ شخص کسی مرض میں مبتلا ہو کر فوت ہوگیا اب اس کے ورثاء میں بھی کوئی شخص نہیں اس لئے تحفے کی وہ رقم تحفہ دینے والے شخص کے پاس واپس آئی تو یہ شخص اس رقم کو خود اپنے حج بدل میں جانے والے کو اس حج بدل کے سلسلہ میں خرچ کرنے کے لئے دے سکتا ہے یا نہیں؟ فقط والسلام۔

الجواب:۔ جب کہ تحفہ کی رقم پر مرحوم کا قبضہ ہوگیا تھا تو وہ اس کی ملک میں داخل ہوگئی اب اس کے بعد تجہیز وتکفین اور اداء دین ووصیت سے بچ جائے تو اس کے حق دار مرحوم کے ورثاء ہیں اگر ورثاء میں بھی کوئی نہ ہو تو اس کے ایصال ثواب کے لئے غرباء کو دے دی جائے اگر تحفہ میں دی ہوئی چیز جائز طریقہ سے واپس آئے تو اسی کام میں لیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۴) شوہر کا بیوی سے بخشش کی ہوئی چیزیں واپس لینا؟

سوال:۔ شوہر نے اپنی کچھ چیزیں بطور بخشش اپنی بیوی کو دے دی ہیں اور اس کا قبضہ بھی کرادیا ہے اب اگر یہ شوہر بخشش کردہ چیزیں واپس لینا چاہے تو لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بیوی کو ہبہ کی ہوئی چیزیں واپس نہیں لی جاسکتیں۔ و کذلک ما وھب احد الزوجین للاخرلان المقصود فیھا الصلة کما فی القرابة الخ (ہدایہ ج نمبر ۳ صفحہ ۳۷۴) فقط۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۵) زندگی میں مال کی تقسیم عطیہ ہے

سوال:۔ میری اولاد میں ایک لڑکا اور چار لڑکیاں ہیں۔ میں زندگی میں مال تقسیم کرنا چاہتی ہوں شرعاً کس قدر دوں؟ اگر میرے مرنے کے بعد تقسیم ہوا تو کس قدر ہوگا؟

الجواب:۔ وفات کے بعد اگر مذکورہ ورثاء زندہ ہوئے تو مال کے چھ حصے ہوں گے دو حصے لڑکے کو اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کو دے دیا جائے گا۔ لیکن اگر زندگی میں ہی مال تقسیم کرنے کا ارادہ ہو تو مال کے پانچ حصے کئے جائیں اور لڑکے لڑکی سب کو برابر برابر ایک ایک حصہ دے دیا جائے۔ (کیونکہ زندگی میں مال کی تقسیم وراثت نہیں بلکہ عطیہ اور تحفہ ہے لہذا یہ اولاد اور ہر وارث کو برابر دی جائے گی)۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

جہاد اور شہید کے احکام

(۱) حکومت کے خلاف ہنگاموں میں مرنے والے اور افغان چھاپہ مار کیا شہید ہیں؟

سوال:۔ حکومت کے خلاف ہنگامے کرنے والے جب مرجاتے ہیں یا افغان چھاپہ مار مرجاتے ہیں یا ہندوستان کے مسلمان فوجی مارے جاتے ہیں یہ سب شہید ہیں یا نہیں کیونکہ یہ جہاد کے طریقے سے نہیں لڑتے اور ہنگاموں میں مرنے والوں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اخبار میں لکھا جاتا ہے کہ شہداء کی نماز جنازہ ادا کی جارہی ہے؟

الجواب:۔ افغان چھاپہ مار تو ایک کافر حکومت کے خلاف لڑتے ہیں ان کے شہید ہونے میں شبہ نہیں ہندوستان کے مسلمان فوجی جب کسی مسلمان حکومت کے خلاف لڑیں ان کو شہید کہنا سمجھ میں نہیں آتا اور حکومت کے خلاف بلوؤں اور ہنگاموں میں مرنے والوں کی کئی قسمیں ہیں بعض بے گناہ خود بلوائیوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں اور بعض بے گناہ پولیس والوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں اور دنگا فساد کی پاداش میں مرتے ہیں اس لئے ان کے بارے میں کوئی قطعی حکم لگانا مشکل ہے! (مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲) کنیزوں کا حکم

سوال:۔ آپ کی توجہ اسلام کے ابتدائی دور میں کنیز، لونڈی، کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جیسا کہ سورۃ مؤمنون میں ارشاد خداوندی ہے جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی

بیویوں یا کنیزوں جوان کی ملک ہوتی ہیں اسلام میں اب کنیز لونڈی رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں اور خلفاء راشدین کے دور میں کنیز رکھنے کی اجازت تھی یا نہیں؟

الجواب:۔ اسلامی جہاد میں جو مرد اور عورتیں قید ہوکر آتی تھیں ان کو یا تو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جاتا تھا یا ان کا مسلمان قیدیوں سے متبادلہ کرایا جاتا تھا ان کو غلام اور باندیاں بنایا جاتا تھا۔ اس قسم کی کنیزیں یا باندیاں بشرطیکہ مسلمان ہو جائیں ان کو بغیر نکاح کے بیوی کے حقوق حاصل ہوتے تھے کیونکہ وہ اس شخص کی ملک ہوتی تھیں قرآن کریم میں وماملکت ایمانکم کے الفاظ سے انہیں غلام اور باندیوں کا ذکر ہے اب ایک عرصے سے جہاد نہیں اس لئے شرعی کنیزوں کا وجود نہیں آزاد عورتوں کو پکڑ کر فروخت کرنا جائز نہیں اور اس سے وہ باندیاں نہیں بن جاتیں!

(مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) اس دور میں شرعی لونڈیوں کا تصور

سوال:۔ شرعی لونڈی کا تصور کیا ہے کیا قرآن شریف میں بھی لونڈی کے بارے میں کچھ کہا گیا ہے میں نے کہیں سنا ہے کہ قرآن پاک کا فرمان ہے کہ مسلمان چار بیویوں کے علاوہ ایک لونڈی رکھ سکتا ہے اور لونڈی سے بھی جسمانی خواہشات پوری کی جاسکتی ہیں اگر زمانہ قدیم شرعی لونڈی رکھنا جائز تھا جیسا ہوتا رہا ہے تو اب یہ جائز کیوں نہیں ہے پہلے وقتوں میں لونڈیاں کہاں سے اور کس طرح حاصل کی جاتی تھیں جہاں تک میں نے پڑھا اور سنا ہے زمانہ قدیم میں لونڈیوں کی خرید وفروخت ہوا کرتی تھی اب یہ سلسلہ ناجائز کیوں ہے۔

الجواب:۔ جہاد کے دوران کافروں کے جو لوگ مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے ان کے بارے میں تین اختیار تھے ایک یہ کہ ان کو معاوضہ لے کر رہا کردیں دوسرا یہ کہ بلا معاوضہ رہا کردیں تیسرا یہ کہ ان کو غلام بنالیں ایسی عورتیں اور مرد جن کو غلام بنالیا جاتا تھا ان کی خرید و فروخت بھی ہوتی تھی ایسی عورتیں شرعی لونڈیاں کہلاتی تھیں۔ اور اگر وہ کتابیہ ہوں یا بعد میں مسلمان ہوجائیں تو آقا کو ان سے جنسی تعلق رکھنا بھی جائز تھا اور نکاح کی ضرورت آقا کے لئے نہیں تھی۔ چونکہ اب شرعی جہاد نہیں ہوتا اس لئے رفتہ رفتہ غلام اور باندیوں کا وجود ختم ہوگیا۔

(مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) لونڈیوں پر پابندی حضرت عمرؓ نے لگائی تھی

سوال: ۔لونڈی کا لکھنا صحیح ہے یا کہ نہیں اور اس کے ساتھ میاں بیوی والے تعلقات بغیر نکاح کے درست ہیں یا کہ نہیں؟ شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ عمر فاروقؓ نے لونڈیوں پر پابندی لگائی تھی حالانکہ اس سے پہلے نبی علیہ السلام اور حضرات حسنین کے گھروں میں لونڈیاں ہوتی تھیں جو کہ جنگ کے بند بعد بطور مال غنیمت ملتی تھیں؟

الجواب: ۔شرعاً لونڈی سے مراد وہ عورت ہے جو کہ جہاد میں بطور مال غنیمت کے مجاہدین کے ہاتھ قید ہوجائے اگر وہ مسلمان ہوجائے تو اس کے ساتھ جنسی تعلقات جائز ہیں شیعہ جھوٹ بولتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لونڈیوں پر پابندی لگائی تھی بلکہ آپ غور فرمائیں تو شیعہ اصول کے مطابق نہ لونڈیوں کی اجازت ثابت ہوتی ہے نہ سیدوں کا نسب نامہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ اوپر لکھا لونڈی وہ ہے جو جہاد سے حاصل ہو اور جہاد کسی مسلمان عادل خلیفہ کے ماتحت ہوسکتا ہے خلافت راشدہ کے دور کو شیعہ جن الفاظ سے یاد کرتے ہیں وہ آپ کو معلوم ہے جب خلفاء ثلاثہ کی خلافت صحیح نہ ہوئی تو ان کے زمانہ میں ہونے والی جنگیں بھی شرعی جہاد نہیں ہوئی اور وہ شرعی جہاد نہ تھا تو جو لونڈیاں آئیں تو ان سے تمتع شرعاً جائز نہ ہوا سوال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرات حسنینؓ کے پاس شرعی لونڈیاں کہاں سے آ گئی تھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پانچ سالہ دور میں کوئی جہاد کافروں سے نہیں ہوا لونڈیاں آئیں تمام سید جو حسن بانو کی نسل سے ہیں یہ نسب اس وقت صحیح تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ شرعی لونڈی ہوں اور شرعی تب ہوسکتی ہیں کہ جہاد شرعی ہو اور شرعی جہاد جب ہوسکتا ہے کہ حکومت شرعی ہو تو معلوم ہوا کہ شیعہ یا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت کو شرعی حکومت مانیں یا سیدوں کی "صحت نسب" سے انکار کر دے۔

(مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) لونڈی غلام بنانے کی رسم کے متعلق

سوال: ۔ (۱) غلام لونڈی بنانے کا رواج نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے بعد سے ہے یا پہلے ہی سے تھا اس کی مختصر تاریخ۔

(۲) لونڈی اپنے مالک کے لئے بغیر نکاح کے بھی حلال ہے اگر ہے تو یہ کیوں اور اس میں کیا حکمت ہے۔

(۳) دور حاضر میں لونڈی رکھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(۴) اگر کوئی مسلمان آدمی لونڈی رکھنا چاہے تو اس لونڈی کا مسلمان ہونا ضروری ہے یا غیر مسلم کو بھی رکھ سکتا ہے۔

(۵) پہلے زمانے میں کس قدر لونڈی رکھتے تھے اور اس دور میں کس قدر رکھنے کی اجازت ہے۔

(۶) لونڈی کے لئے پردہ ضروری ہے یا نہیں اگر ضروری ہے تو کیا وجہ اور نہیں ہے تو کیا وجہ ہے۔

(۷) لونڈی کی اولاد آزاد ہے یا غلام۔

(۸) مالک کے مال میں لونڈی اور اس کی اولاد وارث ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ غلام اور لونڈی کا رواج اسلام سے پہلے سے ہے اکثر و پیشتر یہ جنگ کے نتیجہ میں ہے یعنی دنیا میں جب سے جنگ وقتال کا آغاز ہوا ہے اس وقت سے اس رواج کی بنیاد پڑی ہے یہ رواج تقریباً دنیا کی تمام اقوام وممالک میں تھا اولاً جب دشمن مقبوض ہوتے تو بے رحمی سے قتل کر دیئے جاتے تھے پھر اس میں کچھ اصلاح ودوستی ہو تو یہ طریقہ رائج ہوا کہ جو قیدی خطرناک ہوتے ان کو قتل کر دیا جاتا کمزور قیدیوں عورتوں اور بچوں کو قتل سے معاف رکھا جاتا مگر خدمت کے لئے ان کو غلام اور لونڈی بنالیا جاتا اسلام نے اس قدیم اور مروجہ رسم کی مخالفت نہیں کی اگر مخالفت کرتا تو بے سود ہوتا کیونکہ اس زمانے کی سیاسی اور معاشرتی حالت کے پیش نظر ایسا کرنا غیر مفید اور خلاف مصلحت تھا بین الاقوامی روابط ایسے مضبوط نہ تھے کہ ایک ملک کا قانون دوسرے ملک پر اثر ڈالتا اس وقت غلامی کو اگر یک حکم منسوخ کر دیا جاتا تو یقیناً ایسا ہوتا کہ دشمن اطمینان سے ہمارے قیدیوں کو غلام بناتے ان کو ذلیل کرتے اور اس سے مطمئن رہتے کہ ان کے ہم قوم قیدیوں کو بھی ہمارے ہاتھ سے یہ مصیبتیں پہنچ سکتیں ہیں جہاں تک احترام انسانیت کا تعلق ہے اسلام نے اس جذبہ کی قدر کی اور ایسی صورتیں تجویز کر دیں جن کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ یہ رسم خود ختم ہو جائے بایں ہمہ بہت سی خرابیاں اور غلط مفادات جو غلامی کے سلسلہ میں حاصل کئے جاتے تھے ان کو یک لخت ختم کر دیا مثلاً:

(۱) لونڈیوں سے بدکاری کروا کر کماتے تھے تو قرآن نے کہا (**ولا تکرھو فتیانکم علی البغاء**) (سورۂ نور)

یعنی تم اپنی لونڈیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو گھر کی کام کاج اور اپنی راحت کی خاطر غلام اور لونڈیوں کو نکاح کی اجازت نہیں دیتے تھے اس پر ارشاد خداوندی ہوا (**انکحو الا یامی منکم الخ**) تم اپنی بن بیاہی عورتوں اور اپنے نیک غلام و لونڈیوں کا نکاح کرادو۔ (نور)

(۲) پہلے لونڈی غلام کے ساتھ حیوانوں جیسا برتاؤ کیا جاتا تھا لیکن اسلام نے تعلیم دی کہ یہ تمہارے بھائی بہن ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ تلے (اور تمہارے تابع) کر دیا ہے اس سے بھائی چارہ کا رشتہ ختم نہیں ہوتا وہ بدستور باقی رہتا ہے لہذا تم پر لازم ہے کہ مساوات برتو یہاں تک کہ کھانے اور پہننے میں بھی مساوات رکھو جو تم کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ جیسا لباس تم پہنو ویسا ہی ان کو پہناؤ ان سے ان کی استطاعت کے مطابق خدمت لو اور کوئی ایسا کام سپرد کرو جو ان کی طاقت سے باہر ہو اور سخت ہو تو ان کی مدد کرو اور فرمایا کہ جو کوئی اپنے غلام سے سختی کا معاملہ کرے تو وہ جنت میں نہیں جائے گا اور فرمایا کہ جو اپنے غلام کو بلا قصور مار پیٹ کرے یا طمانچہ مار دے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کردے۔

(۳) ایک شخص نے سوال کیا کہ میں اپنے غلام کی خطا پر کتنی بار درگذر کروں تو آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا تیسری یا چوتھی مرتبہ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ روزانہ ستر مرتبہ معاف کرتا رہ مطلب یہ کہ سزا دینے سے بچو وفات کے وقت آنحضرت ﷺ کی وصیت یہ تھی کہ نماز کی پابندی کرو اور غلام باندی کے ساتھ اچھا سلوک کرو اس تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ حضرت عثمانؓ نے غلام کے قصور پر اس کو گوشمالی کی پھر نادم ہوئے اور توبہ کر کے غلام سے کہا کہ تو میری گوشمالی کر اس نے انکار کیا بالآخر آپ کی اصرار پر گوشمالی کی آپؓ نے کہا زور سے اور فرمایا میں قیامت کے دن کی سزا سے ڈر رہا ہوں ایسے واقعات بہت ہیں جن کا نقل کرنا دشوار ہے۔

(۴) اسلام نے فک رقبہ غلام لونڈی کی گردن چھڑانے اور آزاد کرنے کو موجب اجر عظیم قرار دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو خدائے پاک اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اس کے تمام اعضاء کو جہنم کی آگ سے نجات دے گا حتی کہ شرم گاہ کے بدلہ میں شرم گاہ کو غیر مسلم غلام لونڈی آزاد کرنے کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے اور ہدایت دی ہے کہ جو کوئی اپنی لونڈی کو ادب سکھائے یعنی اچھی تربیت کرے اور حسن اخلاق کی تعلیم دے اور

سدھارے پھر اس کو آزاد کر کے اسکے ساتھ نکاح کر لے تو اس کے لئے دوگنا اجر وثواب ہے اس طرح کے ارشادات اور احکام بہت ہیں ان کا یہ اثر ہوا کہ ہزاروں کی تعداد میں غلام لونڈی آزاد ہونے لگے آنحضرت ﷺ نے بذات الشریف تریسٹھ ۶۳ غلام لونڈی آزاد کئے حضرت صدیق اکبرؓ نے تریسٹھ ۶۳ آزاد کئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے تیس ہزار آزاد کئے حضرت حکیم بن حزام نے سو آزاد کئے حضرت عباس نے ستر ۷۰ آزاد کئے حضرت عثمانؓ ہر جمعہ کو ایک آزاد کرتے اور مزید فرماتے کہ جو غلام خشوع وخضوع سے نماز پڑھے گا اس کو آزاد کردوں گا حضرت عائشہ نے انتر ۶۹ آزاد کئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک ہزار آزاد کئے حضرت ذوالکلاع حمیریؒ نے ایک ہی روز میں آٹھ ہزار آزاد کئے) (الرق فی الاسلام ج اصفحہ ۱۳۱) (سلسلہ ندوۃ المصنفین دہلی)۔

(۵) ان اصول ارشادت کے علاوہ جزئیات اور تفصیلی احکام میں بہت سی صورتیں ایسی ہے کہ غلام خود بخود آزاد ہو جاتا ہے جیسا کہ:

(۱) غلام کسی ایسے شخص کی ملک میں آ گیا جو اس کا قریبی رشتہ دار (ذی رحم محرم تھا) مثلاً بھائی باپ چچا ماں یا لڑکے کی ملک میں آ گیا۔

(۲) کوئی حربی کافر مسلمان غلام کو دارالاسلام سے خرید کر دارالحرب میں لے گیا تو یہ غلام وہاں پہنچتے ہی آزاد ہو جائے گا۔

(۳) مالک سے جس لونڈی کا بچہ پیدا ہوا تو مالک کی وفات کے بعد وہ لونڈی آزاد ہے۔

(۴) چند صورتیں ایسی ہے جہاں قانونی یا اخلاقی مطالبہ ہوتا ہے کہ غلام آزاد کیا جائے۔ مثلاً:

(۱) قتل خطا کے کفارہ میں غلام آزاد کیا جائے۔

(۲) کفارہ ظہار میں۔

(۳) کفارہ قسم۔

(۴) کفارہ صوم میں غلام آزاد کیا جائے۔

(۵) اپنے غلام کو طمانچہ مارے تو اس کا کفارہ غلام آزاد کرنا ٹھہرایا۔

(۶) سورج گرہن میں غلام آزاد کرے۔

(۷) چاند گرہن میں غلام آزاد کرے۔

(۸) ایصال ثواب کے لئے آزاد کرے اسی طرح قدم قدم غلام لونڈی آزاد کرنے کی

ترغیب وتاکید فرمائی اور رسم غلامی ختم کرنے کی کوشش کی۔

فرمان فاروقی آنحضرت ﷺ کے علاوہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں چند فرمان جاری کئے جن کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ بیشمار غلام آزاد ہو گئے بلکہ بنیادی طور پر آزادی کی چند صورتیں سامنے آئیں مثلاً فرمان جاری کیا گیا:

(۱) صدیق اکبرؓ کے دور میں مرتد قبائل کے لوگ لونڈی غلام بنائے گئے ہیں ان سب کو آزاد کیا جائے۔

(۲) یہ اصول قائم کر دیا کہ اہل عرب کبھی کسی کے غلام نہیں بنائے جا سکتے ان کا قول ہے کہ (لا یسترق عربی) یعنی عرب کا کوئی آدمی غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ الفاروق حصہ دوم صفحہ ۷۸ بحوالہ فتوح البلدان (صفحہ ۳۱۶)

(۳) نہ ذمی کو غلام بنا سکتے ہیں۔

(۴) زمانۂ جاہلیت میں جو غلام بنائے گئے ہیں پھر انہوں نے اسلامی دور بھی دیکھا ہے تو وہ اپنی قیمت ادا کر کے آزاد ہو جائیں مالک (راضی ہو یا ناراض) (الرق فی الاسلام فتح الباری نہایہ وغیرہ)۔

مسلمانوں پر ہر معاملہ کا شرعی حکم جاننا ضروری ہے اس کی حکمت ومصلحت معلوم کرنا ضروری نہیں اور حکمت معلوم کرنا ہر کس وناکس کا کام بھی نہیں ہے لہذا ہر معاملہ میں حکمت کے درپے ہونا غلط ہے اور حکمت کے جاننے پر عمل موقوف رکھنا بغاوت ہے اور اس کے عدم ادراک پر اس کو خلاف حکمت ومصلحت ماننا گمراہی ہے اگر کسی معاملہ کی حکمت سمجھ میں نہ آئے تو اپنی فہم کا قصور سمجھے کہ شرعی حکم خلاف حکمت نہیں ہوتا اپنی فہم کا قصور ہوتا ہے کہ ایک بار بارش برسی تو ایک بزرگ نے کہا اے اللہ کیسے موقعہ کی بارش برسائی غیب سے آواز آئی کہ بتاؤ ہم نے بے موقعہ کب برسائی ہے بزرگ نے یہ آواز سنی انہیں احساس ہوا کہ بارگاہ خداوندی کی شان میں گستاخی سرزد ہوئی ہے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے غرض کہ شرعی حکم مصلحت سے خالی نہیں ہوتا لونڈی بغیر نکاح کے اپنے مالک کے لئے حلال ہے اس میں بھی بڑی مصلحت وحکمت ہے ہم کیا سمجھ سکتے ہیں ہمارے لئے قرآن مجید نے فیصلہ فرمایا ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً (یعنی تم کو بہت تھوڑا دیا گیا ہے) (سورہ بنی اسرائیل)

اگر شارع علیہ الصلاۃ والسلام لونڈیوں کی حلت کے لئے نکاح لازم فرماتے تو خود لونڈیوں کو بڑی دشواری پیش آتی تو قرآن مجید میں ہے کہ خداوند کریم تمہارے لئے مسہل اور آسانی کا

ارادہ فرماتے ہیں اور تمہیں دشواری اور مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتے یرید اللہ بکم الایہ (بقرہ) یاد رہے کہ شریعت میں مالک کے لئے لونڈی کی حلت کا حکم کسی خراب منشاء و برے مقصد کے لئے نہیں بلکہ وہ سراسر معاشرتی وتہذیبی مصلحت اور لونڈیوں کی خیر خواہی ہے۔

لونڈی کے لئے نکاح کی حاجت اس لئے نہیں کہ شریعت نے لونڈی کی ملکیت کو جواز وطی کے لئے نکاح کا قائم مقام بنادیا ہے جس طرح ایجاب وقبول سے نکاح کا انعقاد اور ملک بضعہ کا حاصل ہوجانا یعنی حق تمتع (منکوحہ سے وطی کا حق) محض اعتبار شرعی ہے اسی طرح لونڈی کے ملک میں آجانے سے حق تمتع کا حاصل ہونا بھی شرعی اعتبار ہے تو اس کے جواز میں شرعاً وعقلاً کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

یہ واضح کردینا بھی مناسب ہے کہ اعتبار کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں مثلاً بکریوں وغیرہ حیوانات اور پرندوں کے حلال ہونے کے لئے ذبح کرنا (بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر کاٹنا) شرط اور ضروری ہے بغیر ذبح کے حلال نہیں ہوسکتے برخلاف مچھلی کے کہ اس کی حلت کے لئے ذبح شرط نہیں ہے ذبح کے بغیر بھی کھا سکتے ہیں مچھلی کا قبضہ میں آجانا اور اس کا مالک ہونا ہی اس کے ذبح کے قائم مقام ہے حالانکہ دونوں قسموں کے حیوانات جاندار ہیں لیکن ایک کے لئے ذبح شرط ہے دوسرے کے لئے شرط نہیں تو آزاد عورت کی حلت کے لئے نکاح شرط ہو اور لونڈی کی حلت کے لئے شرط نہ ہو اور اس کی ملکیت کو قائم مقام نکاح سمجھا جائے تو اس میں کیا خلاف عقل ہے اب یہ بات کہ مملوکہ لونڈی نکاح کے بغیر کیوں حلال ہے یہاں ایجاب وقبول اور نکاح کی قید کیوں نہیں تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کی ضرورت ہی نہیں۔

یعنی نکاح میں ایجاب وقبول اس لئے ہوتا ہے کہ ایک خاص طرح کا فائدہ جس کا آپ کو حق نہیں ہے شرعاً آپ کو اس کا حق حاصل ہوجائے یہاں جب خریداری اور ملکیت کے باعث آپ پوری باندی اور اس کے جملہ حقوق کے مالک ہوگئے تو اس فائدہ کے بھی مالک ہوگئے جو نکاح کے ذریعہ حاصل ہوا کرتا ہے اب نکاح تحصیل حاصل (حاصل شدہ چیز کو حاصل کرنا) اور قطعاً فضول ہے دوسری بات، یہ ہے کہ نکاح کے سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے (ان تبتغوا باموالکم) یعنی خواتین کی حرمت کا لحاظ کرتے ہوئے کلام الٰہی نے یہ شرط قرار دیا ہے کہ کچھ مال پیش کیا جائے جس کو مہر کہا جاتا ہے اب اگر باندی کا نکاح کسی غیر شخص سے کیا جائے تو یہ مال (مہر) باندی کا مالک لے گا لیکن اگر باندی کا نکاح خود مالک سے ہو تو سوال یہ ہے کہ مال یعنی مہر کون دے گا اور

کون لے گا باندی جب تک باندی ہے حق ملکیت سے محروم ہے وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوسکتی اس کے پاس جو کچھ ہے وہ مالک کا ہے اب کیا مالک سے لے کر مالک کو دے دے اور مالک خود ہی مطالبہ کرنے والا بھی ہو اور خود ہی ادا کرنے والا بھی یہ ایک مذاق ہے شرعی حکم اور قانون نہیں بن سکتا اس میں اور بھی دقتیں ہیں جس بنا پر نکاح کی قید خلاف حکمت تھی۔

مثلاً یہ کہ جب یہ باندی آزاد آدمی کی کفو نہیں ہے تو اس کو شوہر میسر آنا مشکل ہوگا جس کا اثر یہ ہوسکتا ہے کہ جنسی آوارگی پیدا ہو جس کو کتاب اللہ میں فاحشہ اور فحشاء فرمایا گیا ہے جو عند اللہ غیر محبوب اور بدترین خصلت ہے پس شریعت نے یہ صورت تجویز فرمائی جو اگرچہ فی الحال نکاح کی صورت نہیں رکھتی مگر نتیجہ کے لحاظ سے نکاح کی شان پیدا کر دیتی ہے کیونکہ باندی سے بچہ پیدا ہونے کے بعد مالک کی ملکیت ناقص ہو جاتی ہے یعنی اس کو فروخت کرنا جائز نہیں رہتا وہ اس کے یہاں بچوں کی ماں گھر کی گھرستن اور اپنے مالک کی بیوی کی طرح رہے گی اور مالک کے انتقال کے بعد آزاد ہو جائے گی وارثوں کو نہیں دی جاسکتی نہ فروخت کی جاسکتی ہے۔

موجودہ زمانے میں لونڈیاں ملنی دشوار ہیں شرعی باندیوں کے لئے جو شرائط ہیں وہ اس زمانہ میں ملنی مشکل ہیں لہٰذا لونڈی نہیں رکھ سکتے اگر کسی جگہ لونڈی کا رواج ہو تو شرعی تحقیق کے بغیر معتبر نہیں اور نکاح کے بغیر اس کے ساتھ صحبت جائز نہیں علامہ شامیؒ لکھتے ہیں **(ولا سيما السراری اللاتی یؤ خذن غنیمة فی زماننا للتیقن بعدم قسمة الغنیمة فیبقی فیهن حق اصحاب الخمس و ابقیة الغانمین)** (شامیہ ج ۲، صفحہ ۳۹۶)

(یعنی ہمارے زمانے میں جو لونڈیاں بطور غنیمت حاصل کی جاتی ہیں وہ شرعی لونڈیاں نہیں ہیں) اور ان کے ساتھ صحبت جائز نہیں کیونکہ اس کا یقین ہے کہ مال غنیمت کی جس طرح تقسیم ہونی چاہیئے وہ پس جو مستحق ہیں) یعنی اصحاب خمس اور باقی مجاہدین) ان کے حقوق رہ جاتے ہیں (تو کسی باندی پر بھی پوری طرح جائز ملک ثابت نہیں ہوتی) شرعی لونڈیاں اور ہیں جو جنگ اور جہاد میں گرفتار کر کے مال غنیمت میں شامل کر لی گئی ہوں اور امیر یعنی خلیفۃ المسلمین یا اس کے نائب نے ان کو دار الحرب سے اپنے اسلامی علاقہ (دار الاسلام) میں لا کر قاعدہ شریعت کے مطابق تقسیم کیا ہو دار الاسلام میں لانے اور امیر کی تقسیم سے پہلے لونڈی کسی کے لئے حلال نہیں حتی کہ امام نے یا لشکر نے اعلان کر دیا ہو کہ جس کے قبضہ میں لونڈی آئے وہ اس کی ہے تب بھی دار الاسلام میں لائے بغیر قبضہ کرنے والے غازی ومجاہد کے لئے حلال نہیں اس زمانے میں یہ

قوانین کہاں ہیں اسلامی قانون جہاد کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ دشمن سے جو مال بطور غنیمت حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ بیت المال کے لئے علیحدہ کر لیا جائے جو ضرورت مند فقراء مسکینوں مثلاً یتامی اور بیواؤں کو دیا جائے باقی چار حصے غازیوں اور مجاہدوں میں تقسیم کئے جائیں جب تک مال غنیمت اپنے ملک یعنی دار الاسلام میں نہ آ جائے اس وقت تک تقسیم درست نہیں اور جب تک تقسیم نہ ہو اور مشترک مال ہے اس میں سب کا حق ہے البتہ جب امیر تقسیم کرے گا تو جو جس کے حصہ میں آئے گی وہ اس کے لئے حلال ہوگی جس طرح لڑکی کا ولی جس سے لڑکی کی نکاح کرا دی اس کے لئے وہ حلال ہو جائے اس سے پہلے نہیں اسی طرح امیر باندی کا ولی ہے جس کو مالک بنا دے اس کے لئے وہ بچند شرائط حلال ہو جاتی ہے پھر اس مالک کو حق ہوتا ہے کہ وہ کسی کو بیچ دے یا بطور عطیہ دے کر مالک بنا دے تو اس کے لئے وہ حلال ہو جاتی ہے اسی طرح کوئی لونڈی وراثت میں منتقل ہوتی رہی ہے تو آج بھی شرعی باندی ہے اور اس کا مالک اس کو رکھ سکتا ہے اس کے لئے حلال ہے مگر ایسی باندی اس زمانہ میں کہاں ہے بظاہر اسی باندی کا اس زمانے میں کم از کم ہندوستان میں وجود نہیں ہے باندی کسی بھی مذہب کی کسی بھی نسل کی ہو مملوک بن سکتی ہے لیکن مجامعت صرف اسی سے جائز ہو سکتی ہے جو مسلمان یا اہل کتاب (عیسائی) (یا یہودی) ہو مشرکہ یعنی بت پرست لونڈی سے مجامعت جائز نہیں ہے؟

شرعی لونڈی حسب طاقت وحسب حیثیت جتنی بھی چاہے رکھ سکتا ہے کوئی تعداد معین نہیں ہے لیکن باندیوں کے لئے جو قواعد ہیں وہ بہت نازک ہیں انہیں پیش نظر رکھنا ضروری ہے مثلاً جس لونڈی سے وطی کر لی اس کے قریبی رشتہ دار (مثلاً بہن خالہ پھوپھی بھانجی بھتیجی وغیرہ) سے وطی کرنی جائز نہیں رہی اگرچہ اس کی ملکیت میں کیوں نہ ہو جیسے کہ نکاح کی صورت میں ناجائز ہے یہاں بھی ناجائز ہے؟

لونڈیوں کے لئے آزاد عورتوں کی طرح سخت پردے کا حکم نہیں ہے کیونکہ اس کے ذمہ اپنے آقا کی خدمت ضروری ہے خانگی وبیرونی کام کرنے ہوتے ہیں اس وجہ سے پردہ کے معاملہ میں شریعت نے لونڈی کو آزاد عورتوں کی طرح مکلف نہیں بناتا ہے؟

لونڈی کی جو اولاد آقا سے پیدا ہو وہ آزاد شمار کی جائے گی۔ (الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۱۸۸)

مالک کے مال میں لونڈی وارث نہیں ہاں مالک کی اولاد (جو اس باندی کے پیٹ سے ہو) وارث ہوگی۔ فقط مفتی عبد الرحیم لاجپوری

كتاب الاُضحيّة و الذّبائح

قربانی، ذبح اور مختلف جانوروں کے
حلال حرام ہونے کے متعلق مسائل

(۱) قربانی واجب ہے یا سنت؟

سوال:۔ ایک غیر مقلد کہتا ہے کہ قربانی واجب نہیں، محض سنت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''کہ جو کوئی عید الاضحیٰ کا چاند دیکھے اور اس کا ارادہ قربانی کا ہو تو وہ اپنے بال، ناخن نہ کاٹے تاوقتیکہ قربانی نہ کرلے (الحدیث) تو ارادہ ہو کا لفظ یہ بتلاتا ہے کہ قربانی واجب نہیں بلکہ صرف سنت ہے۔ کیا یہ دلیل صحیح ہے؟

الجواب:۔ قربانی محض سنت نہیں بلکہ واجب ہے، سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو صاحب نصاب مستطیع (استطاعت رکھتا ہو) ہو اور قربانی نہ کرے تو ہماری عید گاہ میں نہ آئے (ابن ماجہ) الفاظ حدیث کا ٹھیٹھ ترجمہ یہ ہے کہ ''قریب نہ پھٹکے'' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کرنا واجب ہے۔

باقی یہ دلیل کہ حدیث میں لفظ ''جس کا ارادہ ہو'' آیا ہے۔ تو اصل میں یہ ایک محاورہ اور عام بول چال ہے۔ اور وجوب کے خلاف نہیں حج کے لئے بھی ایسا ہی لفظ آیا ہے کہ ''جس کا ارادہ حج کرنے کا ہو تو اسے چاہئے کہ جلدی کرے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۲) تو کیا اس لفظ کی وجہ سے حج بھی سنت قرار پائے گا؟ فرض نہیں؟ (حالانکہ حج کی فرضیت سے کسی کو انکار نہیں اس لئے ارادے سے مراد وجوب کے بعد، اس وقت اس کی حالت اور نیت ہے یعنی جو ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور اسے قربانی کرنی ہو (کیونکہ وہ واجب ہو چکی ہے) اس لئے وہ اپنے ناخن وغیرہ نہ کاٹے الخ)

کتب فقہ میں مذکورہ حدیث کی بنیاد پر (جو ہم نے پیش کی ہے) قربانی کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲) خرگوش حلال ہے

سوال:۔ خرگوش دو قسم کے ہیں گھر والے پنجہ دانے۔ لیکن یہ اپنے پنجوں سے نہیں کھاتے کیا یہ حلال ہیں؟

الجواب:۔ خرگوش دونوں قسم کے حلال ہیں۔ حیوۃ الحیوان میں ہے کہ اس کا کھانا تمام علماء کے نزدیک حلال ہے ہدایہ میں ہے کہ خرگوش کھانے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ آپ ﷺ کو اس کا بھنا ہوا گوشت ہدیہ میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا، اور صحابہ کو بھی اس کے کھانے کا حکم فرمایا۔ پھر خرگوش نہ درندہ ہے نہ مردار خور ہے اس لئے یہ ہرن کے مشابہ ہے۔ اس لئے اس کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ شامی (ج ۴ صفحہ ۲۶۸) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

ذبح کرنے اور گوشت سے متعلق مسائل

(۳) بغیر دستے کی چھری سے ذبح کرنا

سوال:۔ کیا بغیر دستے کی چھری کا ذبیحہ جائز ہے؟

الجواب:۔ خالص لوہے کی یا کسی بھی دھات کی بنی ہوئی چھری کا ذبیحہ جائز ہے اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ چھری میں اگر لکڑی نہ لگی ہو تو ذبیحہ مردار ہو جاتا ہے۔

(۴) عورت کا ذبیحہ حلال ہے

سوال:۔ ہماری امی، نانی اور گھر کی دوسری خواتین بذات خود مرغی وغیرہ ذبح کر لیا کرتی ہیں میں نے کالج میں اپنی سہیلیوں سے ذکر کیا تو چند نے کہا کہ عورتوں کے ہاتھ کا ذبیحہ مکروہ ہوتا ہے بعض نے کہا کہ حرام ہو جاتا ہے برائے کرم بتائیں کہ عورت کا طعام کی نیت سے جانور اور پرندوں (حلال) کو ذبح کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:۔ جائز ہے آپ کی سہیلیوں کا مسئلہ غلط ہے۔

(۵) غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت حلال نہیں ہے

سوال:۔ یہاں پر گوشت یا مرغی کے گوشت کے پیکٹ ملتے ہیں جو کہ یورپ یا دیگر غیر ممالک (جو کہ مسلم ممالک نہیں ہیں) سے آتے ہیں معلوم نہیں انہوں نے کس طرح ذبح کیا ہوگا ذبح پر تکبیر پڑھنا تو درکنار کیا ایسا گوشت وغیرہ ہم مسلمان استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ جس گوشت کے بارے میں اطمینان نہ ہو کہ وہ حلال طریقہ سے ذبح کیا ہوگا اس سے پرہیز کرنا چاہئے یورپ اور غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت حلال نہیں ہے۔

(۶) اگر مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق گوشت مہیا نہ ہو تو کھانا جائز نہیں

سوال:۔ جہاز پر گائے کا گوشت اور بکری کا گوشت غیر مسلموں کے ہاتھ سے کٹا ہوا ہوتا ہے، کیا اس کا کھانا جائز ہے؟ مسلمان کے علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے؟ اس کی شرائط کیا ہیں؟

الجواب:۔ کسی صحیح مسلمان یا صحیح اور واقعی اہل کتاب کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا جائز ہے بشرطیکہ وہ صحیح طریقہ سے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا گیا ہو دیگر غیر مسلموں کے ہاتھ کا کٹا ہوا گوشت حلال نہیں غیر مسلم کمپنیوں کے جہازوں میں اگر مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق گوشت فراہم نہیں کیا جاتا تو اس کا کھانا جائز نہیں۔

(۷) کیا مسلمان غیر مسلم مملکت میں حرام گوشت استعمال کر سکتے ہیں

سوال:۔ میں امریکہ میں زیر تعلیم ہوں یہاں پر اکثر ممالک کے طلبہ ہیں جب انہیں کوشش کے باوجود حلال گوشت میسر نہیں ہوتا تو اسٹور سے ایسا گوشت خریدتے ہیں جو اسلامی طریقہ پر ذبح شدہ نہیں ہوتا ہے بتایئے ہم کیا کریں؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں سب سے پہلے چند اصول سمجھ لیں اس کے بعد انشاء اللہ مذکورہ بالا مسئلہ کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔

(۱) اکل حلال ضروری اور فرض ہے حلال کو ترک کرنا اور حرام کو اختیار کرنا بغیر ضرورت شرعی ناجائز وحرام ہے۔

(۲) حلال چیزیں جب تک مل جائیں حرام کا استعمال جائز نہیں۔

(۳) گوشت پسندیدہ اور مرغوب چیز ہے اگر حلال مل جائے تو بہتر ہے لیکن اگر حلال نہ مل سکے تو حرام کا استعمال درست نہیں۔

(۴) کسی کے نزدیک پسندیدہ ہونے کی وجہ سے حرام کا استعمال حلال نہیں ہوتا۔

(۵) حرام اشیاء کا استعمال اس وقت جائز ہے جب کہ حلال بالکل نہ ملے جان بچانے کے لئے کوئی حلال چیز موجود نہ ہو اسی کو اضطرار شرعی کہا جاتا ہے۔

(۸) قربانی کا گوشت، قربانی کے بکرے کی رانیں گھر میں رکھنا

سوال:۔ قربانی کے لئے حکم ہے کہ جانور صحت منداور خوبصورت ہو ذبح کرنے کے بعد اس کو برابر تین حصوں میں تقسیم کیا جائے جب کہ اس وقت دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ لوگ قربانی کے بعد بکرے کی ران وغیرہ مکمل اپنے لئے رکھ لیتے ہیں اور بعد میں ہوٹلوں میں روسٹ کرا کر لے جاتے ہیں بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بکرے کی دونوں ران مع کمر کے رکھ دی جاتی ہیں اس مسئلہ پر حدیث اور شریعت کی رو سے روشنی ڈالیں کہ قربانی کرنے والوں کو صحیح علم ہو جائے۔

الجواب:۔ افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں ایک فقراء کے لئے ایک دوست احباب کے لئے اور ایک گھر کے لئے لیکن اگر سارا تقسیم کر دیا جائے یا گھر میں رکھ لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ قربانی صحیح نیت کے ساتھ کی تھی صرف گوشت کھانے یا لوگوں میں سرخروئی کے لئے قربانی نہیں کی تھی۔

(۹) قربانی کا گوشت شادی میں کھلانا

سوال:۔ ہمارے محلے میں ایک صاحب نے گائے کی قربانی. تیسرے دن کی اور چوتھے دن انہوں نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور قربانی کا آدھے سے زیادہ گوشت دعوت شادی میں لوگوں کو کھلا دیا کیا ان کی قربانی ہوگئی؟

الجواب:۔ اگر قربانی صحیح نیت سے کی تھی تو انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی اور قربانی کا گوشت گھر کی ضرورت میں استعمال کرنا جائز ہے اگر چہ افضل یہ ہے کہ ایک تہائی صدقہ کردے ایک تہائی دوست احباب کو دے ایک تہائی خود کھائے۔

(۱۰) کیا سارا گوشت خود کھانے والوں کی قربانی ہو جاتی ہے

سوال:۔ بقرعید پر ہمارے گھر قربانی ہوتی ہے تو میرے بھائی اس کے تین حصے کرتے ہیں ایک گھر میں رکھ لیتے ہیں دو حصے محلے اور رشتہ داروں میں تقسیم کردیتے ہیں جب کہ ہمارے محلے میں اکثر سارا گوشت گھر ہی میں کھالیتے ہیں محلے اور رشتہ داروں میں ذرا سا تقسیم کر دیتے ہیں اور کئی دن تک کھاتے ہیں ضرور بتائیے گا کہ کیا ایسے لوگوں کی قربانی ہو جاتی ہے؟

الجواب:۔ آپ کے بھائی جس طرح کرتے ہیں وہ بہتر ہے باقی سارا گوشت اگر گھر پر کھالیا تو قربانی جب بھی صحیح ہے بشرطیکہ نیت قربانی کی ہو صرف گوشت کھانے کی نہ ہو۔

(۱۱) قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینا

سوال:۔ کیا قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دیا جا سکتا ہے؟

الجواب:۔ دیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ نذر کی قربانی نہ ہو۔

(۱۲) منت کی قربانی کا گوشت صرف غریب لوگ کھا سکتے ہیں

سوال:۔ میری والدہ صاحبہ نے منت مانی تھی کہ میری نوکری کے سلسلے میں کہ اگر میرے بیٹے کو مطلوبہ جگہ نوکری مل گئی تو میں اللہ کے نام پر قربانی کروں گی بحمد اللہ نوکری مل گئی خدا کا شکر ہے لیکن کافی عرصہ گزر گیا ابھی تک منت پوری نہیں کی اس میں سستی اور دیر ضرور ہوئی ہے لیکن اس میں ہماری نیت میں کوئی فتور نہیں صرف یہ مطلوب ہے کہ اس کا طریقہ کار کیا ہو جو صحیح اور عین اسلامی ہو اس میں اختلاف رائے یہ ہے کہ جس جانور کی قربانی کی جائے اس کا گوشت رشتہ داروں، گھر کے افراد کے لئے جائز ہے یا یہ پورا کا پورا غریب ومسکین یا کسی دارالعلوم مدرسہ کو دے دینا چاہئے؟

الجواب:۔ آپ کی والدہ کے ذمہ قربانی کے دنوں میں قربانی واجب ہے اوراس گوشت کا فقراء پر تقسیم کرنا لازم ہے منت کی چیز غنی اور مالدار لوگ نہیں کھا سکتے جس طرح کہ زکوٰۃ اور صدقہ فطر مالداروں کے لئے حلال نہیں۔

(۱۳) قربانی کی کھالوں کے مصارف چرمہائے قربانی مدارس عربیہ کو دینا

سوال:۔ ہمارے شہر کے کسی خطیب صاحب نے کسی جمعہ میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی کہ مال زکوٰۃ و چرمہائے قربانی تعمیر مدارس و تنخواہ مدرسین میں صرف کرنا جائز نہیں اس سے کافی عرصہ پہلے لوگوں میں یہ دستور تھا کہ زکوٰۃ یا قربانی کے چمڑے وغیرہ خاص طور پر دینی خدمت کی وجہ سے مدارس عربیہ میں پہنچا دیتے تھے اس سال قربانی کے موقع پر جب مولانا صاحب کی تقریر سنی تو انہوں نے بجائے مدارس کے گھومنے پھرنے والے فقیروں میں یہ رقم صرف کر دی جس کی وجہ سے ظاہری طور پر مدرسوں کو نقصان ہوا اور عوام کو بھی یہ شبہ دل میں جم چکا کہ جب گناہ ہے تو ہم کیوں صرف کریں اس لئے خدمت اقدس میں گزارش ہے کہ اس مسئلہ کو باقاعدہ وضاحت سے تحریر فرمادیں تاکہ شکوک رفع ہو جائیں؟

الجواب:۔ خطیب صاحب نے جو مسئلہ بیان فرمایا وہ اس پہلو سے درست ہے کہ چرمہائے قربانی مدارس یا مساجد کی تعمیر میں اور مدارس کے مدرسین کی تنخواہ میں صرف کرنا جائز نہیں ہے لیکن مدارس میں جو چرمہائے قربانی دی جاتی ہیں وہ مدارس کی تعمیر یا مدرسین کی تنخواہوں میں صرف نہیں کی جاتیں بلکہ علم دین حاصل کرنے والے غریب و نادار طلباء پر صرف کی جاتی ہیں لہذا مدارس میں چرمہائے قربانی کی رقم دینا بالکل جائز ہے بلکہ موجودہ زمانے میں مدارس میں چرمہائے قربانی دینا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ اس میں غرب طلباء کی امداد بھی ہے اور علم دین کی خدمت بھی۔

(۱۴) کھال کیسے ادارے کو دے سکتے ہیں

سوال:۔ کھالوں کا سب سے بہترین مصرف ہر وہ ادارہ ہے جو کہ دین کی خدمت کر رہا ہو جیسے کہ آج کل دینی مدارس وغیرہ لیکن پوچھنا یہ ہے کہ آج ہر قوم والے خدمت خلق کے جذبہ سے جمع کرتے ہیں تو کیا ہر آدمی اپنی برادری والوں کو دے سکتا ہے اور اسی طرح دوسرے لوگوں کو جو کہ

دعویدار ہیں خدمت خلق کے حالانکہ حقیقت میں ایک بھی اپنے دعوے میں سچا نہیں ہے بلکہ ہر ایک اپنے تقسیم کے تقاضوں کو پورا کرنے میں اس کی رقم خرچ کرتا ہے بتلائیے کہ کیا کریں؟ یہ بھی بتلائیں کہ کھال دیتے وقت کیا نیت کرنی چاہئے اور اس کو دینے کے لئے کیا شرائط ہیں اور صحیح مصرف بتلائیں؟

الجواب:۔ قربانی کی کھال فروخت کر دی جائے تو اس رقم کا صدقہ کرانا واجب ہے لہٰذا قربانی کی کھال ایسے ادارے یا جماعت کو دی جائے جس کے بارے میں پورا اطمینان ہو کہ وہ صحیح مصرف پر خرچ کرے گی۔

(۱۵) قربانی کی کھال گوشت کی طرح ہر کسی کو دے سکتے ہیں

سوال:۔ قربانی کا گوشت کسی کو بھی دے سکتے ہیں لیکن کھال کے لئے قید کیوں ہے؟ وہ بھی گوشت کی طرح دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے لئے مستحق شخص کی پابندی کس وجہ سے ہے؟

الجواب:۔ قربانی کی کھال جب تک فروخت نہیں کی گئی اس کا حکم گوشت کا ہے اور کسی کو بھی دے دینا جائز ہے فروخت کے بعد اس کا صدقہ واجب ہے وہ غریب ہی کو دے سکتے ہیں۔

(۱۶) قربانی کے متفرق مسائل جانور ادھار لے کر قربانی دینا

سوال:۔ جس طرح ہم دنیا کے کاروبار میں ایک دوسرے سے ادھار لیتے ہیں اور بعد میں وہ ادھار ادا کر دیتے ہیں کیا اسی طرح ادھار پر جانور لے کر قربانی کرنا جائز ہے؟

الجواب:۔ جائز ہے۔

(۱۷) قربانی کا بکرا مر جائے تو کیا کرے

سوال:۔ ایک شخص صاحب نصاب نہیں ہے وہ بقرعید کے لئے قربانی کی نیت سے بکرا خریدتا ہے لیکن قبل از قربانی بکرا مر جاتا ہے یا گم ہو جاتا ہے ایسی صورت میں اس شخص پر دوبارہ بکرا خرید کر قربانی کرنا واجب ہے یا نہیں اور اگر وہ صاحب نصاب ہے اور بکرا مر جاتا ہے یا گم ہو جاتا ہے

تو اس کو دوبارہ بکرا خرید کر قربانی دینا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر اس پر قربانی واجب نہیں تو اس کے ذمہ دوسرا جانور خرید نا ضروری نہیں اور اگر صاحب نصاب ہے تو دوسرا جانور خرید نا لازم ہے۔

(۱۸) حلال خون اور حلال مردار کی تشریح

سوال:۔ ایک حدیث کی رو سے دو قسم کے مردار اور دو قسم کا خون حلال ہیں برائے مہربانی وہ دو قسم کے مردار جانور اور دو قسم کے خون کون سے ہیں اور وہ حدیث بھی تحریر فرمائیں بقول الف کے دو قسم کا مردار (۱) مچھلی، (۲) ٹڈی دو قسم کا خون، (۳) قاتل کا خون، (۴) مرتد کا خون حلال ہے کیا یہ قول درست ہے؟

الجواب:۔ الف نے جو کہا ہے کہ مردار جانور سے مراد (۱) ٹڈی (۲) مچھلی ہے تو یہ بات اسکی ٹھیک ہے لیکن مردار سے مراد حرام نہیں بلکہ اس سے مراد ہے کہ ٹڈی اور مچھلی کو اگر زندہ پکڑا جائے تو یہ دونوں بغیر ذبح کرنے کے حلال ہیں کیونکہ اگر پکڑنے سے پہلے مر گئے تو ان کا کھانا جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور اس حدیث میں جو خون کا ذکر ہے اس سے مراد (۱) جگر (۲) تلی ہے زید نے جو خون کے متعلق کہا ہے کہ دونوں خون سے مراد خون قاتل اور خون مرتد ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ مذکورہ حدیث میں دونوں خونوں کو تصریحاً ذکر کیا گیا ہے باقی قاتل اور مرتد کا ذکر دوسری حدیث میں ہے ان دونوں کو مباح الدم قرار دیا گیا ہے یعنی قاتل کو مقتول کے بدلے اور مرتد کو تبدیل دین (دین تبدیل کرنے) کی وجہ سے قتل کیا جائے باقی اس سے مراد یہ نہیں کہ ان دونوں کا خون حلال ہے۔

(۱۹) ذبح شدہ جانور کے خون کے چھینٹوں کا شرعی حکم

سوال:۔ گائے اور بکرے کا خون پاک ہوتا ہے یا ناپاک؟ دراصل میں گوشت لینے جاتا ہوں تو قصائی کی دوکان پر خون کے چھوٹے چھوٹے دھبے لگ جاتے ہیں تو یہ کپڑے پاک ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ گوشت میں جو خون لگا رہ جاتا ہے وہ پاک ہے اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے البتہ بوقت ذبح جو خون جانور کی رگوں سے نکلتا ہے وہ ناپاک ہے۔

(۲۰) قربانی کے خون میں پاؤں ڈبونا

سوال:۔ ہمارے ایک رشتہ دار جب قربانی کرتے ہیں یا صدقے کا بکرا کاٹتے ہیں چھری پھیرنے کے بعد جب خون نکلنا شروع ہوتا ہے تو وہ اپنے دونوں پیر خون میں ڈبو لیتے ہیں یہ ان کا کوئی اعتقاد ہے یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:۔ یہ خون نجس ہوتا ہے اور نجاست سے بدن کو آلودہ کرنا دین و مذہب کی رو سے عبادت نہیں ہوسکتا اس لئے یہ اعتقاد گناہ اور یہ فعل ناجائز ہے۔

(۲۱) قربانی کے جانور کی چربی سے صابن بنانا جائز ہے

سوال:۔ قربانی کے بکرے کی چربی سے اگر کوئی گھر میں صابن بنائے تو کیا یہ جائز ہے؟ اگر گناہ ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے اگر معلوم نہ ہو کہ یہ گناہ ہے؟

الجواب:۔ قربانی کے جانور کی چربی سے صابن بنالینا جائز ہے کوئی گناہ نہیں۔

(۲۲) قادیانی، بوھری، اسمٰعیلی، پرویزی اور روافض کے ذبیحہ کا حکم

سوال:۔ کیا قادیانی، بوھری، اسمٰعیلی، پرویزی اور روافض مسلمان نہیں؟ ان کے ہاتھ کا ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

الجواب:۔ قادیانی، بوھری، اسمٰعیلی، پرویزی وغیرہ کافر ہیں ان کی ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں ہے اور شیعہ اگر تحریف قرآن (قرآن میں تحریف یعنی کمی وزیادتی) کا قائل، ہو یا حضرت ابوبکر کو کافر کہے یا حضرت عائشہ پر تہمت لگائے یا انہیں کافر کہے تو وہ بہ اتفاق علماء کافر ہے اور جو ایسے نہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے لیکن ان کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی نہیں کھانا چاہئے (آج کل جو شیعہ ہیں وہ تبرائی (صحابہ کرامؓ پر سبّ وشتم کرنے والے) ہیں اس لئے چونکہ بعض علماء نے انہیں بھی کافر کہا ہے اس لئے ان کا ذبیحہ بھی نہیں کھانا چاہئے ملخص۔

(مفتی عزیز الرحمٰن)

(۲۳) والدہ کی طرف سے بکرے کی قربانی کی نیت کی تھی اس کی جگہ دوسرا بکرا کم قیمت کا قربانی کرنا

سوال: ۔ ایک بھائی نے ایک بکرا بچپن میں پالا ہے اور بہت خوبصورت اور تندرست ہے اور آج سے تقریباً ۴۔۲/ ا ماہ پہلے ان کی والدہ وفات پائی جس کے بعد انہوں نے اس بکرے کی قربانی مرحومہ کی طرف سے کرنے کی نیت کی تھی اب ایک گاہک اس کی قیمت اچھی دیتا ہے تو ان بھائی کا سوال یہ ہے کہ میں اس کو بیچ دوں تاکہ قیمت اچھی آجائے پھر اس سے کم دام کا بکرا لے کر میری والدہ کی طرف سے اس نیت کے مطابق اس کی قربانی کروں تو ٹھیک ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ ٹھیک ہے یہ نذر کی صورت نہیں ہے والدہ کی طرف سے قربانی کرنے کا اور ان کو ثواب پہنچانے کا محض ارادہ اور نیت ہے، بہتر یہ ہے کہ اسی کی قربانی کی جائے جتنے عمدہ اور موٹے جانور کی قربانی کی جائے گی اتنا زیادہ ثواب والدہ کو اور قربانی کرنے والے کو ملے گا اس کو فروخت کر کے دوسرے کم قیمت کے جانور کی قربانی کی جائے تو باقی قیمت والدہ کے ایصال ثواب کے لئے غریب رشتہ داروں کو خیرات کی جائے یہ بہتر ہے ضروری نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۴) قربانی کی کھال خود استعمال کرسکتا ہے یا نہیں

سوال: ۔ قربانی کی کھال خود استعمال کرسکتا ہے یا نہیں، یا مصلّٰی اور ڈول بنا کر کام میں لا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ رباغت کے بعد مصلّٰی ڈول وغیرہ بنا کر استعمال کرسکتا ہے اپنے کام میں نہ لیا یا لیا مگر بعد میں فروخت کر دیا تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے اس کو یاد رکھئے۔ درمختار میں ہے (ویتصدق بجلدھا او یعمل منه نحو غربال وجراب) وقربة وسفرة ودلو...... فان بیع اللحم او الجلد به) ای بمستهلک او بدراھم تصدق بثمنه! (درمختار مع شامی صفحہ ۲۸۰ ج ۵ کتاب الاضحیہ) فقط۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۵) مردوں کی طرف سے قربانی!

سوال:۔ مردوں کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ والدین کی طرف سے استاذ کی طرف سے اپنے پیر کی طرف سے اسی طرح اپنے پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے؟

الجواب:۔ قربانی مردوں کی طرف سے بھی کر سکتے ہیں مگر ایک بکرا یا بڑے جانور میں سے ایک حصہ کئی مردوں کی طرف سے جائز نہیں آنحضرت ﷺ نے ساری امت کو قربانی میں شامل فرمایا ہے تو حضرت ﷺ نے ساری امت کی طرف سے نہیں کی تھی بلکہ قربانی اپنی طرف سے کی تھی اور اس کا ثواب کئی مردوں اور زندوں کو بخش دیتے ہیں یہ درست ہیں! فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۶) بکرے کا کان لمبائی میں چیرا ہوا ہو تو اس کی قربانی درست ہے

سوال:۔ ایک بکرے کا کان لمبائی میں چیرا ہوا ہے تو ایسے بکرے کی قربانی درست ہے یا نہیں کان مکمل موجود ہے مگر لمبائی میں چیرا ہوا ہے۔

الجواب:۔ کان مکمل موجود ہے لمبائی میں چیرا ہوا ہے تو اس کی قربانی درست ہے شامی میں ہے وفی البدائع وتجزی الشرقاء مشوقة الا ذن طولاً والخرقاء مثقوبة الا ذن الخ (شامی صفحہ ۲۸۴، ج ۵) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۷) بکرے کے خصیے کھانا حرام ہے

سوال:۔ بکرے کے کپورے یعنی خصیے کھانا حرام ہیں آپ کی فتاویٰ رحیمیہ جلد دوم صفحہ ۲۲۳ پر جو درج ہے وہ ہم نے ایک شخص کو دکھایا مگر وہ کہتا ہے کہ اس میں کسی فقہ کی کتاب کا حوالہ نہیں ہے آپ سے درخواست ہے کہ کسی فقہی کتاب سے حوالہ نقل کر دیں تو بہتر ہوتا وہ شخص حوالہ کے بغیر ماننے کو تیار نہیں ہے؟

الجواب:۔ بکرے کی خصیے (کپورے) کھانا حرام ہے فقہی کتابوں میں صراحۃً موجود ہے

چنانچہ شامی میں ہے (تتمة) مما یحرم اکله من اجزاء الحیوان الماکون سبعة الدم المسفوح والذکر والا نثیان والقبل والغدب والمثانة والمرارة بدائع (شامی صفحہ ص ۲۷۱ ج ۵ قبیل کتاب الاضحیة) (ترجمہ) جو چیزیں حیوان کے اعضاء میں سے کھانا حرام ہیں وہ سات ہیں۔ دم مسفوح، بہتا ہوا خون، آلہ تناسل، خصیتین، شرم گاہ، مثانہ، پتہ۔ الخ۔

بدائع الصنائع میں ہے:۔ (فصل) واما بیان ما یحرم اکله من اجزاء الحیوان الخ الماٗ کول فالذی یحرم اکله منه سبعة الدم المسفوح والذکر الخ۔ ترجمہ۔

" بدائع الصنائع میں ہے کہ حیوان کے اجزاء میں سے جو چیزیں حرام ہیں وہ سات ہیں دم مسفوح وغیرہ الخ ان میں بھی خصیتین کو ذکر کیا گیا ہے۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(اس لئے بکرے کے خصیے کھانا جائز نہیں ہیں، اس لئے جہاں بعض جگہ فیشن کے طور پر اسے کٹا کٹ کا نام دے کر کھلایا جاتا ہے اور لوگ اسے خوب کھاتے ہیں، انہیں اس مسئلے کی حساسیت اور نازکی کا احساس کرنا چاہئے اور کٹا کٹ سے پرہیز کرنا چاہئے)۔ (ملخص)

لنگڑا کر چلنے والے بکرے کی قربانی

سوال:۔ ایک بکرا جو فربہ اور صحت مند ہے اس کے پاؤں میں چوٹ لگ گئی اس کی وجہ سے وہ لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں اگر وہ بکرا چلتے وقت اس پیر پر سہارا لیتا ہو اور اس پیر کو زمین پر ٹیک کر چلتا ہو البتہ درد کی وجہ سے صرف لنگڑاتا ہو تو اس بکرے کی قربانی جائز ہے اور اگر اس پیر پر بالکل وزن نہ لیتا ہو اس کو گھسیٹتے ہوئے یا اس پیر کو اٹھا کر صرف تین پیر پر چلتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

درمختار میں ہے (والعرجاء التی لا تمشی الی المنسک) شامی میں ہے (قوله والعرجاء) ای التی لا یمکنها المشی برجلها العرجاء انما تمشی بثلاث قوائم جتی لو کانت تضع الرابعة علی الارض وتسعین بها جاز عناية (درمختار شامی صفحہ ۲۸۲ ج۵) ہدایہ اخیرین میں ہے! ولا یضحی بالعمیاء والعرجاء التی لا تشمی الی المنسک ولا العجفاء ...... والعرجاء البین عرجها حاشیہ میں ہے قوله

البین عرجھا ھی ان لا یملکنھاالخ (ھدایہ آخرین صفحہ۴۲۱ مع حاشیہ نمبر ۵)۔

ان سب عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسا بکرا جو اپنے کسی پاؤں کو چلنے میں استعمال نہ کر سکے اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۹) مالدار عورت کی طرف سے شوہر کا قربانی کرنا

سوال:۔ عورت صاحب نصاب ہو مگر اس مال کی زکوٰۃ اس کا شوہر ادا کرتا ہو ایسی عورتوں پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جب عورت صاحب نصاب ہے تو اس پر قربانی واجب ہے وہ اپنے پیسوں سے قربانی کرے اگر اس کے پاس نقد رقم نہ ہو تو شوہر وغیرہ سے لے کر قربانی کرے یا اپنا کوئی زیور بیچ کر قربانی کرے یا پھر عورت کی اجازت سے اس کا شوہر اس کی طرف سے قربانی کرے عورت کی اجازت اور اس کو مطلع کئے بغیر اگر اس کا شوہر قربانی کرے گا تو واجب قربانی ادا نہ ہوگی؟ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۳۰) مشینی ذبیحہ

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے متعلق ہمارے یہاں بار بارڈوز میں مشین پر مرغ ذبح ہو جاتے ہیں۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ زندہ مرغوں کو مشین ذبح پر لایا جاتا ہے اور انہیں بجلی کا کرنٹ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مرغ نیم بے ہوش ہو جاتے ہیں اس کے بعد آٹو میٹک پٹہ کے ذریعہ مشینی چھری تک پہنچتے ہیں اس وقت ایک مسلم شخص بسم اللہ بول کر (مشین کے ذریعہ) ذبح کرتا ہے اور پورا خون اور جان نکلنے سے پہلے ہی مشین کے ذریعے گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں اس کے بعد باہر نکال کر پر اکھاڑتے ہیں اور نجاست کے علاوہ اندر کی تمام اشیاء مشین کے ذریعہ صاف کی جاتی ہیں اور عمل ذبح مکمل ہو جانے کے بعد حلال چکن تحریر کردہ ڈبوں میں گوشت بند کیا جاتا ہے ڈبوں کی پیکنگ کے وقت مسلم رفقاء وہاں موجود ہوتے ہیں۔

مذکورہ طریقہ کے مطابق ایک گھنٹہ میں ڈیڑھ ہزار سے زائد مرغ ذبح کئے جاتے ہیں اور ڈبوں میں بند کرنے کا عمل کفار کرتے ہیں اس کے بعد پیک کردہ مرغ ڈبوں کی شکل میں گودام میں منتقل ہوتے ہیں وہاں مسلم و کفار دونوں کے مذبوحہ مرغ ہوتے ہیں اس کے بعد حلال چکن کے عنوان سے سپر مارکیٹ میں فروخت کئے جاتے ہیں مشینی ذبیحہ مذکورہ بالا طریقہ کا ہمارے رفقاء نے مشاہدہ کیا ہے تو کیا اس مشینی ذبیحہ کا استعمال ازروئے شرع مسلمانوں کے لئے جائز ہے؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: ۔صورت مسئولہ میں بوقت ذبح مرغوں پر جو حالات گذرتے ہیں انہیں دیکھتے ہوئے ایسے ذبیحہ کے کھانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ذبح کا جو مسنون طریقہ ہے اسی کے مطابق ذبح کرنا چاہئے۔فقط واللہ اعلم بالصواب مفتی عبدالرحیم لاجپوری ۱۷ جمادی الثانی صفحہ ۱۴۱۵(۲۱/۱۱/۹۴ء)

قربانی کس پر واجب ہے

(۵۹) چاندی کے نصاب بھر مالک ہوجانے پر قربانی واجب ہے

سوال: ۔قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟ مطلع فرمائیں۔

الجواب: ۔ قربانی ہر اس مسلمان عاقل، بالغ، مقیم پر واجب ہوتی ہے جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان (رہائشی مکان) سے زائد کوئی مکان، پلاٹ وغیرہ۔

قربانی کے معاملہ میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو بھی تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں جس شخص پر قربانی لازم نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگئی۔

(۶۰) عورت اگر صاحب نصاب ہوتو اس پر قربانی واجب ہے

سوال: ۔ کیا عورت کو اپنی قربانی خود کرنی چاہئے یا شوہر کرے؟ اکثر شوہر حضرات بہت سخت ہوتے ہیں اپنی بیویوں پر ظلم کرتے ہیں اور انہیں تنگ دست رکھتے ہیں ایسی صورت میں شرعی مسئلہ بتائیے۔

الجواب: ۔ عورت اگر خود صاحب نصاب ہوتو اس پر قربانی واجب ہے ورنہ مرد کے ذمے بیوی کی طرف سے قربانی کرنا ضروری نہیں گنجائش ہوتو کردے۔

ایام قربانی

(۶۱) قربانی کتنے دن کر سکتے ہیں

سوال: ۔ قربانی کے بارے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قربانی سات دن تک جائز ہے حالانکہ ہم لوگ صرف ۳ دن قربانی کرتے ہیں وضاحت فرمائیں کہ تین دن کر سکتے ہیں یا سات دن بھی کر سکتے ہیں؟

الجواب: ۔ جمہور ائمہ کے نزدیک قربانی کے تین دن ہیں امام شافعی چوتھے دن بھی جائز کہتے ہیں حنفیہ کو تین دن ہی قربانی کرنی چاہئے۔

(۶۲) کن جانوروں کی قربانی جائز ہے اور کن جانوروں کی جائز نہیں

سوال: ۔ بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ کن کن جانوروں کی قربانی کر سکتے ہیں؟

الجواب: ۔ بھیڑ، بکرا، دنبہ ایک ہی شخص کی طرف سے قربان کیا جا سکتا ہے گائے، بھینس، بیل، اونٹ، سات آدمیوں کی طرف سے ایک ہی کافی ہے بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو بکرا، بکری ایک سال کا ہونا ضروری ہے، بھیڑ، دنبہ اگر اتنا فربہ

اور تیار ہو بکرا دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے گائے، بیل، بھینس دو سال کی اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لئے کافی نہیں اگر جانوروں کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اسکی قربانی کرنا جائز ہے جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گئے ہوں اس کی قربانی درست ہے ہاں! سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو اس کی قربانی درست نہیں (شامی) خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے (شامی) اندھے، کانے اور لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں اس طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں پر نہ جا سکے اس کی قربانی بھی جائز نہیں جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دم کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں (شامی) جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں (شامی، درمختار) اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا پھر اس میں کوئی عیب مانع قربانی پیدا ہو گیا تو اگر خریدنے والا غنی صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کے لئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اور اگر یہ شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے (درمختار وغیرہ)

عقیقہ

(۱) عقیقہ کی اہمیت

سوال:۔ اسلام میں عقیقہ کی کیا اہمیت ہے اور اگر کوئی شخص بغیر عقیقہ کئے مر گیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ عقیقہ سنت ہے، اگر گنجائش ہے تو ضرور کر دینا چاہئے نہ کرے تو گناہ نہیں صرف عقیقے کے ثواب سے محرومی ہے۔

(۲) عقیقہ کا عمل سنت ہے یا واجب

سوال:۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد جو عقیقہ کیا جاتا ہے اور بلا اصدقہ کیا جاتا ہے یہ عمل سنت ہے یا واجب؟

الجواب:۔ عقیقہ سنت ہے لیکن اس کی میعاد ہے ساتویں دن یا چودھویں دن یا اکیسویں دن اس کے بعد اس کی حیثیت نفل کی ہوگی۔

(۳) بچوں کا عقیقہ ماں اپنی تنخواہ سے کرسکتی ہے

سوال:۔ ماں باپ دونوں کماتے ہیں باپ کی تنخواہ گھر کی ضرورت کے لئے کافی ہوتی ہے اور ماں کی تنخواہ پوری بچتی ہے جو کہ سال بھر جمع ہوتی ہے تو کیا ماں اپنے بچوں کا عقیقہ اپنی تنخواہ سے کرسکتی ہے؟ دوسرے الفاظ میں یہ کہ کیا بچوں کا عقیقہ ماں کی کمائی سے ہوسکتا ہے جب کہ والد زندہ ہیں اور کماتے ہیں اور گھر کا خرچہ بھی چلاتے ہیں امید کرتی ہوں کہ دونوں سوالوں کے جواب کتاب وسنت کی روشنی میں دے کرممنون فرمائیں گے۔

الجواب:۔ بچوں کا عقیقہ اور دوسرے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں اگر ماں ادا کردے تو اس کی خوشی ہے اور شرعاً عقیقہ بھی صحیح ہوگا۔

(۴) عقیقہ امیر کے ذمہ ہے یا غریب کے بھی

سوال:۔ عقیقہ سنت ہے یا فرض اور ہر غریب پر ہے یا امیروں پر ہی ہے اور اگر غریب پر ضروری ہے تو پھر غریب طاقت نہیں رکھتا تو غریب کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ عقیقہ سنت ہے اگر ہمت ہو تو کردے، ورنہ کوئی گناہ نہیں۔

(۵) دس کلو قیمہ منگوا کر دعوت عقیقہ کرنا

سوال:۔ کیا دس کلو قیمہ منگا کر رشتہ داروں کی دعوت عقیقے یا صدقے (کیونکہ ساتویں دن کے

بعد ہے) کی نیت سے کردی جائے تو اس طرح عقیقہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟
الجواب: ۔ نہیں (کیونکہ سنت سے ثابت ہے کہ لڑکی کے لئے ایک بکری اور لڑکے کے لئے دو بکرے ذبح کئے جائیں اس لئے اس کے خلاف کرنے سے ایک سنت عمل ادا نہیں ہوسکتا) ۔

(۶) لڑکے اور لڑکی کے لئے کتنے بکرے عقیقہ میں دیں

سوال: ۔ لڑکے اور لڑکی کے لئے کتنے بکرے ہونے چاہئیں؟
الجواب: ۔ لڑکی کے لئے دو، لڑکی کے لئے ایک۔

(۷) قربانی کے جانور میں عقیقے کا حصہ رکھنا

سوال: ۔ کیا عید قربان پر قربانی کے ساتھ عقیقہ بچوں کا بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً ایک گائے لے کر ایک حصہ قربانی اور چھ حصے چار بچوں (دو لڑکے دو لڑکیاں) کا عقیقہ ہوسکتا ہے؟
الجواب: ۔ قربانی کے جانور میں عقیقے کے حصے رکھے جا سکتے ہیں۔

(۸) شوہر کا بیوی کی طرف سے عقیقہ کرنا

سوال: ۔ یہ بتائیں کہ شوہر اپنی بیوی کا عقیقہ کرسکتا ہے یا یہ بھی شادی کے بعد والدین پر فرض ہے کہ بٹی کا عقیقہ خود کریں جب کہ وہ دس بچوں کی ماں بھی ہے؟
الجواب: ۔ عقیقہ فرض نہیں بلکہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے بشرط یہ کہ والدین کے پاس گنجائش ہو اگر والدین نے عقیقہ نہیں کیا تو بعد میں کرنے کی ضرورت نہیں اور شوہر کا بیوی کی طرف سے عقیقہ کرنا جب کہ وہ دس بچوں کی ماں بھی ہے لغو حرکت ہے۔

(۹) کئی بچوں کا ایک ساتھ عقیقہ کرنا

سوال: ۔ اکثر لوگ کئی بچوں کا ایک ساتھ عقیقہ کرتے ہیں جب کہ بچوں کے پیدائش کے دن مختلف ہوتے ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں یہ فرمائیں کیا عقیقہ ہو جاتا ہے؟

الجواب:۔ عقیقہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن سنت ہے اگر گنجائش نہ ہو تو نہ کرے کوئی گناہ نہیں دن کی رعایت کئے بغیر سب بچوں کا اکٹھا عقیقہ جائز ہے مگر سنت کے خلاف ہے۔

(۱۰) عقیقہ کا گوشت والدین کو استعمال کرنا جائز ہے

سوال:۔ اپنی اولاد کے عقیقہ کا گوشت والدین کو کھانا چاہئے یا نہیں اور اگر اس گوشت میں ملا کر کھایا جائے یا اگر بالکل ہی عقیقہ کا گوشت استعمال نہ کیا جائے تو والدین کے لئے کیوں منع ہے کیا والدین اپنی اولاد کے عقیقہ میں ذبح ہونے والے جانور کا گوشت نہیں کھا سکتے؟ اگر ایسا ہے تو کیوں؟

الجواب:۔ عقیقہ کا گوشت جیسے دوسروں کے لئے جائز ہے اسی طرح بغیر کسی فرق کے والدین کے لئے بھی جائز ہے۔

(۱۱) عقیقہ کے گوشت میں ماں، باپ دادا، دادی کا حصہ

سوال:۔ عقیقہ کے گوشت میں ماں، باپ، دادا، دادی کا حصہ ہے؟

الجواب:۔ عقیقہ کے گوشت کا ایک تہائی حصہ مساکین کو تقسیم کردینا افضل ہے اور باقی دو تہائی حصہ سے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی بھائی، بہن اور سب رشتہ دار کھا سکتے ہیں اور اگر کوئی شخص تمام گوشت رشتہ داروں کو تقسیم کردے یا اس کو پکا کر ان کی ضیافت کردے تو یہ بھی جائز ہے بہر حال عقیقہ کا گوشت سب رشتہ دار کھا سکتے ہیں۔

(۱۲) عقیقہ کے سلسلے میں بعض ہندوانہ رسوم کفر و شرک تک پہنچا سکتی ہیں

سوال:۔ ہمارے علاقے میں عورتیں یہ کہتی ہیں کہ اگر ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو وہ اس کے سر کے بال مخصوص جگہ پر اتروائیں گی اور بکرے کی قربانی بھی وہاں جا کر دیں گی اور لڑکا پیدا ہونے کے کئی ماہ تک اس کے بال اتروانے سے پہلے اپنے اوپر گوشت کھانا حرام سمجھتی ہیں اور پھر کسی دن مرد اور عورتیں ڈھول کے ساتھ اس جگہ پر جا کر لڑکے کے سر کے بال اترواتے ہیں اور بکرے کا

ذبیحہ کر کے وہاں بھی گوشت پکا کر کھاتے ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

الجواب:۔ یہ ایک ہندوانہ رسم ہے جو مسلمانوں میں در آئی ہے اور چونکہ اس میں فساد عقیدہ شامل ہے اس لئے اعتقادی بدعت ہے جو بعض صورتوں میں کفر وشرک تک پہنچا سکتی ہیں چنانچہ بعض لوگوں کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ یہ بچہ فلاں بزرگ نے دیا ہے اس لئے وہ اس بزرگ کے مزار پر نیاز چڑھانے کی منت مانتے ہیں اور منت پوری کرنے کے لئے اس مزار پر جا کر بچے کے بال اتارتے ہیں وہاں قربانی کرتے ہیں اور دوسری بہت سی خرافات کرتے ہیں مسلمانوں کو ایسی خرافات سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۱۳) ایام نحر (قربانی کے دنوں) میں عقیقہ کرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ ایام نحر میں عقیقہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ہاں درست ہے؟ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۴) عقیقہ کا ذمہ دار والدین میں سے کون ہے

سوال:۔ عقیقہ کس کے ذمہ ہے باپ کے یا ماں کے؟

الجواب:۔ جس کے ذمہ بچہ کا نفقہ واجب ہے اسی کے ذمہ عقیقہ بھی ہے باپ کی حیثیت نہ ہو تو ماں عقیقہ کرے حیثیت نہ ہو تو قرض لے کر عقیقہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(فقط واللہ اعلم بالصواب)

خشکی کے جانوروں اور متعلقات کا شرعی حکم

(۱۵) خرگوش حلال ہے

سوال:۔ خرگوش حرام ہے یا حلال؟ جب کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خرگوش بالکل چوہے کی شکل کا ہے اور اس کی عادتیں بھی چوہے سے ملتی ہیں یعنی ہاتھوں سے چیزیں پکڑ کر کھاتا ہے پاؤں کی مشابہت بھی حرام جانوروں سے ملتی جلتی ہے اور بل بنا کر رہتا ہے اس لئے حرام ہے تو اس کے متعلق وضاحت فرمائیں؟

الجواب:۔ خرگوش حلال ہے، حرام جانوروں سے اس کی مشابہت نہیں ہے اس مسئلہ پر ائمہ اربعہ کا کوئی اختلاف نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶) گدھی کا دودھ حرام ہے

سوال:۔ آج کل ہمارے یہاں جس کسی کو کالی کھانسی ہو جاتی ہے تو اسے گدھی کا دودھ پینے کا مشورہ دیا جاتا ہے اور بہت سے لوگ ایسا کر گزرتے ہیں پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے مذہب میں گدھی کا دودھ پینا حرام ہے پھر کیا بطور دوائی اس کا استعمال حلال ہو جاتا ہے؟

الجواب:۔ گدھی کا دودھ حرام ہے اور دوائی کے طور پر بھی اس کا استعمال درست نہیں جب کہ حلال دوائی سے علاج ہو سکتا ہو۔ مفتی یوسف لدھیانویؒ (اگر اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تب بقدر ضرورت استعمال کی گنجائش ہے۔ مرتب)

(۱۷) ذبح شدہ جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو کیا کرے؟

سوال:۔ بقرعید پر قربانی کی گائے یا بکری کے پیٹ سے بچہ زندہ یا مردہ نکلے تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟ کیونکہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اگر زندہ نکلے تو ذبح کر کے استعمال میں لانا چاہئے اور مردہ ویسے ہی حلال ہے کیونکہ جو حلال جانور ذبح کر دیا گیا اس کے پیٹ سے علاوہ نجاست

کے جو کچھ نکلے وہ سب حلال ہے احکام خداوندی کی رو سے آپ اس مسئلہ کو حل فرمائیں۔
الجواب:۔ بچہ اگر زندہ نکلے تو اس کو ذبح کر کے کھانا درست ہے اور اگر مردہ نکلے تو اس میں اختلاف ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حلال نہیں اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک حلال ہے احتیاط نہ کھانے میں ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) حشرات الارض کا کھانا

سوال:۔ وہ کیڑے مکوڑے جن کو مارنا ثواب ہے اور انہیں مارنے کا حکم بھی ہے، مثلاً بچھو، دیمک، جوں، مکڑی، چھپکلی، مکھی وغیرہ آج کل کی سائنس ان کیڑے مکوڑوں کو غذائیت سے بھرپور قرار دیتی ہے ان مغربی سائنس دانوں کے بقول ''مستقبل کا وہ دن دور نہیں جب دودھ والی کی جگہ مکھی والا ریڑھی اور سائیکل پر مکھیاں بیچتا پھرے گا اور مرغی کی جگہ دکانوں پر تھال میں بھری ہوئی دیمک بکنا شروع ہو جائے ہوٹل میں بھنی دیمک، یا دیمک مصالحہ یا مکڑی کا سوپ ملنا شروع ہو جائے کیا ہمارے نبی سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ نے ان مندرجہ بالا کیڑوں مکوڑوں کو بطور غذا استعمال کرنے کی اجازت دی ہے؟ براہ مہربانی تفصیل سے اس اہم مسئلہ پر روشنی ڈالیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)
الجواب:۔ حشرات الارض کا کھانا جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

(۱۹) خارپشت نامی جانور کو کھانا جائز نہیں

سوال:۔ صوبہ سرحد میں ایک جانور (سریدر خارپشت) پایا جاتا ہے مقامی لوگ اس کا شکار کرتے ہیں اور ذبح کر کے اس کا گوشت کھاتے ہیں بعض لوگ اس کو حرام سمجھتے ہیں اور بعض حلال آپ سے درخواست ہے کہ شرعی طور پر یہ جانور حلال ہے یا حرام؟
الجواب:۔ یہ حشرت الارض میں داخل ہے اس کا کھانا حلال نہیں۔ (ایضاً)

(۲۰) موذی جانوروں اور حشرات کو مارنا

سوال:۔ گھروں میں جو جانور جیسے مکڑی، لال بیگ، کھٹمل، مچھر، چھپکلی اور دیمک وغیرہ کو

مار سکتے ہیں؟ کیونکہ یہ گھروں کوخراب کرتے ہیں۔

الجواب:۔ موذی جانوروں اور حشرات کا مارنا جائز ہے۔ (ایضاً)

(۲۱) مکھیوں اور مچھروں کو برقی رو سے مارنا جائز ہے

سوال:۔ مچھروں اور مکھیوں کو مارنے کے لئے ایک برقی آلہ یہاں استعمال ہوتا ہے جس کے اندر ایک ٹیوب لائٹ سے روشنی ہوتی ہے اور اس کے اوپر ایک جالی میں انتہائی طاقتور برقی رو دوڑ جاتی ہے جونہی مچھر یا مکھی اس روشنی کے قریب جانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں ایسی برقی رو والی جالی سے گذرنا پڑتا ہے اس میں چونکہ انتہائی طاقتور برقی رو ہوتی ہے جس کی بنا پر وہ جل جاتے ہیں اس کا استعمال شرعاً کیسا ہے؟

الجواب:۔ جائز ہے۔ (ایضاً)

(۲۲) کتے کے دانتوں کا ہار پہننا

سوال:۔ مسئلہ یہ ہے کہ فقہ حنفی کے مطابق کتے کے دانتوں کا ہار بنا کر پہننا اور ہار پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ سوائے خنزیر کے، دانت ہر جانور کے پاک ہیں اور ان کا استعمال جائز ہے۔ (ایضاً)

(۲۳) سور کی ہڈی استعمال کرنا

سوال:۔ کیا ہم سور کی ہڈی استعمال کر سکتے ہیں؟

الجواب:۔ سور کی ہڈی استعمال کرنا جائز نہیں۔ (اس لئے قرآن وسنت کی رو سے سور نجس العین ہے اس کی کسی بھی چیز کو استعمال کرنا حرام ہے اور اس کی کھال ہڈی وغیرہ عام جانوروں کے برخلاف کسی طرح پاک نہیں ہوسکتیں)

(۲۴) حرام جانوروں کی رنگی ہوئی کھال کی مصنوعات پاک ہیں سوائے خنزیر کے

سوال:۔ حرام جانوروں کی کھال کی مصنوعات مثلاً جوتے، ہینڈ بیگ یا لباس وغیرہ استعمال کرنا جائز ہیں؟ اگر ہیں تو کیوں؟

الجواب:۔ جانوروں کی کھال رنگنے سے پاک ہوجاتی ہے اس لئے چرمی مصنوعات کا استعمال صحیح ہے البتہ خنزیر کی کھال پاک نہیں ہوتی۔

دریائی جانوروں کا شرعی حکم

(۲۵) دریائی جانوروں کا حکم

سوال:۔ ہمارے کچھ جاننے والے عرب میں ہیں۔ ایک روز دوران گفتگو انہوں نے بتایا کہ ''وہ لوگ سمندر سے شکار کئے ہوئے تمام جانوروں کو کھانے کے لئے حلال سمجھتے ہیں اور بلا کراہیت کھاتے ہیں۔'' جب کہ پاکستانی مچھلی اور جھینگوں کو عموماً حلال سمجھتے ہیں اور کیکڑوں، لابسٹر وغیرہ کو بعض لوگ مکروہ سمجھتے ہوئے کھاتے ہیں، براہ مہربانی آپ صحیح صورت حال سے ہمیں آگاہ کیجئے۔ مزید یہ کہ کیا مچھلیوں کی ایسی قسمیں ہیں جو کھانے کے لئے جائز نہیں ہیں؟

الجواب:۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دریائی جانوروں میں سے صرف مچھلی حلال ہے دیگر ائمہ کے نزدیک دیگر جانور بھی حلال ہیں جن میں خاصی تفصیل ہے۔ اس لئے آپ کے عرب دوست اپنے مسلک کے مطابق عمل کرتے ہوں گے، مچھلیوں کی ساری قسمیں حلال ہیں مگر بعض چیزیں مچھلی سمجھی جاتی ہیں حالانکہ وہ مچھلی نہیں مثلاً جھینگے۔

(۲۶) جھینگا حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے

سوال:۔ جنگ میں آپ کے مسائل کے عنوان کے تحت ایک مسئلہ دریافت کیا گیا اور اس کا جواب بھی جنگ میں شائع ہوا وہ مسئلہ نیچے لکھا جاتا ہے سوال اور جواب دونوں حاضر خدمت ہیں

آپ مسئلے کی صحیح نوعیت سے راقم الحروف کو مطلع فرمائیں تاکہ تشویش ختم ہو یہاں جو لوگ الجھن میں ہیں ان کی تشفی کی جا سکے؟

''کیا جھینگا کھانا جائز ہے؟ اس کا جواب مندرجہ ذیل دیا گیا کہ۔

''مچھلی کے علاوہ کسی اور دریائی یا سمندری جانور کا کھانا جائز نہیں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جھینگا مچھلی کی قسم نہیں ہے اگر یہ صحیح ہے تو کھانا جائز نہیں۔''

عوام الناس ''اگر'' اور ''مگر'' میں نہیں جاتے کیا ابھی تک علماء کو تحقیق نہیں ہوئی کہ جھینگا کی نوعیت کیا ہے یا تو صاف کہہ دی جائے کہ یہ مچھلی کی قسم نہیں ہے اس لئے کھانا جائز نہیں یا اس کے برعکس، عوام الناس علماء کے اس قسم کے بیان سے اسلام اور مسئلے مسائل سے متنفر ہونے لگتے ہیں اور علماء کا رویہ مسئلے مسائل کے سلسلے میں گول مول بہتر نہیں ہے میں نے لغت میں دیکھا تو جھینگا کی تعریف مچھلی کی ایک قسم ہی لکھی گئی ہے آخر علماء کیا آج تک یہ نہیں طے کر پائے کہ یہ مچھلی کی قسم ہے کہ نہیں مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور دوسرے علمائے حق کا کیا رویہ رہا کیا انہوں نے جھینگا کھایا یا نہیں اور اس کے متعلق کیا فرمایا؟ امید ہے آپ ذرا تفصیل سے کام لیتے ہوئے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں گے؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں مچھلی کے سوا دریا کا اور کوئی جانور حنفیہ کے نزدیک حلال نہیں جھینگا کی حلت وحرمت اس پر موقوف ہے کہ یہ مچھلی کی جنس میں سے ہے یا نہیں، ماہرین حیوانات نے مچھلی کی تعریف میں چار چیزیں ذکر کی ہیں۔

(۱) ریڑھ کی ہڈی (۲) سانس لینے کے گلپھڑے (۳) تیرنے کے پنکھ (۴) ٹھنڈا خون

چوتھی علامت عام فہم نہیں ہے مگر پہلی تین علامات کا جھینگا میں نہ ہونا ہر شخص جانتا ہے اس لئے ماہرین حیوانات سب اس بات پر متفق ہیں کہ جھینگا کا مچھلی سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ مچھلی سے بالکل الگ جنس ہے جب کہ جواہر اخلاطیؒ میں تصریح ہے کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہ تحریمی ہیں یہی صحیح تر ہے، اس لئے جھینگا حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

(۲۷) کیکڑا حلال نہیں

سوال:۔ کیکڑا کھانا حلال ہے یا حرام؟

الجواب:۔ کیکڑا حلال نہیں۔ اس لئے کہ وہ بھی دریائی جانوروں یا اس کے کیڑوں میں سے

ہے اور پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے۔ (ملخص مولانا تھانوی، مولانا لدھیانوی)

(۲۸) کچھوے کے انڈے حرام ہیں

سوال:۔ سنا ہے کہ کراچی میں کچھوے کے انڈے بھی مرغی کے انڈوں میں ملا کر بکتے ہیں یہ فرمائیں کہ کیا کچھوے کے انڈے کھانا حلال ہے، یا مکروہ یا حرام؟

الجواب:۔ یہ اصول یاد رہنا چاہئے کہ کسی چیز کے انڈے کا وہی حکم ہے جو اس چیز کا ہے کچھوا چونکہ خود حرام ہے اس لئے اس کے انڈے بھی حرام ہیں اور ان کی فروخت کرنا بھی حرام ہے حکومت کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں پر تعزیر جاری کرے جو لوگ بکری کی جگہ کتے کا گوشت اور مرغی کے انڈوں کی جگہ کچھوے کے انڈے کھلاتے ہیں۔ (ایضاً)

پرندوں اور ان کے انڈوں کا شرعی حکم

(۲۹) بگلا اور غیر شکاری پرندے بھی حلال ہیں

سوال:۔ کیا بگلا حلال ہے؟ برائے مہربانی ان حرام جانوروں کی نشاندہی فرمائیں جو ہمارے ہاں پائے جاتے ہیں میں نے دیکھا کہ اکثر لوگ چھوٹی چھوٹی مختلف قسم کی چڑیوں کا شکار کر کے کھا لیتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

الجواب:۔ بگلا حلال ہے اسی طرح یہ تمام غیر شکاری پرندے بھی حلال ہیں چھوٹی چڑیا حلال ہے۔ (ایضاً)

(۳۰) مور کا گوشت حلال ہے

سوال:۔ ایک عزیز دوست کہیں باہر سے مور کا گوشت کھا کر آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مور کا گوشت حلال ہوتا ہے مگر ہمارے کئی عزیز کہتے ہیں کہ مور کا گوشت حرام ہوتا ہے ہمارے الجھن

دور فرمائیں؟

الجواب:۔ مور حلال جانور ہے اس کا گوشت حلال ہے۔

(۳۱) کیا انڈا حرام ہے

سوال:۔ کچھ عرصہ پیشتر ماہنامہ ''زیب النساء'' میں حکیم سید ظفر عسکری نے کسی خاتون کے جواب میں تحریر کیا تھا کہ انڈے کا ذکر صحابہ کریمؓ اور حضور اکرم ﷺ کے کھانے میں کہیں نہیں ملتا بلکہ اسے انگریزوں نے متعارف کرایا ہے اس وجہ سے انڈا حرام ہے براہ کرم اس مسئلہ کا تفصیلی حل اسلامی صفحہ میں شائع کریں؟

الجواب:۔ یقین نہیں آتا کہ حکیم صاحب نے ایسا لکھا ہو اگر انہوں نے واقعی لکھا ہے تو ان کا یہ فتویٰ نہایت غیر ''حکیمانہ'' ہے انہوں نے آنحضرت ﷺ کی یہ مشہور حدیث تو پڑھی اور سنی ہوگی جو حدیث کی ساری کتابوں میں موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کی نماز کے لئے سب سے پہلے آئے اسے اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے دوسرے نمبر پر آنے والے کو گائے کی قربانی کا پھر بکرے کی قربانی کا پھر مرغی صدقہ کرنے اور سب سے آخر میں انڈا صدقہ کرنے کا اور جب امام خطبہ شروع کر دیتا ہے تو ثواب لکھنے والے فرشتے اپنے صحیفوں کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

سوچنا چاہئے کہ اگر ہماری شریعت میں انڈا کھانا حرام ہے تو کیا (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ نے ایک حرام چیز کے صدقہ کی فضیلت بیان فرمادی؟ آج تک کسی فقیہ اور محدث نے انڈے کو حرام نہیں بتایا اس لئے حکیم صاحب کا یہ فتویٰ بالکل لغو ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۳۲) حلال پرندے کو شوقیہ پالنا جائز ہے

سوال:۔ کسی حلال پرندے کو شوقیہ طور پر پنجرے میں بند کر کے پالنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جائز ہے بشرطیکہ بند رکھنے کے علاوہ اس کو کوئی اور ایذا اور تکلیف نہ پہنچائے اور اس کی خوراک کا خیال رکھے۔

تلی، اوجھڑی، کپورے وغیرہ کا شرعی حکم

(۳۳) حلال جانور کی سات مکروہ چیزیں

سوال:۔ گزارش ہے کہ کپورے حرام ہیں اس کی کیا وجوہ ہیں؟
الجواب:۔ حلال جانور کی سات چیزیں مکروہ تحریمی ہیں۔
(۱) بہتا ہوا خون (۲) غدود (۳) مثانہ (۴) پتہ (۵) نر کی پیشاب گاہ (۶) مادہ کی پیشاب گاہ (۷) کپورے۔

اول الذکر کا حرام ہونا تو قران کریم سے ثابت ہے بقیہ اشیاء طبعاً خبیث ہیں اس لئے ''ویحرم علیہم الخبائث'' کے عموم میں یہ بھی داخل ہیں نیز ایک حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ان سات چیزوں کو ناپسند فرماتے ہیں۔
(مصنف عبدلرزاق ۲/ ۵۳۵ مراسیل ابی داؤد ص ۱۹ سنن کبریٰ بیہقی ۱۰/ ۷) (ایضاً)

(۳۴) کلیجی حلال ہے

سوال:۔ میں بی اے فرسٹ ایئر کی طالبہ ہوں اور ہمارے پروفیسر صاحب ہیں اسلامی آئیڈیالوجی پڑھاتے ہیں اسلامی آئیڈیالوجی والے پروفیسر بتارہے تھے کہ قرآن شریف میں کلیجی کھانا حرام ہے کلیجی چونکہ خون ہے اس لئے کلیجی حرام ہے اور حدیث میں کلیجی کو حلال کہا ہے تو کیا واقعی کلیجی حرام ہے؟
الجواب:۔ قرآن حکیم میں بہتے ہوئے خون کو حرام کہا گیا ہے جو جانور کے ذبح کرنے سے بہتا ہے کلیجی حلال ہے قرآن کریم میں اس کو حرام نہیں فرمایا گیا ہے آپ کے پروفیسر صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ (ایضاً)

(۳۵) تلی کھانا جائز ہے

سوال:۔ اکثر شادی بیاہ وغیرہ میں جیسے ہی کوئی جانور ذبح کیا ادھر اس کی تلی اور کلیجی وغیرہ پکا کر

کھالیتے ہیں یا اکیلی تلی کو آگ پر سینک کر یا علیحدہ کھانے کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟
الجواب:۔ جائز ہے۔ (ایضاً)

(۳۶) حلال جانور کی اوجھڑی حلال ہے

سوال:۔ گائے یا بکرے کی بٹ (اوجھڑی) کھانا جائز ہے؟ اور اگر کھانا جائز ہے تو لوگ بولتے ہیں کہ اس کے کھانے سے چالیس دن تک دعائیں قبول نہیں ہوتیں کیا یہ صحیح ہے؟
الجواب:۔ حلال جانور کی اوجھڑی حلال ہے چالیس دن دعا قبول نہ ہونے کی بات غلط ہے۔

(۳۷) گردے، کپورے اور ٹڈی حلال ہے یا حرام

سوال:۔ جب کہ ہمارے معاشرے میں لوگ بکرے کا گوشت عام کھاتے ہیں اور لوگ بکرے کے گردے بھی کھاتے ہیں آپ یہ بتائیں کہ یہ گردے انسان کے لئے حرام ہیں یا حلال؟ میرے دوست کہتے ہیں کہ بکرا حلال ہے کپورے حلال نہیں اور یہ بھی بتائیں کہ مکڑی بھی حلال ہے؟ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔
الجواب:۔ گردے حلال ہیں کپورے حلال نہیں ٹڈی دل جو فصلوں کو تباہ کر دیا کرتا ہے وہ حلال ہے مکڑی حلال نہیں ہے۔

(۳۸) طوطا حلال ہے

سوال:۔ طوطا حلال ہے یا حرام ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہر چیز پنجہ سے پکڑ کر کھاتا ہے لہذا حرام ہے؟
الجواب:۔ طوطا بلاشبہ حلال ہے اور بعض جو حرام ہونے کی وجہ بیان کرتے ہیں صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ''ذی مخلب'' جس کو حرام فرمایا گیا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ پنجہ سے پکڑ کر کسی چیز کو کھائے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ جانور جو پنجہ سے شکار کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ طوطا شکاری جانور نہیں اور نہ پنجہ سے جانوروں کا شکار کرتا ہے۔ جیسا کہ درمختار میں دانتوں یا پنجوں سے شکار

کرنے والے جانوروں کو غیر حلال لکھا ہے اور یہ کہ اس شرط کی وجہ سے کبوتر قسم کے جانور حرمت سے نکل جاتے ہیں۔ حیوٰۃ الحیوان میں طوطے کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ نہ پنجوں والا ہے اور نہ شکار کرنے والا ہے نہ اس کی قتل کا حکم ہے نہ اس سے منع کیا گیا ہے۔

بہر حال حنفیہ کے نزدیک بلا شبہ طوطا حلال ہے، حیوٰۃ الحیوان میں علامہ دمیری نے ایک حرمت کا اور ایک خلت کا قول نقل کیا ہے اور چونکہ علامہ شافعی المذہب ہیں اس لئے ان کا حرمت کا قول حنفیہ کے خلاف حجت نہیں ہے۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۳۹) عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے

سوال:۔ ایک شخص نے اپنی موجودگی میں اپنی پابند صوم وصلوٰۃ بیوی سے ایک مرغ ذبح کروا کے کھایا اور دوسروں کو بھی کھلایا۔ چنانچہ لوگ شور شرابا کر رہے ہیں کہ اس نے حرام کھالیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ عورت کا ذبیحہ بلا شبہ درست ہے جو لوگ اس کو حرام کہتے ہیں وہ گنہگار ہیں چنانچہ درمختار میں ہے کہ اگر چہ ذبح کرنے والا مجنون ہو عورت ہو یا بچہ جانور حلال ہو جائے گا۔ البتہ چونکہ عورتیں اس کام کو کم جانتی ہیں اور ضعف قلب کی وجہ سے احتمال ہے کہ ہاتھ نہ چلے اس لئے بلا ضرورت ان کے سپرد کر دینا مناسب نہیں، لیکن حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

(۴۰) اوجھڑی کیوں حلال ہے؟

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک شخص یہ کہتا ہے کہ بکرے کی اوجھڑی کھانا حرام ہے اور اپنی اس بات کو ایک عالم کی طرف منسوب کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ آپ لوگ اوجھڑی کو حلال کہتے ہو یہ صحیح نہیں ہے آپ وضاحت فرمائیں کہ اوجھڑی کھانا حلال ہے یا حرام؟

الجواب:۔ فقہاء نے جانور کی سات چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان سات چیزوں میں اوجھڑی شامل نہیں ہے لہذا اسے حلال کہا جائے گا جو اسے حرام قرار دیتے ہے وہ دلیل پیش کریں۔

امداد الفتاویٰ میں ہے۔

سوال: ۔ ایک وکیل ہیں جنہیں کچھ اسلامی خیال بھی ہے گو مائل بہ بدعت ہیں انہوں نے بہشتی زیور میں چند مشکوک پیدا کئے اور دکھلائے حصہ سوم بہشتی زیور میں جو مسائل بعنوان حلال وحرام چیزوں کا بیان کے لکھے ہیں ان میں اوجھڑی کو حلال لکھا ہے...... ان پر سہ مسئلوں کی بابت فقہی روایت کے طالب ہیں۔

الجواب: ۔ اوجھڑی کی حلت اس لئے ہے کہ اس میں کوئی وجہ حرمت کی نہیں فقہاء نے اعضائے حرام کو شمار کر دیا ہے ان کے علاوہ یہ شمار درمختار کے مسائل شتی میں مذکورہ ہے **الحیاء والغدۃ والخصیۃ والمثانۃ والمرارۃ والدم** (لمسفوح والذکر امداد الفتاویٰ صفحہ ۱۰۲ ج ۴ مطبوعہ پاکستان) (کھانے پینے کی حلال وحرام ومکروہ ومباح چیزوں کا بیان) فقط۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

کھانے پینے کا بیان

کھانے پینے کے بارے میں شرعی احکام

(۴۱) بائیں ہاتھ سے کھانا

سوال: ۔ میں بائیں ہاتھ سے تمام کام کرتی ہوں مثلاً لکھتی ہوں اور بائیں ہاتھ سے کھاتی ہوں تو آپ یہ فرمائیں کہ طہارت بائیں ہاتھ سے کی جاتی ہے تو مجھے کس ہاتھ سے طہارت کرنی چاہئے اب الٹے ہاتھ سے کھانے کی مجھے عادت پڑ گئی ہے، سیدھے ہاتھ سے نہیں کھایا جاتا آپ اس کا جواب ضرور دیں؟

الجواب: ۔ آپ اس عادت کو چھوڑ دیجئے الٹے ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے آپ الٹے ہاتھ سے ہرگز نہ کھایا کریں آپ کوشش کریں گی تو رفتہ رفتہ سیدھے ہاتھ سے کھانے کی عادت ہو جائے گی میں یہ نہیں کہوں گا کہ چونکہ آپ کھانا الٹے ہاتھ سے کھاتی ہیں لہذا استنجاء سیدھے ہاتھ سے کیا کیجئے بلکہ یہ کہوں گا کہ الٹے ہاتھ سے کھانے کی عادت ترک کیجئے۔

(۴۲) کرسیوں اور ٹیبل پر کھانا کھانا

سوال:۔ اسلام میں کرسیوں اور ٹیبل کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا حضور ﷺ کے مبارک زمانے میں کرسیاں اور ٹیبل تھے؟ آج کل لوگوں کے گھروں میں اور خود میرے گھر میں کرسیوں اور ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا ہے، کیا یہ درست ہے؟ نیز یہ بتا دیجئے کہ ہمارے آقا جناب رسول اللہ ﷺ کھانا کسی چیز پر دستر خوان بچھا کر کھاتے تھے یا نیچے دستر خوان بچھا کر؟

الجواب:۔ آنحضرت زمین پر دستر خوان بچھا کر کھاتے تھے ٹیبل پر آپ ﷺ نے کبھی نہیں کھایا اور یہ بھی آپ ﷺ کی سنت ہے میز کرسی پر کھانا انگریزوں کی سنت ہے مسلمانوں کو یہود ونصاریٰ کی نقالی نہیں کرنی چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۴۳) تقریبات میں کھانا کھانے کا سنت طریقہ:

سوال:۔ ہمارے ہاں ایک دیندار دوست کا موقف یہ ہے کہ کھانے کے بہت سارے آداب ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیٹھ کر کھایا جائے اجتماعی تقاریب میں جب باقی آداب کو بھی نظر انداز کیا جاتا ہے تو محض بیٹھ کر کھانے والے ادب پر اتنا زور کیوں؟ ان کا کہنا یہ ہے کہ جب تک قرآن وحدیث کے واضح دلائل نہ دکھائے جائیں میں مطمئن نہیں ہوں کیونکہ بقول ان کے بعض مجالس میں انہوں نے علماء کو بھی کھڑے ہو کر کھاتے دیکھا ہے۔

الجواب:۔ کھانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دستر خوان بچھا کر بیٹھ کر کھایا جائے ہمارے یہاں تقریبات میں کھڑے ہو کر کھانے کا جو رواج چل نکلا ہے یہ سنت کے خلاف مغربی اقوام کی ایجاد کردہ بدعت ہے باقی آداب کو اگر ملحوظ نہیں رکھا جاتا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم اپنے تہذیبی، دینی اور معاشرتی آثار ونشانات کو ایک ایک کر کے کھرچنا شروع کر دیں کوشش تو یہ ہونی چاہئے کہ مٹی ہوئی سنتوں کو زندہ کرنے کی تحریک چلائی جائے نہ یہ کہ اسلامی معاشرہ کی جو بچی کچھی علامتیں نظر پڑتی ہیں ان کو مٹانے پر کمر باندھ لی جائے اگر بعض علماء کسی غلط رواج کی رو میں بہہ نکلیں یا عوام کی روش کے آگے گھٹنے ٹیک دیں تو ان کا فعل مجبوری پر تو محمول کیا جا سکتا ہے مگر اس کو سند اور دلیل کے طور پر پیش کرنا صحیح نہیں۔ (ایضاً)

(۴۴) پانچوں انگلیوں سے کھانا آلتی پالتی بیٹھ کر کھانا شرعاً کیسا ہے

سوال: ۔ کیالیٹ کر یا بیٹھ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھنا نحوست ہے رات کو جھاڑو دینا اونچی جگہ بیٹھ کر پاؤں پھیلانا، پانچوں انگلیوں سے کھانا، کھانا کھاتے وقت آلتی پالتی مار کر بیٹھنا، انگلیاں چٹخانا، کیا یہ تمام فعل غلط ہیں؟ اگر غلط ہیں تو ان کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب: ۔ آلتی پالتی بیٹھ کر کھانا اور انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے باقی چیزیں مباح ہیں یعنی جائز ہیں۔

(۴۵) کھانے کے دوران خاموشی رکھنا

سوال: ۔ حدیث میں ہے کہ کھانا کھاتے وقت خاموش رہنا چاہئے لیکن کچھ مولوی حضرات کا یہ کہنا ہے کہ کھانا کھاتے وقت آپ دین اسلام کی اور اچھی باتیں کر سکتے ہیں اس کے برعکس کچھ دوسرے مولوی یہ کہتے ہیں کہ کھانے کے دوران خاموش رہنا چاہئے اور اگر کوئی سلام بھی کرے تو اس کا جواب نہ دیں اور نہ ہی سلام کریں اور نہ ہی گفتگو کریں؟

الجواب: ۔ ایسی کوئی حدیث میری نظر سے نہیں گذری جس میں کھانے کے دوران خاموش رہنے کا حکم فرمایا گیا ہو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ کھانا کھاتے وقت خاموش نہیں رہنا چاہئے کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے بلکہ ان کو اچھی باتیں کرتے رہنا چاہئے اور نیک لوگوں کے حالات و حکایات بیان کرتے رہنا چاہئے۔ (ایضاً)

(۴۶) چمچے کے ساتھ کھانا

سوال: ۔ بڑے لوگوں میں چمچے کے ساتھ کھانے کا رواج ہے کیا یہ اسلام میں جائز ہے؟

الجواب: ۔ ہاتھ سے کھانا سنت ہے چمچے کے ساتھ کھانا جائز ہے۔ (ایضاً)

(۴۷) برتن کو کیوں ڈھکنا چاہئے

سوال: ۔ میں نے کچھ لوگوں سے سنا ہے کہ رات کو اگر کچن میں کوئی چیز بھی کھلی رہ جائے تو

شیطان اس کو جھوٹا کر دیتا ہے ویسے بھی سائنسی نقطہ نظر سے ان کھلے برتنوں پر جراثیم ہوتے ہیں اس لئے ان کو دھو کر استعمال کرنا چاہئے آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اس کی کوئی شرعی حیثیت ہے یا محض صفائی کی خاطر ایسا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ حدیث شریف میں رات کے وقت برتنوں کو ڈھکنے اور خالی برتنوں کو الٹا رکھنے کا حکم ہے اس کی وجہ ایک حدیث میں یہ بیان فرمائی ہے کہ ڈھکے ہوئے برتن میں شیطان داخل نہیں ہوتا ایک اور حدیث میں یہ وجہ ذکر کی گئی ہے کہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے اور جس برتن پر ڈھکنا یا بندھن نہ ہو اس میں داخل ہو جاتی ہے۔

(۴۸) حرام جانوروں کی شکلوں کے بسکٹ

سوال:۔ عرض ہے کہ مدت سے قلبی تقاضوں سے مجبور ہوں کمسن بچوں کو جب بھی کتے، بلی، شیر وغیرہ حرام جانوروں کی اشکال کے بسکٹ کھاتے دیکھتی ہوں، فی الفور میں ذہنی انتشار میں مبتلا ہو جاتی ہوں ہم مسلمان ہیں ہمارے ملک کی اساس بھی اسلامی نظریات پر ہے ہمارے ملک میں بسکٹ فیکٹریاں باوجود مسلمان ہونے کے ایسے بسکٹ کیوں بناتی ہیں جس میں کراہت ہے اس سے حلال وحرام کا تصور بچوں کے ذہن سے محو ہو جائے گا ہو سکتا ہے یہ ایک چھوٹی سی بات ہو لیکن اس کا انسداد اور تدارک ضروری ہے تا کہ ہمارے کمسن بچوں کی تربیت اسلامی طرز پر ہو سکے۔

الجواب:۔ آپ کا خیال صحیح ہے اول تو تصویر بنانا بھی اسلام میں جائز نہیں ہے پھر ایسی گندی تصویریں تو اور بھی بری ہیں ان پر قانونی پابندی ہونی چاہئے۔

(۴۹) شیر خوار بچوں کو افیون کھلانا

سوال:۔ ہماری اکثر مائیں اپنے دودھ پیتے بچوں کو رات کے وقت افیم کھلا کر سلا دیتی ہیں تا کہ بچہ رات کو سو کر آرام کرے۔ کیا یہ جائز ہے؟

الجواب:۔ افیون کا استعمال جس طرح بڑوں کے لئے جائز نہیں اسی طرح شیر خوار بچوں کو کھلانا بھی شرعاً حرام اور طبی نقطۂ نظر سے بے حد مضر صحت ہے جو بیبیاں ایسا کرتی ہیں وہ گویا اپنے ہاتھوں بچوں کو ذبح کرتی ہیں، خدا ان کو عقل دے۔

(۵۰) غیر شرعی امور والی مجلس میں شرکت کرنا حرام ہے

سوال:۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شادی یا ولیمہ وغیرہ کے دعوت ہو تو اس کو قبول کرنا مسلمان پر ضروری ہے اگر چہ اس میں فوٹو۔ موومی یا کھڑے ہو کر کھانے کا اہتمام ہو یا اس کی آمدنی غیر شرعی یعنی سود وغیرہ کی ہو وہ کہتے ہیں کہ آدمی خود کو بچائے ایک طرف ہو کر لیکن جائے ضرور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ دعوت ولیمہ وغیرہ کی قبول کرنا سنت ہے اور ایک حدیث کا مفہوم ہے ''جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو پڑوسی کے بارے میں بے حد وصیت کی ہے میرا گمان تھا کہ شاید پڑوسی کو وراثت دی جائے'' اس وجہ سے بھی پڑوسی کی دعوت قبول کرے کہ نہ جانے پر مسلمان کا دل رکھے گا جو کہ بیت بڑا گناہ ہے اور خاندان یا آپس میں تفریق ہوگی حالانکہ امت میں جوڑ کا حکم ہے ان وجوہات سے وہ جانا ضروری سمجھتے ہیں اور میری ناقص رائے کے مطابق یہ ہے کہ ایسی دعوتوں میں شریک ہونا خالص حرام ہے خاص طور پر غیر شرعی آمدنی والے کے یہاں ہاں اگر دعوت دینے والے یہ عہد کریں کہ ہم سنت کے مطابق کھلائیں گے اور فوٹو وغیرہ سے بچائیں گے تو کوئی گنجائش ہے لیکن پھر بھی اس میں دیندار اور متقی پرہیزگار کا جانا ہرگز ٹھیک نہیں ہے میری ناقص سمجھ کا کہنا ہے کہ اگر کسی مکان کے کسی حصہ میں آگ لگ جائے تو کوئی عقلمند شخص اس مکان کے دوسرے حصہ میں جہاں آگ نہیں لگی بیٹھنا ہرگز پسند نہ کرے گا اسی طرح ایسی دعوتوں میں اللہ کا عذاب نازل ہو رہا ہے اور یہ دوسری طرف کھا رہے ہیں براہ مہربانی آپ دونوں کے درمیان فیصلہ کریں کہ کون قرآن وحدیث کے زیادہ قریب اور درست ہے کیونکہ دونوں فریق آپ کی رائے کو ہر طرح قبول کریں گے ساتھ یہ بھی بتلائیں کہ کسی کے ساتھ ایسی نیکی کرنا جس میں اپنا دنیاوی یا اخروی نقصان ہو یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب:۔ جس دعوت میں غیر شرعی امور کا ارتکاب ہوتا ہے اور آدمی کو پہلے سے اس کا علم ہو اس میں جانا حرام ہے اگر پہلے سے علم نہ ہو اچانک پتہ چلے تو اٹھ کر چلا جائے یا صبر کر کے بیٹھ رہے ولیمہ کی دعوت قبول کرنا سنت ہے لیکن جب سنت کو خرافات ومحرمات کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس کو قبول کرنا سنت نہیں بلکہ حرام ہے۔

(۵۱) کھانے کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے یا نہیں؟

سوال: ۔ کھانا کھانے سے فراغت کے بعد دعا پڑھی جاتی ہے تو اس دعا میں دونوں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ ہر مسنون اور مستحب دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا ضروری نہیں ہے یعنی کھانا کھانے کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا مسنون نہیں ہے طواف کرتے وقت دعا مسنون ہے مگر اس میں ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے نماز کے اندر بھی دعا ہوتی ہے سوتے وقت مسجد میں داخل ہوتے وقت مسجد سے نکلتے وقت، مجامعت کے وقت، بیت الخلاء میں جاتے وقت، اور نکلتے وقت بھی ہاتھ اٹھانا مسنون نہیں ہے جیسے مشکوٰۃ کی شرح میں ہے الخ۔ فقط (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۲) روٹی کے چار ٹکڑے کر کے کھانا

سوال: ۔ روٹی کے چار ٹکڑے کر کے کھانا کیسا ہے چار ٹکڑے کر کے کھانا چاہئے یا پوری ہونے کی حالت میں؟

الجواب: ۔ روٹی کے چار ٹکڑے کرنا ضروری نہیں ہے جیسی سہولت ہو اس پر عمل کیا جاسکتا ہے چار ٹکڑے کرنے کا دستور ان علاقوں میں ہے جن میں شیعوں کا زور ہے اور اس سے اشارہ خلفاء راشدین اربعہ کی طرف ہے کہ ہم چاروں کو مانتے ہیں شیعوں کی طرح دو یا تین کے منکر نہیں ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۱۲۷ ج ۵) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۳) ہندو کی شیرینی اور تحفہ لینا کیسا ہے؟

سوال: ۔ ہندو کی کتھا (بیان) وغیرہ کی شیرینی اپنی وعظ وغیرہ کی شیرینی نیاز جیسی ہوتی ہے وہ مسلمان کھا سکتا ہے، ہندو برادر تیرتھ سے آکر تبرک بھیجے تو وہ مسلمان کھا سکتا ہے؟

الجواب: ۔ ہندو کی کتھا (بیان) وغیرہ کی شیرینی کھانا جائز ہے۔ مگر خلاف احتیاط (احتیاط کے خلاف ہے) ہے۔ ہاں اگر شیرینی دیوی، دیوتا وغیرہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کی قسم کی ہو تو کھانا حلال نہیں ہے۔ ان کے تیرتھ یاترا (جیسے مسلمان کے حج کے) تحفے کو تبرک نا سمجھے تو لینے میں حرج

نہیں فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(۵۴) بائیں ہاتھ سے چائے پینا کیسا ہے؟

سوال:۔ اکثر لوگ چائے نوشی کے وقت دائیں ہاتھ میں پیالہ اور بائیں ہاتھ سے پلیٹ (رکابی) پکڑتے ہیں اور چائے بائیں ہاتھ سے پیتے ہیں کیا یہ مکروہ نہیں؟

الجواب:۔ جی ہاں مکروہ ہے۔ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے داہنے ہاتھ سے کھانا پینا مسنون ہے بعض وجوب کے قائل ہیں بائیں ہاتھ سے ایک کھانے والے پینے والے شخص پر حضور ﷺ نے لعنت فرمائی تھی جس سے اس کا ہاتھ بیکار ہوگیا۔ ایک دوسری روایت میں آنحضرت نے بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھ کر ایک عورت کو بددعا فرمائی تو وہ طاعون (پلیگ) میں مرگئی۔

(۵۵) کھانے کے بعد دونوں ہاتھ دھونا مسنون ہے

سوال:۔ کھانا کھاچکنے کے بعد ایک ہاتھ دھونا سنت ہے یا دونوں؟

الجواب:۔ سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھ دھوئے جائیں ایک ہاتھ دھونے سے سنت کاملہ (مکمل سنت) ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ عالمگیری ج۵ صفحہ ۳۳۷) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵٦) ہاتھ پہنچوں تک دھونے چاہئیں؟

سوال:۔ ہاتھ کہاں تک دھونے چاہئیں؟ صرف انگلیاں دھونے سے سنت ادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب:۔ دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوئے جائیں صرف انگلیاں دھونے سے سنت ادا نہ ہوگی ...... ایضاً۔

(۵۷) ہاتھ دھوکر رومال سے پونچھنا

سوال:۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوکر رومال سے صاف کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوکر رومال سے نہیں پونچھنا چاہئے تاکہ کھانے کے وقت

بھی دھونے کا اثر ل باقی ہو البتہ کھانے کے بعد دھوکر اسے پونچھ دینا چاہئے تا کہ کھانے کا اثر بالکلیہ ختم ہو جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۵۸) علاج کی ضرورت سے عورت سر کے بال منڈا لے

سوال:۔ عورت کے سر پر بیماری ہے۔ڈاکٹر اور طبیب کی رائے ہے کہ بال منڈا لے تب علاج مفید ہوگا ایسی صورت میں بال کے حلق کی شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جب بال منڈائے بغیر علاج مفید نہیں ہے تو مجبوراً بال منڈانے کی اجازت ہے۔خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے۔

(ترجمہ) یعنی عورت بال منڈانے پر مجبور ہو جائے تو اجازت ہے۔

لیکن تشبہ بالرجال (مردوں کی مشابہت کی ہو) یا فیشن کے لئے ہو تو جائز نہیں حرام ہے۔(ج ۴ صفحہ ۳۷۷)

(۵۹) کھانے پینے میں عیب لگانا کیسا ہے؟

سوال:۔ کھانے پینے کی چیز پسند نہ آئے اس لئے اس کو برا کہے تو کچھ حرج ہے؟ باورچی کو تنبیہ کر سکتے ہیں؟

الجواب:۔ کھانا خدا کی بڑی نعمت ہے اس میں عیب نہ نکالے۔ پسند ہو تو کھائے ورنہ چھوڑ دے حدیث شریف میں ہے۔

(ترجمہ) حضور ﷺ کھانے میں کبھی عیب نہ نکالتے تھے۔جس کی خواہش ہوتی کھا لیتے اور جو کھانا مرغوب نہ ہوتا چھوڑ دیتے تھے)۔البتہ کھانا پکانے میں کوئی کوتاہی یا کسی چیز کی کمی ہو تو اس کو درست کرنے یا آئندہ خیال رکھنے کے لئے باورچی وغیرہ کو تنبیہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔اس طور پر کہے کہ کھانے کی تحقیر و تنقیص لازم نہ آتی ہو۔فقط۔

(۶۰) عورت کے داڑھی مونچھ نکل آئے تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ عورت کے داڑھی مونچھ کے بال نکلیں تو کیا حکم ہے منڈائے یا نہیں؟

الجواب:۔ منڈا سکتی ہے۔ بلکہ عورت کو داڑھی کے بال صاف کر دینا مستحب ہے۔(شامی)

کتاب اللعب والغناء

والتصاویر

کھیل کود، موسیقی، اور تصاویر وغیرہ

کے متعلق مسائل

تصویر

(۱) تصاویر ایک معاشرتی ناسور اور قومی اصلاح کا نو نکاتی انقلابی پروگرام

سوال:۔ تصاویر کی حرمت کے سلسلہ میں صحیح احادیث آج کے دور میں کیسے منطبق ہوسکتی ہیں فرامین نبویہ پر عمل کیوں متروک یا منسوخ ہوکر رہ گیا ہے؟ کیا یہ غلط ہے کہ تصویر زنانہ یا مردانہ شناختی کارڈ پر ہو یا پاسپورٹ وغیرہ پر سب شرعاً حرام ہے لیکن بین الاقوامی قوانین کی رو سے فتنہ تصویر سے بچنا مشکل ہوگیا ہے ضرورت کے وقت یا ہنگامی اضطراری صورت میں یہ لقمہ حرام نگلنا بھی پڑتا ہے صنعتی اداروں، اسکول کالج اور دینی اداروں کے طلباء کے لئے بہر حال تصویر بنوانی اور شناختی کارڈ وغیرہ کی اہمیت وضرورت بڑھ رہی ہے مصوروں اور فوٹو گرافروں کی بھیڑ، رنگین عکاسی کے شاہکار خصوصاً نوجوان خوبصورت لڑکیوں اور کارکن خواتین کی تصاویر روزانہ اخبارات کی زینت بنتی ہیں فلمی صنعت کے مراکز سینما، ٹیلی ویژن، وی سی آر، وڈیو بلیو پرنٹ وغیرہ خرافات کی بھرمار الگ ہے گویا کہ پاک نظریاتی قوم کو مکمل طور پر ناپاک بنانے کی منصوبہ بندی تدریجاً (درجہ بہ درجہ) کارفرما ہے۔ لاحول ولاقوۃ بیرون ملک سیاحت، تفریح، ملازمت تجارت یا مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے تصویر بنوائے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے اب تو شرفا کی بہو بیٹیوں کو دوسروں کی دیکھا دیکھی اور نقالی میں خصوصاً طالبات ومعلمات کا ذوق نمائش حسن بھی مچلنے لگا ہے اور مسلمان عوام کے دلوں سے احساس حرمت اور گناہ سے نفرت بھی ختم ہو رہی ہے تقسیم ملک کے ابتدائی دور میں ملکی کرنسی اور پاکستانی سکے صرف چاند تارا کے قومی نشان سے مزین تھے نہ جانے بعد میں آنے والے حکمرانوں کو کیا سوجھی کہ شریعت مطہرہ کے واضح احکام کو نظر انداز

کرتے ہوئے ''شجرہ ممنوعہ'' کے شوق میں مبتلا ہو گئے بعض علما بھی تصاویر کی حرمت کو نظر انداز کرتے ہوئے اخبارات میں تصاویر کی اشاعت کو باعث فخر سمجھتے ہیں کوئی چھوٹا بڑا جلسہ، تقریب یا انٹرویو پریس فوٹو گرافروں کے بغیر جچتا ہی نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ الحمد اللہ ہمارے وزیر اعظم کے خاندان اور کنبہ کے لوگ بھی اخباری فوٹو گرافروں کی فرمائش پر تصویریں بنوانے سے انکار کر چکے ہیں لیکن عوامی سطح پر تصویر کی حرمت پامال ہو رہی ہے کیا گمراہی کے اس طوفانی سیلاب کی روک تھام اجتماعی یا انفرادی طور پر ہو سکتی ہے؟

الجواب:۔ ایک فتنہ تصویر سے بلا مبالغہ سینکڑوں فتنے منہ کھولے کھڑے ہیں اور قوم کو نگل جانے کی تاک میں ہیں جہاں تک بین الاقوامی قوانین کی مجبوری کی وجہ سے تصویر بنوانا ناگزیر ہو وہاں تک تو ہم معذور قرار دیئے جا سکتے ہیں اور یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ اس پر مواخذہ نہ ہو، لیکن ہمارے یہاں تو تصویر کے فتنے نے وہ قیامت برپا کی ہے کہ الامان والحفیظ۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کی حرمت وقباحت بھی دلوں سے نکل گئی ہے، اور نعوذ باللہ اس کو تقدس واحترام کا درجہ حاصل ہے کرنسی نوٹ پر قائد اعظم کی تصویر کا آپ نے ذکر فرمایا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ تمام سرکاری وقومی اداروں میں قائد اعظم، علامہ اقبال اور دیگر اکابر کی تصاویر آویزاں کرنا گویا قومی فرض سمجھ لیا گیا ہے حد یہ ہے کہ شرعی عدالت کے جج صاحبان اور وکلاء وعلماء قرآن وسنت پر نکتہ آفرینیاں فرما رہے ہیں جب کہ جج صاحبان کے سر پر تصویر آویزاں ہے اس سے بڑھ کر یہ کہ گذشتہ سالوں میں ہماری شرعی عدالت نے فیصلہ صادر فرما دیا کہ تصویر حلال ہے نعوذ باللہ من ذالک۔

''قیاس کن زگلستان من بہار مرا''

رہا آپ کا یہ سوال کہ کیا گمراہی کی اس طوفانی سیلاب کی روک تھام ہو سکتی ہے؟ جواباً عرض ہے کہ بلا شبہ ہو سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہم یہ عہد کر لیں کہ ہمیں مسلمان بن کر جینا ہے اور بارگاہ الٰہی میں اپنی گناہ آلود زندگی سے توبہ کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔

آپ کو یاد ہو گا کہ جب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے پہلی بار اسلامی نظریاتی کونسل تشکیل دی تھی اور اس میں حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نامزد کیا گیا تھا اس وقت حضرت یوسف بنوریؒ نے جنرل صاحب کے سامنے تجویز پیش کی تھی کہ یوم توبہ منایا جائے اور پوری قوم اپنے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرے۔ چنانچہ یوم توبہ کا اعلان ہوا مگر کیفیت یہ تھی کہ:

سبحہ درکف، توبہ برلب، دل پراز ذوق گناہ
معصیت راخندہ می آید بر استغفار ما

یوم توبہ تو منایا گیا مگر کسی نے ایک گناہ کے چھوڑنے کا عزم اور آئندہ اس سے باز رہنے کا عہد نہیں کیا معصیت کے طوفان بلاخیز کے سامنے بند باندھنے کے لئے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے مگر انقلاب آج کے مصروف معنوں میں نہیں بلکہ شر سے خیر کی طرف انقلاب بدی سے نیکی کی طرف انقلاب، معصیت سے طاعت کی طرف انقلاب اور کفر و نفاق سے ایمان و اخلاص اور اعمال کی طرف انقلاب اس انقلاب کا مختصر ساخاکہ حسب ذیل ہے۔

○ سرکاری سطح پر، یوم توبہ کا اعلان کیا جائے اور پوری قوم اپنے سابقہ گناہوں سے گڑگڑا کر توبہ نصوح (سچی توبہ) کرے اور آئندہ تمام گناہوں سے باز رہنے اور فرائض شرعیہ کے بجالانے کا عزم اور عہد کرے۔

○ سوائے ناگزیر مجبوری کے تصویر کشی ممنوع قرار دی جائے۔ ٹی وی سی آر اور ہر قسم کی فلم پر پابندی عائد کی جائے، سینما ہالوں کو تعلیم گاہوں اور ٹیکنیکل کالجوں میں تبدیل کر دیا جائے جو لوگ فلمی صنعت سے وابستہ ہیں ان کو ایسے شعبوں میں کھپایا جائے جو ملک وملت کے لئے مفید ہوں۔

○ نئی نسل میں کھیل کا ذوق بہت بڑھ گیا ہے حتیٰ کہ لڑکیوں کی ہاکی ٹیمیں بین الاقوامی مقابلوں کے لئے تیار کی جارہی ہیں جو ایک مسلمان مملکت کے لئے لائق شرم ہے حالانکہ مسلمان کھلنڈرا نہیں بلکہ مجاہد ہوتا ہے نوجوان کو کھیل میں مشغول کرنے کے بجائے ان میں شوق جہاد پیدا کیا جائے اور پوری قوم کے نوجوانوں کو مجاہد فورس میں تبدیل کر دیا جائے۔

○ عورتوں کی عریانی و بے پردگی مرد وزن کے اختلاط اور نوجوان لڑکوں لڑکیوں کی مخلوط تعلیم نے نئی نسل کو بالکل ناکارہ کر دیا ہے بلا مبالغہ نوے فیصد نوجوان لڑکے اور لڑکیاں غیر صحت مند ہیں اس لئے لازم ہے کہ عورتوں کی عریانی پر پابندی لگائی جائے جن عورتوں کے لئے ملازمت ناگزیر ہو ان کے لئے باپردہ ملازمت کا انتظام کیا جائے اور لڑکیوں کے لئے الگ تعلیم گاہوں کا انتظام کیا جائے۔

○ انعامی بانڈ، انعامی قرعہ اندازی اور معمہ بازی کی لعنت پورے ملک پر محیط ہے جو سود اور جوئے کی ترقی یافتہ شکل ہے اس کا انسداد کیا جائے۔

○ بینکاری سودی نظام ختم کر کے مضاربت کے اصول پر کام کرنے والے سرکاری اور نجی ادارے قائم کئے جائیں جو پوری دیانت اور امانت کے ساتھ حلال اور جائز کاروبار کریں اور پوری ذمہ داری کے ساتھ مضاربت کے اصول پر منافع کی تعلیم کریں تا کہ وہ لوگ جو خود کاروبار نہیں کر سکتے ان کے لئے اکل حلال کی صورتیں پیدا ہو سکیں۔

○ رشوت، چوری، ڈکیتی، گداگری اور اس نوعیت کے تمام حرام ذرائع آمدنی کا سد باب کیا جائے اس کے لئے قوم کے افراد کی اخلاقی وایمانی اصلاح کرنے کے لئے دعوت وتبلیغ کا موثر نظام قائم کیا جائے جہاں سرکاری ملازمین کے لئے دیگر شرائط رکھی گئی ہیں وہاں ایک شرط یہ بھی رکھی جائے کہ ملازم کے لئے فرائض شرعی کا پابند اور محرمات سے اجتناب لازم ہے۔

○ تعلیم گاہوں میں ملحد، بے دین اور بددین اساتذہ طلبہ کے اخلاق واعمال کو بگاڑنے اور انہیں حدود انسانیت سے آزاد کرنے میں موثر کردار ادا کر رہے ہیں اساتذہ کے انتخاب میں اس کا بطور خاص انتظام کیا جائے کہ وہ لادین نظریات کے حامل نہ ہوں ایک نظریاتی مملکت میں تعلیم گاہیں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں اور نئی نسل کے بناؤ اور بگاڑ میں سب سے موثر عامل تعلیم گاہیں ہیں اس سے بچنا ممکن نہیں لیکن کتنی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نئی نسل کے معصوم ذہنوں کو اخلاقی قزاقوں اور ڈاکوؤں کے حوالے کر دیا گیا ہے، معلم کے لئے صرف ڈگری کا حصول شرط ہے دین دریافت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

○ ملک میں عدالتیں مظلوموں کو انصاف دلانے کے لئے قائم کی گئی ہیں لیکن رشوت، سفارش اور جانب داری کی وجہ سے جتنا ظلم عدالتوں میں ہو رہا ہے وہ سب کو معلوم ہے کسی ادنیٰ شہری کے لئے انصاف کا حصول قریب قریب ناممکن ہو کر رہ گیا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

عدل کے معنی ہیں صحیح قانون کے مطابق صحیح فیصلہ کرنا اگر ملک کا قانون غیر عادلانہ ہو اس کے مطابق فیصلہ عدل نہیں بلکہ ظلم ہوگا اور اگر قانون تو عادلانہ ہو مگر فیصلہ میں کسی فریق کی رو روایت روا رکھی تو یہ فیصلہ بھی ظلم ہوگا اس اصول کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے کہ ہمارے کتنے فیصلے عدل اور انصاف کے مطابق ہوتے ہیں۔

عدالتوں کو صحیح معنوں میں عدالتیں بنانے کے لئے لازم ہے کہ تمام غیر اسلامی اور غیر شرعی قوانین کو بیک قلم منسوخ کر دیا جائے اور عدالتوں کو پابند کیا جائے کہ وہ ہر فیصلہ کتاب وسنت کے مطابق کریں نیز لازم ہے کہ عدالت کی کرسی پر ایسے خداترس اور دیانتدار منصفوں کو بٹھایا جائے

جن کو یہ احساس ہو کہ ان کو اپنے ہر فیصلے کا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب دینا ہے۔
قومی اصلاح کا یہ نو نکاتی انقلابی پروگرام ہے جس پر فوری عمل ضروری ہے ورنہ اگر تساہل پسندی سے کام لیا گیا تو اس ملک پر جو قہر الٰہی کی تلوار، بموں کے دھماکوں، ڈکیتیوں، زلزلوں، طوفان اور قحط، مہنگائی اور باہمی انتشار و خلفشار کی شکل میں لٹک رہی ہے اس کا انجام بہت ہی خوفناک ہوگا اور آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت ہے اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں سمیت پوری قوم کو صحیح ایمان اور عقل و فہم کی دولت سے نوازیں اور اپنے مقبول بندوں کے طفیل ہم گنہگاروں کو اپنے قہر و غضب سے محفوظ رکھیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲) قانونی مجبوری کی وجہ سے فوٹو بنوانا

سوال:۔ آپ نے لکھا ہے کہ شریعت نے کسی بھی جاندار کے فوٹو بنانے کو حرام قرار دیا ہے لیکن قومی شناختی کارڈ بنوانے کے لئے فوٹو کی شرط مردوں کے لئے لازمی ہے اسی طرح پاسپورٹ بنوانے کے لئے بھی لازمی ہے اسی طرح ملازمت کے سلسلے میں بھی فوٹو کی ضرورت ہوتی ہے سوال یہ ہے کہ آدمی مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر اگر فوٹو بنواتا ہے تو اس سلسلے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ جب کہ مندرجہ بالا کاموں کے لئے حکومت نے فوٹو کو لازمی قرار دیا ہے اب چونکہ اس ملک میں الحمدللہ اسلامی طرز حکومت نافذ ہو رہا ہے تو کیا حکومت کو علماء نے کوئی ایسی تجویز بھی دی ہے کہ فوٹو وغیرہ کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے؟

الجواب:۔ قانونی مجبوری کی وجہ سے جو فوٹو بنوائے جاتے ہیں وہ عذر کی وجہ سے لائق معافی ہو سکتے ہیں آپ کا یہ خیال صحیح ہے کہ اسلامی حکومت کو فوٹو کا استعمال ممنوع قرار دینا چاہئے غالباً حکومت نے چند ظاہری فوائد کی بنا پر فوٹو کی شرط کئی جگہ لگا رکھی ہے لیکن اول تو جو چیز شرعاً ممنوع اور زبان نبوت سے موجب لعنت قرار دی گئی ہو چند مادی فوائد کی بنا پر اس کا ارتکاب کرنا کسی حکومت کے شایان شان نہیں۔ دوسرے یہ فوائد بھی محض وہمی ہیں واقعی نہیں جب یہ فوٹو کی لعنت قوم پر مسلط نہیں تھی اس وقت اتنی جعل سازیاں اور بے ایمانیاں نہیں ہوتی تھیں جتنی اب ہوتی ہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) گھروں میں فوٹو لگانا یا فوٹو والے ڈبے رکھنا

سوال:۔ گھروں میں اپنے بزرگوں اور جانوروں کے فوٹو لگانا کیسا ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں جن ڈبوں وغیرہ پر فوٹو بنا ہو (اور عام طور پر بہت سی اشیاء پر فوٹو بنے ہوتے ہیں) ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ گھروں میں فوٹو چسپاں کرنا جائز نہیں، ہر جاندار کا فوٹو ممنوع ہے جن ڈبوں یا چیزوں پر فوٹو ہوتا ہے اسے مٹا دینا چاہئے۔ (ایضاً)

(۴) والد یا کسی اور کی تصویر رکھنے کا گناہ کس کو ہوگا

سوال:۔ اگر کسی گھر میں کسی کے والد، دادا یا کسی عزیز کی تصویر فریم میں لگا کر میز پر رکھی ہو تو تصویر رکھنے کا گناہ رکھنے والے کو ہوگا یا باپ، دادا جو کہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں وہ بھی اس گناہ کی لپیٹ میں آئیں گے؟

الجواب:۔ اگر باپ دادا کی زندگی میں تصویریں لگتی تھیں اور منع نہیں کرتے تھے تو اس گناہ کی لپیٹ میں وہ بھی آئیں گے اور ان کی زندگی میں یہ حرام کام نہیں ہوتا تھا نہ انہوں نے ہونے دیا تو ان پر کوئی گناہ نہیں کرنے والے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔ (ایضاً)

(۵) شناختی کارڈ پر عورتوں کی تصویر لازمی قرار دینے والے گناہ گار ہیں

سوال:۔ آج مورخہ جون ۱۹۸۴ء کو روزنامہ جنگ میں یہ خبر پڑھی کہ وفاقی حکومت نے قومی شناختی کارڈوں پر خواتین کی تصویریں چسپاں کرنا لازمی قرار دیا ہے اس سلسلے میں نیشنل رجسٹریشن ایکٹ مجریہ ۸۳ء میں باقاعدہ ترمیم کردی گئی ہے؟

آپ سے گزارش ہے کہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں خواتین کے پردہ کی اہمیت کیا ہے اس لئے کہ شناختی کارڈوں پر خواتین کی تصویریں چسپاں کرنا ان کو بے پردہ کرنے کے مترادف ہے میں آپ کے توسط سے یہ اہم مسئلہ حکومت کے اہلکاروں کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ

اپنے اس فیصلے کو تبدیل کر دیں اور مسلمان خواتین کے لئے شناختی کارڈوں کی پابندی ختم کر دی جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

الجواب:۔ یہ قانون شرعی نقطہ نظر سے نہایت غلط ہے اور اس قانون کو نافذ کرنے والے گناہ گار ہیں۔

(۶) گڑیوں کا گھر میں رکھنا

سوال:۔ (۱) گھر میں گڑیوں کا سجانا یا رکھنا دیواروں پر یا کہیں پر اسلام میں جائز ہے یا نہیں؟

سوال:۔ (۲) اسلام نے جاندار شے کی تصویر بنانا گناہ قرار دیا ہے تو پھر مصور لوگ جاندار شے کی تصویر بناتے ہیں تو کیا یہ گناہ نہیں؟

الجواب:۔ (۱) گڑیوں کی اگر شکل صورت، آنکھ، کان، ناک وغیرہ بنی ہوئی ہو تو وہ مورتی اور بت کے حکم میں ہیں ان کا رکھنا یا بچیوں کا ان سے کھیلنا جائز نہیں اور اگر مورتی واضح نہ ہو تو بچیوں کو ان سے کھیلنے کی اجازت ہے۔

الجواب:۔ (۲) جاندار کی تصویر بنانا اور کھینچنا بلاشبہ گناہ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس پر شدید عذاب کی خبر دی ہے۔

حدیث میں ہے:۔

عن عبداللہ بن مسعود قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اشد الناس عذاباً عنداللہ المصورون .متفق علیہ . (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۵)

(ترجمہ) ”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب دیئے جانے والے لوگ تصویریں بنانے والے ہیں۔“

(۷) گھروں میں اپنے بزرگوں اور قرآن پڑھتے بچے یا دعا مانگتی ہوئی عورت کی تصویر بھی ناجائز ہے

سوال:۔ گھروں میں عام طور پر لوگ اپنے بزرگوں یا قرآن مجید پڑھتا ہوا بچہ یا دعا مانگتی ہوئی

خاتون کا فوٹو لگاتے ہیں اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب:۔ گھروں میں تصویریں آویزاں کرنا گمراہ امتوں کا دستور ہے مسلمانوں کے لئے یہ چیز ممنوع قرار دی گئی ہے حدیث میں فرمایا ہے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) جاندار کی اشکال کے کھلونے گھر میں رکھنا جائز نہیں

سوال:۔ آج کل ہمارے گھروں میں بچوں کے کھلونے تقریباً ہر جگہ موجود ہیں کوئی جانوروں کی شکل کے بنے ہوئے ہیں کوئی گڑیا وغیرہ مورتی کی صورت میں وہاں قرآن کی تلاوت، نماز سجدہ کی ادائیگی کرتے ہیں بعض اوقات نماز کے لئے وضو کریں یا سلام پھیریں تو نظر پڑ جاتی ہے یا ذکر میں مصروف ہو تو بچے کھیلتے ہوئے سامنے آ جاتے ہیں اس صورت پر روشنی ڈالیں؟

الجواب:۔ گھروں میں جو بچیاں گڑیا بناتی ہیں اور جن کے نقوش نمایاں نہیں ہوتے محض ایک ہیولا سا ہوتا ہے ان کے ساتھ بچیوں کا کھیلنا جائز ہے اور ان کو گھر میں رکھنا بھی درست ہے لیکن پلاسٹک کے جو کھلونے بازار میں ملتے ہیں وہ تو پوری مورتیاں ہوتی ہیں ان مجسموں کی خرید و فروخت اور ان کا گھر میں رکھنا ناجائز ہے۔ افسوس ہے کہ آج کل ایسے بت گھروں میں رکھنے کا رواج چل نکلا ہے اور ان کی بدولت ہمارا گھر بت خانوں کا منظر پیش کر رہے ہیں گویا شیطان نے کھلونے کے بہانے بت شکن قوم کو بت فروش اور بت تراش بنا دیا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹) کھلونے رکھنے والی روایت کا جواب

سوال:۔ آپ کے پاس کھلونے رکھنے والی روایت کا کیا جواب ہے؟

الجواب:۔ جو گڑیاں باقاعدہ مجسمہ کی شکل میں ہوں ان کا رکھنا اور ان سے کھیلنا جائز نہیں۔ معمولی قسم کی گڑیاں جو بچیاں خود ہی سی لیا کرتی ہیں ان کی اجازت ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گڑیوں کا یہی عمل ہے بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس وقت تصویر بنانے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی یہ بعد میں ہوئی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰) میڈکل کالج میں داخلے کے لئے لڑکی کو فوٹو بنوانا

سوال:۔ میں امسال میڈکل کالج میں داخل ہونا چاہتی ہوں مگر حکومت کے رائج کردہ اصول کے مطابق میڈکل کالج کے امیدوار کا فوٹو کاغذات کے ساتھ ہونا ضروری ہے جب کہ اس کی جگہ فنگر پرنٹس سے بھی کام چلایا جا سکتا ہے مگر ہم حکومت کے اصول کی وجہ سے مجبور ہیں اب ملک میں لیڈی ڈاکٹرز کی اہمیت سے بھی انکار نہیں ہوسکتا اگر خواتین ڈاکٹرز نہ بنیں تو مجبوراً ہمیں ہر بات کے لئے مرد ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑے گا جو طبیعت گوارا نہیں کرتی اس سلسلے میں بھی قرآن و حدیث کے حوالے سے کوئی بتایئے کہ اپنے کہنے سننے والوں کو بھی مطمئن کیا جا سکے اور اس سے زیادہ اپنے آپ کو؟

الجواب:۔ فوٹو بنانا شرعاً حرام ہے لیکن جہاں گورنمنٹ کے قانون کی مجبوری ہو وہاں آدمی معذور ہے اس کا وبال قانون بنانے والوں کی گردن پر ہوگا جہاں تک لڑکیوں کو ڈاکٹر بنانے کا تعلق ہے میں اس کی ضرورت کا قائل نہیں ہے[1] (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) تصویر بنانے کا حکم

سوال:۔ ہمارے لواحقین میں سے دو بچیاں ماشاء اللہ صوم وصلوٰۃ کی پابند ہیں اور ہر لحاظ سے شرعی احکام کی پابند ہیں آپ نے پچھلے دنوں میں اپنے کالم میں تصویریں بنانے کو حرام بتایا ہے ہماری یہ بچیاں ایک اسکول میں تین سال سے ایک چار سالہ کورس کر رہی ہیں جس میں تصویریں بنانے کی تربیت دی جاتی ہے اس کو اس کے مکمل کرنے سے اچھی ملازمت ملتی ہے اب وہ یہ کورس درمیان میں نہیں چھوڑنا چاہتیں دوئم یہ کہ وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں کہ یہ عمل حرام ہے آپ برائی مہربانی قرآنی آیات اور احادیث کے حوالوں سے اس بات کو ثابت کریں کہ یہ عمل حرام ہے تو یقیناً وہ اس عمل کو چھوڑ دیں گی کیونکہ وہ بھی کوئی کام خلاف شرع نہیں کرنا چاہتیں۔

الجواب:۔ آنحضرت ﷺ نے بہت سی احادیث میں تصاویر کی حرمت کو بیان فرمایا ہے حضرت مفتی محمد شفیعؒ کا اس موضوع پر ایک بہترین رسالہ ہے جو ''تصویر کے شرعی احکام'' کے نام سے شائع ہوا ہے اس رسالہ کا مطالب آپ کی بہنوں کے لئے مفید ہوگا اور اس کے مطالعہ سے

---

[1] ۔ حضرت مفتی صاحب کی اس بارے میں جو رائے ہے وہ غالباً کالجوں کے ماحول اور لڑکیوں کے بلاضرورت کالجوں میں داخلے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ضرورت کے تحت چند خواتین کا ڈاکٹر ہونا جائز ہے۔

انشاء اللہ ان کے سارے مشکلات ختم ہو جائیں گے میں درخواست کروں گا کہ اس رسالہ کو خوب اچھی طرح سمجھ کر پڑھ لیں تصویر کے بارے میں آنحضرت ﷺ کے چند ارشادات مشکوۃ شریف سے نقل کرتا ہوں ان پر بھی غور فرمالیا جائے۔

۱۔ حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کتا یا تصویر ہو رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ گھر کے اندر کسی ایسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے جس میں تصویریں ہوں مگر اس کو کاٹ ڈالتے تھے۔ (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک چھوٹا سا گدا (یا تکیہ) خرید لیا جس میں تصویریں تھیں جب آنحضرت ﷺ نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اندر داخل نہیں ہوئے اور میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور میں ناگواری کے آثار محسوس کئے، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! میں اللہ ورسول کے آگے توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ ہوا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ناراضگی کے لہجہ میں فرمایا کہ یہ گدا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ میں نے آپ ﷺ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ ﷺ اس پر بیٹھا کریں اور اس سے تکیہ لگایا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا ان سے کہا جائے گا کہ جو تصویر تم نے بنائی ہے اس کو زندہ بھی کرو اور اس میں جان ڈالو، نیز ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں یہ تصویریں ہوں اس گھر میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (صحیح مسلم، صحیح بخاری)

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت کرتے ہیں۔
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ ارشاد اپنے کانوں سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے بڑا ظالم کون ہوگا جو میری تخلیق کی طرح تصویریں بنانے چلے وہ ایک ذرہ کو تو بنا کر دکھائیں یا ایک دانہ یا ایک جو تو پیدا کر کے دکھائیں۔
(صحیح مسلم، صحیح بخاری)

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

(۱۲) علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا تصویر کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا؟

سوال:۔ میرا مسئلہ تصاویر ہیں آپ نے تصاویر کے موضوع اور بے حیائی کی سزا پر خاصہ طویل و مدلل جواب دیا لیکن جناب اس سے فی زمانہ جو ہمیں تصاویر کے سلسلے میں مسائل درپیش ہیں ان کی تشفی نہیں ہوتی کیونکہ بحیثیت مسلمان ہم سب جانتے ہیں کہ اسلام میں جانداروں کی تصویر کشی حرام قرار دی گئی ہے جب کہ اس دور میں تصاویر ہمارے اردگرد بکھری پڑی ہیں ٹی وی، وی سی آر اخبارات اور رسائل کی صورت میں لہذا میرا مسئلہ یہ ہی ہے کہ تصاویر ہمارے لئے ہر صورت میں حرام ہیں یا کسی صورت میں جائز ہو سکتی بھی ہیں جیسے کہ بعض مجبوریوں کے تحت یعنی تعلیمی اداروں کالج یونیورسٹی میں امتحانی فارموں پر (خواتین مستثنیٰ ہیں، لیکن لڑکے تو لگاتے ہیں) شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ پر۔ اگر ان مجبوریوں پر بھی شریعت کی رو سے تصاویر جائز نہیں تو پھر آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ رمضان شریف میں خود میں نے امام کعبہ کو ٹی وی پر تراویح پڑھاتے دیکھا تھا (اگر آپ کہیں کہ اس میں قصور فلم بنانے والوں کا ہے تو جناب کعبۃ اللہ میں علماء اس غیر شرعی فعل سے منع کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں اور اس مقدس جگہ میں یقیناً ان کا حکم چلے گا اس کے علاوہ آئے دن جید علماء دین اخبارات و ٹیلی ویژن پر نظر آتے ہیں اور پھر خود آپ ایک اخبار کے توسط سے مسائل کا حل بتاتے ہیں اس اخبار میں تصاویر بھی ہوتی ہیں اب تو ممکن نہیں کہ لوگ اسلامی معلومات کا صفحہ پڑھ لیں اور غیر ملکی باتصویر اہم خبریں چھوڑ دیں، لہذا تصاویر کے سلسلے میں یہ اہم ضرورتیں ہیں۔

۱۔ اب آپ یہ بتائیے کہ کیا ہم تعلیم حاصل نہ کریں کیونکہ دوسری صورت میں ابتدائی جماعت سے ہی باتصویر قاعدہ پڑھایا جاتا ہے الف سے انار اور ب سے بکری والا۔

۲۔ پاسپورٹ کی تصویر کی وجہ سے بیرون ممالک جانا چھوڑ دیں (لوگ حج کے لئے بھی جاتے ہیں۔)

۳۔ اخبارات و رسائل اور ٹی وی وغیرہ سے کنارہ کشی کر لیں تو پھر ٹی وی پر جناب طاہر القادری کی اور پروگرام تفہیم دین کی اسلامی تعلیمات سے کیسے مستفید ہوں گے اور اخبارات میں آپ کی مفید معلومات سے۔

میری خواہش ہے کہ آپ میرے خط کو قریبی اشاعت میں جگہ دیں تاکہ ان سب لوگوں کا بھی بھلا ہو جو تصاویر کے مسائل سے دوچار ہیں۔ میری تحریر میں کہیں کوئی تلخی محسوس کریں تو اپنی بیٹی سمجھ کر معاف فرمائیں۔

الجواب:۔ یہ اصول ذہن میں رکھئے کہ گناہ ہر حال میں گناہ ہے خواہ خدانخواستہ ساری دنیا اس میں ملوث ہو جائے، دوسرا اصول یہ بھی ملحوظ رکھئے کہ جب کوئی برائی عام ہو جائے تو اگرچہ اس کی نحوست بھی عام ہوگی مگر آدمی مکلف اپنے فعل کا ہے پہلے اصول کے مطابق کچھ علماء کا ٹیلی ویژن پر آنا اس کے جواز کی دلیل نہیں نہ امام حرم کا تراویح پڑھانا ہی اس کے جواز کی دلیل ہے اگر طبیب کسی بیماری میں مبتلا ہو جائیں تو تو بیماری بیماری ہی رہے گی اس کو صحت کا نام نہیں دیا جا سکتا اور دوسرے اصول کے مطابق جہاں قانونی مجبوری کی وجہ سے تصویر بنوانی پڑے یا تصویر میں آدمی ملوث ہو جائے تو اگر وہ اس کو برا سمجھتا ہے تو گنہگار نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے توقع ہے کہ وہ اس پر مواخذہ نہیں فرمائیں گے لیکن جن لوگوں کے اختیار میں ہو اس برائی کو مٹائیں اس کے باوجود وہ نہیں مٹاتے تو وہ گنہگار ہوں گے امید ہے ان اصولی باتوں سے آپ کا اشکال حل ہو گیا ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

(۱۳) مکان میں براق کی تصویر رکھنا کیسا ہے؟

سوال:۔ بعض مکانوں میں براق کی تصویر ہوتی ہے یہ تبرکاً رکھی جاتی ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ظاہر بات ہے کہ مذکورہ تصویر اصلی براق کی نہیں منگھڑت اور بناوٹی ہے اس کو اصلی براق کی تصویر سمجھنا غلط ہے بناوٹی چیز کو اصل کا نام دینے سے اس کو اصل کے احکام لاحق نہیں ہوتے اگر کوئی خانہ کعبہ اور روضۂ اطہر نامی بہترین عمارت تعمیر کر لے تو کیا وہ مصنوعی جگہ مقدس اور متبرک بن جائے گی اور وہ اصل چیز کے قائم مقام ہو جائے گی اور مسلمانون پر اس جگہ کو مکرم و معزز سمجھنا ضروری ہو جائے گا نہیں ہرگز نہیں جو کوئی باپ کو دیکھے بغیر اپنے ذہن سے باپ کی تصویر بنا کر لوگوں سے کہے کہ یہ میرا باپ ہے تو لوگ اس کو کیا کہیں گے خلاصہ یہ ہے کہ بناوٹی چیز کو اصل کا نام دینا اور برکت کے لئے مکان میں رکھنا وغیرہ جاہلانہ فعل ہے۔

قدوۃ العارفین حضرت شاہ ابوالحسن نصیرآبادی فرماتے ہیں اور اگر مقصد یہ ہو کہ یہ جگہیں یعنی مبارک مقام کی تصویر سازی ثواب کا کام ہے۔ یا ان بناوٹی تصویریوں کے ساتھ اصل کے احکام نافذ کریں تو بے شک بدعت سیئہ ہے بلکہ بہت سی باتوں میں سایہ کفر تک پہنچ جانا ہے جیسا کہ تعزیہ کے ساتھ عوام اور بعض خواص لوگوں کا عمل اور دستور ہے؟ (عجالہ نافعہ صفحہ ۱۴)

فقہ کی مشہور کتاب نصاب الاحتساب سے ایک فتویٰ یہاں پر نقل کرتا ہوں!

مسئلہ:۔ کچھ فقیر راستہ پر بیٹھ کر بزرگان دین کی قبروں کی تصویر والے کپڑے لوگوں کے سامنے تبرکاً پیش کرتے ہیں اور باجہ بجاتے ہیں جہلاء وحمقاء وہاں جمع ہوتے ہیں لہٰذا ان سے کیسا برتاؤ کیا جائے۔

الجواب:۔ ایسے کاموں سے ان کو روکنا ضروری ہے اور امام مصلحت جانے ان کپڑوں کے پھاڑنے میں تو پھاڑ ڈالے اس پر ان کی قیمت کا تاوان نہیں ہوگا۔

(نصاب الاحتساب الباب السادس صفحہ ۱۶)

اسی کتاب میں ہے: (ایک قوم حاجیوں کی شکل میں بیت المقدس کی زیارت کے لئے جاتی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو روک دیا اور کوڑے لگائے اور فرمایا کہ تم بیت المقدس کو کعبہ بنانا چاہتے ہو۔ (باب ۲۴ صفحہ ۶۰ نصاب الاحتساب)

جب بیت المقدس جیسی پاک جگہ کے ساتھ مسجد حرام جیسا برتاؤ جائز نہیں تو مصنوعی تصویر کے ساتھ براق جیسا برتاؤ کیسے جائز ہوسکتا ہے بلکہ اس کو نیست و نابود کرنا ضروری ہے۔

فتاوی ابن تیمیہ میں ہے:

(ترجمہ) ایسی ہر ایک چیز جس کی باطل طریقہ سے تعظیم کی جاتی ہے وہ جگہ ہو یا وقت یا پتھر یا درخت یا کوئی عمارت تو جس طرح پوجا کی مورتیوں کا توڑ دینا ضروری ہے ان چیزوں کا ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ (ج ۲ صفحہ ۷۶)

یہ فتاویٰ اور دلائل بے جان کے لئے ہیں۔ اور براق تو جاندار ہے۔ اس کی تصویر کسی حالت میں بھی (مذکور خرابی ہو یا نہ ہو) رکھ نہیں سکتے کہ جاندار کی تصویر شرعاً حرام ہے۔ پھر چاہے وہ براق کی ہو یا کسی پیر پیغمبر کی ہو۔ (معاذ اللہ)

خانہ کعبہ میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں تھیں۔ ان کو آنحضرت ﷺ کے حکم سے ختم کیا گیا۔ رہا تبرک کا تصور تو حرام میں برکت کہاں۔ آنحضرت ﷺ

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نیز ملائکہ تصویر والے مکانوں سے نفرت فرماتے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو میں نے مدعو کیا تو آپ ﷺ تشریف لائے مگر مکان میں تصویر دیکھ کر واپس تشریف لے گئے (کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۱۹)

اور حضرت عمرؓ نے ملک شام میں تصویر کی وجہ سے دعوت رد فرمائی (کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۱۹) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

کھیل کود

(۱۴) کھیل کا شرعی حکم

سوال:۔ پچھلے دنوں بھارت کی کرکٹ ٹیم پاکستان کے دورے پر آئی ہوئی تھی جن میں سید مجتبیٰ کرمانی بھارت کے وکٹ کیپر ہیں۔ اور وہ مسلمان ہیں اور وہ مسلمانوں کے خلاف بھی کھیل رہے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ اور اگر جائز ہے تو کس لحاظ سے؟

الجواب:۔ ایسا کھیل تماشا اور لہو ولعب کہ جس سے نماز تک فوت ہو جاتی ہو خود حرام ہے۔ خواہ مسلمان کے خلاف کھیلے یا کافر کے خلاف۔

(۱۵) خواتین کے لئے ہاکی کھیلنے کے جواز پر فتویٰ کی حیثیت

سوال:۔ پچھلے ہفتہ کے اخبار جہاں میں ''کتاب وسنت کی روشنی'' میں ایک فتویٰ نظر سے گزرا جس کا مقصد یہ تھا کہ موجودہ دور میں زنانہ ہاکی ٹیمیں نئے تقاضوں کے مطابق ہیں میں آپ سے اس فتویٰ کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کیا آپ بھی حافظ صاحب کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟ اگر آپ بھی عورتوں کی ہاکی ٹیموں کو جائز سمجھتے ہیں تو برائے مہربانی حدیث اور فقہائے کرام کے حوالے بھی دیں۔ اگر آپ اسے ناجائز سمجھتے ہیں اور یقیناً سمجھتے ہوں گے تو ابھی تک آپ لوگوں نے اس کے بارے میں کوئی نوٹس کیوں نہیں لیا؟ یہ اسلام سے ایک مذاق نہیں ہے؟

الجواب:۔ اسلامی صفحہ میں اس پر ہم اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہیں اس لئے آپ کا یہ ارشاد

تو صحیح نہیں کہ ابھی تک اس کا نوٹس کیوں نہیں لیا ہماری رائے یہ ہے کہ دورِ جدید جس طرح کھیل کو رواج دے دیا گیا کہ گویا پوری قوم کھیل کے لئے پیدا ہوتی ہے اور اس کھیل کو بھی زندگی کا اہم ترین کارنامہ فرض کر لیا گیا ہے کھیل کا ایسا مشغلہ تو مردوں کے لئے بھی جائز نہیں چہ جائیکہ عورتوں کے لئے جائز ہو پھر ہاکی مردانہ کھیل ہے زنانہ نہیں اس لئے خواتین کو اس میدان میں لانا صنفِ نازک کی اہانت و تذلیل بھی ہے اب اگر مرد مردانگی چھوڑنے پر اور خواتین مردانگی دکھانے پر بھی اتر آئیں تو اس کا کیا علاج؟

(۱۶) ٹیلی پیتھی، یوگا اور کراٹے سیکھنا

سوال:۔ آج کل مختلف سائنسی علوم مثلاً ٹیلی پیتھی، ہپناٹزم، یوگا وغیرہ سکھائے جاتے ہیں ان کے اکثر کام جادو سے ہونے والے کام کے مشابہ ہوتے ہیں حالانکہ یہ جادو نہیں ہیں کیا ان علوم کا سیکھنا مسلمان کے لئے جائز ہے؟

الجواب:۔ ان علوم میں مشغول ہونا جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷) کیا اسلام نے لڑکیوں کو کھیلنے کی اجازت دی ہے

سوال:۔ کیا اسلام لڑکیوں کو کھیلنے کی اجازت دیتا ہے؟

الجواب:۔ جو کھیل لڑکیوں کے لئے مناسب ہو اور اس میں بے پردگی کا احتمال نہ ہو اس کی اجازت ہے ورنہ نہیں اس لئے آپ کو وضاحت کرنی چاہئے کہ آپ کیسے کھیل کے بارے میں دریافت چاہتے ہیں؟ آج کل بہت سے کھیل بے خدا تہذیبوں، اور بے غیرت قوموں نے ایسے بھی رائج کر رکھے ہیں جو نہ صرف اسلامی حدود سے متجاوز ہیں بلکہ انسانی وقار اور نسوانی حیاء کے بھی خلاف ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) موسیقی اور ڈانس گانوں کے ذریعے تبلیغ کرنا

سوال:۔ ایک خاتون ہیں جو یہ کہتی ہیں کہ وہ گانوں کے ذریعے یعنی ریکارڈ پر اللہ تعالیٰ کا پیغام

لوگوں تک پہنچانا چاہتی ہیں اب آپ یہ بتائیں کہ اسلام کی رو سے ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب:۔ گانوں کو تو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے تو یہ گا کر اللہ کا پیغام کیسے پہنچائیں گی؟ یہ شیطان کا پیغام ہے جو گانے کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے۔ (ایضا)

(۱۹) کیا موسیقی روح کی غذا اور ڈانس ورزش ہے

سوال:۔ (۱) کیا یہ درست ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے؟ کیا رقص وموسیقی کو فحاشی کہنا درست ہے؟ ہم جب بھی رقص وموسیقی کے لئے لفظ فحاشی استعمال کرتے ہیں تو لوگ یوں گرم ہوتے ہیں جیسے ہم نے گناہ کبیرہ کر دیا ہو۔

(۲) کیا لوک رقص اور دوسرے ڈانس اسلام کی رو سے جائز ہیں؟

(۳) عموماً لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ اگر ڈانس ورزش کے خیال سے کیا جائے خواہ وہ کسی بھی قسم کا ڈانس ہو تو جائز ہے کیا یہ درست ہے؟

الجواب:۔ (۱) یہ تو صحیح ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے مگر شیطانی روح کی غذا ہے انسانی روح کی نہیں انسانی روح کی غذا ذکر الٰہی ہے۔

(۲) رقص حرام ہے۔

(۳) یہ لوگ خود بھی جانتے ہیں کہ رقص اور ڈانس کو "ورزش" کہہ کر وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں بالکل اسی طرح جیسے کوئی شراب کا نام شربت رکھ کر اپنے آپ کو فریب دینے کی کوشش کرے۔ (ایضاً)

(۱۷) ساز کے بغیر گیت سننے کا شرعی حکم

سوال:۔ اگر کوئی شخص بغیر ساز وموسیقی کے سراً یا جہراً (آہستہ یا زور سے) گیت گاتا ہے تو دونوں صورتیں جائز ہیں یا ناجائز؟

یا عورت انفرادی یا اجتماعی سراً یا جہراً کہ اس کو اس عورت کے محرم سنتے ہوں گیت گائے تو کیا حکم ہے؟ اور اگر اس کو اس کے غیر محرم بھی سنتے ہوں تو کیا حکم ہے؟ جب کہ یہ بھی گیت ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ میں ساز وموسیقی کے ساتھ گایا جاتا ہے اب اگر ان تمام صورتوں میں دف بجا کر گیت

گایا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس میں ہمارے بہت سارے رفقاء مبتلا ہیں اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے ہیں تو اس مسئلہ کی وضاحت منظر عام پر لانا ضروری ہے؟

الجواب:۔ سازوآلات کے ساتھ گانا حرام ہے خواہ گانے والا مرد ہو یا عورت اور تنہا گائے یا مجلس میں اسی طرح جو اشعار کفر و شرک یا کسی گناہ پر مشتمل ہوں ان کا گانا بھی (گو آلات کے بغیر ہو) حرام ہے البتہ مباح اشعار اور ایسے اشعار جو حمد و نعت یا حکمت و دانائی کی باتوں پر مشتمل ہوں ان کو ترنم کے ساتھ پڑھنا جائز ہے اور اگر عورتوں اور مردوں کا مجمع نہ ہو تو دوسروں کو بھی سنانا جائز ہے اگر عورت بھی تنہائی میں یا عورتوں میں ایسے اشعار ترنم سے پڑھے (جب کہ کوئی مرد نہ ہو) جائز ہے آج کل کے عشقیہ گیت کسی حکمت و دانائی پر مشتمل نہیں بلکہ ان سے نفسانی خواہشات ابھرتی ہیں اور گناہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے اس لئے یہ قطعی حرام ہیں عورتوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بھی حدیث میں ایسے ہی راگ گانے کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔

(۱۸) کیا قوالی سننا جائز ہے جب کہ بعض بزرگوں سے سننا ثابت ہے

سوال:۔ قوالی کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ اور راگ کا سننا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب:۔ راگ کا سننا شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے، شریعت کا مسئلہ جو آنحضرت ﷺ سے ثابت ہو وہ ہمارے لئے دین ہے اگر کسی بزرگ کے بارے میں اس کے خلاف منقول ہو اول تو ہم نقل کو غلط بیٹھیں گے اور اگر نقل صحیح ہو تو اس بزرگ کے فعل کی کوئی تاویل کی جائے گی اور قوالی کی موجودہ صورت قطعاً خلاف شریعت اور حرام ہے اور بزرگوں کی طرف اس کی نسبت بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔

(۱۹) سگے بہن بھائی کا اکٹھے ناچنا

سوال:۔ (۱) کیا مذہب اسلام میں کسی سگے بہن بھائی کا ایک ساتھ ناچنا گانا جائز ہے؟ اگر کوئی ایسا فعل کرے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور سزا کیا ہے؟

(۲) مذہب اسلام میں سگے بہن بھائی کا تصاویر میں قابل اعتراض ہونے کی شریعت

حیثیت اور سزا کیا ہے؟

الجواب:۔ اس پرفیشن دور میں دینی انحطاط اور اخلاقی پستی کا عالم یہ ہے کہ معاشرے میں جو بھی برائی عام ہو جائے اسے حلال سمجھا جاتا ہے ایک زمانہ وہ تھا کہ جو شخص گانے بجانے کا پیشہ اختیار کرتا وہ ڈوم اور میراثی کہلاتا تھا اور لوگ اسے بری نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن آج جو بھی یہ پیشہ اختیار کرتا ہے وہ فنکار کہلاتا ہے اور اس کے پیشے کو فن و ثقافت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور پھر ستم ظریفی یہ کہ جو بھی ان برائیوں کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اسے رجعت پسند اور تنگ نظر تصور کیا جاتا ہے۔

گانے بجانے کے متعلق ہادی عالمؐ کے چند مبارک ارشادات ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے گانا گانے اور گانا سننے سے منع فرمایا ہے۔ (درمنثور صفحہ نمبر ۱۵۹ جلد نمبر ۵)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گانے کی محبت دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔ (ترمذی شریف صفحہ نمبر ۱۴ جلد ۲)

''حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے اس پر ایک مسلمان مرد نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول یہ کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب گانے والی عورتوں اور باجوں کا عام رواج ہوگا اور اکثریت سے شرابیں پی جائیں گی۔''

اسی طرح تصاویر کا معاملہ ہے نبی کریم ﷺ نے جانداروں کی عام تصویر کشی کو حرام قرار دے کر تصویر بنانے والوں کو سخت عذاب کا مستحق قرار دیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ فرمارہے تھے کہ لوگوں میں سے زیادہ سخت عذاب میں تصویر بنانے والے ہوں گے۔

(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۸۵)

(۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے تصویر (جاندار) کی بنائی اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک عذاب میں رکھے گا جب تک وہ اس تصویر میں روح نہ پھونکے حالانکہ وہ کبھی بھی اس میں روح نہیں ڈال سکے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۸۶)

پس جب اسلام میں اس قسم کی عام تصویر کشی حرام ہے تو فحش قسم کی تصاویر بنا کر شائع کرنا کیوں کر جائز ہوگا؟ اور پھر بہن بھائی کا ایک ساتھ کھڑے ہو کر اور کمر میں ہاتھ ڈال کر تصاویر نکلوانا تو بے حیائی کی حد ہے جب کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق بہن بھائی کا رشتہ بہت ہی عزیز اور بہت ہی نازک ہے اس لئے خاتم الانبیاءؐ نے ایک حدیث میں حکم دیا ہے۔

جب تمہاری اولاد کی عمریں سات سال ہو جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کرلو۔

(کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۳۲۹)

نیز فقہائے کرام نے خوف فتنہ کے وقت اپنے محارم سے بھی پردہ لازمی قرار دیا ہے۔

الغرض سوال میں جن حیا سوز واقعات کا ذکر ہے وہ واقعی ایک غیور مسلمان کے لئے نا قابل برداشت ہیں اور وہ اس پر احتجاج کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا حکومت کو چاہئے کہ فی الفور اس بے حیائی اور فحاشی کا سد باب کرے اور اس کے ذمہ دار افراد کو تعزیری طور پر سزا دلوائیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

کتاب الحظر والاباحة

جائز ناجائز کے مسائل

پردہ، بناؤ سنگھار، خاندانی منصوبہ بندی
گھریلو رسومات اور عام جائز وناجائز کے مسائل

پردہ

(۱) پردے کا صحیح مفہوم

سوال:۔ میں شرعی پردہ کرتی ہوں کیونکہ دینی مدرسہ کی طالبہ ہوں اور مجھے پریشانی جب ہوتی ہے جب میں کسی تقریب وغیرہ میں مجبوراً جاتی ہوں تو اپنا برقعہ نہیں اتراتی جس کی وجہ سے لوگ مجھے برقع اتارنے پر مجبور کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ پردہ کا ذکر تو قرآن میں نہیں آیا بس اوڑھنی کا ذکر آیا ہے حالانکہ انہوں نے پورا مفہوم اور اس کی تفسیر وغیرہ نہیں پڑھی ہے بس صرف یہ کہتے ہیں کہ جب اسلام نے چادر کا ذکر کیا ہے تو اتنا پردہ کیوں کرتی ہو اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام نے اتنی سختی نہیں رکھی جتنی آپ طے کرتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ چہرہ ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کھلے رہیں حالانکہ میں یہی کہتی ہوں ان سے کہ اس کا ذکر تو صرف نماز میں آیا ہے پردہ میں نہیں اور آج کل اس فتنے کے دور میں تو عورت پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ مکمل پردہ کرے بلکہ ہاتھ چہرہ وغیرہ چھپائے پردہ کے متعلق آپ مجھے ذرا تفصیل سے بتا دیجئے تاکہ ان لوگوں کے علم میں یہ بات آجائے کہ شرعی پردہ کہتے کسے ہیں اور کتنا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ آپ کے خیالات صحیح ہیں عورت کو چہرے کا پردہ لازم ہے کیونکہ گندی اور بیمار نظریں اسی پر پڑتی ہیں چہرہ، ہاتھ اور پاؤں عورت کا ستر ہیں یعنی نماز میں ان اعضاء کا چھپانا ضروری نہیں لیکن گندی نظروں سے ان اعضاء کا حتی الوسع چھپانا ضروری ہے۔

سوال:۔ آپ نے کیا ایسا مسئلہ بھی اخبار میں دیا تھا کہ اگر لڑکی پردہ کرتی ہے اپنے سسرال میں اور وہاں پردہ کا ماحول نہیں ہے اپنے دیوروں اور دوسرے رشتہ داروں سے تو کیا آپ نے یہ جواب میں لکھا تھا کہ پردہ اتنا سخت بھی نہیں ہے اگر وہ پردہ کرتی ہے تو چادر کا گھونگھٹ گرا کر اپنا کام کرسکتی ہے میں یہ نہیں سمجھتی کہ چہرہ چھپانے سے اس کا وجود چھپ جائے میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ جب لڑکی پردہ کرتی ہے تو گویا وہ اپنے نامحرموں سے اوجھل ہو جاتی ہے جیسا کہ مرنے کے بعد اس کا وجود نہیں ہوتا دنیا میں آپ کا یہ مسئلہ میری نظروں سے نہیں گذرا آپ سے گذارش ہے کہ تفصیل سے ذرا بتا دیجئے تاکہ ان لوگوں کے علم میں بھی یہ بات باآسانی آجائے کہ پردہ کے متعلق کتنا سخت حکم ہے۔

الجواب:۔ میں نے لکھا تھا کہ ایک ایسا مکان جہاں عورت کے لئے نامحرموں سے چار

دیواری کا پردہ ممکن نہ ہو وہاں یہ کرے کہ پورا بدن ڈھک کر اور چہرہ پر گھونگھٹ کر کے شرم وحیا کے ساتھ نامحرموں کے سامنے جائے۔ (جب کہ اس کے لئے جانا ناگزیر ہو)

(۲) کیا صرف برقعہ پہن لینا کافی ہے یا کہ دل میں شرم وحیا بھی ہو

سوال:۔ خواتین کے پردے کے بارے میں اسلام کیا حکم دیتا ہے؟ کیا صرف برقعہ پہن لینا پردے میں شامل ہو جاتا ہے؟ آج کل میرے دوستوں میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے چند دوست کہتے ہیں کہ برقعہ پہن لینے کے نام کا کہاں حکم ہے وہ کہتے ہیں صرف حیا کا نام پردہ ہے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ پردے کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں کیا حکم ہے، تفصیلاً بتائیں؟

الجواب:۔ آپ کے دوستوں کا یہ ارشاد تو اپنی جگہ صحیح ہے کہ ''شرم وحیا کا نام پردہ ہے'' مگر ان کا یہ فقرہ نامکمل اور ادھورا ہے انہیں اس کے ساتھ یہ بھی کہنا چاہئے کہ شرم وحیا کی شکلیں معین کرنے کے لئے ہم عقل سلیم اور وحی آسمانی کے محتاج ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ شرم وحیا ایک اندرونی کیفیت ہے اس کا ظہور کسی نہ کسی قالب اور شکل میں ہوگا اور اگر وہ قالب عقل وفطرت کے مطابق ہے تو شرم وحیاء کا مظاہرہ بھی صحیح ہوگا اور اگر ایسی قالب کو عقل صحیح اور فطرت سلیمہ قبول نہیں کرتی تو شرم وحیا کا دعویٰ اس پاکیزہ صفت سے مذاق تصور ہوگا فرض کیجئے کوئی صاحب بقائمی ہوش وحواس قید لباس سے آزاد ہوں بدن کے سارے کپڑے اتار پھینکیں اور لباس عریانی زیب تن فرما کر شرم وحیا کا مظاہرہ کریں تو غالباً آپ کے دوست بھی ان صاحب کے دعویٰ شرو حیاء کو تسلیم کرنے سے قاصر ہوں گے اور اسے شرم وحیا کے ایسے مظاہرے کا مشورہ دیں گے جو عقل وفطرت سے ہم آہنگ ہو سوال ہوگا کہ عقل وفطرت کے صحیح ہونے کا معیار کیا ہے؟ اور یہ فیصلہ کس طرح ہو کہ شرم وحیا کا فلاں مظاہرہ عقل وفطرت کے مطابق ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں کسی اور قوم کو پریشانی ہوتو ہو مگر اہل اسلام کو کوئی الجھن نہیں ان کے پاس خالق فطرت کے عطا کردہ اصول زندگی اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہیں جو اس نے عقل وفطرت کے تمام گوشوں کو سامنے رکھ کر وضع فرمائے ہیں اپنی اصول زندگی کا نام ''اسلام'' ہے پس خدا تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول اللہ ﷺ نے شرم وحیا کے جو مظاہرے تجویز کئے ہیں وہ فطرت کی آوازیں ہیں اور عقل سلیم ان کی حکمت وگہرائی پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے آیئے ذرا دیکھیں کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات مقدسہ میں اس سلسلے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں۔

۱۔ صنف نازک کی وضع وساخت بھی فطرت نے ایسی بنائی ہے کہ اسے سراپا ستر کہنا چاہئے

یہی وجہ ہے کہ خالق فطرت نے بلا ضرورت اس کے گھر سے نکلنے کو برداشت نہیں کیا تا کہ گوہر آبدار، ناپاک نظروں کی ہوس سے گرد آلود نہ ہو جائے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

(ترجمہ) ''اور ٹکی رہو اپنے گھروں میں اور مت نکلوں پہلی جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر۔''

(الاحزاب۔۳۳)

''پہلی جاہلیت'' سے مراد قبل از اسلام کا دور ہے۔ جس میں عورتیں بے حجاب بازاروں میں اپنی نسوانیت کی نمائش کیا کرتی تھیں ...... ''پہلی جاہلیت'' کے لفظ سے گویا پیشگوئی کر دی گئی کہ انسانیت پر ایک ''دوسری جاہلیت'' کا دور بھی آنے والا ہے۔ جس میں عورتیں اپنی فطری خصوصیات کے تقاضوں کو جاہلیت جدیدہ کے سیلاب کی نذر کر دیں گی۔

قرآن کی طرح صاحب قرآن ﷺ نے بھی صنف نازک کو سراپا ستر قرار دے کر بلا ضرورت اس کے باہر نکلنے کو ناجائز فرمایا ہے۔

(ترجمہ) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''عورت سراپا ستر ہے پس جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا ہے۔''

(مشکوٰۃ۔ترمذی)

۲۔اور اگر ضروری حوائج (ضروری حاجات) کے لئے اسے گھر سے باہر قدم رکھنا پڑے تو اسے حکم دیا گیا کہ وہ ایسی بڑی چادر اوڑھ کر باہر نکلے جس سے پورا بدن سر سے پاؤں تک ڈھک جائے۔ سورہ احزاب آیت ۶۹ میں ارشاد ہے۔

(ترجمہ) اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ (جب باہر نکلیں تو) اپنے اوپر بڑی چادریں جھکا لیا کریں مطلب یہ کہ ان کو بڑی چادر میں لپیٹ کر نکلنا چاہئے اور چہرہ پر چادر کا گھونگھٹ ہونا چاہئے پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ کے مقدس دور میں خوتین اسلام کا یہی معمول تھا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ خواتین آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں نماز کے لئے مسجد آتی تھیں تو اپنی چادروں میں اس طرح لپٹی ہوئی تھیں کہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

مسجد میں حاضری اور آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنے اور آپ ﷺ کے ارشادات سننے کی ان کو ممانعت نہیں تھی لیکن آنحضرت عورتوں کو یہ بھی تلقین فرماتے تھے کہ ان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ان کے لئے بہتر ہے۔ (ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۹۶)

آنحضرت ﷺ کی دقت نظر اور خواتین کی عزت وحرمت کا اندازہ کیجئے کہ مسجد نبوی جس

میں ادا کی گئی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے آنحضرت ﷺ کے لئے اس کے بجائے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کو افضل اور بہتر فرماتے ہیں اور پھر آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں جو نماز ادا کی جائے اس کا مقابلہ تو شاید ہی پوری امت کی نمازیں بھی نہ کر سکیں لیکن آنحضرت ﷺ اپنی اقتداء میں نماز پڑھنے کے بجائے عورتوں کے لئے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کو افضل قرار دیتے ہیں یہ ہے شرم و حیا اور عفت و عظمت کا وہ بلند ترین مقام جو آنحضرت ﷺ نے خواتین اسلام کو عطا کیا تھا اور جو بدقسمتی سے تہذیب جدید کے بازار میں آج ٹکے سیر بک رہا ہے مسجد اور گھر کے درمیان تو پھر بھی فاصلہ ہوتا ہے آنحضرت ﷺ نے اسلام کے قانون ستر کا یہاں تک لحاظ کیا ہے کہ عورت کے لئے اپنے مکان کے حصوں کو تقسیم کر کے فرمایا کہ فلاں حصے میں اس کا نماز پڑھنا فلاں حصے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔

(ترجمہ) عورت کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو اپنے گھر کی چار دیواری میں ادا کرے اور اس کا اپنی مکان کے کمرے میں نماز ادا کرنا اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا آگے کے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

بہر حال ارشاد نبوی یہ ہے کہ عورت حتی الوسع گھر سے باہر نہ جائے اور اگر جانا پڑے تو بڑی چادر میں اس طرح لپیٹ کر جائے کہ پہچانی تک نہ جائے چونکہ بڑی چادروں کا بار بار سنبھالنا مشکل تھا اس لئے شرفاء کے گھرانوں میں چادر کے بجائے برقعہ کا رواج ہوا۔ یہ مقصد ڈھیلے ڈھالے قسم کے دیسی برقعہ سے حاصل ہو سکتا تھا مگر شیطان نے اس کو فیشن کی بھٹی میں زنگ کر نسوانی نمائش کا ایک ذریعہ بنا ڈالا میری بہت سی بہنیں ایسے برقعے پہنتی ہیں جن میں ستر سے زیادہ ان کی نمائش نمایاں ہوتی ہے۔

۳۔ عورت گھر سے باہر نکلے تو اسے صرف یہی تاکید نہیں کی گئی کہ چادر یا برقعہ اوڑھ کر نکلے بلکہ گوہر نایاب شرم و حیا کو محفوظ رکھنے کے لئے مزید ہدایات بھی دی گئیں مثلاً مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی اور اپنی عصمت کے پھول کو نظر بد کی باد سموم سے محفوظ رکھیں۔ سورہ النور آیت ۳۰۔۳۱ میں ارشاد ہے۔

(ترجمہ) اے نبی مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچیں رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔ سورہ انور آیت ۳۰۔۳۱۔

(ترجمہ) اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت

کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں مگر یہ کہ مجبوری سے خود کھل جائے۔ الخ ایک ہدایت یہ دی گئی ہے کہ عورتیں اسی طرح نہ چلیں جس سے ان کی مخفی زینت کا اظہار نامحرم کے لئے باعث کشش ہو قرآن کی مندرجہ بالا آیت کے آخر میں فرمایا ہے۔

(ترجمہ) ”اور اپنا پاؤں اس طرح نہ رکھیں کہ جس سے ان کی مخفی زینت ظاہر ہو جائے۔“

ایک ہدایت یہ دی گئی ہے کہ اگر اچانک کسی نامحرم پر نظر پڑ جائے تو اسے فوراً ہٹا لے اور دوبارہ قصداً دیکھنے کی کوشش نہ کرے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آنحضرت نے فرمایا اے علی اچانک نظر کے بعد دوبارہ نظر مت کرو پہلی تو (بے اختیار ہونے کے وجہ سے) تمہیں معاف ہے مگر دوسری کا گناہ ہوگا۔

(مسند احمد دارمی ترمذی ابوداؤد و مشکوٰۃ)

(۳) پردہ سے متعلق چند سوالات کے جوابات

سوال:۔ ناچیز آپ سے پردہ کے بارے میں درج ذیل سوالات کا شرع متین کی رو سے جوابات کا خواہاں ہے۔

(۱) ایک مسلمان عورت کو اپنے رشتہ داروں میں سے کن کن مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

(۲) مسلمان عورتوں کے لئے پردہ کی فرضیت قرآن مجید کی کن آیات سے ہوئی؟

(۳) ہمارے موجودہ معاشرے میں عورتوں کا بے پردہ باہر نکلنا اور دفاتر و فیکٹریوں میں ملازمت کرنا ایک معمول بن چکا ہے اور معیوب نہیں سمجھا جاتا ہے چنانچہ ایسے بگڑے ہوئی ماحول میں مرد نگاہ کی حفاظت کیسے کر سکتے ہیں راستوں میں اور بسوں میں باوجود کوشش کے بار بار نظر پڑ جانے سے گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ ایسے رشتہ دار جن سے عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا جیسے باپ دادا بھائی بھتیجے بھانجے چچا ماموں وغیرہ وہ عورت کے محرم کہلاتے ہیں ان سے عورت کا پردہ نہیں اور وہ تمام لوگ جن سے نکاح ہوسکتا ہے ان سے لازم ہے جیسے ماموں زاد، چچا زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد وغیرہ وغیرہ۔

(۲) پردہ کی فرضیت قرآن کریم کی متعدد آیات سے ثابت ہے مثلاً سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد خداوندی ہے۔

(ترجمہ) ”اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

(ترجمہ) ''اور اپنی زیبائش کو کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوند کے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی ہم جنس عورتوں کے یا اپنی باندیوں کے یا ان ملازموں کے جو عورت کی زیب وزینت سے غرض نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جو عورتوں کے اسرار سے بے خبر ہیں۔ (سورہ النور آیت نمبر ۳۱)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔

(ترجمہ) اے نبی کہہ دیجئے اپنی عورتوں اور بیٹیوں کو اور مسلمانوں کو کہ نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔ (سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹)

(۳) عورت کا ایسی جگہ ملازمت کرنا حرام ہے جہاں اس کا اختلاط اجنبی مردوں سے ہوتا ہو اور ایسے گندے ماحول میں جو کہ ہمارے یہاں پیدا ہو چکا ہے ایک ایسے شخص کو اپنی نگاہ کی حفاظت نہایت ضروری ہے جو اپنا ایمان سلامت لے جانا چاہتا ہو قصداً کسی نامحرم کی طرف نظر بالکل ہی نہ کی جائے اور اگر اچانک نظر بہک جائے تو فوراً ہٹالی جائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) پردہ شرعی سے منع کرنے والے مرد سے شادی کرنا

سوال:۔ اگر ایک لڑکی شرعی پردہ کرتی ہو اور جب اس کی شادی ہونے والی ہو تو اس کو اس بات کا احساس ہو کہ لڑکا پردے پر راضی نہیں ہوگا تو کیا وہ شادی سے رک جائے۔

الجواب:۔ پردہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس میں کسی دوسری کی اطاعت جائز نہیں اگر لڑکا ایسا ہو تو وہاں شادی نہ کرے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) پیر سے بغیر پردہ کے عورت کا ملنا جائز نہیں

سوال:۔ ہمارے والدہ ایک پیر سے عقیدت رکھتی ہیں کیا پیر سے اسلام میں میل ملاپ رکھنا اور پردہ نہ کرنا جائز ہے؟

الجواب:۔ پیر سے پردہ لازم ہے جو پیر اجنبی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے وہ خود بھی گمراہ ہے اس کے پاس جانا جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶) بیٹی کے انتقال کے بعد اس کے شوہر (داماد) سے بھی پردہ ہے

سوال:۔ میری والدہ جن کی عمر تقریباً ۳۵ یا ۴۰ سال کے قریب ہے وہ نوجوانی میں ہی ہم

سات بہن بھائیوں کی موجودگی میں ۱۲ سال قبل بیوہ ہوگئی تھیں انہوں نے بڑے مشکل وقت میں ہماری پرورش کی ہے مگر ۲ سال قبل والدہ صاحبہ نے ایک شخص جو کہ ان کا ہی ہم عمر ہے کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا اور ہم سب بہن بھائیوں کی مخالفت کے باوجود انہوں نے اس شخص سے ہماری چھوٹی بہن کی شادی کردی جب کہ وہ شخص پہلے سے اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہے اور میری بہن کی عمر کی اس کی بیٹی ہے والدہ نے اس شخص سے ملنا نہیں چھوڑا اور ہم سے کہا کہ یہ میرا داماد ہے دنیا کا کوئی قانون مجھے میرے داماد سے ملنے سے روک نہیں سکتا شادی کے پانچ مہینے بعد میری بہن کا انتقال ہو گیا اور میری والدہ ابھی تک اس شخص سے ملتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ بیٹی کے مرنے سے داماد کا رشتہ نہیں ٹوٹتا اور داماد سے پردہ جائز نہیں؟

الجواب:۔ داماد سے پردہ نہیں ہوتا لیکن اگر دونوں جوان ہوں تو پردہ لازم ہے ایسا نہ ہو کہ شیطان دونوں کا منہ کالا کردے آپ کی والدہ کا وہاں جانا جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۷) اجنبی عورت کو بطور سیکریٹری رکھنا

سوال:۔ آج کے دور میں مخلوط ملازمت کا سلسلہ چل رہا ہے اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پرائیوٹ آفس میں لیڈیز سیکریٹری رکھی جاتی ہے اور مالکان اپنی سیکریٹری سے خوش گپیوں میں مصروف ہوتے ہیں حالانکہ اسلام میں عورت کا نامحرم کے سامنے بے پردہ نکلنا حرام ہے برائے مہربانی تحریر فرمائیں کہ اس مسئلے کے متعلق شرع کیا حکم دیتی ہے۔

الجواب:۔ ظاہر ہے کہ اجنبی عورت سے خلوت کرنا اور اس سے خوش گپیوں میں مشغول ہونا شرعاً حرام ہے اس لئے عوت سیکریٹری رکھنا جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) عورت بازار جائے تو کتنا پردہ کرے

سوال:۔ اسلام میں آزاد عورت (یعنی آج کل کی گھریلو خاتون) کو غیر محرم سے پردہ کا کیا حکم ہے خصوصاً سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ اور سورہ نور کی آیت نمبر ۳۱ میں پردہ کا جو حکم ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اور جہاں بھی پردہ کا حکم دیا ہے اور حضور ﷺ نے پردہ کا کیا حکم دیا ہے۔

جناب خصوصاً سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ اگر تفصیل سے سمجھا دیں تو مہربانی ہوگی۔

اے نبی (ﷺ) کہ واسطے بیبیو اپنی کے اور بیٹیوں اپنی کے اور بیبیوں مسلمانوں کی کے نزدیک کرلیں اور اپنے بڑی چادریں اپنی یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ پہچانی جاویں پس نہ ایذا دی جاویں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔ (سورہ احزاب)

اور سورہ نور میں پردہ کے متعلق جو حکم آیا ہے وہ بھی تفصیل سے سمجھا دیں۔

الجواب:۔ پردہ کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر عورت کو گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو بڑی چادر یا برقعہ سے اپنے پورے بدن کو ڈھانپ کر نکلے اور صرف راستہ دیکھنے کے لئے آنکھ کھلی رہے ان آیت کی تفسیر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی تفسیر معارف القرآن میں دیکھ لی جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹) بے پردگی والی جگہ پر عورت کا جانا جائز نہیں

سوال:۔ زید اپنی بیوی کو اس کے بھائی کے گھر جانے سے روکتا ہے کیونکہ اس کے بھائی کے گھر میں خدمت گار نوجوان ہیں جب کہ یہ خدمت گار گھر کے ایک مخصوص حصہ تک محدود ہیں آپ اس مسئلہ کا تفصیلی و تحقیقی جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب:۔ شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی کو ایسی جگہ جانے سے منع کرے جہاں غیر محرم مردوں سے بے پردگی کا اندیشہ ہو ہاں البتہ اگر بیوی کے بھائی کے گھر بے پردگی کا خطرہ نہ ہو اور خدمت گار مردوں کے لئے ایک کوئی مخصوص جگہ ہو تو پھر کبھی کبھی جانے میں کوئی حرج نہیں لیکن پردہ کا اہتمام ضروری اور لازم ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰) گھر میں نوجوان ملازم سے پردہ کرنا ضروری ہے

سوال:۔ ایک تعلیم یافتہ مسلمان جن کے کام کاج کرنے کے لئے ایک مسلمان نوجوان ملازم ہے جو رات دن ان کے گھر میں رہتا ہے جس کا ان کے اہل خانہ سے پردہ نہیں ہے سنا ہے کہ وہ اس ملازم کو اپنے گھر میں چھوڑ کر ایک ماہ کے لئے کہیں باہر کام پر گئے ہیں پردہ شرعی کی چہل حدیث میں لکھا ہے کہ ایسا شخص جس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کی گھر والیوں کے پاس کون آتا ہے

کون جاتا ہے وہ دیوث ہے اور دیوث کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا کیا اس قسم کا شخص اس صورت میں کہ وہ دینی کام سے جاتا ہے جنتی ہو جائے گا۔

الجواب:۔ ملازم سے پردہ ہے اور اس کا بغیر پردہ کے مستورات کے پاس جانا جائز نہیں۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) عورتوں کو تبلیغ کے لئے پردہ اسکرین پر آنا

سوال:۔ عورتوں کے لئے پردہ کا حکم بہت شدید ہے یعنی یہ کہ عورت کو مرد سے اپنے ناخن تک چھپانے چاہئیں لیکن آج کل کی عورت دفتروں میں دکانوں میں (سیلز گرل) اور سڑکوں پر بے پردہ گھومتی ہے جو کہ ظاہر ہے غلط ہے دریافت یہ کرنا ہے کہ اگر عورت ٹیلی ویژن پر آتی ہے تو یقیناً اسے لاکھوں کی تعداد میں مرد دیکھتے ہیں اور آج کل ٹی وی پر عورتیں تبلیغ دین کے لئے آتی ہے کیا اس عمل سے وہ خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کر لیتی ہیں۔

الجواب:۔ جو عورتیں خدا اور رسول ﷺ کے احکام توڑ کر پردہ اسکرین پر اپنی نمائش کرتی ہیں انہیں خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی کیسے حاصل ہو سکتی ہے ہاں ابلیس اور ذریت ابلیس (شیطان کی اولاد) ان کے اس عمل سے ضرور خوش ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) عورت کی کلائی پردہ میں شامل ہے

سوال:۔ آپ نے غیر محرم کو ہاتھ لگانا کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ عورت کا ہاتھ کلائی تک پردہ کے حکم پر نہیں ہے حالانکہ کلائی ہاتھ کی گٹوں سے شروع ہوتی ہے جو کہ پردہ کے حکم میں ہے کیا ہاتھ کی کلائی عورت کے پردہ کے حکم میں ہے ضرور وضاحت فرمائیں اگر کلائی عورت کی نماز میں کھلی رہ جائے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

الجواب:۔ کلائی گٹوں سے شروع ہوتی ہے اور گٹوں تک ہاتھ ستر میں شامل نہیں گٹوں سے لے کر کلائی ستر میں شامل ہے اس میں آپ کو کیا اشکال ہے وہ سمجھ میں نہیں آیا۔[۱]
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

---

[۱]:۔ سائلہ غالباً کلائی اور گٹوں میں فرق نہیں کر سکی، گٹے ہتھیلی کے بعد کا جوڑ ہیں اور کلائی وہ ہے جہاں چوڑیاں ہوتی ہیں۔ (مرتب)

(۱۳) بے پردگی سے معاشرتی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہے نہ کہ پردے سے

سوال:۔ محترم! فیڈریشن آف پروفیشنل ویمن ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں فیڈریشن کی صدر ڈاکٹر سلیمہ احمد صاحب نے فرمایا خواتین کو پردے میں بٹھانے سے معاشرتی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہے کیا ان محترمہ کا بیان درست ہے۔

الجواب:۔ ڈاکٹر صاحبہ کو جس پردہ میں پیچیدگیاں نظر آ رہی ہیں اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دیا ہے چنانچہ سورہ احزاب آیت ۳۳ میں خواتین اسلام کو حکم فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھلائی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیت شریفہ کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ کہ

اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں عورتیں بے پردہ پھرتی اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا اعلانیہ مظاہرہ کرتی اس بداخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔

یہ تو چار دیواری میں بیٹھنے کا حکم ہوا اور اگر کبھی باہر مجبوری میں خواتین کو گھر سے باہر قدم رکھنا پڑے تو وہ کس انداز سے نکلیں اس کے لئے درج ذیل ہدایت فرمائی گئی سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ میں ارشاد فرمایا۔

(ترجمہ) اے نبی کہہ دیجئے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیویں روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی یہ بڑی چادروں (جلابیب) سے سر لپیٹ کر اور سر چہرہ ڈھک کر نکلنے کا حکم چادر کا پردہ ہوا۔ اور شرفاء کے یہاں برقع کا رواج پڑا۔ جو درحقیقت اسی حکم کی تعمیل کی خوبصورت شکل ہے۔

بہر حال یہ ہیں شرعی پردہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے پاک ارشادات۔ اور یہ ہیں آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسلمانوں کا ان احکام خداوندی پر عمل نہ جانے ڈاکٹر صاحبہ کو پردہ کے اندر وہ کون سی پیچیدگیاں نظر آگئیں جن کا علم نعوذ باللہ نہ اللہ کو ہوا نہ صاحب قرآن ﷺ کے زمانے میں پاکیزہ خواتین کو رضی اللہ عنہن۔ اللہ تعالیٰ عقل وایمان اور عفت وحیا کی محرومی سے پناہ میں رکھیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۴) کیا گھر کی کھڑکیاں اور دروازے بند رکھنا ضروری ہے؟

سوال:۔ محض شک کی بناء پر گھر کے دروازے کھڑکیاں بند رکھنا کہ کہیں کسی غیر مرد کی نظر خواتین پر نہ پڑے حالانکہ بے پردگی کا قطعی امکان نہ ہو کہاں تک درست ہے؟

الجواب:۔ گھر میں پردہ کا اہتمام تو ہونا چاہئے لیکن اگر مکان ایسا ہے کہ اس سے بے پردگی کا احتمال نہ ہو تو خواہ مخواہ شک میں پڑنا صحیح نہیں شک اسلام کی تعلیم نہیں بلکہ ایک نفسیاتی مرض ہے جو گھر کے ماحول میں بداعتمادی کو جنم دیتا ہے اور جس سے رفتہ رفتہ گھر کا ماحول آتش کدہ بن جاتا ہے البتہ دروازوں کھڑکیوں سے اگر غیر نظروں کے گزرنے کا احتمال ہو تو ان پر پردے لگانے چاہئیں۔

(۱۵) دودھ شریک بھائی سے پردہ کرنا

سوال:۔ کیا کسی بہن کو اپنے دودھ شریک بھائی سے پردہ کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ دودھ شریک بھائی اپنے حقیقی بھائی کی طرح محرم ہے اس سے پردہ نہیں البتہ اگر وہ بدنظر اور بدقماش ہو تو فتنہ سے بچنے کے لئے اس سے بھی پردہ لازم ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۶) خالہ زاد یا چچازاد بھائی سے ہاتھ ملانا اور اس کے سینے پر سر رکھنا؟

سوال:۔ اسلام کے نزدیک خالہ زاد بھائی چچازاد وغیرہ جیسے رشتوں میں کس قسم کا تعلق جائز ہے فرض کریں نسرین اور اکبر آپس میں خالہ زاد ہیں اور آپس میں بالکل بہن بھائیوں کی طرح

پیار کرتے ہیں تو کیا یہ دونوں بالکل سگے بہن بھائیوں کی طرح مل سکتے ہیں اکبر جب نسرین کے گھر جاتا ہے تو اس سے مصافحہ کر سکتا ہے اور نسرین اکبر کے سینے پر سر رکھ کر اسے رخصت یا خوش آمدید کہہ سکتی ہے یا صرف اکبر کا نسرین کا سر پر ہاتھ رکھنا ہی کافی ہے۔

الجواب:۔ خالہ زاد اور چچا زاد بھائیوں کا حکم نامحرم اجنبی مردوں کا ہے جن امور کا خط میں ذکر ہے یہ ناجائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۷) کیا ۴۶ یا ۵۰ سال عمر کی عورت کو ایسے لڑکے سے پردہ کرنا ضروری ہے جو اس کے سامنے جوان ہوا ہو؟

سوال:۔ کیا ۴۵ یا ۵۰ سال کی عمر کی عورت پر نامحرم سے پردہ نہ کرنا صحیح ہے وہ اس لئے کہ ایک عورت ۲۵ سال کی ہے اس کے محلہ میں کسی کے ولادت ہوئی ہے آج اس عورت کی عمر پچاس سال ہے جب کہ اس کے سامنے ہونے والا بچہ آج جوان ہے اور وہ اس لئے پردہ نہیں کرتی کہ اس کے سامنے پلا اور جوان ہوا یہ میرا بیٹا میں اس کے ماں کے برابر ہوں۔

الجواب:۔ قرآن کریم کی آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو بڑی بوڑھی نکاح کی میعاد سے گزر گئی ہو وہ اگر غیر محرم کے سامنے چہرہ کھول دے بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن پردہ اس کے لئے بھی بہتر ہے اور یہ بات محض فضول ہے کہ یہ بچہ تو میرے سامنے پل کر جوان ہوا ہے اس لئے اس سے پردہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) نامحرم جوان مرد و عورت کا ایک دوسرے کو سلام کہنا؟

سوال:۔ اکثر ہمارے واسطہ تایا زاد، چچا زاد، ڈاکٹروں، استادوں اور اسی طرح کے محرم اور نامحرم لوگوں سے پڑتا ہے جب کہ ایک مسلمان ہونے کے ناتے یہ اچھا محسوس نہیں ہوتا کہ سلام یا ابتدائی کلمات ادا کئے بغیر بات کی جائے عورت (بالغ و نابالغ) کیا مردوں محرم و غیر محرم کو سلام کر سکتی ہے اگر نہیں تو بات کا آغاز کس طرح کریں؟

ایک شخص نے حضور ﷺ (آپ پر میں اور میرے والدین قربان) سے دریافت کیا کہ

سلام کی کون سی صفات بہترین ہیں ارشاد فرمایا کہ کھانا کھلانا اور ہر شخص کو سلام کرنا چاہئے خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں؟

الجواب:۔ نامحرم کو سلام کرنا جب کہ دونوں جوان ہوں فتنہ سے خالی نہیں اس کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا دونوں جائز نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۹) احادیث سے ثبوت حجاب

(۱) آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

(ترجمہ) یعنی عورتوں کو اپنے گھروں سے باہر نکلنے کا حق نہیں ہے لیکن اس وقت کہ وہ مجبور و مضطر ہو جائیں۔ (طبرانی)

(۲) ترمذی شریف ج ا صفحہ ۱۴۰ میں ہے۔ عورت چھپانے کی چیز ہے (یعنی عورت کے لئے پردہ ضروری ہے) کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاک جھانک کرتا ہے (ترمذی شریف) بدظن لوگ جو بری نظر سے عورت کو تاکتے ہیں وہ سب شیطان ہیں کیونکہ گلی کوچوں اور بازاروں میں ان شیاطین کی کمی نہیں ہوتی اس واسطے عورت کو چاہئے کہ بلاضرورت شدید (شدید ضرورت کے بغیر) گھر سے باہر نہ نکلے حتیٰ کہ نماز کے لئے مسجدوں میں بھی نہ جائے۔

بے شک آنحضرت ﷺ کا عہد مبارک میں عورتوں کو نماز کے لئے مسجد میں جانے کی اجازت تھی لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہدایت تھی کہ (بیوتھن خیر لھن) ان کے گھر ان کے حق میں (مسجد کی حاضری سے بہتر ہیں) (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۹۶)

ان احادیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی آخری عمر میں عورتوں کے لئے مسجد میں نہ جانے کا پسند فرماتے تھے۔

(ترجمہ) حضرت ابوحمید ساعدی کی اہلیہ محترمہ حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کیا حضرت مجھے بڑا شوق ہے کہ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھا کروں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم ٹھیک کہتی ہو لیکن تمہاری نماز تمہاری بند کوٹھری میں صحن کی نماز سے بہتر ہے اور صحن کی نماز احاطہ کی نماز سے بہتر ہے اور احاطہ کی نماز محلّہ کی مسجد کی نماز سے افضل ہے اور محلّہ کی مسجد کی نماز ہماری مسجد (مسجد نبوی) میں

آ کر پڑھنے سے بہتر ہے چنانچہ امام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمائش کر کے اپنے کمرے (کوٹھے) کے آخری کنارے (کونہ) میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا مسجد نماز پڑھنے کی جگہ بنوائی وہی نماز پڑھا کرتی تھیں یہاں تک ان کا وصال ہوا اور اپنے خدا کے حضورر میں حاضر ہوئیں۔ (ترغیب ترہیب ج ۱ صفحہ ۱۸۷)

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور عورتوں کی حالت میں تبدیلی ہوئی اچھے لباس زینت خوشبو وغیرہ کے استعمال کا رواج ہوا تو حضرت عمر فاروق نے ان عورتوں کو جو مسجد میں آجاتی تھیں منع فرمایا تمام صحابہ نے اس کو پسند فرمایا کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا البتہ بعض عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی شکایت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمرؓ کے فیصلہ سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا (ترجمہ) یعنی اگر رسول اللہ ﷺ ان باتوں کو دیکھتے جو اس وقت عورتوں نے ایجاد کر لی ہیں تو آنحضرت ﷺ ان کو مسجد میں جانے سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا۔

(صحیح بخاری شریف ج ۱ صفحہ ۱۲۰ پارہ ۴) (صحیح مسلم شریف ج ۱ صفحہ ۱۸۳)

بخاری شریف کی شرح (عینی) میں ہے کہ حضرت عمرؓ جمعہ کے روز کھڑے ہو کر کنکریاں مارتے اور عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے۔ (عینی شرح بخاری)

اس لئے فقہا رحمہم اللہ نے بھی ممنوع اور مکروہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ (ترجمہ) یعنی عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے اگر چہ جمعہ میں اور عید میں اور وعظ کی مجلس میں ہو چاہے بوڑھی ہو یا جوان رات ہو یا دن بوجہ فساد زمانہ مفتی بہ مذہب یہی ہے۔ درمختار مع الشامی ج ۱ صفحہ ۵۲۹۔

(۳) آنحضرت محمد ﷺ نے ازواج مطہرات کو نابینا صحابی سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہ ہم دونوں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ (نابینا صحابی) حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ تشریف لائے آنحضرت ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ پردہ کر لو میں نے عرض کیا کیا یہ ایسے اندھے نہیں ہیں کہ ہمیں دیکھ نہ سکیں جب یہ دیکھ نہیں سکتے تو ہم پردہ کیوں کریں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم بھی اندھی ہو کیا تم ان کو نہیں دیکھ سکتیں؟ (عن ام مسلمة انها كانت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ)

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۹)

نیز ارشاد ہوا عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت ہی میں

پشت پھیر کر جاتی ہے یعنی عورت کا سامنا بھی وسوسہ انگیز ہوتا ہے اور شیطان کی طرح برے خیالات دل میں ڈالتا ہے اور جب پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو یہ حصہ بھی شہوت انگیز ہوتا ہے اور شیطان کو موقع دیتا ہے کہ وہ نفس کو برگشتہ کرے (واللہ اعلم)

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۸ باب النظر الی المخطوبہ)

(۴) اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

(ترجمہ) یعنی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے اور کان زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا غیر کی آواز کو سننا ہے۔ یہاں تک کہ عورتوں کو جہری نماز پکار کر قرأت سے کرنا جائز نہیں اور زبان زنا کرتی ہے اور اس کا زنا غیر سے از راہ شہوت باتیں کرنا ہے۔ حتیٰ کہ جوان عورت کے لئے غیر محرم مرد کو سلام کرنا جائز نہیں اور ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا غیر محرم کو پکڑنا (چھونا) ہے اور پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا غیر محرم کی طرف برے ارادے سے چلنا ہے اور دل میں خواہش و تمنا کرنا ہے اور پھر شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

(مسلم شریف، ج ۲، صفحہ ۳۳۶، ابوداؤد شریف، ج ا صفحہ ۲۹۹)

(۵) آنحضرت ﷺ نے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بھائی سے جو باپ کی باندی کے بطن سے تھا پردہ کرنے کا حکم دیا۔ وہ عتبہ کے مشابہ تھا۔ چنانچہ وہ لڑکا اپنی بہن سے تاحیات نہ مل سکا۔ (بخاری شریف، ج ا، صفحہ ۲۸۳)

(۶) ایک لڑکا جنگ میں شہید ہو گیا تو تفتیش حال کے لئے اس کی والدہ برقع میں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حاضرین متعجب ہو کر کہنے لگے۔ اس پریشانی میں بھی نقاب نہیں چھوڑا۔ صحابیہ نے جواب میں فرمایا کہ "میرا بیٹا گم ہو گیا ہے میری شرم و حیا تو نہیں گم ہوئی۔"

(ابوداؤد شریف، ج ا، صفحہ ۳۴۴)

(۷) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا، حکم دیا تھا کہ عید کے روز مسلمانوں کی شان و شوکت بڑھانے کے لئے حیض والی عورتوں کو اور پردہ نشین عورتوں کو بھی لایا جائے۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث میں ذوات الخدور کا لفظ ہے جس کے معنی پردہ میں رہنے والی عورت ہوتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۱۲۵)

اس پردہ کی بناء پر ہدایت یہ فرمائی تھی کہ عورتیں بڑی چادریں اچھی طرح لپیٹ کر آئیں۔

کچھ عورتوں نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو ارشاد فرمایا اس کی کوئی ساتھی اپنی چادر میں اس کو چھپالے۔ (بہر حال پردہ ضروری ہے)

مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ اور بھی حدیثیں ہیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک زمانہ میں پردہ کا بڑا اہتمام تھا چنانچہ احیاء العلوم میں ہے۔

والنساء یخرجن متنقبات یعنی عورتیں نقاب ڈال کر نکلا کرتی تھیں صفحہ ۲۸ ج ۲۔

طبعی (قضاء حاجت وغیرہ) (اور شرعی حج وغیرہ) ضرورت سے عورت کو کسی وقت باہر نکلنا پڑے تو قرآنی تعلیم اور ہدایت نبوی کو پیش نظر رکھنا ضروری ہوگا کہ نگاہیں نیچی رکھیں قرآن مجید میں ہے:

(ترجمہ) یعنی اور آپ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کریں۔ (سورہ نور)

(۲۰) اسلام میں پردہ کی اہمیت، بہنوئی شرعاً محرم نہیں ہے والدین اگر اس سے پردہ نہ کرانے پر مصر ہوں تو وہ گناہگار ہیں، ناشزہ (نافرمان بیوی) نفقہ کی حق دار نہیں ہے؟

سوال:۔ زید کا عقد ہندہ سے ہوا ایک موقع پر زید نے دیکھا کہ ہندہ کا بہنوئی ہندہ سے فحش مذاق کر رہا ہے جو زید کے لئے بالکل نا قابل برداشت تھا زید نے اشارہ سے ہندہ کو وہاں سے ہٹنے کو کہا اس وقت وہ ہٹ گئی بعد میں ہندہ کو زید نے ہر طرح سمجھایا مگر وہ ایک ستون کی طرح کھڑی ہنستی رہی پھر زید نے ہندہ سے پوچھا کہ تجھے میرے ساتھ گھر کرنا ہے یا نہیں اس طرح دو مرتبہ پوچھا مگر ہندہ خاموش رہی تو زید نے ہندہ سے کہا کہ اب تیسری بار پوچھتا ہوں اگر تو نے جواب دیا تو ٹھیک ہے ورنہ میں سمجھوں گا کہ تجھے گھر نہیں کرنا ہے تیسری بار جب ہندہ سے پوچھا تو ہندہ بولی کہ گھر کرنا کس کو پسند نہیں زید نے پھر ہندہ کو خدا کی قسم کھلائی اور قرآن شریف پکڑوایا اور وعدہ لیا کہ اب اپنے بہنوئی سے اس قسم کا مذاق نہیں کرے گی اور تنہائی میں نہیں ملے گی نہ اس کے گھر جائے گی ان تمام باتوں کو اس نے قبول کیا مگر ان میں سے کسی ایک پر بھی عمل نہیں کیا اور بہنوں کے گھر شوہر کے خلاف پوشیدہ طور پر جاتی رہی باوجود اس کے زید اس کو سمجھاتا رہا مگر ایک

روز وہ خود ہی ماں کے یہاں چلی گئی اور پھر نہیں آئی اور اس کی ماں نے زید کو یہ کہلوایا کہ تم کون ہوتے ہو میری بیٹی کو بہنوئی کے گھر جانے سے روکنے والے ہندہ اب مرتے دم تک تمہارے گھر نہیں آئے گی اب سوال یہ ہے کہ اس صورت میں زید کو کیا کرنا چاہئے؟

(۱) ایسے والدین کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کیا حکم ہے جو اولاد کی بے جا طرف داری اور ہمدردی کرتے ہوں۔

(۲) نیز ان حالات میں ہندہ کے نان نفقہ کا ذمہ دار کون ہے۔

الجواب:۔ (۱) حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

استو صوا بالنساء خیراً فانما ھن عوان عندکم لیس تملکوہ منھن شیأ غیر ذلک الا ان یأتین بفاحشة مبینة فان فعلن فاھجروھن فی المضاجع الخ۔

(ترجمہ) یعنی عورتوں کے ساتھ پیش آنے میں میری وصیت اور ہدایت قبول کرو وہ تمہاری قیدی ہے اس سے زیادہ ان پر تمہارا کوئی اختیار نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ وہ کھلی بے حیائی اور بے شرمی کا کام کریں اگر وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں تو سزا اور نصیحت کے طور پر ان سے اپنا بستر الگ کرلو اور تم ان کو ہلکی مار بھی مار سکتے ہو پھر اگر وہ تمہاری فرمانبردار بن جائیں تو ان پر زیادتی کرنے کے لئے بہانے مت تلاش کرو خبردار جس طرح تمہاری بیویوں پر تمہارا حق ہے تو ان کا بھی تمہارے اوپر حق ہے تمہارا حق بیویوں پر یہ ہے کہ تمہارے فرش کو ایسے شخص سے نہ رندوائیں جس سے تم ناخوش ہوں اور نہ ایسی شخص کو تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو، اور خبردار عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ ان کو اچھا لباس پہناؤ اور اچھا کھانا کھلاؤ۔ (ترمذی شریف صفحہ ۱۳۹ ج۱)

لہذا ہندہ اور اس کے بہنوئی کے درمیان فحش مذاق اور بے تکلفی کے ساتھ بات چیت جو شوہر کے لئے ناقابل برداشت ہے یقیناً فاحشہ مبینہ اور کھلی بے حیائی اور بے شرمی کی بات ہے جس میں شوہر کو تنبیہ کرنے اور ہلکی سزا دینے کا از روئے قرآن وحدیث حق حاصل ہے عورت کو چاہئے کہ ان حرکتوں سے باز آجائے اس کے ماں باپ اگر اس کی حمایت کرتے ہوں اور بہنوئی سے مذاق اور تنہائی میں ملنے کو پسند کرتے ہوں اور شوہر کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرتے ہوں تو وہ اپنی لڑکی پر ظلم کرتے ہیں اور سخت گنہگار ہیں۔

بہنوئی شرعاً نامحرم ہے اس سے پردہ ضروری ہے آپ دونوں نے بولا [illegible] کہ مش نظر ایک

اردو کی مشہور کتاب کا حوالہ دیا جاتا ہے چنانچہ اصلاح الرسوم میں ہے۔ جس سے عمر میں کبھی نکاح صحیح ہونے کا احتمال ہو وہ شرعاً محرم نہیں بلکہ نامحرم ہے اور جو حکم شریعت میں محض اجنبی اور غیر آدمی کا ہے وہی ان کا ہے گو کسی قسم کا رشتہ قرابت کا رکھتا ہو جیسے چچا کا یا پھوپھی کا بیٹا یا ماموں کا یا خالہ کا بیٹا (یعنی چچا زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، خالہ زاد بھائی یا دیور۔ شوہر کا بھائی یا بہنوئی یا نندوئی وغیرہم یہ سب نامحرم ہوئے ان سے وہی پرہیز ہے جو نامحرم سے ہوتا ہے بلکہ چونکہ ایسے موقعوں پر فتنہ کا واقع ہونا سہل (آسان) ہے اس لئے اور زیادہ احتیاط کا حکم ہے۔
(اصلاح رسوم، صفحہ ۴۷)

حدیث میں ہے۔ "ایا کم والد خول علی النساء فقال رجل یا رسول اللہ ارأیت الحمو قال الحمو الموت" یعنی آنحضرت ﷺ نے مردوں کو ہدایت فرمائی کہ تم اجنبی اور نامحرم عورتوں کے پاس جانے سے بچو ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ دیور (شوہر کے بھائی) کے متعلق کیا حکم ہے کیا اس سے بھی بچنا چاہئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے یعنی اس سے خلا ملا رکھنا بے محابانہ ملنا موت ہے یعنی زیادہ خطرناک ہے۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۸

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:۔ جان لو کہ جس طرح عورتوں کی طرف دیکھنے سے مردوں کو ان کا عشق اور ان کے ساتھ محبت ہو جاتی ہے اسی طرح عورتوں کو بھی مردوں کے دیکھنے سے عشق و محبت پیدا ہوتی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۳۶۴ ج ۲)

ادھر جو پردہ نہ ہوسکے گا
ادھر بھی تقویٰ نہ ہوسکے گا

فرمان نبوی ہے:۔ (ترجمہ) یعنی عورت ستر کی چیز یعنی چھپانے کی چیز ہے پس جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان (شیطانی) (گروہ) اس پر نظر ڈالتا ہے (اور لوگوں کے دلوں میں غلط جذبات ابھارتا ہے)۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۸)

زنا صرف فعل بد کا نام نہیں ہے بلکہ آنکھوں کا زنا ہے کانوں کا بھی زنا ہے دل و دماغ کا بھی زنا ہے اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا ولا تقربوا الزنا انه کان فاحشة. "یعنی زنا کے قریب مت جاؤ یعنی آنکھ کان ہاتھ پیر دل و دماغ کے زنا سے بھی بچو۔" حدیث میں ہے۔

(ترجمہ) (یعنی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے اور کان زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا سننا ہے اور زبان زنا کرتی ہیں اور اس کا زنا بولنا ہے یعنی کسی عورت ولڑکے سے شہوت کی

راہ سے باتیں کرنا) اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اوران کا زنا پکڑنا ہے۔

حدیث میں ہے۔ کہ ایک نابینا صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں تشریف لارہے تھے آنحضرت ﷺ نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ کو پردہ کر لینے کا حکم دیا انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ تو نابینا ہے ہم کونہیں دیکھ سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم بھی نابینا ہو؟ تم تو ان کو دیکھ سکتی ہو۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۹ باب النظر الی المخطوبۃ فصل نمبر ۲)

حدیث میں ہے۔ آنحضرت ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی (جو باپ کی لونڈی سے پیدا ہوئے تھے) کے بارے میں شبہ تھا کہ حضرت سودہؓ کے والد کے نطفہ سے ہے یا دوسرے کے نطفہ سے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے شرعی قانون کے مطابق حضرت سودہؓ کے والد کا لڑکا قرار دیا لیکن شبہ کی بنا پر حضرت سودہؓ کو اس مشتبہ بھائی سے احتیاطا پردہ کرنے کا حکم دیا **فمارأ ھا حتی لقی اللہ تعالیٰ (متفق علیہ)** پھر وہ لڑکا تادم حیات اپنی بہن حضرت سودہؓ کو دیکھنے نہیں پایا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۸۷ باللعان)

یہ ہے شرعی قانون اور یہاں بہنوئی سے ملنے کی اجازت نہ دینے کا رونا رویا جارہا ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تمام امت کی مائیں تھیں **"وازواجہ امھاتھم"** پھر بھی ان سے پردہ کا حکم تھا **قولہ تعالیٰ "فاسئلوا ھنّ من وراء حجاب"** (ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگو)

چنانچہ اس آیت کے نازل ہونے کی وجہ سے ازواج مطہرات سے بھی بلا حجاب ملنا بات چیت کرنا ممنوع ہوگیا تو بہنوئی اس حکم سے کیسے مستثنیٰ ہوسکتا ہے؟

ایک صحابی نے آپ ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ نامحرم عورت پر دفعۃً نظر پڑ جائے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا فوراً نظر پھیر لے (دیکھتا نہ رہے) (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۸)

نیز ارشاد نبوی ہے:۔ اللہ کی لعنت ہے اس پر جو غیر محرم کو دیکھے اور اس عورت پر بھی جو دیکھنے کا موقع دے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۷۰)

''بہنوئی سے پردہ نہ ہونا اور خلوت، میں ملنا بہت سی خرابیاں پیدا کرتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد نامحرم عورت کے پاس تنہائی میں بیٹھے گا وہاں تیسرا شیطان ضرور ہوگا۔''

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۹)

نفس و شیطان سے نہ کسی کو اطمینان ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے اس لئے شریعت نے اس

معاملہ میں بہت احتیاط برتی ہے چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے پدر بزرگوار حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ایک مکان میں بیٹھی ہوئی تھیں آنحضرت ﷺ نے ان باپ بیٹی کو تنہا دیکھ کر فرمایا اے ابوبکر شیطان دور نہیں ہے تنہا بیٹی کے ساتھ بھی نہ بیٹھا کرو۔

(معیار السلوک صفحہ ۱۶۴)

جب باپ بیٹی کے لئے جن کی پاک بازی پر قرآن ناطق ہے یہ ہدایت تھی تو بہنوئی کے لئے کیا حکم ہونا چاہئے؟ ذرا غور تو کیجئے؟

الجواب:۔ (۲) صورت مسئولہ میں عورت ناشزہ (نافرمان ہے جب تک مکان پر نہ آئے وہ نفقہ کی مستحق نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۱) کیا بیوی کو نیم عریاں لباس سے منع کرنا اس کی دل شکنی ہے

سوال:۔ اگر بیوی نیم عریاں لباس پہنے مثلاً ساڑھی وغیرہ جس میں اس کا پیٹ ناف تک کھلا ہوتا ہے تو اس کا شوہر اس کو منع کر سکتا ہے یا نہیں اگر وہ ڈانٹ کر منع کر دیتا ہے اس پر بیوی روتی ہے تو کیا یہ دل شکنی ہوگی اور یہ گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ بیوی اگر گناہ میں مبتلا ہو تو شوہر پر لازم ہے کہ ہر ممکن طریقہ سے اس کی اصلاح کی کوشش کرے اگر ڈانٹنے سے اصلاح ہو سکتی ہے تو یہ بھی کرے اگر دل شکنی ہوتی ہوئی دیکھی تو دل شکنی کی پرواہ نہ کرے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲) فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو بھائی بہن گلے مل سکتے ہیں

سوال:۔ بھائی بہن ایک دوسرے کے گلے لگ کر مل سکتے ہیں؟

الجواب:۔ فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۳) عورت کی آواز بھی شرعاً ستر ہے

سوال:۔ بعض برادریوں میں شادی بیاہ کے موقع پر خصوصاً عورتوں کی مجالس ہوتی ہیں جن

میں عورتیں جمع ہوتی ہے اور لاؤڈ اسپیکر پر ایک عورت وعظ ونصیحت کرتی ہے خوش الحانی سے نعتیں پڑھی جاتی ہیں غیر مرد سنتے ہیں اور خوش الحانی سے پڑھی گئی نعتوں میں لذت لیتے ہیں یہ مجالس آیا ناجائز ہے یا جائز اگر غیر مرد اس میں دلچسپی لیں تو اس کا گناہ منتظمین پر ہوتا ہے یا نہیں اس مقصد کے لئے صحیح لائحہ عمل کیا ہونا چاہئے؟

الجواب:۔ عورت کی آواز شرعاً ستر ہے اور غیر مردوں کو اس کا سننا اور سنانا جائز نہیں خصوصاً جب کہ موجب فتنہ (فتنہ کا اندیشہ) ہو منتظمین، یہ گانے والیاں اور سننے والے بھی گنہگار ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ناراضگی اور بددعا کے مستحق ہیں۔

(۲۴) آواز کا پردہ اور بازار کی خریداری

سوال ۔ شریعت میں عورت کی آواز کو بھی ستر قرار دیا گیا ہے لیکن بازار جانے کی صورت میں خواتین اس کی پابند نہیں رہ سکتیں ویسے بھی اللہ کے نزدیک بازار سب سے ناپسندیدہ جگہ ہے اکثر خواتین کو ہمارے مرد بھائیوں نے بازار جانے پر خود مجبور کر رکھا ہے کیا بحالت شدید مجبوری ایک پردہ دار خاتون اشیاء ضرورت کی خریداری کر سکتی ہے اور ایسا کرنے پر وہ گناہ کی مرتکب تو نہ ہوگی؟

الجواب:۔ اصل تو یہی ہے کہ عورت بازار نہ جائے لیکن اگر ضرورت ہو تو پردہ کی پابندی کے ساتھ خرید و فروخت کر سکتی ہے مگر نامحرم کے سامنے آواز میں لچک پیدا نہ ہو۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵) دیور اور جیٹھ سے پردہ ضروری ہے اس معاملے میں والدین کی باتیں نہ مانی جائے

سوال:۔ آج کل بہت سے جرائم دیور اور جیٹھ کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ میری نگاہ سے ایک حدیث گزری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر دیور بھابھی سے پردہ نہ کرے تو اس پر ہلاکت ہو اور اگر بھائی اس سے پردہ نہ کرے تو اس پر ہلاکت ہو میں نے جب یہ شرط اپنے گھر

میں عائد کی یعنی اپنی بیوی سے دیور اور جیٹھ کے پردہ کے لئے کہا تو میرے گھر والوں نے مجھے گھر سے نکل جانے کی دھمکی دی دوسرے طرف یہ بھی ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے ایک سنت پر عمل کرنے کے لئے دوسری سنت کو ترک کرنا پڑ رہا ہے اگر کہیں یہ عمل ہوتا ہے تو معاشرے کے لوگ اسے بے غیرت کہتے ہیں کہ اپنے بھائیوں پر شک کرتا ہے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اس نازک مسئلہ کا حل بتایا جائے۔

الجواب:۔ عورت اپنے دیور جیٹھ کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے چہرے کا پردہ کرے بے تکلفی کے ساتھ باتیں نہ کرے ہنسی مذاق نہ کرے بس اتنا کافی ہے اس پر بیوی کو سمجھا لیجئے آج کل چونکہ پردہ کا رواج نہیں اس لئے معیوب سمجھا جاتا ہے والدین کی بے ادبی تو نہ کی جائے لیکن خدا اور رسول ﷺ کے خلاف کوئی بات کہیں تو ان کے حکم کی تعمیل نہ کی جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۵) عورت کا مرد ڈاکٹر سے پوشیدہ جگہوں کا علاج کرنا

سوال:۔ میرے دوست کی بیوی جنسی علاج کی غرض سے سول ہسپتال گئی وہاں پر اس نے دیکھا کہ مرد ڈاکٹر عورتوں کو برہنہ کر کے ان کا چیک اپ کرتے ہیں جب اس عورت کو مرد ڈاکٹر نے برہنہ ہونے کو کہا تو اس نے اپنا علاج کرانے سے انکار کر دیا اور وہ گھر چلی آئی یہ عورت ابھی تک اس جنسی مرض میں مبتلا ہے کیا شریعت میں اس بات کی گنجائش ہے کہ کوئی مرد علاج کی غرض سے کسی مسلمان خاتون کے پوشیدہ حصہ کو اپنے ہاتھوں سے چھوئے اگر نہیں تو آپ خود بتائیے کہ مسلمان خواتین کس طرح اپنے مذہب کے بتائے ہوئے اصولوں پر زندگی گزاریں جب کہ علاج کرانا بھی ضروری ہو جب کہ آج کل سرکاری زچہ خانوں میں سارے کام مرد ڈاکٹر کرتے ہیں اور شریعت میں تو پردے کی اتنی اہمیت ہے کہ عورت کا ناخن تک کوئی غیر محرم مرد نہیں دیکھ سکتا مولوی صاحب میرا مقصد صرف مسئلہ معلوم کرنا نہیں بلکہ آپ عالم دین کا یہ فرض ہے کہ آپ اس بڑھتی ہوئی بے غیرتی کو روکیں ورنہ مستقبل میں ہمارے ملک کا ایسا حال ہوگا جیسا کہ آج کل یورپ کا ہے۔

الجواب:۔ مسئلہ تو آپ نہیں پوچھنا چاہتے اور اس بڑھتی ہوئی بے غیرتی کا انسداد میرے اور آپ کے بس کا نہیں یہ حکومت کا فرض ہے کہ خواتین کی اس بے حرمتی کا فوری انسداد کرے شرم

وحیا ہی انسانیت کا جوہر ہے یہ نہ ہو تو انسان انسان نہیں بلکہ آدمی نما جانور ہے بدقسمتی سے جدید تہذیب میں شرم وحیا کی کوئی قدر وقیمت نہیں یہی وجہ ہے کہ صرف یورپ میں ہی نہیں بلکہ کراچی میں بھی عورتیں سر برہنہ بازاروں میں گشت کرتی ہیں دفتروں میں اجنبی مردوں کے برابر بیٹھتی اور بے تکلفی میں ان سے ہاتھ ملاتی درزیوں کو کپڑوں کا ناپ دیتی ہیں ان سے اپنے بدن کی پیمائش کراتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ ترقی کے نام پر ہو رہا ہے۔ جس معاشرے میں نہ اسلامی احکام کا کوئی لحاظ ہو نہ خدا اور رسول سے شرم ہو نہ عورتوں کو مردوں سے شرم ہو نہ انہیں اپنی نسوانیت کا احساس ہو وہاں اگر دائی جنائی کا کام بھی مردوں کے سپرد کر دیا جائے تو تہذیب جدید کے فلسفہ کے عین مطابق ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے بڑے گھرانوں کی بیگمات کو اس سانحہ کا علم ہے مگر ان کی طرف سے کبھی اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی جہاں تک ناگزیر حالات میں اجنبی مرد سے علاج کرانے کا تعلق ہے شریعت نے اس کی اجازت دی ہے مگر اسی کے ساتھ اس کے حدود بھی متعین کی ہیں۔ (یعنی انتہائی ضرورت اور لیڈی ڈاکٹر کی عدم دستیابی میں مرد ڈاکٹر سے علاج کرا سکتی ہے اور ضرورت سے زائد ستر نہ کھولے) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۷) لیڈی ڈاکٹر کو ہسپتال میں کتنا پردہ کرنا چاہیے

سوال:۔ میں ڈاکٹر ہوں کیا میں اس طرح پردہ کر سکتی ہوں کہ گھر سے باہر تو چادر اس طرح اوڑھوں کہ پورا چہرہ ڈھک جائے اور مریضوں کے سامنے یا اسپتال میں اس طرح کہ بال وغیرہ سب ڈھکے رہیں اور صرف چہرہ کھلا رہے؟

الجواب:۔ کوئی ایسی نقاب پہن لی جائے کہ محرموں کو چہرہ نظر نہ آئے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸) برقعہ یا چادر میں صرف آنکھیں کھلی رکھنا جائز ہے

سوال:۔ پردے کے بارے میں پوچھنا ہے کہ آج کل اس طرح برقعہ یا چادر اوڑھتے ہیں کہ ماتھے تک بال وغیرہ ڈھک جاتے ہیں اور نیچے سے چہرہ ناک تک صرف آنکھیں کھلی رہتی ہیں یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ طریقہ صحیح ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) عورت اپنے محرم کے سامنے کتنا جسم کھلا رکھ سکتی ہے؟

سوال:۔ عورت محرم کے سامنے کس حد تک جسم کھلا رکھ سکتی ہے مثلاً ایک بہن اپنے بھائی کے سامنے۔

الجواب:۔ گھٹنے سے نیچے کا اور سینے سے اوپر کا حصہ سر چہرہ بازو محرم کے سامنے کھولنا جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۰) لڑکوں کا عورت لیکچرار سے تعلیم حاصل کرنا

سوال:۔ اسلام کی رو سے یہ حکم ہے کہ عورت کو بے پردہ ہو کر باہر نہیں نکلنا چاہئے اب جبکہ خواتین طلبہ کے کالجز میں بھی آ چکی ہیں تو ہمیں پریڈ کے دوران ان سے سوال بھی پوچھنا پڑتا ہے تو پڑھانے والی گناہ گار ہیں کہ پڑھنے والے جب کہ ہم مجبور ہیں۔

الجواب:۔ عورتوں کا بے پردہ نکلنا جاہلیت جدید کا تحفہ ہے شاید وہ وقت عنقریب آیا چاہتا ہے جس کی حدیث پاک میں خبر دی گئی ہے کہ مرد وعورت سر بازار جنسی خواہش پوری کیا کریں گے اور ان میں سب سے شریف آدمی وہ ہوگا جو صرف اتنا کہہ سکے گا کہ میاں اس کو کسی اوٹ میں لے جائے جہاں تک آپ کی مجبوری کا تعلق ہے بڑی حد تک یہ مجبوری مصنوعی ہے طلبہ اور جہاں بہت سے مطالبات کرتے رہتے ہیں ان کے لئے احتجاج کرتے ہیں، کیا حکومت سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتے کہ انہیں اس گناہگار زندگی سے بچایا جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۱) عورتوں کا آفس میں بے پردہ کام کرنا

سوال:۔ عورتوں کا بینکوں آفسوں میں مردوں کے ساتھ کام کرنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کا بے پردہ غیر مردوں کے ساتھ دفاتر میں کام کرنا مغربی تہذیب کا شاخسانہ ہے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

(۳۲) عورت کو ملازمت کرنا ممنوع قرار کیوں نہیں دیتے

سوال: ۔ اگر مذہب اسلام عورتوں کو اس قسم کی اجازت نہیں دیتا تو کیا اسلامی مملکت کی حیثیت سے ہمارا فرض نہیں کہ عورتوں کی ملازمت کو ممنوع قرار دیا جائے یا کم از کم ان کے لئے پردہ یا علیحدگی لازمی قرار دی جائے۔

الجواب: ۔ بلاشبہ فرض ہے اور جب بھی صحیح اسلامی مملکت قائم ہوئی انشاء اللہ عورت کی یہ تذلیل نہ ہوگی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۳) ازواج مطہرات پر حجاب کی حیثیت قرآن سے پردہ کا ثبوت

سوال: ۔ ازواج مطہرات پر حجاب فرض تھا یا واجب؟

الجواب: ۔ فرض تھا۔

سوال: ۔ اور عام مومنات کو اور ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم برابر ہے یا فرق ہے؟

الجواب: ۔ برابر ہے مگر احترام و عظمت کے اعتبار سے شدت وضعف کا فرق ہے۔

سوال: ۔ اگر ہے تو کس وجہ سے ہے؟

الجواب: ۔ لقوله تعالیٰ لستن کا حد من النساء الخ؟

(ترجمہ) (اے ازواج مطہرات تم دوسری عورتوں میں سے کسی کی طرح نہیں ہو۔ یعنی تمہارا مرتبہ اونچا ہے۔)

سوال: ۔ اور قرآن مجید کی کس آیت سے حکم پردہ کی تائید ہوتی ہے؟

الجواب: ۔ یا یها النبی قل لا زواجک ونساء المومنین الایة. (الاحزاب آیت نمبر ۳۳) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۴) بہنوئی سے پردہ ضروری ہے چاہے اس نے سالی کو بچپن سے بیٹی کی طرح پالا ہو

سوال: ۔ میں اپنے بہنوئی (دولہا بھائی) کے پاس رہتی ہوں بچپن ہی سے انہوں نے مجھے اپنی

بیٹی کی طرح پالا ہے مجھے بہت چاہتے ہیں معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا بہنوئی سے پردہ ہے یا نہیں؟ بہنوئی سے نکاح نہیں ہوسکتا اس لئے میرے خیال میں ان سے پردہ بھی نہیں ہونا چاہئے اگر ہے تو میں کیا کروں میرا یہ مسئلہ اسلامی مسئلہ کے ساتھ ساتھ ذہنی اور نفسیاتی مسئلہ بن گیا ہے کیونکہ میری بہت خواہش ہے کہ میں نیک بن جاؤں اس مقصد کے لئے میں نے ہر برائی کو اپنے دل پر پتھر رکھ کر ختم کر دیا ہے لیکن یہ مسئلہ میرے بس کا روگ نہیں باجی مجھے بہت چاہتی ہیں اپنے آپ سے نہیں جدا کر سکتیں کیونکہ وہ بہت بیمار رہتی ہیں ان کی کوئی بیٹی بھی نہیں ہے سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن جس انسان کے چوبیس گھنٹے ساتھ رہا جائے اس سے پردہ کیسے ہوسکتا ہے اس لئے میں ہر وقت پریشان رہتی ہوں شدید ذہنی الجھن کا شکار ہوں ہر وقت خوف خدا اور خدا کے عذاب کے کھٹکے نے مجھ سے میرا چین چھین لیا ہے لوگ میری حالت پر شک کرتے ہیں اس مسئلہ کو جب بتاتی ہوں تو کوئی بھی یقین نہیں کرتا کہ میں اتنے سے مسئلے کے لئے اتنی پریشان ہوں وہ اسے چھوٹا سا مسئلہ ہی سمجھتے ہیں لیکن میں اپنے ضمیر کو کس کونے میں سلاؤں جو ہر وقت مجھ کو پریشان کئے رکھتا ہے میری عمر ۱۹ سال ہے سکنڈ ایئر کی طالبہ ہو۔

الجواب:۔ پردہ تو بہنوئی سے بھی ہے لیکن اس صورت میں چادر کا پردہ کافی ہے بلاضرورت بات نہ کی جائے نہ بلاضرورت سامنے آیا جائے اور حتی الوسع پورے بدن کو چھپا کر رکھا جائے اور اس میں کوتاہی ہوجائے تو توبہ واستغفار سے اس کی تلافی کی جائے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۵) منہ بولا باپ بھائی بیٹا اجنبی ہے شرعاً ان سے پردہ لازم ہے

سوال:۔ شریعت میں منہ بولے بیٹے باپ یا بھائی کے کیا حیثیت ہے۔ (سوال میں تلخیص کی گئی ہے)۔

الجواب:۔ شریعت میں منہ بولے بیٹے باپ یا بھائی کی کوئی حیثیت نہیں وہ بدستور اجنبی رہتے ہیں اور ان سے عورت کو پردہ کرنا لازم ہے اس منہ بولے کے چکر میں سینکڑوں خاندان اپنی عزت وآبرو نیلام کر چکے ہیں اس لئے اس عورت کا یہ کہنا کہ میں منہ بولے بھائی سے ضرور ملوں گی خدا اور رسول کی نافرمانی اور بے حیائی کی بات ہے اور یہ کہنا کہ میرا ضمیر صاف ہے کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ گفتگو ضمیر کے صاف ہونے نہ ہونے پر نہیں، کسی کے ضمیر کی خبر یا تو اس کو ہوگی یا

اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ کس کا ضمیر کس حد تک صاف ہے گفتگو تو اس پر ہے کہ جب منہ بولا بھائی شرعاً اجنبی ہے تو اجنبی مرد سے شوہر کی طویل غیر حاضری میں مسلسل ملنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے اگر اس کا ضمیر صاف بھی ہو تب بھی تہمت اور انگشت نمائی کا موقع تو ہے اور حدیث میں ایسے مواقع سے بچنے کی تاکید آئی ہے حدیث میں ہے۔ اتقوا مقام التہمۃ (الحدیث)

(ترجمہ) ''تہمت کے مقام سے بچو۔'' (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۶) سن رسیدہ خواتین کے لئے پردے کا حکم

سوال:۔ دستور کمیشن کے سربراہ مولانا ظفر احمد انصاری نے اپنے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ ۴۰۔۴۵ سال کی عمر پر پہنچنے کے بعد عورت کے لئے شریعت میں پردہ کی شرائط بھی نرم ہو جاتی ہے اس سلسلے میں آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ کیا اس عمر میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ دفتروں میں کام کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ یا دوسرے کاموں میں مردوں کے ساتھ رہ سکتی ہیں وزارت سفارت کے منصب پر مقرر کی جاسکتی ہے غرض یہ کہ کہاں تک پردہ کے احکام میں نرمی برتی جاسکتی ہے؟

الجواب:۔ پردے کے احکام نرم ہو جانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اب اس پر نسوانی احکام جاری نہیں ہوتے جو کام مردوں کے ہیں یا جن کاموں میں غیر مردوں کے ساتھ بے محابانہ اختلاط یا تنہائی کی نوبت آتی ہے وہ اب بھی جائز نہیں ہوں گے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۷) کیا شادی میں عورتوں کے لئے پردے میں کوئی تخفیف ہے

سوال:۔ اکثر خواتین پردہ کرتی ہیں جب کہ شادی وغیرہ میں پردہ نہیں کرتیں حالانکہ وہاں ان کا سامنا مردوں سے بھی ہوتا ہے اگر سامنا نہ بھی ہو تو مووی اور تصاویر میں یہ کسر پوری کر دیتے ہیں کہ باپردہ خواتین کو مرد حضرات بھی دیکھ لیتے ہیں کیا یہ پردہ مناسب ہے جب کہ میرے خیال میں شادی یا دوسری ایسی تقاریب میں بھی باپردہ رہنا چاہئے چاہے مرد نہ بھی ہوں لیکن مووی بن رہی ہو۔ آپ بتائیے کہ کیا یہ پردہ دار خواتین کہلانے کی مستحق ہیں؟

الجواب: ۔ آپ کا خیال صحیح ہے ایسی عورتیں پردہ دار نہیں بلکہ پردہ در ہیں ۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۸) پردے کی حدود کیا ہے؟

سوال: ۔ اسلام میں صحیح پردہ کیا ہے کیا ہاتھ پاؤں چہرہ آنکھیں کھلی رکھی جاسکتی ہیں بہت سی لڑکیوں کو اکثر چہرہ کھولے پردہ کرتے دیکھا ہے جب کہ میرے خیال میں چہرہ بھی پردہ کی چیز ہے مسلک حنفی اور اسلام میں ہاتھ پہنچوں تک پیر اور آنکھیں کھلی رکھنے کی اجازت ہے یا ہاتھ اور پاؤں پر بھی موزے اور دستانے استعمال کئے جائیں مطلب یہ کہ آپ درست طریقہ پردہ کا وضاحت سے بتلایئے؟

الجواب: ۔ پردہ میں ہاتھ پاؤں اور آنکھیں کھلی رہیں چہرہ چھپانا چاہئے ۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳۹) بھابھی سے پردہ کی حد

سوال: ۔ ہم دو ساتھی ہیں اور الحمدللہ ہم دونوں نے اپنے اپنے گھروں میں شرعی پردے کا مکمل اہتمام کیا ہے لیکن میرا ساتھی مجھے اس پر تنگ کرتا ہے کہ آپ شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اپنی بھابیوں سے پردہ نہیں کرتے اور اس کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے ہو جب کہ اعتراض کنندہ کی کوئی بھابھی نہیں ہے جس کی بناء پر وہ اعتراض کرتا ہے اور ہم تین بھائی ہیں تینوں شادی شدہ ہیں آپ کا تحریر کردہ ایک مسئلہ بندہ نے اعتراض کنندہ کو پیش کیا کہ ضرورت کے وقت بھابھی سے بات بھی کی جاسکتی ہے اور بھابھی ہاتھ پاؤں اور چہرہ ننگا کرسکتی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ اس مسئلہ کے ساتھ کوئی دلیل مذکور نہیں ہے اس لئے میں اس کی تقلید نہیں کرتا لہذا آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

الجواب: ۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں جو رشتہ دار محرم نہیں ۔ مثلاً خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، بھائی یا بہنوئی یا دیور وغیرہ جوان عورت کو ان کے روبرو آنا اور بے

تکلف باتیں کرنا ہرگز نہیں کرنا چاہئے اگر مکان کی تنگی یا ہر وقت کی آمد و رفت کی وجہ سے گہرا پردہ نہ ہو سکے تو بحالت مجبوری سر سے پاؤں تک کسی لمبی چادر سے ڈھانک کر شرم و لحاظ سے بضرورت رو برو آ جائے اور کلائی بازو سر کے بال اور پنڈلی ان سب کا ظاہر کرنا حرام ہے اسی طرح ان لوگوں کے رو برو عطر لگا کر عورت کو آنا جائز نہیں اور نہ بجتا ہوا زیور پہنے۔ (تعلیم الطالب ۵)
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(لیکن اس میں یہ ملحوظ رہے کہ اگر چہرہ چھپانا ممکن ہو تو ضروری ہے)

(۴۰) بھتیجی اور بھانجی کے شوہر سے پردہ ہے

سوال:۔ مجھ سے کسی نے کہا ہے کہ داماد کسی بھی درجے کا ہو اس سے پردہ کرنا نہیں آیا ہے مثلاً سگی بہن، بھتیجی اور بھانجی کا شوہر کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب:۔ بھتیجی اور بھانجی کے شوہر سے پردہ ہے وہ شرعاً داماد نہیں۔
(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۱) جیٹھ کے داماد سے بھی پردہ ضروری ہے

سوال:۔ اپنے جیٹھ کے داماد سے پردہ کرتی ہوں لوگ کہتے ہیں کہ گھر کے آدمی سے پردہ نہیں کرنا چاہئے اور سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں آپ بتائیے کہ پردہ ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس میں بھی پردہ ہے۔

سوال:۔ جب نندوئی دیور بہنوئی ان سب سے شرع کا حکم پردہ کرنے کا ہے تو ہمارے بزرگ اور شوہر بھائی ہم سب سے پردہ کرنے کو کیوں نہیں کہتے اور ہمیں سامنے آنے پر کیوں مجبور کرتے ہیں؟

الجواب:۔ اگر ایسا کرتے ہیں تو غلط کرتے ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴۲) عورت کو سربراہ مملکت بنانا کیسا ہے

سوال:۔ ایک مسلم عاقلہ بالغہ عورت جس ملک میں قانون ساز اسمبلی ایوان بالا یعنی سینٹ اور

ملک کا صدر بھی مسلم ہو نیز مذکورہ ملک کے اہم امور مذکورہ اداروں یعنی مجلس قانون ساز سینٹ صدر اور اپنے وزارتی کابینہ سے منظوری لیتی ہو اور یہی کابینہ زیادہ تر امور مملکت چلاتی ہو وزیر اعظم محض ذریعہ نفاذ ہو تو ایسے ملک میں عورت کا وزیر اعظم ہونا عند الشرع جائز ہے یا نہیں جواب باصواب سے نوازیں۔

الجواب:۔ عورتوں اور مردوں میں جس قدر اختلاط کم ہوگا اور عورتیں اپنے گھروں کی زینت بنی رہیں گی اسی قدر دنیا میں فتنہ وفساد کم ہوگا بے حیائی اور اس سے پیدا ہونے والے بے شمار غلط اور انسانیت سوز افعال کا ظہور نہ ہوگا عورتوں کی عصمتیں محفوظ رہیں گی مردوں کو نگاہ اور ان کے خیالات وتصورات کی حفاظت ہوگی اور اس سے ایک صالح معاشرہ وجود میں آئے گا اسی لئے قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر عورتوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ گھروں میں رہیں بلاضرورت شرعی وطبعی گھروں سے باہر نہ نکلیں یہی وجہ ہے کہ اسلام میں پردہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اگر عورت کو شدید شرعی یا طبعی ضرورت کی وجہ سے گھروں سے نکلنا پڑے تو وہ اس طرح پردہ میں نکلیں کہ غلط قسم کے لوگوں کو تاک جھانک کا موقعہ نہ ملے اور ان کی عصمت وعفت محفوظ رہے اور اگر عورت بے پردہ اور حیا سوز تنگ وچست فیشن ایبل دیدہ زیب لباس پہن کر اور بن سنور کر نکلتی ہے تو اس سے فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے اس کی وجہ سے مرد بھی لعنت خداوندی اور وعید شدید کے مستحق بنتے ہیں اور خود یہ عورت بھی اللہ کی لعنت کی مستحق ہوتی ہے اس سلسلہ کی چند آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ ملاحظہ ہوں۔

(۱) قرآن مجید میں ہے یعنی تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق علانیہ نہ پھرتی رہو۔ (سورہ احزاب پارہ نمبر ۲۲) یہ حکم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اجمعین کے بارے میں ہے جو پوری امت کی ماں کے درجہ میں ہیں جب ان کو یہ خطاب ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ عام عورتوں کو تو بطریقۂ اولیٰ یہ خطاب ہے۔

(۲) قرآن مجید میں ہے یعنی اور جب تم ان سے یعنی ازواج مطہرات سے، کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو یہ بات ہمیشہ کے لئے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔ (سورۂ احزاب پارہ نمبر ۲۲)

یہ بھی ازواج مطہرات کے بارے میں ہدایت ہے کہ جب ان سے کوئی چیز مانگنے کی نوبت آجائے تو بے پردہ ہو کر مت مانگو بلکہ پردہ میں رہ کر مانگو یقیناً یہ حکم عام عورتوں کے لئے بھی ہوگا۔

(۳) (ترجمہ) اے پیغمبر ﷺ اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے کہہ دیجئے کہ (سر سے) نیچی کرلیا کریں تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلد پہچان ہو جایا کرے گی کہ یہ آزاد عورت ہے تو آزار نہ دی جایا کریں گی۔

(حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ) (سورۂ احزاب پارہ نمبر ۲۲)

غرض منشاء شریعت یہ ہے کہ مرد اور عورتیں آپس میں بے پردہ نہ ملیں اور ان میں اختلاط نہ ہو۔

مرد اور عورتوں میں فطری طور پر ایک دوسرے کی طرف جاذبیت اور جنسی میلان موجود ہے اور شیطان ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے کہ ان کو مبتلائے مصیبت کر دے اسی لئے اللہ رب العزت کا حکم عالی ہے کہ مرد بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور عورتیں بھی اس سے ان کے قلوب پاکیزہ رہیں گے اور گناہ کی طرف میلان اور غلط جذبات وخیالات پیدا نہ ہوں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے یعنی آپ ﷺ مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ تمہارے لئے دل کی صفائی اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے بے شک خدائے پاک اپنے بندوں کے کام سے واقف اور باخبر ہے۔ (سورہ نور پارہ نمبر ۱۸)

اس طرح عورتوں کے متعلق ارشاد ہے۔ یعنی اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں سورہ نور پارہ نمبر ۱۸۔

حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے اللہ کی لعنت ہے نامحرم عورت کو دیکھنے والے پر اور اس عورت پر بھی جس کو دیکھا جائے۔ (مشکوٰۃ شریف نمبر ۲۷)

نیز حدیث میں ہے: آنکھ زنا کرتی ہے اور اس کا زنا غیر کو دیکھنا ہے کان زنا کرتا ہے اور اس کا زنا باتیں سننا ہیں ہاتھ زنا کرتا ہے اور ان کا زنا غیر کو پکڑنا ہے اور مس کرنا ہے پاؤں زنا کرتا ہے اور اس کا زنا چلنا ہے اور دل خواہش وتمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔

(مسلم شریف صفحہ ۳۳۶ ج ۲)

نیز حدیث میں ہے: یعنی حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نامحرم عورت پر ناگہانی اچانک نظر پڑنے کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں فوراً اپنی نگاہ ہٹالوں۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۸)

نیز حدیث میں ہے: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا اے

علی دیکھو نگاہ کے بعد نگاہ مت ڈالنا پہلی نظر پہلی نگاہ جو اچانک بلا ارادہ ہو جاتی ہے؟ قابل عفو ہے دوسری نظر دوسری نگاہ جو قصداً ہو، وہ معاف نہیں۔ (ابوداؤد شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۹)

احکام قرآن میں اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرمایا ہے یعنی نگاہ اول سے مراد جو اچانک بلا قصد کے ہو لیکن جب کہ بلا اجازت شرعی بالقصد ہو تو جس طرح دوسری نظر قابل مواخذہ ہے اسی طرح پہلی نظر بھی قابل مواخذہ ہے۔ (احکام القرآن صفحہ ۳۸۸ ج ۴)

نیز حدیث میں ہے: یعنی نامحرم کو دیکھنا ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلودہ تیر ہے جو اس کو اللہ کے خوف سے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عطا فرماتا ہے جس کی حلاوت وہ اپنے قلب میں پاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۸۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے یعنی اجنبی عورتوں کو تاک جھانک کرنے سے اپنے کو بچاؤ اس سے دلوں میں شہوت کا بیج پیدا ہوتا ہے اور فتنہ پیدا ہونے کے لئے یہی کافی ہے!!! (احیاء العلوم صفحہ ۹۸ ج ۳)

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا شیر اور سانپ کے پیچھے جانا مگر اجنبی عورت کے پیچھے نہ جانا کہ یہ فتنہ میں ملوث کرنے میں شیر اور سانپ سے بھی زیادہ خطرناک ہیں!!! (احیاء العلوم صفحہ ۹۸ ج ۳)

حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ زنا کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے آپؑ نے فرمایا نامحرم کو دیکھنے اور حرص کرنے سے اور حضرت فضیل کا قول ہے ابلیس کہتا ہے کہ نظر نامحرم کو دیکھنا میرا وہ پرانا تیر ہے کہ میں کبھی اس سے خطا نہیں کرتا۔ (احیاء العلوم صفحہ ۹۸ ج ۳)

مجالس الابرار میں ہے: یعنی عورت جب تک مردوں سے چھپی ہوئی ہے اس کا دین محفوظ ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ عورت کے لئے سب سے بڑی خوبی کی چیز کیا ہے حضرت فاطمہؓ نے فرمایا وہ کسی مرد کو نہ دیکھے اور نہ کوئی اجنبی مرد اس کو دیکھے حضرت اقدس ﷺ کو یہ جواب بہت پسند آیا اور فرمایا اولاد ایک ایک سے ہے یعنی باپ کا اثر اولاد میں آتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دیواروں کے سوراخ اور شگاف بند کر دیا کرتے تھے تاکہ عورتیں مردوں کو نہ جھانکیں!!

(مجالس الابرار صفحہ ۵۶۳ مجلس نمبر ۸)

حدیث میں ہے: یعنی عورت جو نامحرم ہو وہ جب سامنے سے آتی ہے تو شیطان کی صورت

میں آتی ہے اور پیچھے سے جاتی ہے تب بھی شیطان کی صورت میں ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۸)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

یعنی بلاضرورت شدیدہ عورت کو اپنے گھر سے نہ نکلنا چاہئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عورت ستر ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے پس جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تا کتا ہے یعنی اس کے پیچھے لگ جاتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں برے خیالات اور غلط جذبات پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی عزت اور آبرو میں خطرہ کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ مع ترجمہ نعم اللہ السابقۃ ج ۸ صفحہ ۳۶۵)

اس لئے عورت کو بلا شرعی اور طبعی ضرورت کے باہر نکلنا ہی نہ چاہئے اور اگر شرعی ضرورت کی وجہ سے نکلنا پڑے تو حکم یہ ہے کہ سر اور چہرہ چھپا کر ہی پردہ کے ساتھ نکلے!!!

رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت قرآنی کی تفسیر میں فرمایا۔ یعنی خدائے پاک نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا کہ اپنے سروں اور چہروں کو ڈھانک کر نکلیں اور صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔ (تفسیر روح المعانی صفحہ ۸۶ ج ۲۲)

حضرت عبیدہ سلمانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی (تو عملی طور پر) آپ نے اپنا سر اور چہرہ چادر سے چھپا کر بائیں آنکھ کھلی رکھ کر فرمایا یہ ہے اس آیت کی تفسیر اور مراد۔

(روح المعانی صفحہ ۱۹ اج ۲۲) (تفسیر مظہری صفحہ ۲۵۳ ج ۱۰ اردو)

شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں روایات میں ہے روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی اس سے ثابت ہوا فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہئے۔ (فوائد عثمانی صفحہ ۵۶۸ پ ۲۲ سورہ احزاب)

احیاء العلوم میں امام غزالی رحمہ اللہ یہ فرماتے ہیں عورتیں حضو اکرم ﷺ اور صحابہ کے زمانہ میں نقاب ڈال کر یعنی پردہ کے ساتھ باہر نکلتی تھیں۔ (احیاء العلوم صفحہ ۲۸ ج ۲)

احکام القرآن میں ہے۔ مذکورہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جوان عورت کے لئے ضروری ہے کہ غیر محرم اجنبی مرد سے اپنے چہرہ کو چھپائے۔ (احکام القران صفحہ ۴۵۸ ج ۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حجۃ الوداع میں مرد ہمارے سامنے آجاتے تو ہم منہ پر چادر لٹکا دیتے اور جب سامنے سے ہٹ جاتے تو منہ پر سے چادر ہٹا

دیتے اس لئے کہ بحالت احرام منہ چھپانا منع ہے!! (ابوداؤد شریف صفحہ ۲۶۱ ج ۱)

مجالس الابرار میں ہے: یعنی اور اگر عورت شرعی ضرورت کے بغیر اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نکلتی ہے تو آسمان وزمین کا ہر ہر فرشتہ اور جس جس چیز پر وہ گزرے سب اس پر لعنت کرتے ہیں سوائے انسان اور جنات کے اور علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ جس جگہ عورت کو جانے کی اجازت ہے تو اس شرط سے اجازت ہے کہ زیب وزینت کے ساتھ نہ ہو اور ہیئت ایسی بدل کر جائے کہ مردوں کو اس کے دیکھنے کی رغبت اور خواہش نہ ہو۔

(مجالس الابرار صفحہ ۵۶۲، صفحہ ۵۶۳ مجلس نمبر ۹۸)

حدیث میں ہے جو عورت عطر اور خوشبو لگا کر نکلتی ہے وہ زانیہ ہے۔

(احکام القرآن صفحہ ۱۰۳)

مذکورہ پوری بحث کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ مردوں اور عورتوں میں اختلاط جتنا کم ہوگا ہر ایک کا دین اسی قدر محفوظ ہوگا اور جتنا اختلاط زیادہ ہوگا دین میں بگاڑ پیدا ہوگا اور دنیا میں فتنہ وفساد رونما ہوگا اور عورتوں کا فتنہ بڑا سخت ہے چنانچہ حدیث میں ہے میرے بعد مردوں کے لئے کوئی فتنہ عورتوں کے فتنہ سے زیادہ مضر اور نقصان دہ نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۷)

دوسری روایت میں ہے عورتوں سے ڈرو کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے ہوا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۸۷)

ایسے مواقع جہاں گھر سے باہر نکلنا لابدی اور ضروری ہوتا ہے اور مردوں کے ساتھ اختلاط کا اندیشہ ہوتا ہے شریعت نے اس چیز کا اور اس جگہ حاضر ہونے کا عورت کو مکلّف نہیں بنایا مثلاً!

(۱) عورت پر جمعہ وعیدین واجب نہیں۔

(۲) عورت کے ذمہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب نہیں بلکہ گھر میں تنہا نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ پڑھنے سے افضل ہے۔

(۳) عورت کا محرم نہ ہو تو تنہا حج کی ادائیگی کے لئے جانا جائز نہیں اگر محرم نہ ملے اور موت کا وقت آجائے تو حج بدل کا وصیت کرے۔

(۴) عورت پر جہاد فرض نہیں۔

(۵) جنازہ کے ساتھ جانے کی مکلّف نہیں۔

(۶) قبروں کی زیارت کے لئے جانے کی اجازت نہیں حتی کہ اپنے والدین اور بیٹے وغیرہ

کی قبر پر بھی جانا جائز نہیں۔

غور کیجئے شریعت اسلامیہ نے عورت کی عصمت وعزت کی حفاظت کا کس قدر اہتمام کیا ہے ان تمام باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت کا منشاء یہ ہے کہ عورت شرعی ضرورت کے بغیر گھر سے نہ نکلے اور مردوں کے ساتھ اس کا اختلاط نہ ہو۔۔

اگر عورت سربراہ مملکت بنے گی تو قدم قدم پر مردوں کے ساتھ اختلاط کا موقع آئے گا اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے پارلیمنٹ اسمبلی ہال اور اس کے علاوہ متعدد جگہوں پر حاضر ہوگی میٹنگوں اور مشوروں میں شریک ہوگی بحث ومباحثہ میں حصہ لے گی مردوں کو مخاطب کرے گی حاضرین اس کی طرف متوجہ ہوں گے جگہ جگہ مردوں کے ساتھ اختلاط اور تنہائی کا موقع بھی آئے گا کیا یہ سب باتیں شرعاً جائز ہوسکتی ہے مندرجہ بالا ارشادات خداوندی اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الف الف (تحیۃ وسلام) کی روشنی میں ان باتوں کا جواب بخوبی معلوم کیا جا سکتا ہے نیز حدیث میں ہے۔ (ترجمہ) حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے اپنے اوپر کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ بنایا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ قوم ہرگز فلاح نہ پاوے گی جس نے اپنے اوپر ایک عورت کو حاکم وآمر بنایا۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۲۱ کتاب الامارۃ والقضاء) (ترمذی شریف صفحہ ۵۱۰ ج ۲)

یعنی شرح السنہ میں ہے۔ عورت کے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ امام (سربراہ حکومت) اور قاضی بنے کیونکہ امام اور قاضی کو مسلمانوں کے امور نمٹانے کے لئے باہر نکلنے کی ضرورت پیش آتی ہے اس کے بغیر وہ اپنی ذمہ داری کامل طریقہ پر انجام نہیں دے سکتے اور عورت چھپانے کی چیز ہے وہ اس کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ (التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۰۱ ج ۴)

نیز حدیث میں ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تمہارے امراء تم میں بہترین لوگ ہوں اور تمہارے مالدار تم میں سے سخی لوگ ہوں اور تمہارے معاملات آپس کے مشورہ سے طے ہوتے ہوں تو زمین کی پشت تمہارے لئے اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے امراء تم میں کے بدترین لوگ ہوں اور تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات تمہارے عورتوں کے حوالے ہوں تو زمین کا پیٹ یعنی (دفن ہونا) تمہارے لئے اس کی پشت سے بہتر ہوگا۔ (ترمذی شریف صفحہ ۵۲ ج ۱)

قرآن مجید میں ہے (ترجمہ) مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے

بعضوں کو (یعنی مردوں کو) بعضوں پر یعنی عورتوں پر قدرتی فضیلت دی ہے یہ تو وہی امر ہے اور دوسرے (اس سبب سے کہ مردوں نے عورتوں پر) اپنے مال مہر میں اور نان نفقہ میں خرچ کئے ہے!!! (قرآن مجید سورہ نساء آیت نمبر ۳۴ پارہ نمبر ۵)

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں ...... ارشاد فرمایا **الرجال قوامون علی النساء** ...... **قوام قیام قیم** عربی زبان میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی کام یا نظام کا ذمہ دار اور چلانے والا ہو اسی لئے اس آیت میں قوام کا ترجمہ عموماً حاکم کیا گیا ہے یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں مراد یہ ہے کہ ہر اجتماعی نظام کے لئے عقلاً اور عرفاً یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کا کوئی سربراہ یا امیر اور حاکم ہوتا کہ اختلاف کے وقت اس کے فیصلہ سے کام چل سکے جس طرح ملک وسلطنت اور ریاست کے لئے اس کی ضرورت سب کے نزدیک مسلم ہے اسی طرح قبائلی نظام میں بھی اس کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی گئی اور کسی ایک شخص کو فیصلہ کا سردار اور حاکم مانا گیا ہے اسی طرح اس عائلی نظام میں جس کو خانہ داری کہا جاتا ہے اس میں بھی ایک امیر اور سربراہ کی ضرورت ہے عورتوں اور بچوں کے مقابلہ میں اس کام کے لئے حق تعالیٰ نے مردوں کو منتخب فرمایا ہے کہ ان کی عملی وعلمی قوتیں بہ نسبت عورتوں بچوں کے زیادہ ہیں اور یہ ایسا بدیہی معاملہ ہے کہ کوئی سمجھدار عورت یا مرد اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ (معارف القرآن صفحہ ۱۳۹۵، صفحہ ۳۹۶ ج ۲)

شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ان آیات میں مطلقاً مردوں کی فضیلت بیان فرماتے ہیں کہ مردوں کو عورتوں پر ہر طرح کی فضیلت حاصل ہے ذاتی اور عرضی دونوں قسم کی فضیلتیں مردوں کو خدا نے عطاء کی ہیں اور مردوں کو عورتوں پر حاکم بنایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مرد عورتوں پر دو وجہ سے حاکم اور قائم ہیں ...... ایک وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر بزرگی اور بڑائی دی ہے یعنی ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر بہت سی باتوں میں فضیلت دی ہے اور اس فضیلت کا اقتضاء (تقاضا) یہ ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم ہوں اور عورتیں محکوم ہوں حق تعالیٰ نے بہ نسبت عورتوں کے مردوں کو عقل، علم، حلم، فہم، حسن تدبیر، قوت نظریہ، قوت عملیہ، قوت جسمانیہ وغیرہ وغیرہ کہیں زائد عطا کی اور نبوت، امامت، خلافت، بادشاہت، قضاوشہادت، وجوب جہاد، جمعہ، عیدین، اذان، خطبہ، جماعت، میراث میں حصہ کی زیادتی، نکاح کی مالکیت، تعدد ازدواج، طلاق کا اختیار، بلا نقصان کے نماز، روزہ کا پورا کرنا اور حیض ونفاس اور ولادت سے محفوظ رہنا یہ فضائل حق تعالیٰ نے مردوں ہی کو عطا

کی ہیں انہیں فضائل اور خصوصیات کی بنا پر حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کے لئے حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے!!!

جسمانی قوت میں عورتیں مردوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور ظاہر ہے کہ کمزور اور ناتوان کو قوی اور توانا پر نہ حکومت کا حق ہے اور نہ وہ کر سکتا ہے قضاء وقدر نے عورتوں کی سرشت میں برودت اور نزاکت رکھی ہے اور مردوں میں حرارت اور قوت رکھی ہے اسی وجہ سے فوجی بھرتی اور جنگ وجدال اور قتال اور شجاعت اور بہادری اور میدان جنگ میں حکومت اور سلطنت کے لئے جانبازی اور سرحدوں کی حفاظت اور نگرانی اور حکومت کی بقا کے لئے جس قدر اعمال شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے وہ سب مردوں ہی سے سرانجام پاتے ہیں مرد کی ساخت اور بناوٹ ہی اس کی فضیلت اور فوقیت کا ثبوت دے رہی ہے اور عورت کی فطری نزاکت اور اس کا حمل اور ولادت اس کی کمزوری اور لاچاری کی کھلی دلیل ہے۔ (معارف القرآن ادریسی صفحہ ۷۰، صفحہ ۷۱ ج ۲)

مذکورہ آیت اور دونوں بزرگوں کی تفسیر سے ثابت ہوتا ہے کہ سربراہی اور حکمرانی مرد ہی کے لئے زیبا ہے مرد ہی اس کے قابل ہے اور مرد ہی اس ذمہ داری اور بوجھ کو اٹھا سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر اس کو اس کے قابل بنایا ہے اس کے برعکس عورت کو سربراہ اور حکمران بنانا قلب موضوع (جو چیز جس کام کے لئے وضع (بنائی) کی گئی ہے اس سے اس کو پھیرانا یعنی الٹا نظام) ہے عورت فطری طور پر کمزور ہے اس پر اتنی بڑی ذمہ داری ڈالنا فطرت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک گھر اور ایک خاندان کے انتظامی امور میں مرد کو قیم سربراہ حاکم فرمایا ہے عورت کو محکوم اور مامور قرار دیا گیا ہے تو پوری حکومت کا سربراہ اور حاکم بنانا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔

امامت کے دو قسمیں ہیں امامت کبریٰ امامت صغریٰ امامت کبریٰ یعنی سربراہ حکوت ہونا امامت صغریٰ یعنی نماز باجماعت میں مردں کا امام بننا عورت امامت صغریٰ کے قابل نہیں وہ امام بن کر مردوں کو نماز نہیں پڑھا سکتیں۔ (جیسے درمختار میں ہے) جب عورت امامت صغریٰ کے قابل نہیں تو پوری حکومت کی امامت کبری اسے کیسے حوالے کی جا سکتی ہے چنانچہ درمختار میں امامت کبریٰ کے شرائط بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

اور شرط ہے سربراہ حکومت کا مسلمان ہونا آزاد ہونا عاقل ہونا اور احکام جاری کرنے اور مصالح اسلام قائم کرنے پر قدرت رکھنے والا ہونا مرد ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ عورتوں کو گھر میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا عورت کے مناسب حال یہی ہے کہ وہ گھر میں رہے اور اس طرف

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے کہ عورت ان کے معاملات کی مالک ہو۔ (درمختار ورد المختار صفحہ ۵۱۲ ج ا باب الامامۃ)

اگر کوئی شخص ملکہ بلقیس کے واقعہ سے عورت کی سربراہی کے جواز پر استدلال کرے تو اس کے متعلق حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ نے تحریر فرمایا ہے اور ہمارے شریعت میں عورت کو بادشاہ بنانے کی ممانعت ہے پس بلقیس کے قصہ سے کوئی شبہ نہ کرے اول تو یہ فعل مشرکین کا تھا دوسرے اگر شریعت مسلمانیہ میں اس کی تقریر بھی کی ہو تو شرع محمدی میں اس کے خلاف ہوتے ہوئے وہ حجۃ نہیں! (بیان القرآن صفحہ ۷۸ ج ۸ سورہ نمل پارہ نمبر ۱۹) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

عورت کے بناؤ سنگھار کے مسائل

(۱) عورتوں کے لئے کس قسم کا میک اپ جائز ہے

سوال:۔ ہماری خواتین اس بات پر بحث کرتی ہیں کہ انسان اپنی خوبصورتی کے لئے میک اپ کر سکتا ہے معلوم یہ کرنا ہے کہ مذہب اسلام کی رو سے خواتین کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ بحیثیت مسلمان میک اپ کریں جس میں سرخی پاؤڈر نیل پالش شامل ہے کیا اس حالت میں محفل وعظ میں شرکت کرنا قرآن خوانی اور نماز وغیرہ پڑھنا صحیح ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کے لئے ایسا میک اپ کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی فطری تخلیق میں تغیر کرنے کی کوشش ہو جائز نہیں مثلاً اپنے فطری اور خلقی باتوں کے ساتھ دوسرے انسانوں کے بالوں کو ملانا ہاں انسان کے علاوہ دوسری مصنوعی بالوں کو ملانا جائز ہے جب کہ اس میک اپ میں سرخی پاؤڈر شامل ہے البتہ ناخن پالش سے احتراز کیا جائے کیونکہ ناخن پالش دور کئے بغیر نہ وضو ہوتا ہے اور نہ ہی غسل...... ناخن پالش کو ہر وضو کے لئے ہٹانا کار مشکل (مشکل کام) ہے اور جب ناخن پالش کو ہٹائے بغیر وضو یا غسل صحیح نہ ہوگا تو نماز بھی نہ ہوگی اس لئے ناخن پالش کی لعنت سے احتراز لازم ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۲) عورت کا بھنویں بنوانا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:۔ میری ایک دوست یہ کہتی ہے کہ بھنویں بنانا گناہ کی بات نہیں ہے کیونکہ چھوٹے بچے کے بال آٹے سے رگڑ کے اتارے جاتے ہیں تو بڑے ہو کر بھنوؤں کے بال اتارنا غلط بات تو

نہیں ہوئی۔

الجواب:۔ حدیث شریف میں ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے پھر یہ گناہ کیوں نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری، صفحہ نمبر ۸۷۹، ج ۲) پر ہے۔

(ترجمہ) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے بال جوڑتے والی اور جڑوانے والی پر اور جسم گوندھنے اور گوندوانے والی پر''۔ (حدیث)

(۳) کیا عورت چہرے اور بازوؤں کے بال صاف کر سکتی ہے نیز بھنوؤں کا حکم

سوال:۔ میرے چہرے اور بازوؤں پر کافی گھنے بال ہیں کیا میں ان بالوں کو صاف کر سکتی ہوں اس میں کوئی گناہ تو نہیں ہے؟

الجواب:۔ صاف کر سکتی ہیں۔

(۴) بھنوؤں کو صحیح کرنا

سوال:۔ میری بھنویں آپس میں ملی ہوئی ہیں میں بھنویں تو نہیں بناتی ہوں مگر بھنویں الگ کرنے کے لئے درمیان میں سے بال صاف کر دیتی ہوں کیا میرا یہ عمل درست ہے؟

الجواب:۔ یہ عمل درست نہیں۔ (ایضاً)

(۵) بالوں کی نوکیں درست کرنا جائز ہے

سوال:۔ اکثر بال جب بڑھ جاتے ہیں تو ان کی دو نوکیں نکل آتی ہیں جن کی وجہ سے بال جھڑنے لگتے ہیں ایسی صورت میں بالوں کی نوکیں کاٹنا کیا گناہ ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں نوکیں کاٹنے کی اجازت ہے۔

(۶) عورت کو پلکیں بنوانا کیسا ہے

سوال:۔ لڑکیاں جو آج کل پلکیں بناتی ہیں کیا یہ جائز ہے اور میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا

کہ عورت کو جسم کے ساتھ او ہا لگانا حرام ہے کیا یہ درست ہے؟

الجواب:۔ پلکیں بنوانے کا فعل جائز نہیں آنحضرت ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے بنانے والی پر بھی اور بنوانے والی پر بھی۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۷۶)

(ترجمہ) ''حضرت ابوریحانہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس چیزوں سے منع فرمایا ہے بالوں کے ساتھ بال جوڑنے سے جسم پر گندوانے سے اور بال نوچنے سے الخ۔''

(۷) چہرے اور بازوؤں کے بال کاٹنا عورت کے لئے کیسا ہے

سوال:۔ کیا خواتین کے لئے چہرے، بازوؤں اور بھنوؤں کے درمیان کا رواں صاف کرنا گناہ ہے؟ جواب مدلل دیجئے گا؟

الجواب:۔ محض زیبائش کے لئے تو فطری بناوٹ کو بدلنا جائز نہیں آنحضرت ﷺ نے بال نوچنے اور نچوانے والیوں پر لعنت فرمائی ہے (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۸۱) البتہ اگر عورت کے چہرے پر غیر معتاد (عادت کے برخلاف) بال اگ آئیں تو ان کے صاف کرنے کی فقہاء نے اجازت لکھی ہے اسی طرح جن بالوں سے شوہر کو نفرت ہو ان کے صاف کرنے کی بھی اجازت دی ہے۔ (مگر اس سے سر کے بال کٹوانے کی اجازت نہ سمجھ لی جائے) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) بڑھتے ہوئے ناخن مکروہ ہیں

سوال:۔ کیا بڑھتے ہوئے ناخن مکروہ ہوتے ہیں؟

الجواب:۔ جی ہاں! سخت مکروہ ہیں۔ (ایضاً)

(۹) عورت کو سر کے بالوں کی دو چوٹیاں بنانا کیسا ہے؟

سوال:۔ مسئلہ یوں ہے کہ میں کالج کی طالبہ ہوں اور اکثر دو چوٹی باندھ لیتی ہوں لیکن ایک دن میری سہیلی نے مجھے بتایا کہ دو چوٹی کا باندھنا سخت گناہ ہے اور مجھے قبر کے مردے کا حال بتایا کہ جس کے پیروں کے انگوٹھے میں بال بندھ گئے تھے۔ میں نے تصدیق کے لئے اپنی خالہ

سے پوچھا تو انہوں نے بھی مجھے یہ کہا کہ یہ گناہ ہے اور مزید یہ بھی بتایا کہ میک آپ کرنا ٹائیٹ کپڑے اور فیشن ایبل کپڑے پہننا بھی گناہ ہے اور ساتھ میں وہی واقعہ جو کہ میری سہیلی نے سنایا تھا۔ سنایا اس دن سے آج تک میں نے دو چوٹی نہیں باندھی لیکن میری دوسری سہیلی کا کہنا ہے کہ یہ سب وہم پرستی کی باتیں ہیں وہ اصرار بھی کرتی ہے کہ میں دو چوٹی باندھوں برائے مہربانی مجھے اسی ہفتہ کے صفحہ میں جواب دے کر اس پریشانی سے نجات دلائیں میں آپ کی بہت مشکور رہوں گی۔

الجواب:۔ اس مسئلہ میں ایک اصولی قاعدہ سمجھ لینا چاہئے کہ مسلمان کو ایسی وضع قطع اور لباس کی ایسی تراش خراش کرنے کی اجازت نہیں جس میں کافروں یا فاسقوں اور بدکاروں کی مشابہت پائی جائے اگر کوئی شخص خواہ مومن مرد ہو یا عورت ایسا کرے گا تو اس کو کافروں کی شکل وصورت محبوب ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی موجب ہے دو چوٹیوں کا فیشن بھی غلط ہے۔

(۱۰) بیوٹی پارلرز کی شرعی حیثیت

سوال:۔ (الف) ہمارے شہر کراچی میں بیوٹی پارلرز کی بہتات ہے اسلام میں ان بیوٹی پارلرز کے بارے میں کیا احکام ہیں؟ شہر کے مصروف کاروباری مراکز میں مرد کاروباری حضرات کے ساتھ بیوٹی پارلرز کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں برائے مہربانی شرع کے لحاظ سے ان بیوٹی پارلرز کے لئے کیا حکم تحریر کریں؟ کیا مرد اور عورت ساتھ ساتھ کاروبار کر سکتے ہیں؟

(ب) کیا خواتین کا بیوٹی پارلرز کا کام سیکھنا اور اس کو بطور پیشہ اپنانا اسلام میں جائز ہے؟

(ج) بیوٹی پارلرز میں جس انداز سے خواتین کا بناؤ سنگھار کیا جاتا ہے کیا وہ اسلام میں جائز ہے؟ کیونکہ بیوٹی پارلرز سے واپس آنے کے بعد عورت اور مرد میں فرق معلوم کرنا مشکل ہو جاتا ہے ہمارے بیوٹی پارلرز میں خواتین کے بال جس انداز سے کاٹے جاتے ہیں کیا وہ شرع کے لحاظ سے جائز ہیں؟

(د) بعض بیوٹی پارلرز کی آڑ میں لڑکیاں سپلائی کرنے کا کاروبار بھی ہوتا ہے شرع کے لحاظ سے ایسے کاروبار کے لئے کیا حکم ہے جس سے ملک میں فحاشی پھیلنے لگے؟

الجواب:۔ خواتین کو آرائش و زیبائش کی اجازت ہے بشرطیکہ حدود کے اندر ہو لیکن

موجودہ دور میں بیوٹی پارلرز کا جو پیشہ کیا جاتا ہے اس میں چند در چند قباحتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے یہ پیشہ حرام ہے اور وہ قباحتیں مختصراً یہ ہیں۔

اول۔ بعض جگہ مرد اس کام کو کرتے ہیں اور یہ خالصتاً بے حیائی ہے۔

دوم۔ ایسی خواتین بازاروں میں حسن کی نمائش کرتی پھرتی ہیں یہ بھی بے حیائی ہے۔

سوم۔ جیسا کہ آپ نے نمبر ۳ میں لکھا ہے بیوٹی پالرز سے واپس آنے کے بعد مرد وعورت لڑکے اور لڑکی میں امتیاز مشکل ہوتا ہے حالانکہ مرد کا عورتوں اور عورت کا مردوں کی مشابہت کرنا موجب لعنت ہے۔

چہارم۔ جیسا کہ آپ نے نمبر ۴ میں لکھا ہے یہ مراکز حسن، فحاشی کے خفیہ اڈے بھی ہیں۔

پنجم۔ عام تجربہ یہ ہے کہ ایسے کاروبار کرنے والوں کو (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں) دین و ایمان سے کوئی واسطہ نہیں رہ جاتا ہے اس لئے یہ ظاہری زیبائش باطنی بگاڑ کا ذریعہ بھی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) عورتوں کو بال چھوٹے کرنا موجب لعنت ہے

سوال:۔ آج کل جو عورتیں اپنے سر کے بال فیشن کے طور پر چھوٹے کرواتی یا لڑکوں کی طرح بہت چھوٹے رکھتی ہیں ان کے لئے اسلام میں کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ حدیث میں ہے۔ ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔'' (مشکوۃ شریف صفحہ نمبر ۳۸۰ بحوالہ بخاری) یہ حدیث آپ کے سوال کا جواب ہے۔

(ترجمہ) ''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر۔'' (الحدیث) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) عورت کو آڑی مانگ نکالنا

سوال:۔ میں نے اکثر بوڑھی خواتین سے سن رکھا ہے کہ لڑکیوں یا عورتوں کو آڑی مانگ نکالنا

اسلام کی رو سے جائز نہیں وہ اس لئے کہ جب عورت کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے بالوں سے بیچ کی مانگ نکالی جاتی ہے اور آڑی مانگ نکال نکال کر عادت ہو جاتی ہے اور پھر بیچ کی مانگ نکالنے میں مشکل ہوتی ہے آپ فرمائیے کیا قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب:۔ ٹیڑھی مانگ نکالنا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے مسلمانوں میں اس کا رواج گمراہ قوموں کی تقلید سے ہوا ہے اس لئے ترک کرنا واجب ہے۔ (ایضاً)

(۱۳) لڑکیوں کے بڑے ناخن

سوال:۔ لڑکیوں کو ناخن لمبے کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شرعی حکم یہ ہے کہ ہر ہفتہ نہیں تو پندرھویں دن ناخن اتار دے اگر چالیس روز گزر گئے اور ناخن نہیں اتارے تو گناہ ہوا یہی حکم ان بالوں کا ہے جن کو صاف کیا جاتا ہے اس حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔

(۱۴) عورتوں کے لئے بلیچ کریم کا استعمال جائز ہے

سوال:۔ سوال یہ ہے کہ عورتوں کے منہ پر کالے بال ہوتے ہیں جس سے منہ کالا لگتا ہے اور ایسا لگتا ہے جیسے مونچھیں نکلی ہوئی ہوں اس کے لئے ایک کریم آتی ہے جس کو لگانے سے بال جلد کی رنگت جیسے ہو جاتے ہیں اور لگتا نہیں ہے کہ چہرے پر بال ہوں اس کو بلیچ کرنا کہتے ہیں تو کیا اس طرح بال کے رنگ کو بدلنے سے گناہ ہوتا ہے؟ اگر چہرہ سفید ہو اور بال کالے ہوں تو چہرہ برا لگتا ہے اس لئے لڑکیاں اور عورتیں بلیچ کرتی ہیں تو کیا یہ کرنا گناہ ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کے لئے چہرے کے بال نوچ کر صاف کرنا یا ان کی حیثیت تبدیل کرنا جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۵) نیل پالش لگی ہونے سے غسل اور وضو نہیں ہوتا

سوال:۔ آج کل خواتین خصوصاً وہ خواتین جو اس دور میں تھوڑی سی یہ کوشش کرتی ہیں کہ دنیا

والوں کے ساتھ چل سکیں تھوڑا بہت فیشن کرلیتیں ہیں مثلاً نیل پالش وغیرہ لگالیتی ہیں آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ نیل پالش لگانے سے وضو ہو جاتا ہے؟ نماز اس سے ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یا وضو کے بعد نیل پالش لگا کر نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ کیونکہ سنا ہے کہ نیل پالش لگانے سے وضو نہیں ہوتا جب وضو نہیں ہوگا تو انسان پاک کیسے ہوسکتا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

الجواب:۔ وضو میں جن اعضاء کا دھونا ضروری ہے اگر ان پر ایسی چیز لگی ہوئی ہو جو پانی کو جسم کی کھال تک پہنچنے سے روکے تو وضو نہیں ہوتا یہی حکم غسل کا ہے نیل پالش لگی ہوئی ہو تو پانی ناخن تک نہیں پہنچ سکتا اس لئے نیل پالش لگی ہوئی ہونے کی صورت میں وضو اور غسل نہیں ہوتا عورتیں فیشن کے طور پر نیل پالش اور سرخی لگاتی ہیں حالانکہ ان چیزوں سے عورت کے حسن وزیبائش میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ ذوق سلیم کو یہ چیزیں بدمذاقی معلوم ہوتی ہیں اور جب ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی توفیق بھی سلب ہو جائے تو ان کا استعمال کسی سلیم الفطرت مسلمان کو کب گوارا ہوسکتا ہے؟ عورتوں کو زیب وزینت کی اجازت ہے مگر اس کا بھی کوئی سلیقہ ہونا چاہئے یہ تو نہیں کہ جس چیز کا بھی فیشن چل نکلے آدمی اس کو کرنے بیٹھ جائے۔

(۱۶) عورت کو مردوں والا روپ بنانا

سوال:۔ ہمارے خاندان میں ایک عورت ہے جس نے بچپن سے مردانہ چال ڈھال اختیار کی ہے، مردانہ لباس پہنتی ہے مردوں جیسے بال رکھتی ہے، الغرض خود کو مرد کہتی ہے اور اگر خاندان کا کوئی مرد اس کو عورت کہتا ہے تو جھگڑا کرتی ہے اس کے علاوہ یہ عورت روزے اور نماز سخت پابندی سے ادا کرتی ہے اور خود کو لوگوں کے سامنے ایک دیندار اور صحیح مرد پیش کرتی ہے اور حقیقت میں دیندار بھی ہے، آپ مجھے بتائیں کہ کیا شریعت کی رو سے یہ جائز ہے اس عورت کی عمر اب چالیس سال کے برابر ہوگی۔

الجواب:۔ عورت کو مرد کی اور مرد کو عورت کی مشابہت حرام ہے آنحضرت ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائیں اور مر

سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ نمبر ۸۷۴)

(۱۷) بھنوؤں کے بال بڑھ جائیں تو کٹوانا جائز ہے اکھیڑنا جائز نہیں

سوال: ۔بھنوؤں کے بال بڑھ جانے پر یا بے زیب ہونے پر کٹوائے یا موچنے سے اکھیڑے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: ۔بال بڑھ جائیں تو ان کو کٹوانا تو جائز ہے مگر موچنے سے اکھیڑنا درست نہیں۔

(۱۸) عورتوں کی شلوار ٹخنوں سے نیچے تک ہونی چاہئے

سوال: ۔آپ نے فرمایا تھا کہ ٹخنوں تک شلوار ہونی چاہئے تو یہ حکم عورتوں کے لئے بھی ہے یا صرف مردوں کے لئے مخصوص ہے اور ہر وقت یا صرف نماز تک کے لئے ہے؟

الجواب: ۔نہیں یہ مردوں کا حکم ہے۔عورتوں کی شلوار ٹخنوں سے ہمیشہ نیچے تک ہونی چاہئے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۹) لباس میں تین چیزیں حرام ہیں

سوال: ۔مردوں اور عورتوں کو لباس پہننے میں کیا احتیاط کرنی چاہئے؟

الجواب: ۔لباس میں تین چیزیں حرام ہیں۔

(۱) مردوں کو عورتوں اور عورتوں کو مردوں کی وضع کا لباس پہننا۔

(۲) وضع قطع اور لباس کی تراش خراش میں فاسقوں اور بدکاروں کی مشابہت کرنا۔

(۳) فخر و مباہات کے انداز کا لباس پہننا۔اب یہ خود بھی دیکھ لیجئے کہ آپ کے لباس میں ،باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے یا نہیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

۲) ساڑھی پہننا شرعاً کیسا ہے

ال: ۔ساڑھی پہننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر ساڑھی اس طرح سے پہنی جائے کہ اس سے پورا جسم چھپ جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن آج کل ہزار میں سے بمشکل ایک عورت بھی اس طرح پورا جسم ڈھانپ کر ساڑھی پہنتی ہے چونکہ ساڑھی پہن کر شرعی پردہ نہیں ہوسکتا اس لئے صرف ساڑھی پہن کر عورت کے لئے باہر نکلنا جائز نہیں۔

(۲۱) مصنوعی ریشم پہننا

سوال:۔ بخاری و مسلم میں حضرت براءؓ بن عازب کی روایت کردہ ایک حدیث نظر سے گزری (جو ایک ماہنامے میں چھپی تھی) اس میں حضور ﷺ نے چند چیزوں سے منع فرمایا ہے جن میں ایک یہ بھی ہے کہ ''سوت اور ریشم کی ملاوٹ سے تیار کردہ کپڑا پہننا۔'' اس سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کل بازاروں میں ریشم (سلک) کے کئی اقسام کے کپڑے دستیاب ہیں دکانداروں کا کہنا ہے کہ یہ خالص ریشم نہیں ہے بلکہ ریشم اور ملکوت سے ملا جلا کپڑا ہے تو کیا اس صورت میں یہ حرام ہوا؟ پھر راؤ سلک کے نام سے بھی ایک کپڑا پہنا جاتا ہے یہ کس ذمرے میں آئے گا؟

الجواب:۔ مصنوعی ریشے کے جو کپڑے تیار ہوتے ہیں یہ ریشم نہیں اس لئے اس کا پہننا اور استعمال کرنا جائز ہے البتہ اگر اصل ریشم کا کپڑا ہو تو اس کو پہننا مردوں کے لئے درست نہیں۔ البتہ عورتوں کے لئے حلال ہے۔

(۲۲) عورتوں کو سونے، چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننا

سوال:۔ کیا عورتوں کی انگوٹھی کے بارے میں کوئی خاص حکم ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کو سونے چاندی کے علاوہ اور کسی دھات کی انگوٹھی پہننا درست نہیں ہے۔

(۲۳) بیل بوٹم پتلون پہننا لڑکے لڑکیوں کے لئے

سوال:۔ بیل بوٹم پتلون پہننے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ بیل بوٹم پتلون غیروں اور فاسقوں کا لباس شمار کیا جاتا ہے دینداروں کے لئے

برکتی رحمتی لباس چھوڑ کر غیروں اور فاسقوں کی وضع قطع طرز اختیار کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔

مالابدمنہ میں ہے مسلم راتشبہ بہ کفار وفساق حرام است

(ترجمہ) مسلمان کے لئے کافروں اور فاسقوں کی مشابہت حرام ہے صفحہ ۱۳۱ کافروں اور فاسقوں کے لباس وغیرہ کے ساتھ جس درجہ کی مشابہت ہوگی اس درجہ ممانعت کا حکم عائد ہوگا جس لباس میں پوری مشابہت ہوگی وہ ناجائز اور حرام شمار ہوگا اور جس لباس میں تھوڑی مشابہت ہوگی وہ مکروہ شمار ہوگا بہت افسوس کی بات ہے کہ لڑکوں کی دیکھا دیکھی لڑکیاں بھی بیل بوٹم پتلون پہننے لگی ہیں یہاں تک کہ بھائی بہن ایک دوسرے کی پتلون پہنتے ہیں اور اس کو کمال سمجھتے ہیں یہ اخلاق کی کمزوری اور ذہنیت کے بگاڑ کی علامت ہے۔

عورتوں کو لازم ہے کہ مردوں کے طرز کے لباس سے بچیں نیز مردوں کو لازم ہے کہ عورتوں کے طرز کا لباس اختیار نہ کریں کہ موجب لعنت ہے حدیث میں ہے (ترجمہ) یعنی آپ ﷺ نے لعنت فرمائی اس مرد پر جو عورت جیسا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مرد جیسا لباس پہنے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۸۳)

اسی طرح مسلمانوں کو لازم ہے کہ غیروں کے لباس اور طرز طریقہ سے بچ کر رہیں آپ ﷺ کا فرمان ہے من تشبہ بقوم فھو منھم یعنی جس آدمی نے کسی قوم کی صورت مشابہت اختیار کی تو وہ عقیدہ اور صورۃً اس قوم کا شکار بن جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۷۵)

اسی لئے آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو منع کیا کہ زعفران سے رنگے ہوئے لال کپڑے کافروں کا لباس ہے اس کو مت پہنو ایک اور حدیث میں ہے: کہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں عربی کمان تھی اور ایک شخص (صحابیؓ) کے ہاتھ میں فارسی کمان تھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پھینک دی اور عربی کمان اختیار کر۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۳۹)

مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس اس سے بہتر نعم البدل موجود ہے تو دوسرے قوم کے پاس بھیک کیوں مانگتے ہو۔

بزرگان دین ہدایت فرماتے ہیں کہ یعنی کریموں اور پاکباز لوگوں کی مشابہت اختیار کرو اگر چہ تم ان جیسے نہ ہو بے شک کریموں اور پاکبازوں کی مشابہت اختیار کرنے میں دین ودنیا کی بھلائی اور کامیابی ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے (ترجمہ) یعنی تمہارے جوانوں میں سب سے بہتر جوان وہ ہے جو بزرگوں کی مشابہت اختیار کرے اور تمہارے بوڑھوں میں سب سے بدترین

بوڑھا وہ ہے جو نوجوانوں کی مشابہت اختیار کرے۔　　　(کنز العمال ج اصفحہ ۱۲۹)

علامہ ابن حجر ہیثمیؒ (متوفی ۹۷۳ھ) اپنی کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر میں محدث مالک بن دینار کی روایت سے ایک نبی کی وحی نقل کی ہے (ترجمہ) یعنی خدا نے انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کی طرف وحی بھیجی کہ اے نبی اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ میرے دشمنوں کے داخل ہونے کی جگہ سے داخل نہ ہوں میرے دشمنوں کے لباس جیسا لباس نہ پہنیں اور میرے دشمنوں کی سواریوں پر سوار نہ ہوں اور میرے دشمنوں کے کھانے جیسا کھانا نہ کھائیں یعنی تمہارے اور ان کے درمیان امتیاز ضروری ہے۔ ورنہ تمہاری قوم بھی اسی طرح میرے دشمنوں کے زمرے میں داخل ہو جائے گی جیسے وہ میرے دشمن ہیں۔ (کتاب الزواجر عن اقتراب الکبائر صفحہ ۱۱ ج ۱)

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۴) عورت کا بال کاٹنا

سوال:۔ اگر کسی عورت کے چوٹی کے بال بڑے چھوٹے ہوں تو ان کو برابر کرنے کے لئے بال کاٹنا کیسا ہے؟

بعض عورتیں اپنی لڑکیوں کے بال بطور فیشن کاٹتی رہتی ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ بال قدرتی طور پر چھوٹے بڑے ہوتے ہیں اس میں کوئی برابری کی بات نہیں ہے کاٹنے سے چھوٹی چھوٹی ہوگی لہذا بال نہ کاٹے جائیں چھوٹی بچیوں کے بال بھی بطور فیشن کاٹنا ممنوع ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔　　　(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۵) عورت کا کمپنی میں ملازمت کرنا

سوال:۔ ایک شخص ایک کمپنی میں ملازمت کرتے تھے ان کا انتقال ہو گیا ان کی بیوہ اور چار بچیاں ہیں ان کے گزر بسر کے لئے پریشانی کا سامنا ہے کمپنی والے مرحوم کی بیوہ کو اپنے یہاں ملازمت دینے کے لئے تیار ہیں کمپنی کی بس میں آمد و رفت ہوگی کیا مذکورہ صورت میں عورت کے لئے ملازمت قبول کرنے کی اجازت ہو سکتی ہے۔

الجواب:۔ عورت کمپنی میں ملازمت کرے گی تو کئی ممنوعات کا ارتکاب ہوگا بے پردگی ہوگی

نامحرم مردوں کے ساتھ اختلاط اور بعض موقعوں پر خلوت اور تنہائی کا موقع بھی آ سکتا ہے ان کے ساتھ بے تکلفانہ بات چیت اور نامحرم مردوں کے ساتھ آمد ورفت ہوگی وغیرہ وغیرہ اس لئے شرعاً ایسی ملازمت کی اجازت نہیں ہوسکتی مزید تفصیل اور دلائل کے لئے ملاحظہ ہو فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۱٦۷ تا صفحہ ۱۷۰ جلد سوم۔

عورت پریشان حال ہوتو گذر بسر کے لئے اور کوئی جائز تدبیر اختیار کی جائے سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ مناسب جگہ نکاح ثانی کرلے جب تک یہ صورت نہ ہو یا کسی وجہ سے عورت نکاح ثانی کے لئے آمادہ نہ ہو تو گھر میں چھوٹے بچے بچیوں کو پڑھانا شروع کردے یا کوئی گھریلو ہنر اختیار کرے اور اس سے اخراجات کا انتظام کرے اگر ایسی کوئی صورت نہ ہو سکے اور عورت اور بچیوں کے پاس مال نہ ہو فاقہ کی نوبت آئی تو عورت اور بچیوں کے اعزاء واقرباء پر ان کے نان نفقہ کا انتظام کرنا لازم ہوگا اگر وہ انتظام نہ کریں تو اہل محلّہ و جماعت مسلمین پر یہ فریضہ عائد ہوگا ملاحظہ ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ اردو صفحہ ۱۷۱، صفحہ ۴۱۸ ج ۵) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(۲٦) عورت کے زیادہ لمبے بال کاٹ کر کم کرنا

سوال:۔ میری بارہ سالہ بچی کے بال بہت لمبے اور گھنے ہیں جو سرین تک پہنچتے ہیں بالوں کو دھونا اور صاف رکھنا اس کے لئے مشکل ہے جوئیں پڑنے کا اندیشہ ہے ایسی صورت میں بالوں کی لمبائی قدرے کم کردی جائے تو لڑکی بآسانی اپنے بالوں کو سنبھال سکے گی تو قدرے بال کٹوادینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ گھنے اور لمبے بال عورتوں اور بچیوں کے لئے باعث زینت ہیں آسمانوں پر فرشتوں کی تسبیح ہے (ترجمہ) پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی سے زینت بخشی ہے اور عورتوں کو لٹوں اور چوٹیوں سے۔ (روح البیان صفحہ ۲۲۲ ج ۱ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ٦/ ۲۴۰)

لہذا بالوں کو چھوٹا نہ کیا جائے البتہ اتنے بڑے ہوں کہ سرین سے بھی نیچے ہو جائے اور عیب دار معلوم ہونے لگیں تو سرین سے نیچے والے حصہ کے بالوں کو کاٹا جا سکتا ہے؟ فقط۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

باب۔ عورت کے بناؤ سنگھار کے متفرق اور اسقاط حمل کے مسائل

(۲۷) عورت کا اپنے گرے ہوئے بال یا دوسری عورت کے بال اپنی چوٹی میں ملانا کیسا ہے؟

سوال:۔ عورت اپنے گرے ہوئے یا کسی دوسری عورت کے بال اپنے بالوں سے ملا سکتی ہے؟ اگر کالے تاگے (دھاگے) کی ربن یا چٹیا ہو تو اس کے ملانے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ عورت اپنے گرے ہوئے بال بالوں میں نہ ملائے، ممنوع ہے اسی طرح دوسری عورت کے بال ملانا بھی ناجائز ہے۔ البتہ مذکورہ ربن یا تاگے کی چٹیا ملا سکتی ہے۔

درمختار میں ہے کہ انسانی بالوں کا سر کے بالوں سے ملانا حرام ہے چاہے اسی عورت کے بال ہوں یا کسی اور عورت کے ہوں۔ شامی لکھتے ہیں کیونکہ اس میں تزویر (بگاڑنا اور دھوکہ دینا) ہے اور انسان کے جزو سے فائدہ حاصل کرنا ہے۔ لیکن تاتارخانیہ میں ہے کہ عورت اگر اپنے ہی گرتے ہوئے بال بالوں میں ملائے تو مکروہ ہے البتہ جو رخصت ہے وہ انسانی بالوں کے علاوہ ہے، عورت اپنی چوٹی بڑھانے کے لئے دوسری اشیاء استعمال کر سکتی ہے خانیہ میں وبر (صوف یعنی اون) کی بنی ہوئی چٹیا وغیرہ کا استعمال جائز لکھا ہے۔ (شامی ج ۵ صفحہ ۳۲۸) واللہ اعلم۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۲۸) ہتھیلی سے نیچے اور اس کی پشت پر مہندی لگانا جائز ہے

سوال:۔ مجھے میری ایک سہیلی نے کہا تھا کہ مہندی صرف ہتھیلی پر لگانا چاہئے، ہتھیلی کے نیچے یا ہتھیلی کے پیچھے نہیں لگانی چاہئے کیونکہ اس طرح ہندو لگاتے ہیں۔ براہ کرم اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

الجواب:۔ اس طریقے سے مہندی لگانے میں ہندوؤں کی مشابہت نہیں ہے اس لئے جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) بال بڑھانے کے لئے عورت کا بالوں کے سروں کو کاٹنا

سوال:۔ عورت اپنے بال بڑھانے کی نیت سے بالوں کے کنارے میں تھوڑے سے بال کاٹے تو کیسا ہے بعض عورتوں نے بتایا کہ گاہے بال کے کناروں پر بال پھٹ کر اس میں سے دو بال ہو جاتے ہیں پھر بالوں کا بڑھنا بند ہو جاتا ہے اگر سرے سے کاٹ دیئے جائیں تو بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں تو ایسی صورت میں کاٹنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ اگر معتدبہ (مناسب) مقدار تک بال بڑھ چکے ہیں تو مزید بڑھانے کے لئے بال کاٹنے کی اجازت نہ ہوگی؟ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۳۰) عورت کا فیشن کے طور پر شوہر کے حکم سے یا خود بال کٹوانا؟

سوال:۔ عورت کو اگر شوہر فیشن کے طرز پر بال کاٹنے کے لئے کہے یا عورت خود بطرز فیشن بال کاٹے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر شوہر عورت کو فیشن کے طرز پر بال کاٹنے کے لئے کہے یا عورت از خود فیشن کے انداز پر بال کاٹے تو یہ سخت گناہ کا کام ہے اور حرام ہے اور گناہ کے کام میں شوہر کی اطاعت جائز نہیں ہے حدیث شریف میں ہے۔ یعنی حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ عورتیں اپنے بال کاٹیں۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۳۸۴)

درمختار میں ہے قطعت شعر راسهااثمت ولعنت زادفی البزازية وان یا ذن الزوج لانه لا طاعت لمخلوق فی معصیة الخالق۔

یعنی اگر عورت اپنے بال کاٹے گی تو گنہگار اور ملعون ہوگی، بزازیہ میں اتنی عبادت زیادہ ہے کہ اگر چہ شوہر نے اس کو اجازت دی ہو جائز نہیں کیونکہ اللہ کی معصیت (نافرمانی) میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

عالمگیری میں ہے کہ اگر کسی تکلیف کی بناء پر کرے تو کوئی حرج نہیں، اور مردوں کی مشابہت کے لئے (خواہ مخواہ) کٹوائے تو مکروہ ہے۔

بہشتی زیور میں ہے عورت کو سر منڈانا اور بال کترانا حرام ہے حدیث میں لعنت آئی ہے۔ (بہشتی زیور ج ۱۱ صفحہ ۱۳۴)۔ مفتی عبدالرحیم لاجپوری۔

اسی طرح امدادالفتاویٰ میں (ج ۴ صفحہ ۲۱۶) پر بالوں کے متعلق تفصیلی احکام درج ہیں۔

(عبدالرحیم)
لاجپوری

(۳۱) عورتوں کا بیوٹی پارلر میں منہ دھلوانا (فشل کرانا)

سوال:۔ آج کل بیوٹی پارلر میں منہ دھلوانے کا فیشن بہت عام ہو رہا ہے عورتیں زیب و زینت کے لئے وہاں جاتی ہیں۔ چہرے پر سیاہ داغ دھبے ہوں یا رنگ سیاہ ہو تو کریم وغیرہ لگا کر خاص انداز سے منہ دھوتے ہیں جس سے وقتی طور پر رنگ نکھر جاتا ہے اور خوبصورتی معلوم ہونے لگتی ہے۔ کیا یہ جائز ہے عورت اپنے شوہر کے لئے زیب زینت کی خاطر کرے تو کیا حکم ہوگا۔ یہ سارے کام عورتیں سرانجام دیتی ہیں؟

الجواب:۔ یہ فضول خرچی اور لغو کام ہے بلکہ دھوکے بازی بھی ہے۔ اپنی اصل رنگت کو چھپانا اور مصنوعی خوبصورتی کی نمائش کرنا ہے، اس قسم کے کاموں سے بچنا چاہئے عورت اپنے شوہر کی خاطر سادہ اور پرانے طریقے کے مطابق جو فیشن میں داخل نہیں اور فساق و فجار (گناہ گاروں) کے ساتھ جس میں مشابہت لازم نہیں آتی ہو تو ایسی زیب و زینت کرسکتی ہے بلکہ مطلوب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

"خاندانی منصوبہ بندی"

(۱) مانع حمل تدابیر کو قتل اولاد کا حکم دینا

سوال:۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت۔

"اور تم اپنی اولاد کو مال کے خوف سے قتل نہ کرو۔"

کی تفسیر میں مولانا مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں آج کل کی مانع حمل تدابیر کو بھی قتل اولاد میں شامل کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ موجودہ دور میں جو نامناسب تقسیم رزق اور دولت انسان نے خود قائم کی ہے وہ غاصب کے لئے تو پابند مسائل نہیں لیکن مظلوم اپنے حصے سے محروم ہے اس صورت حال میں اگر وہ اپنی انفرادی حیثیت سے صرف مستقبل کے خوف سے مانع حمل تدابیر اختیار کرتا ہے تو کیا یہ خلاف حکم النبی ﷺ ہوگا؟

ذات باری تعالیٰ پر یقین کامل اپنی جگہ اور اسی کی عطا کی ہوئی عقل سلیم ہمیں غور و فکر کی دعوت بھی دیتی ہے یہ بھی وجہ ہے کہ ہم بارش، دھوپ، آندھی، طوفان سے بچاؤ کی تدابیر کرتے ہیں تا کہ ایسے بھی بیٹھے رہتے ہیں کہ یہ سب اسی کے حکم سے ہوتا ہے اور یہ بھی اس کی رحمت ہے مقصد کہنے کا یہ کہ جب ایک وجود کو اس نے زندگی دینی ہے تو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی لیکن انسان صرف اپنی مصلحت کی بنا پر اس کے برخلاف تدابیر کرنے کی سعی کرے تو کیا یہ خلاف حکم النبی ﷺ میں شمار ہوگا؟

الجواب:۔ منع حمل کی تدابیر کو قتل اولاد کا حکم دینا تو مشکل ہے البتہ فقر کے خوف کی جو علت جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض اندیشہ فقر کی بنا پر مانع حمل تدابیر

اختیار کرنا غیر پسندیدہ فعل ہے اور آپ کا اس کو دوسری تدابیر پر قیاس کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ دوسری جائز تدابیر کی تو نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ ان کا حکم فرمایا گیا ہے جب کہ منع حمل کی تدبیر کو ناپسند فرمایا گیا ہے۔ بہر حال منع حمل کی تدابیر مکروہ ہیں جب کہ ان کا منشا محض اندیشہ فقر ہو اور اگر دوسری کوئی ضرورت موجود ہو مثلاً عورت کی صحت متحمل نہیں یا وہ اوپر تلے کے بچوں کی پرورش کرنے سے قاصر ہے تو مانع حمل تدابیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی)

(۲) خاندانی منصوبہ بندی کا شرعی حکم

سوال:۔ ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ شہروں اور دیہاتوں میں بھرپور پروپیگنڈہ کر کے عوام کو اور مسلمان قوم کو یہ تاکید کی جارہی ہے کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کر کے کم بچے پیدا کریں اور اپنے گھر اور ملک کو خوش حال بنائیں۔

محترم! اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جو انسان بھی دنیا میں جنم لیتا ہے اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے نہ کہ انسان کے ہاتھ میں بلکہ انسان تو اس قدر گناہ گار اور سیاہ کار ہوتا ہے کہ وہ تو اس قابل بھی نہیں ہوتا کہ اسے رزق دیئے جائیں اسے جو رزق ملتا ہے وہ بھی ان معصوم بچوں کے ہی طفیل ملتا ہے تو کیا بچوں کی پیدائش کو روکنے اور خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟

الجواب:۔ خاندانی منصوبہ کی جو تحریکیں آج عالمی سطح پر چل رہی ہیں ان کے بارے میں تو علمائے امت فرما چکے ہیں کہ یہ صحیح نہیں، البتہ کسی خاص عذر کی حالت میں جب کہ اطباء کے نزدیک عورت مزید بچوں کی پیدائش کے لائق نہ ہو، علاجاً ضبط ولادت کا حکم دیا جاسکتا ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) ضبط ولادت کی مختلف اقسام اور ان کا حکم

سوال:۔ (۱) ضبط ولادت اور اسقاط حمل میں کیا فرق ہے؟ کون سا حرام ہے اور کون سا جائز۔

(۲) ایک لیڈی ڈاکٹر جو ضبط ولادت کا کام کرتی ہے اور دوائیں دیتی ہے اس کی کمائی حلال ہے یا حرام؟

الجواب:۔ ضبط تولید کے مختلف انواع ہیں۔

(۱) مانع حمل دوائیاں یا گولیاں استعمال کرنا۔

(۲) حمل نہ ٹھہرنے کے لئے آپریشن کرانا۔

(۳) حمل ٹھہر جانے کے بعد اس کو دواؤں سے ضائع کرانا۔

(۴) اسقاط حمل کرانا۔

(۵) یا مادہ منوی اندر جانے سے روکنے کے لئے پلاسٹک کوئل استعمال کرنا۔

یہ سب اقسام ہیں۔

لہذا فقر اور احتیاج کے خوف سے یا کثرت اولاد کو روکنے کے واسطے مذکورہ انواع میں سے جس کو بھی اختیار کیا جائے گا وہ ضبط تولید میں آئے گا اور ضبط تولید کے عمل کرنے اور کرانے والا دونوں گنہگار ہوں گے۔

مذکورہ بالا حالات میں ڈاکٹر کے لئے دوائیاں دینا بھی گناہ ہوگا الا یہ کہ کوئی مریض ایسا ہو کہ حمل کی وجہ سے جان کا خطرہ ہو اور حمل بھی ایا کہ اس میں جان پیدا نہ ہوئی ہو چار ماہ کی مدت سے کم ہو اس سے قبل اسقاط کرا سکتا ہے ایسی خاص صورت میں ڈاکٹر بھی گنہگار نہ ہوگا اور مانع حمل اور اسقاط کی دوائی استعمال کرنے والا بھی گنہگار نہ ہوگا۔

(۴) خاندانی منصوبہ بندی کا حدیث سے جواز ثابت کرنا غلط ہے

سوال:۔ آج صفرابائی ہسپتال نارتھ ناظم آباد جانے کا اتفاق ہوا وہاں ہسپتال کے مختلف شعبوں، اور کوریڈور میں خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق ایک اشتہار دیکھا جس میں نفس کو مارنا جہاد عظیم قرار دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ نس بندی کی تعریف کی گئی تھی اور اسے بھی نفس کو مارنے سے تعبیر کیا گیا تھا اور ایک حدیث کا حوالہ تھا کہ ''مال کی قلت اور اولاد کی کثرت سے پناہ مانگو'' یعنی یہ حدیث قرآن کی ان تعلیمات کے بالکل ضد ہے جس میں اولاد کو فقر کے ڈر سے قتل سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ ہر ذی روح کو رزق دیتا ہے کیا یہ حدیث قرآن کی تعلیمات کے خلاف نہیں ہے؟ امید ہے کہ اس حدیث کی وضاحت فرمائیں گے؟

الجواب:۔ حدیث تو صحیح ہے مگر اس کا جو مطلب لیا گیا ہے وہ غلط ہے حدیث کا مطلب یہ

ہے کہ مصائب کی مشقت سے اللہ کی پناہ مانگو اس کو اولاد کی بندش کے ساتھ جوڑنا غلط ہے اور نس بندی کو نفس کشی کہنا بھی محض اختراع ہے نفس کشی کا مفہوم یہ ہے کہ نفس کو ناجائز اور غیر ضروری خواہشوں سے باز رکھا جائے۔

(۵) خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت

سوال:۔ خاندانی منصوبہ بندی یا بچوں کی پیدائش کی روک تھام کے کسی بھی طریقہ پر عمل کرنا گناہ صغیرہ ہے؟ گناہ کبیرہ ہے؟ یا شرک ہے؟

الجواب:۔ منع حمل کی تدبیر اگر بطور علاج کے ہو کہ عورت کی صحت **متحمل** نہیں تو بلا کراہت جائز ہے ورنہ مکروہ ہے اور اس نیت سے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنا کہ بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کیا جائے، شرعاً گناہ ہے گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ اس کی مجھے تحقیق نہیں۔

(۶) برتھ کنٹرول کی گولیوں کے مضر اثرات

سوال:۔ آج سے پندرہ بیس سال قبل بچہ کی پیدائش ماں یا باپ کے لئے مسئلہ نہیں بنتی تھی بلکہ مشترکہ خاندان کی بدولت بچہ ہاتھوں ہاتھ پل جاتا تھا اس کے علاوہ مسائل کی فراوانی بھی نہیں تھی نوکر آسانی سے مل جاتے تھے بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی جاسکتی تھی کیونکہ بچے عموماً دادی یا نانی کی سرپرستی میں پرورش پاتے تھے مائیں بھی بچوں پر خصوصی توجہ دے لیتی تھیں کیونکہ نوکر با آسانی کم تنخواہ پر مل جاتے تھے اکثر اوقات تو گھریلو قسم کی عورتیں صرف دو وقت کی روٹی کی خاطر کھاتے پیتے گھرانوں میں کام کرنے لگتی تھیں ظاہری نمود و نمائش کا نام و نشان نہ تھا اگر کسی کی تنخواہ کم ہے تو وہ دال روٹی کھا کر اپنے بچوں کی پرورش کر لیتا تھا اور کبھی بھی کسی بھی جوڑے کو کم بچے خوشحال گھرانہ کا خیال تک نہ آیا۔ لیکن آج کا دور جب کہ مسائل نے پریشانی کی صورت اختیار کر لی ہے مشترکہ خاندان کا تصور خال خال نظر آتا ہے دادی یا نانی اپنے بچوں کی اولادوں سے بیزار نظر آتی ہیں ظاہری نمود و نمائش کا ایک طوفان برپا ہے ہر شخص دولت کی ہوس میں اندھا ہو رہا ہے بیوی اور شوہر دونوں ملازمت کر کے اپنے معیار زندگی کو اعلیٰ سے اعلیٰ کرنے کی

تگ و دو میں کوشاں ہیں ہر شخص کی فکر اپنی حد تک محدود ہے رنگین ٹی وی، فرج، قالین، صوفے، عمدہ کراکری، گاڑی ہر شخص کے اعصاب پر سوار ہیں ہر شخص اس بات کی فکر میں ہے کہ وہ خاندان کا امیر ترین آدمی کہلائے معاشرہ کے یہ ناسور اس پر یہ طرہ کہ ٹی وی ریڈیو ہر کم بچے خوشحال گھرانہ کے پروپیگنڈہ نے ہزاروں عورتوں کو ذہنی مریض اور جسمانی مریض کیا اور پھر موت کے گھاٹ اتار دیا آج کا مرد عورت کو برتھ کنٹرول کی گولیاں کھلا کر اپنی معیار زندگی کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے اور عورت جو مرد کا دایاں بازو کہلاتی ہے آج ہمارے معاشرہ کا بیمار اور روگی عضو بنتی جارہی ہے ان گولیوں نے نہ معلوم کتنی زندگیاں تباہ و برباد کی ہوں گی ہمارے معاشرہ میں کسی کا نام لکھنا اور مشتہر کرنا باعث رسوائی ہے بہر حال یہ گولیاں عورت کے سر درد پیدا کرتی ہیں ماہانہ نظام میں خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں بعض عورتیں بے پناہ موٹی اور بعض عورتیں دبلی اور کمزور ہوجاتی ہیں بینائی پر اثر پڑتا ہے سر کے بال سفید ہوجاتے ہیں مختلف قسم کی اندرونی تکالیف پیدا ہوجاتی ہیں بعض عورتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ماں بننے کی صلاحیت سے محروم ہوجاتی ہیں مانع حمل گولیوں کے استعمال کرنے والی عورتوں سے اس کے مضر اثرات کے متعلق پوچھا تو ہر عورت کو سر درد کی شدید تکلیف میں مبتلا پایا جو ہفتہ عشرہ میں ضرور اٹھتا ہے اور جس کو رکوانے کے لئے وہ اسپرین کی گولیاں استعمال کرتی ہیں یہ سر درد تقریباً دو تین روز رہتا ہے عموماً عورتوں کے پیروں کے پٹھے اکڑنے کی بھی شکایت ہوجاتی ہے پیرسن ہوجاتے ہیں اور بعض اوقات ان کو حرکت تک نہیں دے سکتیں ایک صاحبہ جو شادی سے قبل بہت اسمارٹ ہوا کرتی تھیں ان کو گولیوں کے استعمال کے بعد بے پناہ موٹی ہوکر ہائی بلڈ پریشر کا شکار ہوگئیں بہر حال اگر سروے کیا جائے تو ہر پڑھی لکھی عورت اس لعنت سے پریشان ہے لیکن وہ اس کے استعمال کو بند کرنے کے لئے بھی تیار نہیں کیونکہ ان کے وسائل اتنے ہیں کہ وہ تیزی سے اپنی صحت کو داؤ پر لگا رہی ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کا باقاعدہ طور پر سروے کر کے عورتوں کو اس کے مضر اثرات سے آگاہ کیا جائے اور ان گولیوں کے استعمال پر سختی سے گورنمنٹ کو پابندی عائد کرنی چاہئے جب کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ ہمارے لئے گناہ عظیم بھی ہے۔

الجواب:۔ خدا کرے کہ حکومت اور عورتیں آپ کے مشورہ پر دونوں عمل کریں اور جیسا کہ آپ نے اشارہ کیا ہے یہ تمام نحوستیں اس وجہ سے ہیں کہ اس زندگی کو اصل زندگی سمجھ لیا گیا ہے موت اور موت کے بعد کی زندگی فراموش کر دیا گیا ہے اسلام نے جس سادگی اور کم تر آسائش

زندگی حاصل کرنے کی تعلیم دی تھی اس کے بجائے سامان تعیش کو مقصد بنالیا گیا ہے یہ معیار زندگی کو بلند کرنے کا بھوت قوم پر سوار ہے جس نے قوم کی دنیا وآخرت دونوں کو غارت کر دیا ہے ان تمام بیماریوں کا علاج یہ ہے کہ مسلمانوں میں آخرت کے یقین کو زندہ کیا جائے حکومت ضبط تولید پر کروڑوں روپیہ ضائع کر رہی ہے لیکن اس کے باوجود آبادی کو محدود کرنے کا ہدف حاصل کرنے میں ناکام ہے البتہ اس سے چند خرابیاں رونما ہو رہی ہیں۔

اول۔عورت کا بچے پیدا کرنا ایک فطری عمل ہے جو عورتیں اس فطری عمل کو روکنے کے لئے غیر فطری تدابیر اختیار کرتی ہیں وہ اپنی صحت کو برباد کر لیتی ہیں اور بلڈ پریشر سے لے کر کینسر تک کے روگ ان کی زندگی بھر کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور وہ جلد سے جلد قبر میں پہنچنے کی تیاری کر لیتی ہیں گویا ضبط تولید کی گولیاں اور دوسری غیر فطری تدابیر ایک زہر ہے جو ان کے جسم میں اتارا جا رہا ہے۔

دوم۔اس زہر کا اثر ان کی اولاد پر بھی ظاہر ہوتا ہے چونکہ ایسی خواتین کی اپنی سوچ گھٹیا ہے اس لئے ان کی اولاد بھی ذہنی و جسمانی طور پر تندرست نہیں ہوتی بلکہ یا تو جسمانی طور پر معذور ہوتی ہے یا ذہنی بلندی سے عاری کام چور، کھیل کود کی شوقین، والدین کی نافرمان اور جوان ہونے کے بعد نفسانی و جنسی امراض کی مریض، اس طرح ضبط تولید کی یہ تحریک جس پر حکومت قوم کا کروڑوں، اربوں روپیہ غارت کر چکی ہے اور کر رہی ہے، درحقیقت ایک معذور اور ذہنی طور پر اپاہج معاشرہ وجود میں لانے کی تحریک ہے۔

سوم۔ہمارے معاشرہ میں مرد و زن کے اختلاط پر کوئی پابندی نہیں تعلیم گاہوں میں (جن کو نئی نسل کی قتل گاہیں کہنا زیادہ صحیح ہوگا) نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مخلوط تعلیم حاصل کرتے ہیں، عقل ناپختہ اور جذبات فراواں، اس ماحول میں نوجوان نسل بجائے فنی تعلیم کے عشق لڑانے کی مشق کرتی ہے اور جنسی ملاپ کو منتہائے محبت تصور کرتی ہے اس راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ اگر جنسی ملاپ کا نتیجہ ظاہر ہو گیا تو دنیا میں رسوا ہو جائے گی اس برتھ کنٹرول کی تحریک نے ان کے راستہ کی یہ مشکل حل کر دی اب لڑکیاں اس غلط روی کے خوفناک انجام سے بے فکر ہو گئی ہیں اور اگر برتھ کنٹرول کے باوجود ”نتیجہ بد“ ظاہر ہی ہو جائے تو ہسپتال میں جا کر صفائی کرالی جاتی ہے۔الغرض حکومت کی یہ تحریک صرف اسلام ہی کے خلاف نہیں بلکہ پورے معاشرہ کے خلاف ایک ہولناک سازش ہے۔

(۷) مانع حمل ادویات اور غبارے استعمال کرنا

سوال:۔ آج کل لوگ جماع کے وقت عام طور پر مانع حمل ادویات استعمال کرتے ہیں یا اس کی جگہ آج کل مختلف قسم کے غبارے چل رہے ہیں جن سے حمل قرار نہیں پاتا کیا ایسا عمل جس سے حمل قرار نہ پائے جائز ہے نیز کیا ان غباروں کا استعمال درست ہے؟

الجواب:۔ جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) حمل کی تکلیف کے پیش نظر اسقاط کی تدبیر کرنا

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں میری اہلیہ کو تین ماہ کا حمل ہے اس کو ہر مرتبہ حمل سے بہت تکلیف ہوتی ہے ڈاکٹرنی کا مشورہ یہ ہے کہ حمل گرادیا جائے اور آپریشن کرالیا جائے ڈاکٹرنی کا مشورہ قابل عمل ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ سورت میں مولانا حکیم سعد رشید اجمیری صاحب دامت برکاتہم حاذق اور عالم باعمل ہیں ان کو یا کسی اور حکیم حاذق دیندار کو دکھلایا جائے اور ان کے مشورہ کے مطابق عمل کیا جائے محض ڈاکٹرنی کے کہنے سے حمل گرانا نہیں چاہئے حمل میں تکلیف تو ہوگی مگر اس کا اجروثواب بہت زیادہ ہے قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

(ترجمہ) ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور بالخصوص ماں کے ساتھ زیادہ کیونکہ اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور پھر بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا اکثر تیس مہینہ میں پورا ہوتے ہے۔ قرآن مجید پارہ نمبر ۲۶ سورہ احقاب آیت نمبر ۱۵۔

تفسیر مواہب الرحمٰن میں ہے:۔ **حملته' امه' کرها و وضعته کرهاً** تکلیف کے ساتھ اس کی ماں اس کا حمل رکھتی ہے اور تکلیف کے ساتھ اسی کو جنتی ہے (ف) یعنی فرزند کے حمل میں اس کی ماں کو متلی شروع ہوتی ہے جس سے وہ بار بار قے کرتی ہے اور غذا ہضم نہ ہونے سے بیمار کی طرح زرد پڑ جاتی ہے اور جب پیٹ میں بچہ بڑا ہوتا ہے تو تعب و مشقت کے ساتھ اس کے بوجھ کو کرب کے ساتھ اٹھائے رہتی ہے غرض کہ جب تک پیٹ میں رہتا ہے تب تک اس کو بچہ کی

وجہ سے ہر طرح کی تکلیف و بے چینی لاحق رہتی ہے پھر جب اس کو جنتی ہے تو اس حالت میں بھی جننا ایسی درد و تکلیف کے ساتھ ہوتا ہے کہ اس کو جان پر نوبت آ جاتی ہے باوجود ان سب باتوں کے وہ کمال محبت سے صدمہ اپنی جان پر لیتی ہے اور یہ نہیں چاہتی کہ بچہ کی جان کو کچھ تکلیف پہنچے پھر پیدا ہونے کے بعد بھی سینہ سے لگائے ہوئے اس کو اپنے بدن کا خون پلاتی ہے اور اپنے خون کو نہیں بلکہ اسی کا منہ تاکا کرتی ہے اگر کسی وقت اس کا چہرہ ملول دیکھا تو بے انتہا محبت سے گھلا جاتی ہے اور نہیں چاہتی کہ یہ ملول ہو بلکہ اس کی بلاو بیماری اپنی جان پر اوڑھ لینا چاہتی ہے۔ تفسیر مواہب الرحمٰن صفحہ ۲۱ جلد نمبر ۲۶۔ مذکورہ آیت و تفسیر سے ثابت ہوا کہ استقرار حمل سے لے کر وضع حمل تک عورت کو تکلیف ہوتی ہے تکلیف کے بغیر یہ مراحل طے نہیں ہوتے مگر اس تکلیف پر عورت کو بہت اجر و ثواب ملتا ہے محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں ایک روایت بیان فرمائی ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا (ترجمہ) اور جو عورت اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے اسے اتنا اجر دیا جاتا ہے جتنا رات کو عبادت کرنے والے دن کو روزہ رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو ملتا ہے جب اسے دردزہ لاحق ہوتا ہے تو ہر درد کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب بچہ ماں کے پستان چوستا ہے تو ہر مرتبہ پستان چوسنے کے بدلے میں عورت کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب بچہ شیر خوارگی کے ایام پورے کر لیتا ہے تو آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے اے عورت تو نے سابقہ زمانے کا عمل پورا کر لیا (اب جو زمانہ باقی ہے اس میں اپنا عمل شروع کر۔) (غنیۃ الطالبین صفحہ ۹۳ فصل فی اداب النکاح)

بچہ کی ولادت کے وقت یا مدت نفاس میں خدانخواستہ اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اسے شہادت کا ثواب ملتا ہے اور وہ شہید کہلائے گی شامی میں ہے۔ **قوله (والنفساء) ظاهره سواءً مات وقت الوضع او بعده قبل انقضاء مدت النفاس قوله وقد عدهم اليسوطى الخ اى فى التثبيت نحو االثلاثين الخ شامى صفحه ۸۵۳ ج ۱ باب الشهيد۔**

غایۃ الاوطار میں ہے اور نفاس والی عورت خواہ جننے کے وقت مرے یا مدت نفاس میں وہ شہیدہ ہے۔ (غایۃ الاوطار صفحہ ۴۲۷ ج ۱) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ مفتی عبدالرحیم لاجپوری۔

(۹) پانچ مہینہ کی حمل کے متعلق ڈاکٹروں کی رائے اسقاط کی ہے تو کیا اسقاط درست ہے

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت ہے جس کے حمل کا پانچواں مہینہ چل رہا ہے لیکن صورت حال یہ ہے کہ ڈاکٹروں نے کئی مرتبہ بچے کا اسکان (خصوصی مشین سے بچہ کو دیکھنا) کیا اور بتلایا کہ بچہ کی حالت اچھی نہیں ہے اس کی ماں کی جان بھی خطرہ میں ہوسکتی ہے کیونکہ بچہ کی اندر کئی قسم کے نقصانات ہیں۔

(۱) دل بائیں جانب کے بجائے دائیں جانب ہے۔

(۲) دل میں بجائے چار منافذ کے ایک منفذ ہے۔

(۳) بچہ اگر عندالولادت زندہ بھی رہا تو نیلا رنگ ہوگا نیز پیدا ہوتے ہی اس کا آپریشن کرنا ہوگا اور اس کے بعد بچہ کی حیات بھی موہومہ (یقینی نہیں ہے) ہے اور ولادت کے وقت تکلیف بھی بہت ہوگی ان کی ماں پر ان باتوں کا بڑا اثر ہے ان حالات کی وجہ سے کچھ لوگوں کا اصرار ہے کہ اسقاط کیا جائے ایک طبیب عالم اور ایک حکیم حاذق نے بھی یہی رائے دی ہے ایسی صورت حال میں اسقاط کا کیا حکم ہوگا۔

الجواب:۔ حمل کا پانچواں مہینہ ہے بچہ کے اعضاء مکمل بن چکے ہوں گے اور روح پڑ چکی ہوگی ایسی حالت میں اسقاط حمل کی اجازت نہیں ڈاکٹر جو بات کہہ رہے ہیں اس کا سو فیصد صحیح ہونا ضروری نہیں ہے حال ہی میں ایک جنین کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ یہ تھی کہ بچہ کا صرف ایک پیر ہے دوسرا پیر نہیں ہے ماشاء اللہ وہ بچہ صحیح سالم پیدا ہوا دونوں پیر صحیح سلامت ہیں لہذا اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے دعاء کا سلسلہ جاری رکھیں بوقت ولادت بچہ کی والدہ کو مؤطا امام مالک کھول کر بتایا جائے انشاء اللہ ولادت آسان ہوگی نیز ولادت کی سہولت کے جو مجرب اور صحیح عمل ہیں انہیں بھی اختیار کیا جائے۔

شامی میں ہے۔ وفی الذخیرة لوارادت القاء الماء بعد وصوله الی الرحم قالوا ان مضت مدة ینفخ فیه الروح لا یباح لها وقبله اختلف المشائخ فیه الخ.

(شامی ج ۵ صفحہ ۳۲۹ قبیل باب الاستبراء)

نیز درمختار میں ہے۔ ویکرہ ان تسعی لاسقاط حملها وجاز لعذر حیث لا یتصور شامی میں ہے (قوله ویکرہ الخ) ای مطلقاً قبل التصور وبعدہ علی ما اختارہ فی الخانیة کما قبیل الا ستبراء وقال الا انهالا تأثم الخ .
(درمختار و شامی صفحہ ۳۷۹ ج ۵ قبیل کتاب احیاء الموات)

غایۃ الاوطار میں ہے۔ ویکرہ ان تسعی لا سقاط حملها جاز بعذر حیث لایتصور اورعورت کا دوا پینا اپنے حمل کے اسقاط کے واسطے مکروہ ہے اور اسقاط کرنا عذر کے سبب سے درست ہے جب کہ حمل کی صورت نہ بن گئی ہو (حمل کا گرانا بلا عذر مباح نہیں اور عذر سے درست ہے بشرط یہ کہ صورت نہ بن گئی ہو) عذر اسقاط یہ ہے کہ مثلاً عورت لڑکے کو دودھ پلاتی ہے اور حمل رہنے سے دودھ جاتا رہا اور اس کے زوج کو دایہ رکھنے کی قدرت نہیں ہے اور ہلاکت طفل کا خوف ہے تو اس صورت میں حمل کا گرا دینا علاج وغیرہ سے درست ہے جب تک حمل ٹھہرا ہوا عضاء نہ بن گئے ہیں، (غایۃ الاوطار ۴/ ۲۴۹ باب الاستبراء) فقط واللہ اعلم بالصواب۔
(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۰) حاملہ کا مٹی کھانا

سوال:۔ حاملہ عورت کو مٹی کھانے کی رغبت پیدا ہوتی ہے تو مٹی کھانا جائز ہے یا نہیں۔ فقط۔
الجواب:۔ اتنی مقدار کھانے کی اجازت ہے کہ صحت کے لئے مضر نہ ہو فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ اکل طین مکروہ ذکر فی فتاویٰ ابی اللیث ذکر شمس الا ئمة الحلوائی فی شرح صومه اذا کان یخاف علی نفسه انه لو اکله او ورثه ذلک علةاو مأخة لا یباح له التنا ؤل و کذلک هذا فی کل شیئی سؤالطین وان کان یتناول منه قلیلا او کان یفعل ذلک احیاناً لا بأس به الخ فتاویٰ عالمگیری صفحه ۲۳۷ ج ۶ کتاب کراهیة فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۱) شدید تکلیف کی وجہ سے آپریشن کر کے بچہ دانی نکلوانا کیسا ہے

سوال:۔ میری اہلیہ کو جب سے حمل ٹھہرتا ہے اس وقت سے ولادت تک تکلیف رہتی ہے چکر

آتے ہیں کہیں جانا ہوتو راستے میں وقفہ وقفہ سے آرام کرتے ہوئے جانا پڑتا ہے اور میری اہلیہ ایک پاؤں سے معذور ہے اور بچہ اس طرف رہتی ہے جس کی وجہ سے اور زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور جب بچہ کی ولادت ہوتی ہے تو وہ الٹا ہوتا ہے ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ اس کے بعد جو حمل رہے گا تو عورت کی جان خطرہ میں ہے تو ایسی حالت میں آپریشن کر کے بچہ دانی نکلوانے کی اجازت ہے۔فقط۔

الجواب:۔ نکاح کا مقصد توالد و تناسل ہے اور کثرت اولاد حضور اکرم ﷺ کے لئے فخر کا سبب بھی ہے جس عورت کو اولاد زیادہ ہو ایسی عورت سے نکاح کی ترغیب ہے حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ایسی عورت سے نکاح کرو جو زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ اولاد جننے والی ہو کہ (قیامت کے دن) تمہارے کثرت تعداد کی بناء پر میں دوسری امتوں پر فخر کرسکوں۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۲۶۷ کتاب النکاح)

نیز حدیث میں ہے یعنی ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے چچا کی ایک لڑکی ہے جو حسین وجمیل اور صاحب مال ہے لیکن وہ بانجھ ہے کیا میں اس سے نکاح کروں آپ نے دو یا تین مرتبہ اس سے منع فرمایا پھر ارشاد فرمایا بچے جننے والی سیاہ فام عورت مجھے اس خوبصورت مالدار بانجھ عورت سے زیادہ پسند ہے وجہ یہ ہے کہ میں تمہاری کثرت تعداد سے دیگر امتوں پر فخر کروں گا۔

(مصنف عبدالرزاق، صفحہ ۱۶۰، صفحہ ۱۶۱، ج ۶، باب النکاح الابکار والمرأۃ العقیم)

شامی میں ہے۔ فی الحدیث "سوداءُ ولودٌ خیرٌ من حسناءٍ عقیمٍ"۔ حدیث میں ہے بچے جننے کے قابل سیاہ فام عورت خوبصورت بانجھ عورت سے بہتر ہے۔ (شامی صفحہ ۳۶۰ ج ۲ کتاب النکاح)

نیز حدیث میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کرو نسل بڑھاؤ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

(مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۷۳ ج ۶ باب وجوب النکاح وفضلها) (جامع الصغیر للعلامۃ السیوطی صفحہ ۱۱۱ حرف التاء)

نیز حدیث میں ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نکاح کرنا میری سنت ہے جو شخص میری سنت پر عمل نہ کرے وہ میری جماعت سے نہیں پس نکاح کرو میں تمہاری ذریعہ دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۳۴ باب ماجاء فی فضل النکاح)

ایام حمل کے مشقت ولادت کی تکلیف بعدہ رضاعت اور بچہ کی تربیت وغیرہ وغیرہ کے سلسلہ میں جو بھی تکلیف اور پریشانی برداشت کی جائے گی یہ سب انشاء اللہ موجب اجر وثواب ہے اور حمل وولادت یہ مرحلہ ہی تکلیف کا ہے اور عموماً سب ہی کو یہ تکلیف ہوتی ہے قرآن سے ثابت ہے **حملته امه' کرهاً ووضعه' کدهاً**

(ترجمہ) اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا۔ (قرآن مجید، پارہ نمبر ۲۶، رکوع نمبر ۲، سورہ ۱۵ احقاب)

حضور اقدس ﷺ کے مذکورہ فرامین اور ارشادات اور آپ کی پسند فرمودہ چیز کے پیش نظر مسئلہ بڑا نازک بن جاتا ہے اور اس سلسلہ میں غیر مسلم ڈاکٹر کی رائے قابل عمل نہیں ہوسکتی علاج اور تدبیر سے کچھ مدت کے لئے حمل روکا جاسکتا ہے مگر بچہ دانی نکلوا کر ہمیشہ کے لئے خدا کی نعمت سے محروم ہونے کی کوشش کفران نعمت ہے اس کے لئے مسلمان دیندار حکیم حاذق یا مسلمان دیندار تجربہ کار ڈاکٹر کا فیصلہ قابل قبول ہوسکتا ہے اہلیہ کو سورت میں حضرت حکیم سعد رشید اجمیری صاحب مدظلہ کو دکھایا جاوے اور ان سے علاج کر دیا جائے علاج کے بعد اگر حکیم صاحب آپریشن کرنے اور بچہ دانی نکلوانے کا فیصلہ کریں تو ان کا فیصلہ قابل عمل ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۲) ڈھائی ماہ کا حمل ساقط کرانا

سوال:۔ میں شادی شدہ ہوں اور میرے تین بیٹے ہیں آخری بیٹے کی عمر ۸ ماہ ہے میری اہلیہ کی طبیعت ہر وقت خراب رہتی ہے ڈاکٹروں کو دکھایا تو وہ کہتے ہیں کہ اہلیہ کو حمل رہ گیا ہے اور تقریباً دو ڈھائی ماہ کے درمیان کا ہے اور رحم پر ورم ہے جس کی وجہ سے بچہ کی رحم میں جس طرح پرورش ہونی چاہئے وہ نہ ہوسکے گی اس لئے بچہ کی ماں کے لئے خطرہ ہے اہلیہ کمزور بھی ہے وہ حمل ساقط کرانے کے لئے کہہ رہے ہیں اور آپریشن کر کے بچہ دانی نکلوانے کا مشورہ دے رہے ہے آپ شریعت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب:۔ بچہ کے بال انگلیاں پیر وغیرہ اعضاء بن گئے ہوں اور بچہ میں جان پڑ گئی ہو جس

کی مدت ۱۲۰ دن ہے (یعنی چار ماہ) ایسی حالت میں کسی کے نزدیک بھی حمل گرانا جائز نہیں ہے حرام اور گناہ ہے اور اس سے قبل اگر شرعی عذر کی وجہ سے اسقاط حمل کرایا جائے مثلاً شیر خوار بچہ ہو اور استقرار حمل کی وجہ سے عورت کا دودھ خشک ہوگیا (اور بچہ کا باپ اس کے دودھ کا انتظام نہ کرسکتا ہو) اور اس وجہ سے بچہ کی جان کو خطرہ لاحق ہوگیا ہو تو حمل ساقط کرادینے کی گنجائش ہے ورنہ گناہ ہے شامی میں ہے **وفی الذخیرة لو ارادت القاء الماء بعد وصوله الی الرحم قالوا ان خضت ممدت ینفخ فیه الروح الخ** (شامی صفحہ ۳۲۹ ج ۵) قبیل باب الستر آء (فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۲۵۵ ج ۶) نیز درمختار میں ہے **ویکرہ ان تسعی لا سقاط حملها وجاز لعذر حیث لا یتصور**.

شامی میں ہے **(قوله ویکره الخ) ای مطلقاً قبل التصور وبعد علی ما اختاره فی الخانیة کما قد مناه**. درمختار و شامی ج ۵ صفحہ ۳۷۹ قبیل کتاب احیاء الموات میں جو کچھ مذکور ہے ان عبارات فقہیہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں حمل دو ڈھائی ماہ کے درمیان کا ہے اہلیہ کا کسی مسلمان دیندار تجربہ کار حکیم سے علاج کرائیں اگر ان کی رائے یہ ہو کہ عورت کی حالت بہت نازک ہے علاج سے اصلاح کی اور اچھا ہونے کی امید نہیں ہے اور آئندہ خطرہ ہے تو ایسی صورت میں حمل ساقط کرایا جاسکتا ہے اس بارے میں غیر مسلم ڈاکٹر کی رائے قابل عمل نہیں ہے آپریشن کرکے بچہ دانی (رحم) نکلوا کر ہمیشہ کے لئے خود کو اولاد کی نعمت سے محروم کرلینے کی کوشش کفران نعمت اور شریعت کے اعتبار سے یہ بات نکاح کے مقصد اور منشاء کے خلاف ہے کسی مسلمان دیندار تجربہ کار حکیم یا ڈاکٹر کا مشورہ ہو تو کچھ مدت کے لئے حمل کو رکوایا جاسکتا ہے مگر آپریشن کرکے ہمیشہ کے لئے صلاحیت تولید کو ختم کردینا شرعاً جائز نہیں ہے ہاں البتہ مسلمان دیندار تجربہ کار حکیم یا ڈاکٹر کے علاج کے بعد یہ فیصلہ کریں کہ اب آپریشن کے سوا کوئی صورت نہیں ہے عورت کی جان کو سخت خطرہ ہے تو ایسی مجبوری اور اضطرار کی صورت میں اس کی گنجائش ہوسکتی ہے اس صورت میں بھی غیر مسلم ڈاکٹر کی رائے قابل عمل نہیں ہوسکتی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

سالگرہ

(۱) سالگرہ کی رسم انگریزوں کی ایجاد ہے

سوال:۔ بڑے گھرانوں اور عموماً متوسط گھرانوں میں بچوں کی سالگرہ منائی جاتی ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ جائز ہے؟ رشتہ داروں اور دوست احباب کو مدعو کرلیا جاتا ہے جو اپنے ساتھ بچے کے لئے تحفے تحائف لے کر آتے ہیں خواتین وحضرات بلا تمیز محرم وغیر محرم کے ایک ہی ہال، میں کرسیوں پر براجمان ہو جاتے ہیں۔ یا ایک بڑی میز کے گرد کھڑے ہو جاتے ہیں بچہ ایک بڑا سا کیک کاٹتا ہے اور پھر تالیوں کی گونج میں سالگرہ مبارک ہو کی آوازیں آتی ہیں اور جناب تحفے تحائف کے ساتھ ساتھ پر تکلف چائے اور دیگر لوازمات کا دور چلتا ہے؟

الجواب:۔ سالگرہ منانے کی رسم انگریزوں کی جاری کی ہوئی ہے اور جو صورت آپ نے لکھی ہے وہ بہت سے ناجائز امور کا مجموعہ ہے (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲) مایوں اور مہندی کی رسمیں غلط ہیں

سوال:۔ آج کل شادی کی تقریبات میں طرح طرح کی رسومات کی قید لگائی جاتی ہے معلوم نہیں کہ یہ کہاں سے آئی ہے لیکن اگر ان سے منع کرو تو جواب ملتا ہے کہ نئے نئے مولوی، نئے نئے فتوے، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دلہن کو شادی سے چند دن پہلے پیلے رنگ کا جوڑا پہنا کر گھر کے ایک کونے میں بٹھا دیا جاتا ہے اس حصے میں جہاں دلہن ہو اسے پردے میں کر دیا جاتا ہے (چادر وغیرہ سے) حتیٰ کہ باپ بھائی وغیرہ (یعنی محارم) شرعی سے بھی اسے پردہ کرایا جاتا ہے اور باپ بھائی وغیرہ یعنی محارم سے پردہ نہ کرانے کو انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے (چاہے شادی کے دنوں سے پہلے وہ لڑکی بے پردہ ہو کر کالج ہی کیوں نہ جاتی ہو) اس رسم کا خواتین بہت زیادہ اہتمام کرتی ہیں اور اسے مایوں بٹھانا کے نام سے یاد کرتی ہے اگر کم دن بٹھایا جائے تو بھی بہت زیادہ اعتراض کرتی ہیں کہ صرف دو دن مایوں بٹھایا! اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کیا اس کی کسی طرح اہتمام کرنا چاہئے یا کہ اسے بالکل ہی ترک کر دینا صحیح ہے؟

الجواب:۔ مایوں بٹھانے کی رسم کی کوئی شرعی اصل نہیں ممکن ہے جس شخص نے یہ رسم ایجاد کی ہے اس کا مقصد یہ ہو کہ لڑکی کو تنہا بیٹھنے اور کم کھانے اور کم بولنے بلکہ نہ بولنے کی عادت ہو جائے اور اسے سسرال جا کر پریشانی نہ ہو بہر حال اس کو ضروری سمجھنا اور محارم شرعی تک سے پردہ کرا دینا نہایت بے ہودہ بات ہے اگر غور کیا جائے تو یہ رسم لڑکی کے حق میں قید تنہائی بلکہ زندہ در گور کرنے سے کم نہیں تعجب ہے کہ روشنی کے زمانے میں تاریک دور کی یہ رسم خواتین اب تک سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور کسی کو اس کی قباحت کا احساس نہیں ہوتا۔

سوال:۔ اسی طرح سے ایک رسم مہندی کے نام سے موسوم کی جاتی ہے ہوتا کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن دولہا کے گھر والے مہندی لے کر دلہن کے گھر آتے ہیں اور دوسرے دن دلہن والے دولہا کے گھر مہندی لے کر جاتے ہیں اس رسم میں عورتوں مردوں کا جو اختلاط ہوتا ہے اور جس طرح کے حالات اس رسم کے وقت ہوتے ہیں وہ ناقابل بیان ہیں یعنی حد درجہ کی بے حیائی وہاں برتی جاتی ہے اور اگر کہا جائے کہ یہ رسم ہندوؤں کا ہے اسے نہ کرو تو بعض لوگ تو اس رسم کو اپنے ہی گھر منعقد کر لیتے ہیں یعنی ایک دوسرے کے گھر جانے کی ضرورت نہیں رہتی مگر کرتے ضرور ہیں جوان لڑکیاں بے پردہ ہو کر گانے گاتی ہیں اور بڑے بڑے حضرات جو اپنے آپ کو بہت زیادہ دیندار کہتے ہیں ان کے گھروں میں بھی اس رسم کا ہونا ضروری ہوتا ہے؟

الجواب:۔ مہندی کی رسم جن لوازمات کے ساتھ ادا کی جاتی ہے یہ بھی دور جاہلیت کی یادگار ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کر چکا ہوں اور یہ تقریب جو بظاہر بڑی معصوم نظر آتی ہے بہت سے محرمات کا مجموعہ ہے اس لئے پڑھی لکھی خصوصاً دیندار خواتین کو اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہئے اور اس رسم کو بند کر دینا چاہئے۔ بچی کے مہندی لگانا تو برائی نہیں لیکن اس کے لئے تقریبات منعقد کرنا اور لوگوں کو دعوتیں دینا جوان لڑکوں اور لڑکیوں کا شوخ انگیز اور بھڑکیلے لباس پہن کر بے محابانہ ایک دوسرے کے سامنے جانا بے شرمی و بے حیائی کا موقع ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) شادی کے رسومات کو قدرت کے باوجود نہ روکنا شرعاً کیسا ہے

سوال:۔ شادی کے رسومات کو اگر روکنے کی قدرت ہو تو بھی ان کو اپنے گھروں میں ہونے دینا کیسا ہے یعنی ان رسومات سے روکا نہ جائے بلکہ جائز سمجھتے ہوئے بھی کرایا جائے تو اس شخص

کے لئے کیا حکم ہے نیز رسومات کو کس حد تک روکا جائے۔ آیا کہ بالکل ہونے ہی نہ دیا جائے یا صرف یہ کہہ دینا کہ (بھئی یہ کام نہیں ہوگا اس گھر میں) بھی کافی ہے؟

الجواب:۔ ایمان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ برائی کو ہاتھ سے روکا جائے درمیانہ درجہ یہ ہے کہ زبان سے روکا جائے اور سب سے کمزور درجہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ سے یا زبان سے منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو کم سے کم دل سے برا سمجھے جو لوگ قدرت کے باوجود ایسی حرام کاموں سے نہیں روکتے نہ دل سے برا جانتے ہیں ان میں آخری درجہ کا بھی ایمان نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) رات کو انگلیاں چٹخانا

سوال:۔ کیا رات کو انگلی چٹخانا گناہ ہے کیونکہ ہمارے ایک دوست نے کہا کہ رات میں انگلی نہیں چٹخانا چاہئے اس سے فرشتے نہیں آتے کیونکہ انگلی چٹخانا نحوست کی علامت ہے تو آپ بتائیے کہ کیا یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے۔ (کسی بھی وقت نہیں چٹخانا چاہئے)۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) عید کارڈ کی شرعی حیثیت

سوال:۔ عید کارڈ کا رواج ہمارے ہاں کب سے ہوا اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اس کی لکھائی چھپائی اور تقسیم پر جو لاکھوں روپیہ صرف ہوتا ہے کیا یہ اسراف بے جا نہیں شاید یہ رسم قبیح بھی غیر ملکی دور اقتدار کی نشانی ہے کیونکہ قیمتی کاغذ کی شکل میں لاکھوں روپیہ غیر ملکوں کو چلا جاتا ہے اور غیر ملکی آقاؤں کی دی ہوئی تعلیم کا حامل بیمار تعلیم یافتہ طبقہ اس میں زیادہ حصہ لیتا ہے شادی کارڈ کی شکل میں صرف ہونے والا روپیہ بھی اس ذیل میں آتا ہے ان کارڈوں کا خریدار بے تحاشا روپیہ اس مد میں صرف کرتا ہے جب کہ مرسل الیہ کو کچھ بھی نہیں ملتا کیا عید کی مبارک باد سادہ خط میں نہیں دی جاسکتی؟

الجواب:۔ یہ تو معلوم نہیں کہ عید کارڈ کی رسم کب سے جاری ہوئی مگر اس کے فضول اور بے

جا اسراف ہونے میں کوئی شبہ نہیں اسی طرح شادی کارڈ بھی فضول ہیں آپ کے خیالات قابل قدر ہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶) دولہا دلہن کے کنگنا باندھنے اور ناریل ہاتھ میں لے کر نکاح کرنے کا حکم

سوال:۔ بعض جگہوں پر رواج ہے کہ شادی کے موقع پر دولہا دلہن ہاتھ میں کنگنا باندھتے ہیں اس کے ساتھ چابی اور انگوٹھی (یا سیپ کی کوڑی) ہوتی ہے باندھتے وقت چھ سات گرہیں لگاتے ہیں اور اس کا ایک وقت معین ہوتا ہے جس کے درمیان کنگنا (کنگن) اترنا نہیں چاہئے۔ اور پھر نکاح کے وقت ہاتھ میں ناریل دیا جاتا ہے جس میں پانی ہونا ضروری ہے غرض یہ کہ نکاح کے وقت ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے اور یہ بہت پرانی رسم ہے بعض جگہ نہیں باندھا جاتا۔ کیا یہ رسومات اسلامی ہیں؟ اور انہیں ضروری سمجھنا چاہئے یا چھوڑنا چاہئے؟

الجواب:۔ شادی کے دنوں میں دلہا دلہن کا کنگن باندھنا اسلامی طریقہ نہیں ہے، بلکہ کفار اور دوسری ملتوں کا رواج ہے (مرآۃ الصفا، فتاویٰ مومنین) مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے احتراز کریں کیونکہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ جس نے جس قوم کی مشابہت کی وہ اسی میں شامل ہوگیا۔

(ابوداؤد)

کتاب الزواجر میں ہے کہ پچھلے انبیاء میں سے کسی پر وحی کی گئی کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ میرے دشمنوں کے داخل ہونے کی جگہ سے داخل نہ ہوں، میرے دشمنوں جیسا لباس نہ پہنیں، میرے دشمنوں کی سواریوں پر سوار نہ ہو، اور میرے دشمنوں کا سا کھانا نہ کھائے (یعنی تمہارے اور ان کے درمیان فرق ہونا چاہئے) ورنہ تمہاری قوم بھی اسی طرح میرے دشمنوں کے زمرے میں داخل ہوجائے گی، جیسے وہ میرے دشمن ہیں۔ الخ

اسی لئے فقیہ و محدث مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو کافروں اور فاسقوں سے مشابہت کرنا حرام ہے (مالا بدمنہ صفحہ ۱۳۱)

دولہا دولہن کا ناریل ہاتھ میں لینا کفار کا رواج ہے اور ان کا ٹوٹکا ہے اس لئے تشبہ کے ساتھ شرک کا بھی حصہ ہے مسلمان ایسے رسوم اور عقیدوں سے توبہ کریں۔ اسی طرح ہاتھ میں پھول ہار لینے کے رسم بھی غیر اسلامی ہے اور قابل ترک ہے۔ جو منع کرتے ہیں وہ قابل مبارک باد

ہیں اسی طرح تنبیہ کرتے رہے تو انشاء اللہ یہ رسم بد ختم ہو جائے گی۔

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۷) ماہ محرم میں شادی کریں یا نہیں؟

سوال:۔ ہمارے یہاں محرم میں شادی کرنے کو ناجائز کہتے ہیں اور اسے ماتم اور سوگ کا مہینہ کہا جاتا ہے کیا یہ درست ہے؟

الجواب:۔ ماہ محرم کو ماتم اور سوگ کا مہینہ قرار دینا جائز نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ عورتوں کو ان کے خویش اور اقارب کی وفات پر تین دن ماتم اور سوگ کرنے کی اجازت ہے اور اپنے شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ منانا ضروری ہے۔ دوسرا کسی کی وفات پر تین دن سے زائد سوگ منانا جائز نہیں، حرام ہے۔ چنانچہ یہ حدیث بخاری، مسلم اور مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے۔

ماہ مبارک محرم میں شادی وغیرہ کو نامبارک اور ناجائز سمجھنا سخت گناہ اور اہل سنت کے عقیدے کے خلاف ہے۔ اسلام نے جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا ہو اعتقاداً یا عملاً ان کو ناجائز اور حرام سمجھنے میں ایمان کا خطرہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ روافض اور شیعہ سے پوری احتیاط برتیں اور ان کی رسومات سے علیٰحدہ رہیں ان میں شرکت حرام ہے۔ کیونکہ کفار اور فاسقوں سے مشابہت حرام ہے۔

اور اس میں دیوبندی اور بریلوی میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے چنانچہ مولانا احمد رضا خان مرحوم بریلوی کا فتویٰ ہے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ بعض سنی جماعت (اہل سنت) عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں کہ تعزیہ دفن ہونے کے بعد روٹی پکائیں گے۔ دس دنمیں کپڑے نہیں بدلتے، اور ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ یہ تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے (احکام شریعت صفحہ ۹۰ جلد نمبر ۱) واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

اور ماہ محرم کے مبارک بابرکت اور شان والا مہینہ ہونے کے کئی دلائل ہیں اور کئی اہم اور مہتم بالشان واقعات اس میں وقوع پذیر ہوئے ہیں اس لئے اس کو نامبارک کہنا صرف روافض کے اثرات ہیں۔ (مرتب)

(۸) تورات اور انجیل کی اصلی زبان کیا تھی؟

سوال: ۔تورات اور انجیل کس زبان میں تھی؟

الجواب: ۔آسمانی کتابیں عربی زبان میں نازل ہوئیں مگر صاحب کتاب نبی (جن پر کتاب نازل ہوئی ہے) اپنی قوم کی زبان میں ترجمانی کرتے تھے، اس لئے تورات عبرانی زبان میں تھی اور انجیل سریانی زبان میں ہے۔(الیواقیت والجواہر صفحہ ۹۴) (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۹) لوگوں کے سامنے ناک صاف کرنا

سوال: ۔بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ لوگوں کے سامنے ناک میں انگلی ڈال کر چیڑے نکالتے ہیں۔کیا ایسا کرنا برا نہیں ہے؟

الجواب: ۔لوگوں کے سامنے ناک میں انگلی دال کر چیڑے نکالنا مکروہ اور بری عادت ہے اس سے احتراز کرنا چاہئے ۔غنیۃ الطالبین میں ہے کہ ناک صاف کرنا لوگوں کے سامنے مکروہ ہے۔(ج ا صفحہ ۱۳) واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(لوگوں کے سامنے ناک میں انگلی ڈالنا، لوگوں کی ناپسندیدگی اور کراہت کا باعث بنتا ہے اور انسان سے کراہت محسوس ہوتی ہے۔)

(۱۰) منگنی ہو جانے کے بعد ایک دوسرے کے گھر عیدی بھیجنا

سوال: ۔آج کل لڑکے اور لڑکی کی منگنی ہو جانے کے بعد جانبین سے ایک دوسرے کے گھر عید کے موقع پر عیدی بھیجی جاتی ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ۔ بطور عید کچھ بھیجنے کی ممانعت نہیں لیکن اس کو رسم نہ بنایا جائے ۔اسی طرح دکھاوے اور ادلے بدلے کے جذبات سے بھی خالی ہو تو بظاہر کوئی مضائقہ نہیں۔ملخص۔

(۱۱) نقش نعل شریف کو، سر پر رکھنا برائے قبولیت دعا کیسا ہے؟

سوال: ۔دعا کی قبولت کے لئے نقش نعل شریف کو مؤدبانہ سر پر رکھ کر نیازمندانہ خدا پاک سے

دعا کرے کہ اے اللہ! اس نقشہ کی برکت سے میری فلاں حاجت پوری فرمادے۔ پھر نقش سر سے اتار کر چہرے پر پھرائے اور چومے تو ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب:۔ بے شک آنحضرت ﷺ کے استعمال شدہ مبارک کپڑے، پیراہن شریف، تہبند شریف، جبہ شریف، موئے مبارک وغیرہ، یہ تمام چیزیں بڑی بابرکت اور قابل تعظیم اور لائق زیارت ہیں۔ ان کو عظمت، محبت اور حسن عقیدت سے چومنا، سر پر رکھنا بڑی سعادت اور دعا کی قبولیت کے لئے بہت موثر ہے اور تعامل صحابہ سے بھی ثابت ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ لکھتے ہیں، آنحضرت ﷺ کے روضۂ اطہر کی مٹی کا وہ حصہ جو آپ ﷺ کے جسم اطہر اور مبارک اعضاء کے ساتھ ملحق ہے وہ کعبہ شریف اور عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے۔ (دیکھئے التصدیقات صفحہ ٦)

مگر یہ فضیلت اصلی آثار اور سندی تبرکات کی ہے۔ نقلی نقشے اور تصاویر کا یہ حکم نہیں اور صحابہ کے عمل سے بھی ثابت نہیں؟ خانہ کعبہ کا طواف عبادت ہے حجر اسود کو بوسہ دینا عبادت ہے تو کیا ان کی تصاویر کا بھی یہی حکم ہوگا ہرگز نہیں۔

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ایک مرتبہ کعبہ کا طواف کیا تو آپ نے چاروں گوشوں کو بوسہ دیا، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے صرف دو گوشوں رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دیا تھا حضرت معاویہؓ جذبہ سے فرمایا کہ اس بابرکت گھر کا کوئی حصہ قابل ترک نہیں، تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تمہارے لئے رسول خدا ﷺ کا عمل بہترین نمونہ ہے (پ ۲۱) تو اس وقت حضرت معاویہ نے سر تسلیم خم کر دیا۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا کہ بے شک آپ کی بات صحیح ہے یعنی باعث اجر و ثواب اور باعث برکت وہی ہے جو آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے (مسند احمد) اس وقعہ سے بھی نعل شریف کے نقشے اور تصویر کا مسئلہ سمجھا جا سکتا ہے۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۲) سخت بیماری کی وجہ سے ضبط تولید کا حکم

سوال:۔ میری بیوی عرصہ دراز سے بیماری میں مبتلا ہے، جس بناء پر کمزور اور کم طاقت ہے کوئی کام نہیں ہوسکتا، چھ سات برس سے یہ حالت ہے علاج و معالجہ کے باوجود کوئی فرق نہیں اس

حالت میں ایام حمل میں طبیعت خراب رہتی ہے کمزوری میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں آپریشن کرانا جائز ہے یا نہیں۔ ڈاکٹر وحکیم کہتے ہیں کہ تم آپریشن نہ کراؤ گے تو طبیعت ایسی ہی رہے گی؟

الجواب:۔ جب کمزوری اور طبیعت کی خرابی کی وجہ سے حمل کی قراری دشوار ہے، حمل برداشت نہیں ہوسکتا تو اولاً ایسا علاج کیا جائے کہ کچھ عرصہ استقرار حمل نہ ہو یعنی حمل نہ ٹھہرے۔ پھر بھی اگر یہ وقتی تدبیر مفید ثابت نہ ہو تو بالآخر مسلمان دیندار ماہر حکیم یا مسلمان دیندار ماہر تجربہ کار ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق آپریشن کرانا جائز ہے اس بارے میں غیر مسلم ڈاکٹر یا حکیم کا مشورہ غیر معتبر ہے۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۱۳) برتھ کنٹرول اور قرآن کریم

سوال:۔ پاکستان کے وزیر صحت کہتے ہیں کہ میں اس خیال سے متفق نہیں کہ برتھ کنٹرول قرآن کریم کے حکم کے خلاف ہے برتھ کنٹرول کا مطلب اولاد کشی نہیں ہوتی۔ کیا وزیر صاحب کی رائے ٹھیک ہے؟

الجواب:۔ مذکورہ وزیر صحت کے خیالات صحیح نہیں ہیں، آنحضرت ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بچہ کو زندہ درگور کردینے کے برابر ہے۔ (مسلم) اور یہ وہی ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ اور جب زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کی پاداش میں ماری گئی؟ (التکویر)

فتح الملہم میں علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ قاضی نے لکھا ہے آنحضرت ﷺ نے عزل کو ''وأد خفی'' (مخفی زندہ درگور) اس لئے قرار دیا کہ جس نطفہ کو خدا نے اس لئے بنایا کہ اس سے بچہ پیدا ہو اس کو برباد کرنا بچے کو ہلاک اور زندہ درگور کرنے کے برابر ہے، نتیجہ وہی ہے فرق یہ ہے کہ کھلم کھلا زندہ دفن کیا جاتا اس لئے اسے خفی کہا گیا۔ (ج ۳ صفحہ ۵۱۸)

اسی طرح بعض صحابہ نے گناہ سے بچنے اور دنیاوی تعلقات سے علیحدہ ہو کر عبادت الٰہی میں لگنے کے شوق میں خصی ہونے کی خواہش کی تو آپ ﷺ نے اس کی اجازت نہیں دی اور یہ آیت ''اے ایمان والو! جو تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے اسے کیوں حرام کرتے ہو۔'' پیش کی

دیکھئے بخاری (ج ۲ صفحہ ۷۵۹) تو جس طرح آنحضرت نے خصی ہو جانے کو اس آیت سے حرام قرار دیا تو ظاہر ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے تحت قطع نسل بھی اس آیت کے تحت داخل ہوگا۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری)۔ واللہ اعلم۔

(۱۴) دولہے کی آنکھ میں بھابھی کو کاجل لگانا، یا بہنوں کا دولھے سے رقم لینا

سوال:۔ ہمارے ہاں شادیوں میں رواج ہے کہ دولھا کی بھابھی اس کی آنکھ میں کاجل لگاتی ہے اور اس پر منہ مانگی رقم وصول کرتی ہے اس کے بغیر دولھا تیار نہیں ہوتا کیا یہ رسم جائز ہے؟ اور اس پر رقم وصول کرنا کیسا ہے؟ اسی طرح دلہن کے کمرے میں جانے سے پہلے بہنیں بھی رقم لیتی ہیں؟

الجواب:۔ بھابھی نامحرم ہے اس کا دیور کو ہاتھ لگانا اور سرمہ لگانا جائز نہیں ہے نیز اس رسم میں پیسے کا لین دین خوشی سے نہیں ہوتا بلکہ محض رسم و رواج سے مجبور ہو کر پیسہ دیا جاتا ہے (اس کی دلیل یہ ہے کہ جو رقم کاجل لگانے کی بھابھی مانگتی ہے وہ اسے نہیں ملتی اور جتنی رقم اسے ملتی ہے وہ اسے منہ بنا کر وصول کرتی ہے اور اگر زیادہ رقم دے دی جائے تو ساس، سسر، نند، دیور، جیٹھ وغیرہ کے منہ بن جاتے ہیں) اور حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ کسی کا مال بغیر اس کی رضامندی کے نہ لیا جائے۔ (الحدیث) لہٰذا یہ رسم خلاف شرع ہے اس سے مکمل پرہیز واجب ہے۔ اور بہنوں کا بھائی سے اس طرح رقم وصول کرنا زبردستی ہے اور ایک فضول رسم ہے اس کا ترک کردینا مناسب ہے۔ (کیونکہ دولھا اس وقت دلہن کے کمرے میں جا رہا ہوتا ہے اور بہنیں اس سے دلہن کے کمرے میں جانے کی بخشش وصول کرتی ہیں، صورتاً یہ رسم بیہودہ بھی ہے جس کا ترک ہونا چاہئے۔)۔ (ملخص)

(۱۵) چھٹی اور سوا مہینے کی رسم ناجائز ہے

سوال:۔ ہمارے ہاں رواج ہے کہ بچے کی پیدائش پر چھ دن کے بعد بچے کی نانی اور دیگر اقارب کچھ کپڑے بچے کے ہاں لے کر جاتے ہیں، جس میں بچے اور بچے کی ماں کے کپڑے ہوتے حتیٰ کہ بچے کی دادی اور پھوپھو وغیرہ سب کے لئے دینے پڑتے ہیں اور کوئی نہ دے سکے یا

سے دے دے تو طعنے ملتے ہیں لڑائیاں ہوتی ہیں، اور کپڑے دینے والا پہلے پورے محلے کو دکھاتا ہے اور بچے کی ددھیال میں بھی دکھائے جاتے ہیں اور لوگ شہرت اور ناموری کے لئے زیادہ سے زیادہ دیتے ہیں۔ اور اسی طرح سوا مہینے کی رسم ہے جس میں عورت کو نفاس سے پاک ہونے پر نہلایا جاتا ہے اگرچہ وہ پہلے ہی پاک ہو جائے مگر ان رسموں کی وجہ سے وہ ناپاک ہی سمجھی جاتی ہے اور پورے چالیس دن کے بعد غسل کرتی ہے۔ اس میں بھی اقارب عورتیں جمع ہوتی ہیں اور لین دین کا سلسلہ چلتا ہے۔ کیا دکھاوے کی یہ رسمیں جائز ہیں؟

الجواب:۔ سوال میں جس طرح مذکورہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسم محض ریا کاری، اور شہرت منوانے کی ایک رسم ہے اور ریا کاری حرام ہے۔ اس میں ''کسی کے نہ دینے پر طعنے اور لڑائیاں ہونا'' اس رسم کے قبیح اور منع ہونے کے لئے کافی ہیں، اور اس طرح تحفے کا لین دین دل کی خوشی سے نہیں ہوتا اس لئے ناجائز ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اسی طرح بعض جگہ دستور ہے کہ ننھیال سے کچھ کھچڑی، مرغی، کپڑے وغیرہ چھٹی کے نام سے آتے ہیں اس میں بھی وہی ناموری، خواہ مخواہ کی پابندی اور کچھ شگون بھی ہے، اس لئے یہ منع ہے۔ (بہشتی زیور، ج ۶، صفحہ ۱۴)

اور سوا مہینے کا چلہ نہاتے وقت عورتیں جمع ہوتی ہیں کھانا وہیں کھاتی ہیں، بھلا صاحب کھانے کی بیخ لگانے کی کیا وجہ؟ ان کی طرف سے زبردستی، اور گھر والوں کی نیت وہی ناموری، (ریا کاری) اور طعن و تشنیع سے بچنے کی یہ دونوں وجہیں اس کے منع ہونے کے لئے کافی ہیں اور اس میں نماز روزے سے زیادہ پابندی، ناموری اور فکر کرنے میں ننگ و ناموس کا زہر ملا ہوا ہے اس لئے (یہ رسم بھی) درست نہیں۔ (بہشتی زیور، ج ۶، صفحہ ۱۳)

اور عورت کا نفاس چالیس دن سے پہلے پورا ہو جائے تو اس پر نماز روزہ واجب ہو جاتے ہیں، اس لئے ناپاک سمجھ کر غسل نہ کرنا اور نمازیں چھوڑنا الگ گناہ ہے۔ بہر حال یہ رسمیں کئی مفاسد کا مجموعہ ہونے کی بناء پر ناجائز ہیں اس لئے انہیں ترک کرنا ضروری ہے۔ (ملخص)

جائز و ناجائز

(۱) کسی کی نجی گفتگو سننا یا نجی خط کھولنا

سوال:۔ کچھ اداروں میں یہ غلط طریقہ کار رائج ہے کہ وہاں کے ملازمین کی ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو سنی جاتی ہے اور کسی ملازم کے نام کو خط آئے چاہے وہ ذاتی ہو یا دفتری کھول لیا جاتا ہے اور اس کے بعد انتظامیہ کی اگر مرضی ہو تو اسے دے دیا جاتا ہے ورنہ اسے پتا ہی نہیں چل پاتا کہ اسکے نام کوئی خط آیا تھا آپ اسلامی نقطہ نگاہ سے بتائیں کہ یہ دونوں حرکتیں کیسی ہیں؟

الجواب:۔ کسی کی نجی گفتگو یا نجی خط اس کی امانت ہے گفتگو کا سننا اور کسی کے خط کا کھولنا اس امانت میں خیانت ہے اور خیانت گناہ کبیرہ ہے اس لئے کسی کی گفتگو سننا اور اس کے خط کا کھولنا ناجائز ہے الا یہ کہ یہ شبہ ہو کہ یہ گفتگو یا خط اس شخص کے خلاف ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲) خواہشات نفسانی کی خاطر مسلک تبدیل کرنا

سوال:۔ مورخہ ۴ نومبر کو مفتی عبدالرؤف صاحب نے طلاق کے موضوع پر لکھتے وقت ایک جملہ اس طرح لکھا ہے طلاق کے حکم کو ختم کرنے کے لئے دوسرا مسلک اختیار کرنا حرام ہے اب تک میں یہ سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے یا اللہ کے رسول ﷺ کے کسی صریح حکم کی خلاف ورزی ہی حرام ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں کسی مسلک کا چھوڑ دینا کسی طرح بھی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوتی چنانچہ آپ سے درخواست ہے کہ کیا آپ بتائیں گے کہ حرام کی جامع تعریف کیا ہے؟

الجواب:۔ محض خواہش نفس اور مطلب برابری کے لئے کوئی مسلک اختیار کرنا اتباع ہوئی (نفس کی پیروی) ہے جس کا حرام ہونا قرآن وسنت میں منصوص ہے جو شخص مطلب نکالنے کے لئے مسلک بدل سکتا ہے وہ دین بھی بدل سکتا ہے چنانچہ اکابر نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو شخص خواہش نفس کے لئے فقہی مسلک بدل لیتا ہے اندیشہ ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو۔ نعوذ باللہ۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۳) مزار پر پیسے دینا شرعاً کیسا ہے

سوال: ۔ میں جس روٹ پر گاڑی چلاتا ہوں اس راستے میں ایک مزار آتا ہے لوگ مجھے پیسے دیتے ہیں کہ مزار پر دے دو مزار پر پیسے دینا کیسا ہے؟

الجواب: ۔ مزار پر جو پیسے دیئے جاتے ہیں اگر مقصود وہاں کے فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا ہو تو جائز ہے اور اگر مزار کا نذرانہ مقصود ہوتا ہے تو یہ ناجائز اور حرام ہے یہ تو میں نے اصول اور ضابطہ کی بات لکھی ہے لیکن آج کل لوگوں کے حالات کا مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ عوام کا مقصد دوسرا ہے اس لئے اس کو ممنوع کہا جائے گا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۴) بیت الخلا میں اخبار پڑھنا

سوال: ۔ بیت الخلاء میں اسلامی کتاب کے علاوہ کوئی کتاب یا اخبار پڑھنا یا کسی اور سے باتیں کرنا کیسا ہے۔

الجواب: ۔ بیت الخلا پڑھنے یا باتیں کرنے کی جگہ تھوڑی ہے اس جگہ اخبار یا کتاب پڑھنا گناہ ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵) کنواری عورت کا اپنے آپ کو کسی کی بیوی ظاہر کر کے ووٹ ڈالنا

سوال: ۔ ہمارے معاشرہ میں جس طرح کئی دوسری اخلاقی بیماریاں پھیل رہی ہیں اس سے زیادہ جعلی ووٹ ڈالنے کی بیماری سرطان کی طرح پھیل رہی ہے خصوصاً خواتین میں تو یہ بیماری عام ہے ایک عورت خواہ مخواہ دوسرے مرد کی زوجہ اپنے آپ کو ظاہر کر کے ووٹ ڈالتی ہے اب تصفیہ طلب دو امور ہیں اولاً شرعی نقطہ نظر سے اس کی حیثیت کیا ہے آیا ایسا کرنا جائز ہے اگر کسی اسلام پسند فرد کے لئے کیا جائے ثانیاً اگر کنواری لڑکی پولنگ عملہ کے سامنے کسی شخص کی زوجہ اپنی آپ کو ظاہر کرتی ہے اور وہ فرد اگر قاضی کی عدالت میں دعویٰ دائر کرے کہ فلاں میری زوجہ ہے اور پولنگ عملہ گواہی بھی دے دیتا ہے تو کیا وہ لڑکی جس نے جعلی ووت ڈالنے کے لئے اپنے آپ

کو شادی شدہ ظاہر کیا تھا اس مذکورہ شخص کی بیوی ہو جائے گی شریعت اس بات میں کیا فرماتی ہے؟

(نوٹ) یاد رہے کہ ووٹ ڈالتے وقت اپنا اصلی نام نہیں بتاتی بلکہ انتخابی فہرست والا نام بتاتی ہے؟

الجواب:۔ ووٹ کی حیثیت جیسا کہ حضرت اقدس مفتی شفیعؒ صاحب لکھا ہے شہادت کی ہے اور جھوٹی گواہی کو آنحضرت ﷺ نے اکبرالکبائر (کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا) میں شمار فرمایا یعنی سات بڑے گناہ جو تمام گناہوں میں بدتر ہیں اور آدمی کے دین و دنیا دونوں کو برباد کرنے والے ہیں اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ ووٹ میں جعل سازی کتنا بڑا گناہ ہے۔ اور جو شخص اتنے بڑے گناہ کو حلال سمجھے وہ نہ اسلام پسند ہے اور نہ شرافت پسند جو عورت جعل سازی سے اپنے آپ کو کسی کی بیوی ظاہر کرے اس اظہار سے اس کا نکاح اس مرد سے منعقد نہیں ہوتا اور جب نکاح ہوا ہی نہیں تو عدالت میں اس کو ثابت بھی نہیں کیا جا سکتا البتہ یہ شخص اگر چاہے تو ایسی عورت کو جعل سازی کی سزا عدالت سے دلوا سکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶) آیت الکرسی پڑھ کر تالی بجانا حرام ہے

سوال:۔ میرے گھر میں سونے سے پہلے روزانہ آیۃ الکرسی پڑھ کر زور سے تالی بجائی جاتی ہے عقیدہ یہ ہے کہ تالی کی آواز جتنی دور جائے گی گھر پر بلا اور چور سے اتنا ہی محفوظ رہے گا آیۃ الکرسی تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کے بابرکت ہونے میں کچھ شک نہیں ہو سکتا لیکن تالی کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟

الجواب:۔ اس طرح تالی بجانا حرام ہے اور یہ عقیدہ کہ تالی بجانے سے بلائیں دور ہوتی اور چور بھاگ جاتے ہیں جاہلانہ توہم پرستی ہے آیۃ الکرسی پڑھنا صحیح ہے اور حفاظت کا ذریعہ ہے۔

(۷) حضرت علیؓ کو مشکل کشا کہنا

سوال:۔ حضرت عرض ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شجرات اور حضرت نانوتویؒ کے قصائد میں ایک دو مقام ایسے ہیں جن کو بریلوی حضرات سامنے رکھ کر ہمارے نوجوانوں کے ذہن خراب کرتے ہیں ہمیں ان اشعار کا مطلب اور حکم مطلوب ہے امید ہے

دست شفقت دراز فرمائیں گے ان اشعار کی فوٹو کاپی ارسال خدمت ہے۔

الجواب:۔ اصطلاحات کے فرق سے مفہوم میں فرق آجاتا ہے مشکل کشا فارسی کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں مشکل مسائل کو حل کرنے والا اور یہ لقب حضرت علیؓ کو حضرت عمر فاروق نے دیا تھا عربی میں اس کا ترجمہ حل العویصات ہے اردو میں آج کل مشکل کشا: کے معنی سمجھے جاتے ہیں لوگوں کے مشکل کام کرنے والا حاجی صاحب کے شعر میں وہ معنی مراد ہیں یہ معنی مراد نہیں۔

حضرت نانوتوی کے قصیدہ میں آنحضرت ﷺ کی روحانیت سے استشفاع (شفاعت طلب کرنا) ہے کرم احمدیؐ کو خطاب ہے اور یہ استمداد دنیا کے کاموں کے لئے نہیں بلکہ آخرت میں نجات اور دنیا میں استقامت علی الدین کے لئے ہے. جس طرح عشاق اپنے محبوبوں کو خطاب کرتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی آواز ان کے محبوب کے کان تک نہیں پہنچتی اور واقعی ان کو سنانا مقصود بھی نہیں ہوتا بلکہ اظہار عشق ومحبت کا ایک پیرایہ ہے اسی طرح اکابرؒ کے کلام میں آنحضرت ﷺ کو جو خطاب کیا گیا ہے وہاں بھی اظہار عشق ومحبت اور طلب شفاعت مقصود ہے نہ کہ اس زندگی میں اپنے کاموں کے لئے مدد طلب کرنا اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ بندوں کے اعمال آنحضرت ﷺ کی خدمت پر پیش کئے جاتے ہیں سو اگر کوئی آنحضرت ﷺ کو اسی خیال سے خطاب کرتا ہے کہ اس کا یہ معروضہ بارگاہ نبوی پر پیش ہوگا تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی کے نام خط لکھ رہا ہو اور اس سے اپنے خط پر خطاب کر رہا ہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مکتوب الیہ اس خط کو پڑھے گا۔

الغرض اگر عقیدہ فاسدہ نہ ہو تو آنحضرت ﷺ حاضر وناظر ہیں تو ان خطابات کی صحیح توضیح ممکن ہے ہاں عقیدہ فاسدہ ہو تو خطاب ممنوع ہوگا۔

نوٹ:۔ اس ناکارہ نے اختلاف امت اور صراط مستقیم میں بھی اس پر تھوڑا سا لکھا ہے اس کو بھی ملاحظہ فرمالیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۸) عزت کی بچاؤ کی خاطر قتل کرنا

سوال:۔ کسی مسلمان یا غیر مسلم نے کسی مسلمان لڑکی کی عزت پر حملہ کیا تو کیا مسلمان لڑکی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی عزت کی بچاؤ کے لئے حملہ آور کو قتل کردے؟

الجواب:۔ بلاشبہ جائز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۹) عصمت پر حملہ کے خطرہ سے کس طرح بچے

سوال:۔ کسی مسلمان کی بیوی بیٹی بہن یا ماں کی عصمت کو خطرہ لاحق ہے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں تو کیا مسلمان مرد کو یہ جائز ہے کہ وہ عزت پر حملہ ہونے سے پہلے چاروں کو قتل کر دے۔

الجواب:۔ ان چاروں کو قتل کرنے کے بجائے حملہ آور کو قتل کر دے یا خود شہید ہو جائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۰) عصمت کے خطرہ کی پیش نظر لڑکی کا خودکشی کرنا

سوال:۔ اسلام نے خودکشی کو حرام قرار دیا ہے اور خودکشی کرنے والے کو جہنم کا سزاوار کہا ہے زندگی میں بعض مرتبہ ایسے سنگین حالات پیش آتے ہیں کہ لڑکیاں اپنی زندگی کو قربان کر کے موت کو گلے لگانا پسند کرتی ہیں دوسرے الفاظ میں وہ خودکشی کر لیتی ہیں مثلاً اگر کسی لڑکی کی عصمت کو خطرہ لاحق ہو اور بچاؤ کا کوئی بھی راستہ نہ ہو تو وہ اپنی عصمت کی خاطر خودکشی کر لیتی ہے اس کا عظیم مظاہرہ تقسیم ہند کے وقت دیکھنے میں آیا جب بے شمار مسلمان خواتین نے ہندوؤں اور سکھوں سے اپنی عزت محفوظ رکھنے کی خاطر خودکشی کر لی باپ اپنی بیٹیوں کو اور بھائی اپنی بہنوں کو تاکید کرتے تھے کہ وہ کنوئیں میں کود کر مر جائیں لیکن ہندوؤں سکھوں کی ہاتھ نہ لگیں آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں براہ کرم یہ بتائیں کہ مندرجہ بالا حالات میں لڑکیوں اور خواتین کا خودکشی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ قانون تو وہی ہے جو آپ نے ذکر کیا باقی جن لڑکیوں کا آپ نے ذکر کیا ہے توقع ہے کہ ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ ہوگا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۱) میاں بیوی کا ایک دوسرے کے مخصوص اعضاء دیکھنا۔

سوال:۔ جماع کے وقت بیوی کا تمام بدن مقام خاص اور دوسرے اعضاء دیکھنا جائز ہے یا

نہیں؟

الجواب:۔ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے بدن کو دیکھنا جائز ہے لیکن بے ضرورت دیکھنا اچھا نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۲) عورت کا عورت کو بوسہ دینا

سوال:۔ محترم کی خدمت میں اس سے پہلے بھی یہ سوال پوچھ چکی ہوں کہ کیا اسلام میں دوست کی کس **(KISS)** (بوسہ لینا) لینا جائز ہے یا ناجائز مگر جناب نے میری اس بات کا کوئی نوٹس ہی نہ لیا کیا وجہ ہے کیا ہماری اس پریشانی کو حل نہیں کر سکتے پلیز جلد از جلد میرا اس سوال کا جواب دیں کیونکہ ہم جب بھی دو دوست آپس میں **(KISS)** کرنے لگتی ہیں تو فوراً اس عمل سے کنارہ کشی اختیار کرنا پڑتی ہے حالانکہ قرآن وحدیث کی رو سے تو ایک دوسرے کو پاک بوسہ دینا چاہئے۔

الجواب:۔ مرد کا مرد کو اور عورت کا عورت کو بوسہ دینا جائز ہے بشرطیکہ شہوت اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ (درمختار) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۳) نامحرم مردوں سے چوڑیاں پہننا

سوال:۔ ہماری مائیں بہنیں جو کہ برقعہ کا اہتمام کرتی ہیں لیکن عید وغیرہ کے موقع پر جب چوڑیاں پہنتی ہیں اور اپنا ہاتھ نامحرم انسان کے ہاتھ میں دیتی ہے تو ایسے پردہ کا فائدہ ہے یا معذوری ہے؟

الجواب:۔ عورتوں کا نامحرم مردوں سے چوڑیاں پہننا حرام ہے حدیث میں اس کو خنزیر کا گوشت چھونے سے بھی بدتر فرمایا۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۴) سورہ النساء کی آیت نمبر ۳۱ سے عورتوں کے لئے کاروبار کرنے کی اجازت ثابت نہیں ہوتی

سوال:۔ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۲ء کے روزنامہ جنگ میں ایک محترمہ نے کراچی اسٹاک ایکسچینج

کے نومنتخب عہدیداران کے استقبالیہ میں تقریر کرتے ہوئے سورہ النساء کی آیت نمبر ۳۱ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ عورت جو کماتی ہے وہ اس کا حصہ ہے اور مرد جو کماتا ہے وہ اس کا حصہ ہے لہذا عورتوں کو کاروبار کرنے کی اجازت ہے جب کہ قرآن میں اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے۔ قرآن مجید کے ترجمہ سے کہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں کاروبار اعلانیہ کرسکتی ہیں جب کہ ہر شخص کی طرح عورتوں کو بھی ان کے اعمال کا حصہ ملے گا اور مردوں کو بھی ان کے اعمال کا حصہ ملے گا تو محترمہ نے کاروبار کا مفہوم کہاں سے نکال لیا اس سے قبل ایک مولانا صاحب نے بھی مرحوم جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے ریفرنڈم کے زمانہ میں خطاب کے دوران اسی قسم کا ترجمہ کیا تھا اور ان کو مرحوم نے مجلس شوریٰ کا ممبر نامزد کیا تھا کیونکہ مرحوم بھی اس زمانہ میں پاک پتن شریف میں تقریر کرتے ہوئے خواتین کے اجتماع سے خطاب کے دوران یہی ترجمہ کیا تھا کہ عورت کاروبار کرسکتی ہے جس کی تائید کرنے پر مولانا محترم کو مجلس شوریٰ کا ممبر نامزد کیا گیا لہذا آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ آپ برائے کرم مندرجہ بالا آیت مبارکہ کی صحیح ترجمہ شائع فرما کر امت مسلمہ کو کسی نئے تنازع سے بچائیں۔

الجواب:۔ یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں اول یہ کہ عورت کے لئے کسب معاش کا کیا حکم ہے میں اس مسئلہ کی وضاحت پہلے بھی کرچکا ہوں کہ اسلام نے بنیادی طور پر کسب معاش کا بوجھ مرد کے کندھوں پر ڈالا ہے اور خواتین کے خرچہ اخراجات ان کے ذمہ ڈالے ہیں خاص طور پر شادی کے بعد اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے اور یہ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے جس پر دلائل پیش کرنا کار عبث نظر آتا ہے ابلیس مغرب نے صنف نازک پر جو سب سے بڑا ظلم کیا ہے وہ یہ کہ مساوات مردوزن کا فسوں پھونک کر عورت کو کسب معاش کی گاڑی میں جوت کر مردوں کا بوجھ ان پر ڈال دیا اور جن حضرت کا آپ نے تذکرہ کیا ہے اور وہ اسی مسلک کے نقیب اور داعی ہیں اور اس کی وجہ سے جو جو خرابیاں مغربی معاشرہ میں رونما ہوچکی ہیں وہ ایک مسلمان معاشرہ کے لئے لائق رشک نہیں بلکہ لائق شرم ہیں ہاں بعض صورتوں میں بے چاری عورتوں کو مردوں کا یہ بوجھ اٹھانا پڑتا ہے ایسی عورتوں کا کسب معاش پر مجبور ہونا ایک اضطراری حاجت ہے اور اپنی عفت وعصمت اور نسوانیت کی حفاظت کرتے ہوئے وہ کوئی شریفانہ ذریعہ معاش اختیار کریں تو اس کی اجازت ہے دوسرا مسئلہ بیگم صاحبہ کا قرآن کریم کی آیت سے استدلال ہے اس کے

بارے میں مختصراً یہی عرض کیا جا سکتا ہے کہ آیت شریف کا موصوفہ کے دعویٰ کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں بلکہ یہ آیت ان کے دعوے کی نفی کرتی ہے کیونکہ اس آیت شریف کا نزول بعض خواتین کے اس سوال پر ہوا تھا کہ ان کو مردوں کے برابر کیونکہ نہیں رکھا گیا: مردوں کو میراث کا دگنا حصہ ملتا ہے حضرت مفتی محمد شفیعؒ تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں ماقبل کی آیتوں میں میراث کے احکام گزرے ہیں ان میں یہ بھی بتلایا جا چکا ہے کہ میت کے ورثہ میں اگر مرد اور عورت ہو اور میت کی طرف سے رشتہ کی نسبت ایک ہی طرح کی ہو تو مرد کو عورت کی بہ نسبت دگنا حصہ ملے گا اسی طرح کے ور فضائل بھی مردوں کے ثابت ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس پر ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ہم کو آدھی میراث ملتی ہے اور بھی فلاں فلاں فرق ہم میں اور مردوں میں ہے۔

مقصد اعتراض کرنا نہیں تھا بلکہ ان کی تمنا تھی کہ اگر ہم لوگ بھی مرد ہوتے تو مردوں کے فضائل ہمیں بھی حاصل ہو جاتے بعض عورتوں نے یہ تمنا کی کہ کاش ہم مرد ہوتے تو مردوں کی طرح جہاد میں حصہ لیتے اور جہاد کی فضیلت ہمیں حاصل ہو جاتی۔

ایک عورت نے حضور ﷺ سے عرض کیا مرد کو میراث میں دگنا حصہ ملتا ہے اور عورت کی شہادت بھی مرد سے نصف ہے تو کیا عبادات و اعمال میں بھی ہم کو نصف ہی ثواب ملے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں دونوں قولوں کا جواب دیا گیا ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے قول کا جواب **ولا تتمنوا** سے دیا گیا اور اس عورت کے قول کا جواب "لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ" سے دیا گیا۔

(تفسیر معارف القرآن صفحہ ۳۸۸ ج)

خلاصہ یہ کہ آیت شریفہ میں بتایا گیا کہ مرد و عورت کے خصائص الگ الگ اور ان کی سعی و عمل کا میدان جدا جدا ہے عورتوں کو مردوں کی اور مردوں کو عورتوں کی ریس کیا! اس کی تمنا بھی نہیں کرنی چاہئے قیامت کے دن ہر شخص کو اس کی اپنی سعی و عمل کا پھل ملے گا مردوں کو ان کی محنت کا اور عورتوں کو ان کی محنت کا مرد ہو یا عورت کسی کو اس کی محنت کے ثمرات سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔

بیگم صاحبہ نے جو مضمون اس آیت شریفہ سے اخذ کرنا چاہا ہے وہ یہ ہے کہ مردوں کی دنیوی کمائی ان کو ملے گی عورتوں کا اس میں کوئی حق نہیں اور عورتوں کی محنت مزدوری ان کی ہے مردوں کا اس میں کوئی حق نہیں اگر یہ مضمون صحیح ہوتا ہے تو دنیا کی کوئی عدالت بیوی کی نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر نہ ڈالا کرتی اور عدالتوں میں نان ونفقہ کے جتنے کیس دائر ہیں ان سب کو یہ کہہ کر خارج

کر دینا چاہئے کہ محترمہ کی تفسیر کے مطابق مرد کی کمائی مرد کے لئے ہے عورت کا اس میں کوئی حق نہیں استغفر اللہ تعجب ہے کہ ایسی کھلی بات بھی لوگوں کی عقل میں نہیں آتی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۵) بسم اللہ کی بجائے ۷۸٦ تحریر کرنا

سوال:۔ ہمارا ایک مسئلہ پر بحث ومباحثہ چلتا رہا جس میں ہر ایک شخص اپنے اپنے خیالات پیش کرتا رہا مگر تسلی ان باتوں سے نہ ہوئی بحث کا مرکز ۷۸٦ تھا جو کہ عام خط و کتابت میں پہلے تحریر کیا جاتا ہے جس کا مقصد ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جانتے ہیں آیا خط کے اوپر ۷۸٦ لکھنا جائز ہے اگر جائز ہے تو ۷۸٦ کیا ہے اور کس طرح بسم اللہ مکمل بنتا ہے اور ہاں کئی آدمیوں کی رائے ہے کہ یہ ہندوؤں کے کسی آدمی نے بات نکالی ہے تاکہ مسلمانوں کو اس کے لکھنے کے ثواب سے محروم کیا جائے یعنی مکمل وضاحت فرمائیں تاکہ کوئی ایسی غلطی یا بات نہ ہو کہ ہم گناہ کے مرتکب ہوں۔

الجواب:۔ ۷۸٦ بسم اللہ شریف کے عدد ہیں بزرگوں سے اس کے لکھنے کا معمول چلا آتا ہے غالباً اس کا رواج اس لئے ہوا کہ خطوط عام طور پر پھاڑ کر پھینک دیئے جاتے ہیں جس سے بسم اللہ شریف کی بے ادبی ہوتی ہے اس بے ادبی سے بچانے کے لئے غالباً بزرگوں نے بسم اللہ کے اعداد لکھنے شروع کئے اس کو ہندوؤں کی طرف منسوب کرنا تو غلط ہے البتہ اگر بے ادبی کا اندیشہ نہ ہو تو بسم اللہ ہی لکھنا بہتر ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

متفرق مسائل

(١٦) انسان کا ضمیر مطمئن ہونا چاہئے کسے کہتے ہیں

سوال:۔ ایک لفظ ضمیر گفتگو میں کافی استعمال ہوتا ہے اس لفظ کو مختلف طور پر استعمال کیا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ میرا ضمیر جاگ گیا ہے بعض کو کہتے ہیں سنا ہے کہ فلاں آدمی کا ضمیر مرگیا ہے آدمی کا ضمیر مطمئن ہونا چاہئے ضمیر کی شرعی حیثیت کیا ہے۔

الجواب:۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے دل میں نیکی اور بدی کو پہچاننے کی ایک قوت رکھی ہے جس طرح ظاہری آنکھیں اگر اندھی نہ ہوں تو سیاہ وسفید کے فرق کو پہچانتی ہیں اسی طرح دل کی وہ قوت جس کو بصیرت کہا جاتا ہے صحیح کام کرتی ہو تو وہ بھی نیکی اور بدی کے فرق کو پہچانتی ہے۔ اگر آدمی کوئی غلط کام کرے تو آدمی کا دل اس کو ملامت کرتا ہے اسی کو ضمیر کہا جاتا ہے لیکن جب آدمی مسلسل غلط کام کرتا رہے تو رفتہ رفتہ اس کا دل اندھا ہو جاتا ہے اور وہ نیکی و بدی کے درمیان فرق کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اسی کا نام ضمیر کا مرجانا ہے جن لوگوں کا ضمیر زندہ اور قلب کی بصیرت تابندہ اور روشن ہو ان کو بعض اوقات فتویٰ دیا جاتا ہے کہ فلاں چیز جائز ہے مگر ان کا ضمیر ان پر مطمئن نہیں ہوتا اس لئے ایسے ارباب بصیرت ایسی چیز سے پرہیز کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا ہے اپنے دل سے فتویٰ پوچھو خواہ فتویٰ دینے والے تمہیں جواز کا فتویٰ دیں۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(١٧) غیر مسلم جیسی وضع وقطع والی عورت کی میت کو کس طرح پہچانیں

سوال:۔ گذشتہ جنگ ١٩٧١ء جو مشرقی پاکستان میں لڑی گئی میں بھی وہاں موجود تھا سرحدی علاقوں (بھارت و بنگلہ دیش) جہاں ہندو مسلمان کی ملی جلی آبادی تھی بڑی سخت لڑائی ہوئی اس طرح وہاں کے بہت سے شہری بھی اجل کا شکار ہوئے ایک جگہ ہم لوگوں کو ایک عورت کی لاش نظر آئی ہم لوگ اس لاش کو دیکھ کر بڑے شش و پنج میں مبتلا ہوئے کہ آیا یہ لاش مسلمان عورت کی ہے یا کسی غیر مسلم کی بہرحال اس وقت وقت کی نزاکت کی پیش نظر ہم نے اسے دریا برد کر دیا مگر آج

تک یہ سوال ذہن میں بار بار آتا ہے کہ اگر وہ مسلمان عورت کی لاش تھی تو اس کی باقاعدہ تکفین و تدفین کرنی چاہئے تھی مگر مشکل امر شناخت میں یہ ہے کہ ان سرحدی علاقوں میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کا لباس رہن سہن اتنا مماثل ہوتا ہے کہ بغیر کسی ثبوت کے یہ باور کرنا مشکل ہوتا ہے کہ مسلمان ہے یا ہندو۔ آپ سے شرعی حیثیت سے سوال کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا حالات میں یا ایسے ہی ملتے جلتے واقعات میں عورت کی لاش کی شناخت کرنا کس طرح ممکن ہے۔

الجواب:۔ جب مسلمان اپنے وجود سے اسلامی علامات کو کھرچ کھرچ کر صاف کر ڈالیں اور شکل وشباہت لباس و پوشاک تک میں غیر مسلموں سے مشابہت کرلیں تو میں شناخت کا طریقہ کیا بتا سکتا ہوں آنحضرت ﷺ کا ارشاد تو یہ ہے۔ ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں شمار ہوگا۔ (مسند احمد صفحہ ۵۰ ج ۲) (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۸) پاخانہ میں تھوکنا

سوال:۔ میں نے سنا ہے کہ پاخانے میں تھوکنا منع ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ خلاف ادب ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۱۹) جنس کی تبدیلی کے بعد شرعی احکام

سوال:۔ جیسا کہ رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ مرد کو عورت اور عورت کو مرد کی مشابہت اختیار کرنا سخت گناہ ہے مگر آج کل جو جنسی تبدیلی کا سلسلہ شروع ہوا ہے شریعت کی رو سے کہاں تک صحیح ہے اگر یہ صحیح ہے تو وہ مرد کی رو سے کہاں تک صحیح ہے اگر یہ صحیح ہے تو وہ مرد جو جنسی تبدیلی کے بعد عورت میں تبدیل ہو گئے ان کا انجام کل قیامت کو کیا ہوگا وہ جنت میں مرد کی حیثیت سے داخل ہوں گے یا عورت کی اور ان مرد سے پیدا ہونے والی اولاد کا کیا انجام ہوگا امید ہے اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائیں گی۔

الجواب:۔ جنسی تبدیلی اگر حقیقت واقعہ ہے تو اس کا مشابہت کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں

بلکہ جنس تبدیل ہونے کے بعد وہ جس صنف میں شامل ہوا ہے اسی صنف کے احکام اس پر جاری ہوں گے اگر لڑکی کی جنس تبدیل ہوگئی اور وہ واقعتا لڑکا بن گئی تو اس پر مردوں کے احکام جاری ہوں گے اور اگر لڑکا تبدیلی جنس کے بعد سچ مچ لڑکی بن گیا تو اس پر تبدیلی کے بعد لڑکیوں کے احکام جاری ہوں گے مشابہت جو ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ مرد مرد ہوتے ہوئے عورتوں کی مشابہت کرکے یا عورت عورت ہوتے ہوئے مردانہ پن اختیار کرے اس پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۰) رخصتی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر نو سال تھی

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں کہ علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے وقت عمر کیا تھی کیا اس میں اختلاف ہے کہ آپ کی عمر ۹ سال سے زیادہ تقریباً ۱۲ سال تک تھی کیا کسی حدیث سے اس قسم کا ثبوت ہے؟ اگر ہے اس حدیث کی کیا حیثیت ہے نیز اس بارے میں علماء حضرات کا اجتماعی مؤقف کیا ہے؟

الجواب:۔ رخصتی کے وقت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال تھی اس کی تصریح مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

(۱) صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۵۷۷۔

(۲) صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۴۵۶۔

(۳) ابوداؤد ج ۱ صفحہ ۲۸۹۔

(۴) ترمذی ج ۱ صفحہ ۱۳۲۔

(۵) نسائی ج ۲ صفحہ ۹۱۔

(۶) ابن ماجہ صفحہ ۱۳۵۔

(۷) دارمی ج ۲ صفحہ ۸۲۔

(۸) مسند احمد ج ۴ صفحہ ۴۲۔۱۱۸۔۲۱۱۔۲۸۰۔

(۹) طبقات ابن سعد ج ۸ صفحہ ۴۰۔۴۴۔۵۴۔

(۱۰) الاصابہ ج ۴ صفحہ ۳۵۹۔

(۱۱) الاستیعاب بر حاشیہ اصابہ۔ ج ۴ صفحہ ۳۵۹۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۱) رضا بالقضا سے کیا مراد ہے؟

سوال: ۔ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ جب کسی بندہ کو محبوب بناتا ہے تو اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے پس اگر وہ صابر بنا رہتا ہے تو اس کو منتخب کرتا ہے اور اگر اس کی قضا پر راضی ہوتا ہے تو اس کو برگزیدہ کر لیتا ہے مصیبت پر صابر بنا رہتا ہے پھر قضا پر راضی رہنے سے کیا مراد ہے؟

الجواب: ۔ یہ کہ حق تعالیٰ شانہ کے فیصلہ سے دل میں تنگی محسوس نہ کرے زبان سے شکوہ و شکایت نہ کرے بلکہ یوں سمجھے کہ مالک نے جو کیا۔ ٹھیک کیا طبعی تکلیف اس کے منافی نہیں اسی طرح اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے جائز اسباب کو اختیار کرنا اور اس کے ازالہ کی دعائیں کرنا رضا بالقضا کے خلاف نہیں۔ واللہ اعلم۔

سوال: ۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے چند صحابہ سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم مومنین مسلمین ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ مصیبت پر صبر کرتے ہیں اور راحت پر شکر کرتے ہیں اور قضاء پر راضی رہتے ہیں آپ نے فرمایا بخدا تم سچے مومن ہو؟

سوال یہ ہے کہ اس حدیث مبارک میں

(۱) مصیبت پر صبر سے کیا مراد ہے۔

(۲) راحت پر شکر سے کیا مراد ہے۔

(۳) اور قضا پر راضی رہتے ہیں سے کیا مراد ہے؟

الجواب: ۔ نمبر ۱ اور نمبر ۳ اوپر لکھ دیا راحت و نعمت پر شکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نعمت کو محض حق تعالیٰ شانہ کے لطف و احسان کا ثمرہ جانے اپنا ذاتی ہنر اور کمال نہ سمجھے زبان سے الحمدللہ کہے اور شکر بجا لائے اور اس نعمت کو حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے مصیبت زدہ لوگوں میں خرچ کرے اس نعمت پر اترائے نہیں واللہ اعلم۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۲) غنڈوں کی ہوس کا نشانہ بننے والی لڑکیاں معصوم ہوتی ہیں

سوال:۔ جو بچیاں آئے دن غنڈوں کی ہوس کا نشانہ بن جاتی ہیں ظاہر بات ہے وہ تو معصوم اور ناسمجھ ہیں چونکہ ان بے چاروں کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا اس لئے اگر خدانخوستہ جن معصوموں کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا ہو کیا اس سے ان کی نئی زندگی پر اثر پڑے گا یا وہ بے گناہ ہیں؟

الجواب:۔ اس معاملہ میں وہ قطعاً بے گناہ ہیں آئندہ کا حال اللہ کو معلوم ہے۔

(۲۳) حادثات میں متاثر ہونے والوں کے لئے دستور العمل

سوال:۔ حضرت ایک حادثہ میں میرے میاں اور صاحبزادے کا انتقال ہوگیا اس وقت میری حالت نہایت ناقابل بیان ہے صبر نہیں ہوتا کیا کروں ان کی یاد بھلائے نہیں بھولتی کیا کروں؟

الجواب:۔ پیاری عزیزہ محترمہ سلمها الله تعالیٰ وحفظها السلام علیکم ورحمة الله وبركاته'.

آپ کے حادثہ کا سن کر بے حد رنج وقلق ہوا اور مجھے ایسے الفاظ نہیں مل پا رہے جن سے آپ کو پرسا دوں اور اظہار تعزیت کروں انا لله وانا اليه راجعون . آپ ماشاءاللہ خود بھی خوش فہم ہیں اور ایک اونچے علمی ودینی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں امید رکھتا ہوں کہ چند باتوں کو پیش نظر رکھیں گی۔

(۱) قرآن کریم حوادث ومصائب پر انا لله وانا اليه راجعون پڑھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے اور صبر پر بے شمار عنایتوں اور رحمتوں کا وعدہ فرمایا گیا ہے اس پاکیزہ کلمہ کو دل وزبان سے کہا کریں۔

(۲) ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس کریم آقا کی عنایتیں اور رحمتیں بندوں کے حال پر اس قدر مبذول ہیں کہ ہم بندے ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور شکر سے عاجز ہیں جن چیزوں کو ہم آفات ومصائب اور تکالیف سمجھتے ہیں ان میں بھی حق تعالیٰ شانہ کی بے شمار عنایتیں شفقتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں کہ ان تک رسائی سے ہماری عقل وفکر عاجز ہے بس اجمالاً یہ عقیدہ رکھا جائے (اور اس عقیدہ کو اپنا حال بنالیا جائے) کہ اس کریم آقا کی جانب سے جو کچھ پیش آیا ہے وہ

ہمارے لئے سراسر رحمت ہی رحمت ہے گو ہم اس کو نہ سمجھ سکیں۔

(۳) آپ نے یہ دیکھا ہوگا کہ بہت سے بڑے لوگوں کو یہ حادثہ پیش آیا ہو کہ بچپن ہی میں والدین کا سایہ ان کے سر سے اٹھ گیا لیکن عنایت خداوندی نے ان کو اپنے سائے میں لے لیا اور وہ دنیا میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور ایک دنیا نے ان کے سائے میں پناہ لی خود ہمارے آقا سرور کائنات فکر موجودات محمد ﷺ (فلدہ اروا حنا وآ بائنا وامہا تنا) کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ ابھی بساط وجود پر قدم نہیں رکھا تھا کہ سایہ پدری سے محروم کردیئے گئے اور بچپن ہی میں ماں کی شفقت مادری بھی چھن گئی لیکن کریم آقا نے اس یتیم بچے کو ایسا اٹھایا کہ دونون جہاں اسکے سائے کے نیچے آگئے (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم) آپ کی بچے اگر سایۂ پدری محروم ہوگئے تو غم نہ کیجئے انشاء اللہ رحمت وعنایت خداوندی ان کے سر پر سایہ فگن ہے جو باپ کی شفقت سے ان کے حق میں ہزار درجہ بہتر ہوگی ان بچوں کے غم میں گھلنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے حق میں کریم آقا سے دعاؤں اور التجاؤں کی ضرورت ہے۔

(۴) یہ دنیا ہمارا گھر نہیں ہمارا وطن اور ہمارا گھر جنت ہے حضرت مرزا مظہر جان جاناں کا شعر ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ مر گیا مظہر
حالانکہ اپنے گھر گیا مظہر

ہمارے حضرت حکیم الامت نے اپنے ایک عزیز جناب ظفر احمد تھانوی مرحوم کو ان کے والد ماجد کے سانحۂ ارتحال پر جو گرامی نامہ تحریر فرمایا تھا اس کو بار بار پڑھا کر۔

(۵) آپ کے شوہر کا حادثہ مکہ و مدینے کے سفر کے دوران پیش آیا انشاء اللہ یہ شہادت کی موت ہے حق تعالیٰ شانہ کے یہاں ان کو جو کچھ ملا دنیا کی مکدر اور فانی لذتوں سے بدر جہا بہتر ہے اور آپ کو اس حادثہ پر صبر وشکر کرنے کی بدولت جو اجر وثواب ملے گا وہ مرحوم کے وجود سے زیادہ قیمتی ہے۔

پس ان کی جدائی سے نہ انشاء اللہ ان کو خسارہ ہوگا، آپ کو نہ دیگر پسماندگان کو۔

(۶) البتہ ان کی جدائی سے رنج وصدمہ کا ہونا ایک فطری اور طبعی امر ہے تاہم اس کا تدارک بھی صبر وشکر ہمت واستقلال اور راضی برضا مولا ہونے سے ہوسکتا ہے۔ بے صبری اور جزع اور فزع سے نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو اور آپ کے بچوں کو ہمیشہ اپنے سایہ رحمت میں رکھے اور صبر و شکر اور رضا بالقضاء کی توفیق عطا فرمائے۔

(ے) دنیا کی بے ثباتی یہاں کی راحت وخوشی کی ناپیداری کو ہمیشہ یاد رکھا جائے حقوق بندگی بجالانے اور آخرت کے گھر کی تیاری میں کوتاہی نہ کی جائے اور یہاں کی دل فریبیوں اور یہاں کی عیش وعشرت اور رنج ومصیبت کے بکھیڑوں میں الجھ کر آخرت فراموشی خدا فراموشی بلکہ خود فراموشی اختیار نہ کی جائے یہی مضمون ہے "اناللہ وانا الیہ راجعون" کا۔

دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں اپنی رضاء ومحبت نصیب فرمائے ہماری کوتاہیوں اور گندگیوں کی پردہ پوشی فرمائے اور اپنی رحمت بے پایاں کے ساتھ دنیا میں بھی ہماری کفایت فرمائے اور آخرت میں اپنے محبوب ومقبول بندوں کے ساتھ ہمیں ملحق فرمائے۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۴) عریانی کا علاج عریانی سے

سوال:۔ عریانی لعنت ہے ایک کینسر ہے ملک وملت کے لئے نقصان دہ ہے اس قسم کے بیان پڑھتے اور سنتے رہتے ہیں چنانچہ جناب راجہ ظفر الحق وزیر اطلاعات ونشریات کا بیان ہے۔

عریانی ایک کینسر کی طرح قوم کے جسم میں پھیلی ہوئی ہے اسے اگر نہ روکا گیا تو اس کی پتلی دھار ایک بڑا دھارا بن سکتی ہے حکومت اس لعنت کو ختم کرنے کا تہیہ کر چکی ہے انہوں نے کہا کہ ملک میں نظام اسلام کے نفاذ میں ملک کے نوجوانوں کو عظیم کردار ادا کرنا ہے۔ (جنگ کراچی ۱۳ فروری ۱۹۸۲ء)

مگر اس کا علاج کوئی نہیں بتاتا کوئی آپ جناب سے درخواست ہے اس کا علاج تجویز فرمادیں۔

الجواب:۔ عریانی بلاشبہ ایک لعنت ہے اور کوئی شک نہیں کہ یہ قوم کے مزاج میں کینسر کی طرح سرایت کر چکی ہے راجہ صاحب کے بقول حکومت اس لعنت کو ختم کرنے اور قوم کو اس کینسر سے نجات دلانے کا تہیہ بھی کر چکی ہے لیکن حکومت نے اپنے اس تہیہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جولائحہ عمل مرتب فرمایا ہے وہ بھی راجہ صاحب ہی کی زبانی سن لیجئے۔

اطلاعات ونشریات کے وفاقی وزیر راجہ ظفر الحق نے خواتین کو بہترین تعلیم دینے پر زور دیا ہے تاکہ وہ معاشرہ میں فعال کردار ادا کرسکیں وقار النساء گرلز ہائی اسکول راولپنڈی کے سالانہ یوم اسپورٹس اور جوبلی تقریبات میں بطور مہمان خصوصی تقریر کرتے ہوئے راجہ صاحب نے کہا کہ حکومت خواتین کو ایسی تعلیم وتربیت دینے کے سلسلہ میں عملی کردار ادا کر رہی ہے کہ قوم کی بیٹیاں ہر شعبہ حیات میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرسکیں انہوں نے کہا کہ ہماری آبادی کا نصف حصہ خواتین پر مشتمل ہے اور اس اعتبار سے انہیں ہر شعبہ حیات میں مثالی طور پر آگے آنے اور اپنی لیاقت اور صلاحیت کے اظہار کے مساوی حقوق ملنے چاہئے۔ (نوائے وقت کراچی ۱۴ فروری ۱۹۸۲ء)

گویا عریانی کی لعنت کو ختم کرنے اور اس کینسر سے قوم کو نجات دلانے کے لئے حکومت نے جو عملی خاکہ مرتب کیا ہے وہ یہ ہے کہ قوم کی بیٹیوں کو گھروں سے نکالا جائے اور ہر شعبہ زندگی میں مردوں کے برابر ان کی بھرتی کی جائے فوج اور پولیس میں آدھے آدمی ہوں آدھی عورتیں دفاتر میں عورتوں کی تعداد مردوں کے مساوی ہو کابینہ اور شوریٰ میں دونوں کی تعداد نصف ونصف ہو اسکولوں کالجوں اور دانش گاہوں میں آدھے لڑکے ہوں اور آدھی لڑکیاں یہ ہے حکومت کا وہ تیر بے ہدف علاج جس کے ذریعہ عریانی کا خاتمہ ہوگا۔ اور قوم کو عریانی کے عفریت سے نجات ملے گی اس طریقہ علاج کو یوں بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ حکومت ایک صنف کو دوسری صنف سے جو حجاب ہے اور جس سے عریانی کا تصور ابھرتا ہے وہ ختم ہوجائے ظاہر ہے کہ جب دونوں کے حدود عمل کی تفریق مٹ جائے گی تو عریانی آپ سے آپ ختم ہوجائے گی اور قوم کو اس لعنت کے گرداب سے نجات مل جائے گی۔ بقول اقبال:

شیخ صاحب بھی تو پردہ کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہوگئے
وعظ میں فرمادیا تھا آپ نے کل صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہوگئے

راجہ صاحب خواتین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت پر بھی زور دیا ہے تربیت ایک مبہم سالفظ ہے اس کی عملی تشریح وتفسیر بھی راجہ صاحب نے فرمادی ہے ملاحظہ فرمائیے:

”وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات راجہ ظفر الحق نے آج وقار النساء اسکول کی طالبہ حاذقہ محمود

کے لئے ایک خصوصی انعام کا اعلان کیا اس طالبہ نے اسکول کے جشن سیمین پر سالانہ کھیل کود کے موقع پر انتہائی خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت کی تھی جہاں وزیر موصوف مہمان خصوصی تھے وزارت اطلاعات کی جانب سے دیا جانے والا ایک ہزار روپے کا انعام کتابوں کی شکل میں ہوگا۔'' (نوائے وقت)

(۲۵) اسلام ڈھانے کی سازشیں

سوال:۔ آج کل کا بے دین طبقہ خصوصاً پڑھے لکھے اور صحافی قسم کے لوگوں نے اسلام کے خلاف تہیہ کرلیا ہے حضرت! طبیعت پر بہت ہی اثر ہوتا ہے کہیں یہ اسلام ڈھانے کی سازش تو نہیں؟

الجواب:۔ ایوب خان مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے عروج واقبال نصیب فرمایا تو انہیں اکبر بادشاہ کی طرح اجتہاد مطلق کی سوجھی اور دینی مسائل میں تحریف وکتر بیونت کی راہ ہموار کرنے کے لئے ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب بالقابہ کی خدمت حاصل کی گئیں اور انہوں نے اسلام کے تمام متفقہ مسائل کو روایتی اسلام کا نام دے کر ان کے خلاف ایک محاذ کھول دیا اس سے ملک میں بے چینی پیدا ہوئی اور احتجاج کے سیلاب میں نہ تو صرف ایوب خان کی حکومت بہہ گئی بلکہ بعد میں جو بھیانک حالات پیش آئے وہ سب کو معلوم ہیں خلاصہ یہ کہ ملک دونیم ہوگیا اور افراتفری کا ایک ایسا مختتم سلسلہ شروع ہوا جس نے ملک وقوم کو شدید بحران میں مبتلا کردیا۔

سوئے اتفاق سے آج پھر اسلام کے مسلمہ مسائل کے خلاف اخباروں کے اوراق سیاہ کئے جارہے ہیں پروفیسر رفیع اللہ شہاب اور کوثر نیازی ایسے لوگ اسلامی مسائل پر خامہ فرسائی فرما رہے ہیں علماء اسلام کی تحقیر کی جارہی ہے انہیں تنگ نظر وکم فہمی کے طعنے دیئے جارہے ہیں۔

ہمیں اسلام کے بارے میں تو الحمدللہ اطمینان ہے کہ نہ ڈاکٹر فضل الرحمان کی تحریفات سے اس کا کچھ بگڑا اور نہ موجودہ دور کے متجددین کے قلمی معرکے اس کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں، اندیشہ اگر ہے تو ملک وقوم کے بارے میں ہے کہ کہیں خدانخواستہ ہماری شامت اعمال کی بدولت ایوب کا آخری دور تو واپس نہیں آرہا اور کیا اسلامی مسلمات کی تحقیر اور علماء اسلام کی تذلیل کسی نئے طوفان کا پیش خیمہ تو نہیں ہوگی ہمیں معلوم ہے کہ حکومت آزادی قلم کا احترام کرتی ہے اور یہ سب کچھ اگر

سرکاری آشیر باد سے نہ ہوتو آزادی قلم کا فیضان ہوسکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کا مرتکب ہوتو اس کے ہاتھ سے قلم چھین لیا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص فوج میں بددلی پھیلانے کی جرأت کرے تو اس کو آزادی قلم کا احترام کا مستحق نہیں سمجھا جاتا آخر دین اسلام نے کسی کا کیا بگاڑا ہے کہ کوئی شخص اسلامی مُسلّمات کے خلاف کتنی ہی نفرت پھیلائے اس کی آزادی قلم میں کوئی فرق نہیں آتا اور علماء اسلام کی کتنی ہی سوقیانہ (بازاری) تحقیر کرلے وہ آزادی قلم سے محروم نہیں ہوتا جس سے ملک وقوم کا خدا اور سول اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ یہ رویہ ہو غور فرمائیں کہ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ کا کیا ہوگا۔

(مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۶) اخبارات میں چھپنے والے لفظ اللہ کا کیا کریں؟

سوال:۔ اخبارات میں قرآنی آیات کے علاوہ ناموں کے ساتھ اللہ کا نام بھی ہوتا ہے ان کا کیا کیا جائے؟

الجواب:۔ کاٹ کر محفوظ کرلیا جائے تو بہتر ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۷) تمہارے قرآن پر پیشاب کرتی ہوں کہنے والی بیوی کا شرعی حکم

سوال:۔ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ میں تمہارے قرآن پر پیشاب کرتی ہوں اس واقعہ سے ان کے ایمان اور نکاح پر کیا اثر پڑا؟

الجواب:۔ تمہاری بیوی ان الفاظ سے مرتد ہوگئی اور تمہارے نکاح سے نکل گئی اگر وہ توبہ کرے تو ایمان کی تجدید کے بعد دوبارہ نکاح تم سے ہوسکتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۸) پیپسی مرنڈا وغیرہ بوتلوں کا پینا کیسا ہے؟

سوال:۔ آج کل ہمارے یہاں بازار میں پیپسی مرنڈا ٹیم اور سیون اپ پر چاروں مشروبات اس کے علاوہ دیگر مشروبات بہت مقبول ہیں خاص کر مندرجہ بالا یہ چار کہنا یہ چاہتی ہوں کہ ایک

مرتبہ پیپسی کی فیکٹری جانے کا اتفاق ہوا جہاں مجھے پتہ چلا کہ شکر اور چینی کا محلول تو پاکستان فیکٹری میں تیار ہوتا ہے لیکن ان مشروبات کا اصل جز جو بھی مادہ ہے وہ امریکہ سے آتا ہے) واضح رہے کہ یہ مشروبات پوری دنیا میں یعنی تمام مسلم اور غیر مسلم ممالک میں بنتے ہیں فیکٹری والے کے کہنے کے مطابق پوری دنیا میں اصل مادہ امریکہ ہی سے آتا ہے اس ڈر سے کہ اس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو لیکن یہ بہت بڑا مسئلہ ہے ہم لوگوں نے ان مشروبات سے پرہیز کرنا شروع کر دیا ہے کیونکہ اب تو ہر جگہ ان ہی مشروبات سے تواضع کی جاتی ہے نہ پینے پر لوگ کیا سے کیا سمجھتے ہیں اور یہ جو اکثر چیزیں غیر ممالک کی ہوتی ہیں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں اور ان مشروبات کو استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ میں تو ان مشروبات کو پیتا ہوں اگر کسی کو تحقیق ہو کہ یہ مشروبات ناپاک ہیں تو نہ پیے[1] (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۲۹) پاکی کے لئے ٹشو پیپر کا استعمال

سوال:۔ کیا پیشاب خشک کرنے کے لئے یا دوسری نجاست کو صاف کرنے کے لئے ڈھیلوں کی جگہ آج کل بازار میں عام طور پر **Toilet tissue paper** کو استعمال کیا جاتا ہے جائز ہے اگر کاغذ کے استعمال کے بعد پانی سے صاف کر لی جائے تو صفائی مکمل ہو گی یا نہیں؟

الجواب:۔ جو کاغذ خاص اسی مقصد کے لئے بنایا جاتا ہے اس کا استعمال درست ہے اور اس سے صفائی ہو جائے گی۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

کتا پالنا

(۳۰) کتا پالنا اور کتے والے گھر میں فرشتوں کا نہ آنا

سوال:۔ میں آپ سے کتا پالنے کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ اکثر کہا جاتا ہے کہ کتا رکھنا جائز نہیں ہے اس سے فرشتے گھر پر نہیں آتے میں لوگوں کے اس نظریئے سے کچھ

[1] مفتی صاحب کا یہ فتویٰ ان کی پاکی ناپاکی کی حد تک ہے البتہ موجودہ دور ۲۰۰۲ء میں ان کمپنیوں کی یہودیت اور مسلم دشمنی آشکار ہونے کی بناء پر جو ان کے بائیکاٹ کا فتویٰ ہے وہ الگ مسئلہ ہے۔ اگر حضرت مفتی صاحب شہیدؒ زندہ ہوتے تو سب سے پہلے انہی کا فتویٰ بائیکاٹ کے لئے ہوتا۔ (مرتب)

مطمئن نہیں ہوں آپ مجھے صحیح جواب دیں؟

الجواب: ۔ کتاب پالنا شوق کی چیز تو ہے نہیں البتہ ضرورت کی چیز ہو سکتی ہے چنانچہ شوق سے کتا پالنے کی تو ممانعت ہے البتہ کوئی شخص مکان کی حفاظت کے لئے یا کھیت کی یا مویشی کی حفاظت کے لئے یا شکار کی ضرورت کے لئے کتا پالے تو اس کی اجازت ہے اور یہ صحیح ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا حدیث شریف میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ سے ایک خاص وقت پر آنے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ مقررہ وقت پر نہیں آئے۔ آنحضرت ﷺ کو اس سے پریشانی ہوئی کہ جبرائیل امین تو وعدہ خلافی نہیں کر سکتے ان کے نہ آنے کی کیا وجہ ہوئی؟ آپ ﷺ نے دیکھا کہ آپ کی چارپائی کے نیچے کتے کا ایک بچہ بیٹھا تھا اس کو اٹھوایا گیا اس جگہ کو صاف کر کے وہاں چھڑکاؤ کیا گیا اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مقررہ وقت پر نہ آنے کی شکایت کی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ ﷺ کی چارپائی کے نیچے کتا بیٹھا تھا اور ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (مشکوۃ باب التصاویر صفحہ نمبر ۳۸۵)

(۳۱) کیا کتا انسانی مٹی سے بنایا گیا ہے اور اس کا پالنا کیوں منع ہے

سوال: ۔ میں نے آپ کی اس صفحہ میں پڑھا تھا کہ چاہے کتنا بھی اہم معاملہ ہو اگر گھر میں کتا ہوگا تو رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے لیکن یہ بتائیں کہ کیا کتے کی موجودگی میں گھر میں نماز ہو جائے گی اور قرآن کریم کی تلاوت جائز ہوگی ہمارے گھر میں قریب سب ہی لوگ نمازی ہیں اور صبح صبح قرآن کی تلاوت بھی کی جاتی ہے یہ چھوٹا سا کتا جو بے حد پیارا ہے اور نجاست نہیں کھاتا ہم مجبور ہو کر لاتے ہیں۔

براہ مہربانی یہ بھی بتائیں کہ آخر ہماری دین میں کتے جیسے وفادار جانور کو "گھر" سے کیوں نکالا گیا ہے میں نے سنا ہے کہ کتا دراصل انسانی مٹی سے بنا ہے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کی دھن پر شیطان نے تھوکا تھا تو وہاں سے تمام مٹی نکال کر پھینک دی گئی اور پھر اسی سے بعد میں کتا بنایا گیا، شاید اسی وجہ سے یہ بیچارہ انسان کی طرف دوڑتا ہے پاؤں میں لوٹتا ہے اور انسان بھی اس

سے محبت کئے بغیر نہیں رہ سکتا؟

الجواب:۔ جہاں کتا ہو وہاں نماز اور تلاوت جائز ہے یہ غلط ہے کہ کتا انسانی مٹی سے بنایا گیا کتا وفادار تو ہے مگر اس میں بعض ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جو اس کی وفاداری پر پانی پھیر دیتی ہیں ایک تو یہ کہ یہ غیر کا تو وفادار ہے لیکن اپنی قوم کا نہیں دوسرے اس کے منہ کا لعاب ناپاک اور گندہ ہے اور وہ آدمی کی بدن یا کپڑے سے مس ہو جائے تو نماز غارت ہو جاتی ہے اور کتے کی عادت ہے کہ وہ آدمی کو منہ ضرور لگاتا ہے اس لئے جس نے کتا پال رکھا ہو اس کے بدن اور کپڑوں کا پاک رہنا ازبس مشکل ہے تیسرے کتے کے لعاب میں ایک خاص قسم کا زہر ہے جس سے بچنا ضروری ہے یہ ہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس برتن کو جس میں کتا منہ ڈال دے سات مرتبہ دھونے اور ایک مرتبہ مٹی سے مانجھنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ ہی وہ زہر ہے جو کتے کے کاٹنے سے آدمی کے بدن میں سرایت کر جاتا ہے چوتھے کتے کے مزاج میں گندگی ہے جس کی علامت مردار خوری ہے اس لئے ایک مسلمان کی شایان شان نہیں کہ وہ بغیر ضرورت کے کتا پالے، ہاں ضرورت اور مجبوری ہو تو اجازت ہے۔

(۳۲) لاش کی چیر پھاڑ کا شرعی حکم

سوال:۔ کیا سائنسی تحقیق کے لئے اسلامی شریعت کی رو سے لاشوں کی چیر پھاڑ جائز ہے؟ کیا اس سے لاشوں کی بے حرمتی کا احتمال تو نہیں جب کہ لاشوں میں مرد اور عورتیں بھی ہوتی ہیں اور لاشیں بالکل ننگی ہوتی ہیں اور چیر نے پھاڑ نے والے مرد اور عورتیں دونوں ہوتے ہیں اگر بے حرمتی ہے تو اس کی سزا کیا ہے؟ اور کیا لڑکیوں کو اس طرح سے تعلیم حاصل کرنا جائز ہے؟ اور پھر مردوں کی موجودگی میں یہ کام کرنا جائز ہے بصورت دیگر کیا سزا ہے؟

الجواب:۔ لاشوں کی چیر پھاڑ شرعاً حرام ہے خصوصاً جنس مخالف کی لاش کی بے حرمتی اور بھی سنگین جرم ہے پھر لڑکوں لڑکیوں کے سامنے اور بھی قبیح ہے گورنمنٹ سے اس کے انسداد کا مطالبہ کرنا چاہئے اور جب تک یہ نہ ہو اس کو ناجائز سمجھتے ہوئے استغفار کرتے رہنا چاہئے۔

(۴۳) چھ ماہ کی حاملہ عورت کے مرنے پر بچہ کو آپریشن کے ذریعے نکالنا

سوال: ۔ اسلامی عقیدہ کے مطابق ۱۲۰ دن میں بچہ ماں کے پیٹ میں جاندار شمار ہوتا ہے یعنی ۱۲۰ دن مین ماں کے پیٹ میں پرورش پانے والے بچے میں جان آ جائے گی جب کہ میڈکل تھیوری کے لحاظ سے بھی ۱۲۰ دن کے بعد بھی بچے میں جان پیدا ہو جاتی ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی بیماری کی وجہ سے یا دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے حاملہ عورت چھ ماہ کے حمل میں وفات پا جاتی ہے جب کہ بچے کی پیدائش ۹ ماہ میں ہوتی ہے اب اگر بچے کو آپریشن کے ذریعے مردہ ماں کے پیٹ سے نکال لیا جائے تو شاید وہ بچ جائے لیکن اگر ماں کے پیٹ میں مرنے دیا جائے اور مردہ عورت کو دفنا دیا جائے تو جاندار بچے کو بھی زندہ درگور کر دیا گیا اب اس صورت میں کہ اگر عورت ۴ ماہ کے حمل میں وفات پا جائے تو اس بچے کا کیا بنے گا جو ماں کے پیٹ میں پرورش پا رہا تھا؟

الجواب: ۔ اگر اس کا وثوق ہو کہ بچہ زندہ ہے اور یہ کہ اگر آپریشن کے ذریعے بچے کو نکالا جائے تو اس کے زندہ رہنے کے امکانات ہیں تو آپریشن کے ذریعہ بچے کو نکال لینا صحیح ہے۔

(۴۴) خون کے عطیہ کا اہتمام کرنا اور مریضوں کو دینا شرعاً کیسا ہے

سوال: ۔ ہم لوگ ڈاؤ میڈیکل کالج میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور چونکہ تیسرے اور چوتھے سال سے ہمارا تعلق براہ راست مریضوں کی دیکھ بھال سے ہو جاتا ہے جس میں ہم لوگوں نے محسوس کیا کہ بہت سارے مریض غربت کی وجہ سے اپنا علاج معالجہ صحیح طور پر نہیں کرا سکتے اور نہ ہی دوائیاں وغیرہ خرید سکتے ہیں اس لئے ہم لوگوں نے ایک امدادی جماعت ''پیشنٹ ویلفئر ایسوسی ایشن'' (مریضوں کی امدادی جماعت) کے نام سے بنائی ہے جس میں ہم مختلف لوگوں سے چندہ وغیرہ لے کر دوائیاں وغیرہ خریدتے ہیں اور پھر خود مریضوں کو مہیا کرتے ہیں اب ہماری اس انجمن نے اپنے کالج میں ''بلڈ بینک'' بنانا شروع کیا ہے جس میں ہم خون جمع کر کے رکھا کریں گے تا کہ جان بلب مریضوں کو خون پہنچا سکیں اس کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ ہم اس مریض کے کسی رشتہ دار سے خون لے کر اپنے بینک میں رکھ لیا کریں گے اور اس مریض کے نمبر کا خون اس مریض کو مہیا کر دیا کریں گے کیا اس طرح ہم لوگوں کا مریضوں کے لئے خون جمع کرنا

اور پھر مریضوں کو مہیا کرنا شریعت کے مطابق درست ہے یا نہیں اور ہم طلبہ کو اس کام کا ثواب ملے گا؟

الجواب:۔ اضطرار کی حالت میں مریض کی جان بچانے کے لئے خون دینا جائز ہے اور اسی ضرورت کے پیش نظر خون کا مہیا رکھنا اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے اور خدمت خلق جبکہ حد جواز کے اندر ہو ظاہر ہے کہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہید)

(۳۵) مکڑی کو مارنا کیسا ہے

سوال:۔ مکڑی کو مارنا شرعاً کیسا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کے لئے غار ثور میں الا تنا تھا اس لئے یہ مبارک ہے، نہیں مارنا چاہئے؟

الجواب:۔ مکڑی گھروں میں جالے بناتی اور گھر کے اجاڑ کو چاہتی ہے حضرت علیؓ سے اس کی مذمت منقول ہے لیکن اصل اس بابت ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ مکڑی شیطان ہے اس کو قتل کر دو ۔ دیکھئے (مسند ابو داؤد طیالسی) جو وجہ نہ مارنے کے بارے میں بیان کی جاتی ہے وہ حقیقت ہونے کے باوجود صرف اسی مکڑی کی فضیلت کو ثابت کرتی ہے جس نے جالا بنا تھا اس کی ساری نسل کے لئے ثابت نہیں کرتی ۔اس لئے گھروں سے جالے وغیرہ صاف کر دینے چاہئیں۔

(ملخص ۔علامہ ظفر احمد عثمانیؒ ۔و مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۳۶) چھپکلی کو مارنا کیسا ہے؟

سوال:۔ چھپکلی کو مارنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ چھپکلی موذی جانور ہے کبھی کبھار وہ کھانے پینے کی چیزوں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال دیتی ہے تو اس میں زہریلے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں اور اس کے کھانے سے طبیعت پر بہت برا اثر پڑتا ہے ہمارے علم میں ایسے واقعات ہیں کہ ایسا کھانا کھانے کی وجہ سے پورے گھر والوں کو ایک دم ہسپتال جانا پڑا، اور حدیث میں ''وزغ'' کو مارنے کا حکم آیا ہے (مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۲۳۵) (ترمذی ج ۱ صفحہ ۱۷۹) ۔وزغ وزغۃ کی جمع ہے اور وزغ کا مصداق جس طرح گرگٹ ہے اسی طرح چھپکلی بھی ہے چنانچہ مصباح اللغات اور المنجد اردو میں الوزغہ کے معنی چھپکلی کے لکھی

ہیں۔ واللہ اعلم۔ (مفتی عبد الرحیم لاجپوری)

(۴۷) نوجوان لڑکیوں کا مردوں سے ڈرائیونگ سیکھنا

سوال:۔ نوجوان لڑکیوں کا کار ڈرائیونگ سیکھنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ نوجوان لڑکیوں کا ڈرائیونگ سیکھنا فی نفسہ مباح ہے مگر سخت ناپسندیدہ ہے اور یہ بھی اس وقت ہے جب انہیں بے پردگی کے ساتھ، یا نامحرم مردوں کے اختلاط یا ان سے خود سیکھنا نہ پڑتا ہو۔ عموماً ایسا ہونا مشکل ہے کہ مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہوتا ہو، لائسنس کے حصول کے لئے ان سے سیکھنا پڑتا ہے ان سے بات چیت ان کے برابر بیٹھ کر سیکھنا پڑتا ہو تو اس سے مکمل احتراز کیا جائے لیکن ضرورت کے تحت پردے کے ساتھ، اور خاتون استاد سے سیکھا جائے تو کسی حد تک گنجائش نکل سکتی ہے، ورنہ عورتوں کے لئے اصل حکم یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں رہیں (القرآن) اور جاہلیت کے زمانے کی طرح علانیہ طور پر نہ پھریں ...... واللہ اعلم ملخص۔

کتاب المتفرقات

(متفرق مسائل کا بیان)

(۳۸) اپریل فول (یکم اپریل) کو دھوکہ دہی کرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ اپریل فول منانا یعنی لوگوں کو جھوٹ بول کر فریب دینا یا ہنسنا ہنسانا کیسا ہے؟

الجواب:۔ یہ نصاریٰ کی سنت ہے اسلامی طریقہ نہیں ہے جھوٹ بولنا حرام ہے (حدیث میں ہے۔)

(ترجمہ) اس آدمی کے لئے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔

(ابوداؤد، ج ۲، صفحہ ۳۳۳)

اور حدیث میں ہے۔ کوئی بندہ پورے پورے ایمان کا حامل نہیں ہوگا جب تک وہ جھوٹ کو بالکل ترک نہ کرے، خواہ ہنسی مذاق میں ہو خواہ لڑائی جھگڑے میں خواہ صرف انداز جھوٹ کا ہو اگر چہ واقع میں سچ ہو، اس کے علاوہ حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ بولنا بڑی خیانت ہے کیونکہ آدمی اللہ اور لوگوں کا امین ہے اس کو سچ ہی بولنا چاہئے جھوٹ بولانا امانت کے منافی ہے حدیث میں ہے۔ (یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات اس طرح کہ وہ تمہیں سچا جان رہا ہو حالانکہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔)

(۳۹) دلہن سے اجازت لینے کے وقت گواہوں کا ہونا

سوال:۔ دلہن کے سامنے اجازت لیتے وقت گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ دلہن کے سامنے اجازت لینے کے وقت گواہوں کا موجود ہونا ضروری نہیں (ہاں بہتر ہے) البتہ ایجاب وقبول کے وقت جس میں عورت کا وکیل یا ولی موجود ہو گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام) (صفحہ ۹۴، صفحہ ۳۰۴) اور شامی میں ہے۔ واعلم انه لایشترط الشهادت على الوكالة بالنكاح الخ . (ج ۲ صفحہ ۴۴۶) فقط وسلام۔

(۴۰) یوم عاشوراء میں مسلمان کیا کریں

سوال:۔ یوم عاشوراء کے متعلق شرح نے کیا حکم فرمایا ہے مسلمان کو اس دن کیا کرنا چاہئے؟

الجواب:۔ اس دن کے متعلق شریعت نے خاص دو چیزیں بتلائی ہیں (۱) روزہ رکھنا (۲) اہل وعیال پر کھانے پینے میں وسعت کرنا حدیث شریف میں ہے کہ جس نے یوم عاشوراء کو اپنے بال بچوں پر کھانے پینے کی وسعت کی تو خدائے تعالیٰ پورے سال روزی میں اضافہ کریں گی مصیبت اور صدمہ کے وقت استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے) کا حکم ہے اور مذکورہ تاریخ میں ایک دردانگریز اور الم انگیز واقعہ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا پیش آیا اس کی یاد سے صدمہ ضرور ہوگا تو شریعت کے مذکورہ بالا حکم عام کی مطابق ۔ "انا لله وانا اليه راجعون" پڑھتا رہے اس کے علاوہ اس دن کے لئے اور کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ فقط وسلام واللہ اعلم بالصواب۔

(۴۱) عورت کے شکم میں بچہ مر جائے تو نکالے یا نہیں؟

سوال:۔ اگر حاملہ عورت کے شکم میں بچہ مر جائے تو عورت کو بچانے کے لئے بچہ کو کاٹ کر ٹکڑے کر کے نکال لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ بچہ کی موت کا پورا یقین ہو اور عورت کے انتقال کا خوف ہو تو عورت کی جان بچانے کی خاطر بچہ کو کاٹ کر نکالنا جائز ہے بچہ زندہ ہو تو کاٹنا جائز نہیں ہے۔

(درمختار مع الشامی ج ا صفحہ ۴۸۰) فقط۔

(۴۲) بحالت سجدہ پیشانی پر مٹی لگ جائے

سوال:۔ بحالت سجدہ پیشانی پر مٹی لگے تو اس کو صاف کرے یا نہیں ایک شخص کہتا ہے کہ یہ برکتی چیز ہے اس کو صاف نہیں کرنا چاہئے اس بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ پیشانی پر لگی ہوئی مٹی کو سجدہ میں صاف کرنا مکروہ ہے نماز کے بعد پونچھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ صاف کرنا بہتر ہے کہ اس میں ریا ءنمود کا اندیشہ نہیں۔ (شرح وقایہ ج ا صفحہ ۹۴)

(۴۳) کیا میاں بیوی ایک دوسرے کو نام لے کر پکار سکتے ہیں

سوال:۔ (۱) میاں بیوی کو اس کا نام لے کر بلا سکتا ہے اور بیوی اپنے میاں کو نام سے پکار سکتی ہے۔

(۲) میاں بیوی اپنے بچوں کے نام سے ایک دوسرے کو بلائے تو کیا حکم ہے۔

(۳) میاں بیوی اپنا کوئی خاص نام رکھ کر ایک دوسرے کو بلائے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مرد اپنی بیوی کو اس کے نام سے پکار سکتا ہے لیکن عورت اپنے خاوند کو اس کے نام سے نہ پکارے کہ یہ بے ادبی اور گستاخی کی بنا پر مکروہ ہے۔ **یکرہ ان یدعوا الرجل اباہ والمرأہ زوجھا باسمہ. کذا فی السراجیہ** . لہذا سردار وغیرہ تعظیمی الفاظ سے بلائے **بل لا بد من لفظ یفید التعظیم کیا سیدی ونحوہ** (شامی ج ۵ صفحہ ۳۶۹) بچہ بچی کے نام سے ایک دوسرے کو پکارنا مناسب نہیں۔ابو محمد وغیرہ کنیت شوہر کے لئے استعمال کرے۔ (اور شوہر اسے ام فلاں کہہ کر پکارے، یا جیسے اردو میں پرانے لوگ ''ماجد کی ماں''، فضل کی ماں وغیرہ کہہ کر اپنی بیویوں کو پکارتے ہیں یعنی اس صورت میں جب اسے نام لینے میں حجاب ہو یا کہیں وہ نام نہ لینا چاہتا ہو۔ مرتب)

(۴۴) بھائی بہن کا ایک دوسرے کے ہاتھ پیر دبانا اور ملاقات کے وقت مصافحہ اور معانقہ کرنا

سوال:۔ حقیقی بھائی بہن جو بالغ ہیں بیماری کی حالت میں ایک دوسرے کے ہاتھ پیر دبا سکتے

ہیں یا نہیں اسی طرح ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا اور معانقہ کرنا گلے ملنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ مسئلہ نازک ہے فقہاء رحمہم اللہ نے اس پر بحث کی ہے اس لئے ان چیزوں سے بچنا ہی بہتر ہے اگر بیماری کی حالت ہو اور خدمت کرنے والا کوئی نہ ہو اور خدمت کی سخت ضرورت ہو تو ایسی صورت میں ہاتھ پیر گھٹنے سے نیچے نیچے کوئی ایسا موٹا کپڑا ڈال کر جس سے ایک دوسرے کے جسم کی گرمی محسوس نہ ہو ہاتھ پیر دبا سکتے ہیں اور اگر شہوت کا اندیشہ ہو تو پھر اس سے بچنا ضروری ہے درمختار میں ہے **(من محرمه هی من لا یحل له نکاحها ابدا بنسب او سبب ولو بدنا الی الرأس والوجه والصدر و الساق والعضد ان امن شهوته) وشهوتها ایضاً ذکره فی الدرایة الی قوله . وما حل نظره' مما مرمن ذکر او انثی حل لمسه اذا من الشهوة علی نفسه علیها لانه علیه الصلوٰة والسلام کان یقبل رائس فاطمة وقال علیه الصلوٰة والسلام من قبل رجل امه فکا نما قبل عتبه الجنة الخ .)** (درمختار مع ردالمختار صفحہ ۳۲۲، صفحہ ۳۲۳ ج ۵) فقط مفتی عبدالرحیم لاجپوری۔

(۴۵) ٹیلی ویژن پر کرکٹ کا میچ دیکھنا

سوال:۔ ٹیلی ویژن پر کوئی پروگرام جیسے کرکٹ کا میچ جو ڈائرکٹ ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے وہ دیکھنا جائز ہے یا ناجائز ویسے علماء سے سنا ہے کہ ٹیلی ویژن دیکھنا حرام ہے لیکن جس طرح میدان میں کسی بھی طرح کا کھیل کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں اسی طرح کیمرے کو درمیان میں رکھ کر دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ قرآن مجید میں فلاح یاب مومنین کی صفت یہ بیان کی گئی ہے۔

(ترجمہ) اور جو لغو یعنی فضول باتوں سے خواہ قولی ہوں یا فعلی برکنار الگ رہنے والے ہیں۔

قرآن مجید سورہ مومنون پارہ نمبر ۱۸ رکوع نمبر ا۔

لغو کے معانی فضول کلام یا بیکار کام جس میں کوئی دینی فائدہ نہ ہو لہذا ہر ایسا کام یا ہر ایسی بات جس میں کوئی دینی نفع نہیں اس سے اعتراض کرنا چاہئے اور اس میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے حدیث شریف میں ہے **من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه** انسان کے اسلام

کی خوبی میں سے اس کا بے فائدہ چیزوں کا چھوڑ دینا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۴۱۳)

ٹی وی میں میچ دیکھنے سے کون سا دینی فائدہ ہے اس میں قیمتی وقت ضائع کرنے کے سوا اور کیا ہے اس لئے قیمتی وقت کو اس بیکار لغو کام میں استعمال کرنے کی اجازت کس طرح ہوسکتی ہے اس سے بالکل پرہیز کیا جائے اور آج کل یہ کرکٹ وباء کی طرح ایک مرض بن گیا ہے اس پر جوا کھیلا جاتا ہے ہار جیت کی شرط لگائی جاتی ہے عورتیں اور نوجوان لڑکیاں بے شرمی اور بے پردگی اور بے ہودگی کے ساتھ اسے دیکھنے کے لئے آتی ہیں جو بسا اوقات ٹی وی پر بھی نظر آتی ہے نمازیں قضا ہوتی ہے اور بھی بہت ساری اخلاقی خرابیاں ہیں اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس بیکار اور لغو چیز کو بالکل چھوڑ دیں اور عمر کے قیمتی لمحات کو بہت غنیمت سمجھیں یہ خدا کی بہت بڑی نعمت ہے۔

حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سوال ہوگا کہ تم نے اپنی عمر کہاں اور کن کاموں میں خرچ کی (مشکوٰۃ) خصوصاً جوانی کے زمانہ کے متعلق سوال ہوگا کہ اپنی جوانی کا زمانہ کہاں خرچ کیا (ایضاً) اگر ہم نے اپنا یہ قیمتی وقت ایسے بیکار کاموں میں اور گناہوں میں نمازوں کے ضائع کرنے میں خرچ کیا ہوگا تو ہمارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا اور یہ یقینی بات ہے کہ قیامت میں ہر شخص کو حاضر ہونا ہے اور اپنی زندگی کا حساب دینا ہے۔

مومن کے دنیا میں آنے کا مقصد یہ ہے کہ اس دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے حدیث میں ہے الدنیا مزرعة الآخرة دنیا آخرت کی کھیتی ہے کھیت میں انسان جو بوتا ہے وہ کاٹتا ہے اس لئے عمر کو غنیمت سمجھا جائے اور حسرت کا موقع آنے سے پہلے پہلے آخرت کی تیاری کی جائے مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۲۹۲ تا صفحہ ۳۰۰ جلد ششم اردو) فقط

(مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

(۴۶) پلاسٹک سرجری کا حکم نومولود بچہ کی جھلی سے آگ والے کا علاج کرنا؟

سوال: ۔مدت سے ڈاکٹروں کے یہاں آگ کی جلن کے لئے معالجۃً یہ طریقہ رہا ہے کہ جلے ہوئے حصہ پر دوا لگانے کے بعد دوسرے موضع مثلاً (سرین) سے بذریعہ آپریشن کچھ کھال نکال کر اس جلے ہوئے حصہ پر لگا لیتے ہیں چونکہ جلنے سے کبھی بہت گہرا زخم ہو جاتا ہے اور اس موضع کی کھال بالکل اکھڑی جاتی ہے تو زخم کے بھر جانے کے واسطے اس شخص کے بدن کے کسی حصہ سے

اکثر و بیشتر سرین سے کہ وہ ہمیشہ نظروں سے غائب ہے بقدر ضرورت کھال نکال لیتے ہیں اور اسی کھال کو جلے ہوئے موضع پر لگا دیتے ہیں ایسا کرنے سے وہ حصہ جلد درست ہو جاتا ہے اور سوزش کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے ابھی حال ہی میں ڈاکٹر حضرات کے یہاں جلن کے لئے ایک جدید علاج زیر تحقیق ہے ابھی تک اس نئی علاج کا عام رواج نہیں ہوا بطور آزمائش چند لوگوں پر استعمال جاری ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ رحم کے اندر جو جھلی ہے جس میں حمل لپٹا ہوتا ہے اسی جھلی کو ولادت کے بعد ڈاکٹر نکال لیتا ہے مختلف ادویہ اور مسالہ جات کے ساتھ اس جھلی کو ھلا لیتا ہے یہاں تک کہ ایک لیسدار مادہ تیار ہو جاتا ہے مرہم کی طرح اب اگر کوئی آگ سے جل گیا تو اس جھلی سے تیار شدہ مرہوم کو استعمال کرتے ہیں جلے ہوئے حصہ پر لگانے سے بہت جلد زخم بھر جاتا ہے اور کھال پہلی حالت کی طرف لوٹ آتی ہے اب کھال کے قلم کرنے کی ضرورت نہیں ان دونوں مسئلوں میں شرعی حکم دریافت طلب ہے کہ آیا علاج بایں دو طریق جائز ہے یا نہیں واضح رہے کہ ان دونوں صورتوں میں جان کے ہلاک ہونے کا تو خوف نہیں ہے البتہ سخت تکلیف سے نجات ہے مؤدبانہ گذارش ہے کہ جواب حوالہ کتب فقہیہ سے مبرھن و مدلل ھو اجر کم علی اللہ و ھو خیر المؤجرین۔

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں دونوں قسم کا علاج اضطرار اور ضرورت شدیدہ کی حالت میں درست ہے رحم کی جھلی جس میں بچہ لپٹا ہوا رہتا ہے اور باہر آتا ہے خارجی استعمال کرنے میں قباحت نہیں فضول اور ناکارہ شئی ہے اور سوزش دور کرنے میں فوری طور پر اس کا مرہم استعمال کیا جاتا ہے بخلاف بذریعہ آپریشن کھال نکالنے کے کہ تاتریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود عورت کا دودھ جو انسان کا جز ہے علاجاً استعمال کرنے کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔ فتاویٰ ہندیہ ج ۶ صفحہ ۴۳۶ فقط۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

فلم دیکھنا

(۴۷) فجر اسلام نامی فلم دیکھنا کیسا ہے

سوال:۔ چند سال پہلے پاکستان میں ایک فلم آئی تھی "فجر اسلام" جس میں حضور اکرم ﷺ کے

زمانے سے پہلے مسلمانوں کی گمراہی اور جہالت کا دور دکھایا گیا تھا اور یہ فلم ایک مسلمان ملک نے ہی بنائی تھی جس میں مختلف ارشادات کے ذریعے کئی مقدس پیشوں کی نشاندہی کی گئی تھی اور جس نے پاکستان میں ریکارڈ توڑ بزنس کیا کیا ایسی فلم ایک مسلمان ملک کو بنانا اور ایک مسلمان کو دیکھنا جائز ہے؟ جب کہ ایک غیر مسلم ملک ایسی فلم بناتا ہے تو پوری اسلامی دنیا اس کی مذمت کرتی ہے اور جب ہم مسلمان ہوتے ہوئے ایسی حرکت کرتے ہیں تو یہ چیز ہمیں کہاں تک زیب دیتی ہے یہ سوال اس لئے اہم ہے کہ ایک امریکی فلم "message" کے بارے میں آپ کے کالم میں پڑھا تھا اس لئے میں مندرجہ بالا فلم ''فجر اسلام'' کے بارے میں پوچھنے کی جرأت کر رہا ہوں اور ہوسکتا ہے ان دونوں فلموں میں کوئی بنیادی فرق ہو جسے میں سمجھنے سے قاصر رہا ہوں تو براہ مہربانی اس کی وضاحت ضروری کر دیجئے تاکہ میری اصلاح ہو سکے۔

الجواب:۔ ''فجر اسلام'' پر علماء کرام نے شدید احتجاج کیا اور اس کو اسلام اور آنحضرت ﷺ کے خلاف ایک سازش قرار دیا لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ آج اسلام، اسلامی ملکوں میں سب سے زیادہ مظلوم ہے حق تعالیٰ حکمرانوں کو دین کا فہم دے۔ آمین!

(۴۸) ٹی وی پر حج فلم دیکھنا بھی جائز نہیں

سوال:۔ پچھلے دنوں ٹی وی پر ''حج کی فلم'' دکھائی گئی جس کو زیادہ تر لوگوں نے دیکھا اسلام میں براہ راست فلم کی کیا حیثیت ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ ویڈیو فلم ہر طرح کی جائز ہے کیونکہ یہ سائنس کی ایجاد ہے اور ترقی کی نشانی ہے لہٰذا اس کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس میں عورتیں نہ ہوں کیا اس کا یہ خیال صحیح ہے؟

الجواب:۔ جو شخص ٹی وی اور ویڈیو فلم کو جائز کہتا ہے وہ تو بالکل غلط کہتا ہے شریعت میں تصویر مطلقاً حرام ہے خواہ دقیانوسی زمانے کے لوگوں نے ہاتھ سے بنائی ہوئی یا جدید سائنسی ترقی نے اسے ایجاد کیا ہو، جہاں تک ''حج فلم'' کا تعلق ہے اس کے بنانے والے بھی گنہگار ہیں اور دیکھنے والے بھی دونوں کو عذاب اور لعنت کا پورا پورا حصہ ملے گا دنیا میں تو مل رہا ہے آخرت کا انتظار کیجئے (مفتی یوسف لدھیانوی شہید) لیکن دوسرے علماء کی تحقیق اس بارے میں یہ ہے کہ اگر ایسا کوئی پروگرام براہ راست آرہا ہو تو وہ ممنوع شرعی نہیں لیکن ٹی وی اور غیر فارم کے دیکھنے کی بنا پر ممنوع ہوگا۔ (مرتب)

(۴۹) ٹی وی پر بھی فلم دیکھنا جائز نہیں

سوال:۔ ہم یہاں قطر میں کام کرتے ہیں اور جب کام سے فارغ ہوتے ہیں تو پھر اپنے گھر میں ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں جن کو ہم سب دوست مل بیٹھ کر دیکھتے ہیں ہمارے دوستوں میں کافی لوگ ایسے ہیں کہ وہ حاجی ہیں اور بعض نے دو،دو بار حج کیا ہے اور بعض لوگ مسجد میں یہ سب حضرات شام کو پانچ بجے ٹی وی کے پاس بیٹھتے ہیں اور رات کو بارہ بجے تک ٹی وی سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں پر سب پروگرام عربی اور انگریزی میں ہوتے ہیں اور ان حضرات میں سے کوئی بھی اس زبان کو نہیں سمجھتا بلکہ ان کی اداکاراؤں کو دیکھنا ہے جو کہ ایک گناہ ہے ہمارے جو دوست سینما کو جاتے ہیں تو یہ حاجی صاحبان اور مولوی صاحبان ان کو فلم پر جانے سے منع کرتے ہیں اور ان کو کہتے ہیں کہ فلم دیکھنا گناہ ہے اور جب کوئی فلم ٹی وی پر چل رہی ہو تو یہ لوگ سب سے پہلے ٹی وی پر فلم دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں آپ ہم کو یہ بتادیں کہ کیا ٹی وی دیکھنا ان جیسے پرہیزگاروں کے لئے درست ہے کیا ٹی وی اور فلم میں کوئی فرق ہے اور کیا ان کے دعوے کے مطابق فلم دیکھنا گناہ ہے اور ٹی وی میں وہی فلم دیکھنا گناہ نہیں ہے ان سوالات کا جواب دے کر مشکور ہونے کا موقع دیں۔ والسلام

الجواب:۔ فلم ٹی وی پر دیکھنا بھی جائز نہیں نہ اس میں اور سینما کی فلم میں کوئی بنیادی نوعیت کا فرق ہے دونوں کے درمیان فرق کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص گندے بازار میں جا کر بدکاری کرے اور دوسرا کسی فاحشہ کو اپنے گھر بلا کر بدکاری کرے اس لئے تمام مسلمانوں کو اس گندگی سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۵۰) حیات نبوی ﷺ پر فلم ایک یہودی سازش

سوال:۔ میرے ایک محترم دوست نے کسی عزیز کے گھر ٹیلی ویژن پر وی سی آر کے ذریعہ امریکہ کی بنی ہوئی ایک فلم "message" جس کا اردو معنی (پیغام) ہے دیکھی اور اس فلم کی تعریف دفتر آ کر کرنے لگے دراصل وہ فلم حضور ﷺ کے زمانہ سے متعلق تھی اور ہجرت کے بعد کے واقعات قلم بند کئے گئے تھے اس میں یہ دکھایا کہ اشاعت اسلام میں کتنی دشواریاں پیش

آئیں، مسجد قبا کی تعمیر حضرت بلال حبشی کو اذان دیتے ہوئے دکھایا حضرت حمزہ کا کردار بھی ایک عیسائی اداکار نے ادا کیا سب سے بری بات یہ ہے کہ اس فلم میں حضور ﷺ کا سایہ مبارک تک دکھایا یعنی یہ مسجد قبا کی تعمیر ہورہی ہے اور وہ سایہ اینٹ اٹھا اٹھا کر دے رہا ہے غرض یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اس فلم میں نعوذ باللہ حضور ﷺ کا تصور ہے میرے محترم دوست اس فلم کو ایک تبلیغی فلم کہہ رہے تھے کہنے لگے کہ اس میں مسلمانوں پر ظلم وستم دکھایا گیا ہے اور بڑے اچھے مناظر فلمائے گئے غرض اس کی تعریف کی لیکن میں نے جب سنا تو دکھ ہوا میں نے فوراً کہا کہ ایسی فلم مسلمانوں کو ہرگز نہیں دیکھنی چاہئے بلکہ ایسی فلموں کا بائیکاٹ کریں مسلمانوں کا ایمان کتنا کمزور ہوگیا ہے اتنی بڑی بڑی ہستیوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار زانی اور شرابی عیسائی اداکاروں نے ادا کئے اور نہ جانے کس ناپاک سایہ کو حضور ﷺ کے سایہ سے تشبیہ دی کتنے افسوس کی بات ہے آپ سے گزارش ہے کہ کیا ایسی فلم کو دیکھا جاسکتا ہے اور اگر نہیں تو جن لوگوں نے یہ فلم دیکھی ہے ان کو توبہ استغفار کرنی چاہئے خدارا اس کا جواب ضرور ضرور اخبار کی معرفت دیں اور دیکھنے والوں کو اس کی کیا سزا ملنی چاہئے؟

الجواب:۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی کو فلمانا، اسلام اور مسلمانوں کا بدترین مذاق اڑانے کے مترادف ہے علمائے امت اس پر شدید احتجاج کرچکے ہیں اور حساس مسلمان اس کو اسلام کے خلاف ایک یہودی سازش تصور کرتے ہیں ایسی فلم کا دیکھنا گناہ ہے اور اس کا بائیکاٹ کرنا فرض ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۱) ٹی وی اور ویڈیو پر اچھی تقریریں سننا

سوال:۔ ہم کو اس قدر شوق ہوا کہ ہم جہاں بھی کوئی اچھا بیان ہوا وہاں پہنچ جاتے ہیں اور یہاں تک کسی ویڈیو کیسٹ پر بھی کسی عالم کا بیان اچھا ہوتا ہے تو بیٹھ کر سنتے ہیں اور خاص کر جمعہ کو جو ٹی وی پر پروگرام آتا ہے اس کو بھی سنتے ہیں لیکن ہم کو کسی نے کہا کہ یہ جائز نہیں، لہٰذا میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ بتائیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:۔ ہماری شریعت میں جاندار کی تصویر حرام ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے ٹیلی ویژن اور ویڈیو فلموں میں تصویر ہوتی ہے جس چیز کو آنحضرت ﷺ حرام اور ملعون

فرما رہے ہیں اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان چیزوں کو اچھے مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے یہ خیال بالکل لغو ہے۔ اگر کوئی ام الخبائث (خباثتوں کی ماں یعنی جڑ) (شراب) شراب کے بارے میں کہے کہ اس کو نیک مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے تو قطعاً لغو بات ہوگی ہمارے دور میں ٹی وی اور ویڈیو 'ام الخبائث'' کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ سینکڑوں خبائث کا سرچشمہ ہیں۔

(۵۲) ویڈیو فلم کو چھری، چاقو پر قیاس کرنا درست نہیں

سوال:۔ اس ماہ رمضان میں اعتکاف کے لئے ایک خانقاہ پر گیا اس خانقاہ کے جو پیر صاحب ہیں ان کے طریق کار پر میں کافی عرصہ سے ذکر کرتا رہا ہوں اس دفعہ جب میں بیعت ہونے کے ارادے سے ان کے پاس گیا تو وہاں عجیب منظر دیکھنے میں آیا پیر صاحب ظہر اور عصر کے درمیان ایک گھنٹے تک درس قرآن دیتے تھے جس کی ویڈیو فلم بنتی تھی جب میں نے یہ چیز دیکھی تو میں نے بیعت کا ارادہ بدل دی یہاں اپنے مقام پر واپس آ کر ان کے پاس خط لکھا جس میں ان کے پاس لکھا کہ علماء کرام تو ویڈیو فلم کو ناجائز قرار دیتے ہیں انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ویڈیو فلم ہو یا کلاشنکوف یا چھری چاقو ہو جائز کام کے لئے ان چیزوں کا استعمال بھی جائز اور ناجائز کاموں کے لئے ان کا استعمال بھی ناجائز اب آپ فرمائیں کہ علمائے دین اور مفتیان صاحبان اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں کیا دین کی تبلیغ کے لئے ویڈیو فلم کا استعمال جائز ہے اور اگر نہیں تو تحریر فرمائیں تاکہ میرے پاس اس کے بارے میں کوئی مثبت جواب ہو ان کا جواب بھی آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔

الجواب:۔ ویڈیو فلم پر تصویریں لی جاتی ہیں اور تصویر جاندار کی حرام ہے اور شریعت اسلام میں حرام کام کی اجازت نہیں اس لئے اس کو چھری چاقو پر قیاس کرنا غلط ہے اور ان پیر صاحب کا اجتہاد ناروا ہے آپ نے اچھا کیا کہ ایسے برخود غلط آدمی سے بیعت نہیں کی۔

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۳) ویڈیو کیسٹ بیچنے والے کی کمائی ناجائز ہے نیز یہ دیکھنے والوں کے گناہ میں بھی شریک ہے

سوال:۔ میری دکان سے جو لوگ فلمیں (جو بعض اوقات بے ہودہ بھی ہوتی ہیں) لے جا کر دیکھتے ہیں۔ کیا ان کے ساتھ ساتھ مجھے بھی گناہ ہوگا؟

الجواب:۔ جی ہاں۔ آپ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں مزید برآں یہ کہ یہ آمدنی

بھی پاک نہیں۔

سوال:۔ کہا جاتا ہے کہ فلمیں دیکھنے سے معاشرہ بگڑ جاتا ہے لڑکیاں بے پردہ ہوجاتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں قرآنی آیات کے بجائے نت نئے مقبول گانے گاتے ہوئے نظر آتے ہیں اور میں اتفاق کرتا ہوں کہ ایسا ہوتا ہے لیکن کیا اس کا گناہ میرے سر یا میرے جیسے دوسرے لوگ جنہوں نے ویڈیو کی دکانیں کراچی میں بلکہ ملک کے چپے چپے میں کھولی ہوئی ہیں ان کے بھی سر ہوگا بہر حال ہم تو روزی کی خاطر سب کچھ کرتے ہیں اور ہمارا مقصد روزی ہوتا ہے کسی کو بگاڑنا نہیں۔

الجواب:۔ یہ تو اوپر لکھ چکا ہوں کہ آپ اور آپ کی طرح کا کاروبار کرنے والے اس گناہ میں اور اس گناہ سے پیدا ہونے والے دوسرے گناہوں میں برابر کے شریک ہیں وہاں یہ کہ آپ کا مقصد روٹی کمانا ہے معاشرے میں گندگی پھیلانا نہیں اس کا جواب بھی اوپر لکھ چکا ہوں کہ ایسی روزی کمانا ہی حلال نہیں جس سے معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو اور گندگی پھیلے۔

ناموں سے متعلق

(۵۴) بچوں کے نام رکھنے کا صحیح طریقہ

سوال:۔ مسلمان بچے کا نام تجویز کرتے وقت قرآن شریف سے نام کے حروف نکالنا اور بچے کے نام کے حروف کے اعداد اور تاریخ پیدائش کے اعداد کو آپس میں ملا کر نام رکھنے کا طریقہ کس حد تک درست ہے۔ بچے کا نام تجویز کرنے کا صحیح اسلامی طریقہ کیا ہے قرآن وسنت کی رو سے بتائیں؟

الجواب:۔ قرآن وسنت میں علم الاعداد پر اعتماد کرنے کی اجازت نہیں لہذا یہ طریقہ غلط ہے نام رکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور نبی اکرم ﷺ کے اسماء حسنیٰ کی طرف نسبت کر کے نام رکھے جائیں اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ایسے بزرگوں کے ناموں پر نام رکھے جائیں۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۵) ناموں میں تخفیف (آسانی) کرنا

سوال:۔ میرا پورا نام ''عبدالقادر'' ہے مگر تعلیمی اسناد میں مجھے ''قادر'' لکھا گیا ہے جو کہ

میرے لئے ایک پریشان کن مسئلہ ہے اور ''قادر'' سے ''عبدالقادر'' کروانا بہت ہی پیچیدہ طریقہ کار ہے اس لئے میں اپنا نام قادر ہی رکھنا چاہتا ہوں۔ عام طور پر لوگ بھی مجھے ''قادر'' ہی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں جب کہ یہ نام خدا کی صفت ہے اس نام کے کیا اوصاف ہیں کیا میں یہ نام رکھ سکتا ہوں؟

الجواب:۔ ''القادر'' اللہ تعالیٰ کا پاک نام ہے اور عبدالقادر کے معنی ہیں ''قادر کا بندہ'' اور جب عبدالقادر کی جگہ صرف قادر کہنے لگے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ بندہ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام پر رکھ دیا گیا اور اس کا گناہ ہونا بالکل واضح ہے۔ (حضرت مفتی محمد شفیعؒ صاحب ''معارف القرآن'' جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۳۲ میں لکھتے ہیں۔

''افسوس ہے کہ آج کل عام مسلمان اس غلطی میں مبتلا ہیں کچھ لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے اسلامی نام ہی رکھنا چھوڑ دیئے، ان کی صورت وسیرت سے تو پہلے بھی مسلمان سمجھنا ان کا مشکل تھا نام سے پتہ چل جاتا تھا اب نئے نام انگریزی طرز کے رکھے جانے لگے، لڑکیوں کے نام خواتین اسلام کے طرز کے خلاف خدیجہ، عائشہ، فاطمہ کے بجائے نسیم، شمیم، شہناز، نجمہ، پروین ہونے لگے اس سے زیادہ افسوسناک یہ ہے کہ جن لوگوں کے اسلامی نام ہیں عبدالرحمٰن، عبدالخالق، عبدالرزاق، عبدالغفار، عبدالقدوس وغیرہ ان میں تخفیف کا یہ غلط طریقہ اختیار کرلیا گیا کہ صرف آخری لفظ ان کے نام کی جگہ پکارا جاتا ہے۔ رحمٰن، خالق، رزاق، غفار کا خطاب انسانوں کو دیا جارہا ہے اور اس سے زیادہ غضب کی بات یہ ہے کہ قدرت اللہ کو اللہ صاحب اور قدرت خدا کو خدا صاحب کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ سب ناجائز وحرام اور گناہ کبیرہ ہے، جتنی مرتبہ یہ لفظ پکارا جاتا ہے اتنی ہی مرتبہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوتا ہے اور سننے والا بھی گناہ سے خالی نہیں رہتا۔''

''یہ گناہ بے لذت اور بے فائدہ ایسا ہے جس کو ہمارے ہزاروں بھائی اپنے شب وروز کا مشغلہ بنائے ہوئے ہیں اور کوئی فکر نہیں کرتے کہ اس ذرا سی حرکت کا انجام کتنا خطرناک ہے۔''

(مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۶) ناموں میں باپ اور شوہر کی طرف نسبت کا حکم

سوال:۔ ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کے نام ان کے باپ کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں، جیس رضیہ عبدالرحیم، فاطمہ کلیم وغیرہ۔ ان کی تعلیمی اسناد بھی اسی نام سے ہوتی ہے شادی کے بعد ان کے ناموں کے ساتھ شوہر کے نام مثلاً رضیہ رحیم کی جگہ رضیہ جمال، فاطمہ کلیم کی جگہ فاطمہ کاشف خدانخواستہ شوہر فوت ہوجاتا ہے تو پھر یہ نام تبدیل ہوجاتے ہیں۔ ان ناموں کی شرعی

الجواب:۔ باپ کا یا شوہر کا نام محض شناخت کے لئے ہوتا ہے بچی کی جب تک شادی نہیں ہتی اس وقت تک اس کی شناخت ''دختر فلاں'' کے ساتھ ہوتی ہے اور شادی کے بعد ''زوجہ فلاں'' کے ساتھ۔ شرعاً ''دختر فلاں'' کہنا بھی صحیح ہے اور ''زوجہ فلاں'' کہنا بھی۔

(۵۷) آسیہ نام رکھنا

سوال:۔ میرا نام آسیہ خاتون ہے اور میں بہت سے لوگوں سے سن سن کر تنگ آ چکی ہوں کہ اس نام کے معنی غلط ہیں اور یہ نام بھی نہیں رکھنا چاہئے۔

الجواب:۔ لوگ غلط کہتے ہیں ''آسیہ'' نام صحیح ہے، عین اور صاد کے ساتھ ''عاصیہ'' نام غلط ہے اور ان دونوں کے معنی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(۵۸) اپنے نام کے ساتھ شوہر کا نام لکھنا

سوال:۔ اگر کوئی عورت اپنے نام کے ساتھ خاوند کا نام لگائے تو یہ کیسا ہے؟

الجواب:۔ کوئی حرج نہیں مگر انگریزی طرز ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۵۹) بچوں کے نام کیا تاریخ پیدائش کے حساب سے رکھے جائیں؟

سوال:۔ کیا بچوں کے نام تاریخ پیدائش کے حساب سے رکھے جائیں عدد وغیرہ ملا کر بہتر اور اچھے معنی والے نام رکھ لینے چاہئیں اسلام کی رو سے جواب بتایئے؟

الجواب:۔ عدد ملا کر نام رکھنا فضول چیز ہے، معنی و مفہوم کے لحاظ سے نام اچھا رکھنا چاہئے۔ البتہ تاریخی نام رکھنا جس کے ذریعہ سن پیدائش محفوظ ہو جائے صحیح ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۰) بچی کا نام تحریم رکھنا شرعاً کیسا ہے

سوال:۔ میں نے اپنی بیٹی کا نام ''تحریم'' رکھا ہے ہے۔ معنوی اعتبار سے اس لفظ کا مطلب ہے۔ (۱) حرمت والی (۲) نماز سے پہلے پڑھی جانے والی تکبیر یعنی ''تکبیر تحریم'' (۳) منع کی گئی وغیرہ کچھ علماء و عام لوگوں کا خیال ہے کہ میں نے بیٹی کا نام درست نہیں رکھا براہ کرم آپ اس سلسلے میں میری راہنمائی فرمائیں؟

الجواب:۔ تحریم کے معنی ہیں ''حرام کرنا'' آپ خود دیکھ لیجئے کہ یہ نام بچی کے لئے کس حد تک موزوں ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۱) پرویز نام رکھنا صحیح نہیں

سوال:۔ میں کافی عرصے سے سن رہا ہوں کہ پرویز نام رکھنا اچھا نہیں ہے جب بزرگوں سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو صرف اتنی وضاحت کی گئی کہ یہ نام اچھا نہیں۔ میرے کافی دوستوں کا یہ نام ہے صفحہ ("کتاب وسنت کی روشنی میں ہے") میں اخبار جہاں میں جناب حافظ بشیر احمد غازی آبادی نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ یہ نام ہمارے حضور ﷺ کے دشمن کا تھا بات کچھ واضح نہیں ہوئی؟

الجواب:۔ پرویز شاہ ایران کا نام تھا۔ جس نے آنحضرت ﷺ کا نام مبارک چاک کر دیا تھا (نعوذ باللہ) یہ ہمارے زمانے میں مشہور منکر حدیث کا نام تھا۔ اب خود سوچ لیجئے ایسے کافر کے نام پر نام کیسا ہے۔

(۶۲) فیروز نام رکھنا شرعاً کیسا ہے

سوال:۔ فیروز نام رکھنا کیسا ہے جب کہ ایک صحابی کا نام بھی فیروز تھا اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل کا نام بھی فیروز تھا۔

الجواب:۔ فیروز نام کا کوئی مضائقہ نہیں باقی اگر کوئی حضرت عمرؓ کے قاتل کی نیت سے یہ نام رکھتا ہے تو جیسی نیت ویسی مراد۔

(۶۳) لڑکیوں کے نام شازیہ، روبینہ، شاہینہ کیسے ہیں

سوال:۔ کیا لڑکیوں کے نام شازیہ، روبینہ اور شاہینہ وغیرہ اسلامی نام ہیں؟

الجواب:۔ مہمل نام ہیں۔

(۶۴) نائلہ نام رکھنا کیسا ہے

سوال:۔ نائلہ کیا عربی لفظ ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ میں نے سنا ہے کہ یہ عزیٰ لات اور نائلہ وغیرہ بتوں کے نام ہیں جن کی کسی زمانے میں پوجا کی جاتی تھی لیکن آج کل نائلہ نام لڑکیوں کا بڑے شوق سے رکھا جا رہا ہے کیا شرعاً نائلہ نام رکھنا جائز ہے؟

الجواب:۔ جی ہاں! عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں عطیہ، "سخی حاصل کرنے والی" یہ بعض صحابیات کا نام تھا اور (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ کا بھی) اگر یہ ناجائز ہوتا تو

آنحضرت ﷺ اس کو تبدیل کرنے کا حکم فرماتے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۵) لفظ خدا کے استعمال پر اشکالات کا جواب

سوال:۔ روزنامہ ''جنگ'' کراچی ۱۱ اگست ۹۲ء (اسلامی صفحہ اقراء) میں بعنوان ''اللہ تعالیٰ'' کے لئے لفظ ''خدا کا استعمال'' ایک سائل کا سوال اور آپ کا یہ جواب نظر سے گذرا کہ اسم ذات اللہ کا ترجمہ لفظ خدا سے کیا جا سکتا ہے آپ کے اس موقف پر مختصر معروضات پیش خدمت ہیں۔

آپ کی یہ بات تو درست ہے کہ ''قرآن کریم کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کیا جاتا ہے'' لیکن اس سے آپ کا یہ نتیجہ نکالنا کہ اسم ذات کا بھی ترجمہ کیا جا سکتا ہے درست نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں مذکورہ تمام انبیاء و رسل کے ذاتی ناموں کا کوئی ترجمہ ہرگز نہیں کیا جاتا ہے لہٰذا ان کے اسمائے گرامی کو تراجم میں جوں کا توں قائم رکھا جاتا ہے مزید یہ کہ انبیاء اور رسل کے علاوہ بھی جو دیگر انسانوں کے ذاتی نام قرآن پاک میں بیان ہوئے ہیں ان تک کا ترجمہ بھی نہیں کیا جاتا ہے آپ خود بھی تو انسانی اسمائے ذات کا کوئی ترجمہ نہیں فرماتے ہیں جب صورت یہ ہو کہ قران کریم میں مذکور ایک عام انسان تک کے ذاتی نام کا ترجمہ جائز نہ ہو تو آخر مالک کائنات کے عظیم ترین ذاتی نام ''اللہ'' کا ترجمہ خدا، بھگوان، یا گاڈ کیونکہ جائز ہو سکتا ہے؟

پھر یہ کہ قرآن سے قطع نظر پوری دنیا میں بھی یہ ہی اصول رائج ہے کہ ذاتی ناموں کا ترجمہ کسی بھی زبان میں ہرگز نہ کیا جائے۔

محترم! ذرا سوچیئے جہاں عام انسان کے ذاتی نام کا اس قدر اہتمام و احترام ہو وہاں تمام انسانوں کے خالق اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام کا ترجمہ خدا کر کے اسم اعظم ''اللہ'' کے ساتھ کتنی بڑی جسارت کتنی بڑی توہین اور کتنی بڑی بے حرمتی نادانستہ طور پر کی جاتی ہے لہٰذا اس سنگین غلطی کا ازالہ ضروری ہے تاکہ اسم ذات ''اللہ'' کو صرف اللہ ہی کہا اور لکھا جائے۔

مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے موقف پر نظر ثانی فرمائیں اور صحیح موقف ''جنگ'' میں ضرور شائع فرمادیں تاکہ آپ کی تمام قارئین کرام بھی اصلاح کریں۔

الجواب:۔ آپ کا سارا خط اس غلط مفروضے پر مبنی ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے اسم ذات ''اللہ'' کا ترجمہ لفظ خدا سے کیا جا سکتا ہے حالانکہ یہ مفروضہ ہی غلط ہے اور غلط فہمی پر مبنی ہے میں نے سائل کے جواب میں یہ لکھا تھا کہ ''اگر اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے کسی

نام کا دوسری زبان میں ترجمہ کر دیا جائے تو اس کے ناجائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟'' میں نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا ترجمہ کرنے کو لکھا ہے۔ تعجب ہے کہ آپ جیسا ذی فہم آدمی اس کا مطلب یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اسم ذات ''اللہ'' کا ترجمہ کرنے کو صحیح قرار دیا ہے'' اللہ'' حق تعالیٰ شانہ کا اسم ذات ہے اس کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا نہ کوئی عاقل اس کے ترجمہ کو صحیح کہہ سکتا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کے دیگر اسمائے حسنیٰ مبارکہ میں سے کسی لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔ اب وضاحت سے لکھتا ہوں کہ لفظ ''خدا'' حق تعالیٰ شانہ' کے اسم ذات ''اللہ'' کا ترجمہ نہیں لفظ ''خدا'' فارسی کا لفظ ہے جس کے معنی مالک صاحب آقا اور واجب الوجود کے ہیں غیاث اللغات میں ہے۔

''خدا بالضم بمعنی مالک وصاحب۔ چوں لفظ خدا مطلق باشد بر غیر ذات باری تعالیٰ اطلاق نکند مگر در صورتے کہ بچیزے مضاف شود، چوں کہ خداوہ خدا۔ وگفتہ اند کہ خدا بمعنی خود آئندہ است چہ مرکب است از کلمہ خود وکلمہ ''آ'' کہ صیغہ امر است از آمدن، وظاہر است کہ امر بترکیب اسم معنی اسم فاعل پیدا می کند و چوں حق تعالیٰ بظہور خود بدیگرے محتاج نیست لہذا بایں صفت خواند ند۔ از رشیدی، وخیابان وخان آرزو سراج اللغات نیز از علامہ دوانی سو امام فخر الدین (رازی ہمیں نقل کرد''۔)

(ترجمہ) لفظ خدا (فا کی پیش کے ساتھ) مالک اور صاحب کے معنی میں ہے جب لفظ ''خدا'' مطلق ہو تو حق تعالیٰ شانہ کے علاوہ کسی دوسرے پر نہیں بولتے مگر جس صورت میں کہ کسی چیز کی طرف مضاف ہو۔ مثلاً کہ خدا، وہ خدا۔ اور علماء نے کہا ہے کہ لفظ خدا کے اصل معنی ہیں خود کو ظاہر ہونے والا (یعنی جس کا وجود ذاتی ہو، کسی دوسرے کا محتاج نہ ہو) کیونکہ خدا کا لفظ دو لفظوں سے مرکب ہے ''خود'' اور ''آ'' اور ان کا لفظ آمدن سے امر کا صیغہ ہے اور فارسی کا قاعدہ ہے کہ امر کا صیغہ کسی اسم کے ساتھ مل کر اسم فاعل کے معنی دیتا ہے چونکہ حق تعالیٰ شانہ، اپنے وجود ظہور میں کسی دوسرے کے محتاج نہیں اس لئے حق تعالیٰ کے لئے یہ صفت استعمال کی گئی یہ مضمون ''رشیدی'' اور ''خیابان'' (دو کتابوں کے نام) سے ماخوذ ہے اور خان آرزوئے بھی سراج اللغات میں علامہ دوانی اور امام فخر الدین رازی سے یہ ہی نقل کیا ہے۔''

غیاث اللغات کی اس تصریح سے معلوم ہوا۔ لفظ ''خدا'' اپنے اصل معنی کے لحاظ سے حق تعالیٰ شانہ کا صفاتی نام ہے۔ یعنی وہ ذات پاک جس کا وجود اپنا ذاتی ہے اور وہ اپنے وجود میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں اس لئے اس لفظ کا اطلاق حق تعالیٰ شانہ کے علاوہ کسی دوسرے پر نہیں ہوتا

اور یہ کہ یہ لفظ عربی لفظ مالک اور رب کے ہم معنیٰ ہے جس طرح عربی میں لفظ رب مطلق بولا جائے تو اس کا اطلاق حق تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں البتہ اضافت کے ساتھ استعمال کیا جائے مثلاً رب المال (مال کا مالک) رب البیت (گھر کا مالک) تو اس کا اطلاق دوسروں پر بھی ہوتا ہے اسی طرح ''خدا'' کا لفظ جب مطلق بولا جائے تو اس سے مالک علی الاطلاق مراد ہوتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہ کی ذات پاک ہے اور جب یہ لفظ اضافت کے ساتھ بولا جائے جیسے کہ خدا (گھر کا مالک) وہ خدا (گاؤں کا مالک) تو یہ لفظ اضافت کے ساتھ دوسروں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

(۶۶) کیا پیدائش سے چند گھنٹوں بعد مرنے والے بچوں کے نام رکھنا ضروری ہے

سوال:۔ جو بچے زندہ پیدا ہوئے اور چند گھنٹوں یا چند دن بعد مر گئے ان کے نام رکھنا ضروری ہیں اور ایسے بچے جو دس پندرہ سال قبل مر چکے ہو جن کے نام اس وقت نہیں رکھے گئے تو کیا اب ان کے نام رکھ دینا ضروری ہیں؟

الجواب:۔ ایسے بچوں کے نام رکھنے چاہئیں۔

(۶۷) غلط نام سے پکارنا یا والد کو بھائی کہنا والدہ کو آپا کہنا کیسا ہے؟

سوال:۔ کچھ لوگوں کے گھروں میں ایسا رواج ہے کہ بچے اور بلکہ بڑے بھی اپنے رشتہ داروں کو غلط نام سے پکارتے ہیں مثلاً بچہ اپنی ماں کو بھابھی اور باپ کو بھائی کہہ کر پکارتا ہے اسی طرح باپ کو اس کے نام کے ساتھ بھائی کہہ کر پکارنا جیسے ستار بھائی، عبداللہ بھائی وغیرہ اسی طرح کچھ بچے اپنی ماں کو باجی کہہ کر پکارتے ہیں یا آپا کہتے ہیں آپ سے دریافت یہ کرنا ہے کہ اس طرح نام لینا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب:۔ غلط نام سے پکارنا تو ظاہر ہے کہ غلط ہی ہے اور کچھ نہیں تو کم سے کم جھوٹ تو ضرور ہے اور والدین کی توہین بھی ہے اس لئے اس سے احتراز کرنا چاہئے اور جن گھروں میں اس کا غلط رواج ہے اسے تبدیل کرنا چاہئے۔ (مفتی یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

تمت